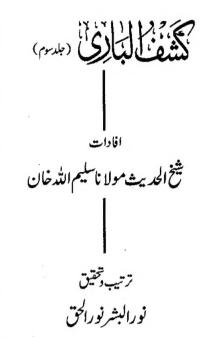


£2011/æ1432



جملہ حقوق بحق مکتب فاروقی کراچی پاکستان محفوظ ہیں اس کتاب کا کوئی بی حصہ کتب فاروقیہ سے ترین اجازت کے بنیر کہیں مجی شائع نہیں کیا جاسکا۔ اگر اس تم کا کوئی اقدام کیا میں تو قانونی کارروائی کا من محفوظ ہے۔

جميع حقوق الملكية الأدبية والفنية محفوظة

لمكتبة الغازوقية كراتشي. باكستان

وبحظر طبع أو تصوير أو ترجمة أو إعادة تنظيد الكتاب كاملاً أو مجزأ أو تسجيله على اشرطة كاسبت أو إدخاله على الكمبيونر أو برمجته على اسطوانات ضواية إلا بموافقة الناشر خطهاً.

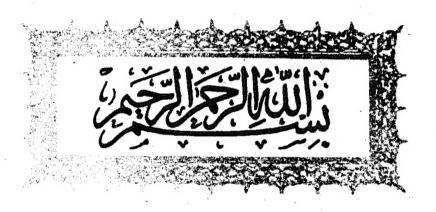
Exclusive Rights by

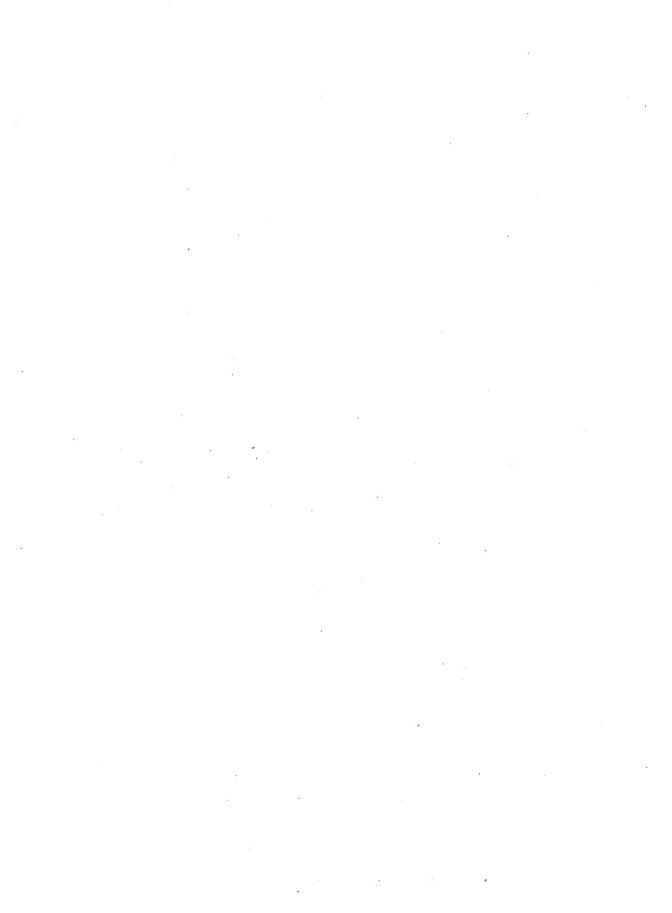
Maktabah Farooqia Khi-Pak.

No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means, or stored in a data base or retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

مطبوعات مكتبدفاروتيكراجي 75230 ياكتان

ز د جامعه فار د قیه شاه فیمل کالونی قبر 4 کراچی 75230 میاکستان فون: 4575763 و 201-4575763 m_farooqia @ hotmail.com





فهرست اجمالي

الصفحة	الأبواب	الرقم
۳۷	كتاب العلم	,
٤١	باب فضل العلم	۲
	باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه فأتم الحديث ثم أجاب السائل	٣
49	باب من رفع صوته بالعلم	٤
۸١	باب قول المحدث حدثنا أوأخبرنا وأنبأنا	٥
١٣٤	باب طوح الإمام المسألة على أصحابه ليختبرما عندهم من العلم	٩
12.	باب القراءة والعرض على المحدث	٧
144	باب مايذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان	٨
711	باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، ومن رأى فرجة في الحلقة فجلس فيها	٩
77.	باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: رب مبلغ أوعى من سامع	١.
777	باب العلم قبل القول والعمل	11
40.	باب ماكان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كيلا ينفروا	14
470	باب من جعل لأهل العلم أياماً معلومة	14
777	باب من يردالله به خيراً يفقهه في الدين	1 £
790	باب الفهم في العلم	10
717	باب الاغتباط في العلم والحكمة	14
. 441	باب ماذكرفي ذهاب موسى صلى الله عليه وسلم في البحر إلى الخضر	14
707	باب قول النبي صلى الله عليه وسلم:اللهم علمه الكتاب	١٨
***	باب متى يصح سماع الصغير؟	19

الرقم	الأبواب	الصفحة
۲.	باب الخروج في طلب العلم	447
11	باب فضل من عَلِم وعَلَّم	٤١٢
77	باب رفع العلم وظهور الجهل	٤٣٤
77	باب فضل العلم	٤٥.
۲:	باب الفتياوهو واقف على الدابة وغيرها	277
76	باب من أجاب الفتيابإشارة اليد والرأس	٤٧٥
۲.	باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم	
	وفد عبدالقيس على أن يحفظوا الإيمان والعلم ويخبروا من وراءهم	0.4
71	باب الرحلة في المسألة النازلة وتعليم أهله	018
4/	باب التناوب في العلم	077
7.	باب الغضب في الموعظة والتعليم إذارأي مايكره	٥٣٣
٣	باب من برك على ركبتيه عند الإمام أو المحدث	٨٢٥
۳.	باب من أعاد الحديث ثلاثاً ليفهم عنه	٥٧٣
4	باب تعليم الرجل أمته وأهله	٥٨٩

ايك وضاحت

ای تقریر میں ہم نے شیخ بخاری کا جو نسخہ متن کے طور پراختیار کیا ہے، اس پر ڈاکٹر مصطفیٰ دیب البغانے تحقیقی کام کیا ہے، ڈاکٹر مصطفیٰ دیب نے احادیث پر نمبر لگانے کے ساتھ ساتھ احادیث کے مواضع متکررہ کی نشاندہی کا بھی التزام کیا ہے، اگر کوئی حدیث بعد میں آنے والی ہے تو حدیث کے ترمیس نمبر واں ہے اس کی نشاندہی کرتے ہیں، یعنی اس نمبر پر حدیث آر ہی ہے اور اگر حدیث گزری ہے تو نمبر ہے ہیلے" ر" لگادیتے ہیں، یعنی اس نمبر کی طرف رجوع کیا جائے۔ حدیث گزری ہے تو نمبر سے پہلے" ر" لگادیتے ہیں، یعنی اس نمبر کی طرف رجوع کیا جائے۔

	تضامين	فهرست.	
	-1		
Caro	1		

صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
44	علم سے مر اویبال علم دین ہے	۵	اجمالی فہرست
	مؤلف رحمة الله عليه في ترجمه مُذكوره	1	فهرست مضامین
40	کے تحت کوئی مند صدیث کیوں ذکر نہیں	P 1	فهرست اساءالر جال
	ى؟	بماسا	ع في مرتب
44	بقاءِ عالم کاراز علم میں پوشیدہ ہے	WZ'	آناب العلم
	تراجم مجروہ کے بارے میں	۳Z	وحی،ایمان اور علم کے در میان ترتیب
MA	حفرت شخالهندر حمه اللدكي تحقيق انيق		ومناسبت
MA	فائده	72	علم کی حقیقت اوراس کی قشمیں
	تکرار فی الترجمة کے	۳۸	وحی،الہام اور فراست
٩٨		ام	باب فضل العلم
, ,	اعتراض كاجواب اور مقصود ترجمه	41	متبيه
۵۰	باب من سنل علما و هو		قول الله تعالى: "يرفع الله
	مشتغل	الم	الذين امنوا منكم" و "رب زدني
۵٠	ما قبل کے باب سے مناسبت		علما"
۵۱	مقصد ترجمة الباب	ایم	" قول الله "كاعراب
٥٣	حديث باب	. ~~	ند کوره آینوں سے اثباتِ ترجمہ

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین /عنوانات
٨٨	"إذا ضيعت الأمانة" "امانت" سے كيا	٥٣	تراجم رجال
	مراوہ؟	٥٣	محمد بن سنان أ
۸۲	ناائل سے مراد بے دین ہیں	۵۵	. E
49	حدیث شریف کی کتاب العلم سے مناسبت	۵۷	عبيه
		۵۸	ابراهيم بن المنذر
44	باب من رفع صوته بالعلم	4+	محمه بن قليح
49	ترهمة الباب كامقصد	44	محدین فلیح کے والد فلیے بن سلیمان
21	مديمه باب ۳۰۰ ما		هلال بن على
41	تراہتم رجال ہیں بیث	45	
21 2m	ابوبشر یوسف بن ماهک	41"	عطاء بن بيبار
	و مصل بن معتق . "ماهک "کی شخقیق .	414	ابوهر برة رضى الله عنه
20		46	قوله: "جاء ه أعرابي"
20	به منصرف ہےیا غیر منصرف؟	414	يه اعرابي كون تفا؟
44	"في سفرة سافرناها"		سوال کے جواب میں تاخیر کی گنجائش ہے یا
44	بيه كہال كاسفر تھا؟	40	موال سے بواب یں ما بیر می جا رہے یا نہیں؟
44	"أرهقتنا الصلاة" كى لغوى تحقيق		
		77	"أين أراه السائل" كامطلب
41	"فحعلنا نمسح على أرجلنا" مسح سے کیا	77	یہاں شک سراوی کی طرف ہے؟
	مرادے؟	77	جواب على اسلوب الحكيم اور قرآن كريم مين
۸٠	"فنادى بأعلى صوتهے اثباتِ		اس کی نظائر
	7.52	42	"إذا وسد الأمر"
٨٠	حضورا كرم صلى الله عليه وسلم كااندازيمان	44	"وسّد"كي لغوى تحقيق
		'-	
			

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
91	الوصية	٠٨٠	"ويل للأعقاب من النار"
91	الوجادة	ΔI	ويلاور عقب كي شخقيق اور مراد
95	طر ق اداءِ حديث	ΔI	خلاصه
95	ساع کے الفاظ	ΔI	منبيه المنابية
95	الفاظ ساع کے مراتب الفاظ ساع کے مراتب		باب قول
92	تند .	AI .	المحدث حدثناأو احبرنا
7'	بية ساع من لفظ الشيخ اور قراءت على الشيخ		وانيانا
91	ا من صورت میں الفاظِ ادامیں تفریق ہو گیا کی صورت میں الفاظِ ادامیں تفریق ہو گیا	٨٢	ما قبل سے مناسبت
	انهيں؟	٨٢	مقصودِ ترجمة الباب . مرحجا
	قراءت على الشيخ كي صورت ميں	14 14	انواع مخل حدیث مالید می افغاز دارد
914	الفاظِ ادا، ان کے مراتب اور علاء کے تین	٨٣	السماع من لفظ الشيخ القراء ة على الشيخ
	ن داہب	. 10	ا منورت على الشيخ قراءت على الشيخ ياعرض كانحكم
44	اجازت کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کا است	۸۵	قراءت على الشيخ كامر تبه
	طریق اداء دورو " مرور بازن	PA	الإجازة
94	''اجازت'' کے چنداورالفاظ	YA	اجازت کی قشمیں
94	مناولہ کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کا	۸۸	المناولة
	طريق اداء	A9	مناوله کا حکم اوراس کامر تنبه
92	کتابت،اعلام، وصیت اور وجادہ کے طریقوں سے حاصل کر دہ روایات کا	9+	المكاتبة الإعلام
	طريق اداء	91	ا موسور م اعلام کی بنیاد پر روایت حدیث در ست ہے یا
92	وقال لنا الحميدي		انبیں؟

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامين / عنوانات
111	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی	- 91	قال لنا، قال لي، ذكرلنا اور ذكرلي ك
	احاديث كي تعداد		مواقع استعال ر به
111	"وقال أبو العالية" به ابوالعاليه كون مين؟	99	الحميدى
1111	قول راجح	1+1	ابن عيبينه رحمه الله
110	ا بوالعاليه رياحي	1+14	. منبي
110	"حديث أبي العالية الرياحي، رياح "كا	1+4	وقال ابن مسعود
4454	مطلب حضرت ابن عباس رضی الله عنه کے ہاں	1+4	صحابه کرام رضی الله عنهم کے الفاظ تحدیث اور انہیں ذکر کرنے کا مقصد
117	ابوالعاليه کامقام ابوالعاليه کامقام	1.4	حضرت ابن مسعود رضی الله عنه کی پہلی تعلیق
112	حديثِ قدى كى تعريف		کی تخریج
112	حضرت ابن عباس رضی الله عنه کی تعلیق کی	1+4	"تنبير
	<i>57</i>	1+4	حضرت این مسعود رضی الله عنه کی دوسری تعایری حزمه یر
HA	یبال حضرت انس کی کون سی حدیث مراد	1+1	تعلیق کی تخریج حضرت حذیفه رضی الله عنه کی تعلیق کی
	ہے؟ مذکورہ تعلیق کی تخریج		7 3
IIA IIA	روقال أبوهريرة"الخ سے كون ك	1+9	حضرت حذيفه رضى اللدعنه
119	وفان ابو مویو است ال سے وال ال	1+9	اسلام میں معاہدے کا حرام
119	ند کوره دونوں حدیثوں کی تخ تنج		حضرت حذيفه رضى الله عنه" صاحب سر"
14.	حديث معنعن اوراس كاحكم	11+	رسول الله علية "كے لقب كے حامل تھے دور عصر من مالاند عد
14+	معنعن کے حکم میں محدثین کااختلاف	111	حضرت عمرر صى الله عنه نے فرمایا" أنت أخي وأنا أخوك!"

COLUMN TO			
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامين /عنوانات
	باب طرح الإمام المسألة على	الماما	حدیث مؤمنّن اور اس کا تقلم
اماسا	أصحابه ليختبرماعندهم من	١٢٣	"قال فلان، ذكرفلان"وغيره كا يحكم
	العلم	144	حديث باب
ماسوا	ما قبل سے مناسبت	110	زاجم رجال
المالما	ترجمة الباب كالمقصد	110	عيدالله بن دينار رحمه الله
120	حديث إب	172	"وإنها مثل المسلم"
100	تراجم رجال	IFA	مسلمان اور تھجور کے درخت میں وجوہ شبہ
120	خالدین مخلدر حمه الله		ישויים?
12	تشيغ كالزام اوراس كي حقيقت	149	چند معقول وجوهِ شبه
1142	سليمان بن بلال رحمه الله	١٣١	"فحدّثونيماهي؟"
11-9	حدیث باب کے رجال اساد میں تغییر کا کیا	1111	پہلیاں بجھوانا جائزہے یا نہیں؟
	فائدهب؟	124	قال عبدالله: ووقع في نفسي أنها
14+	حديث باب كى ترجمة الباب سے مطابقت		النخلة فاستحيبت
12	باب القراءة	124	حضرت ابن عمر رضی اللہ عند کے شر مانے کی وجہ رہتھ ہ
٠٩١١	والعرض على المحدث	!	الياسي؟
۱۴۰	اس" باب" مين نسخون كالختلاف	نهما	اولاد کی ترقی سے ماں باپ کادل خوش ہوتا سے
اما	باب سابق ہے مناسبت	124	ہے علامہ تقی الدین سکی اور حافظ عراقی کاواقعہ
اما	"باب قول المحدث:	IMM	ترجمة الباب اور حديث باب مين مطابقت
	حدثنا "اور مذكوره باب كے در ميان فرق	١٣٣	ترجمة الباب كااثبات

		48-140	Action seeds to the settlem.
صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
104	تراجم رجال	اسا	کیا قراءت اور عرض میں فرق ہے؟
104	شریک بن عبداللہ بن اُبی نمر	1PT	ترجمة الباب كالمقصد
	ان پر ''وضع حدیث''		" قراءت على الشيخ" كے ما نعين
104	اور "قدری" ہونے کا الزام اور اس کی	۱۳۲	ادر مجوزین اور اس سلسله میں قول فیصل
	ترديد	ساماا	منبيه
101	فا كده	100	واحتج بعضهم في القراء ة على
	حضرت ضام بن نقلبه رضی الله عنه		العالِم
109	کی آمد کس سن میں ہوئی تھی؟	100	يهال "بعضهم" كامصداق كون بع
144	"فأناخه في المسجد، ثم عقله"	١٣٦	"أخبر ضمام قومه بذلك فأجازوه"
141	"ثم قال لهم: أيكم محمد؟"	١٣٦	امام مالک رحمه الله کااستد لال
144	حضرت ضام بن تغلبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر کیسے	IMA	حديث بإب
	517R		
141	" "والنبي صلى الله عليه وسلم متكي"	IMA	تراهم رجال ر ،
	كياحضور صلى الله عليه وسلم	119	محمد بن الحن الواسطى رحمه الله
145	ي مورس الله منتيرو کی ځيک لگا کر بيٹھنے کی عادت تھی؟	101	"لابأس بالقراءة على العالم"
יזצו	"بين ظهرانيهم"كي شخقيق	101	ند کورهاژکی تخ تخ
140	فا ئده	101	ابوعاصم رحمه الثد
141	آ پ علیه الصلاة والسلام کارنگ مبارک	100	" نبيل" لقب پڙنے کي د لچپ دجوه
IYO	"ابن عبد المطلب" كهني كي وجه	IDM	"القراء ة على العالم وقراء ته سواء"
arı	"قدأجبتك"ك معنى	100	اس قول کا کیامقصدہے؟
177	''فلا تجد عليّ''	100	مديث إب

	Commence of the Commence of th		
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین /عنوانات
	کیاامام بخاری سلیمان	177	''وجد'' کے مصادر کی لغوی شحقیق
122	بن المغير ه كو قابل إحتجاج نهيس سيحقة ؟	144	تفصیل سے قتم دینے کی دجہ
149	حديث صنام اوراس كاترجمه	AFI	"أن تأخذ هذه الصدقة"
1/1	تراجم رجال	AFI	کیا آدمی اپنی ز کوهٔ خود تقسیم نہیں کر سکتا؟
1/1	سليمان بن المغير ة رحمه الله		آٹھ مصارف ز کوۃ میں ہے
11/11	ثابت بن اسلم بنانی رحمه الله	AFI	صرف" فقراء" کی شخصیص کی وجہ
110	ثابت بنانی کا عبادت اور تلاوت میں	149	نقل ز کوة من بلد إلى بلد کامسکله
1/10	انبهاک		حضرت ضام ر ضی الله عنه کی
PAI	" شبي	149	حاضری حالت ِ اسلام میں ہوئی یا حالت ِ کفر
		•	میں؟
	باب ما يذكر في المناولة		"زعم"ے حضرت ضام
IAY	وكتاب أهل العلم بالعلم إلى	14+	کے عدم ِ ایمان پر استدلال اور اس کاجواب
	البلدان.	127	مقلد کاایمان معترب
114	ما قبل سے مناسبت اور مقصدِ ترجمة الباب	124	کیا حدیث ضام میں حج کاذ کر نہیں؟
114	مناوله كى ابحاث كاخلاصه	124	المتعبية
114	مناوله مقرونه بالاجازهاور مجرده عن لإجازه كاحكم	120	حديث باب كالتعلق
١٨٧	عرض المناوله	120	رواه موسی وعلی بن عبد
144	مكاتبت كى ابحاث كاخلاصه		الحميد
	مناولية مقرونه بالاجاز ةاور	120	ند کوره متابعات کی تخ تنج
IAA	مكاتبه دونول مساوى بين يامتفاوت؟	124.	على بن عبدالحميد
1/19	قال أنس: نسخ عثمان المصاحف	122	ند کورہ متابعات کو تعلیقاً تخر تنج کرنے کی وجہ

			The Secretary of the Se
صفحه	مضامین /عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
1-1	"بعث بكتابه رجلاً"	1/19	حضرت انس رضی الله عنه کی مٰه کوره تعلق
1+1	"رجلائے کون مرادہے؟		ي تخ يَ
4+4	حضرت عبدالله بن حذافه سهى رضى الله	1/19	حضرت انس رضی الله عنه کی مذکوره روایت
	عنه		كاخلاصه
4+4	وأمره أن يدفعه إلى عظيم البحرين	19+	حضرت عثان رضی الله عنه نے کتنے نسخے تیار کرائے تھے؟ اور کہاں کہاں
4+4	"عظیم البحرین" سے کون مرادم؟		سے نے نیار کرائے تھے: اور بہال بہال بھیمے تھے؟
4.4	"كسراى" ہے كون مراد ہے؟	191	سیب — ایک اهرکال اور اس کا جواب
	کسری کی بر ہمی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ		"ورأى عبدالله بن عمر
4.4	وسلم کو گر فنار کرنے کی نایاک کو شش اور	191	ويحيى بن سعيد، ومالك ذلك
	بإذان كااسلام		جائزًا"
4+4	والانامه پپاڑنے پر	198	عبدالله بن عمرے كون مراد بيں؟
·	آپ علیہ السلام کی تسری کے لیے بدد عااور اس کااثر	194	یحیی بن سعید کے اثر کی تخریج
r+0	عور تول کی حکومت پروعید	192	امام مالک رحمة الله علیه کے اثر کی تخریخ
r+0	مديث باب	194	واحتج بعض أهل الحجاز في
4+4	تراجم رجال		المناولة
4+4	محمد بن مقاتل ابوالحن	194	لعض اهل حجازے کون مر ادبیں؟
Y+A	آپ علیه الصلوة والسلام کی انگو تھی اور اس	191	مذ كوره سريد كے واقعه كى تخ تخ
	كا نقش	191	واقتعه كاخلاصه
r+A	روايت بإب كالمقصد	r	حديث باب
r+9	فا كده	. ۲++	تراجم رجال

		例如是	
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
119	يه جمله خربيه عيادعائيه؟	1+9	"فقلت لقتادة:أنس"عبارت
	باب قول النبي صلى الله عليه		نذكوره كامقصد
***	وسلم:	r1+'	فاكده
	ربّ مبلّغ أوعيٰ من سامع		باب من قعد حيث ينتهي به
77.	ما قبل کے باب سے مناسبت ترجمة الباب میں مذکور تعلیق کی تخریج	PH.	المجلس ومن رأي فرحة في
11.	ر عمدة الباب عن مد ورسيان مران ترجمة الباب كالمقصد		الحلقة فجلس فيها
1771	امام بخاری کی رباعیات کی حیثیت	711	محبس علم مين بينيضة كاطريقه اورادب
		۲۱۱ .	ما قبل سے مناسبت
777	حديث باب مدين ا	rir	حديث باب
777	تراهم رجال . لندر	717	ترا ^ح م رجال
777	يشر بن المفضل	rim	اسحاق بن عبدالله بن أبي طلحة
224	ابن عون	rir	ابومُر "ة مولى عقيل بن أبي طالب
774	عبدالرحمٰن بن أني بكرة	110	ابووا قد الليثي
772	"ذكرالنبيُّ صلى الله عليه وسلم قعد		حديث إب كامطلب
	على بعيره"	. riy	
772	"ذكو"ميں ضميرك مرجع كى تعيين	112	وأما الآخر فاستحيا فاستحيا اللهمنه
227	"أمسك إنسان بخطامه"انان	MIA	استحیاء کے دو معنی
	سے کون مرادہے؟	MA	شاه ولى الله رحمه الله كى توجيه لطيف
779	خطام اورزمام دونوں مترادف ہیں یاان میں	119	"وأما الآخر فأعرض فأعرض الله
	ارق ۽؟		عنه"
-			

صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
227	یہ جملہ خبر ہے یا امر؟	779	قال: أي يوم هذا؟
777	ومن سلك طريقاً يطلب به	449	روايات مين تعارض اور دفع تعارض
rma	علماً اس حدیث کی تخر تج	144	"فإنّ دماءكم وأموالكم
	بيروايت امام بخارى في اپني	221	ایک اشکال اور اس کاجواب
129	كتاب مين كيون درج نهين كى؟	+ + * + * * • • • • • • • • • •	فإن الشاهد عسى أن يبلغ من هواوعي
44.	"إنما يخشى الله من عباده العلماء"		له منه
44.	ند کورہ آیت سے فضیلت ِعلم کا اثبات	444	ترجمة الباب كااثبات
444	کیاعلم کے ساتھ خثیت لازم ہے؟	227	باب العلم قبل القول والعمل.
44.4	ونبييه	788	باب سابق سے مناسب
191	علماء کی شان میں ابن در بدر حمة الله علیه کے اشعار	788	ترجمة الباب كالمقصد
202	"من ير دالله به خيرا"	۲۳۳	تقدم کی قشمیں
444	"إنما العلم بالتعلّم"	220	"فاعلم أنه لاإله إلاالله"
777	ٔ حدیث ند کور کی تخ تنج	700	امام بخاری کااپنے مقصد پر استدلال
	ماہر ارباب فتوی سے تربیت ماہر ارباب فتوی سے تربیت	٢٣٥	وإن العلماء ورثة الأنبياء
444	ماہرار بابِ فتوی سے تربیت مکمل کیے بغیر فتوی دینادر ست نہیں	٢٣٥	حدیث مذکور کی تخر ت
	صرف مطالعہ ہے	٢٣٦	حدیث کے مذکورہ حصہ کولانے کا مقصد
444	محدث بننے والے شخص کاد لچسپ واقعہ	444	" نبی" کی لغوی اور اصطلاحی تعریف
444	"وقال أبوذر:لووضعتم الصمصامة"	747	كيا"علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل"
444	نه کورهاژ کی تخ تج		مدیث ہے؟
466	حضرت ابوذر رضی الله عنه کی حق گوئی اور	22	لفظ''ورثوا''کی شخقیق
	بیباک	۲۳۸	"من أخذه أحذ بحظ وافر"

	,		
صفحه	مضامین /عنوانات	صفحه	مضامين /عنوانات
101	"كي لاينفروا"كااضافه	444	واقعه كى تفصيل
101	امام بخارى رحمة الله عليه كالمقصد	rra	"كونوا ربانيين: حكماء، علماء،
101	حديث باب		فقهاء"
rar	زاجم رجا ل	rra	ند کورهاژگی تخ ت ^{یج} ز
rar	محد بن بوسف فرمایی محد بن بوسف فرمایی	224	تشخوں کااختلاف درہے " سرمد
		444	" تھکہت" کے معنی
rar	ايك انهم فائده	78Z	''عالم" کے کہتے ہیں؟ ''نتہ ''
100	فاكده	78Z	'' فقیب'' کون ہے؟ در سیکر ال
704	"يتخولنا"كے معنی	* ***	''حلماء''کامطلب دن''' سرمعن
T02	"كراهة السآمة علينا"	+ r^ \	''ر بائی'' کے معنی کبارِ علم اور صغارِ علم کامصداق
102	حدیث باب کا ترجمة الباب کے ساتھ	,,,,,,	کباری م اور صفاری مصندان امام بخاری رحمة الله علیه نے مذکورہ
	انطباق	449	باب کے تحت کوئی حدیث مر فوع کیوں ذکر
ran	صديث باب		نېيں کى؟
201	تراجم رجال	444	اشتغال بالعلم اشتغال بالنوا فل سے افضل ہے
201	محمد بن بشار بندار	444	اس مئله میں اختلاف
141	ابوالتیاح پزید بن حمید شبعی	100	باب ماكان النبي
. 11			يتخولهم
rtr	"يسّروا ولا تعسّروا وبشروا ولا تنفروا"	201	ما قبل سے مناسبت
	منطووا عبارت کی تشر ت ^ح		حديث باب مين توصرف"وعظ"
٣٩٣		101	کاذ کرہے، ترجمہ میں «علم "کااضافہ کیوں
۳۲۳	تبشیر کے مقابل تعفیر لانے کا نکتہ		50% [7]

صفحه	مضامین / عنوانات	صفح	مضامین / عنوانات
72M	تراحم رجال		ایک اہم وضاحت
120	سعيد بن عُفير	•	باب من جعل لأهل العلم
122	ا. این وهب	• •	أيامامعلومة
rzn	ان کے اندر علم حاصل کرنے کا شوق کیسے		ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت
	پيدا ہوا؟	.740	ترجمة الباب كامقصد
14	امام نسائی اور امام احمد رحمهماالله کی جرح اور اس	777	حديث باب
	کی تردید عہد ۂ قضامستر د کرنے کاحیلہ	444	تراچ _م ر جال
TAI	عہدہ قصا مسر د کرنے کا سیلہ انتقال کا داقعہ	777	عثان بن أبي شيبه
PAI	التقال فادا تعه یونس بن پزیداً یلی	447	جرير بن عبدالحميد ضى
717	یو س.ن پریدایی بعضائمه کی جرح اوراس کی تر دید	7 2•	منصور بن المعتمر كوفي
71	ص مه می برن اوران می طروید حضرت معاویه رضی الله عنه	121	فقال له رجل: يا ابا عبد الرحمن
110			لو ددت
PAY	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ کی دعائیں	727	"رجل" سے کون مرادہے؟
PÄY	سے سے سور عیصہ فی دعا یں ساست و حکومت میں حضرت معاویہ رضی	724	روزروز وعظ مناسب نہیں
	سیاست و سو ت بین مسترت ساوتیر رس الله عنه کاحصه		باب من ير د الله
7 1/4	مشاجرات صحابه رضى الله عنهم كانحكم	724	به حيرا يفقهه في الدين
۲۸۸	حضرت معاويه رضى الله عند كى وصيت	724	ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت
719	حضرت معاویه رضی الله عنه کی مروی	220	ترجمة الباب كالمقصد
	احاد بیث کی تعداد	727	حديث باب

صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
192	تراجم رجال	179	قال حميد بن عبدالرحمن: من يردالله
194	علي بن المديني		به خیراً
m	حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی عقبل پر شدید تنقید	7/19	عموم"من" پراشکال اور جواب
		19+	"وإنما أناقاسم''
P+1	اصولِ حدیث پر بہلی متقل تصنیف امام ابن المدینی نے فرمائی	19+	ند کوره جمله کی نحوی شختیق
		491	ا یک اشکال اور اس کاجواب
m.m	ا بن الى جيح ابن الى جيح متهم بالقدر تھے؟	191	اس جملہ کے دومطالب
444	ا یک اشکال اور اس کاجواب	491	"ولن تزال هذه الأمة"
۳+۵	روايت حديث مين برعت قادحه اور غير	797	كياسارى امت الله كرين پر قائم رہے گى؟
	قاد حد کی تفصیل ما است. سنت می شود: «	797	حدیث میں کون سی جماعت مرادہے؟
۳+۲	تدلیس کاالزام اوراس کی شخفیق	191	حضرت تشميرى رحمه الله كي لطيف توجيه
W+2	امام مجاهد رحمه الله	490	''لايضرّهم من خالفهم''کامطلب
۳+9	امام مجاهد پر تدلیس کا الزام اوراس کی		
	تحقيق	490	"حتى يأتي أمر الله" مين" أمر الله" ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ
+اس	حضرت ابن عمر رضى الله عنهماكي روايت		کیامرادہے؟
	مين احتياط	. rar	روایات میں تعارض کاد فعیہ
اا۳	حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت	190	حديث باب كى ترجمة الباب سے مطابقت
MIK	ينعبيه	190	باب الفهم في العلم
	باب الاعتباط	190	ما قبل سے مناسبت
MIT	في العلم والحكمة	444	ترجمة الباب كالمقصد
m14	ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت	192	حديث ياب
, ,,			

The state of the s	1		
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین /عنوانات
mrr	ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت		ترجمة الباب مين علم
		MIT.	اور حکمت دونوں کوذ کر کرنے کی وجہ
444	ترجمة الباب كالمقصد	۳۱۳	"تفقهوا قبل أن تسوَّدوا"
mrr	اشكال اور توجيهات		حضرت عمر رضى الله عنه
444	رجمة الباب پرايک اشكال اوراس كاجواب	414	کے اُثر کی ترجمۃ الباب سے مطابقت
, , ,		710	"قال أبوعبدالله: وبعدأن تسوّدوا"
779	حديث باب		حضرت عمرر ضی اللّٰہ عنہ کے اثر کی تخریج
279	تراجم ر جال	710	•
		210	"وقد تعلم أصحاب النبي عُلَيْنَا في
779	محمد بن غریر زهر ی		كبرسنهم"
mm.	عببيه	714	<i>حديث</i> ِ باب
١٣٣١	ایک اور تنبیه		"على غيرماحدثناه الزهري"
		۳۱۸	كامطلب اوراس كي تضر تح كامقصد
اسسا	ليقوب بن ابراهيم		"لاحسدالا في اثنتين" يهال صدك
mmm	ابراهیم بن سعد بن ابراهیم	MIN	حقیق معنی مراد ہیں ایہ غبطہ کے معنی میں ہے؟
		mr.	راوحق میں سار امال صرف کردینااسر اف نہیں
۳۳۹	حرببن قیس رضی الله عنه		
mm2.	أبي بن كعب رضى الله عنه	** **	ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضى
mm A	حضرت ابی بن کعب کے بعض فضائل و		بها ويعلمها
	امتيازات	mr+	ا یک سوال اور اس کاجواب
	" I		باب ماذكرفي ذهاب
mmq	فائده(تعدادِ مرویات)	ارديو	
444	أنه تماري والحربن قيس بن حصن	441	موسى عليه السلام في
	الفزاري.		البحر إلى الخضر
	<u> </u>		3 3:7 .

<u> </u>		***	
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
rar	باب قول النبي مُلَنِّةِ اللهم علمه	444	یہاں اختلاف صاحبِ موسیٰ کے بارے
	الكتاب		میں ہے
mar	بابسابق کے ساتھ اس باب کی مناسبت		آگے ایک اور اختلاف ہے
mar	مقصد تزجمة الباب	4-4-4	جوخود حضرت موسیٰ کے بارے میں ہے
204	حديثِ باب	المائط	حضرت موسی علیہ السلام کا اپنے آپ کو ''اعلم''کہنا
204	تراجم ر جال	444	ر مي مهم حضرت "خصر "عليه السلام
204	ابومعمر	444	لفظ" خطر"كاضبط
ran	عبدالوارث بن سعيد	444	خصر لقب ہے نام نہیں
١٢٣	خالدین مهران الخذاء	ساماس	'' خضر'' سے ملقب ہونے کی وجہ
۳۲۳	"حذاء" کے لقب سے معروف ہونے کی	mum	حضرت خضرعليه السلام كانام ونسب
	وجه	m44	حضرت خصرعليه السلام كي نبوت وولايت
٣٧٣	عکر مه بمولی عبدالله بن عباس		حضرت خضرعليه السلام
	حضرت عكرمه رحمه الله	mma	اب تك حيات بي ياان كانتقال مو چكا؟
444	پر تین الزامات اور ان کی تحقیق وتر دید	mra	منکرین و مفیتین حیات کے دلائل
m2+·	قال:ضمني رسول الله صلى الله عليه	ومس	ند بسبردانح
	وسلم	ماس	ایک اہم ہات
m2+	وقال: اللهم علمه الكتاب	۳۵٠	كياعلم باطن علم ظاہر سے افضل ہے؟
m2+	انقالِ علوم کی ایک صورت		شخ اگرنا جائز کام کا حکم دے
	ایک روایت میں "علمه الکتاب" کے	mar	تومرید کے لیے اس کا کرنا جائز نہیں
٣٧1	بجائے"علمه الحکمة"واردہے۔		كياشخ أكبرابن عربي رحمة اللدعليب
٣21	حضورا كرم صلى الله عليه وسلم كى دعا كاسبب	mam	کے نزدیک ولایت نبوت سے افضل ہے؟

مضامین /عنوانات صفح مضامین /عنوانات صفح صفح مضامین /عنوانات صفح صفح عاکیل حصول علم کے لیے ۲۵۳ وارسلت الاتان ترتع فدخلت ۲۸۵ حضرت ابن عباس کااستدلال ۲۸۹ صحصح درماع علم ۲۵۳ حضرت ابن عباس کااستدلال ۲۸۹ صحصح درماع علم ۲۵۳ حصورت الله ۲۸۳ حصورت الله ۲۸ حصورت الله ۲۸ حصورت الل	بزرگوں کی د ضروری ہیں
حضرت ابن عباس كااستدلال	ضروری ہیں
الاعتراب على المراب الم	
بتي يصح سماع المحمد الباب ع ماته انطباق	باب ه
الصغير؟	
الراتين المناس السريس التاجم رجال التعريب	
امة و المربي	باب سمان ترجمة الباب كا
يه في عليه كان أن إن ان	**
الحمد بن حرب	ي کو طلا کے دلائل
الؤبيدي (ابوالهذيل محمد بن الوليد) الم	صرره ل
المحمود بن الربيع رضي الله عنه المعالم	نراجم رجال نراجم رجال
قال: عقلت من النبي عَلَيْكُ مجة مجها ١٩٩٣ عقلت من النبي عَلَيْكُ مجة مجها ١٣٩٣ برالله بن عتب	,
ه زواقه المرسو الغي وجهي	ایک سبق آم ایک سبق آم
"کی تحقیق ۳۸۱ ایک اعتراض اوراس کاجواب ۳۸۱	"حمار أتان'
ا کده ا	نكته
المرت الاحتلام المسلم المرتمة الباب كرماته حديث كي مطابقت المسلم	وأنا يومئذق
کے وقت ابن عباس کی عمر سم سے اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ الل	
سمس باب الحروج في طلب ممس	قول راجح
للعلم يمنى إلى ١٣٨٣ العلم	ورسول الل
بابسابق کے ساتھ مناسبت	غير جدار
اواقعہ ہے الم بخاری پر علامہ عینی کا عتراض اور اس کا ۲۳۹۹	يه ججة الوداع كا
داد "كامطلب جواب	"إلى غير جا

1			
صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
ا۲۲	الغيث الكثير	h++	ترجمة الباب كالمقصد
411	نقية	4+4	ورحل جابر بن عبدالله مسيرة شهر
اسهم	''اَجادب"کی شخفیق		إلى
444	قيعان	4+4	ند كوره حديث كي تخ تنج اور نص حديث
מאמ	فذلك مثل من فقه في دين الله	r+0	ابن بطال رحمة الله عليه كاايك وجم
444	لفظ" فقه"کی تحقیق		معلقات بخاری کے متعلق
۲۲۵	مثال اور ممثل له میں مطابقت	r+0	أيك قاعده پراعتراض اوراس كار د
۳۲۸	اسحاق بن راهو پير	144	حديث باب
449	راهوبيه كاتلفظ	4-4	تراجم رجال
۲۳۲	"قيلت الماء"	4-4	ابوالقاسم خالد بن خَلي
444	قاع	r+1	الأوزاعي
444	والصفصف: المستوي من الأرض	۳۱۲.	باب فضال من علم وعلم
ماهما	باب رفع العلم و ظهور	۲۱۲	سابق باب کے ساتھ ربط
	الجهل	414	ترجمة الباب كالمقصد
ماساما	سابق باب کے ساتھ ربط و مناسبت	414	<i>حديث</i> وباب
ماساما	ترجمة الباب كالمقصد	ייוויין	تراجم رجال
ا به ندیم		سام	محمد بن العلاء
	وقال ربيعة: لا ينبغي لأحد عنده	مالم	حماد بن أسامه
	شي ء	412	بريد بن عبدالله
ماسما	ربيعه	44	مثل ما بعثني الله به من الهدئ
244	النبيب	444	الهدى والعلم

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامين / عنوانات
ra+	سابق باب کے ساتھ ربط ومناسبت	۳۳۸	امام ربیعة الرائے رحمة الله علیه کے مذکورہ
201	تكرار في الترجمة كااعتراض اور ترجمة الباب		ارژ کی تخ تابج
	كالمقصد	۴۳۸	مذکورہ اثر کا مطلب اور ترجمة الباب کے
rat	علم کے زائد ہونے کی صور تیں		ساتھ انطباق
202	تنبيه	4.4.4	حديث بإب
rar	ا حديث پاب	444	تراهم رجال
200	تراجم ر جال پرس	٠ ١٩١٨	عمران بن ميسرة
200	عقبل بن خالد	444	"أن يرفع العلم"
MON	حمزة بن عبدالله بن عمر	444	علم کے اٹھنے کی صورت
209	''حتى إني لأرى الرِّنّ يخرج في	~~~	"ويثبت الجهل"مين مختلف وجوه
וציא	أظفاري"	~~~	كثرت شراب نوشي علامت قيامت
41	دودھ سے علم مراد لینے کی وجہ * .	mma	حديث باب
	چند فوائد	۵۳۳	تراجم رجال
744	ا یک شمهه کاجواب	المباما	لأحدثنكم حديثا لا يحدثكم أحد
444	فاكده		بعدي
אציח	الفيا وهو واقف على	447	ا يك اشكال اور اس كاجواب
	الدابة وغيرها	۳۳۸	وتكثر النساء ويقل الرجال حتى
444	فتيا		يكون
444	ھو ضمیر کامر جع	ra+	امورِ خسه کو مخصوص بالذکر کرنے کی وجہ
WAPP	"وابه" سے مراد	ra+	باپ دیساں نعبہ

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
۳A٠	حديث باب	שיף או	بابِ سابق کے ساتھ مناسبت
١٨٨١	تراجم رجال	. 444	مقصد ترجمة الباب
MAI	کمی بن ابر اهیم	אאט	مديث باب
۳۸۳	"كأنه يريد القتل"كس كاجمله ٢٠	PYD	تراچم <i>ر</i> جال
۳۸۳	"هرج"کے معنی	۵۲۹	عیسی بن طلحة بن عبیدالله
440	صديث باب		فائده(العاص يالعاصي؟)
440	ترا <u>ئم</u> رجال ر	444	
۳۸۲	فاطمه بنت منذر بن زبیر برخسید میدود	447	ججة الوداع کے مختلف نام اور ان کی وجوہ ننہ
γΛΔ γΛΛ	اساءر ضی الله عنها حد حریب منصوری مضروری		ئیں۔ یوم النحر کے چار مناسک اور ان میں ترتیب
1 //	حجاج بن یوسف اور حضرت اساء رضی اللّه عندا		يا آ رڪ پيار ۽ مان ترويل مان ريابي ا کا حکم
r9+	حبي حتى علاني الغشي	m2m	مديث باب كا ترجمة الباب ك ساتھ
١٩٩١	عنی سار می مسلمی عنثی ناقض د ضوہے یا نہیں؟		انطباق
199	"حتى الجنة والنار"	r20	باب من أجاب الفتيا باشارة
١٩٩١	ایک اشکال اور اس کاجواب		اليد والرأس
797	جنت وجهنم كاوجو د	r'20	باب سابق اور مٰد کوره باب میں مناسبت
44	فأوحي إلى أنكم تفتنون في قبوركم	r24	باب سابل ادر مد ورهاب بن سن سبك ترجمة الباب كامقصد
بالهما	مئلهُ عذابِ قبر		رسنه، باب مديث باب
490	"مثل أوقريب"	722	تراجم رجال تراجم رجال
490	المسيح الدجال	424	موسی بن اساعیل تبوذ کی
m90	مسيح الهدايه اور مسيح الضلالة	۴۸+	"فأوماً بيده، قال: ولا حرج"

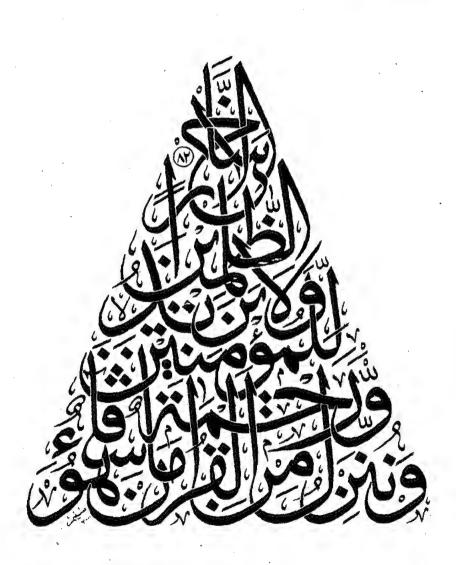
	- in the second		
صفحه	مضامين / عنوانات	صفحه .	مضامین / عنوانات
	وقال مالك بن الحويرث:قال لنا	٢٩٦	استح كا تلفظ
۵۰۸	ملالله ا لنبي غَالِثِينَةِ	44	المسيح كي وجه تشميه
۵۰۸	حضرت مالك بن الحويريث رضى الله عنه	494	ماعلمك بهذا الرجل
۵۱۰	ند کورہ تعلیق کی تخر تئے	447	هذا الرجلكامثاراليه
۵1+	ند کوره تعلیق کا مقصد	49	تنبيه
۵1+	مديث پاب	۵۰۰	فيقال: نم صالحاً
۵۱۱	ر بار تراجم ر جال	۵+۱	کیا قبر کا سوال اس امت کے ساتھ مختل کے
	"شقة بعيدة"كى ^ش قيق		?-
۵۱۲		۵+۲	آیا قبر کا سوال ہر شخص سے ہوگا یا صرف
۵۱۲	دباء، حنتم، مزفت، نقیر اور مقیر ا		مؤمن ہے؟
	کے معنی	0+1 <u>r</u>	کیا قبر میں بچوں سے سوال ہو گا؟
۵۱۳	باب الرحلة في المسألة	P+0	فا ئدہ (کن لو گول سے قبر میں سوال نہیں
	النازلة		(۶۶۶)
٥١٣	لفظ" رحله "کی شخفیق	P+4	احادیث باب کا ترجمۃ الباب کے ساتھ
۵۱۳	باب ِسابق سے مناسبت		انطباق
٥١٣	تکرار فی التر جمه کاشیهه اوراس کاازاله		باب تحريض النبي عُلَيْمِ باب تحريض النبي عُلَيْمِ
ماه	مقصدترجمه	0.4	وفد عبدالقيس على أن
ماه	التبيه المالية		يحفظوا
ماه	حديث باب	0+4	اباب سابق سے ربط
۵۱۵	ر اهم ر جال تراهم ر جال	۵+۷	مقصدِ ترجمة الباب

صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین / عنوانات
DYA	تعلیقاً اینے کی وجہ	۵۱۵	عمر بن سعيد بن ابي حسين
STA	"كنت أنا وجار لي من الأنصار"	ria	عقبه بن الحارث رضى الله عنه
۵۲۸	ليه "جار"كون ہے؟	012	أنه تزوج ابنةً لأبي إهاب بن عزيز
259	بني اميه بن زيد	012	اس خاتون کانام وکنیت
۵۳٠	عوالی مدینه	۵19	كيف و قد قيل!
١٣٥	تفصيلي واقعة حديث	۵۲٠	کیا رضاعت میں ایک عورت کی شہادت
	باب الغضب في الموعظة		معتبرہے؟
۵۳۳	والتعليم إذا رأى مايكره	٥٢١	"ففارقها عقبة"
0mm	بابِسابق کے ساتھ مناسبت	۵۲۲	رحمة الباب كااثبات
مسم	مقصد ترجمة الباب	۵۲۲	باب التناوب في العلم
مهم	النبيب	orm	باب سابق سے مناسبت
۵۳۲	حديث باب	۵۲۳	مقصد ترجمة الباب
١٢٩٥	تراجم ٍ د جال	arr	حديث باب
۲۳۵	محمه بن کثیر	arr	تراجم رجال
۵۳۹	قال: قال رجل: يارسول الله، لا	ara	عبيدالله بن عبدالله بن أبي تور
	أكاد	۵۲۲	ا فا ئىدە
٥٣٩	"ر جل "کون ہے؟ 	۵۲۲	ا يك اور فائده
2009	امام کون ہے؟	۵۲۷	قال أبو عبد الله: وقال ابن وهب:
ort	حديث باب		أخبرنا يونس

			The state of the s
صفحه	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامين / عنوانات
חדם	احديث باب	arr	تراجم ر جال
ayr	تراجم ٍ رجال	۳۳۵	يزيد مولى المنبعث
rra	"سلوني عما شئتم"	۵۳۲	زيدبن خالد جهنى رضى الله عنه
۵۲۷	کیا بیه علم غیب کاد عوی نہیں؟	ara	سأله رجل عن اللقطة
	فلما رأى عمر مافى وجه	ara	حديث باب مين "رجل" سے كون مراد
042	قال:		? ?
	باب من برك على ركبتيه	042	''لقطه''کی لغوی تحقیق
AFG	عند الإمام أو المحدث	DMA	القاط لقط كاحكم
AYA	"بردك" كے معنی	۵۳۸	وِ کاء، وعاءاور عفاص کے معنی
AYA	باب سابق کے ساتھ مناسبت	019	ثم عرفها سنة
	ترجمة الباب كالمقصد	009	مدتِ تعریفِ کتنی ہونی چاہیے؟
AFG		۱۵۵	انتفاع باللقطه كالحكم
649	عديث باب ۲۰۰۰ - ۱۰	009	لقط اگر ختم ہو جائے اور مالک نکل آئے
049	راجم ر جال		توضان ہو گایا نہیں؟
041	لبرك عمر على ركبتيه	W 17	صاحب لقطہ کے ذمہ لقطہ واپس کرنا
021	'بروک"کی صورت		كبواجب يع؟
021	شكال اور جواب	ודם	قال: فضالة الإبل؟ فغضب
021	نبيه	۵۲۲	ونٹ کالتقاط درست ہے یا نہیں؟
024	اب من أعاد الحديث ثلاثا	ayr	ال: فضالة الغنم؟ قال: لك أو
	ليفهم عنه		لأحيك أوللذئب

			AND THE PROPERTY OF THE PROPERTY OF
صفحہ	مضامین / عنوانات	صفحه	مضامین /عنوانات
۵۸۹	باب تعليم الرجل أمته	020	سابق باب کے ساتھ مناسبت
۵۸۹	وأهله	020	ترجمة الباب كامقصد
۵۸۹	باب سابق کے ساتھ مناسبت	۵۷۵	فقال: ألا وقول الزور، فما زال
			أيكررها
. 69+	ترجمة الباب كامقصد	۵۷۵	ترجمہ کے عدمِ ثبوت کا شکال اور اس کے
۵9٠	حديث باب		جوابات
۵91	تراجم رجال	02Y	وقال ابن عمر: قال النبي عُلَيْكِ : هل
١٩۵	المحار بي (عبدالر حمٰن بن محمد بن زياد)		بلغت؟ ثلاثا
۵۹۳	صالح بن حيان	824	صيث باب
290	عبيه	024	تراجم رجال
294	ثلاثة لهم أجران	024	عبده
294	کیاد وہر ااجر تین آدمیوں میں محصورہے؟	022	عبدالصمد بن عبدالوارث
294	دوہرے اجر کے ساتھ تین اشخاص کی	049	عبدالله بن المثنى
	تخصيص كاسبب	۵۸۲	ثمامه بن عبدالله
400	اہل الکتاب سے کون مراد ہیں؟	۵۸۳	كان إذا سلم سلم ثلاثاً
	اہل کتاب یہاں عام ہے یادہ لوگ	DAM	اس جملہ کے مختلف مطالب
4+0	مراد ہیں جنہوں نے تحریف و تبدیل نہیں	PAG	واذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثا
	کی؟	PAG	بيبيد
7+7	تضاعف إجركاميه تحكم دور نبوى كے ساتھ خاص	PAG	حديث إب
	ہےیاعام؟	۵۸۷	حديث باب
Y+2	والعبدالمملوك إذا أدى حق الله وحق	۵۸۷	تراجم رجال
	مواليه	۵۸۸	ويل للأعقاب من الناز مرتين أوثلاثاً

صفحه	مضامين / عنوانات	صفحہ	مضامین / عنوانات
41+	ثم قال عامر: أعطيناكها بغير	Y+ A	ورجل كانت عنده أمة فأدبهاء
	ع		الحسن تأديبها
41+	اس میں مخاطب کون ہے؟	4+4	يك اشكال اوراس كاجواب
711	مصادر ومراجع	41+	"فله أجران"



فهرس أسماء المترجم لهم على ترتيب حروف الهجاء

				<u></u>	
صفحه	نام	نمبر شار	صفحه	ŗŧ	نمبر شار
۱۳۳۳	ابو کریب (محمہ بن العلاء ہمدانی کو فی)	ŧΛ	444	ابراجیم بن سعد زہری	1
۳۱۳	ابومر"ه مولى عقيل بن ابي طالب	19	۵۸	ابراجيم بن المنذر	r
711	ابومسهر (عبدالاعلیٰ بن مسهر)	۲٠	m+r	ابن الي مجيح (عبد الله بن يبار)	۳
	ابومعمر (عبدالله بن عمرو	71	۲۲۸	ابن راهويه (اسحاق بن ابراهيم	۴
ray	بن البي الحجاج المنقر ى المقعد)			خطای)	
110	ابووا قدالكيثي	rr	777	ابن عون (عبدالله بن عون بن ارطبان	۵
	ابوالہذیل(دیکھئےالزبیدی)			بعری)	
mm2	أبي بن كعب رصنى الله عنه	**	194	ابن المدين (على بن عبدالله بن	۲
	اسحاق بن ابراهيم (ديکھيے ابن			جعفر	
	راہویہ)		122	ابن وهب (عبدالله بن وهب)	۷
111	اسحاق بن عبدالله بن افي طلحه	۲۳	712	ابواحد (محمد بن بوسف بیکندی)	۸
۳۸۷	اساء بنت ابی بکرر ضی الله عنهما	10	سالم	ابواسامه (حماد بن اسامه)	9
r*A	الأوزاعي (عبدالرحمٰن بن عمرو)	74	2ام	ابو برده (ثريد بن عبدالله بن ابي	1+
	البراء(ديكھئےابوالعاليه)			(,,,,	
	بريد بن عبدالله بن الي برده (ديكھيئے		41	ابوبشر (جعفر بن ایاس یشکری)	11
	ابويرده)		141	ابوالتیاح (بزید بن حمید)	ır
777	بشربن المفضل	. 12	7+4	ابوالحن(محمه بن مقاتل مروزی)	الل.
101	مُندار (محمد بن بشار)	۲۸ .	Ist	ابوعاصم النبيل (الضحاك بن مخلد)	100
1/1	ثابت بن اسلم البناني	49	III	ابوالعاليه (البراء)	10
۵۸۲	ثمامه بن عبدالله بن انس بن مالك	۳.	116	ابوالعاليه الرياحي (رُفع بن مهران)	14
AFT	جرير بن عبدالميد ضتى	۳۱	1 1-4	ابوالقاسم (خالد بن خلی الکلاعی)	14
		1]]	Ī	1

صفحہ	نام	نمبرشار	صفحه	نام	بنبرشار
777	عبدالرحمٰن بن ابی بکره	۳۸		جعفر بن ایاس یشکری (دیکھنے ابو بشر)	
	عبدالر حمٰن بن محمد بن زياد (ديکھيے المحاربي)		1+9	حضرت حذيفه رضىالله عنه	rr
444	عبدالصمد بن	49	224	الحربن قيس	mm
	عبدالوارث بن سعید تشیمی تنوری			جماد بن اسامه (دیکھتے ابواسامه)	
r+r	عبدالله بن عُذافه منهى رضى الله عنه	۵۰	ran	حمزه بن عبدالله بن عمر بن الخطاب	44
110	عبدالله بن دینار	۵۱	99	الحميدي(ابو بكر عبدالله بن الزبير)	۳۵
	عبدالله بن الزبیر ابو بکر (دیکھیے ملہ میں			خالد بن خلی الکلاعی (دیکھیے ابوالقاسم)	24
	الحميدى) عبدالله بن عمرو بن ابي الحجاج (ديکھئے		100	خالد بن مخلد القطواني	٣4
	مبدالله بن مرو بن آباد کان رویسے ابو معمر)	201	P41	غالدين مهران الحذاء	24
	ا بو عبدالله بن عون بن ارطبان (دیکھیے ابن		חשח	ربیعة الر أی(ربیعة بن ابی عبدالر حمٰن	۳۹
	برسدون عون)	্ৰ _ট ন		ز-وخ) نر-وخ)	
	عبدالله بن المثنى بن عبدالله بن انس	ar		رُفِع بن مهران(دیکھئے ابوالعالیہ	- E
029	بن مالك			الرياحی)	
	عبدالله بن وہب		m91	الزبيدي (ابوالهذيل محمه بن الوليد)	۴٠)
	مصری(دیکھیے ابن وہب)		200	زید بن خالد الجهنی رضی الله عنه	۳۱
	عبدالله بن بيار (ديكھئے ابن الى تجيح)		121	سعید بن عفیر (سعید بن کثیر بن	۴۲
ron	عبدالوارث بن سعيد	٥٣		عفر)	
	عبدة بن عبدالله بن عبدةالخزاعي	` ar	1+1	سفیان بن عیبینه	44
024	الصقّار		114	سلیمان بن بلال قرشی سیمی	la la
ara	عبيدالله بن عبدالله بن ابي تور	۵۵	IAI	سليمان بن المغير ه قيسي بصري	ra
	عبدالله بن وهب مصرى (ديم الني الني		rai	شر یک بن عبدالله بنانی نمر	ry
	وهب)		۵۹۳	مالح بن حیان صالح بن حیان	
	عبیدالله بن عبدالله بن عتبه بن مهه	۲۵		(صالح بن صائح بن حیان)	
PZ9	. مسعود عش بر ال ش			رصار کی صاربی حیات) صارلح بن صارلح بن حیان	
PPT	عثان بن البيشيبه عقيه بن الحارث	۵۷`		صاح بن صاح بن حیان (دیکھیئے صالح بن حیان)	· KON
200	عقبہ بن افارت عقبل بن خالد بن عقبل	29		رویصے صاب بن حیان) الضحاک بن مخلد (ابوعاصم النبیل)	
	٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠	w 1		الشحاك بن خلدرابوعا م المبيل)	TELL .

1	and the second and the second	X			
صفحه	t	نمبرشار	صنح	نام	نمبرشار
۵۳۲	محمد بن کثیر عبدی بھری	۵۷	mym	عكرمه مولى ابن عباس	٧٠
	محمد بن مقاتل مروزی(دی <u>کھیے</u> ابوالحن)		124	على بن عبدالحميدازوي	41
	مربی مقال رود کرد کیاد از محمد بن الولید (دیکھیے الزبیدی)			على بن عبدالله بن جعفر (ديكھيئا بن	
	ند بن ابولیدار دیسیے امر بیدی) محد بن یوسف بیکندی(دیکھیے ابواحمہ)			المدين)	
				على بن المدين (ديكهي ابن المدين)	. 😝
rar	محمد بن يوسف فريابي مر		010	عربن معيد بن الي حسين	44
۳۹۳	محمود بن الرئيخ رضى الله عنه	44	444	عمران بن ميسره	۸h
rao .	معاويه بن ابی سفیان رضی الله عنهما	۷۸	arn	عیسی بن طلحه بن عبیدالله	Alu.
	لمقعد (ديكھئے ابو معمر)		۲۸۳	فاطمه بنت المنذر بن الزبير	'40
MAI	المكى بن ابراهيم		۵۵	فليح بن سليمان	44
14	منصور بن المعتمر	۸٠	۵۰۸	مالك بن الحويرث رصى الله عنه	. 44
. 477	موسی بن اساعیل تبوذ کی	Al	r•2	عجابد بن جر کی	AF.
	النبيل(ديکھئےابوعاصم)		291	الحاربي (عبدالرحمٰن بن محمد بن زياد)	49
45	ھلال بن علی	Ar,		محمد بن بشار (و یکھیے بُندار)	63
	يزيد بن حميد (ديکھئے ابوالتياح)		49.	محمد بن حرب الخولاني	۷٠
orr	يزيد مولى بن المنبعث	۸۳	1149	مجمه بن الحسن الواسطى	۷۱
pp	یعقوب بن ابراهیم بن سعد زبری	۸۴	or	محمد بن سنان	2
				محمد بن العالماء (د يكھيے ابوكريب)	*
25	لیوسف بن ماهیک ز	۸۵	279	محمد بن غرير الزهري	۷٣
rar	يونس بن يزيدا يلي	ΥA	4+	محد بن فليح	24

بعم (الله (الرحمل (الرحيم

عرضٍ مرتب

اللهم لك الحمد لانحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك اللهم ماأصبح بنا من نعمة أوبأحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك اللهم لك الحمدولك الشكر O

اللهم صل وسلم وبارك على سيدناوشفيعنا و مولانا محمد نبيك الأمي وعلى آله وأصحابه وتابعيهم ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

أمابعد:

الله رب العزت كابے پایاں كرم اور نوازش ہے كہ اس نے محض اپنے فضل سے "كشف البارى" كى تيسرى جلد مكمل كرنے كى توفيق عطا فرمائى، يہ جلد "كتاب العلم" كے نصف اول كى تشريحات پر مشتمل ہے جبكہ چوتھى جلد انشاء الله تعالى "كتاب العلم" كے نصف آخر كى شرح و توشيح پر مشتمل ہوگى۔

اس جلد میں بھی الحمد للہ ان تمام امور کا التزام با قاعدہ رکھا گیاہے جن کا اہتمام سابق جلدوں میں کیا گیاتھا، بلکہ ابواب کے در میان مناسبت، تراجم ابواب کے اغراض ومقاصد کی تو ضیح اور تراجم رجال وغیرہ میں سابق جلاوں کے مقابلے میں قدرے توسع سے کام لیا گیاہے۔

''کشف الباری''کواللہ تعالیٰ نے جو اہلِ علم کے حلقہ میں عظیم مقبولیت عطافر مائی ہے وہ محض اللّہ رب العزت کا فضل اور اس کی مہر پانی ہے اور پھر حضرت شخ الحدیث صاحب دامت بر کا تہم کا وہ علمی مقام و مرتبہ ہے جس سے تمام علمی حلقے واقف ہیں، یہ کتاب حضرت والا کی زندگی بھر کے تدریبی تجربوں کا عطراور خلاصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک کے ہر گوشے سے کتاب کی پذیرائی ہور ہی ہے اور روز بروز مانگ بڑھ رہی ہے۔

ہم ان حضرات اہلی علم کے نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کتاب کے اندازِ تحقیق کو سراہا اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، خاص طور پر بحر علم کے عظیم شناور اور غواص، ہمارے محترم استاذ شخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمہ تقی عثانی صاحب دامت برکا تہم اور میدانِ علم کے شہوار اور علومِ سلف کے امین حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی حفظہم اللہ تعالیٰ کے نہایت ممنون ہیں کہ انہوں نے امین حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی حفظہم اللہ تعالیٰ کے نہایت ممنون ہیں کہ انہوں نے کشف الباری پر زبردست تبعرے لکھے، اس کی تر تیب و تدوین اور شخیق و مر اجعت کو سر اہا اور کتاب کی افادیت کو اجا کہ کیا، اس سے ہمارے حوصلے میں بہت اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے سایۂ عاطفت کو ہمارے مروں پر تادیر قائم و دائم رکھے، اور تشنگانِ علم کو ان کے علوم فرمائے اور ان کے سایۂ عاطفت کو ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے، اور تشنگانِ علم کو ان کے علوم نے تاقیامت سیر اب کرے۔ آمین۔



ہمیں اپنی علمی بے بینا عتی اور میدانِ شخیق میں اپنی ناتجر بہ کاری کانہ صرف احساس ہے بلکہ اس کا مکمل اعتراف بھی ہے، تاہم تو کل علی اللہ حضرت شخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے علم اور آپ ک توجہات اور دعاؤں سے اس عظیم خدمت کا بیزا اُٹھالیا ہے، عین امکان ہے کہ اس میں بلاقصد غلطیوں کا صدور ہوگیا ہو، حضرات اہلی علم کی خدمت میں مؤد بانہ گزارش ہے کہ کتاب میں کسی قتم کی فروگذاشت پر نظر پڑے تواحقر مرتب کواس سے مطلع فرمائیں، نیز کتاب کی ترتیب و شخیق کے سلسلے میں کسی صاحب علم کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو ہمیں ارسال فرمادیں، ہم تمام اہلی علم کے نہایت ممنون اور شکر گزار ہوں گے۔

88 **8**8 **8**8

اس کتاب کی پروف ریڈنگ اور طباعت کی تیاری کے سلسلے میں عزیزانِ گرامی مولانا حبیب اللہ فرکریا، مولانا سلیم اللہ زکریا صاحبان (اساتذ و جامعہ فاروقیہ) اور مولانا شفیع اللہ صاحب (استاذ جامعہ وارالعلوم کراچی) کا میں ممنون ہوں، اللہ تعالی ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علمی و عملی

تر قیات سے نوازے۔

⊕ ⊕ ⊕

آخریس تمام قارئین سے حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے سایۂ عاطفت کو ہمارے سروں پر تادیر بعافیت قائم ودائم رکھے اور ملک و بیرون ملک جو علمی افادات کا سلسلہ نصف صدی سے جاری ہے اس کو تاقیامت جاری وساری رکھے۔

نیز احقر مرتب اور اس کے معاونین کے لیے بھی خصوصی دعا فرمائیں کہ اس کام کو آسان فرمائے، جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں شرف قبول سے نوازے، اور ہمارے لیے، ہمارے اساتذہ و مشائخ اور والدین و متعلقین کے واسطے ذخیر و آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ آئین

نورالبشر بن محمد نورالحق عفاالله عنها ستاذور فیق شعبه تصنیف جامعه فاروقیه کراچی



وحی، ایمان اور علم کے در میان تر تیب و مناسبت

المام بنارى رحمة الله عليه في التاب الايمان" سے فراغت كے بعد التاب العلم "شروع كى ہے، كتاب الايمان كومقدم كرنے كى وجه بيہ ہے كه ايمان اول واجب ہونے كے ساتھ ساتھ على الاطلاق افضل الامور بھی ہے، ایمان ہی علمی وعملی ہر خیر کامید أاور ہر كمال كامنشاہے۔

پھر پر نکہ ایمان تمام اعمال کی قبولیت کے لیے اساس اور بنیاد ہے اور اس کے تقاضوں پر اس وقت تک عمل نہیں ہوسکتاجب تک کہ علم نہ ہو،اس لیاس کے بعد "کتاب العلم" کوذکر فرمایا، کیونکہ تمام چیزوں کی صحت اوران کا تھکم علم پر ہی موقوف ہے، علم ہی کے ذریعے صحیح وسقیم کا فرق معلوم ہو تاہے۔ البت البت الوحى "كوسب سے مقدم كرنے كى وجه بم يبلے ذكر كر يكے بين (١) كه ايمان سمیت تمام شرائع دین کامداروحی پرہے،اس وجہ سے اس کوسب سے مقدم کیاہے۔(۱)والله اعلم

علم کی حقیقت اور اس کی قشمیں

اس کے بعد سمجھوکہ "علم" میں اختلاف ہے کہ آیا یہ بدیمی ہے یا نظری؟ قاضی ابن العربی اور امام فخر الدین رازی رحمهماالله تعالی کی رائے یہ ہے کہ علم بدیبی ہے، تعریف کی ضرورت نہیں (۳)۔

⁽١) و يكيم كشف البارى (ج اص ٢٠٠٥-٢٠٩) بدء الوحى، و (ج اص ٥٥٨) كماب الايمان

⁽٢) ويكفي عدة القارى (ج٢ص٢) كتاب العلم.

⁽٣)انظر عارضة الأحوذي(ج ١٠ ص ١١) فاتحة ابواب العلم والتفسير الكبير للرازي(ج ٢ ص ٢٠٣)المسألة السابعة في أقوال الناس في حد العلم ، تحت قوله تعالى "وعلم آدم الأسماء كلها".

امام الحرمین اور ان کے شاگر دامام غزالی رحم ہمااللہ فرماتے ہیں کہ بیہ نظری ہے اور نظری ہونے کے ساتھ سعسر التحدید ہے، لہٰذااس کی تعریف و تحدید، تقیم اور مثالیں کے ذریعے سے کی جائے گا۔(۴)

جبکہ مشکلمین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ علم نظری ہے اور ممکن التحدید ہے(ہ)اس وجہ سے اس کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں:۔

چنانچ بعض حضرات ناس كى تعريف كى ب "صفة توجب لمحلها تمييزاً بين المعانى، الايحتمل النقيض"_

بعض حفرات نے تعریف کی ہے" ہو صفة یتجلی بھا المذکور لمن قامت هی به"۔ ان کے علاوہ اور بھی تعریفیں کی گئی ہیں۔(۱)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ایک ٹور ہے جو مشکلوۃِ نبوت یعنی افعال واقوال و احوالِ محربیہ سے مقتبس ہے، جس کواللہ تعالیٰ مؤمن کے قلب میں ڈال دیتے ہیں،اس کی وجہ سے اس کے لیے امورِ مستورہ واضح ہوجاتے ہیں، ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں(ے)۔

نیزوه فرماتے ہیں کہ علم کی دو قشمیں ہیں:۔

علم وہبی اور علم نسبی۔

اگر علم بلاواسطہ بشر کے ہو توہ ہی پالدنی ہے،ورنہ کسی ہے۔

پھر علم وہبی کی تین قشمیں ہیں:۔

(۱)وحي(۲)الهام (۳) فراست

وحی تولغة اشاره بسرعة كو كہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ كلام كہلاتا ہے جواللہ كى طرف سے رسولوں

⁽٣) انظر عمدة القارى(ج ٢ ص٢) وإتحاف السادة المتقين(ج ١ ص ٦٤)كتاب العلم، الباب الأول في فضل العلم والتعلم.....

⁽۵)حواله جات بإلا_

⁽٢) فد كوره تحريفول كے علاوه مزيد تعريفات كے ليے ديكھيے اتحاف السادة المتقين (ج اص ١٢ و ٢٥)_

⁽٤)مر قاة المفاتيح (جاص ٢١٣) كتاب العلم

پرنازل کیاجاتا ہے۔اس کی مزید تفصیل "بدءالوحی" کے مباحث میں گذر چکی ہے۔(۸)

الہام یہ ہے کہ اللہ تعالی پردہ غیب سے کسی چیز کاعلم کسی کے دل میں ڈال دیتے ہیں، "قُلْ إِنَّ رَبِّی يَقْذِف بِالْحَقِّ"(۱) میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

قراست بھی ایک قتم کاعلم ہے جو آثار وصور پر نظر کرنے سے حاصل ہو تاہے قرآن کر یم میں " إِنَّ فِی ذَلِكَ لَآیَات لِلمُتَوسِّمِیْنَ" آیا ہے، مفسرین نے "متوسمین" کی تفیر "متفرسین" سے کی ہے، (۱۰)ای طرح ترفدی میں ایک روایت ہے" اتقوا فراسة المؤمن، فانه ینظر بنور الله"۔(۱۱)

پھر فراست والہام میں فرق ہیہ ہے کہ دونوں میں علم حاصل ہو تاہے، لیکن فراست میں آثار و صُور کے واسطے سے اور الہام میں بغیر واسطے کے حاصل ہو تاہے۔

جبکہ الہام و وحی میں فرق میہ ہے کہ الہام وحی کے تالع ہو تا ہے، وحی الہام کے تالع نہیں ہوتی۔(۱۲)

پھر علم کی دوسری تقسیم باعتبار معلومات کے ہے۔

ايك علم المعامله باورايك علم المكاشفه

علم المعاملہ میں کھفِ معلومات کے ساتھ عمل یعنی اوامر ونواہی کی تغیل مقصود ہوتی ہے،اوراس کی دوقتمیں ہیں۔

ایک علم ظاہر اور ایک علم باطن۔

علم ظاہر سے مراد اعمال جوارح کا علم ہے جس میں عبادات کے علاوہ عاد ہ جو اعمال انجام دیے جاتے ہیں وہ بھی داخل ہیں اور علم باطن سے اعمال قلوب کا علم مراد ہے۔ لہذا عبادات لیعنی نماز، روزہ،

⁽٨)د يكمي كشف البارى (جاص ٢٢٥ ـ ٢٢٥) _

⁽⁹⁾سبأ/۸۸_

⁽١٠)قاله جعفر بن محمد، كمافى روح المعانى(ج ١٤ ص٧٤). وانظر الجامع للترمذى، كتاب التفسير سورة الحجر

⁽¹¹⁾ جامع ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الحجر، رقم (٣١٢٧)

⁽١٢) ويكفيه مرقاة الفاتيج (جاص ٢٦١) كتاب العلم

ز کوۃ اور جے کا تعلق علم ظاہر سے ہو گااور آدمی کا تواضع ومسکنت، رضا بالقصناء، تو کل، صبر و قناعت وغیرہ کا اختیار کرنااور کبروحسد، کینہ وعناد، غل وغش، عجب ورعونت اور حب جاہ ومال وغیرہ سے اجتناب کرنا،ان سب کا تعلق علم باطن سے ہوگا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جوارح سے متعلق اعمال کی دوفتمیں ہیں ایک وہ جو بطور عبادت انجام دیے جاتے ہیں، اس طرح قلوب سے انجام دیے جاتے ہیں، اس طرح قلوب سے تعلق رکھنے والے اعمال کی بھی دوفتمیں ہیں، ایک فتم محمود ہے جس سے متصف اور متحلّی ہونا مقصود ہے اور دوسری فتم ند موم ہے، جس سے اجتناب کرناضر وری ہے۔ (۱۱)

جہاں تک علم المکاشفہ کا تعلق ہے سو اس میں محض کشف ِمعلومات ہو تاہے اس میں عمل کا تعلق نہیں ہو تا، پھراس کی دوفتسیں ہیں:۔

ایک کشف ِ تکوین، دوسری فتم کشف ِ تشریع ِ یہ

کشف تکوین میں اللہ جل شانہ کسی مؤ من کے دل میں ایسانور پیدا فرمادیتے ہیں کہ اس سے آئندہ کے واقعات اور اسی طرح ماضی کے واقعات معلوم ہو جاتے ہیں۔

جبه کفت تشریع میں یہ ہو تا ہے کہ قلب میں اللہ جل شانہ کی صفات میں سے کسی صفت علم کی تحقیق ہوتی ہے اور یہی حقیق کشف ہے۔ واللہ سبحانه و تعالیٰ أعلم.

بسم الله الرحمان الرحيم

اصلی اور کریمہ کے نسخول میں اس طرح ہے، یعنی پہلے 'وکتاب العلم 'کاعنوان ہے، اس کے بعد ''بسم الله الو حمل الو حیم''، جبکہ ابوذر کی روایت میں بسملہ مقدم ہے اور 'کتاب العلم''کا عنوان مؤخر(۱)۔

⁽۱۳) و يكھيے احياء علوم الدين مع شرح اتحاف السادة المتقين (ج ١ ص ٦٣) قبيل كتاب العلم_ (١٣) فتح البارى (ج اص ١٨٠)_

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ باب قائم فرمایا ہے، علم کی تعریف اور اس کی اقسام وغیرہ بیان نہیں کیں، قاضی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کی تعریف چونکہ نہایت واضح ہے اس لیے تعریف کی ضرورت ہی نہیں سمجھ گئی،یااس وجہ سے کہ حقائق اشیاء کی کھوج لگانا اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ یہ دونوں ہی وجوہ بالکل واضح ہیں کیونکہ صحیح بخاری کی وضع حقائق کی تحدید و تصویر کے لیے نہیں کی گئی، بلکہ یہ عربوں کے قدیم اسلوب پر مبنی ہے کہ جب سی شے کی تحدید و تصویر کے لیے نہیں کی گئی، بلکہ یہ عربوں کے قدیم اسلوب پر مبنی ہے کہ جب سی شے کی حقیقت واضح ہو تو براہ راست تثویق و ترغیب کے واسطے مطلوب کی فضیلت بیان کرنا شروع کر دیے ہیں۔ (۱۵) واللہ اعلم۔

تنكبيه

واضح رہے کہ ہم علم کی تعریف اور اس کی تقسیم سے متعلقہ مباحث قریب ہی بیان کر چکے ہیں،فارجع إليه إن شئت۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : «يَرْفَعِ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ » /المجادلة : ١١/ . وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : «وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا» /طه : ١١٤/ .

"قول الله" كاعراب

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں که اس کو رفع کے ساتھ صبط کیا گیا ہے، کیونکہ یہ یا تو ''کتاب'' یر معطوف ہے یاستیناف کی وجہ سے مر فوع ہے (۱۱)۔

⁽۱۵) فتح البارى (ج اص • ١٩١٠) يـ

⁽۱۲) فتح الباري (ج اص اسرا) _

علامه عینی رحمة الله علیه نے اس کو مجرور قرار دیاہے وہ فرماتے ہیں که بیریا تو "متاب العلم" کے "العلم" کے "العلم" پر معطوف ہے اگر "باب فضل العلم" موجود نه ہو، اور اگریہ باب موجود ہو تو پھر "باب" کے مضاف الیہ یعنی" فضل العلم" پر معطوف ہونے کی وجہ سے مضاف الیہ پر معطوف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ (۱۵)

علامہ عینیؓ نے حافظؓ پر رو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہاں" قول"کو مرفوع پڑھنے کی جو دو صور تیں بیان کی گئی ہیں ان ہیں ہے کوئی صورت ممکن نہیں، کیونکہ یہاں اگر اس کو استیناف کے لیے مانیں تویا ستیناف بیانی مانزاپڑے گایا استیناف نحوی، ان ہیں سے استیناف بیانی تواس لیے در ست نہیں کہ وہ سوال کے جواب میں ہو تا ہے، اور یہاں کوئی سوال نہیں ہے۔ اور استیناف نحوی اس لیے در ست نہیں کہ اس صورت میں اس کار فع یا تو بر بنائے فاعل ہوگایا بر بنائے ابتداء، یہاں فاعل بنانے کے لیے کوئی فعل موجود نہیں ہے اور مبتدا بنا نے کے لیے خرکی ضرورت ہوگی، جبکہ یہاں خبر کو مخذوف مانے کاکوئی مقام نہیں، نہ وجوباً نہ جوازاً۔ (۸۱)علامہ قسطلائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عینیؓ کے موقف کو اختیار کیا ہے۔ (۹۱)

لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ علامہ عینی کا بیہ سار اکلام محض مجاد لہہے۔

اگراس کواستیناف بیانی قرار دیں تو کلام درست ہو سکتا ہے،اس لیے کہ مؤلف کاتر جمہ دعویٰ ہوتا ہے،جب مؤلف کاتر جمہ دعویٰ ہوتا ہے،جب مؤلف نے فرمایا"باب فضل العلم" توایک دم سوال پیدا ہوا کہ آپ کے اس دعوے کی دلیل کیا ہے؟ مؤلف کہتے ہیں"قول الله تعالیٰ۔"

اوراگراس کواستیناف نحوی مان لیاجائے تو بھی صیح ہے،اس لیے کہ اگریہ مر فوع بر بنائے فاعلیت ہے تو فعل یہاں"یدل"محذوف ہوگا،"أی ویدل علیہ قول الله تعالیٰ"۔

⁽١٤)عمدة القارى (ج بوص ١٩)_

⁽١٨)حواله ما لا

⁽۱۹)د یکھیےار شاد الساری (جاص ۱۵۳)۔

⁽٢٠)د يكھيے حاشية السندي على صحيح البخاري (١٥ص ٣٩)_

اور اگراس کو مرفوع بر بنائے ابتدامانا جائے تو محذوف خبر "فیه" ہوگی، "أى فى بیان الفضل قول الله تعالى "۔

یہاں محذوف کا قرینہ یہ ہے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ آیت فضلِ علم کی دلیل ہے، اور دلیل اپنے مدلول پر دال اور اس کے لیے مبیّن ہوتی ہے، البذایبال "قول الله" کواگر فاعل بنایا جائے تو" یدل "کا فعل محذوف ہوگا اور اگر اس کو مبتدا بنایا جائے تو" فعل محذوف ہوگا اور اگر اس کو مبتدا بنایا جائے تو" فعل محذوف ہوگا اور اگر اس کو مبتدا بنایا جائے تو" فعل محذوف ہوگا اور اگر اس کو مبتدا بنایا جائے تو" فعل محذوف ہوگا اور اگر اس کو مبتدا بنایا جائے تو" فعل مدان الفضل "کو خبر مقدم بنایا جائے گا جو محذوف ہے۔ (۲۰) واللہ اعلم۔

مذكوره آيتول سے اثبات ترجمہ

المام بخاری رحمة الله علیه نے اپنے ترجمے کے اثبات کے لیے یہاں دو آیتیں ذکر کی ہیں:۔

كَيْلُى آيت "يَرْفَعِ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْ امِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ " بَ ، يورى آيت اللهُ لَكُمْ، وَلَذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ " بَ ، يورى آيت اللهُ لَكُمْ، اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ لَكُمْ، وَاللهُ اللهُ ا

اس آیت سے فضیلتِ علم اس طرح ثابت ہے کہ اس میں رفع در جات کو پہلے عام مؤمنین کے لیے ثابت کیا گیا ہے جس میں اہلِ علم بھی داخل ہیں، پھر اس تعیم کے بعد اصحابِ علم کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے جوان کی فضیلت اور مقام ومرتبہ کی دلیل ہے۔

دوسري آيت "رَبِّ زِدُنِيْ عِلْمًا,"(٢٢) ہے۔

اس سے فضیلت کا اثبات یا توبایں طورہے کہ اس میں اللہ تعالی نے علم میں اضافہ کو طلب کرنے

⁽۲۱)المجادلة /اأ_

⁻¹¹r/b(rr)

⁽۲۳) و یکھیے فتح الباری (جاص ۱۴۱)۔

کا تھم دیاہے، ظاہر ہے اللہ جل شانہ سے کسی چیز کی زیادت کی طلب اُسی وقت کی جائے گی جب اس میں کوئی فضل ہو، پھر یہاں بیہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے اس نبی کو از دیادِ علم طلب کرٹے کو فرمارہے ہیں جن کو اللہ رب العزت نے ہر قتم کے کمالات دیے تھے اور جن کو علوم الاولین و الآخرین عطافر مائے تھے،اس کے باوجود آپ کو نفسِ علم کی طلب کا امر فرمارہے ہیں بلکہ زیادۃ فی العلم کی طلب کا امر فرمارہے ہیں۔واللہ اعلم۔

علم سے مرادیہاں علم دین ہے

یہال علم سے علم دین مراد ہے جس کی تعلیم کے لیے جبریل امین آئے تھے اور ای علم دین کی طلب ہر مسلمان مردوعورت پر فرض ہے۔(۲۲)

تفصیل اس کی بیہ ہے کہ ایسے تمام امور جن کی ادائیگی کو انسان پر فرض قرار دیا گیا ہے ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے لیکن امور واجبہ کے علم کا حاصل کرنا واجب ہے اور امور مسنونہ و مند و بہ کا علم حاصل کرنا مسنون اور ان میں کمال پیدا کرنا فرض حاصل کرنا مسنون اور مستحب ہے اور قرآن و سنت کے جملہ علوم کی تخصیل اور ان میں کمال پیدا کرنا فرض کا نیوں نہیں۔

آج کل اسکولوں اور کالجوں میں جو دنیوی فنون سکھائے جاتے ہیں وہ مطلوب علم نہیں یعنی ال کو فرض عین نہیں کہا جائے گا بعض ان میں فرض کفایہ کے درجے میں آتے ہیں آگر وہ مخلوق خداوندی کے فرض عین نہیں کہا جائے گا بعض ان میں فرض کفایہ کے درجے میں آتے ہیں آگر وہ مخلوق خداوندی کے فائدے کے لیے در کار ہوں اور خلاف شرع امور پر مشتمل نہ ہوں ، یاان کو صرف جو از کا درجہ دیا جائے گا ، لیکن جو علوم ایسے امور پر مشتمل ہیں جن کی شریعت میں گنجائش ہی نہیں ہے تو ان کا حاصل کرنا نا جائز ہوگا ، اس سے زیادہ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

قر آن كريم من الله تعالى كارشاد ب "فَاغْوِضْ عَمَّنْ تَوَلَّى عَنْ ذِكْوِنَا وَلَمْ يُوِدْ إِلَّا الْحَيْوَةَ الدُّنْيَا، ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ "(٢٣)_

مديث شريف ميں ب"إن من العلم جهلا" (٢٥) بي بي ب:

⁽۲۴)النجم/۲۹ و• س

⁽۲۵) الحديث بتمامه: "إن من البيان سحراً، وإن من العلم جهلاً، وإن من الشعرحكماً، وإن من القول عيالاً" أخرجه أبوداود في سننه، في كتاب الأدب،بب ماجاء في الشعر، رقم(٢١٠ ٥٠) عن بريدة بن الحصيب رضي الله عنه مرفوعاً

علمے کہ راوحق سماید جہالت ست

مؤلف نے ترجمہ مذکورہ

کے تحت کوئی حدیثِ مند کیوں ذکر نہیں کی؟

یہاں سے بیات سیھنے کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت صرف دو آیتیں ذکر کی ہیں، کوئی عدیثِ مند ذکر نہیں کی، میہ وہ پہلا باب ہے جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ترجمہ ذکر کیا ہے اور کوئی عدیثِ مند لے کر نہیں آئے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہلی شام سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تراجم ابواب قائم فرمائے تھے، پھر تدریجاً ان ابواب کے تحت احادیث کا اندراج شروع کیا تھا، چنانچہ اس باب کے تحت وہ کوئی حدیث باب کے تحت وہ کوئی حدیث نہیں تھی، یاکی اور وجہ سے حدیث درج نہیں کرسکے۔(۲۲)

انہوں نے بعض اہلِ عراق سے نقل کیا ہے کہ دراصل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قائم کرکے قصداً و تعمداً عدیث ذکر نہیں کی، یہ بتانے کے لیے کہ اس باب میں ان کے نزدیک کوئی چیز ثابت نہیں۔(۲۷)

حافظ ابن مجرر حمة الله عليه فرماتے بيں كه جب امام بخارى رحمة الله عليه كامقصديه بيان كرنا ہوتا ہے كه اس باب ميں كوئى چيزان كى شرط كے مطابق نہيں توايے موقع پروہ ترجمه قائم كر كے كوئى آيت يا اثر بھى ذكر نہيں كرتے۔ اور جب آيت يا اثر ذكر كرتے بيں تواس كا مطلب آيت كى تفيير ميں وارد روايات و آثار كى طرف اشارہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ ان كى شرط كے مطابق نہ ہوں، اس طرح اثر كے لانے سے اس بات كى طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے كہ اس سے مرفوع روايت كى تقويت ہوتى ہے، اگرچہ قوت كے حصول كے باوجود وہ ان كے شرط كے مطابق نہيں ہوتى۔ (٢٨)

⁽۲۷)شرح الكرماني (جهص موس)_

⁽٢٤)شرح الكرماني (جعص ٣)_

⁽۲۸) فتح الباري (ج اص ۱۳۱)_

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے علامہ کرمانی کے ذکر کر دہ احتمالات کو نقل کرنے کے علاوہ ایک احتمال یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیہ نے ترجمہ کے تحت جو دو آیتیں ذکر کی ہیں ان پراکتفا کیا ہے۔ (۲۹)

حضرت گنگوبی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ ترجمة الباب کا اثبات اگلے باب میں آنے والی روایت سے ہوتا ہے، جس میں ہے ''إذا وُسِّد الأمر إلیٰ غیر أهله فانتظر الساعة''اس روایت سے فضیلت علم اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جب کام نااہل لوگوں کے سپر دہوگا تو قیامت قریب آجائے گی، گویا نظامِ عالم بر قرار نہیں رہے گا، اس سے معلوم ہوا کہ بقاءِ عالم کاراز علم میں پوشیدہ ہے۔ (۲۰) چونکہ نااہلیت فقدانِ علم کے نتیج میں ظاہر ہوتی ہے، یا علم کے مقضی پر عمل نہ کرنے کی صورت میں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے یہاں جو کوئی حدیثِ مند ذیر نہیں کی،اس کی دو وجہیں ہیں:

، ایک توبه که چونکه علم کی فضیلت جہات کثیرہ سے ثابت ہے،اگریہاں کوئی خاص حدیث درج کردیتے تو ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص میہ سمجھ بیٹھتا کہ علم کی بس یہی فضیلت ہے،اس لیے مصنف نے کوئی خاص روایت درج نہیں کی۔

اور دوسر ی وجہ بیہ ہے کہ آئندہ ایک روایت آر ہی ہے جس سے ترجمہ ثابت ہو تاہے، وہ الگلے باب کی روایت ہے۔ (۳۱)

حضرت شخ الهندرجمة الله عليه كي تحقيق انيق

تراجم مجردہ کے سلیلے میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے،اس کا خلاصہ بیہ ہے کہ:۔

⁽٢٩) والديالا

⁽۳۰) د یکھیے لامع الدراری (ج۲ص۳_۵)

⁽۳۱) د یکھیے تعلیقات لامع الدراری (ج۲ص ۴)۔

بخاری شریف میں تقریباً ایک سوسے کچھ زا کد مقامات ایسے ہیں جہاں صرف ترجمۃ الباب ند کور ہے لیکن اس کے تحت کوئی حدیث مند نہیں،ان تراجم کو تراجم مجر دہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیوں کہ بیہ تراجم مجر دعن الحدیث المسند ہوتے ہیں۔

پھران کی تین قشمیں ہیں۔

(۱) کچھ تراجم ایسے ہیں جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قائم کر کے اس کے تحت کوئی حدیث معلق یا کوئی الرذ کر فرمایا ہے، ایسے تراجم تقریباً بیاسی معلق یا کوئی الرذ کر فرمایا ہے، ایسے تراجم تقریباً بیاسی ہیں، ان کو ''تراجم مجروہ غیر محضہ ''کہا جائے۔

(۲) کچھ تراجم ایسے ہیں جہال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ہی کو ترجمہ بنایا ہے اس کے تحت نہ کوئی مشد حدیث یا تو دہ ہے ،ان کو "تراجم کی تعداد تقریباً چودہ ہے ،ان کو "تراجم مجردہ محضہ صوریہ "کہاجائے۔

"صوریہ" کہنے کی وجہ بیہ ہے کہ بیر تراجم صورۃ خالی عن الدلیل ہیں ورنہ حقیقۃ دلیل سے خالی نہیں، کیونکہ جو مصنف کادعویٰ ہے وہیاس کی دلیل ہے، گویا کہ بیہ ایساہو گیا جیسے کہتے ہیں" دعویٰ دلیلھا معھا"۔

(۳) کچھ تراجم ایسے ہیں کہ جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول کو ترجمہ بنایا ہے، کسی آیت وغیرہ کو نہیں، اور پھراس کے تحت کوئی آیت، حدیثِ مندیا معلق یااثر وغیرہ میں سے پچھ ذکر نہیں کیا، ایسے تراجم تقریبانو ہیں ان کانام" تراجم مجر دہ حقیقیہ"رکھاجائے۔

ان میں سے پہلی دونوں قبوں کو تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ قتم اول کے ساتھ تو آ آیت باحد یث معلق بااثر کی صورت میں دلیل موجود ہے اور قسم ثانی میں دعویٰ ودلیل ایک ہیں۔ بس!اتنا فرق ہے کہ قسم اول میں دعوے کے بعد دلیل ہے اور قتم ثانی میں دعوے کے ساتھ دلیل ہے۔

البتہ یہاں اتناسوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنے عام طرز کے خلاف کیوں کیا؟ان کی عادت توبیہ ہے کہ وہ ترجمہ لانے کے بعد حدیث مند لاتے ہیں!! اب ہوسکتاہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ مؤلف کو کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں ملی، یا یہ کہا جائے کہ مؤلف نے آگے یا پیچھے کوئی حدیث الیمی درج کر دی ہے، جس سے وہ ترجمہ ثابت ہو جاتا ہے، مؤلف نے تکرار سے بیچتے ہوئے یا طلبہ کی تشخیز اذہان کی غرض سے حدیثِ مندکواس کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔

جہاں تک تیسری قتم کا تعلق ہے سواس کے متعلق عرض ہے کہ آس پاس میں کوئی روایت ایس ضرور ہوتی ہے جس سے وہ ترجمہ نکلتا ہے، سوائے دو تین تراجم کے کہ وہاں قریب میں کوئی روایت نہیں ہے لیکن وہ بالکل می بے دلیل نہیں بلکہ کچھ دور آگے یا پیچھے کوئی روایت ایسی ضرور ملے گی جس ۔ وہ ترجمہ نابت ہوجائے گا۔(۲۲)

لہٰذااب ہم یہ کہیں گے کہ یہ ترجمہ تراجم مجر دہ کی قتم اول میں سے ہے، یعن "ترجمه مجر دہ غیر محصنہ" ہے اور ترجمہ کی دلیل وہ دونوں آیتیں ہیں جواس کے ذیل میں ذکر کی گئی ہیں۔

رئی میہ بات کہ مؤلف نے کوئی حدیث مسند کیوں ذکر نہیں فرمائی؟اس کا منشایا تو میہ ہے کہ ان کو کوئی روایت سے ان کا مدعا ثابت ہو تاہے، کوئی روایت سے ان کا مدعا ثابت ہو تاہے، اور وہ روایت ان کلے باب کے ذیل میں آر ہی ہے۔ کماسبق بیانہ۔

نیز حضرت شیخ الہٰندر حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس باب میں حدیثِ مند بیان نہیں کی ، دو آیتیں جو ترجمہ کے ساتھ مذکور ہیں اور اثباتِ ترجمہ کے لیے ہر ایک آیت کافی ہے ، ان پر اکتفا کیا، علاوہ ازیں کتاب العلم میں جگہ جگہ احادیثِ مندہ دالۃ علی فضل العلم کثرت سے موجود ہیں۔''(۳۳)

فائده

واضح رہے کہ یوں توفضلِ علم کے سلسلے میں بہت سی حدیثیں ہیں ان میں سب سے واضح روایت حضرت ابوہر ریرہ رضی الله عنه کی حدیث "....ومن سلك طریقاً یلتمس فیه علماً سهل الله له به

⁽۳۲) دیکھیے الاُبواب والتراجم کشنے الہند قد س اللّٰدروجه (ص ۱۱ س۱۱)و(ص ۲۸ و ۲۵) ۔ (معمدین بر سر باتری حرص مربعہ سابعہ

⁽٣٣) الا بواب والتراجم (ص٢٧ و٣٣)

طویقاً الی المجنة " ہے، جس کی تخریج المام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے (۱)۔ چونکہ اس کی سند میں کچھ کلام ہے اور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق نہیں تھی اس لیے انہوں نے یہ حدیث نقل نہیں کی، تفصیل انشاء اللہ "باب العلم قبل القول و العمل "میں آئے گی۔

تکرار فی الترجمۃ کے اعتراض کا جواب اور مقصود ترجمہ

یہاں یہ بات بھی سیجھنے کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعید یہی ترجمۃ الباب آ گے "باب رفع العلم و ظهود المجھل" کے بعد بھی قائم فرمایا ہے۔ سوال بیہ کہ یہ تکرار کس غرض ہے ؟

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ صیح نشوں میں یہاں "کتاب العلم" کے بعد "باب فضل العلم" کا وجود ہی نہیں ہے ، بلکہ براور است "وقول الله تعالیٰ "ہے۔ اور اگر دو سرے نشوں کے مطابق تسلیم کرلیں کہ یہاں "باب فضل العلم" کا ترجمہ موجود ہے تو تفریق اس طرح کریں گے کہ یہاں فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جبکہ بعد میں آنے والے باب میں علم کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جبکہ بعد میں آنے والے باب میں علم کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جبکہ بعد میں آنے والے باب میں علم کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے ، لہٰذا تکرار لازم نہیں آیا۔ (۱)

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں ابواب میں کرار نہیں اس لیے کہ یہاں "فضل العلم" نے نفیلت علم مراد ہے جبکہ آگے آنے والے باب میں "فضل" بمحی "فضلة" یعی زائد ہے، گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر علم زائد ہو تواس کو کیا کیا جائے، انہوں نے وہاں جو روایت پیش کی یعن "بینا آنا نائم او تیت بقدح لبن، فشربت حتی إنی لاری الرّی یعرج مس اظفاری، ثم أعطیت فضلی عمر بن الحطاب، قالوا: فما أولته یا رسول الله "قال : العلم"اس سے معلوم ہو گیاکہ دوسرے کودینا جائز ہے۔ (۲)

⁽ا) ويكيمي صحيح مسلم (ج٢ص٣٥)كتاب الذكروالدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذك _

⁽۲) د یکھیے عمر ۃ القاری (ج۲ص۳) و (ج۲ص۸۵)۔

⁽٣)شرح الكرماني (ج٢ص٣)_

اور علم کے زائد ہونے کی مختلف صور تیں ہیں،ایک بیا کہ آدمی اپنی ضرورت سے زائد مسائل سکھ لے، مثلاً ایک اپاہیج آدمی ہے، وہ خود جہاد کے قابل تو نہیں لیکن جہاد کے مسائل سکھ لے تاکہ دوسروں کوسکھائے(۳)۔

دوسری صورت ہیہ ہے کہ اگر کسی استاذ سے اپنا مقصد حاصل ہو گیا ہو تو اس کا وقت فارغ کیا جائے تاکہ دوسرے اس سے علم حاصل کریں۔

تیسری صورت میہ ہے کہ آدمی کے پاس ضرورت سے زائد کتابیں ہو تو وہ ان کو دوسروں کو دے(۵)

علامہ کرمانی نے یہاں تو یہی بیان کیا ہے(۱) لیکن جب وہ دوسرے مقام پر پنچے تو وہاں ''فضل'' سے انہوں نے ''فضیلت''ہی مراد لے لی اور اس کی تقریر شروع کر دی۔(۱)

عافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے بھی يہى توجيه اختيار كى ہے كه يہاں "فضل" سے فضيلت مراد ہے، جبكه وہال "فضل" سے فضيلت مراد ہے، جبكه وہال" فضل" سے "فضلة" يعنى زيادت مراد ہے۔ (٨) والله أعلم بالصواب اس يورى تقرير سے ترجمة الباب كامقصد بھى واضح ہو گياہے۔

٢ - بابُ : مَن سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ ، فَأَتَمَّ ٱلْحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ ٱلسَّائِلَ .

اس باب کی ما قبل کے باب سے مناسبت

ما تبل میں علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اہلِ علم کے لئے اسی علم کی بناپر در جات کثیرہ کا وعدہ

⁽٣) ديكھيے الأبواب والتراجم، از شخ البند قدس الله سره (ص٥٠)_

⁽۵)د يكھيے حاصية السندى على صحح البخارى (ج اص ٢٩)_

⁽٢)و يكھيے شرح الكرماني (ج٢ص ٣)_

⁽²⁾ شرح الكرماني (ج٢ص ٢٣)_

⁽٨) فتح البارى (جاص ١٨٠)_

ہے، اس طرح حضور اکرم علی اللہ کو بھی زیادت فی العلم کو طلب کرنے کا تھم دیا جارہا ہے، لہذا ہمیں بھی چاہے کہ ہم علم کی زیادت فی العلم کو طلب کریں اور تحصیلِ علم میں سرگرمِ عمل ہوں۔ اب امام بخاری رحمۃ الله علیہ فرماتے ہیں کہ زیادت فی العلم کو طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اہلِ علم سے سوال کیا جائے اس سے علم میں اضافہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ساتھ امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے سوال کے بارے میں چند آواب بتائے ہیں جومعلمین کے لیے بھی ہیں اور متعلمین کے لیے بھی۔ واللہ اعلم۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سابق باب میں علاء کی فضیلت کاذکرہ، اوراس باب میں علاء کی فضیلت کاذکرہ، اوراس باب میں علائے مسئولین کا حال ندکورہے جن سے مسائل دریافت کے جاتے ہیں، گویا یہ بتایاہ کہ مشکل مسائل ان بی علاء فضلاءِ عاملین سے پوچھ جاتے ہیں، جو ''یَوْفع اللهُ اللّذِیْنَ آمَنُوْا مِنگم وَاللّذِیْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ "میں داخل ہیں۔ یہ توجیہ اس صورت میں ہے جب کہ ہم یہاں "باب فضل العلم "کو موجود مانیں کما هو فی بعض النسخ۔

اوراگریہاں 'باب فضل العلم "موجودنہ ہو تو ند کورہ باب سے کتاب العلم کی ابتداکا تکتہ یہ ہوگا کہ چو تکہ کہا گیاہے "السؤال نصف العلم "اس سے علم کہ چو تکہ کہا گیاہے "السؤال نصف العلم "اس سے علم کی طلب میں سوال وجواب کی اہمیت معلوم ہوئی، اس لیے اس باب سے کتاب العلم کو شروع کیا گیاہے۔ (۹) واللہ اُعلم۔

مقصد ترجمة الباب

امام بخاری رحمة الله علیه کے اس ترجمة الباب کی غرض کے سلسلے میں چاراغراض مشہور ہیں:۔

ادعام شراح کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیه یه بتلانا چاہتے ہیں کہ سائل کا جواب فی الفور وینا ضروری نہیں۔(۱۰) چنانچہ امام ابن حبان رحمة الله علیه نے اس حدیث پاک پر ترجمه منعقد کیا ہے" ذکر الخبر المدال علی اباحة إعفاء المسئول عن العمم عن إجابة السائل علی الفور"(۱۱)

⁽٩) ويكھيے عدة القاري (جمم م)

⁽١٠)د يكييد لامع الدراري (ج٣ص٢) والابواب والتراجم ازفي البندر حمدالله (ص٣٣)_

⁽١١)و يَكْشِي الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان (ج ١ ص ٢٦٨) كتاب العلم، رقم الحديث (٢٠٤)_

لیکن میر ملحوظ رہے کہ بیاس وقت ہے جب سوال فوری جواب طلب ند ہو، ورند فور أجواب دیناضر وری ہے، اگر جواب نددیا گیا تو وقت گذر جائے گا، مثلاً ایک آدمی رمی کرنے جارہا ہے اور رمی ہی کے متعلق مسئلہ پوچھ رہاہے تو فوری جواب دے دینا چاہیے ورنداس کا وقت نکل جائے گا۔

صحیح مسلم اور نمائی کی ایک روایت میں ہے: "قال أبو رفاعة: انتهیت إلی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یخطب، قال: فقلت: یا رسول الله، رجل غریب جاء یسأل عن دینه، لایدری ما دینه؟ قال: فاقبل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ترك خطبته، حتی انتهی إلی، فأتی بكرسی حسبت قوائمه حدیداً، قال: فقعد علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم، وجعل یعلمنی مما علمه الله، ثم أتی خطبته، فأتم آخرها" (اللفظ لمسلم)(۱۲)۔

۲۔ حضرت شاہ ولی الله رحمة الله علیہ اپنے شیخ ابوطا ہر مدنی رحمة الله علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمة الله علیہ کا مقصداس باب سے یہ بتانا ہے کہ اگر سائل کے سوال کا فوری جواب نہ دیا جائے بلکہ عالم اپنے کام میں مصروف رہے تو یہ کتمانِ علم میں داخل نہیں ہے جس پر وعید وار د ہوئی ہے "من سئل عن علم فکتمه ألجمه الله بلجام من نار يوم القيامة "(۱۳) (اللفظ الأبي داود) بلكه كتمانِ علم توبہ ہے کہ مطلقا جواب ہی نہ دے ، یااگر دے تو وقت گذر جانے کے بعد دے (۱۱)۔

س۔ تیسری غرض یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عالم کوادب سکھلایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اگر اشتغال کے وقت اس سے سوال کیا جائے تو سائل کو زجر کرنے اور جھڑ کنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنا کام پوراکر لے،اس کے بعد سائل کے سوال کا جواب دے، جیسے نبی کریم علی ہے۔ کام پوراکر لے،اس کے بعد سائل کے سوال کا جواب دے، جیسے نبی کریم علی ہے نیے کیا ہے۔ گریہاں بھی وہ قید ملحوظ ہوگی جو پہلی غرض کے تحت بیان کی گئی ہے یعنی اگر سوال فوری جواب

⁽۱۲) و يكي صحيح مسلم (ج ١ ص ٢٨٧) كتاب الجمعة، فصل في إجابة الخطيب لمن سأله عن شيء من الدين اوغيره. و سنن النسائي (ج ٢ ص ٣٠٧) خاتمة كتاب الزينة، باب الجلوس على الكراسي

⁽١٣) أخرجه أبو داد في سننه ، في كتاب العلم، باب كر أهية منع العلم، رقم (٨٥، ٣٦) والترمذي في جامعه في كتاب العلم، باب ماجاء في كتمان العلم، رقم (٤٦١) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من سئل عن علم فكتمه، رقم (٢٦١) و(٢٦٠) من حديث أبي هريرة رضى الله عند

⁽۱۴) شرح راجم أبواب البخاري للشاه ولى الله رحمه الله تعالى (ص ٥٥)_

طلب نہ ہو تواس صورت میں سائل ہے وقتی طور پراعراض کر سکتا ہے ورنہ فور أجواب دینا چاہیے (۱۵)۔

ہم چو تھی غرض ہے ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طالب علم کوادب سکھایا ہے، معظم کو
تمییز سکھائی ہے کہ اگر استاذ مصروف ہو توایک دم جاکر سوال نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی فرصت کا انتظار
کیا جائے جب وہ فارغ ہوں تب جاکر سوال کیا جائے۔

یہاں بھی بیہ قید ملحوظ رکھی جائے کہ سوال اہم، ضروری اور فوری نوعیت کانہ ہو، اگر ایبا ہو تو فور آ سوال کرنے کی مخبائش ہے۔ (۱۱)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ مِنْ فَلَيْحِ قَالَ . حَدَّثَنِي قَالَ : حَدَّثَنِي هِلَالُ بِنْ عَلِي ، عَنْ عَطَاءِ بِنِ يَسَادٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ مِنْ فَلَيْحِ قَالَ . حَدَّثَنِي قَالَ : حَدَّثَنِي هِلَالُ بِنْ عَلِي ، عَنْ عَطَاءِ بِنِ يَسَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَ إِنَّ فَقَالَ : مَنَى عَنْ أَبِي هُرَ إِنَّ قَالَ : بَيْنَمَا ٱلنَّبِي عَلَيْكُ فِي مَعْلِسٍ بُحَدِّثُ ٱلْقَوْمَ ، جَاءَهُ أَعْرَابِي فَقَالَ : مَنَى عَنْ أَبِي هُرَ إِنَّ قَالَ : مَنَى النَّبِي عَلَيْكُ فِي مَعْلِسٍ بُحَدِّثُ ٱلْقَوْمَ : سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ . أَلَسَّاعَةُ ؟ فَضَى رَسُولُ ٱللهِ عَلَيْكُ يُحَدِّثُ ، فَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ : سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ . وَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ : سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ . وَقَالَ بَعْضُ مُ اللَّهُ مُنْ السَّاعَةِ) . قَالَ : كَيْفَ إِضَاعَتُهَا ؟ قَالَ : وَاللَّ عَنْ ٱلسَّاعَةُ) . قَالَ : كَيْفَ إِضَاعَتُهَا ؟ قَالَ : وَالْمَانَةُ فَالْتَظِرِ ٱلسَّاعَةَ) . قَالَ : كَيْفَ إِضَاعَتُهَا ؟ قَالَ : وَالْمَا عَنْ إِلَا اللَّهُ عَلْ اللَّهُ عَلْ أَنْ اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلْ أَنْ اللَّهُ عَلْ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْعَلَى الْعَلَى الْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْعَلَى الْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الْعَلَى الْعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ ع

نراجم رجال محد بن سنان

يه ابو بكر محمر بن سِنان ـ بكسر السين المهملة و تخفيف النون الأولى ـ (١٨) عَوَقَى ـ بفتح العين المهملة و بعدها واومفتوحة، فقاف ـ (١٩) با على بصرى بين ـ عَوَقَد قبيلهُ ازدكى ايك شاخ ب،

⁽¹⁰⁾ ديكھيے فخ الباري (جام ١٣٢)_

⁽١٢) حواله بالا

⁽۱۵) قوله: "عن ابي هريرة": الحديث أخرجه البخارى في كتاب الرقاق أيضاً، باب رفع الأ مانة، (٦٤٩٦). ولم يخرجه أحد من أصحاب الأصول الستة سوى البخارى رحمه الله، انظر تحفة الأشراف (ج ١٠ ص ٢٧٧) رقم (٦٤٢٣٣) وعملة القارى (ج ٢ ص ٥٠ ـ

⁽١٨)د يكھيے المغنی (ص١٧)_

الا ١٩٤) ع الديالا

اس خاندان میں نازل ہونے کی وجہ سے "عُوقی" کہلاتے ہیں (۲۰)۔

به ابراہیم بن طہمان، جریر بن حازم، سلیم بن حیّان، فلیح بن سلیمان، نافع بن عمر مُحمحی اور هشیم بن بشیر رحمهم اللّٰد تعالی وغیر ہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد، ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ کجی، ابوقل بہ عبدالملک بن محمد الرحمیم ابوحاتم محمد بن ادریس رازی، محمد بن الأشعث البحستانی اور محمد بن سحی ذُبلی رحمیم الله وغیرہ ہیں۔ (۲)

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين: "صدوق" (٢٢)_

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (٢٣)-

ابن قانع رحمة الله عليه فرماتي بين، "كان صالحاً" (٢٣) ـ

المام دار تطني رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة حجة" (٢٥)

مُسْلَمه رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" (٢٦)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة ثبت"(٢٥)

ابن حبان رحمة الله عليه نے كتاب الثقات ميں ان كاتذ كره كيا ہے۔ (۲۸)

۲۲۳ ه میں ان کا نقال ہواہے۔(۲۹)

⁽۲۰)د یکھیے تہذیب الکمال (ج۲۵ص۳۲۰)۔

⁽٢١) شيوخ و لاغده كي تفصيل كے ليے و يكھيے تهذيب الكمال (ج٢٥ ص ٢٣١ و٣٢٣) وسير أعلام النبلاء (ج١٠ ص ١٨٥ و٣٨١) _

⁽٢٢) تهذيب الكمال (ج٢٥ص ٣٢٢) وسير أعلام العبلاء (ج٠١ص ٣٨٩) والكاشف للذهبي (ج٢ص ١٤١) رقم (٣٨٩٠)

⁽٢٣) تهذيب العهذيب (ج٥ص٢٠١)_

⁽۲۴)حواله بالا

⁽۲۵)حواله بالا

⁽۲۲)حواله بالار

⁽۲۷) تقریب التهذیب (ص۸۲۷) رقم (۵۹۳۵) ـ

⁽۲۸) د میکیمیے التقات لا بن حبان (ج۹ص ۷۹)۔

⁽۲۹)د یکھیے خلاصۃ الخزرجی(ص۳۹س)وغیرہ دیگر مراجع نہ کورہ۔

(۲) ش

یہ فلیح۔ باتصغیر۔ بن سلیمان بن ابی المغیر ہ بن مختبین مُواعی، اسلی مدنی ہیں، ابو پیمیٰ ان کی کنیت ہے، ان کے داداابوالمغیر ہ کانام رافع یانا فع ہے۔خود ان کانام عبد الملک ہے، جبکہ فلیحان کا لقب ہے، لقب نام پر ایساغالب آگیا کہ نام سے یہ بہچانے ہی نہیں جاتے۔(۳۰)

انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، سعید بن حارث انصاری، ابوحازم سلمہ بن دینار مدنی، سہیل بن ابی صالح، عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمہ بن ابی بکر الصدیق، عثان بن عبدالرحمٰن تیمی، نافع مولی ابن عمر ، تعیم بن عبدالله المحجر اور یحی بن سعید انصاری رحمہم الله وغیرہ سے روایت کی ہے۔

ان سے علم حدیث حاصل کرنے والوں میں زیاد بن سعد، زید بن ابی أعیب جزری، سُر یَجُ بن العمان، سعید بن منصور، عبدالله بن المبارک، محمد بن سِنان عَوْقَ، ان کے بیٹے محمد بن فیلے، ابوداؤد طیالی، ابو الربیج الر هر انی اور ابوعام العَقَدی رحمہم الله وغیرہ ہیں۔(۳۱)

اکثر ائم، رجال نے ان کی تضعیف کی ہے، چنانچہ امام سحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ضعیف" (۳۲)۔

اس طرح عباس دُور ی رحمة الله علیه ابن معین رحمة الله علیه سے نقل کرتے ہیں: "نیس بقوی، ولا یحتج بحدیثه، وهو دون الدراور دی، والدراور ذی أثبت منه "(۲۳)۔

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "ليس بالقوى" (٣٣) مام ابواد وورحمة الله عليه فرمات بين "لا يحتج بُفليح" (٣٥) مام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس بالقوى" (٣١) م

⁽س) و يكيي تهذيب الكمال (ج ٣٣ ص ١٥ سور ١١٨) وسير اعلام النطاء (ج ٤ ص ١٥ سو ٣٥٠) -

⁽٣١) شيوخ و الذوكي تغييلات كے ليرو يكھيے حوالہ جات بالا، وتهذيب البنديب (٨٥ ص٥٠٣) وتذكرة الحفاظ (١٣٠٠)-

⁽٣٣) تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي عن ابي زكريا يحيى بن معين في تجريح الرواة وتعديلهم (ص-١٩٠)ر قم (٢٩٥)-

⁽۳۳) تبذيب الكمال (ج٣٢ص ٣٢٠)-

⁽٣٢) والديالا

⁽۳۵) ميزان الاعتدال (جسم ٢٢٣)_

⁽٣٦) كتاب الضعفاء والمتروكين للنسائي (المطبوع مع التاريخ الصغير والضعفاء الصغير للبخاري، ص ١٠٠٠)-

نیزامام نسائی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ضعیف" (۲۷)۔

حاكم الواحد رحمة الله عليه فرمات بين "ليس بالمتين عندهم" (٢٨)

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بي "كان فليح و أخوه عبدالحميد ضعيفين" (۲۹)_

البت المام دار قطنی رحمة الله علیه سان کے بارے میں توثیق منقول ہے، چنانچہ وہ ان کے بارے میں اپنی کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں' ٹقة''(۱۰)، لیکن ان سے ان کے بارے میں "لاباس به " بھی منقول ہے، السلامات "رامی فرماتے ہیں" سھیل بن أبی صالح حیو من فلیح بن سلیمان "(۲۲) جبکه سہیل بن ابی صالح حیو من فلیح بن سلیمان "(۲۲) جبکه سہیل بن ابی صالح ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک زیادہ مضبوط راوی نہیں ہیں (۲۲)، للخذاامام دار قطنی رحمة الله علیہ کے ان کو" ثقة "قرار دینے کامآل بھی "لاباس به" کادر جہ ثابت کرناہے۔ (۲۳)

ان کے حالات پر مجموعی طور پر نظر ڈالنے سے جوبات ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ بینہ صرف شیخین بلکہ اصولِ ستہ کے راوی ہیں، امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی احادیث پر اعتاد کیا ہے (۵۳)، پھر بقول حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کی روایات جو بخاری شریف میں ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق "منا قب" و"ر قاق" سے ہے، پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر وہ اعتاد بھی نہیں کیا جو اعتاد امام مالک، ابن عیبینہ رحمہما اللہ اور ان جیسے دوسرے حضرات پر کیا ہے۔ (۲۷)

٠ (٣٤) تهذيب التهذيب (٢٨٥ س١٠٠)

⁽۳۸)حوالهٔ سابقه۔

⁽٣٩)حواليه مالا_

⁽٥٠) ويكفي تعليقات الكاشف (ج٢ ص١٢٥) رقم (٢٩٧١)_

⁽١٦) وكيريح حاشية سبط ابن العجمي بها مش الكاشف (ج ٢ ص ١٢٥) و ميزان الاعتدال (ج ٣ ص ٣٦٦)

⁽۲۲) تعليقات الكاشف (٢٢ص١٢٥)

⁽٣٣) چنانچدابن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "هو مثل العلاء وليسا بحجة" المم ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين "لا يحتج به" ويكھيے الكاشف للذهبي (جاص ٢١٨٣) _ رقم (٢١٨٣) _

⁽٢٨) تعليقات الكاشف (٢٢ص١٥)

⁽۵۵)د یکھیے حدی الباری (ص۳۵)۔

⁽٢٦) والديالا

یک وجہ ہے کہ حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حالات پر مجموعی تھرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ولفلیح احادیث صالحۃ یرویھا، یروی عن نافع عن ابن عمر نسخة، ویروی عن هلال بن علی عن عبدالرحمٰن بن أبی عمرة، عن أبی هریرة أحادیث، و بروی عن سائر الشیوخ من أهل المدینة ،مثل أبی النضر وغیرہ أحادیث مستقیمة وغرائب، وقد اعتمده البخاری فی صحیحه، وروی عنه الكثیر، وقد روی عنه زید بن أبی أنیسة، وهو عندی لاباس به "(۲2).

ای طرح حافظ فر ہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"و حدیثه فی رتبة الحسن"(۸۳)۔

خلاصہ سے کہ فلیح بن سلیمان عام محدثین کے نزدیک قابلِ احتجاج نہیں، البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چو نکد صحت حدیث کے سلیلے میں حدسے زیادہ تحری سے کام لیتے ہیں اس لیے امیدیمی ہے کہ ان کی روایات جو صحیح بخاری میں ہیں وہ بے اصل نہیں۔

۲۸ اه میں ان کی وفات ہوئی (۴۹)رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

فينتبي

فلے بن سیمان بخاری و مسلم کے رواۃ میں سے ہیں، اس کے باوجود محد ثین اور اعمد ر جال نے ان کو مطلقاً قبول نہیں کیا، بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گذر نے والے محد ثین اور اس طرح ان کے بعد آنے والے علماءِ حدیث نے ان پر بھر پور کلام کیا ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات نے جو صحیح زناری کے ہر راوی پر محم لگایا ہے "ھذا جاز القنطرة" (۵۰) په مطلقاً مقبول نہیں۔

اسی طرح یہاں سے بات بھی یاد رکھیں کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھاہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۔ کے جن راویوں پر کلام کیا گیاہے وہ عموماًان کے شیوخ بیں، اور پھر ان کی حدیثیں وہ کثرت

⁽٢١) الكامل لا بن عدى (٢٢ ص٠١)_

⁽۸۸) تذكرة الحفاظ (جاص۲۲۳)_

⁽٣٩) تقريب التبذيب (ص٨٣٨) رقم (٣٣٥)_

⁽۵۰) د يكھيے حدى السارى (ص ٣٨٣) الفصل التاسع_

ے نہیں لاتے۔(۵۱)

کین یہاں دونوں باتیں نہیں ہیں، کیونکہ فلیح امام بخاری رحمۃ الله علیہ کے شخ نہیں بلکہ شخ الشخ ہیں، نیزان سے کثرت سے احادیث بھی لی ہیں، چنانچہ پیچے حافظ ابن عدی رحمۃ الله علیہ کا قول گذرچکا ہے "وقد اعتمدہ البخاری فی صحیحہ وروی عنه الکثیر" فتنبه۔

(٣)ابراہیم بن المنذر

يد ابراتيم بن المنذر بن عبدالله بن المنذر بن المغيرة قرش، اسدى حزامى مدنى بين، ان كى كنيت ابواسحاق ب-(ar)-

یہ ابوضم و اکس بن عیاض، سفیان بن عیدینہ، عبداللہ بن نافع الصائغ، عبداللہ بن وهب مصری، ابو بکر عبدالحمید بن ابی اولیس، عبدالرحمٰن بن المغیر ہاور محمد بن فلیح بن سلیمان رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابن ماجہ، احمد بن ابی خیشمہ زُہیر بن حرب، عبداللّٰد بن عبداللّٰد تعالیٰ وغیرہ ہیں۔(۵۳)

امام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس به بأس" (۵۳)-

صالح بن محد جُوره وحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" - (۵۵)

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" (٥١)

⁽۵۱) د يكھيے حدى السارى (ص ١١و١) الفصل الثاني، ونزحة النظر (ص ٢٠) والنكت على كتاب ابن الصلاح (ج اص ٢٨٨و٢٨٨)_

⁽۵۲) تهذیب الکمال (۲۰۷ ص۲۰۷)۔

⁽۵۳) شيوخ و الذه كي تغميل ك ليدويكمية تهذيب الكمال (٢٠٩١٠٥)-

⁽۵۴) تهذيب الكمال (ج۲م ۲۰۹)

⁽۵۵)حواله بالا

⁽۵۶) تبذیب الکمال (ج۲ص ۲۱۰)۔

امام بحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بي "ثقة" (٥٥)

صاحب خلاصه فرماتے بین"وثقه ابن معین، والنسائی وأبوحاتم والدارقطنی "(۸۵) مام در قطنی رحمة الله علیه فرماتے بین "ثقة" (۵۹) د

ابن حبان رحمة الله عليه في ال كوكتاب القات مين ذكر كياب -(١٠)

مافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "أحد الأئمة، وثقه ابن معين، وابن وضاح، والنسائي، و أبوحاتم، والدار قطني "(١١).

البته زكريا بن محيى ساجى رحمة الله عليه فرمات بين "بلغنى أن أحمد بن حنبل كان يتكلم فيه، ويذمه، وقصد إليه ببغداد، ليسلم عليه، فلم يأذن له، وكان قدم إلى ابن أبى دُؤاد، قاصداً من المدينة، عنده مناكير-"(١٢)

گویاساجی رحمة الله علیه نے یہاں دوطعن نقل کیے ہیں، ایک بد کہ امام احمد رحمة الله علیه نے ان پر کلام کیاہے، دوسر اید کہ ان کی احادیث میں منکرروایات ہیں۔

ليكن ابوالفتح ازوى رحمة الله عليه فرمات بي "إبراهيم هذا في عداد أهل الصدق، وانما حدث بالمناكير الشيوخ الذين روى عنهم فأما هو فهو صدوق "(١٢).

یمی بات خطیب بغدادی رحمة الله علیه نے فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "أما المناكير فقلما تو جد في حديثه، إلا أن تكون عن المجهولين ومن ليس بمشهور عندالمحدثين، ومع هذا فإن يحيى بن معين وغيره من الحفاظ كانوا يرضونه ويوثقونه"(١٢٢)۔

⁽۵۷) تبذيب الكمال (ج٢ص ٢٠٩) ـ

⁽۵۸)غلاصة تذهيب تهذيب الكمال (ص٢٢)_

⁽٥٩) تهذيب العبذيب (جاص ١١٤)

⁽۲۰) اثقات لا بن حبان (ج۸ص ۲۳)۔

⁽۱۱) حدى السارى (ص ۱۸۸)

⁽۲۲) تبذيب الكمال (ج٢ص ٢١٠) ١

⁽١٣) طبقات الثافعية الكبري (جاص٢٣٢)_

⁽۱۳) تاریخ بغداد (جدص ۱۸۱)_

جہاں تک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا تعلق ہے سووہ مسئلہ خلق قرآن میں ان کے پھے توقف اور پھر بن ابی وُوَاد کے پاس ان کی حاضری کی وجہ سے تھا، چنانچہ علامہ تاج الدین بکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "قد کان حصل عند الإمام احمد. رضی اللہ عنه. منه شیء لأنه قیل: خلط فی مسئلۃ القرآن، کأنه مجمح فی الجواب (۲۵) ۔ قلت (القائل: السبکی) وأری ذلك منه تقیة و خوفاً، ولكن الإمام أحمد شدید فی صلابته، جزاہ الله عن الإسلام خیراً، ولو كلف الناس ما كان علیه أحمد لم یسلم إلا القلیل (۲۳).

ای طرح مافظ ابن جررحمة الله علیه فرماتے ہیں "وتکلم فیه أحمد من أجل كونه دخل إلى ابن أبى دُؤاد"(١٤)-

خلاصہ بیر کہ اہراہیم بن المنذر ثقہ راوی ہیں ان پر جو معمولی کلام کیا گیاہے وہ قابلِ اعتبار نہیں۔واللہ اعلم۔

ان کی و فات ۲۳۷ھ میں ہو ئی ہے (۲۸)۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(۴) محمد بن فليح

یہ ابو عبداللہ محمد بن قلیح بن سلیمان اسلمی خزاعی ہیں (۲۹)ان کے والد کھیے بن سلیمان کے حالات اسی باب کے تحت گذر چکے ہیں۔

⁽٧٥)قوله: "مجمع في الجواب" أي : لم يبينه. انظر المعجم الوسيط(٢٥ص٥٥٥)_

⁽٢٢) طبقات الثانعية الكبرى (جاص٢٣٢)_

⁽۲۷)هدى السارى (ص۸۸) ـ

⁽۱۸) الكاشف (جاص٢٠٥) رقم (٢٠٨) وتقريب العبذيب (ص٩٢) رقم (٢٥٣) ـ

⁽۲۹) تهذیب الکمال (۲۲ص۲۹۹)

انہوں نے سفیان توری، موسیٰ بن عقبہ ، ہشام بن عروہ، یونس بن بزیدا ملی اور اپنے والد فلیح بن سلیمان رحمہم اللہ تعالیٰ وغیر ہ کے علاوہ بہت سے محد ثین سے احادیث لی ہیں۔

ان سے احادیث لینے والوں میں ابراہیم بن حمزہ زبیری، ابراهیم بن المنذر حزامی، محد بن الحن بن خرومی، محد بن یعقوب زبیری اور ہارون بن موسی زہری رحمهم الله وغیرہ ہیں۔(۱)

الم الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "ما به بأس، وليس بذاك القوى" (٢)-

امام دار قطنی رحمة الله علیه فرماتے ہیں۔"ثقة، وقد روی عنه عبدالله بن وهب مع تقدمه"(۳)۔

امام ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الثقات مين ذكر كياب (٣)-

البت امام سحى بن معين رحمة الله عليه في ان پر كلام كيا به چنانچدان كه والد في پر كلام كرت موعة فرمايا و فليح بن سليمان ليس بنقة ولا ابنه "(۵)-

نیز ابو حاتم رحمة الله علیه فرماتے ہیں "کان یحیی بن معین یحمل علی محمد بن فلیح"(۱)۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ محر بن قلیح بہت زیادہ موثق راوی تو نہیں،البتدان کی حدیثیں قابلِ احتجاج ضرور ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام یحی بن مُعین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر واقف ہونے کے باوجود ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرمارہ ہیں "ما به باس، ولیس بذلك القوی "اس طرح امام وار قطنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی توثیق فرمارہ ہیں۔

⁽۱) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھئے تہذیب الکمال (ج۲۲ص۲۹۹ و۳۰۰)۔

⁽٢) تهذيب الكمال (ج٢٦ ص٥٠ ٣) وتهذيب التهذيب (ج٩ ص ٢٠٠) وميز ان الاعتدال (ج م ص١٠) _

⁽٣) تهذيب التهذيب (جوص ٤٠٨) ـ

⁽م) كاب القات (ج2ص معوامم)

⁽۵) تهذیب الکمال (ج۲۶ص ۲۰۰) و تهذیب انتهذیب (ج۹ص ۲۰۰) _

⁽٢)حواله جات بالا۔

چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان پر کلام کو نقل کر کے لکھتے ہیں "ووثقه بعضهم، وهو أوثق من أبيه" (2).

اس کے علاوہ حافظ ابن مجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ساری حدیثیں نہیں لیں بلکہ تحری کے بعد منتخب احادیث لی ہیں جن کی متابعت موجود ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: أخوج له البخاری نسخة من روایته عن أبیه عن هلال بن علی عن عطاء بن یسار عن أبي هريرة، وبعضها عن هلال عن أنس بن مالك، توبع علی أكثرها عنده، وله نسخة أخوى عنده بهذا الإسناد، لكن عن عبدالرحمٰن بن أبي عمرة، بدل عطاء بن یسار، وقد توبع فيها أيضاً، وهي ثمانية أحاديث، والله أعلم "۔(٨)

ان كى و فات ١٩٧ه ميں ہو ئى۔(٩)رحمہ الله تعالیٰ رحمةُ واسعة۔

(۵) محمر بن فليح كے والد فليح بن سليمان

ان کے حالات اس باب کے تحت گذر مے ہیں۔

٠ (٢) هلال بن على

یہ ہلال بن علی بن اسامہ قرشی عامری مدنی ہیں،ان کو ہلال بن ابی میمونہ، ھلال بن ابی ھلال اور ہلال بن اسامہ بھی کہاجا تاہے، گویاا یک شخصیت کے چار نام ہیں(۱۰)فتنبۃ۔

یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ عبدالرحمٰن بن ابی عُمر ہ، عطاء بن بیار، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو میمونہ مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

جبكه ان سے روایت كرنے والول ميں زياد بن سعد ، سعيد بن اتى هلال ، عبد العزيز بن الماجثون ،

⁽۷) ميزان الاعتدال (ج ۴ ص٠١) ـ

⁽۸)هدى السارى (ص۲۳۳)_

⁽٩) تقريب التبذيب (ص٥٠٢) رقم (٢٢٨) والكاشف (٢٢٥ ص١١١) رقم (١١١٥)

⁽١٠) تهذيب الكمال (ج٠٣٥ ٣٨٣)_

فليح بن سليمان،امام مالك بن انس اور يحيي بن ابي كثير رحمهم الله تعالى بين (١١) _

المم ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "شيخ يكتب حديثه"_(١٢)

الم نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس به بأس" (١٣)-

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الثقات مين ذكر كيام (١٣)

امام دار قطنی رحمة الله عليه فرمات بين "فقة "(١٥)-

مسلمه بن قاسم اندلسي رحمة الله عليه فرمات بي "ثقة قديم" (١١)-

حافظ ذهبي رحمة الله عليه فرماتے بي "فقة مشهور" (١١) ـ

حافظ این مجرر حمة الله علیه فرماتے میں "مقة" (۱۸)۔

يعقوب بن سفيان رحمة الله عليه فرمات بين "هلال ثقة حسن الحديث، يروي عن عطاء بن يسار أحاديث حساناً، وحديثه يقام مقام الحجة"(١٩) ـ

ھھام بن عبدالملک کے آخری سالوں میں ان کی وفات ہوئی۔(۲۰) اور ھھام کا آخری سال ۲۵ ھھام ہوئی۔(۲۰) رحمہ اللہ تعالی رحمۂ واسعۃ۔

(۷)عطاء بن ببار

یہ ابو محمد عطاء بن بیار ہلالی مدنی ہیں ، ام المؤ منین حضرت میمونہ رضی الله عنها کے

⁽١١) تهذيب الكمال (ج٠٣٥ ٣٠٠)_

⁽١٢) تهذيب الكمال (ج ٠ ٣٥ م ٣٥٠) وتهذيب المتهذيب (ج ١١ م ٨٠)

⁽۱۳) حواله جات سايقه

⁽١١) كتاب العات (ج٥ص٥٥٥)-

⁽١٥) تبذيب التبذيب (جااص ٨٢)

⁽١٦) والدبالا

⁽١١)سير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٦٥) يزر كي عيزان الاعتدال (ج٣ص ١١١)

⁽١٨) تقريب التهذيب (ص ٥٤٦) رقم (٢٣٣٨)_

⁽١٩) تعليقات تهذيب الكمال (ج٠٣٥ م ٣٨٥ و٣٨٥) نقلاً عن المعرفة (٢١١/١)_

⁽۲۰) تهذيب الكمال (ج٠٣٥ م٨٨٨)_

⁽۱۱)الأعلام للزركلي (ج٨ص ٨١)

مولیٰ ہیں، ان کے حالات''کتاب الإیمان''،''باب کفران العشیر و کفر دون کفر'' کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲۲)

(۸) ابوہریرہ درضی اللہ عنہ

حضرت ابوہر ریرہ رضی اللہ عنہ کے تفہیلی حالات "کتاب الإیمان"، "باب أمور الإیمان" کے تحت گذر چکے ہیں۔ (۲۳)

بينما النبي صلى الله عليه وسلم في مجلس يحدث القوم جاء ٥ أعرابي حنوراكرم على الله عليه وسلم ايك مجلس مين الوكون سيات كرد م تق كه ايك اعرابي آيا- بياع الي كون تفا؟

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات جي كدان كے نام كاعلم نہيں موسكا (٢٣)_

"فقال: متى الساعة؟ فمضى رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث فقال بعض القوم: سمع ماقال، فكرم ما قال، وقال بعضهم: بل لم يسمع"

اس اعرابی نے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو جاری رکھی، کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے اسر ابی کی بات سن کی، آپ نے اس کی بات کونا پیند فرمایا ہے کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے سرے سے اس کی بات سن ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب اعرابی نے آپ سے سوال کیااور آپ نے جواب نہیں دیا تو بعض صحابہ کہنے گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال ہی نہیں سنااور بعض نے کہاکہ سوال تو آپ نے سناہے گر سوال کو پہند نہیں کیا،اس لئے کہ آ مخضرت علیقہ قیامت کے متعلق سوال کو پہند نہیں فرماتے سے،اس

⁽۲۲) دیکھئے کشف الباری (ج۲ص۲۰۳)۔

⁽٢٣)ويكف كشف الباري (ج اص ١٥٩).

⁽۲۲) فق الباري (١١٥ ص١١٥)_

وجہ سے آپ نے جواب نہیں دیا، لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ اس کا سبب ایک تیسرا امر تھا، وہ یہ کہ آپ لوگوں سے بات چیت میں مصروف تھے، گویا مصروفیت مانع جواب تھی، نیزیہ بھی اخمال ہے کہ آپ نے وحی کے انتظار میں جواب میں تاخیر کی ہو۔

سوال کے جواب میں تاخیر کی گنجائش ہوتی ہے یا نہیں؟ پھر اگر گنجائش ہو تو کس حد تک؟اس کا اجمالی بیان "مقصد ترجمة الباب" کے تحت ہم کر چکے ہیں، یہاں بطور خلاصہ پھر سمجھ لیجئے کہ:

سوال کے جواب میں تاخیر اور عدم تاخیر کا تعلق کئ امور سے ہے:۔

ا۔ آیاسوال کا تعلق عقیدے سے ہاعقیدے سے متعلق نہیں ہے۔

۲_سوال ضروری ہے یاغیر ضروری۔

سر سوال کسی امر موقت کے بارے میں ہے یاامر غیر موقت کے بارے میں۔

ظاہر ہے کہ سوال اگر عقیدے کے متعلق ہو اور ضروری ہو تواس کا جواب فوری دینا چاہئے، جب کہ پیچیے حضرت ابور فاعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ گذراہے کہ آپ نے ان کے لئے خطبہ کو قطع کر کے ان کو جواب دیا تھا۔

اسی طرح بعض او قات سوال کسی امر موقت کے بارے میں ہو تاہے وہاں اگر جواب میں تاخیر ہو تو ہے وہاں اگر جواب میں تاخیر ہوتو یہ اندیشہ ہو تاہے کہ وقت گذر جائے گااور جواب سے پھر کوئی فائدہ نہیں ہوگا، تووہاں بھی فوری طور پر جواب دیناصر وری ہو تاہے۔

اسی طرح سائل کے بارے میں یہ بھی دیکھاجائے کہ مقامی ہے یا باہر سے آیا ہے، اگر مقامی ہے تو اس کو بعد میں بھی جواب دیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح مسئول کو بھی دیکھنا پاہیے کہ آیاسوال ایباہے کہ اس کاجواب سوائے اس کے اور کوئی بھی دے سکتے ہوں تو وہاں تاخیر میں بھی دے سکتے ہوں تو وہاں تاخیر میں مضائقہ نہیں،اوراگراس کے علاوہ کوئی دوسر انہیں دے سکتا تووہ جواب دینے کامکلف ہے۔

بعض او قات سوال فضول ہو تا ہے، بعض او قات سوال مبنی برعماد ہو تا ہے، بھی انتشار اور تشویش پیداکرنے کے لیے سوال کیاجا تاہے،ایسی صور توں میں چاہئے کہ جواب نہ دیاجائے۔ یہاں بھی سمجھ لیجئے کہ چو نکہ اس اعر ابی کا سوال ایسا تھا کہ کوئی امرِ موقت می نہیں تھا اور نہ بی اس پر کوئی عمل موقوف تھا، اس لیے آپ نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور اس کے جواب کومؤ خر کر دیا۔ واللہ اُعلم۔ حتی إذا قضی حدیثه قال: أین۔ أراه۔ السائل عن الساعة؟

حتی کہ جب آپ نے اپنی گفتگو مکمل فرمالی تو فرمایا کہ کہاں ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے۔

راوی کو یہال ''أین'' کے بعد لفظ یاد نہیں رہاکہ آیا آپ نے ''السائل'' فرمایا یا نہیں؟اس وجہ سے در میان میں ''اراہ''بمعنی''اظن'کااضافہ کر دیا۔

یے راوی جن کوشک ہورہاہے محمد بن قلیح ہیں، اس لیے کہ محمد بن قلیم کے واسطے کے بغیر "المحسن بن سفیان وغیر ہ عن عثمان بن أبي شیبة عن یونس بن محمد عن فلیح" کے طریق سے یہ روایت مروی ہے، اس میں بغیر کی شک کے "أین السائل....." کے الفاظ ہیں (۲۵)۔

قال: ها أنا يا رسول الله، قال: فإذا صيعت الأمانة فانتظر الساعة، قال: كيف إضاعتها ؟

اس اعرابی نے جواب دیا کہ یار سول اللہ! سائل میں ہول، آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کی جانے گئے تو قیامت کا نظار کرو،ای شخص نے سوال کیا کہ امانت کی اضاعت کس طرح ہوگی؟

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب "جواب علیٰ اُسلوب الحکیم" ہے، مطلب ہے ہے کہ اس نے سوال کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں، کہ اس نے سوال کیا تھا کہ قیامت کب البتہ علامات قیامت کے متعلق اگر تم سوال کرو تو یہ زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اس کا علم تو مجھے معلوم ہے اور پھر آپ نے علامت بیان فرمائی، قیامت کے آنے کاوقت بیان نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ یہ مجھے معلوم ہے اور پھر آپ نے علامت بیان فرمائی، قیامت کے آنے کاوقت بیان نہیں فرمایا۔ یہ ایسانی ہے جیسے "یسئلو نک عَنِ الْاَهِلَةِ" کے جواب میں "قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاس "(۲۷)

⁽۲۵) د یکھنے فتح الباری (جام ۱۳۳۳)۔

⁽٢٦) القرة/١٨٩

فرمایاہے، یہاں سوال میہ تھاکہ جاند چھوٹا بڑا کیوں ہو تاہے؟اس کے گھٹنے بڑھنے کی علّت کیاہے؟جواب میں علت بیان کرنے کے بجائے حکمت بیان کی کہ اس سے او قات کا تعین ہو تاہے۔

ای طرح ایک دوسری آیت میں ہے" یَسْفَلُو نَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ"اس کے جواب میں فرمایا" فُلُ مَا أَنْفَقُتُمْ مِنْ خَیْرٍ فَلِلُوَ الِدَیْنِ وَالْاَقْوَبِیْن ۔۔۔۔۔"(۲۷) سوال کرنے والے یہ پوچھتے تھے کہ کتنا خرچ کریں، جواب میں یہ نہیں بتایا کہ اتنا خرچ کرو، وہ تو تمہاری اپنی گنجائش پرہے، پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کہاں خرچ کریں، چنانچہ آپ نے مصارف بیان فرمائے۔

اس طرح يهال بحى آپ نے قيامت كى تعين نہيں فرمائى، بلكہ قيامت كى علامت بتائى ہے۔
يہال حديث باب ميں "إذا ضيعت الأمانة فانتظر الساعة "فرمايا ہے، اس طرح ايك دوسرى حديث ميں آتا ہے كہ آپ نے فرمايا: "إذا كان أمراؤكم خياركم، وأغنياؤكم سمحاء كم، وأموركم شورى بينكم، فظهر الأرض خيرلكم من بطنها، وإذا كان أمراؤكم شراركم وأغنياؤكم بخلاء كم، وأموركم إلى نسائكم فبطن الأرض خيرلكم من ظهرها" _(٢٨)اس حديث ميں بھى آپ نے علامات بتائى بيں۔

سائل اضاعت امانت کا مطلب نہیں سمجھ سکا،اس لیے اس نے کہا" کیف إضاعتها؟"اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلم کی سمجھ میں بات نہ آئے تو وہ استفسار کر سکتا ہے، اور اس استفسار پر معلم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے،البتہ اگر سوال کا مقصد امتحان لینا ہو، تشویش میں ڈالنا مقصود ہو تو پھر نارا ضکی بجاہے۔

قال: إذا وُسّد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة

آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہل کے سپر دکیا جائے تو قیامت کا تظار کرو۔

"وُسّد" کے معنی "أسنِد" کے ہیں (٢٩) سپر د کرنا، حوالہ کرنا، چنانچہ کتاب الرقاق والے طریق

میں "وسد" کے بجائے "أسند"كالنظم درس)

⁽۲۷)البقرة/۲۱۵_

⁽٢٨)سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب (بدون ترجمة، رقم ٨٨) رقم الحديث (٢٢٢٢)_

⁽٩٢) ويكي النهاية في غريب الحديث والأثر (ج٥ص ١٨٣)_

⁽٣٠)د يكت صحيح بخارى، (٢٦ص ١٢٩) كتاب المرقاق، باب رفع الأمانة، رقم (٢٣٩٧)_

لعض حفرات كہتے ہیں كہ يہ "وسادة" سے ماخوذ ہے اور معنی ہیں "إذا وضعت وسادة الملك، والأمروالنهى لغير مستحقها فانتظر الساعة"ال صورت میں "إلى"، "لام"ك معنى میں ہوگا، "أسند"ك معنى كومتضمن ہونے پردلالت كے لئے "إلى"استعال كيا گياہے۔(٣١)

حاصل بیہ کہ "إذا ضیعت الأمانة" میں "امانت" سے مرادضد خیانت نہیں ہے بلکہ اس سے مرادوہ امانت ہے جس کا ذکر آست کریمہ "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَا أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ، إِنَّه كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً" (٣٢) میں ہے، اسی طرح یہاں وہ امانت مراد ہے جس کا ذکر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے" إِن الأمانة نزلت فی جذر علی اللہ علیہ وسلم میں ہے" إِن الأمانة نزلت فی جذر قلوب الرجال سن (٣٣) اس امانت کی ادائیگی کو ہم قیومیت سے تعبیر کرسکتے ہیں کہ ہر چیز کواس کے مقام پر کھاجائے اور صحح انظام کیا جائے اور ہر چیز کاحق اداکیا جائے۔

ظاہر ہے کہ جب کام نااہل کے سپر دہوگا تو قیامت ہی کا انظار کیا جائے گااس لیے کہ نااہل شخص اپنی لا علمی کی وجہ سے ذمہ داری کو پوری طرح ادا نہیں کرپائے گاجو جس چیز کا محل ہے اس کواس کے محل میں نہیں رکھے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ دینی بد نظمی تھیلے گی اور ہوتے ہوتے ہوتے ہو نی عام ہو جائے گی اور بودین میں نہیں دکھے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ دینی بد نظمی تھیلے گی اور ہوتے ہوتے ہوتے ہے دینی عام ہو گی اس سے یہ معلوم ہوا کہ المیت علماء کے اندر ہوتی ہے، جہلاء میں حقیقی المیت نہیں ہوتی۔ ہوتی۔ ہوتی۔ ہوتی۔ ہوتی۔

حضرت ابواميه بحى رضى الله عنه سے مرفوعاً مروى ہے "إن من أشراط الساعة ثلاثًا إحداهن أن يلتمس العلم عندالأصاغر "(٣٣)_

⁽m) ديكھ النهايه (ج٥ص ١٨٣) و فخ الباري (ج اص ١٢)_

⁽۳۲)ال حزاب /۲۲

⁽٣٣) صنيح البعارى، (٢٥٥ ا٢٠) كتاب الرقاق، باب رفع الأمانة، رقم (١٣٩٧) وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب، رقم (١٣٣) ـ

⁽٣٣)أخرجه عبدالله بن المبارك في كتاب الزهد والرقائق(ص٢٠)ر قم(١١)والطبراني في الكبير_انظر مجمع الزوائد(ج١) ص١٣٥) كتاب العلم باب أخد كل علم عن أهله_والجامع الصغير مع شرحه فيض القدير (٣٢٥ص٥٣٣)ر قم(٢٣٧٥)_

اس سے عمر میں یا ذات میں کمتر لوگ مراد نہیں بلکہ اس سے بے دین مراد ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"الأصاغر أهل البدع"۔(۳۵)

اسى طرح حفرت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه فرماتے بيں "لايزال الناس صالحين متماسكين ماأتاهم العلم من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ومن أكابرهم، فاذاأتاهم من أصاغرهم هلكوا"_(٣١)

معلوم ہوا کہ نااہل یعنی لاعلم اور بے دین لوگوں کے ہاتھ میں جب اختیارات پہنچ جائیں تو قیامت کا نظار کرناچاہئے۔

حدیث شریف کی کتاب العلم سے مناسبت

ہماری گزشتہ تقریرے حدیث باب کے داقعہ ادر ترجمۃ الباب کے در میان مناسبت واضح ہو چکی کہ اگر عالم ادر مسئول کسی مشغلے میں مصروف ہو توبات مکمل کر کے سائل کاجواب دیا جائے۔

نیز حدیث شریف کے الفاظ "إذا وسدالأمرالی غیر أهله فانتظر الساعة " کے الفاظ سے اس کی کتاب العلم کے سرد کیا جائے گا توبہ قربِ قیامت کی فشانی ہوگی۔واللہ سجانہ اعلم۔

٣ - باب : مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ .

ترجمة الباب كامقصد

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے ابن رُشيد رحمة الله عليه سے نقل كياہے كه دراصل امام بخارى رحمة الله عليه اس كتاب كى تدوين كو ہر اعتبار سے مكمل كرنا چاہتے ہيں چنانچه علم و آدابِ علم كے امور كو

⁽٣۵)انظر تعليقات كتاب الزهد لعبدالله بن المبارك(٣ ٢١)وقال الهيشمي:"قال موسى يقلل: إن الأصاغر أهل البدع" انظر مجمع الزوائد(جاص١٣٥)_

⁽٣٧)رواه الطبراني في الكبيروالأ وسط ورجاله موثقون. قاله الهيثمي في مجمع الزوائد(جاص١٣٥)_

جامعیت کے ساتھ بیان کررہے ہیں اور اس سلسلہ میں معمولی معمولی باتوں پر بھی تبویب کررہے ہیں۔(۳۷)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایات میں حضورا کرم علیہ کی صفت
آئی ہے ''لیس بصنحاب''(۳۸) یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے بتانا چاہتے ہیں کہ اس
سے مراد لہود لعب میں شوروشغب کرناہے، علم میں رفع صوت اس میں داخل نہیں ہے۔(۳۹)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چونکہ رفع صوت یا چیخنا چلانا عرف میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے اور شریعت میں بھی اس سے نہی وارد ہوئی ہے چنانچہ قر آن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی تھی اس میں ذکر ہے ''وَاغْضُصْ مِنْ صَوْتِكَ'(۴۰)اس لیے ہوسکنا تھا کہ کسی کو یہاں باب علم میں بھی شہر ہوکہ آیار فِع صوت بالعلم جائز بھی ہے یا نہیں ؟امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے بتایا کہ یہ ضرورۃ جائز ہے۔ (۴۱)

حفرت شیخ الہندر حمة الله علیه فرماتے ہیں که "جمر مفرط نه آپ کی شان کے مناسب ہے نه علم دین کے، مگر حدیث باب سے معلوم ہو گیا کہ بوقت ضرورت رفع صوت مباح، بلکه مستحن ہے، البت بسبب قلت مبالات یا بوجہ تجمر و تکتر فد موم ہے "۔ (۳۲)

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں که ظاہر بیہ ہے که امام بخاری رحمة الله علیه ادب المعلم بتانا چاہتے ہیں کہ جب ضرورت پڑے تو آواز بلند کرنی چاہئے تاکہ سب سُن سکیں۔(۴۳)

⁽٣٤) فتحالباري (جام ١٨٥٥) ـ

⁽٣٨)أخوج البخاري في صحيحه، (ج ا ص ٢٨٥) في كتاب البيوع، باب كراهية السخي في السوق، رقم(٢١٢٥):
"....ليس بفظ و لاغليظ ولاسخّاب في الأسواق....."وانظر أيضاً كتاب التفسير، سورة الفتح، باب: إناأرسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً، رقم (٣٨٣٨)وانظر المجامع للترمذي، كتاب البروالصلة،باب ماجاء في خلق النبي صلى الله عليه وسلم رقم (٢٠١٦)والشمائل المحمدية له (ص٣٥٣،بشرح المواهب اللدنية للبيجوري) وسنن الدارمي (ج اص ١٦هـ ١٤ عليه المقدمة، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم في الكتب قبل مبعثه .

⁽٣٩)شرح تراجم أبواب البخاري (ص١٥)_

⁽۴۰)لقمان/۱۹_

⁽۳۱)لامع الدراري (ج۲ص ۵و۸)_

⁽٣٢) الأبواب والتراجم (ص٣٣)_

⁽٣٣) الأبواب والتراجم لصحيح البخاري (ص٠٣)_

یہ بھی اختال ہے کہ چونکہ غض صوت کی مدح روایات میں وار دہے اسی طرح رفعِ صوت پر تکیر بھی آئی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عندالضرورۃ رفعِ صوت مستحب ہے (۴۴)۔

٦٠: حدّثنا أَبُو النَّعْمانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثنا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرُ ﴿ كَالَ : خَلَفَ عَنَّا ٱلنَّيِيُ عَلَيْكِ فِي سَفْرَةِ سَافَرْنَاهَا ، فَوَسُفَ بْنِ مَاهَكَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرُ ﴿ كَالَ : خَلَفَ عَنَّا ٱلنَّيِي عَلَيْكَ فِي سَفْرَةِ سَافَرْنَاهَا ، فَأَدْرَكُنَا ﴿ وَقَدْ أَرْجُلِنَا ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ : (وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ ٱلنَّارِ) . مَرَّتُيْنِ أَوْ ثَلَاثًا . [٩٦]

تراجم رجال

(١) ابوالنعمان عارم بن الفضل

یه ابوالعمان محمد بن الفضل السدوسی بین، "عارم" ان کالقب بـان کے تفصیلی حالات، کتاب الإیمان، "باب قول النبی صلی الله علیه و سلم: الدین النصیحة....." کے تحت گذر چکے بین (۲) ابوعوانہ

یہ ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا مختصر تذکرہ "بدءالوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گذرچکاہے(۲۷)۔

(۳)انی بشر

بدابوبشر جعفر بن ایاس بشکری واسطی بصری دهمة الله علیه بین،ان کے والدایاس کی کنیت ابوو شیه به (۸۸)

⁽سم) حواله بالا

⁽٣٥) قرله: "عن عبدالله بن عمرو": الحديث أخرجه البحارى أيضاً في كتاب العلم، باب من أعاد الحديث ثلاثاً ليفهم عنه، وقم (٩٢) وفي كتاب الوضوء باب غسل الرجلين ولايمسح على القدمين، وقم (١٢٣) ومسلم في صحيحه، في كتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكما لهما، وقم (٥٨٥ /٥٨٥) والنسائي في سننه، في كتاب الطهارة باب إيجاب غسل الرجلين، وقم (١١١) وأبو داو د في سننه، في كتاب الطهارة، باب في إسباغ الوضوء، وقم (٩٤) وابن ماجه في سننه، في كتاب الطهارة وسننه، في كتاب الصلاة والطهارة، باب : ويل للأعقاب من النار، (م (٤١٢)).

⁽۲۷) دیکھئے کشف الباری (ج۲ص۲۸)۔

⁽٢٧) ديكهي كشف البارى (جاص ٢٣٨)

⁽٨٨) تهذيب الكمال (ج٥ص٥) وسير أعلام النبلاء (ج٥ص٢٥)

انہوں نے صحابہ میں سے حضرت عبّاد بن شُر ُ خبیل رضی اللہ عنہ سے ساع کیا ہے،ان کے علاوہ سعید بن بجبیر ، طلحہ بن نافع،طلق بن حبیب، عامر شعمی، عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ، عطاء، عکر مہ، مجاہد، حبیب بن سالم، میمون بن مہران، یوسف بن ماھک اور ابونضر ورحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں ایوب سختیانی، سلیمان الأعمش (و هما من أقرانه) خالد بن عبدالله واسطی، خَلَف بن خلیفه، مُشیم بن بَشیر اور ابوعواندر حمهم الله تعالی وغیره بیں۔(۱)

امام يحيى بن معين، ابوزرعه ، ابوحاتم اوراحمد بن عبدالله عجل رحمهم الله تعالى فرمات بين "ثقة" (٢) امام محمد بن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "ثقة كثير الحديث" (٣)

ابو بكراحمد بن هارون برديكي رحمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة، وهو من أثبت الناس في-سعيد بن جبير"_(م)

حافظ ابن عدى رحمة الله عليه قرمات بين "وجعفر بن إياس، هو معروف بجعفربن أبى وحشية، حدث عنه شعبة وهشيم وغيرهما بأحاديث مشاهير وغرائب، وأرجوأنه لابأس به "-(۵)

حافظ ذهبى رحمة الله عليه فرماتے بين "أحدالائمة والحفاظ" ـ (٢) اس طرح وه فرماتے بين "أحدالثقات، أورده ابن عدى في "كامله" فأساء "(2) ـ امام احدر حمة الله عليه فرماتے بين "أبوبشو أحب إلىّ من المنهال بن عمرو " ـ (٨)

امام احمد كے صاحبزادے عبدالله بن احمد بن صليل كمتے بين "أحبّ إليك من المنهال؟ قال:

⁽١) شيوخ و تلافده كي تفصيل ك ليد ديمية تهذيب الكمال (ج٥ص٥٥)

⁽٢) تهذيب الكمال (ج٥ص ٤) وتهذيب العهذيب (ج٢ص ٨٣).

⁽٣) طبقات ابن سعد (ج ٧ ص ٢٥٣) _

⁽۴) تبذيب العبديب (ج٢ص ٨٨)_

⁽۵)الكال (جعص ۱۵۲)

⁽٢)سير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٥٨)

⁽²⁾ ميزان الاعتدال (جاص ٢٠١)_

⁽٨) تهذيب الكمال (ج٥ص٤)

نعم، شديدًا، أبو بشرأوثق"(٩)_

واضح رہے کہ منہال بن عمرو محدثین کے نزدیک ثقه راوی ہیں، بخاری اور سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں۔(۱۰)۔

البتہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی ان احادیث کی تضعیف کیا کرتے تھے جو وہ حبیب بن سالم اور عبید بن سالم اور عبید بن جرسے روایت کرتے ہیں، امام شغبہ فرماتے ہیں کہ ان کو حبیب بن سالم اور عجاہد سے ساع حاصل نہیں ہے۔ (۱۱)۔

لیکن یہ تضعیف یہاں چندال مفز نہیں،اول تواس لیے کہ امام شعبہ کی تضعیف ان کی صرف ان احادیث سے متعلق ہے جو وہ مجاہد اور حبیب بن سالم سے کرتے ہیں،خود ابوبشر کی ذات سے اس کا کوئی تعلق نہیں(۱۲)۔

دوسرے حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بيں "احتج به الجماعة، لكن لم يخوج له الشيخان من حديثه عن مجاهد و لا عن حبيب بن سالم"(١٣) للمذاصح عين كي حديثول بيل كوئي شهر باقي نهيں ربتا۔ والله اعلم۔

١٢٥ه مين ان كانقال بوا (١١٠) _ رحمه الله تعالى رحمة واسعة _

(١٧) يوسف بن ماهك

بي يوسف بن ماصك بفتح الهاء وكسرها (١٥) بن مُعزاد بكسر الباء وضمها وبالزاي

⁽٩) حوال بالا

⁽١٠) ويكي الكاشف للذهبي مع تعليقات (٢٩٥ م ٢٩٨) رقم (٥١٥٣)_

⁽۱۱)ديكين تهذيب الكمال (ج۵ص د م)وسير أعلام النبلاء (ج۵ص ۲۲۳)وميزان الاعتدال (جاص ۲۰۳) وهدى السارى (ص ۳۹۵) _

⁽١٢) انظر المصادر المُّذكورة في التعليقة السابقة وانظر أيضاً التعليقات على الكاشف (١٥٥ م ٢٩٣) رقم (١٨١) ـ

⁽۱۳) هدى السارى (ص ۳۹۵)_

⁽١٢) ويكفي ميزان الاعتدال (جاص ٢٠١٣) وغيره

⁽۱۵) فتح البارى (جاص ۱۳۳)_

المعجمة (١٦) فارسى مكنى رحمة الله عليه بين (١٥)

پہا ہے والد ماصک بن بہز اداور اپنی والدہ مُسیکہ کے علاوہ حضرت تحکیم بن حزام، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمر وہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت معاویہ، حضرت ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہ منے مرسل میں، جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں، جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ایوب سُخِتیانی، ابوبشر جعفر بن ایاس، حمید الطّویل، عاصم احول، عبد الملک بن جریجی، اور عطاء بن ابی رَباح رحمهم اللّه تعالی وغیر ہ حضرات ہیں (۱۸)۔

امام ملحيي بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" (١٩) ـ

المام نسائی رحمة الله عليه في جهي ان كو ثقة قرار ديا بـــ (٢٠)

امام این شراش رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ثقة عدل" (۲۱)_

امام ابن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیاہے۔(۲۲)

امام محر بن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة قليل الحديث" ـ (٢٣)

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہيں معققة "(٢٣)_

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" (٢٥)_

ان کے سنِ وفات میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ ۱۰ساھ، ۲۰اھ، ۱۱سه، ۱۱ساھ اور ۱۱سے کے اقوال

(۱۲)المغنی(ص۱۲)_

(١٤) تهذيب الكمال (ج٣٢ص ١٥١)_

(١٨)شيوخ و تلانده كي تفصيل ك لئ ديكھئے تہذيب الكمال (ج٣٥ ص٥٥ و٥٥٠)

(۱۹) تاریخ عثان بن سعیدالدارمی (ص۲۲۷) رقم (۸۶۴) و تهذیب الکمال (ج۳۳ ص ۵۳۳)_

(۲۰) تهذيب الكمال (ج٣٢ص ٣٥٣)_

(۲۱)حواله مالا

(۲۲)الثقات لابن حبان (ج٥ص٥٣٩)_

(۲۳)الطبقات لا بن سعد (ج۵ص ۲۷) _

(۲۴)الكاشف (ج٢ص٥٠٠)ر قم (۲۴۴)_

(۲۵) تقريب التهذيب (ص ۱۱۱) رقم (۲۸۷) _

:

طن بير ـ (٢٧) رحمه الله تعالى رحمة واسعة ـ

"ماهك"كي شحقيق

"ماھک" ھاء کے فتہ کے ساتھ ہے جبکہ اس پر کسرہ بھی پڑھا گیا ہے۔(۲۷) یہ فارسی لفظ"ماہ" مجعنی "چاند" ہے جس کے آخر میں کاف تصغیر ہے۔(۲۸) اس لفظ کو اکثر شار حینِ بخاری نے غیر منصر ف قرار دیاہے، جبکہ اصلی رحمۃ اللہ علیہ نے منصر ف پڑھا ہے۔(۲۹)

غیر منصرف پڑھنے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ اس میں غیر منصرف ہونے کے دوسب عجمہ اور علیت موجود ہیں۔(۳۰)

منصرف پڑھنے کی وجہ کیاہے؟

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ "ماہ" کے معنی" قمر" کے ہیں لہذا" ماھك" کے معنی" قمیر" کے ہوئے اس طرح اس میں وصف کے معنی غالب ہوگئے۔ گویا عجمہ کے غیر منصر ف بننے کے لیے جو علیت کی شرط تھی وہ مفقود ہوگئی کیونکہ وصف اور علیت میں تضاد ہے، اور یہاں وصف کے معنی ہم نے غالب قرار دیے ہیں، لہذا علیت نہیں ہوگی (۳۱)۔

حافظ ابن حجرر حمة الله عليه نے بھی يمي بات ذكر كى ہے۔(٣٢)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چونکہ تصغیر کا تعلق صفات سے ہوتا ہے، اس لیے "ماهك" میں صفت کے معنی غالب ہوں گے اور صفت وعلیت میں تضاد کی وجہ سے اجتماع نہیں ہوتا، چونکہ اس صورت میں صرف ایک سبب باقی رہ جاتا ہے اس لیے اس کو منصر ف پڑھیں

⁽٢٦)د يكفئة تهذيب العبذيب (جااص ٢١١م و٢٢٨)_

⁽۲۷) فتح البارى (جاص ۱۳۳)_

⁽۲۸)عمدة القارى (۲۲ص۸)_

⁽۲۹) فتح البارى (ج اص ۱۴۳) وعمدة القارى (ج٢ص٨)_

⁽۳۰)حواله جات بالا

⁽۳۱) شرح الكرماني (ج٢ص ٤)_

⁽۳۲) فتح الباري (ج اص ۱۳۳)_

(٣٣)_______

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (٣٣) کہ اگر اس لفظ کو بکسر المھاء پڑھاجائے تو یہ لفظ فالص عربی لفظ ہوگا، اس صورت میں مضرف ہی پڑھاجائے گاکیونکہ یہ مَھَکتُ الشيء (ف)أمْهَ مُحه مَهْکاً سے ماخوذ ہوگا جس کے معنی ہیں کی چیز کو پینے اور روند نے میں مبالغہ سے کام لینا۔ (٣٥)

ای طرح"مھکت الشیء "کے معنی چکنا کرنے کے بھی آتے ہیں۔(۳۷) ممکن ہے یہ لفظ"مہکھ الشباب" سے ماخوذ ہو جس کے معنی جوانی کی ترو تازگی اور رونق کے ۳)۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس لفظ کو بفتح المھاء پڑھیں تب بھی ممکن ہے کہ عربی لفظ ہو، بایں طور کہ اس کو"مماھکۃ"(۳۸) کے فعل ماضی "ماھك" سے علم منقول قرار دیں،اس صورت میں علمیت اور وزنِ فعل کی وجہ سے غیر منصرف پڑھیں گے۔(۳۹)

پھر آگر چہ اکثر حضرات نے "ماهك" كوان كے والد كانام قرار ديا ہے ليكن امام دار قطنى رحمة الله عليه نے "ماهك" ان كى والده كانام بنايا ہے، اس صورت ميں تو علميت اور تانيث كى وجہ سے غير منصر ف قرار دے سكتے ہيں (۴۰) واللہ اعلم۔

(۵)عبدالله بن عمرو

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما ہیں، ان کے حالات "کتاب الإيمان" "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۴)

⁽۳۳)عدة القارى (٢٦ص٨)_

⁽۲۳)عدة القارى (۲۲ص۸)

⁽٣٥)القاموس المحيط(٩٥٩)_

⁽٣٦)حواله سابقه_

⁽٣٤)حواله سابقه

⁽٣٨)المماهكة : وهوالجهد في الجماع من الزوجين ـ كذافي العمدة (٣٢م/١) ـ

⁽٣٩)عمدة القاري (ج ٢ص ٨) نيز ديكھئے تاج العروس (ج ٧ص ١٨٥)_

⁽۴۰)عدة القارى (ج٢ص٨)_

⁽۱۷) ديكھيئ كشف البارى (جاص ١٤٩)_

قال: تخلّف عنا النبي صلى الله عليه وسلم في سفرة سافرناها

حفزت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جس میں ہم تھے حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں "رجعنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم من مکة إلی المدینة "(۲۲) کے الفاظ بیں۔اس سے معلوم ہوا کہ بیسفر مکہ مکر مہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہواتھا۔ بیسفریا تو ججۃ الوادع کاسفر تھا، کیو نکہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بینی طور پراس سفر میں آپ کے ساتھ تھے،یایہ غزوۃ الفتح کاسفر تھا،اگرچہ غزوۃ الفتح کے موقعہ پر آپ کی واپسی مکہ مکر مہ سے نہیں بلکہ "بعر انہ" ہے ہوئی تھی، لیکن کہا جاسکتا ہے کہ آپ چو نکہ مدینہ منورہ سے مکہ مکر مہ ہی کے لیے روانہ ہوئے تھے اور اسی سفر سے واپسی ہور ہی تھی اس لیے اگر چہ حقیقۂ بحر انہ سے واپسی ہوئی لیکن اس پر روانہ ہوئے عمن مکۃ إلی المدینة "کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔
"رجوع من مکۃ إلی المدینة "کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عمرۃ القصناء کا سفر ہو، کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرہ رضی اللہ عنہ انہی دنوں اسلام لائے تھے۔ (۴۳) واللہ اعلم۔

فأدركناوقدأرهقتنا الصلاة ونحن نتوضأ

سوہم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آملے اس حال میں کہ ہمیں نماز نے آلیا تھا، اور ہم (جلدی جلدی) وضو کررہے تھے۔

رَهِقَه يَرْهَقُه رَهَقاً : غشِيه، ولَحِقه و دنا منه (٣٣)_

أرهقه : أغشاه (٣٥)، وحمّله مالا يطيقه (٣٦)

⁽٣٢) ديكه ميح مسلم (جاص ١٢٥) كتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما_

⁽٣٣)انظرفتح الباري(١٦٥/١٤٥)كتاب الوضوء، باب غسل الرجلين، ولايمسح على القدمين-

⁽٣٣) القاموس المحيط (٩٠٠)_

⁽۵۹)النهاية (ج۲ص ۲۸۳)_

⁽٣٢) انظر القاموس (٤٠٠) ـ

یہاں "أرهقتنا الصلاة" کے معنی ہوں گے "أعجلتنا الصلاة(٢٥)، حتى كادت أن تُغشينا وتُلحِقنا بصلاة أخرى بعدها۔

پھراس لفظ کو تین طرح پڑھا گیاہے:۔

(۱) ایک تو یکی ہے "أرهقَتْنا الصلاة" لین "أرهقت" ماضی واحد مؤنث غائب كا صیغه ہے اور "الصلاة" مر فوع ہے جواس كافاعل ہے۔

(۲) دوسری روایت "أرهقنا الصلاة" به اس صولات میں بھی "الصلاة" فاعل ہونے کی وجہ سے مر فوع ہے، البتہ" أرهق "ماضی واحد مذكر غائب كا صيغہ ہے، چونكہ "الصلاة" مؤنث حقیق نہیں ہے، اس لیے اس کے واسطے فعل مذكر استعال كرنے میں كوئی حرج نہیں۔

(۳) تیری روایت 'آره فنا الصلاة " ب، لین "آره فنا اضی جمع متکلم کا صیغه به لهذا قاف ساکن ب، اور "الصلاة "مفعول بونے کی وجه سے منصوب بے 'اس صورت میں معنی بوجائیں گے۔" أخّر ناها عن وقتها حتی کدنا أن نُغشیَها و نُلحقها بالصلاة التي بعدها"۔(۸۸) کیراس نمازے مراد نمانے عصر بے ، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۴۹)

فجعلنا نمسح على أرجلنا

سوہم (جلدی جلدی وضو کرتے ہوئے) اپنے پیروں پر پانی پھیرنے لگے۔ "مسح"میں دومعانی کا احتمال ہے:

ایک سے کہ مسے اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی پاؤں پر گیلا ہاتھ چھیر نامر ادہ۔

⁽۲۷)عمدة القارى (۲۲ص۸)_

⁽۴۸)دکیکے فتح الباری (جاص۲۱۵)کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین و لا یمسح علی الخفین، وعمدة القاری (۲۲ص۸) والنهایة (۲۲ص۲۸)

⁽٣٩) كما في طريق مسدد عن أبي عوانة عند البخارى في كتاب العلم، باب من أعاد الحديث ثلاثاً ليفهم عنه، وقم (٩٢) وفي طويق موسى عن أبي عوانة عنده أيضاً في كتاب الوضوء، باب غسل الرجلين ولايمسح على الخفين، وقم (٩٣) __

اس احتمال کے مراد لینے کی صورت میں یہ کہنا پڑے گاکہ کسی زمانے میں غسل رجل کے بجائے میں مشل کے بجائے میں مشروع تھا بعد میں عشل کا حکم آیا اور مسح کا حکم منسوخ ہو گیا، جیسا کہ امام طحاوی رحمة الله علیہ نے اس رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ (۵۰) کیکن یہاں یہ ظاہری معنی مراد نہیں۔

دوسرے بیر کہ یہاں"مسح"سے غسلِ خفیف مرادہے اور مطلب بیہ ہے کہ وقت کی تنگی اور وضو میں عجلت کی وجہ سے اور نماز میں تاخیر کے اندیشہ کی بناپر ہم جو غسل کر رہے تھے وہ خفیف تھا گویا کہ عسل کی جگہ مسح ہور ہاتھا۔

چنانچه علامه عینی رحمة الله علیه نے قاضی عیاض رحمة الله علیه کے حوالے سے نقل کیا ہے"معناه نغسل، کماهو المواد فی الآیة(۵)۔

ای طرح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی "ننخ"کی رائے پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وفیه نظر ؛ لأن قوله: "نمسح علیٰ أرجلنا" بحتمل أن يكون معناه نغسل غسلاً خفيفاً مُبقَّعاً (۵۲) حتى يرىٰ كأنه مسح"(۵۳)۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "مسح" سے "غسل" مراد ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اگر پہلے پیروں پر مسح کرنا ہی فرض ہو تا اور غسل فرض نہ ہو تا تو" ویل للاعقاب من النار" فرماکر وعید کا ذکر کیوں فرماتے، بغیر وعید کے صرف یہ ارشاد فرماد سے کہ آئندہ غسل کیا کرو، اس سے معلوم ہوا کہ شروع ہی سے غسل رجلین ہی مشروع ہے، لہذا یہاں "مسح" سے غسل ہی مراد لیاجائے گا۔ (۵۴) واللہ اُعلم۔

⁽٥٠) انظر شرح معانى الآثار (٣٥ ص ٣٥) كتاب الطهارة، باب فرض الرجلين في الوضوء، حيث قال الطحاوى: "فذكر عبدالله بن عمرو أنهم كانوا يمسحون حتى أمرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بإسباغ الوضوء، وخوّفهم، فقال: ويل للأعقاب من النار، فدل ذلك أن حكم المسح الذي كانوا يفعلونه قدنسخه ما تأخر عنه مماذكرنا"_

⁽۵۱)عدة القارى (جمم ۹)_

⁽۵۲) بَقُعه :جعله ذا بُقَع،والبُقْعَة : القطعة من الأرض على غير هيئة التي إلى جنبها، ومعنى قوله : "غسلاً خفيفاً مُبَقَّعًا" : غسلاً خفيفًا بحيث انتضح الماءُ على رِجْله، فابتلّ موضع منها دون موضع. انظرالقاموس المحيط(٣٣٣٠)_

⁽۵۳)عدة القارى (جسم ٩)_

⁽۵۴) انظر العمدة (ج ٢ص ٩ و١٠) _

فنادى بأعلى صوته: ويل للأعقاب من النار، مرّتين أوثلاثاً

آپ نے بلند آواز سے دویا تین مرتبہ فرمایا" ایرایوں کے لیے آگ کے عذاب کی خرابی ہے۔"
"فنادی بأعلی صوته" کے جملہ سے امام بخاری رحمۃ الله علیہ کا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ علم کے لیے رفع صوت نہ صرف جائز بلکہ ضرورت پڑنے پر مستحن ہے۔

حضوراكرم على جياني جبوعظ ونفيحت فرماتے تو آپ كى آواز بلند موجاتی تھى چنانچ حضرت رضى الله عليه وسلم إذا خطب احمر ت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه "(۵۵)۔

اس طرح حضرت نعمان بن بشر رضى الله عنه كى ايك روايت ميل هـ "سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب، يقول: أنذرتكم النار، أنذرتكم النار، أنذرتكم النار، أنذرتكم النار، أنذرتكم النار، أنذرتكم النار، حتى لو أن رجلاً كان بالسوق لسمعه من مقامى هذا "(۵۲)_

اى طرح ايك دوسرى روايت مين بين مين لو كان رجل في أقصى السوق سمعه وسمع أهل السوق صوته وهو على المنبر" ـ (۵۷)

ويل للأعقاب من النار

"ویل"عذاب وہلاکت اور خسران و بربادی کے معنی میں آتا ہے، اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ "ویل واد فی جھنم یسیل منه صدید أهل النار "۔(۵۹)

⁽٥٥) صحيح مسلم (جاص ٢٨٣) كتاب الجمعة-

⁽۵۲) منداحر (۲۲ ص۲۷۲) أحاديث النعمان بن بشير رضى الله عنهما

⁽۷۵)حواليه بالا

⁽۵۸)الجامع للترمذي، كتاب التفسير،باب و من سورة الأنبياء، رقم(٣١٦٤) والمسند لأحمد (ج ٣ ص ٧٤)والمستدرك للحاكم (ج ٤ ص ٥٩٦)كتاب الأهوال، وصححه الحاكم وأقرّه الذهبي.

⁽٩٩) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (ج ١ ص ٨٢) و (ج ٦ ص ٣٠٣) وفيه روايات كثيرة فراجعه إن شتت.

"اعقاب" عَقِب کی جمع ہے،ایزی کو کہتے ہیں، یہاں "اصحاب الاعقاب" مراد ہیں۔(۱۰) چونکہ آدمی اپنی ایزی پر ہی کھڑا ہو تاہے توجب کسی کے پاؤں جہنم میں ہوں گے توخود بھی جہنم میں ہوگا۔

''اعقاب''کی تخصیص کی به وجه بھی ہو سکتی ہے کہ ان کوپانی سے تر ہونا چاہیے تھا، لیکن وہ تر نہیں ہو کیں تو چو نکہ فریضہ اللہہ اسی میں متر وک ہوا، للہذاوہی حصة معذتب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

پوری بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب نمازِ عصر کا وقت نگ ہونے لگا تو حضرات صحابہ کرام جلدی جلدی وضو کرنے گئی، اس طرح وضو کرنے میں پاؤں کا کچھ حصہ خاص طور پر ایڑی کا حصہ خشک رہنے کا امکان زیادہ تھا، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو تین مر تبہ تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ وظیفۂ ارجل عسل ہے جو اسباغ کے ساتھ ہونا چاہئے صرف مسح نما غسل کافی نہیں، ممکن ہے اس طرح کچھ حصہ خشک رہ جائے، اس لیے دو تین مر تبہ "ویل للاعقاب من الناد" فرمایا تا کہ سب سُن لیس اور سمجھ حائیں۔

فنلبيه

اس سے معلوم ہواکہ وظیفہ ارجل عنسل ہے نہ کہ مسح، جبکہ روافض مسح کو وظیفہ رجل قرار دیتے ہیں۔ تفصیلی بحث انثاءاللہ آگے کتاب الوضوء میں آئے گی۔واللہ أعلم بالصواب۔

٤ - باب : قَوْلِ ٱلمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا أَوْ أَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا .

وَقَالَ لَنَا ٱلْحُمَيْدِيُّ : كَانَ عِنْدَ ٱبْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا. وَقَالَ اللهِ عَلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ عَلَيْنَا وَهُو ٱلصَّادِقُ ٱلْمَصْدُوقُ. وَقَالَ شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ : سَمِعْتُ ٱبْنِ عَلِيْنَةٍ كَلِيمَةً . وَقَالَ حُدَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ عَلِيلِيّةٍ حَدِيثَيْنِ . وَقَالَ أَبُو ٱلْعَالِيَةِ : عَنِ ٱبْنِ عَبِيلِيّةٍ كَلِيمَةً . وَقَالَ حُدَيْقَةُ : حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ عَلِيلِيّةٍ حَدِيثَيْنِ . وَقَالَ أَبُو ٱلْعَالِيةِ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّلِيهٍ . عَنْ رَبِّهِ . وَقَالَ أَنْسُ : عَنِ ٱلنَّيِيِّ عَلِيلِيّةٍ : يَرُويهِ عَنْ رَبِّهِ عَنْ رَبِّهِ عَنْ رَبِّهِ عَنْ رَبِّهُمْ عَزَّ وَجَلَ . وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةً : عَنِ ٱلنَّيِ عَلِيلِيّةٍ : يَرُويهِ عَنْ رَبِّهِ عَنْ رَبِّهِ عَنْ رَبِّهُمْ عَزَّ وَجَلَ .

⁽۲۰)عمرة القارى (ج٢ص١٠)_

ما قبل ہے مناسبت

ند کورہ باب کی ما قبل کے باب سے مناسبت سے کہ سابق باب میں "دفع الصوت بالعلم"کاذکر تھا تاکہ حاضرین سیکھ سکیں اور دوسروں تک پہنچا سکیں،اور دوسروں تک پہنچا کے لیے چو نکہ ان الفاظ میں سے کسی کی ضرورت پڑے گی اور ان الفاظ کے لغوی واصطلاحی معانی کے بیان کی حاجت ہوگی،اس لیے "باب قول المحدث: حدثناأو أخبونا و أنبأنا"منعقد کیا۔

مقصود ترجمة الباب

(۱) علامہ ابن رُشید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں وہ حدیثیں نقل کی ہیں جو مند ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ کیو نکہ حدیث مند ہی ''حدثنا'' و '' احبونا'' سے نقل کی جاتی ہے۔

اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ کیو نکہ حدیث مند ہی ''حدثنا'' و '' احبونا'' سے نقل روایت کے سلسلے میں جو مختلف الفاظ مخصوص کرر کھے ہیں آیا یہ ان کے دماغ کی اختراع ہے میاس سلسلے میں پیغیر علیہ الصاوة والسلام اور آپ کے اصحاب سے بھی کچھ ثابت ہے اور چو نکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اساد واخل دین ہے اس لیے اب یہ تلاش ضروری ہوئی کہ جو طریقے محدثین کرام نے اختیار فرمائے ہیں ان کی بھی کوئی اصل ہے یا بیہ یہ تاش ضروری ہوئی کہ جو طریقے محدثین کرام نے اختیار فرمائے ہیں ان کی بھی کوئی اصل ہے یا بہ یہ تاب یہ تاب کہ ہوگا اور اس بھی آپ ہی آپ ہی سے ثابت ہوگا اور اس بات متند ہوگی، کیونکہ دین بھی پغیر علیہ السلام کا ہوگا اور طریقۂ نقل بھی آپ ہی سے ثابت ہوگا اور اس

اس تقریری صورت میں ترجمۃ الباب "قول المحدث حدثنا أو أخبرنا وأنبأنا "كا مطلب يہ ہوگا كہ صرف ان بى تين الفاظ كے بارے میں تفتيش و تحقيق منظور نہيں بلكہ ان كے علاوہ اور بھى جتنے طریقے نقل روایت كے ليے استعال كے جاتے ہیں وہ سب داخل مراد ہوں گے۔ اس تقدیر پر "قال لنا الحمیدی: كان عند ابن عیینة حدثنا و أحبرنا و سمعت واحدًا "كایہ جملہ استطر ادى ہوگا، داخل والحمیدی: كان عند ابن عیینة حدثنا و أحبرنا و سمعت واحدًا "كایہ جملہ استطر ادى ہوگا، داخل

مقصود نہیں ہوگا۔ (۲۱)

(س) ترجمة الباب كاايك مقصديه بهى بوسكتا به كه محد شين كرام كے يهال نقل روايت كے سلط ميں مختلف الفاظ كااستعال بو تا به ،ان كى حيثيت اور وزن كيا به ؟ يعنى آيايه الفاظ برابر كے بيں ياان ميں قوت وضعف كا فرق -اس صورت ميں "قال لنا الحميدى" كاجمله اسطر ادى نہيں بوگا بلكه اس كا مطلب يه بوگا كه ان الفاظ ميں باہم فرق مراتب نہيں، يه سب برابر بيں، محدث كو اختيار كه چا به حدثنا "كااستعال كرے اور چا به قو "سمعت "كاصيغه لائے، يا يه كه "انبانا" اور "أخبر نا" كه -

(۳) ترجمة الباب كايد مقصد بھى ہوسكتا ہے كہ نقل روايت كے جو طريقے محد ثين ميں معروف بين آيا يہ سب طريقے جائز بيں ياان ميں كوئى ايبا طريقہ بھى ہے جے ناجائز قرار ديا جائے، كيونكہ بعض حضرات نے "إنباء"كے طريقہ كو كمز ور اور بعض نے اسے نا قابلِ اعتبار قرار ديا ہے، امام بخارى رحمة الله عليہ نے ترجمہ منعقد كركے بتلاديا كہ يہ تمام طريقے جائزاور قابلِ استناد بيں، اسى طرح امام حميدى رحمة الله عليہ كے ارشاد كا مطلب يہ ہوگا كہ جواز تمسك اور معمول بہا ہونے ميں سب طريقے برابر بيں يہ الگ بات عليہ كے ارشاد كا مطلب يہ ہوگا كہ جواز تمسك اور معمول بہا ہونے ميں سب طريقے برابر بيں يہ الگ بات ہے كہ بعض طريقوں كو بعض پر ترجیح ہے، جس طرح "حدثنا "كى تعبير سے روايت درست ہوگى اسى طرح اخبار وانباء كے صيغه كا بھى اعتبار ہوگا۔

انواعِ مخل حديث

مناسب معلوم ہو تاہے کہ اس مقام پر آپ تحملِ حدیث کی انواع اور اداءِ حدیث کے طرق سمجھ

ليں۔

علائے اصول حدیث نے محمل حدیث کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں:

(١) السماع من لفظ الشيخ:

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شخ اپنی سند ہے روایات سناتاہے اور شاگر د سنتاہے ، مجھی توشیخ زبانی

⁽٦١) د يكھيئا ايناح البخاري (ج٥ص ١٤)_

۔ سُنا تاہے اور مجھی کتاب میں دیکھ کر ،اس طرح شاگر دہھی صرف سننے پراکتفاکر تاہے اور مجھی سننے کے ساتھ ساتھ لکھ بھی لیتاہے۔(۱)

(٢) القراء ة على الشيخ:

لین شخ کے سامنے شخ کی مر ویات پڑھی جائیں اور شخ سنے، خواہ شاگر د پڑھے یا کوئی اور طالب علم پڑھے اور یہ شخ کے سامنے شخ کی مر ویات پڑھی جا ہیں طرح شخ کا سننا هظا ہویا کتاب ہاتھ میں لے کر ہو، پھر کتاب ہاتھ میں لینے کی صورت میں خود شخ کے ہاتھ میں کتاب ہویا کسی اور ثقة شخص کے ہاتھ میں ہو۔(۲) داشچ میں لینے کی صورت میں خود شخ کے ہاتھ میں کتاب ہویا کسی اور فقت شخص کے ہاتھ میں ہو۔(۲) واضح رہے کہ 'فقراء ت علی المشیخ "میں طالب علم جور وایات پڑھتا ہے وہ اُسی شخ کی مر ویات ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی کی مرویات میں اگر کسی ہوتی کہ والب علم شخ کو سنا کر توثیق کرالے اور ضبط میں اگر کسی ہوتی کی ہوتواس کا ازالہ ہوجائے (۳)۔

پھر جمہور کے نزدیک میہ صورت درست ہے کہ قراءت کے موقع پر کتاب کسی ثقه شخص کے ہاتھ میں ہو،خود شخ کے ہاتھ میں نہ ہو،اس سے قاضی ابو بکر باقلانی اور امام الحرمین رحمہما اللہ تعالی اختلاف کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ خود شخ کے ہاتھ میں کتاب ہونی چاہئے نہ کہ کسی دوسر سے شخص کے ہاتھ میں ساک ہی کوراج قرار دیا ہے(۵)۔
میں (۲) حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کے مسلک ہی کوراج قرار دیا ہے(۵)۔

البته اگروه شخص ثقه نه ہو توالیے ساع کا کوئی اعتبار نہیں۔(۱) "قراءت علی الشیخ "کوا کثر محدثین"عرض" بھی کہتے ہیں(۷)۔

⁽۱) وي مقدمة ابن الصلاح (ص ٣٢) النوع الرابع والعشرون: سماع الحديث، وتحمله وضبطه، بيان أقسام طرق نقل الحديث و تحمله. وفتح المغيث (ج ٢ ص ٢٥٢) أقسام التحمل والأخذ.

⁽٢)مقدمة ابن الصلاح (ص ٢٢ و ٢٥) وفتح المغيث للسخاوى (٢٢ ص ١٦٨ مر١)_

⁽m) ويمي تيسير مصطلح الحديث (ص ١٥٨)_

⁽m) توضيح الأفكار لمعانى تنقيح الأنظار (٣٦ص١٨٤)_

⁽۵)مقدمة ابن الصلاح (ص٢٢)_

⁽٢)مقدمة ابن الصلاح(ص ٧٤) وتوضيح الأفكار (٢٦ص١٨٨)_

⁽²⁾ فتح المغیث للعواقی (ص۱۸۵) و مقدمة ابن الصلاح (ص۱۲) _ آگے"باب القراءة والعرض علی المحدث" کے تحت اس کی مزید تفصیل آرہی ہے۔

قراءت على الشيخ ياعرض كأتحكم

اس نوع تحمّل کی صحت کے بارے میں اتفاق ہے، البتہ امام ابوعاصم النبیل اور عبدالرحمٰن بن سلام بُحی "قراء ت علی الشیخ" کے عدم جواز کے قائل ہیں، لیکن جمہور نے ان کے قول کورد کردیاہے۔(۸)

قراءت على الشيخ كامريتبه

اس نوع كاكيامر تبه بع؟اس مين تين اقوال بين:

(۱) امام ابو حنیفه، شعبه، ابن ابی ذئب اور یحیی القطان رحمهم الله تعالی سے منقول ہے که "قراء ت علی الشیخ "کاور جه" سماع من الشیخ "سے بردھ کر ہے، امام مالک رحمۃ الله علیه سے بھی ایک روایت یمی منقول ہے۔ (۹)

ان حفزات کا کہنا ہے کہ ساع من الشیخ کی صورت میں اگر شیخ کو سہو ہو جائے توطالب کے لئے رد ممکن نہیں ہوتا، جبکہ قراء ت علی الشیخ کی صورت میں طالب غلطی کرے تو شیخ اس کی تقییح کر سکتا ہے۔(۱۰)

(۲)امام مالک، سفیان توری، امام بخاری رحمهم الله تعالی اور اکثر علماءِ حجاز و کوفیہ کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔(۱۱)

(۳) جمہور علماء کے نزدیک'' قراءت علی الشیخ ''کادرجہ''ساع''سے ادنی اور کمترہے۔(۱۲) البتہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عام حالات میں تو''سماع''اعلیٰ ہے، لیکن اگر

⁽٨) ويكي المحدث الفاصل بين الراوى والواعى (ص٢٠٠ و٢١) و توضيح الأفكار (٢٥ص ١٨٨) _

⁽٩) ظفر الأماني (١٥٠٧) ومقدمة ابن الصلاح (١٥٥٧)_

⁽١٠) ظفر الأماني (١٠)

⁽۱۱)فتح المغيث للعراقي(١٨٦٥) وفتح المغيث للسخاوي(٢٢ص١٤١) و مقدمة ابن الصلاح(ص ٦٥)وتوضيح الأفكار (ج ٢ ص ١٨٩)

⁽۱۲) حواله جات بالا

کوئی عارض پیش آ جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ "قراءت "اور "عرض" "ساع" سے بڑھ جائے۔ مثلاً یہ کہ طالب شخ کے مقابلے میں سننے کی حالت میں کہ طالب شخ کے مقابلے میں سننے کی حالت میں زیادہ احفظ اور متیقظ رہے توالی صورت میں"قراءت" ساع" سے اولی اور" اعلیٰ "ہوگی۔ (۱۳)

خلاصہ بیہ ہے کہ جس صورت میں غلطیوں سے بچنے کا امکان زیادہ ہو وہ صورت اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔(۱۴)واللہ اعلم

(٣) الإجازة

یعنی شخکی کوروایت کرنے کی اجازت دے خواہ یہ اجازت لفظاً ہویا کتابہ ، مثلاً شخ کسی سے کہیا لکھ کردے" اُجزت لك ان تروي عنی صحیح البخاری۔"(۱۵)

"اجازت" کی قشمیں

"اجازت"كى علماء اصول نے كئي فتميں لكھي ہيں:_

(۱) إجازة معيّن لمعيّن بيعن مُجازبه اور مُجازله دونول معيّن بول، كوئى بهى مبهم نه بو (۱۱) مثلًا يَثْخ يول كم "أجزتك أيهاالطالب كتاب البخارى" يايول كم "أجزتكم الأصول الستة" يهال مجازله يعنى مخاطب معيّن بين، اور مجازبه يعنى "صحيح بخارى" يا" صحاحة" بهى معيّن بين اس طرح يول بهى كها جاسكتا مي" أجزت فلاناً جميع مااشتمل عليه فهرسى" ـ

"اجازت" کی یہ صورت جمہور محد ثین کے نزدیک صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ اجازت کی تمام انواع سے ارفع بھی ہے،اگرچہ بعض حضرات نے اس پر بھی کلام کیاہے(۱۷)۔

(۲) إجازة معيّن في غير معيّن: ليني طالب علم جو مجازله بوه تومعيّن بهواور مجازبه غير معيّن بهواور مجازبه غير معيّن بهال المول كم "أجزتك أو أجزت لكم أو أجزت فلاناً مسموعاتي أو مرويّاتي" يهال

⁽١٣)فتح المغيث للسخاوي(٢٦ ص١٧٨)_

⁽١٣)حواله بالا_

⁽١٥) ديكي فتح المغيث للسخاوي (٢٦ص ٢١٣) وظفر الأماني (ص ١١٢)

⁽١٦) مقدمة ابن الصلاح (٤٢٥) وظفر الأماني (ص٥١٣)_

⁽١٤) ويكي ظفر الأماني (ص٥١٣) ومقدمة ابن الصلاح (ص٤١)_

⁽١٨)مقدمة ابن الصلاح (ص ٢٨)_

مسموعات ومرویات کی تعیین و تشخیص نہیں ہے۔

(٣) إجازة غير معين في معين يعني مجازله غير معين بواور مجازبه متعين ومشخص بو مثلًا "أجزت أهل زماني رواية صحيح البخاري"(١٩)_

(٣) إجازة غير معين في غير معيّن : ليني نه مجازله معيّن هو اور نه مجازبه، مثلًا يول كهـ "أجزت أهل زماني رواية مسموعاتي" (٢٠) ـ

(٥) إجازة المعدوم

لعنی جو بچه انجھی پیدا نہیں ہوااس کواجازت دینا۔

پھراس کی دوصور تیں ہیں:

ایک ہے کہ اُس معدوم کو اصالۃ اجازت دی جائے مثلاً یوں کہا جائے" آجزت لمن یولد لفلان"۔

دوسری صورت بیرکہ موجود پر عطف کر کے بیغااور ضمناً اجازت دی جائے مثلاً یوں کہاجائے " "اجزت لفلان ولمن یولد له"یایوں کے "اجزت لك ولعقبك۔"(۲۱)

اس نوع اجازت کی بھی بعض حضرات نے اجازت دی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ معدوم کو اصالۃ ا اجازت دینادرست نہیں،البتہ حبعاًاور ضمناً اجازت دینے کی گنجائش ہے۔(۲۲)

(٢) إجازة الطفل الذي لم يميز

لینی مجازلہ الیا بچہ ہو جو سن تمییز کونہ پہنچا ہو۔ جمہور کے نزدیک اس کو اجازت دینادرست ہے، البتہ ساع کے لیے سن تمییز شرط ہے، البذاجو بچہ سن تمییز کونہ پہنچا ہواس کا ساع معتبر نہیں (۲۳)۔

⁽¹⁹⁾ ويكيئ ظفر الأماني (ص٥١٣)_

⁽۲۰)مقدمة ابن الصلاح (٤٣٠)_

⁽١١) ديكية ظفر الأماني (ص٥١٥) و مقدمة ابن الصلاح (ص٥٥)_

⁽٢٢) حواليه بالا

⁽٢٣) ظفر الأماني (١٤٥٥) و مقدمة ابن الصلاح (١٤٧٥) ـ

(٤)إجازة المُجاز

لعنى شخ اجازت دية موئ يول كم "أجزتُ لك ما أجيزلي" ـ (٢٢)

عاصل یہ کہ ''اجازت''کی جتنی بھی قشمیں ہیں سب میں اختلاف ہے کہ آیااس سے روایت کرنا درست ہے یا نہیں۔ ان میں سے پہلی صورت کو تو تقریباً سب کے سب درست قرار دیتے ہیں بلکہ بعض حضرات نے تو یہ کہا ہے کہ اختلاف پہلی صورت کے علاوہ باقی انواع میں ہے، نوع اوّل کے صحیح ہونے میں کسی کا اختلاف بھی نہیں۔

البتہ باتی انواع کے بارے میں اختلاف اگر چہ کثیر ہے لیکن ''اجازۃ المعدوم أصالۃ'' کے علاوہ باتی تمام انواع میں صحیح میہ ہے کہ درست ہے (۲۵) لیکن یہاں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نخبۃ الفکر میں ''اجازت''کی بحث کے آخر میں ایک تنبیہ کی ہے، اس کو پیش نظرر کھناضر ورک ہے، وہ لکھتے ہیں:

"وكل ذلك كما قال ابن الصلاح توسع غير مرضي؛ لأن إلاجازة الخاصة المعينة مختلف في صحتها اختلافاً قويًا عندالقدماء، وإن كان العمل استقر على اعتبارها عندالمتأخرين، فهي دون السماع بالاتفاق، فكيف إذا حصل فيها الاسترسال المذكور! فانها تزداد ضعفا، لكنها في الجملة خير من إيراد الحديث معضلاً والله أعلم (٢٦) ـ

(٣) المناولة

مناولة کے معنی اعطاء کے ہیں۔

اصطلاح میں "مناولہ" کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شخ طالب علم کواپنی مرویات دیتا ہے،خواہ تملیکاً بالبیج والہبہ ہویااجارہ واعارہ کے طور پر ہو۔(٢٧)

اس کی کئی صور تیں معروف ہیں:۔ایک مناولۃ مقرونہ بالا جازہ اور ایک مجر دہ عن الا جازۃ۔ مقرونہ بالا جازہ کی صورت ہیہ ہے کہ شخ اپنی مرویات پر مشمل کتاب اپنے شاگرد کو دے اور وہ

⁽٢٣) مقدمة ابن الصلاح (ص ١٤) وظفر الأماني (ص ١٥)_

⁽۲۵) ديکھئے حوالہ جات بالا۔

⁽٢٦) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر (١٢٥٠) خاتمة الكلام على صيغ الأداء_

⁽٢٤) ويكي فتح المغيث (٢٢ص ٢٨٥) و ظفر الأماني (ص ٥١٩)_

کتابیا تواصل ہو،یااصل سے نقل شدہ اور تھی شدہ ہو، اور دینے کی صورت یہ ہو کہ یا تو بطور تملیک دے دے، اس طرح کہ فروخت کردے، یا بطور اجارہ یا عاریت دے کہ اس میں سے نقل کر کے اور مقابلہ کر کے اپنی عن فلان، فاروہ اور مقابلہ کر کے اپنی پاس رکھ سکے پھر وہ کتاب دے کر کہے" ھذا سماعی اور وایتی عن فلان، فاروہ عنی"یایوں کے" اُجزت لك روایته عنی" (۲۸)۔

دوسری صورت ''مناولہ''کی مجر دہ عن الاجازہ ہے، لیعنی شیخ کتاب یا مرویات اپنے تلمیذ کو دیتا ہے، لیکن با قاعدہ روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔(۲۹)

مناولہ کی ایک صورت سے بھی ہے کہ طالب علم شخ کے پاس کوئی کتاب یاحدیث کا کوئی جزء لے کر آئے اور شخ کے سامنے پیش کرے، شخ اس میں غور و فکر کرے، پھر اسے لوٹادے اور یوں کے"وقفت علیٰ مافیہ، و ھو حدیثی عن فلان، أو روایتی عن شیو حی فیہ، فاروہ عنی۔"(۳۰)

اس صورت كو بھى "عرض" كہتے ہيں، چونكه قراءت على الشيخ كو بھى "عرض" كہتے ہيں، اس كيے ہيں، اس كيے ميں، اس كيے مان كيے حافظ ابن الصلاح رحمة الله عليه نے "قراءت على الشيخ" والے "عرض" كو "عرض القراء ة" اور زير بحث "عرض" كو "عرض المناولة" كانام دياہے۔ (٣١)

مناوله كالحكم اوراس كامرتبه

امام مالک، زہری، یحیی بن سعید انصاری، مجاہد، ابو الزبیر، مسلم الزنجی، علقمہ، ابر اہیم نخعی، ابن وصب، ابن القاسم، اشہب، قادہ اور ابوالعالیہ رحمہم اللّٰد تعالیٰ ہے منقول ہے کہ مخل بالمناولة المقر ونة بالا جازة، اور مخل بالسماع دونوں برابر ہیں۔(۳۲)

کیکن امام ابو حنیفه، امام شافعی، امام احمد، سفیان نوْری، عبدالله بن السبارک اور اسحاق بن راهو بیه

⁽۲۸) و يكت مقدمة ابن الصلاح (ص ١٦٥ و ١٦٦) النوع الرابع والعشرون: معرفة كيفية سماع الحديث و تحمله وصفة ضبطه، القسم الرابع: المناولة. و فتح المغيث للعراقي (ص ٢٦٦) وفتح المغيث للسخاوي (٣٢٥/٢٨٥).

⁽٢٩) مقدمة ابن الصلاح (١٢٩/) وفتح المغيث للعراقي (١٦٥) وفتح المغيث للسخاوي (٢٦ص٥٦) _

⁽٣٠) ويصح مقدمة ابن الصلاح (ص ٩٠) و فتح المغيث للعراقي (ص٢١٧) وظفر الأماني (ص٥٢٠)

⁽۱۳)مقدمة ابن الصلاح (ص 29)_

⁽۳۲)ظفرالأماني (ص٥١٩)_

ر حمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تخل بالمناولۃ المقر ونۃ بالا جازۃ کا درجہ ''ساع''سے کمتر ہے۔(۳۳)حافظ ابن الصلاح اور ان کے متبعین نے اس کو صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔(۳۳)

البتہ مناولہ مجردہ عن الاجازہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیااس صورت میں روایت کرناجائز ہے یا نہیں، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات سے جواز نقل کیا ہے جب کہ بعض حضرات اسے جائز قرار نہیں دیتے۔(۳۵)

(۵) المكاتبة

مکاتبہ کی صورت میہ ہوتی ہے کہ شیخ اپنی مرویات و مسموعات کا پچھ حصہ خود لکھ کریا اپنے کسی معتمد علیہ کا تب سے لکھواکرا پنے شاگر د کو بھیج دیتا ہے۔(۳۷)

اس کی بھی دوقتمیں ہیں:

ایک بید که کتابت اجازت کے ساتھ مقرون ہو، کہ شروع میں بیاآخر میں جوزت لگ مجمی لکھدے (۳۷)۔ دوسری صورت بید کہ صرف مکتوب ہو، اجازت کا اقتر ان نہ ہو (۳۸)۔

پہلی صورت میں روایت کرنا صحیح ہے، اور اس کا درجہ "مناولة مقروتة بالا جازہ" کے برابر ہے۔ جبکہ دوسری صورت کے جائز ہونے میں اگرچہ بعض حضرات کا اختلاف ہے کیکن راج میں ہے کہ اس صورت میں بھی روایت کرنادرست ہے۔ (۴۹)

(٢) الإغلام

اعلام یہ ہے کہ شخ طالب کو یہ بتادے کہ یہ جزء یا یہ کتاب میری روایت کردہ ہے(۴۰)اس میں

⁽٣٣) والدبالا

⁽٣٣) ويكي مقدمة ابن الصلاح (٥٠٠) و فتح المغيث للعراقي (١٥٠١) وفتح المغيث للسخاوي (٢٦٥ م١٩٣) ـ

⁽٣٥)فتح المغيث للسخاوي (٣٦ص٥٠٣-٣٠١)_

⁽٣٦) مقدمة ابن الصلاح (ص٨٣) وظفر الأماني (ص١٥٢ م٢٥) وفتح المغيث للعراقي (ص٢٣) ـ

⁽٣٤) مقدمة ابن الصلاح (ص ٨٣) وظفر الأماني (ص ٥٢٢) وفتح المغيث للعراقي (ص ٢٢٣) _

⁽۳۸)حواله جات بالا

⁽٣٩) مقدمة ابن الصلاح (٣٥/٨٣) وظفر الأماني (٤٢٢) وفتح المغيث للعراقي (٣٢٣).

⁽٣٠) مقدمة ابن الصلاح (ص ٨٨) و فتح المغيث للعراقي (ص ٢٢٥ و٢٢٥) وظفر الأماني (ص ٥٢٣) -

روایت کرنے کا حکم یااس کی اجازت مذکور نہیں ہوتی۔

"إعلام"كى بنياد پرروايت حديث درست جيانهين؟

ابن جرت الله عمری کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین اس بات کے قائل ہیں کہ مطلق "اعلام" سے روایت کرنا جائز ہے، بلکہ قاضی عیاض رحمۃ الله علیہ تو کہتے ہیں کہ یہ صورت نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ اگر شیخ منع بھی کرے تب بھی روایت کرنا جائز ہے۔

اس کے مقابلے میں اصح قول ہے ہے کہ مجر د"اعلام" سے روایت کرنادرست نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ شخ کو اس کے اندر کوئی خلل معلوم ہو، جس کی وجہ سے وہ روایت کرنے کی اجازت نہ دے۔(۱۳)

(٤)الوصيّة

تحمل حدیث کی ساتویں قتم وصیت ہے،اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ پینٹخ موت کے وقت ماسفر کے وقت اپنی روایت کر دہ کتاب کی وصیت کسی شخص کے لیے کر دیتا ہے۔(۳۲)

اس نوع محل کے ساتھ روایت کرناجائزہے یا نہیں؟

بعض حفرات نے اس صورت میں بھی روایت کرنے کو جائز قرار دیاہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ اس نوع مخل کے ساتھ روایت کرنادرست نہیں ہے۔(۴۳)

(٨) الوجادة

"و جادہ" مولد مصدر ہے، یعنی قد ماءِ عرب سے بیہ منقول نہیں بلکہ اہلِ اصطلاح نے اس کو بطور مصدر استعال کیا ہے۔(۴۴)

اصطلاح میں "وجادہ" یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی شخ کی کتاب مل جائے اور اس شخ سے اس راوی کو

⁽۱۷)حواله جات بإلا

⁽٣٢) مقدمة ابن الصلاح (ص٨٥) وفتح المغيث للعراقي (ص٢٢٧) وظفر الأماني (ص٥٢٣)

⁽٣٣) حواله جات بالا

⁽٣٢) فتح المغيث للعراقي (ص٢٢٧) و مقدمة ابن الصلاح (ص٨١) وظفر الأماني (ص٥٢٣)

انواع اجازات میں ہے کسی بھی طرح کی اجازت حاصل نہ ہو۔(۲۵)

وجادہ کی بنیاد پر روایت کرنا متفدیین ومتاً خرین کا معمول رہاہے،البتہ روایت بالو جادہ کو ''منقطع'' کادر جہ دیاجا تاہے اگر چہ اس میں ایک نوعِ اتصال بھی پائی جاتی ہے۔(۴۷)واللہ اعلم۔

طرق اداءِ حديث

ساع کے الفاظ

اگر حدیث کی تلقی "ساع من الشخ" کے طریقہ سے ہو تواس کی ادائیگی کے لیے: "سمعت" حدثنی، حدثنا، أخبر نی، أخبر نا، أنبأنی، أنبأنا، نبأنی، نبأنا، قال لی فلان، قال لنا فلان، ذكر لی فلان، ذكر لنا فلان" کے الفاظ استعال ہوتے ہیں، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ال تمام كلمات کے اطلاق کے صحیح ہونے پراجماع نقل كيا ہے۔ (۲۵)

البتہ یہ اطلاق متقد مین کے ہاں ہے، جبکہ متاخرین نے بعد میں ان الفاظ کو مخصوص کردیا ہے، چنانچ ان کے ہاں "سماع" کے ذریعہ مخل کردہ روایات کو "سمعت" "حدثنی "اور "حدثنا" سے ادا کریں گے، جبکہ "أخبرنی" اور "أخبرنا" کے ذریعہ ان روایات کی ادائیگی ہوگی جو "قراء ت علی الشیخ" کے طریقہ سے حاصل کی گئی ہوں اور "أنبانی" اور "أنبانا" کا اطلاق "اجازت" کے لئے ہوگا، جبکہ "قال لی فلان"، "قال لنا فلان"، "ذکر لی فلان" اور "ذکر لنا فلان" کے الفاظ ان روایات کے لئے مخصوص ہیں جو مذاکرہ میں حاصل ہوئی ہوں۔ (۴۸)

پھر ان الفاظ میں "سمعت" کا لفظ اس اعتبار سے سب سے ارفع ہے کہ یہ لفظ "اجازت"،" مکاتبت" کے ذریعہ حاصل کردہروایات کیلئے، اس طرح تدلیس کے موقعہ پر استعال نہیں

⁽۴۵) حواله جات بالار

⁽۲۷)حواله جات بالا۔

⁽٣٤) وكيك مقدمة ابن الصلاح (ص ١٢) النوع الرابع والعشرون: سماع الحديث وتحمله وضبطه و فتح المغيث للعراقي (ص١٨٣)_

⁽٢٨) ويكفئ فتح المغيث للعراقي (ص١٨٢-١٨٣)_

ہوتا، جبکہ اس کے مقابلے میں "حدثنا" کے لفظ کوایسے مواقع پر بعض حضرات نے استعال کیاہے۔(۴۹)

پھر یہاں یہ بھی واضح رہے کہ "حدثنی" کااطلاق اس صورت میں ہوگا جبکہ سامع تنہا ہواور "حدثنا" کامطلب بیہ ہے کہ ساع حدیث میں دوسرے حضرات بھی شریک ہیں۔

ای طرح ''أخبونی''کااستعال اصطلاحاًاس صورت میں ہوگا جبکہ قراءت کرنے والا طالب تنہا ہو،اور''آخبونا''کالفظایک سے زائد ہونے پر دال ہوگا۔(۵۰)

فتنبيه

يهال بيه بات بهى واضح رب كه لغت مين "تحديث"، "إخبار" اور "إنباء" مين كوئى فرق نهيس، چنانچ الله عزوجل كاار شاد به "يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لها" (۵۱) اسى طرح فرمايا "وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْر" (۵۲) ـ

اسى طرح مديم باب من حضوراكرم صلى الله عليه وسلم كاار شاد ب: إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وإنها مثل المسلم، فحدثوني ماهي؟ فوقع الناس في شجر البوادي، قال عبدالله: ووقع في نفسي أنها النخلة، فاستحييت ثم قالوا: حَدِّثنا ماهي يا رسول الله"

کتاب العلم ہی کے ایک طریق میں ''یا رسول اللہ اُخبرنا بھا'' کے الفاظ ہیں (۵۳) جبکہ کتاب النفیر کے ایک طریق میں ''کا جبکہ ''اخبرونی''کا لفظ آیا ہے (۵۳)اور اساعیلی کے ایک طریق میں ''انبئونی''کالفظ وار د ہواہے۔(۵۵)

لغت میں چونکہ یہ تمام الفاظ متر اوف اور ہم معنیٰ ہیں اس لیے علماکی ایک بہت بری جماعت جن

⁽٣٩) ويكي مقدمة ابن الصلاح (ص ٢٣) النوع الرابع والعشرون_

⁽٥٠) ويكت نزهة النظر في توضيح نحبة الفكر (١١٨س)

⁽٥١) الزلزال/١٩٥٨

⁽۵۲)قاطر/۱۱۰

⁽۵۳)و يكي ميح بخارى (جاص ۲۳) كتاب العلم، باب الحياء في العلم، رقم (۱۳۱)_

⁽۵۳)و كيم صحح بخارى(٢٥ ص ٢٨١) كتاب التفسير، سورة إبراهيم، باب: كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء تؤتى أكلها كل حين، رقم (٢٩٨٨)_

⁽۵۵)ذكره الحافظ في الفتح (جاص١٣٢)_

میں امام زہری، امام مالک، سفیان بن عیدینہ، سحیی القطان اور اکثر تجازیین اور کو فیین شامل ہیں، اس بات کی قائل ہیں کہ ان میں سے ہر لفظ استعال کیا جاسکتا ہے۔ (۵۹)

جبکہ اسحاق بن راہویہ ،امام نسائی ،ابن حبان اور ابن مندہ اس بات کے قائل ہیں کہ جب سماع من لفظ الشیخ ہو تو این الفاظ کو "قراءت" کے لفظ الشیخ ہو تو این الفاظ کو "قراءت" کے سماتھ مقید کیاجائے گا۔ (۵۷)

جبكه امام ابن جرت اوزاع ، شافعی ، ابن وهب اورا كثر ابل مشرق نے الفاظ كى ، ی تخصیص كردی كه "سماع من لفظ الشیخ" كی صورت میں "تحدیث" اور "قراء ت على الشیخ" كی صورت میں "إخبار" كالفظ استعال ہوگا۔ (۵۸)

بعد میں ان حضرات کے متبعین نے وہ تفصیل اختیار کی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ "حدثنی" اور "اخبرنا" تجاشخص کے لئے ہے، اور "حدثنا" اور اُخبرنا" جمع کے لیے۔ (۵۹)

لیکن یہاں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے جو تنبیہ فرمائی ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام تفصیل مستحسن ہونے کی حد تک ہے، ان کا التزام کوئی واجب نہیں ہے، البتہ متاخرین کو مذکورہ اصطلاحات کی رعایت نہیں کی رعایت نہیں کی جائے گی توخلط کا اندیشہ ہے۔ (۱۰) واللہ اعلم۔

قراءت على الشيخ كي صورت ميں الفاظ إداء

وہروایات جن کا تحل" قراءت علی الشیخ" کے طریقے پر کیا گیا ہوان کے اداء کی کئی صور تیں ہیں:۔

(۱) ایک صورت بیدے که "قرأت علی فلان" یا "قرئ علی فلان وأنا أسمع، فأقر به" كها

جائے۔

⁽۵۷) فتح البارى (ج اص ۱۳۵)_

⁽۵۷)حواله بالا

⁽۵۸)حواله بالار

⁽۵۹)حواله بالا

⁽۲۰)حواله بالا

به صورت سب سے عدہ اور اُسلم ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں (۱)۔

(٣) دوسرى صورت بيه كه "سماع من الشيخ" مين جوالفاظ استعال موت بين ان كويهال تقييد ك ساتھ استعال كياجائ، مثلاً كهاجائ "حدثنا فلان قراء ة عليه" يا "أخبرنا قراء ة عليه" يه يهلي فتم كے مقابلے مين كمتر ہے۔ (١)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اس قتم کے لیے بھی "سماع من الشیخ" والے الفاظ "حدثنا" اور "أخبرنا" بغیر کی قید کے استعال کیے جائیں، سواس میں اختلاف ہے:۔

عبدالله بن المبارك، يحيى بن يحيى تتميمى، احمد بن حنبل اور نسائى رحمهم الله وغيره كامذ بهب بيه ہے كه اس طرح على الاطلاق استعال كرناجائز نہيں۔

اس کے مقابلے میں اکثر اہلِ حجاز و کوفہ، نیز امام زہری، امام مالک، سفیان بن عیدینہ اور سخیی بن سعید القطان رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ائمہ متقد مین کے نزدیک ان الفاظ کو علی الاطلاق استعال کرنے میں کوئی حرج نہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (٣)

ان محور من میں سے بعض نے تو "دسمعت فلانا" کہنے کو بھی درست قرار دیا ہے۔ (٣)

اس "فتم" کے اندر تیسر اند ہب یہ ہے کہ دونوں گفظوں میں فرق ہے، چنانچہ امام شافعی اور ان کے اصحاب کا قول ہے کہ "قراءت علی الشیخ" کے طریقے سے حاصل کردہ روایات کو اداکرنے کیلئے "أخبو نا" کا استعال تو درست ہے، یہی بات امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہوراہل مشرق سے منقول ہے اکثر محد ثین بھی اس کے قائل ہیں (۵)۔

حافظ ابن الصلاح رحمة الله عليه فرمات بين "الفرق بينهما صار هو الشائع الغالب على

⁽I)مقدمة ابن الصلاح (ص ٦٥) النوع الرابع والعشرون، ثيز ديكي فتح المغيث للعراقي (ص ١٨٧)_

⁽۲)حواله جات بالا۔

⁽٣)حواله جات بالا

⁽٣) ركي مقدمة ابن الصلاح (٣٥) "وقال القاضى عياض: وهوقول روى عن مالك، والثوري، وابن عيينة "فتح المغيث للعراقي (٣) ____________ المغيث للعراقي (٣) حدار المغيث المغيث

⁽۵) مقدمة ابن الصلاح (ص ۲۵ و۲۲) وفتح المغيث للعراقي (ص ۱۸۸)_

أهل الحديث، والاحتجاج لذلك من حيث اللغة عناء وتكلّف، وخير مايقال فيه: إنه اصطلاح منهم أرادوا به التمييز بين النوعين، ثم خصص النوع الأول بقول "حدثنا" لقوة إشعاره بالنطق والمشافهة. والله أعلم(٢)_

"اجازت" کے طریقہ سے

حاصل كرده روايات كاطريق إداء

بعض حفرات نے تو"حدثنا"اور"أخبرنا" کے استعال کی علی الاطلاق اجازت دی ہے، بیابن جر تجامام مالک،امام الحر مین اور اہل مدینہ سے منقول ہے۔(2)

لیکن جمہور کے نزدیک الفاظِ ساع و قراءت کو مقیدًااستعال کرنا چاہئے، مثلاً یوں کہنا چاہئے " "حدثنا إجازة"یا"أخبرنا إجازة"(۸)۔

یہاں چند الفاظ اور ہیں جن کو "اجازت" میں استعال کیا گیا ہے، چنانچہ بعض حفرات نے " "شافھنی فلان"اور"أخبر نا مشافھة"استعال کیاہے(۹)۔

امام اوزاعی سے منقول ہے کہ انہوں نے "اجازت "کیلئے" خبّر نا"کالفظ استعال کیا ہے اور "قراء تعلی الشیخ "کیلئے" اخبر نا"(۱۰)۔

ای طرح "اجازت" کیلئے متاخرین نے "أنبأنا" کا لفظ بھی استعال کیا ہے، بلکہ علامہ ابوالعباس ولید بن بکر مُعمری نے اپنی کتاب "الوجازة فی تجویز الإجازة "میں "اجازت" کے لئے اس کواختیار کیا ہے، جبکہ متقد مین کے نزدیک "أحبرنا" اور "أنبأنا" مم معنی ہیں۔(۱۱) واللہ اعلم۔

⁽٢)مقدمة ابن الصلاح (٣٦٧)_

⁽٧) ويحي مقدمة ابن الصلاح (١٥٥٥) وفتح المغيث للعراقي (٢٢٠)-

⁽٨) مقدمة ابن الصلاح (٣٢٠)و فتح المغيث للعراقي (٣٢٠) ـ

⁽٩) مقدمة ابن الصلاح (١٨٢٥) وفتح المغيث للعراقي (١٢١) ـ

⁽١٠)حواله جات بالا_

⁽۱۱)حواله جات بالا

"مناوله"کے طریقے ہے.

حاصل كرده روايات كاطريق اداء

اس طریقہ میں بھی الفاظ ساع کو بعض حضرات نے مطلقاً بغیر کسی قید کے استعال کیاہے جبکہ اس میں بھی بہتر سے ہے کہ تقیید کے ساتھ ذکر کیا جائے مثلاً یوں کہا جائے "حدثنا مناولة" یا '' أخونا مناولة"۔ مناولة"۔

اسی طرح صرف "ناولدی" کہنا بھی درست ہے اور اگر مناولہ مقرون بالا جازہ ہو تو"ناولنی و أجازلی "كہم كرروايت كرنا بہتر ہے۔(١٢)والله اعلم۔

كتابت اعلام ، وصيت اور وجاده

کے طریقوں سے حاصل کردہروایات کاطریق اداء

مكاتبة طاصل كردهروايات كے اواء كے لئے يا توكابت كى تفر ت كركے كہاجائے "كتب إلى فلان" يا الفاظِ سماع و قراءت كو مقيد كركے استعال كيا جائے اور كہا جائے "حدثنا كتابة" يا" أخبونا كتابة " يا" ا

ای طرح "إعلام" کے طریقہ سے حاصل کردہ روایات کو اداکرنے کے لئے کہا جائے گا "أعلمنی شیخی بکذا"۔(۱۲)

"وصیت "کی صورت میں یا تو"اوصیٰ إلی فلان بکذا" کیے گامیا" حدثنی فلان وصیة "کیے گا۔ (۱۵) "وجاده "کی صورت میں راوی" وجدت بخط فلان" یا"قرات بخط فلان "کہہ کر روایت معسند نقل کرے گا(۱۱)۔

وقال لنا الحميدي : كان عند ابن عيينة "حدثنا"و أخبرنا" و أنبأنا" و "سمعت" واحداً

⁽١٢) ويكي مقدمة ابن الصلاح (١٥) وفتح المغيث للعراقي (١٢٠).

⁽١٣) ويحصّ مقدمة ابن الصلاح (ص ٨٨) وفتح المغيث للعراقي (ص ٢٢٣)_

⁽١٢) تيسير مصطلخ الحديث (ص ١٢٣ و ١٢٣)

⁽١٥) حوالته بالار

⁽١٦) والدبالا

تحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عینہ کے نزدیک "حدثنا"، احبرنا" "انبانا"اور "سمعت" سبا کی تھے۔

چیچے طرقِ اداءِ حدیث کے تحت ہم بیان کر چکے ہیں کہ "قال لنا" اور "قال لی "ای طرح " "ذکو لنا" اور "ذکو لی " یہ تمام الفاظ ساع من الشیخ کے الفاظ ہیں اور اسی طرح اتصال پر دلالت کرتے ہیں۔ ہیں جس طرح "حدثنی" حدثنا" اور "سمعت" وغیر ہاتصال پر دلالت کرتے ہیں۔

البتہ یہ بات ضرورہے کہ ''قال لنا''کازیادہ تراطلاق اُن روایات کے لئے ہو تاہے جن کو مذاکرہ کے دوران حاصل کیا گیاہو۔(۱۷)

ہاں اگر بغیر حرف جارے صرف "قال فلان" یا "ذکو فلان" کہاجائے تواس میں انقطاع کا بھی احتال ہے۔ اس لیے اس کا درجہ "قال لنا فلان" یا "ذکر لنا فلان" سے کمتر ہوگا، البتہ اگر اس کا قائل مدلس نہ ہواور راوی کامروی عندسے لقاء بھی ثابت ہو توبیہ اتصال پر محمول ہوگا۔ (۱۸)

ابن منده رحمة الله عليه في كها به كه امام بخارى رحمة الله عليه جهال كهين "قال لمى فلان" كمتم بين وه" إجازةً" عاصل كرده تبين بهوتين الى طرح جهال "قال فلان" (بغير جاروم مجرورك) ذكر كرتے بين وه تدليس ہے (۱۹)۔

یمی بات حافظ ابویعقوب رحمة الله علیه بھی فرماتے ہیں (۲۰)، جبکه حافظ ابو جعفر بن حمدان رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ الی تمام روایات عوضاً و مناولة حاصل کردہ ہیں (۲۱)، اسی طرح ابن حزم رحمة الله علیه کا کہنا ہیں کہ الی تمام روایات متصل نہیں ہیں (۲۲)۔

⁽١٤) ويصح مقدمة ابن الصلاح (١٣٠٥) النوع الرابع والعشرون، القسم الاول: السماع من لفظ الشيخ. وفتح المغيث للعراقي (ص ١٤٥) و وقتح المغيث للعراقي (ص ١٤٥٥) و المغيث للسخاوي (٣٤ العراقي) (ص ١٤٥٩ ١٥٠٥) .

⁽١٨) و كيك حواله جات بالاقال العراقي: "لاسيما من عرف من حاله أنه لايروى إلا ماسمعه كحجاج بن محمد الأعور، فروى كتب ابن جريج بلفظ "قال ابن جريج" فحملها الناس عنه واحتجوا بها، هذا هو المحفوظ المعروف" فتح المغيث للعراقي (١٨٣٠) ـ

⁽١٩) فتح المغيث للعراقي (ص١٨٣) وفتح المغيث للسخاوي (٢٦ص١٢٣) وظفر الأماني (ص٥١٥)_

⁽۲۰)حواله جات بالا۔

⁽۲۱)حواله جات پالا۔

⁽٢٢)ظفرالأماني (ص ١١١)_

لیکن علماء نے ان تمام حفرات کے قول کی تردید کی ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محیح بخاری مفرت ابوہر ریدہ صفی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے" إذا نسبی فاکل أو شوب"اس کی سند بیان کرتے ہوئے فرمایا" حدثنا عبدان"(۲۳) جبکہ یہی روایت نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں" قال لی عبدان "(۲۲)۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تماب النفیر'' میں ابراهیم بن موسیٰ سے بسیعَۃ تحدیث روایت نقل کی ہے (۲۵) جبکہ کتاب الایمان والنذور میں ''قال لی ابراہیم بن موسیٰ'' کے الفاظ استعال کیے ہیں (۲۷)۔

الحميدى

امام حمیدی رحمة الله علیه کاذ کر اگر چه بدءالوحی میں بھی آیا ہے(۲۷) کیکن وہاں بے حداختصار ہے، یہاں ہم قدرے تفصیل ہے ان کاذ کر کریں گے۔

ید ابو بکر عبدالله بن الزبیر بن عیسی بن عبیدالله بن اسامه بن عبدالله بن محید بن زمیر بن الحارمث بن اسد بن عبدالعرسی قرشی اسدی محمیدی ملکی بین -(۲۸)

میر بشر بن بکر تنیسی، ابواسامه حماد بن اُسامه، سفیان بن عیبینه، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، فضیل بن عیاض، امام شافعی، مروان بن معاویه فزاری، و کیج بن الجر"اح، ولید بن مسلم اور یعلی بن عبید طئافسی رحمهم الله سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روابیت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوزُر عه عبید الله بن عبد الکریم رازی، امام ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی، امام محمد بن بچی وُ بلی، یعقوب بن سفیان اور یعقوب بن شیبه رحمهم الله تعالیٰ بیں۔(۲۹)

^{- (}٢٣) ميح بخارى (١٥٥م ٢٥٩) كتاب الصوم، باب إذا أكل أوشرب ناسياً، وقم (١٩٣٣) -

⁽٢٢٧)التاريخ الكبير (١٥ص ٩١) ترجمة محمد بن صيرين، رقم الترجمة (٢٥١)

⁽٢٥) ويكي صحيح البخاري (٢٥ م ٢٥) كتاب الفسير، صورة التحريم، باب: يا أيها الذي لم تحره ما أحل الله لك ١٩١٠) -

⁽٢٧)صحيح البخارى (٢٥ ص ٩٩٠) كتاب الأيمان والنذور، باب إذا حرّم طعامه، رقم (٢١٩١)

⁽۲۷)دیکھتے کشف الباری (جام ۲۳۷)۔

⁽۲۸) دیکھتے تہذیب الکمال (جسماص۱۵۲)۔

⁽٢٩) شيوخ و تلانده كي تفصيل كيلية ويكية تهذيب الكمال (ج ١١ص ١٥ و١٥٠)_

المم احدين عنبل رحمة الله عليه فرمات بين "الحميدي عندنا إمام" (٣٠)

امام ابو حاتم رحمة الله عليه فرمات بين "أثبت الناس في ابن عيينة: الحميدي، وهو رئيس أصحاب ابن عيينة، وهو ثقة إمام"(٣)_

المام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (٣٢)_

ابن حبّان رحمة الله عليه فرمات بين "كان صاحب سنة وفضل و دين" (٣٣) . .

الم وارقطني رحمة الله عليه فرمات بين "حافظ" (٣٢)_

الم حاكم رحمة الله عليه فرمات بين "فقة مأمون" (٣٥)_

الم بخارى رحمة الله عليه فرمات بين "الحميدي إمام في الحديث" (٣٧)_

حافظ ابن جررحمة الله عليه فرمات بين "ثقة حافظ فقيه، أجلّ أصحاب ابن عيينة"(٣١)-

ائن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة كثير الحديث" (٣٨)

امام تحمیدی رحمة الله علیه نے حدیث کاعلم دوسر بے اساتذہ کے علاوہ سفیان بن عیبینہ رحمة الله علیه سے خاص طور پر حاصل کیا، حتی کہ ان کی خدمت میں اُنیس یا بیس سال تک رہے (۳۹)، جبکہ امام شافعی رحمة الله علیه سے فقہ کاعلم حاصل کیا (۴۰)، امام شافعی رحمة الله علیه کی رحلت کے بعد حمیدی کوخود توقع تقی کہ ان کی جانشینی کی سعادت حاصل ہوگی، لیکن ان کے مقابلے میں ابن عبدالحکم کوامام شافعی کی

⁽٣٠) تهذيب الكمال (جماص ١٥١) وسيو أعلام النبلاء (ج١٠ ص ١٢)

⁽m) تهذيب الكمال (ج ١١٣ ص ٥١٣) وسير أعلام النبلاء (ج ١٠٠ ص ١١٧)_

⁽٣٢) تعليقات تهذيب الكمال (ج١١٥ ١٥٥) نقلاً عن ثقات العجلي (الورقة ٢٩١) ـ

⁽٣٣)الفقات لابن حبان (ج٨ص١٣٨)_

⁽٣٣) تعليقات تهذيب الكمال (ج١٥٥ من ١٥٥) نقلاً عن علل الدارقطني (٣/ الورقة ١٤١١) ـ

⁽۳۵) تهذيب العهذيب (ج٥ص١١١)

⁽٣٧)طبقات الشافعية الكبرى (ق اص ٢٦٢)وسير أعلام النبلاء (ج ١٥٠ اص ١٩٧)

⁽٣٤) تقريب التهذيب (ص٣٠٠) رقم (٣٣٢٠)_

⁽٣٨) طبقات ابن سعد (ج٥ص ٥٠٢) ١

⁽٩ شُر) ويحي طبقات الشافعية (ج اص ٢٦١٠) وسير أعلام النبلاء (ج ١٠ ص ١٢)

⁽۴۰) دیکھنے فتح الباری (ج اص ۱۰) کتاب بدءالوحی، باب کیف کان بدءالوحی

جانشینی کاشر ف حاصل موا، چنانچدید مکه مکرمه آگئے،اور و بین نشر علم کی خدمت انجام دیے لگے۔(۱۳) امام شافعی رحمة الله علیه خود ان کی تعریف فرماتے بین "مار أیت صاحب بلغم (أی إنساناً) أحفظ من الحمیدی، کان یحفظ لسفیان بن عیینة عشرة آلاف حدیث "(۳۲)۔

الم اسحاق بن رابوي رحمة الله عليه فرمات بي "الأئمة في زماننا الشافعي والحميدي وأبوعبيد"_(٣٣)

خودامام حميدي رحمة الله عليه فرمات بين "مادمت بالحجاز، وأحمد بن حنبل بالعراق، وإسحاق بخواسان: لايغلبنا أحد" (٣٠٠)

نير فرمات بين "والله لأن أغزو هؤلاء الذين يردّون حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب إليّ من أن أغزو عدّتهم من الأتراك "(٣٥)_

ان کی جلالتِ شان کا اندازہ اس سے لگائے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ''إنما الأعمال بالنیات'' سے اپنی کتاب کا افتتاح فرمایا، اس کو امام مالک کے طریق سے روایت کرنے کے بجائے مُحیدی کی سند کو ترجیح دی۔(۳۹)

بلكه امام حاكم رحمة الله عليه فرمات بين "ومحمد بن إسماعيل إذا وجد الحديث عنه لا يخرجه إلى غيره؛ من الثقة به"_(٣٤)

الم حمیدی رحمة الله علیه نے "مند" لکھی ہے جو "مند الحمیدی" کے نام سے معروف ہے، علامه حبیب الرحمٰن اعظمی رحمة الله علیه کی تحقیق کے ساتھ مجلس علمی ڈا بھیل نے اسے دوجلدوں میں شائع کیا ہے۔

⁽١٦)مير اعلام النبلاء (ج٠١٥ ١٩١٧)_

⁽٣٢) طبقات الشافعية (ج اص ٢٦٣) وسير أعلام النبلاء (ج ١٠ ص ١١٨)

⁽٣٣)سير أعلام النبلاء (ج-اص١١٨ و١٩١) وطبقات الشافعية (ج اص ٢٦٣)

⁽۳۴) دواله جات مابقه.

⁽۵۵)سير أعلام النبلاء (ج١٩١١)_

⁽٢٨)سيرأعلام النبلاء (ج٠١ص ١٢٠و١٢١)_

⁽٢١١) تهذيب المتهذيب (١٥٥ ص٢١١)_

الم حميدى رحمة الله عليه كي وفات ٢١٩هيا ٢٢٠ه من ١٩وكي ـ (٣٨) رحمه الله تعالى رحمة واسعق

أبن عينيه

ان کاذکر اگرچہ پہلے آچکا ہے لیکن نہایت سر سری طور پر ان کا تذکرہ آیا تھا(۴۹)، یہاں قدرے تفصیل سے ان کے حالات ذکر کئے جارہے ہیں۔

یہ مشہور محدت سفیان بن عُنینہ بن ابی عمران ہلالی کو فی ہیں،ان کی کنیت ابو محمہ ہے، محمہ بن مزاحم اخی الضحاک بن مزاحم کے مولی تھے۔(۵۰)

یدوس بھائی تھے،ان میں پانچ بھائی محدث ہیں:سفیان،ابراھیم، محد، آدم اور عمران(۵۱)۔ سفیان بن عُییند رحمۃ اللّٰد علیہ نے بے شار محد ثین سے کسبِ فیض کیا جن میں سے چند مشہور شیوخ کے نام یہ ہیں:

ابراجیم بن میسره، اساعیل بن امیه ، اساعیل بن ابی خالد، ایوب سختیانی، ابو بشرییان بن بشر آخمسی، جامع بن ابی راشد، جعفر بن محمد الصادق، حسن بن عُماره، محمید الطویل، داؤد بن نصیر الطائی، زائدة بن قدامه، ذکریا بن ابی زائده، زیاد بن سعد، زیاد بن عِلاقه ، زید بن اسلم ، سالم ابی النظر ، سفیان الثوری، ابوحاز م سلمة بن دینار، سلیمان الأحول، سلیمان الأعمش، سهیل بن ابی صالح، شعبة بن الحجاج، هبیب بن غرقده، صالح بن کیسان، عاصم بن ابی النجود، ابوالزناد، عبد الکریم ابی امیه، عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج، علی بن زید بن جُد عان، عُمارة بن القعقاع، عمرو بن دینار، ابو معاویه عمرو بن عبد الله نخعی، مالک بن انس، ابن شهاب زیری، مِسعر بن کِدام، معمر بن راشد، منصور بن المعتمر ، هشام بن عُروه، ولید بن کیشر، ابواسحاق شهاب زیری، مِسعر بن کِدام، معمر بن راشد، منصور بن المعتمر ، هشام بن عُروه، ولید بن کیشر، ابواسحاق سیّهیی، ابوالزیبر مکّی رحمیم الله تعالی ـ

⁽۲۸)سير اعلام النبلاء (ج١٠٥ م١٢)_

⁽٣٩) ديك كشف البارى (ج اص ٢٣٨) بدء الوحى، الحديث الأول

⁽۵۰) تهذيب الكمال (ج ااص ١٤٨٥)

⁽١٥)حواله بالا

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے اپنے شیوخ امام اعمش، ابن جرت کاور شعبہ کے علاوہ هام بن یجیٰ، حسن بن حی، زہیر بن معاویہ، عبداللہ بن المبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحیی القطان، امام شافعی، عبدالرزاق صنعانی، امام حمیدی، سعید بن منصور، یحی بن معین، علی بن المدین، احمد بن حنبل، ابو بکر بن الی شیبہ، اسحاق بن راہویہ اور عمرو بن علی الفلاس رحمہم اللہ تعالی، وغیرہ ہیں۔(۵۲)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ع ۱۰ه میں پیدا ہوئے(۵۳) بچپن ہی سے طلب حدیث میں لگ گئے،اللہ نے ان کے علم میں اور عمر میں برکت دی کہ ان سے علم حاصل کرنے والوں میں جہاں اجداد ہیں وہاں احفاد نے بھی ان سے کسب فیض کیا۔ ۱۳۲ ہے تحدیث شروع ہوئی، سب سے آخر میں ساع کرنے والے ایک ابونھر السع بن زید زیمی نامی مکتی شخ ہیں، یہ ۲۸۲ ہ تک زندہ رہے۔(۵۳) ان کی امامت وجلالت شان پر اتفاق ہے، بہت سے لوگ ج کے ارادے سے نکلتے تھے لیکن ان کے پیشِ نظر یہ بات ہوتی تھی کہ سفیان بن عیبنہ سے ملا قات ہوگی اور اس طرح سندعالی ہوگی۔(۵۵)

على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بي "ما في أصحاب الزهري أتقن من ابن علينة"(۵۲)_

ام احمد بن عبدالله عجل رحمة الله عليه فرمات بي "سفيان بن عيينة كوفى ثقة ثبت فى الحديث، وكان بعض أهل الحديث يقول: هو أثبت الناس فى حديث الزهرى، وكان حسن الحديث، وكان يُعدّ من حكماء أصحاب الحديث، وكان حديثه نحواً من سبعة آلاف ولم تكن له كتب"(٥٤).

الم شافع رحمة الله عليه فرمات بين "مالك وسفيان بن عيينة القرينان يعنى في

⁽۵۲) تلاند وشيوخ كى فبرست كے لئے ديكھتے تهذيب الكمال (جااص ۱۸۸ ا ۱۸۸ وسير أعلام الديلاء (ج٨ص ٥٥٥ ـ ٥٥٧)

⁽۵۳) تهذيب الكمال (جااص ۱۸۸)_

⁽۵۳)و يمية تهذيب الكمال (ج ١١ص ١٨٨) وسير أعلام النياه (ج٨ص ٥٥٥ و ٥٥)

⁽۵۵)سير أعلام النطاء (ج٨ص ٥٥)

⁽۵۲) تهذيب الكال (جااص ۱۸۹) وسير اعلام النبلاء (ج٨ص ٥٥٨)

⁽۵۷) تهذيب الكمال (جااص۱۸۹)

الأثر_"(٥٨)_

نيزوه فرمات "لولا مالك وسفيان لذهب علم الحجاز"(٥٩)_

امام سفیان توری رحمۃ اللہ علیہ سے جب ان کے بارے میں بوچھا گیا تو فرمایا "ذاك أحد الأحدین، ماكان أغربه۔"(۲۰)

يحيى بن سعيدر حمة الله عليه فرمات بين "سفيان إمام في الحديث" (١١)

امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے جج کیا کرتے تھے، ایک دفعہ تج کے موقعہ پر اپنے بھینج حسن بن عمران بن عیینہ سے مز دلفہ میں فرمایا"قد وافیت هذا الموضع سبعین مرّة، أقول فی کل سنة: اللهم لا تجعله آخر العهد من هذا المکان، وإنی قد استحییت من الله من کثرة ما أسأله ذلك" چنانچہ اس کے بعد ان کی وفات ہوگئ۔ (۱۲)۔

تنبيه

امام یحیی بن سعید القطآن رحمة الله علیه سے محمد بن عبد الله بن عمار نے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے بین "اشهدوا أن سفیان بن عیینة اختلط سنة سبع و تسعین، فمن سمع منه فی هذه السنة و بعدها فسماعه لاشیء " (١٣) اس کا حاصل ہے کہ سفیان بن عییند رحمة الله علیه اپنی و فات سے ایک سال پہلے مختلط ہو گئے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عیبینہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۷ھ میں سماع کرنے والے محمد بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ایک "جزء" مشہورہے جو بہت عالی سندہے، جہاں تک ائمہ سقے کے شیوخ کا تعلق ہے سوائن سب نے ۱۹۷ھ سے پہلے سماع کیاہے، بعد میں نہیں، ۱۹۸ھ جو ان کا سال وفات

⁽٥٨) حواله بالا

⁽٥٩)حواليه بالا

⁽۲۰) حواليه سابقيه

⁽۲۱)حواليه سابقه۔

⁽٦٢) ويكي الطبقات الكبرى لابن سعد (٥٥ص ٣٩٨)

⁽١٣) ركيكة تهذيب الكمال (١١٥ ا ١٩٧٥) وسير أعلام النبلاء (ج٨ص ٣٦٥) وميزان الاعتدال (ج٢ص ١٤١٠) ـ

ہے،اس میں توکسی نے بھی ساع نہیں کیا۔(۱۴)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہیں ابن القطآن رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو مستجد سمجھتا ہوں، اور غالب یہ ہے کہ یہ ابن عمار کی غلطی ہے، کیونکہ خود ابن القطآن رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۹۸ھ میں وفات پاگئے تھے جس وفت مجھتا واپس آتے ہیں، البذایہ بعید ہے کہ وہ خود موت کے منہ میں ہوں اور اس حال میں انہیں سفیان کے اختلاط کی خبر پیچی ہو، اور وہ اس کا اعلان کریں!! ممکن ہے انہیں یہ بات ۱۹۵۵ کے دور ان کسی وفت پیچی ہو۔ لیکن واضح رہے کہ سحی القطآن نقدِ رجال کے سلسلہ میں حدسے زیادہ معتقب اور متشدد ہیں، جبکہ دوسری طرف ابن عیدیہ کی شخصیت ہے جونہ صرف ثقتہ ہیں بلکہ علی الاطلاق جمت ہیں اور متشدد ہیں، جبکہ دوسری طرف ابن عیدیہ کی شخصیت ہے جونہ صرف ثقتہ ہیں بلکہ علی الاطلاق جمت ہیں اور تمام دوادین اسلام میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۱۵)

البتہ علماءِ رجال نے سفیان بن عیبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے کہ وہ تدلیس کیا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی حدیثوں میں تدلیس سے کام لیاہے، چو نکہ امام زہری ان کے براہِ راست نہیں سنیں، ان حدیثوں کی روایت میں وہ تدلیس سے کام لیتے ہیں، ان کی جو حدیثیں انہوں نے براہِ راست نہیں سنیں، ان حدیثوں کی روایت میں وہ تدلیس سے کام لیتے ہیں اور اپنے شیخ کو حذف کر دیتے ہیں۔ (۱۲)

لیکن اس تدلیس کے باوجود سفیان بن عیبنہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات مطلقاً قابلِ احتجاج سمجھی جاتی بیں، کیونکہ انہوں نے جب بھی کسی شیخ کو حذف کیاوہ ثقہ ہی نکلا، انہوں نے بھی غیر ثقہ شخص کی حدیث میں تدلیس نہیں گی۔

چنانچ حافظ فهي رحمة الله عليه فرمات بي "أجمعت الأمة على الاحتجاج به، وكان يدلس، لكن المعهود منه أنه لايدلس إلا عن ثقة "(١٧)_

اسى طرح مافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة حافظ فقيه إمام حجة، إلا أنه تغير حفظه بأخَرة، وكان ربما دلس، لكن عن الثقات "(٢٨)_

⁽۱۳)ميزان الاعتدال (ج٢ص اعا)

⁽١٥) ويكف ميزان الاعتدال (٢٥ ص ١١١) وسير أعلام النبلاء (١٥ ص ١٥ ١١ ١٢١)

⁽۲۲)ويكي سيراعلام النبلاء (ج٨ص ٢٥٥)

⁽٢٤)ميزان الاعتدال (ج٢ص١٤)_

⁽۱۸) تقريب العبذيب (ص ۲۳۵) رقم (۲۳۵۱)_

طافظ المن حبان رحمة الله عليه فرمات بين ".....اللهم إلا أن يكون المدلس يُعلم أنه مادلس قط إلا عن ثقة، فاذا كان كذلك: قُبلت روايته، وإن لم يبين السماع، وهذا ليس فى الدنيا إلا سفيان بن عيينة وحده، فإنه كان يدلس، ولايدلس إلا عن ثقة متقن، ولايكاد يوجد لسفيان بن عيينة خبر دلس فيه إلا وجد ذلك الخبر بعينه قد بين سماعه عن ثقة مثل نفسه والحكم فى قبول روايته لهذه العلة وإن لم يبين السماع فيها كالحكم فى رواية ابن عباس إذا روى عن النبى صلى الله عليه وسلم مالم يسمع منه ".(١٩)

امام سفیان بن عیبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات زیدوورع اور عار فانہ کلام کے لیے تاریخ وسیر کی کتابوں کی مراجعت کریں۔(۷۰)

آب كى وفات ١٩٨ه مين موكى (١١) ـ رحمه الله تعالى رحمة واسعة

وقال ابن مسعود: حدثتا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهوالصادق المصدوق. وقال شقيق عن عبدالله: سمعت النبي المسلطة وقال حديفة: حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثين. وقال أبوالعالية: عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم غير وبه وقال أنس: عن النبي صلى الله عليه وسلم، يرويه عن ربه عزوجل. وقال أبوهريرة: عن النبي صلى الله عليه وسلم عزوجل.

الم بخاری رحمة الله علیه نے یہال حضرت عبدالله بن مسعود، حضرت حذیفه، حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت ابو ہر برہ رضی الله عنهم سے جو جملے نقل کیے ہیں ان میں سے بعض میں "حدثنا" بعض میں "سمعت" اور بعض میں "عن" کے الفاظ آئے ہیں، ان تمام تعلیقات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تحدیث، اخبار اور ساع کے یہ تمام الفاظ ہم معنیٰ ہیں، اسی طرح عنعنه وصل پر محمول ہے بشر طیکہ راوی اور مروی عنه کا لقاء ٹابت ہو۔ (۲۷)

⁽١٩) الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان (جام ١٥٠)_

⁽٠٠) ويكفي تهذيب الكمال (ج11 م 191 - 191) وسير أعلام النبلاء (ج٨ ص ٢٦ - ٣١٨) وحلية الأولياء (ج٧ ص ٢٥ - ١٨)

⁽ا) ويكفئة تهذيب الكمال (ج ااص ١٩٢)_

⁽۷۲) فتح الباري (جاص ۱۳۳)_

بعض علاء فرماتے ہیں کہ ان تمام تعلیقات کوذکر کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتلایا ہے کہ تحدیث ساع، عنعنہ وغیرہ عہدِ صحابہ و تابعین میں استعال ہوتے تھے۔ کہ تحدیث ساع، عنعنہ وغیرہ عہدِ صحابہ و تابعین میں استعال ہوتے تھے۔ حضرت ابن مسعودر ضی اللہ عنہ کی پہلی تعلیق کی تخریخ

حضرت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه كى يه تعليق الم بخارى رحمة الله عليه نه اپنى صحيح بيل كتاب بدء المخلق، كتاب أحاديث الأنبياء، كتاب القدر اور كتاب التوحيد بيل موصولاً تخ تخ كلب، جس بيل خلق جنين كاذكري: "قال عبدالله : حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق، قال : إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوماً، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون الله مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث الله ملكاً فيؤمر بأربع كلمات، ويقال له : اكتب عمله، ورزقه، وأجله، وشقى أوسعيد، ثم ينفخ فيه الروح، فإن الرجل منكم ليعمل، حتى ما يكون بينه وبين المجنة إلافراع، فيسبق عليه كتابه، فيعمل بعمل أهل النار، ويعمل حتى ما يكون بينه وبين النار إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل الجنة "(ا)-

"تنبید: حضرت عبدالله بن مسعودرضی الله عنه کے حالات "کتاب الإیمان، باب ظلم دون ظلم" میں گذر کے ہیں۔ (۲)

حضرت عبدالله بن مسعودر ضي الله عنه كي دوسري تعليق كي تخريج

حضرت عبدالله بن مسعودرضى الله عنه كى بيردوسرى تعلق أس حديث سے متعلق ہے جس ميں وہ فرماتے ہيں "قال النبى صلى الله عليه وسلم كلمة، وقلت أخرى، قال النبى صلى الله عليه وسلم: من مات وهو يدعو من دون الله ندًا دخل النار. وقلت أنا: من مات وهو لايدعو لله

⁽۱)صعیح البخاری (ج۱ص ۵۹۳) کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، رقم (۳۲۰۸) و (ج۱ص ۲۹۹) کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالیٰ : وإذقال ربك للملائکة إنی جاعل فی الأرض خلیفة، رقم (۳۳۳۲) و (ج۲ ص ۹۷۱) کتاب القدر، باب فی القدر، رقم (۲۵۹۳) و (ج۲ ص ۱۱۱) کتاب التوحید، باب : ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین، رقم (۲۵۵۷).

⁽٢) ديكھنے كشف البارى (ج٢ص ٢٥٧) _

ندًا دخل الجنة"_

بي عديث الم بخارى رحمة الله عليه نے كتاب الجنائز ، كتاب التفسير ، اور كتاب الأيمان و النذور مين موصولاً تخ تح كى ب (٣) _

یہاں ایک اشکال بہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلق کو تین مقامات میں موصولاً ذکر کیا ہے، ان میں سے کسی بھی مقام میں یہاں ذکر کردہ الفاظ" سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم" نہیں ہیں۔

لیکن چونکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی جو تخ یج کی ہے اس میں "محمد بن عبداللہ بن نمیر عن أبیه" كے طریق میں "سمعت رسول اللہ صلى اللہ علیه وسلم" كے الفاظ بين (٣) اس لئے امام بخارى رحمۃ اللہ علیہ كى يہ تعلق اپنى جگہ بالكل درست ہے۔

تنبید: حضرت عقیق بن سلمه رحمة الله علیه کے حالات کتاب الإیمان، "باب حوف المؤمن من أن يحبط عمله و هو لايشعر "کے تحت گذر کے بین (۵)۔

حضرت حذیفه رضی الله عنه کی تعلق کی تخریج

حفرت مذیقه رضی الله عنه کی تعلق سے یہ مدیث مراد ہے ".....حدثنا حذیفة، قال : حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیثین، رأیت أحدهما وأنا أنتظر الآخر، حدثنا : أن الأمانة نزلت فی جذر قلوب الرجال ثم علموا من القرآن، ثم علموا من السنّة. وحدثنا عن

⁽٣)ركيك صحيح البخارى (١٢٥ص١٦) كتاب الجنائز، باب في الجنائز ومن كان آخر كلامه: لا إله الا الله، رقم (١٣٣٨) و (٣٢ ص (٣٦ م ٢٣٢) كتاب التفسير، سورة البقرة، باب: و من الناس من يتخذ من دون الله أنداداً، رقم (٣٩٩٧) و (٣٢ م ٩٨٨) كتاب الأيمان والنذور، باب إذا قال: لا أتكلم اليوم، فصلى، أوقراً، أوسبّح، أو كبّر، أوحمّد، أوهلل، فهو على نيته، رقم (١٩٨٣) _

رفعها، قال: ينام الرجل النومة، فتقبض الأمانة من قلبه، فيظل أثرها مثل أثر الوكت "الخريد عليه عند الله عليه في كتاب الرقاق، كتاب الفتن اور كتاب الاعتمام بيس موصولاً تخ تح كي ب (١) نيزامام مسلم رحمة الله عليه في بحى اس كوائي صحح بين موصولاً ذكر كيا ب (٤) معارى رحمة الله عليه في الله عليه في بهال ذكر كرك الله بات كي طرف اشاره كيا به كه تحديث واخبار اور سماع سب جم معنى بين -

حضرت حذيفه رضى اللدعنه

یہ مشہور صحابی، صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو عبداللہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اہیں۔

ان کے والد یمان کا اصل نام جسٹل یا محسل ہے، ان سے اپنی قوم میں ایک خون ہو گیا تھا، چنانچہ یہ
مدینہ فرار ہو گئے، وہاں انصار کے قبیلہ بنو عبدالا مھہل کے حلیف بن گئے، چونکہ انصار اصل یمن کے ہیں،

اس لئے ان کو " یمان " کہا گیا (۸)۔

حضرت حذیفہ اپنے والد کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کے لیے آرہے تھے کہ راستہ میں ابوجہل سے ٹر بھیڑ ہوگئ، ابوجہل نے پوچھا کہ کہاں کاارادہ ہے؟ ان دونوں حضرات نے بتایا کہ ہم اپنے ایک کام سے مدینہ جارہے ہیں، ابوجہل نے کہا کہ تم محمر صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لئے جارہے ہو، یہ کہہ کران سے حلف لیا کہ محمر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے، چنانچہ دونوں حضرات حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدد نہیں کرو گے، چنانچہ دونوں حضرات حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کی خواہش ظاہر کی، آپ نے فرمایا سلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پنچے اور سارا ماجرا سناکر شرکت غزوہ بدر کی خواہش ظاہر کی، آپ نے فرمایا در انصر فا، نفی لھم بعهد هم و نستعین اللہ علیهم "(9)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اینے والد کے ساتھ غزوہ احدیث شریک ہوئے، آپ کے والد

⁽٢) و يَصِحُ مِحْ بِخَارى (٣٢ ص ٩٦١) كتاب الرقاق، باب رفع الأمانة، رقم (٩٣٩٤) و (٢٦ ص ١٠٣٩) كتاب الفتن، باب : إذا بقى فى حثالة من الناس، رقم (٤٠٨٦) و (٣٢ ص ١٠٨٠) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم (٨٢٧٢)_

⁽٤) ويكيت صحيح مسلم (ج اص ٨٢) كتاب الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب.....

⁽٨) و يحي تهذيب الكمال (ج٥ص ٢٩٨) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ٣٦٢) والإصابة (جاص ١١٨)

⁽٩) صحيح مسلم (٢٣ص١٠٦) كتاب الجهاد والسير، باب الوفاء بالعهد. ومسند أحمد(١٥٥ص٣٩٥)_

غلطی سے بعض صحابہ کرام کے ہاتھوں شہیر ہو گئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی دیت معاف فرماد ی۔(۱۰)

حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی الله عنهما کے در میان مؤاخات کارشتہ قائم فرمایا تھا۔(۱۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریبی اصحاب میں سے سے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر فتنوں کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے، خود فرماتے سے "کان الناس یسالون رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن المخیر، و کنت اساله عن المشر، مخافہ ان یدر کنی "(۱۲) اسی طرح حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کومنافقین کے نام بھی بتاد کے سے، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس قیامت تک پیدا ہونے والے عظیم فتوں کا علم بھی تھا، نیز اس زمانے کے تمام منافقین کی تفصیل بھی انہیں معلوم تھی۔ (۱۳)

حفرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جہاد میں بہت وقت گذارا، چنانچہ ان ہی کے ہاتھوں دِیْوَر، ماسَبَذان، هَمَذان اور رَبِ فُخْ ہوئے، ان میں سے بعض علاقے پہلے فُخْ ہو چکے تھے، لیکن ان پر قبضہ ختم ہو چکاتھا، دوبارہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فُخْ ہوئے۔(۱۴)

حضرت عمررضی الله عند نے آپ کو مدائن کا گور نر بناکر بھیجااور اہلِ مدائن کو لکھ بھیجا کہ ''إنی قد بعثت إلىكم فلاناً فأطيعوه''لوگوں نے اس خط سے اندازہ لگاليا کہ نئے آنے والے گور نر معمولی آدمی نہیں ہیں، چنانچہ وہ لوگ استقبال کے لئے نکلے، اور يہال حضرت حذيفه رضی الله عنداس شان سے چلے

⁽١٠) و يصح متح بخارى (ح اص ٢٣ م ٢٥٥ م) كتاب بدء المخلق، باب صفة إبليس و جنوده، رقم (٣٢٩٠)

⁽١١) ويكف سيرأعلام النبلاء (ج٢ص ٣١٢)

⁽۱۲)صحیح البخاری(۱۶ ص ۵۰۹) کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم (۳۲۰۷ و ۳۲۰۷)و(۲۳ ص ۱۲۰۹)و(۲۳ ص ۱۲۰۹)کتاب الإمارة، باب وجوب ۱۳۲۰)کتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین عند ظهور الفتن۔

⁽١٣) ديكي سير أعلام النبلاء (ج٢ص ٣٦٣) وتهديب الكمال (ج٥ص ١٠٥)

⁽١٣) ديكھئے تہذيب الكمال (ج٥ص ٢-٥٠ و٤-٥) وخلاصة الخزر جي (ص ٢٠)_

جارہے تھے کہ اپنے دراز گوش پر دونوں پاؤں ایک جانب لٹکائے ہوئے تھے، ہاتھ میں ایک ہٹری اور روٹی کا ایک مگڑا تھا، لوگ بچان نہیں سکے، پیچھے آنے والے لوگوں سے جب پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو وہی ہیں جو آگے جانچے، چنانچہ وہ لوگ آگے بڑھے اور سلام کیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بڑے کو ہٹری اور روٹی کا مگڑادے دیا اُس نے نظر بچاکر پھینک دیا یا کسی خادم کودے دیا۔ (۱۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جب مدائن پنچے توانہیں حضرت عمررضی اللہ عنہ کاوالانامہ بڑھ کر سنایا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ علم فرمائیں ہم بجا آوری کے لئے تیار ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں سے اپنی ذات کیلئے صرف کھانااور اپنی سواری کے لیے چارے کامطالبہ کر تاہوں اور بس (۱۶)۔

آپ وہاں ایک عرصہ تک رہے، پھر حضرت عمرر ضی اللہ عنہ نے اُنہیں نلا بھیجا، اور خود راستے میں جھپ کے بیٹھ گئے تاکہ ان کو دکھ سکیں کہ آیاان کے احوال میں کوئی تبدیلی آئی یا نہیں، چنانچہ جب دیکھا کہ کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی اور اُسی شان سے واپس آرہے ہیں جس شان سے گئے تھے توان کے سامنے آگئے اور ان سے لیٹ گئے اور فرمانے لگے "انت انھی وانا اُحوك" (۱۷)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابووائل، زربن خبیش، نہد بن وهب، ربعی بن حراش، صلة بن زفر، نغلبہ بن زهدم، ابوالعالیہ الریاحی، عبد الرحمٰن بن ابی لیلی، مسلم بن نؤ ری، ابوادر لیس خولانی رحمہم الله وغیرہ حضرات ہیں۔ (۱۸) حضرت حذیفہ رضی الله عنہ سے سواحاد بیٹ سے زائد احادیث مروی ہیں جن میں سے متفق علیہ احادیث کی تعداد آٹھ اور مسلم کی انفرادی احادیث کی تعداد آٹھ اور مسلم کی انفرادی احادیث کی تعداد سرہ ہے۔ (۱۹)

⁽١٥) تهذيب الكمال (ج٥ص ٥٠١)

⁽١١)سير اعلام النبلاء (ج٢ص٢٢٣)_

⁽١٤)سير اعلام النبلاء (٢٢ص٣١)_

⁽١٨) ويكي تهذيب الكمال (ج٥ص ٥٦-٣٩٩) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ٢٦)

⁽١٩)سير أعلام النبلاء (٢٦ ص ٣١) وخلاصة الخزرجي (ص ٢٧)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ۳۱ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کوئی چالیس دن بعدانقال کرگئے۔(۲۰) رضی اللہ عنه وأرضاه۔

وقال أبوالعالية

به ابوالعاليه كون بين؟

حافظ قطب الدين حلبى رحمة الله عليه نے اپنى شرح ميں لكھاہے كه بيد ابوالعاليه البراء۔ بتشديد الواء المهملة۔ بين (٢١)۔

یہ چونکہ تیریالکڑی حصیلتے اور بناتے تھے اس لیے ان کوبراء کہاجاتا تھا(۲۲) جبکہ ان کے نام میں اختلاف ہے، بعض نے زیاد بن فیروز، بعض نے اُؤینہ، بعض نے کلٹو ماور بعض نے زیاد بن اُؤینہ بتلاہے (۲۳)۔ یہ ثقہ ہیں (۲۴) ان کو حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے ساع حاصل ہے۔ (۲۵)

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ابوالعالیہ غالبًا رُفِع بن مہران ریاحی ہیں۔ (۲۷)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کے ساتھ فرمایا ہے کہ یہاں ابوالعالیہ سے مراد رُفِع بن

مہران ریاحی ہی ہیں، اور ان حضرات کی تغلیط کی ہے جنہوں نے یہ کہاہے کہ ابوالعالیہ سے "براء" مراد ہیں

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ فدکورہ حدیث (یعنی حدیث یونس بن متی، جس کی تخ تج

آر ہی ہے) ابوالعالیہ الریاحی عن ابن عباس ہی سے معروف ہے، ابوالعالیۃ البراء عن ابن عباس سے

معروف نہیں ہے۔ (۲۷)

⁽۲۰) تهذيب الكمال (ج٥ص ١٥)

⁽۱۲)عمرة القارى (ج عص١١)_

⁽۲۲)عدة القارى (جماص١١)_

⁽۲۳) حوالد بالارو تقريب المتهديب (ص١٥٣)ر تم (١١٩٧)

⁽۲۴)حواله جات بالا۔

⁽۲۵) و يکھئے تہذيب الكمال (ج٣٣ ص١٢)_

⁽۲۷)شرح الكرماني (ج٢ص١٠)_

⁽٢٤) فتح البارى (جاص ١٣١)_

لیکن علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ کی بات رو کرنے کی کوشش کی ہے، ان کا کہنا ہے ہے کہ جب ابوالعالیہ البر اءاور ابوالعالیہ رُفع دونوں ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگر دہیں توا یک کو بلولیا لیہ بلاد کیل ترجیح دینا کہ یہی مراد ہیں دوسرے مراد نہیں، ہید درست نہیں، جہال تک اس حدیث میں ابوالعالیہ ریاحی کے اس حدیث کے ساتھ معروف بالروایۃ ہونے کا تعلق ہے سواس کے لئے بھی کسی معتمد نقل کی ضرورت ہے۔ (۲۸)

ما فظ ابن حجر رحمة الله عليه في الني كتاب "انتقاض الاعتراض" من لكما ب "ان المصنف وصله في التوحيد، ولو راجعه العيني من هناك لما احتاج إلى طلب الدليل "(٢٩)_

حقیقت بیہ کہ اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگر دوں میں دونوں ابوالعالیہ بیں اللہ عنہ کے شاگر دوں میں دونوں ابوالعالیہ بیں لیکن یہاں مراد رُفع بی ہیں براء نہیں، کیونکہ تمام شار حین نے بلکہ خود علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں جہاں جہاں بیہ حدیث آئی ہے وہاں نصر آگی ہے کہ ابوالعالیہ سے مراد رُفع ہیں (۳۰) بلکہ ایک مقام پر بیہ تنبیہ بھی کی ہے کہ ابوالعالیہ کی کنیت حضرت ابن عباس کے ایک اور شاگر دکی بھی ہے جوبراء کے نام سے مشہور ہیں۔ (۳۱)

پھر حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ الأشراف میں اس حدیث کو ابوالعالیہ رُفِع بن مہران عن ابن عباس ہی کے طریق سے نقل کیاہے۔(۳۲)

بلکہ حافظ مرسی رحمۃ اللہ علیہ نے "ابوالعالیہ رُفع عن ابن عباس" کے طریق ہے مروی احادیث

⁽۲۸)عمرة القاري (جام ۱۳) . .

⁽۲۹) ارشاد السارى للقسطلاني (جاص ١٥٤)_

⁽٣٠) و يَصَّحَ عُرة القارى (١٥٥ ص ٢٩٢) كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل: وهل أتاك حديث موسى، وكلم الله موسى تكليماً و (١٢٥ ص ٢٩٠) كتاب أحاديث الأنبياء ، باب قول الله تعالى: وإن يونس لمن المرسلين، و (١٨٥ ص ٢٢٥) كتاب التوحيد، باب كتاب التفسير، سورة الأنعام، باب قوله: ويونس ولوطاً وكلا فضلنا على العالمين و (٣٥٥ ص ١٩٠) كتاب التوحيد، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و روايته عن ربه و

⁽۱۳) و يكھنے عر ة القارى (ج ۱۵ص ۲۹۲)_

⁽٣٢) ديكي تحفة الأشراف (جمم ص٨٥٥) رقم الحديث (٥٣١) _

كوذكركرت بوئ امام شعبه رحمة الله عليه كا قول سنن الى داؤد (٣٣) عن نقل كيا به (٣٣): "قال شعبة: إنما سمع قتادة من أبى العالية أربعة أحاديث: حديث يونس بن متى، وحديث ابن عمر فى الصلاة، وحديث: القضاة ثلاثة، وحديث ابن عباس: "حدثنى رجال مرضيون منهم عمر، وأرضاهم عندى عمر".

اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بونس بن متّی والی روایت کے راوی ابوالعالیہ رُفع ہی

جَبَد الوالعاليد البراء كى حفرت ابن عباس رضى الله عند سے صحارِ سقة ميں صرف ايك بى حديث مروى ہے "قدم النبى صلى الله عليه وسلم لصبح رابعة يلبون بالحج، فأمرهم أن يجعلوها عمرة، إلا من كان معه هدي "_(٣٥)

حاصل میہ کہ مجوث عنہ حدیث یونس بن متی جو ابوالعالیہ عن ابن عباس کے طریق سے مروی ہے۔ اس میں ابوالعالیہ سے رُفع بن مہران ریاحی مراد ہیں، براء مراد نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابوالعاليه رياحي

یہ ابوالعالیہ رُفع بن مہران ریاحی بصری ہیں بنوریاح بن پر بوع کی ایک خاتون نے ان کو آزاد کیا تھااس لیے ولاءٔ ریاحی کہلاتے ہیں۔(۳۶)

انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسال بعد اسلام لائے۔(۳۷)

⁽٣٣) ويكي سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب الوضوء من النوم، رقم (٢٠٢)_

⁽٣٣) تحفة الأشراف (ج٣٥ ٣٨٥) رقم الحديث (٥٣٢)_

⁽٣٥) ويكي تحفة الأشراف (٥٦ ص ٢٧١ و٢٧) رقم الحديث (١٥٦٥)

⁽٣٦) ركيك تهذيب الكمال (ج٩ص ٢١٣) وسير أعلام النبلاء (ج٣ص ٢٠٠)

⁽۲۷)حواله جات بالا۔

انہوں نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت اُلی، حضرت ابوذر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالله بن مسعود، حضرت عبدالله بن عباس، حضرت ابو موکی، حضرت ابو ابوب، حضرت زید بن ثابت، حضرت حذیفه، حضرت انس، حضرت توبان، حضرت رافع بن خدیج، حضرت عبدالله بن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوم برداور حضرت عائشہ رضی الله عنہم الجمعین سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ثابت بُنانی، بکر بن عبداللد مُرَ نی، ابو ظَلدہ خالد بن وینار، خالد الحداد، شعیب بن الخیجاب، عاصم الأحول، قادہ، محد بن سیرین اور هفصه بنت سیرین رحمهم الله تعالی وغیره حضرات ہیں۔ (۳۸)

يكي بن معين، ابوزرعد اور ابوحاتم رحم الله تعالى فرماتے بين "فقة "(٣٩) ابوالقاسم لالكائى رحمة الله عليه فرماتے بين "فقة مجمع على ثقته" (٣٠) ـ ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "وكان ثقة كثير الحديث "(١٣) ـ حافظ ذبى رحمة الله عليه فرماتے بين "وهو ثقة "(٣٢) ـ

عافظ ابن جررحمة الله عليه فرمات بين "فقة كثير الإرسال"_(٣٣)

ان نقول سے معلوم ہوا کہ ابوالعالیہ رحمۃ الله علیہ کی ثقابت پر اجماع ہے، چنانچہ اصولِ ستہ کے مصنفین نے ان پر اعماد کیا ہے اور ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

البته امام شافعی رحمة الله علیه سے منقول ہے "حدیث آبی العالمیة الریاحی: ریاح "(۳۴)۔

لیکن امام شافعی رحمة الله علیه کامقصود ان کی تمام احادیث کورد کرنا نہیں بلکه ان سے مروی مرسل
روایت "حدیث القهقهة فی الصلاة" کورد کرنا مقصود ہے،اس لیے کہ مرسل ان کے نزدیک جحت نہیں

⁽٣٨) شيوخ و تلاندو كي فهرست كيلياد يكي مسيو أعلام النبلاء (جهم ٢٠٧) و تهذيب الكمال (ج٩ص ٢١٥ و٢١١) ـ

⁽٣٩) تهذيب الكمال (ج فس ٢١٧)_

⁽۴۰) تولد بالار

⁽٣١) الطبقات الكيرى لابن سعد (٢٤ ص١١)_

⁽۳۲)ميزان الاعتدال (۲۶ س۵۲)_

⁽۳۳) تقريب التهذيب (٤٠٠) رقم (١٩٥٣) _

⁽۳۳)الكامل لابن عدى (ج٣ص١٢١)_

ے، چنانچ حافظ ذہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فأما قول الشافعی رحمه الله: حدیث أبي العالیة الریاحی ریاح. فإنما أراد به حدیثه الذي أرسله في القهقهة فقط، ومذهب الشافعي أن المراسیل لیست بحجة، أما إذا أسند أبو العالية فحجة "(٣٥)_

اى طرح ما فظ ابن عدى رحمة الله عليه فرمات بين "ولأبي العالية الرياحي أحاديث صالحة غير ما ذكرت، وأكثر ما نقم عليه من هذا الحديث حديث الضحك في الصلاة، وكل من رواه غيره فإنما مدارهم ورجوعهم إلى أبي العالية، والحديث له، وبه يعرف، ومن أجل هذا الحديث تكلموا في أبي العالية، وسائر أحاديثه مستقيمة صالحة " ـ (٢٦)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "احتج به الجماعة، لكن ليس له في البخارى سوى ثلاثة أحاديث من روايته عن ابن عباس خاصة "_(٣٤)

حاصل ہے کہ ان پر کلام صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، اور وہ بھی مرسلاً روایت کرنے کی وجہ سے۔ جبکہ فی نفسہ ابوالعالیہ متفق علیہ طور پر ثقۃ ہیں۔ پھر یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وہ متکلم فیہ حدیث بھی نقل نہیں کی، لہٰذاابوالعالیہ کے مجتج بہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

ابوالعاليه رحمة الله عليه كو بعض حفرات نے علوم قرآن ميں صحابة كرام كے بعد سب سے اعلم قرار ديا ہے، چنانچه امام ابو بكر بن ابی داؤد رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ليس أحد بعد الصحابة أعلم بالقرآن من أبى العالية، و بعده سعيد بن جبير، و بعده السدى، و بعده سفيان الثوري "(٨٨)- حضرت ابن عاس رضى المعند عند كے نزد بك ابوالعاليه رحمة الله عليه كاكمامقام تھا؟ اس كا اندازه

اس واقع سے لگائے، ابوالعالیہ کہتے ہیں "کنت آتی ابن عباس، فیرفعنی علی السریر، وقریش أسفل من السریر، فتغامز بی قریش، وقالوا: یرفع هذا العبد علی السریر؟! ففطن بهم ابن عباس، فقال: ان هذا العلم یزید الشریف شرفاً ویجلس المملوك علی الاسرّة"(٣٩)۔

⁽۵۵)ميزان الاعتدال (ي۲۵ ۵۳ ۵)_

⁽۲۲)الكامل لابن عدى (جصص ١٤٠)_

⁽۲۷)هدی الساری (۲۰۳)_

⁽٢٨) تهذيب الكمال (ج٥ ص٢١٨) وسير أعلام النبلاء (ج٥ ص٢٠٨)

⁽٣٩) تبذيب الكمال (جوص ٢١٧)_

امام ابوالعاليه رحمة الله عليه كانتقال شوال ٩٠ه مين موا، بعض حضرات نے سن وفات مين ديگر اقوال جمي نقل كيے مين (٥٠) رحمه الله تعالىٰ رحمةً واسعة.

عن ابن عباس

حفرت عبدالله بن عباس رضی الله عنه کے حالات "بدءالوحی" میں نیز کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر و کفر دون کفر" کے تحت گذر کے ہیں۔ (۵۱)

عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يروي عن ربّه

ویسے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو پھھ بیان فرماتے ہیں وہ سب بقاعد ہ "و مَا يَنْطِقُ عَنِ الله كَا الله عليه وسلم جو پھھ بیان فرماتے ہیں وہ سب بقاعد ہ "و مَا يَنْطِقُ عَنِ الله كَا الله عَلَى الله وَحْمَى يُوْحَى "الله تعالى بى كى طرف سے ہے، ليكن بعض او قات آپ نقل عن الله كى الله تقر تح كردية بيں اور بعض او قات نہيں كرتے، حضور اكرم صلى الله عليه وسلم جس حديث كے بارے ميں الله تعالى سے نقل كرنے كى تصر تح فرماتے ہيں اس كو "حديث اللى " اور "حديث قدى "كہا جاتا ہے۔ (۵۲)

حضرت ابن عباس رضى الله عنه كى تعليق كى تخريج

حفرت ابن عباس رضى الله عنه كى اس تعلق سے مراوي عديث بي " لا ينبغى لعبد أن يقول: أنا خير من يونس بن متى " (۵۳) _

حفرت ابن عباس رضى الله عنه كى اس تعلق كوامام بخارى رحمة الله عليه نے كتاب أحاديث الله بياء، كتاب التفسير اور كتاب التوحيد مين موصولاً تخ تركيكيا ہے (۵۴)۔

⁽۵۰) ويكفئة تهذيب الكمال (ج٩ص ٢١٨).

⁽۵۱) ويكيم كشف الماري (ج اص ٢٠٥٥) و (ج٢٥ م ٢٠٥)

⁽٥٢)ويكي كشاف اصطلاحات الفنون (جاص ٢٨٠)_

⁽۵۳) ديك تغليق التعليق (ج٢ص ٢٣)_

⁽۵۳) انظر صحيح البخاري (١٥ ص ٣٨١) كتاب أحاذيث الأنبياء ، باب قول الله تعالى : وهل أتاك حديث موسى، رقم (٣٣٩٥) و (٣٥ م ٣٨٥) و (٣٣٩٥) و (٣٣٩٥) و (٣٣٩٥) و (٣٣٩٥) و (٣٢٥ م ٣٩٠٥) كتاب التفسير ، سورة الأنعام، باب : ويونس ولوطا و كلاً فضلنا على العالمين، رقم (٣٧٣٠) و (٣٢٥ م ١١٢٥) كتاب التوحيد، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وروايته عن ربه، رقم (٣٥٣٥) .

امام بخاری رحمة الله علیہ کے علاوہ امام مسلم اور امام ابود اؤدر حمہما الله تعالیٰ نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں موصولاً اس کی تخریج کی ہے (۱)۔

وقال أنس

حضرت انس بن مالک رضی الله عنه کے حالات "کتاب الإیمان"، "باب من الإیمان أن يحب لأخيه مايحب لنفسه" کے تحت گذر کے بیں۔ (۲)

عن النبي صلّى الله عليه وسلّم يرويه عن ربه عزوجل

الروايت عن إذا تقرب العبد إلى شبراً تقربت إليه ذراعاً وإذا تقرب منى ذراعاً تقرب منى ذراعاً تقرب منى ذراعاً تقربت منه باعاً، وإذا أتاني مشياً أتيته هرولة "والحامديث مراديم (٣)

حافظ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد مسلم کی وہ روایت ہے جو "همام عن قتادة عن أنس، عن النبی صلی الله عليه وسلم يرويه عن ربه عزوجل قال : إن الله عزوجل الايظلم الممؤمن حسنة " كے طريق سے مروی ہے۔ (م) ليكن مسلم شريف كے متداول نسخوں ميں سے كسى نسخہ ميں "عن ربه عزوجل"كي تصر تحموجود نہيں ہے۔ (۵)

مذكوره تعليق كي تخزيج

اس تعلق كوامام بخارى رحمة الله عليه نے موصولاً كتاب التوحيد ميں نقل كياہے۔ (٢)

⁽۱) انظر الصحيح للإمام مسلم (٢٦ ص ٢٦٨) كتاب الفضائل، باب من فضائل يونس عليه السلام. والسنن الأبي داود، كتاب السنة، باب في التخيير بين الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، (قم (٢٢٩٩))

⁽٢)ديكھ كشف البارى (ج ٢ص م) _

⁽٣) تغليق التعليق (٢٦ص ٢٣)

⁽٤) حوالتهالا

⁽۵)ديكه صحيح مسلم (٢٦ص٣٧) كتاب صفة المنافقين، باب جزاء المؤمن بحسناته مطبوع قد ي كتب فاندو (٣٦ صندر ١٦٦٠) رقم (٢٨٠٨) محققد في محرود الإقل حمد الله عليه -

⁽٢) الصحيح للبخاري (٢٦ص١٢٥) كتاب التوحيد، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و روايته عن ربه، رقم (٢٥٣٩) ـ

وقال أبوهريرة:

حضرت الوہر يره رضى الله عنه كے حالات "كتاب الإيمان" ، "باب أمور الإيمان" ك تحت گذر كے بين (2) _

عن النبي صلى الله عليه وسلم يرويه عن ربكم عزوجل

اس سے مراد بھی وہی حدیث ہوسکتی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لینی "إذا تقرب العبد "والی روایت، کیونکہ بیر روایت قادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوہریہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ کے بغیر نقل کی ہے۔ جبکہ سلیمان تیمی نے اسے "عن انس عن ابھی هویوة "کے طریق سے روایت کیا ہے۔

نیز حافظ ابن مجرر حمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس سے مرادوہ روایت ہے جو"شعبة عن محمد بن زیاد عن أبى هریوة" کے طریق سے مروی ہے: "لکل عمل کقّارة والصوم لي وأنا أجزى به (۸)_

ند کوره دونوں حدیثوں کی تخ تج

پہلی صدیث لینی "إذا تقوب العبد" والی حدیث کو امام بخاری رحمة الله علیه نے کتاب التوحید میں موصولاً ذکر کیاہے۔(۹)

اس طرح الم مسلم رحمة الله عليه في بهى الله صحيح مين اس كى موصولاً تخريكى ہے۔ (١٠) دوسر كى حديث "لكل عمل كفارة"كى تخريج بهى موصولاً امام بخارى رحمة الله عليه في اپنى صحيح

میں مختلف مقامات میں کی ہے۔(۱۱)

⁽²⁾ ديكھتے كشف البارى (جاص ١٥٩)_

⁽٨) ويكي تغليق التعليق (٢٦ص ٢٣)_

⁽٩) وكيك صحيح البخارى (ح٢ص ١٠١١) كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى : ويحدركم الله نفسه، رقم (٥٠٥) و (ح٢ص ١١٢) كتاب التوحيد، باب ذكر ١١٢) كتاب التوحيد، باب فكر النهى صلى الله عليه وروايته عن ربه، رقم (٤٥٠٥) و (ح٢٣ ١١٢٥) كتاب التوحيد، باب ذكر النبى صلى الله عليه وسلم وروايته عن ربه، رقم (٤٥٣٥)

⁽١٠) ويكيم صحيح مسكم (٢٦ص ٣٨١) كتاب الذكرو الدعاء ، باب الحث على ذكر الله تعالى ـ

⁽١١) ويك صحيح بخارى (١٥ص ٢٥٣) كتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم (١٨٩٣) و (ج اص ٢٥٥) كتاب الصوم، باب: هل

نیزامام مسلم رحمة الله علیہ نے بھی اپنی صبح میں اس کو موصولاً نقل کیا ہے۔ (۱۲) حدیث معنعن اور اس کا حکم

حدیثِ معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں "عن "کا لفظ استعال کیا جائے، تحدیث و ساع کی تصر تکنہ ہو،اگر چہ پور ک سند میں "عن "کااستعال صرف ایک ہی جگہ کیوں نہ ہو۔ (۱۳) اس کے حکم میں محد ثین کااختلاف ہے:

(۱) ابوطالب، شیخ حسن الرصاص اور منصور بالله کی رائے یہ ہے کہ حدیثِ معنعن مطلقاً قابلِ احتجاج ہی نہیں جب تک کہ اتصال واضح نہ ہو، کیونکہ اس میں انقطاع کااحتمال ہے، للہٰ دامر سل و منقطع کی طرح یہ بھی قابلِ احتجاج نہیں (۱۲)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "و ھذا المذھب مردود باجماع السلف"۔(10)

(۲) امام بخاری، علی بن المدینی اور اکثر محدثین کا فدہب ہیہ کہ حدیثِ معنعن دوشر طول کے ساتھ متصل کے حکم میں ہے، ایک ہید کہ راوی اور مروی عنہ کے در میان زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ لقاء ثابت ہو، دوسرے یہ کہ راوی مدلس نہ ہو۔اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی بھی شرط فوت ہو تووہ حدیث متصل نہیں کہلائے گی۔(۱۲)

(۳) امام مسلم رحمة الله عليه اوران كے متبعين كہتے ہيں كه اگر راوى مدلس نہ ہو، راوى اور مروى عنہ دونوں آپس ميں ہم عصر ہوں، لعنی لقاء ممكن ہو تواس حدیث معنعن كواتصال پر محمول كريں گے، لقاء

يقول: إنى صائم إذا شتم، رقم (١٩٠٣) و (٣٦ص ٨٨٨) كتاب اللباس، باب مايذكر في المسك، رقم (١٩٢٥) و (٣٦٣ ص١١١) كتاب التوحيد، باب ذكر النبي كتاب التوحيد، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وروايته عن ربه، رقم (٨٥٣٨) .

⁽١٢) ويكي صحيح مسلم (ج اص ٣١٣) كتاب الصيام، باب فضل الصيام

⁽١٣) ويحص ظفر الأماني (١٨ ٢١٨) وفتح المغيث للعراقي (١٣٧) ـ

⁽١١/) ويكف توضيح الأفكار (جاص ٣٠٣) وظفر الأماني (ص٢١٨)_

⁽١٥)شرح النووي على صحيح مسلم(١٥ص ١٦) مقدمة صحيح مسلم، باب صحة الاحتجاج بالحديث المعنعن.......

⁽١٧)فتح المغيث للعراقي (ص٤٣٥) و ظفر الأماني (٢١٩)_

کا ثابت ہوناضروری نہیں۔(۱۷)

امام مسلم رحمة الله عليه نے اپناس ند بب كو مقدمة صحيح مسلم ميں شدومہ كے ساتھ پيش كيا ہے اور شوت تلاقی كے قول كوا ہے بعض معاصر بن سے نقل كر كے ان پر زبر دست رد كيا ہے۔ (١٨)

امام نووی رحمة الله علیه نے اگر چه امام مسلم رحمة الله علیه کے مذہب کو مرجوح اور ضعیف قرار دیا ہے (۱۹) لیکن حقیقت میر ہے کہ امام مسلم کا مذہب اپنی جگه نہایت قوی ہے۔

امام بخاری رحمة الله علیه کی دلیل کاخلاصه بیه به که استقراء اس بات پر دال به که جوروا قد تس نہیں ہیں اور ان کا اپنے شیوخ سے لقاء بھی ٹابت به تو وہ عاد قرق "عن "کا استعال ساع ہی کے لئے کرتے ہیں لہٰذاان کی معنعن روایات اتصال پر محمول ہوں گی کیونکہ جب ایک مرتبہ لقاء ٹابت ہو جاتا ہے تو اس بات پر غلبه ظن حاصل ہو جاتا ہے کہ تمام روایتیں ساعاً حاصل کی ہوں گی، چونکہ اس باب میں غلبه ظن معتبر ہے اس کئے صرف اس پر اکتفاکر لیا گیا، جبکہ غلبه ظن کی بیہ کیفیت اس صورت میں نہیں جس میں لقاء کا امکان تو ہو لیکن اس کا شوت نہ ہو۔ (۲۰)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ندہب کے اثبات کے لئے فرماتے ہیں کہ "فہو تِ لقاء ولو مر 6"
کی یہ شرط کسی محدث نے نہیں لگائی لہذااول تو یہ اجماع کے خلاف ہے۔ پھر ایسی کتنی ہی روایتیں ہیں جن میں راوی اور مروی عنہ کے در میان معاصرت تو ثابت ہے لیکن لقاء ثابت نہیں، اس کے باوجود کسی محدث نے ایسی مدیثوں کوغیر صحح یا منقطع قرار نہیں دیا۔

پھر یہ بات بھی قابلی غور ہے کہ وہ اختال انقطاع جو"معاصرت محضد" (بدون جوت لقاء) میں پایاجا تاہے وہ" نبوت لقاء ولو مرة" کی صورت میں بھی پایاجائے گا تاو قتیکہ راوی ہر ہر حدیث کے اندر ساع کی تصر تکنہ کرے۔(۲۱)

⁽١٤) حواله جات بالا

⁽١٨) ويكي مقدمة صحيح مسلم (ج إص ٢١ ٢٣) باب صحة الاحتجاج بالعديث المعنعن

⁽١٩) و يكيئ شرح النووي على صحيح مسلم (ج اص ٢١)_

⁽٢٠) ديكيئة شرح أودى تصحيح مسلم (حاص ٢١) وظفو الأماني (ص٢١٩)_

⁽١١) ديكي مقدمه صحيح مسلم (جاص ٢١-٢١)

پھر یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ "بوت لقاء ولو مرق"کی یہ شرط صرف ابن المدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فد ہب بھی وہی ہے جوامام مسلم کا ہے، یعنی حدیث کی اصل صحت میں یہ شرط نہیں ہے کہ لقاء کم از کم ایک مرتبہ ثابت ہو،البتہ اپنی "صحیح" میں انہوں نے اس شرط کا التزام کیا ہے کہ کسی ایسے راوی کے عنعنہ کوذکر نہیں کرتے جس کوایی شخے سے لقاء کم از کم ایک مرتبہ نہ ہوا ہو۔ (۲۲)

دونوں مذہبوں کے در میان موازنہ اور محاکمہ کیلئے اصولِ حدیث کی بڑی کتابوں کی مراجعت کی جائے (۲۳)۔

(۴) علامہ ابوالحن قالبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف مطلق لقاء ہی نہیں بلکہ لقاء وادراک کا بینن اور واضح ُہوناضر وری ہے۔(۲۴)

(۵) علامہ ابوالمظفر سمعانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متصل قرار دینے کیلئے صرف لقاء بیّن ہی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ راوی کو شخ کے ساتھ طویل صحبت حاصل رہی ہو۔(۲۵)

(۲) مشہور قاری ابو عمرود انی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف طولِ محبت بھی کافی نہیں بلکہ اس رادی کااینے شخے سے معروف بالروایۃ ہوناضروری ہے۔(۲۶)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کل چھ مذاہب ہیں،ان میں سے سوائے دو مذہب کے باقی مردود ہیں،ایک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب جواحوط ہے اور دوسر اامام مسلم رحمۃ اللہ

⁽٢٢)قاله ابن كثير في "اختصار علوم الحديث" (ص ٥٢) النوع الحادى عشر: المعضل. وردّه الحافظ ابن حجر في "النكت على كتاب ابن الصلاح" (٥٩٥ م ١٩٥٥) فقال: لاو أخطأ في هذه الدعوى ، بل هذا شرط في أصل الصحة عند البخاري، فقد أكثر من تعليل الأحاديث في تاريخه بمجرد ذلك "_

⁽٢٣) وكي ظفرالأهاني (ص٢٦-٢٢٢) والنكت على كتاب ابن الصلاح (٢٦ص٥٩٥-٥٩٩) وشرح النووى على صحيح مسلم (١٥٥ص ١٣٠٣-٢٩٩) والموقظة (ص٣٣) و(ص مسلم (١٥ص ١٣٠١) ومقدمة فتح الملهم (١٥ص ١٠٩١) وتوضيح الأفكار (١٥ص ١٩٩٣-٣٠٣) والموقظة (ص٣٣) و(ص ١٣٠١) -

⁽٢٣) ظفر الأماني (ص٢٢٢)و تدريب الراوى (١٥ص ٢١٦) النوع الحادى عشر وفتح المغيث للعراقي (ص٥٢)

⁽٢٥) حواله جات بالا

⁽٢٧) واله جات بالار

علیہ کافرہب جواوسع ہے۔(۲۷)

حديث مؤنن كأحكم

مجھی حدیث کی سندمیں راوی''اُنّ ''کااستعال کر تاہے،الی حدیث کو ''مؤنّن'' کہاجا تاہے (۲۸) اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آیااس کو متصل قرار دیں گے یا نہیں؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرجب یہ ہے کہ یہ "عن" کے تھم میں ہے اور متصل ہے، ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور محد ثین کی رائے بھی یہی نقل کی ہے کہ یہ بھی "عن" کی طرح اتصال ہی پر وال ہے بشر طیکہ اس کی شرطیں جو پیچھے ذکر ہو تھیں، پائی جائیں۔ جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "أن" اور "عن" وونوں برابر منہیں ہیں۔ (۲۹)

حافظ عراتی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اگر راوی الی حدیث روایت کرتا ہو جس میں کوئی قصہ یا واقعہ بیان کیا گیا ہوتو یہ دیکھیں گے کہ آیا خود راوی اس کا شاہہ ہے یا نہیں مثلاً صحابی نے کوئی واقعہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کے سامنے ہوتے ہوئے دیکھا یا صحابہ کرام کے در میان کوئی واقعہ پیش آیا اور اس کا مشاہدہ صحابی نے کیا اور پھر اسے روایت کیا تو یہ متصل ہے، اور اگر انہوں نے خود مشاہدہ نہیں کیا تو بھی یہ مسل محابی ہے جو متصل کے حکم میں ہے اور اگر راوی اس کا خود شاہد نہیں بلکہ زمانہ نبوت کا واقعہ کوئی تابعی سنا رہا ہے تو یہ منقطع ہے۔

اسی طرح اگر کوئی تابعی ایساواقعہ صحابی سے نقل کر تاہے جس کے وقوع کوخوداس نے مشاہدہ کیا تو یہ متصل ہے،اور اگر خود مشاہدہ نہیں کیالیکن صحابی کی طرف نسبت کی تو یہ بھی متصل ہی ہے،اور اگر نہ خود مشاہدہ کیااور نہ ہی صحابی کی طرف نسبت کی تو یہ منقطع ہے۔

اس کی مثال قیس بن سعد کی روایت ہے"عن عطاء بن أبی رباح عن ابن الحنفیة، أن عماراً مرّ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وہویصلی، فسلم علیه، فردّ علیه السلام۔ یہ روایت

⁽٢٧)و كيمية ظفر الأماني (ص٢٢٢)_

⁽۲۸) دیکھے حاشیہ تدریب الراوی (جاس ۲۱۷)۔

⁽٢٩) ديكھے تقريب النووى مع شرح تدريب الراوى (جام ٢١٤) ومقدمة ابن المصلاح (٣٦٥) ـ

منقطع سمجھی جائے گی کیونکہ ابن الحفیہ جو تابعی ہیں،انہوں نے اس واقعہ کوخود دیکھا بھی نہیں اور نہ صحابی کی طرف اس کی نسبت کی، ہلکہ واقعہ کو ہر اور است خود بیان کر دیا۔

اس کے برخلاف یہی واقعہ اس طرح بھی مروی ہے "أبو الزبيو عن محمد بن الحنفية عن عمار، قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وعلىٰ آله وسلم، فسلمت عليه، فرد علي السلام" يہال واقعہ كو محمد بن الحفيہ رحمة الله عليه نے حضرت عمار رضى الله عنه كی طرف منسوب كيا ہے السلام" يہال واقعہ كو محمد بن الحفيہ رحمة الله عليه نے حضرت عمار رضى الله عنه كی طرف منسوب كيا ہے الله الله منداور موصول ہے۔ (٣٠)

قال فلان، ذكر فلان وغيره كاحكم

حافظ ابن الصلاح رحمة الله عليه نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی راوی "قال فلان" یا "ذکر فلان" یا" فعل فلان" یا "معول ہے یا" فعل فلان" یا "مدت فلان" یا "کان یقول کذا و کذا" کے توبہ بھی ظاہر أ اتصال ہی پر محمول ہے بشر طبکہ تدلیس سے مامون ہواور لقاءیا معاصرت ٹابت ہو (اس)۔

البت اگر "قال لی فلان" یا "قال لنا فلان" یا "ذکر لی فلان" یا "ذکر لنا فلان" کہد کر روایت کرے تو یہ بہر صورت اتصال بی پر محمول ہے جیباکہ ہم ای باب میں "قال لنا الحمیدی"

کے تحت اس کو تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

٦١ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ أَبْنِ عُمْرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ : (إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ ، فَحَدَّثُونِي مَا هِيَ) . فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبُوَادِي ، قَالَ عَبْدُ اللّهِ : وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ، فَاسْتَحْيَيْتُ ، ثُمَّ قَالُوا : حَدَّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّهِ ؟ قَالَ : (هِيَ النَّخْلَةُ) .

[77 . TV : 171 : 04.7 : 1733 . P710 . 7710 : 17V0 . TPV0].

⁽٣٠)ديكهك فتح المغيث للعراقي (ص ٢٦) والتقييد والإيضاح (ص ٨٦٥٨٥)

⁽۱۳)مقدمه ابن الصلاح (ص۲۹)_

⁽٣٣) الحديث أخرجه البخارى أيضاً في صحيحه (١٥ص ١٦) كتاب العلم، باب طرح الإمام المسألة على أصحابه ليختبر ما عندهم من العلم، رقم(٢٢) و (١٥ص ٢٣٠) كتاب العلم، باب الفهم في العلم، رقم (٢٢) و (١٥ص ٢٣٠) كتاب العلم، باب الفهم في العلم، رقم (١٣٠١) و (٢٢٠٩ ص ٢٩٣ و٢٩٣) كتاب البيوع، باب بيع المجمّار وأكله، رقم (٢٢٠٩) و (٢٢٠٩ ص ٢٨١) كتاب

تراجم رجال

(۱) قتيبه بن سعيد

يه شخ الاسلام راوية الاسلام قنيه بن سعيد ثقفي رحمة الله عليه بين، ان كے حالات بيچه "كتاب الإيمان"" باب إفشاء السلام من الإسلام" ميس گذر كه بين (٣٣)

(٢) إسمعيل بن جعفر

یہ ابواسحاق اسلعیل بن جعفر بن کثیر انساری زُرقی مدنی ہیں، ان کے حالات بھی "کتاب الإیمان" "باب علامة المنافق" کے تحت گذر کے ہیں۔ (۳۳)

(۳)عبدالله بن دينار

ان کے حالات اگر چہ مختفر آ بیچھے آ چکے ہیں (۳۵)لیکن یہاں ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے۔

یہ مشہور محدث، ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن دینار قرشی عدوی مدنی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہماکے مولی تھے۔(۳۲)

به حفرت انس، حفرت عبدالله بن عمر، نافع مولی ابن عمر، سلیمان بن بیار، ذکوان اور محمد بن

التفسيو، سورة إبراهيم، باب: كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء، تؤتي أكلها كل حين، رقم (٣٦٩٨) و (٣٦٥) التفسيو، سورة إبراهيم، باب بركة النخل، قم (٣٦٩٨) و (٣٦٥) المراح (٣٤٥) المراح (٣٤٥) المراح (٣٤٥) المراح (٣٤٥) المراح (٣٤٥) كتاب الأدب، باب أكل الجمّار، و المحق للتفقه في الدين، و قم (١١٢١) و (٣٢٥) كتاب الأدب، باب إكرام الكبير، ويبدأ الأكبر بالكلام والسؤال، و قم (١١٣٧) و مسلم في صحيحه (٣٦٥ م ٣٤٥) كتاب صفة المنافقين، باب: مثل المؤمن مثل النخلة والتومذي في جامعه، في كتاب الأمثال باب ماجاء في مثل المؤمن القارئ للقرآن وغير القارئ، و (٢٨٤٥).

(۳۳) ديكيئ كثف البارى (ج٢ص١٨٩)

(۳۴) ديكھئے كشف البارى (ج٢ص ٢٤١)

(٣٥) ويكف كشف البارى (جاص ١٥٨) كتاب الإيمان، باب أمور الإيمان.

(٣٦) تهذيب الكمال (جماص ٢٨١) وسير أعلام النبلاء (٥٥ ص ٢٥٣)

اسامه بن زیدر حمهم الله تعالی ہے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں سفیان توری، سفیان بن عیبند، امام مالک، لیث بن سعد، شعبة بن الحجاج، اساعیل بن جعفر مدنی، اور عبدالعزیز بن الماجشون رحمهم الله تعالی جیسے بہت سے حضرات میں۔(۳۷)

الم احد بن حنبل رحمة الله عليه فرمات بين "فقة مستقيم الحديث" (٣٨)_

امام يحيى بن مُعين، ابوزرعه ، ابوحاتم اورامام نسائي رحمهم الله تعالى فرماتے ہيں" ثقة" (٣٩)_

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بي "ثقة كثير الحديث" (٣٠)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الفقات مين ذكر كياب (١٨)

امام عجلى رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة" (٣٢)_

الم ابن عييندرجمة الله عليه فرمات بين "لم يكن بذاك ثم صار "(٣٣)_

الم ربيد رحمة الله عليه فرمات بين "وكان من صالحي التابعين صدوقًا ديّنا" (٣٨)_

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرمات بين أحد الأنمة الأثبات "(٣٥)_

نيز حافظ ذهبي رحمة الله عليه ان كا تذكره شروع كرتے موئے لكھتے بيں "الإمام المحدث الحجة...." (٢٦)_

لیکن ان تمام تو میقات کے برخلاف امام عقیلی نے ان کو مجروح قرار دینے کی کوشش کی ہے،

⁽٣٤) شيوخ و تلاغه ه كي فبرست كيلياد يكف تهذيب الكمال (ج١٥٥ م ٢٥٨ و٢٥٨) و سير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٥٨)

⁽٣٨) تهذيب الكمال (ج١١ص ٣٤٣)_

⁽٣٩)حواليه بالا

⁽۴۰)حوالة بالا

⁽۱۹) كتاب الثقات (ج٥ص١٠)

⁽۲۲) تهذيب التهذيب (ج٥ص٢٠٢)

⁽٣٣)حوالة بالا

⁽٣٣) حوال يالا

⁽۵۸)ميزان الاعتدال (جم ص ۱۷)

⁽٢٦)سير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٥٣)_

چنانچ وه فرماتے ہیں "وأما رواية المشايخ عنه ففيها اضطراب" (٤٠٤)

مافظ و بهى رحمة الله عليه نے عقیلى كى بجر پور ترويدكى ہے، چاننچ وہ فرماتے بيں "وقد أساء أبو جعفر العقيلى بإيراده في كتاب الضعفاء له، فقال : فى رواية المشايخ عن عبدالله بن دينار اضطراب، ثم إنه أورد له حديثين مضطربَى الإسناد، ولاذنب لعبدالله، وإنما الاضطراب من الرواة عنه، وقد و ثقه جماعة "(٣٨)_

نيزوه فرماتے بين: ".....فلا يلتفت إلى فعل العقيلى، فان عبدالله حجة بالإجماع، وثقه أحمد، ويحيى، وأبوحاتم....." (٣٩)

لہذاامام عقیلی کی جرح مر دود ہے۔

عبدالله بن دینار رحمة الله علیه کی وفات ۱۲۵ه میں ہوئی۔ (۵۰) رحمه الله تعالیٰ رحمة اسعة۔

(۴) حضرت عبدالله بن عمرر ضي الله عنه

حضرت عبدالله بن عمر رضى الله عنه كم مخضر حالات "كتاب الإيمان" "باب الإيمان وقول النبى صلى الله عليه وسلم: بنى الإسلام على حمس "ك تحت گذر يك بين (۵۱) ـ

إن من الشجر شجرة لايسقط ورقها، وإنها مثل المسلم

بلاشمبه در ختول میں ایک در خت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے ،اور وہ مسلمان کی طرح ہے۔

"مثل المسلم" مين "مثل" كوبكسر الميم و سكون الثاء المثلثة اور بفتحهما، دونون طرح پر هنا

درست مر (۵۲)

⁽٢٨) كتاب الضعفاء الكبير للعقيلي (٢٣٥ ٢٣٧)_

⁽٨٨)سير أعلام النبلاء (٥٥ ص٢٥٥ و٢٥٥) ـ

⁽٣٩)ميزان الاعتدال (٢٦ص١١)

⁽٥٠) تهذيب الكمال (جماص ٢٥٨) وسير أعلام النياء (ج٥ص ٢٥٥)_

⁽٥١) ويكيئ كشف البارى (ج اص ١٣٧)_

⁽۵۲)عمرة القارى (جهم ۱۲) ـ

کھجور کے در خت اور مسلمان کے در میان وجوہ تشبیہ کیا ہیں؟

مسلمان اور تھجور کے در خت میں وجوہ شبہ کیا ہیں؟اس میں مختلف اقوال منقول ہیں:

(۱) بعض حضرات نے میہ وجہ شبہ بیان کی ہے کہ تھجور کے در خت کا خاصہ میہ ہے کہ اگر پانی میں اس کاسر ڈوب جائے تو مر جاتا ہے، جیسے آدمی ڈوب کر مر جاتا ہے، پایہ کہ اگر تھجور کاسر کاٹ دیا جائے تو در خت خشک ہوجاتا ہے، جیسے آدمی کاسر کاٹ دیا جائے تووہ ختم ہوجاتا ہے۔

(۲) بعض حصرات نے کہاہے کہ نخلہ میں مذکر ومؤنث دونوں ہوتے ہیں اور وہاں تلقیح و تأبیر کے بعد پھل آتا ہے،ایسے ہی انسانوں میں بھی مذکر ومؤنث دونوں ہوتے ہیں اور اجتاع زوجین کے بعد توالد و تناسل ہوتاہے۔

(۳) بعض خفرات نے کہاہے کہ مذکر نخلہ کے خوشوں میں ایسی بوہوتی ہے جیسے انسان کی منی میں ہوتی ہے۔

(۴) بعض حضرات نے کہاہے کہ نخلہ کے اندر عشق کی صفت پائی جاتی ہے، جیسے انسان عاشق ہو تاہے۔(۵۳)

ند کورہ وجوہ شِبہ سب ضعیف ہیں کیونکہ یہاں نخلہ اور مسلمان کے در میان وجوہِ تشبیہ مطلوب ہیں جبکہ مذکورہ وجوہ مسلمان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ باتیں کا فروں میں بھی یائی جاتی ہیں۔(۵۴)

(۵)ایک وجر شبر بربیان کی جاتی ہے کہ ایک صدیث میں ہے"اکر موا عمتکم النخلة، فإنها خلقت من فضلة طینة آدم....."(۵۵)۔

اى طرح ايك دوسرى عديث من بح"أحسنوا إلى عمتكم النخلة؛ فإن الله خلق آدم، وفضل من طينته، فخلق منها النخلة "(۵۲)_

⁽۵۳) نقل هذه الوجوه الكوماني في شرحه (٢٣ ص١١) وضَعَّفها. وانظر أيضاً العمدة (٢٣ ص١٣) والفتح (١٥٥ ص١٥) _

⁽۵۴)د بکھنے حوالہ جات بالا۔

⁽٥٥) ويَحِيُّ الموضوعات لابن الجوزي (جاص١٨٣)كتاب المبتدأ، باب خلق النخل من طين آدم

⁽٥٦) حواله بالا وانظر كشف الخفاء (جاص الحاو ١٤٢) ـ

ان دونوں صدیثوں میں مخلد کوانسان کے لیے عمد قرار دیاہے، یہی وجرِ شبہ۔ لیکن اول توبید وجرِ شبہ بھی مسلمان سے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ مسلمان اور کا فردونوں کو عام ہے۔ دوسرے بید دونوں حدیثیں ثابت بھی نہیں۔(۵۷)

چند معقول وجوه شبه

حدیث باب کے طرق کود کھنے سے معلوم ہو تاہے کہ وجوہ شبہ تین چیزیں ہیں۔

(۱) حارث بن الى اسامه كے طریق على ہے "إن مثل المؤمن كمثل شجرة لاتسقط لها أنملة، أتدرون ماهي؟ قالوا: لا، قال: هى النخلة، لايسقط لها أنملة، ولا تسقط لمؤمن دعوة" (۵۸)

اس سے معلوم ہواکہ تشبیہ اس چیز میں ہے کہ جس طرح کھجور کی ہر چیز سے فاکدہ اور نفع اٹھایا جاتا ہے، اس کا تناشہ تیر اور ستون بنانے کے کام آتا ہے، اگر کمزور ہوجائے تو جلانے کے کام آتا ہے، اس کے بیتے چھتوں میں استعال کیے جاتے ہیں، پنکھوں کے لیے استعال ہوتے ہیں، اس کے ریثوں سے رسیاں بی جاتی ہیں، اس کا کھل انسان کھاتے ہیں اور اس کی گھلیاں جانور کھاتے ہیں، اس طرح اس کے اندر سے جمار نکلا ہے وہ بھی آدمی کھاتا ہے، غرضیکہ اس کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی۔

(۵۷) فى الحديث الأول: مسرور بن سعيد التميمى، فقد قال ابن عدى: "وهذا حديث عن الأوزاعي، منكر، وعروة بن رويم عن على ليس بالمتصل، و مسرور بن سعيد غير معروف، لم أسمع بذكره إلا في هذا الحديث" الكامل (٢٥٣٣٥)_ وقال ابن الجوزى: "قال ابن حبان: يروى عن الأوزاعى المناكير التى لايجوز الاحتجاج بمن يرويها، ومنها هذا الحديث" كتاب الموضوعات (ج ١ ص ١٨٤) وانظر أيضاً: الميزان (ج ٤ ص ٩٧)_

وأما الحديث الثاني ففيه جعفر بن أحمد بن على، قال ابن عدى: "حدثنا هو عن أبي صالح كاتب الليث و..... و و بأحاديث موضوعة، وكنا نتهمه بوضها، بل نتيقن في ذلك، وكان مع ذلك رافضياً". وقال بعد ذكر حديثين رواهما بإسناده ، أحدهما هذا الحديث : "وهذان الحديثان بإسناديهما موضوعان، ولا أشك أن جعفراً وضعهما" انظر الكامل (ج ٢ ص ١٥٦).

وقال الذهبي في الميزان(ج ١ ص ٠٠٤): "....وذكره ابن يونس، فقال: كان رافضياً يضع الحديث". (٥٨)فتح البارى (ج١ص١٥٥)_

اسی طرح مؤمن کی کوئی دعامستر دنہیں ہوتی یا تووہی چیز دے دی جاتی ہے جس کااس نے سوال کیا ہے، یابلاٹال دی جاتی ہے، یااس کو آخرت میں داعی کیلئے ذخیر ہ بنادیا جاتا ہے، بہر حال دعا بھی ضائع نہیں جاتی۔(۱)

(۲) صحیح بخاری، کتاب الأطعمه میں اسی حدیث میں "إن من الشجو لَما بر کته کبر کة المسلم" کے الفاظ ہیں (۲) اس سے معلوم ہوا کہ یہ تشبیه بابر کت ہونے میں ہے، ایمان والازبردست برکت رکھتا ہے، اس کا ایمان بقاءِ عالم کا سبب ہے، اگر کوئی ایمان والانہ رہے گا تو پھر قیامت قائم ہوجائے گی (۳)۔

اس طرح ایمان والے کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی، لینی اس کا کوئی عمل جو ایمان کے مقتصیٰ کے مطابق مواتی ہو ضائع نہیں جاتا، چلزا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، اگر تمام اعمال ایمانی تقاضے کے مطابق ہوں توسب اس کے حق میں مفید ہیں۔

(۳) ابن حبان رحمة الله عليه كى روايت ميں بين من يخبونى عن شجوة مثلها مثل المؤمن، أصلها ثابت و فوعها في السماء ؟ "(۴) يعنى اس كى مثال مسلمان كى مثال ب كه جز توزمين ميں بيا اسلامات و فوعها في السماء ؟ "(۴) يعنى اس كى مثال مسلمان كى مثال بي وجود كے اعتبار سے ارضى ہے اور سر اس كا آسان ميں لگا ہوا ہے، اس طرح بعينه مسلمان اپنے وجود كے اعتبار سے ارضى ہے اور علوم ومعارف كے اعتبار سے ساوى

⁽۱)عن جابر رضى الله عنه أن رسول الله صلى عليه وسلم قال: "مامن عبد مسلم يدعو بدعاء إلا آتاه الله ما سأل، أواذخر له في الآخرة خيراً منه، أو كف عنه من السوء مثله مالم يدع بإثم أوقطيعة رحم" ذكره رزين، كما في جامع الأصول (٩٥ ص ٥١٣) وأخرج الترمذي في كتاب الدعوات، باب ماجاء أن دعوة المسلم مستجابة، رقم (٣٣٨١): "مامن أحد يدعو بدعاء إلا آتاه الله ما سأل أو كف عنه من السوء مالم يدع بإثم أوقطيعة رحم".

⁽٢) انظر الصحيح للبخاري (٢٥ ص ٨١٩) كتاب الأطعمة، باب أكل الجمّار، رقم (٨٣٣٨) ـ

⁽٣)عن أنس: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لاتقوم الساعة حتى لايقال في الأرض: الله الله" وفي رواية عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لاتقوم الساعة على أحد يقول: الله الله" أخرجهما مسلم في صحيحه (حاص ١٨٨) في كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان وانظر أيضناً الجامع للإمام الترمذي، كتاب الفتن، باب منه بعد باب ماجاء في أشراط النساعة، رقم (٢٢٠٥) ومسند الإمام أحمد بن حنبل (٢٢٠٥) -

⁽١٨) فتخ البارى (ج اص ١١١ و١١)_

-4

یا بیہ مطلب ہے کہ مسلمان عمل تو یہاں زمین پر کررہاہے لیکن اس کے اعمال او پر اٹھائے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہورہے ہیں۔

حاصل یہ کہ اس تثبیہ کی بہت ساری وجوہ ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان برابابر کت ہے،
اس کی دعاکوئی ساقط نہیں ہوتی اور وہ اپنے وجود کے اعتبار سے ارضی ہے اور اپنے علوم و معارف کے اعتبار سے ساوی ہے کہ اس کے علوم آسان ہیں اس کی معرفت کا تعلق خدائے پاک کی ذات گرامی کے اثبات سے ساوی ہے کہ اس کے علوم آسان ہیں اس کی معرفت کا تعلق خدائے پاک کی ذات گرامی کے اثبات سے ہے، ایسے ہی سمجھنے کہ محبور کا در خت برا بابر کت اور فائدہ بخش ہے اس کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی، صورت کے اعتبار سے اس کی جڑ توز مین میں گلی ہوئی ہے اور تنا آسان سے ملا ہوا ہے۔

فحدّثوني ماهي؟

مجھے بتاؤوہ کون سادر ختہے؟

اس سے معلوم ہوا کہ مہیلی تجھوانا جائز ہے۔

لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ مدیث میں ہے "ان النبی صلی اللہ علیه وسلم نهی عن الغلوطات۔"(۵)

اس کاجواب بیہ ہے کہ اس سے مرادالی باتیں ہیں جن کا کوئی فائدہنہ ہو، محض کسی کو تنگ کرنااور حقیر وذلیل کرنامقصود ہو۔

جبکہ معمّی یا نہیلی بُجھوانے کی وہاں مُنجائش ہے جہاں کوئی دینی و دنیوی منفعت ہو، ذہن کو تیز کرنا مقصود ہو، کسی کی تذلیل و تحقیر مقصود نہ ہو۔ (۲)

قال : فوقع الناس في شجر البوادي

فرمایا کہ لوگ جنگلی در خوں کے خیال میں پڑگئے۔

یعنی کسی نے کسی در خت کانام لیااور کسی نے کسی در خت کا۔یاکسی کاذ ہن کسی در خت کی طرف گیا

⁽۵)سنن أبي داود، كتاب العلم، باب التوقي في الفتيا، وقم (٣١٥٦) ومسند أحمد (٣٥٥ ٣٣٥) ـ

⁽٢) ديكھئے فتح الباري (جام ١٣٦) _

اور کسی کاکسی اور در خت کی طرف گیا۔

قال عبدالله : ووقع في نفسي : أنها النخلة، فاستحييت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ یہ تھجور کاور خت ہے، لیکن میں شرما گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شرمانے کی وجہ بیہ تھی کہ اس مجلس میں کوئی دس افراد تھے(2) جن میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے(۸)، وہ حضرات چو نکہ خاموش تھے اس لئے بیہ بھی ادبا خاموش رہے۔

کتاب العلم کے آخر میں روایت آربی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے اپنے واللہ سے ذکر کیا کہ جواب تو میرے ذہن میں آگیا تھا لیکن آپ حضرات کی وجہ سے میں خاموش رہاہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لأن تکون قلتها أحب إلى من أن یکون لی کذا و کذا" (۹) ابن حبان کی روایت میں اس پراضافہ ہے" احسبه قال: حمو النعم" (۱۰) یعنی اگر تم بتاویت تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی کہ اس کے مقابلہ میں سرخ اونٹ بھی بچے ہیں۔

یہ فطری چیز ہے کہ اولاد کی ترقی ہے ماں باپ کادل خوش ہو تاہے، پھر چونکہ یہاں اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا جواب دے دیتے توان کو حضور اکر م عظائم کی طرف سے خوب برکت کی دعائیں ملتیں،اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم بتادیتے تو مجھے اتنی زیادہ خوشی ہوتی کہ اس ۔ کے مقابلہ میں مجھے یہ پیند نہیں کہ کوئی عزیز ترین دولت ملے۔

علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی مسبکی ہے جب یہ کہا گیا کہ آپ کے بیٹے بہاءالدین احمد بن علی کادرس آپ سے اچھا ہوتا ہے توانہوں نے فرطِ خوش میں ایک شعر کہا:۔

⁽٤) كما أخرج البخاري في صحيحه (٢٢ ص ٨١٩) كتاب الأطعمة، باب أكل الجماّر، رقم (٥٣٣٣): "فإذا أنا عاشر عشرة أنا أحدثهم "_

⁽٨) أخرج البخارى في صحيحه (٢٨ ص١٨٠) كتاب التفسير، سورة إبراهيم، باب: كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السياء، و البخارى في صحيحه (٢٨ صديحة البخارة (٨) السياء، و البخارة (٢٩٩٨): "ورايت ابابكر و عمر لا يتكلمان" ...

⁽٩) مجيح بخارى (ج اص ٢٣) كتاب العلم، باب الحياء في العلم (رقم ١٣١)_

⁽١٠) فتح البارى (ج اص ١٣١)_

دروس أحمد خير من دروس علي وذاك عند علي غاية الأمل (١١)

جب حافظ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آیا توان سے بھی اس طرح کی بات کمی گئی کہ آپ کے بیٹے ولی الدین ابوزر عہ احمد بن عبدالرحیم کادرس آپ سے نفیس ہے تو انہوں نے تقی الدین بکی کے شعر میں تھوڑ اساتھر ف کر کے کہا:۔

دروس احمد خير من دروس أنه وذاك عند أبيه منتهى أربه(١٢)

ثم قالوا: حدثنا ماهي يا رسول الله، قال : هي النخلة

پھر حاضرین نے پوچھایار سول اللہ! آپ ہمیں بتاہیے کہ وہ کو نسادر خت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تھجور کا در خت ہے۔

ترجمة الباب اور حديث باب ميس مطابقت

اس باب کے شروع میں ہم بتا چکے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ الله علیہ کا مقصد "تحدیث"، "انباء" اور "اخبار" کے استعال کا جواز بتانا ہے کہ یہ تمام الفاظ جواز تمسک اور معمول بہا ہونے میں برابر ہیں یہ الگ بات ہے کہ بعض کو بعض طریقوں برتر جیج ہوتی ہے کما سبق ذلک تفصیلاً۔

اس مديث ي ترجمة الباب كااثبات كس طرح موكا؟

اس کاجواب یہ ہے کہ اس مدیث سے ترجمۃ الباب اس کے طرق کوجع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہاں ''فحد ثونی ماھی'' ہے کتاب التفسیر میں ''اُخبرونی''کا لفظ آیا ہے۔ (۱۳)اور اساعیلی کے ایک ظریق میں ''اُنبئونی''کالفظ وارد ہواہے۔ (۱۲)

ای طرح بہاں "حدثنا ماھی" کے الفاظ ہیں، جبکہ ای کتاب العلم کے ایک طریق میں

⁽١١)و يكفي المدر والكامنة في أعيان المائة الثامنة (١٥٥ مم)

⁽١٢)ويكف الضوء اللامع (جاص ٣٣٨)_

⁽۱۳) و كيم مح الخارى (٢٦٥ ما ١٨٠) كتاب التفسير، سورة إبراهيم، باب: كشجرة طيبة أصلها ثابت و فرعها في السماء، رقم (٢٩٩٨).

⁽١١) فخاليري (جاص١١)_

"أحبر نابها" كالفاظ آئے بين (١٥) والله سجانه وتعالى اعلم_

ه - باب : طَرْحِ ٱلْإِمَامِ ٱلْمُشَالَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبَرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ ٱلْعِلْمِ .

امام کااپیخاصحاب و تلامذہ کے سامنے سوال کا پیش کرنا تاکہ ان کے پاس جو علم ہے اس کاامتحان کرے۔

ما قبل ہے مناسبت

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب کی ماقبل کے باب سے مناسبت بالکل واضح ہے کیونکہ دونوں ابواب میں حدیث ایک جی ہے(۱۷)۔

یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ پہلے باب میں یہ بتایا گیاتھا کہ علم وہ متند ہے جو سند کے ساتھ بیان کیا جائے اور اس سلسلہ میں سند کے جو الفاظ محد ثین کے ہاں رائح ہیں ان کو ٹابت کیا تھااب اس باب میں یہ بتارہے ہیں کہ طلبہ کاامتحان بھی بھی کبھی لیتے رہناچاہے ، کیونکہ امتحان لینے سے تیقظ اور بیداری پیدا ہوتی ہے اور وہ طلب علم میں مستعد ہو جاتے ہیں، جس طرح استاذ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مستند علم پیش کرے جو سند سے ثابت ہو، اس طرح طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ مستعد اور سرگرم عمل رہے ، ففلت اور لا پرواہی مضر اور خطرناک ہے۔

ترجمة الباب كامقصد

امام بخاری رحمة الله علیه کا مقصد ترجمة الباب سے یا توبیہ ہے کہ اگر اساتذہ اور مدرسین تلافہ ہ کی معلومات کا ندازہ لگانے کے لئے بچھ سوالات کرلیں توبیہ جائز ہے۔

یا یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اس طرح سوالات کرنا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہے تاکہ تلافدہ بیدار رہیں غفلت میں وفت ضائع نہ کریں۔

سابق باب میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "أن النبي صلى

⁽١٥) صح بخارى (حاص ١٣٨٠) كتاب العلم، باب الحياء في العلم، و قم (١٣١)_

⁽١٢)عمرة القارى (جهم ١٥)_

الله علیه وسلم نهی عن الغلوطات (۱۷) کا محمل امتخان کے سوالات نہیں، بلکہ مغالط میں ڈالنے کے لیے مشکل اور ٹیڑھے ٹیڑھے سوالات کرناہے جس کا مقصود ہی یہ ہو تاہے کہ مخاطب مشکل میں کھینس جائے باعاجز آجائے۔

(IA)

٦٢ : حدّثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدِ : حَدثنا سُلَيْمانُ : حَدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ ، عَنِ ٱبْنِ غُمَرَ ، عَنِ . النَّبِيِّ عَلَيْهِ اللهِ بْنُ دِينَارٍ ، عَنِ ٱبْنِ غُمَرَ ، عَنِ . النَّبِيِّ عَلَيْهِ قَالَ : (إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ، وَإِنَّهَا مَثْلُ اللّهِ . حَدَّثُونِي مَا هِيَ) . قَالَ : فَوَقَعَ فِي نَصْبِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ . ثُمَّ قَالُوا : حَدَّثُنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ : (هِيَ النَّخْلَةُ) . [ر : ٦١]

تراجم رجال

(1)خالد بن مُخلَد

يه ابوالهيثم خالد بن مُخلد بفتح الميم و اللام بينهما خاء معجمة سا كنة (١٩) - القَطُواني بفتح القاف والطاء المهملة - (٢٠) المبحلي الكوفي بين (٢١) -

انہوں نے سلیمان بن بلال، علی بن مُسهر ،امام مالک، ثابت بن قیس اور نافع بن ابی مُعیم رحمهم الله

وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، عباس دُوری، اسحاق بن راھویہ، محمد بن عثان کرامہ، ابو کریب محمد بن العلاء، معاویہ بن صالح اور ابویعلیٰ محمد بن شداد المستُمعی رحمهم الله تعالیٰ وغیرہ ہیں۔(۲۲)

⁽١٤)سنن ابي داود، كتاب العلم، باب التوقي في الفتياء رقم (٣٢٥٦) و مسند احمد (٣٥٥ ٣٣٥) ـ

⁽١٨)قدسبق تخريج هذا الحديث في الباب السابق؛فارجع إليه إن شئت.

⁽١٩)المغنى(ص٠٤)_

⁽۲۰)المغنی(۵۵)_

⁽۲۱) تهذيب الكمال (ج٨ص ١٦٣)_

⁽٢٢) شيوخ و تلافه و كا تفصيل كيليَّ د يكهيّ تهذيب الكمال (ج٨ص ١٢٥ و١٦٥) و وسير اعلام النبلاء (ج٠ اص ١١٥ و٢١٨) -

امام يحيىٰ بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "ليس به ماس" (٢٣)_

امام ابو عاتم رحمة الله عليه فرماتے بيں "لخالد بن مخلد أحاديث مناكير،ويكتب حديثه" (۲۴)_

امام البوداودر حمة الله عليه فرماتے بيں "صدوق ولكنه يتشيع" ـ (٢٥)
امام عجلى رحمة الله عليه فرماتے بيں "ثقة فيه قليل تشيع وكان كثير الحديث "(٢٦)
امام صالح بن محمد بجوره رحمة الله عليه فرماتے بيں "ثقة في الحديث إلا أنه كان متهماً بالغله _"(٢٧)

امام ابن عدى رحمة الله عليه قرمات بي "هو من المكثرين وهو عندي إن شاء الله لابأس به"_(٢٨)

امام جوز جانی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "کان شتاماً معلنا بسوء مذهبه" (۲۹) ابن حبّان رحمة الله علیه نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (۳۰)۔ عثان بن الی شیبہ رحمة الله علیه نے ان کو "فقة صدوق" قرار دیا ہے۔ (۳۱)

ابن سعدر تمة الله عليه فرمات بين "وكان منكر الحديث، في التشيع مفرطاً، وكتبوا عنه ضرورة "(٣٢)_

⁽٢٣) تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي عن أبي زكريا يحيى بن معين في تخريج الرواة و تعديلهم (١٠٥٠) رقم (١٠٥)

⁽۲۴) تهذيب التهذيب (ج ٣ص ١١٨)

⁽۲۵) تهذيب الكمال (ج۸ص ۱۲۵)

⁽۲۲) تبذيب التبذيب (جسم ١١٧)

⁽۲۷)حواله بالا

⁽٢٨) تهذيب الكمال (ج٨ص١١٦) وتهذيب التهذيب (ج٣ص١١) وانظر المكامل (ج٣ص٣٧)

⁽٢٩) تهذيب العبذيب (جسم ١١٨)

⁽٠٠) القات (٥٨٩ ١٢٢)_

⁽۳۱) تهذیب التهذیب (جسم ۱۱۸)

⁽٣٢) الطبقات الكبرى لابن سعد (ج٢ص٢٠٨)_

ان اقوال کاخلاصہ بیہ ہے کہ اکثر علماءِ جرح و تعدیل نے ان کوروایت حدیث میں صادق قرار دیا ہے، البتہ ان کے اوپر دوفتم کے الزامات ہیں، ایک بیہ کہ بیہ منکر اور غریب روایتیں بکثرت نقل کرتے ہیں، دوسرے بیہ کہ نہ صرف شیعی تھے بلکہ تشیّع میں غالی بھی تھے۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "أما التشيع فقد قدمنا أنه إذا كان فَبْتَ الأخذ والأد علايضره، لاسيما ولم يكن داعية إلى رأيه. "(٣٣) يعنى جهال تك تشيخ العلق بسوجب راوي تخل حديث اور پر اداء حديث من قاتل اعتماد بو تويه بدعت مضر نهين، خاص طور پر اس وجه سع بهى كه يه داعى الى بدعة نهيس تقي، مبتدع كى روايت اس صورت ميس مر دود بوتى به جب وه داعى الى بدعة بو

جہاں تک دوسرے الزام کا تعلق ہے سواس کے بارے میں بھی حافظ ابن جمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "واما المناکیر فقد تتبعها أبواحمد بن عدی من حدیثه، وأور دها فی "کامله" ولیس فیها شی ء مما أخر جه له البخاری، بل لم أرله عنده من أفراده سوی حدیث واحد، وهو حدیث أبی هریرة: "من عادیٰ لی ولیا ……الحدیث" (۲۳۳) یعنی جہاں تک مکر احادیث کی روایت کا تعلق ہے سوحافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تنج کرکے ان کواپئی کتاب "المکامل" میں جمح کردیا ہے، ان میں کوئی حدیث میں ان کی جتنی مرویات ہیں ان میں کردیا ہے، ان میں کوئی حدیث میں انہوں نے تفر داختیار کیا ہے، بلکہ صحیح بخاری میں ان کی جتنی مرویات ہیں ان میں بنادی کی حدیث میں انہوں نے تفر داختیار کیا ہے، باقی کسی روایت میں وہ متفر د نہیں ہیں۔ للذا صحیح بخاری کی حدیث می انہوں نے تفر داختیار کیا ہے، باقی کسی روایت میں وہ متفر د نہیں ہیں۔ للذا صحیح بخاری کی حدیث کم ان کم ان کا تفر د معز نہیں ۔ واللہ اُعلی

ان كانقال ١١٣ هريس موار (٣٥) سامحه الله تعالى وعُفر لهـ

(۲)سليمان

يه سليمان بن بلال قرشي تيمي مولى عبدالله بن عتيق محمد بن عبدالرحمن بن ابي بكر الصديق بين،

⁽۳۳)هدی الساری (۳۰۰)_

⁽۳۴) هدی الساری (۳۰۰)_

⁽٣٥) تهذيب الكمال (ج٨ص ١٩١) وصير أعلام النبلاء (ج٠١ص ٢١٨)

بعض حضرات نے قاسم بن محمد بن ابی بکر کا مولی قرار دیاہے۔ان کی کنیت ابوالوب یا ابو محمد ہے۔ (۳۱) انہوں نے عبداللہ بن دینار، زید بن اسلم، ربیعة الر أی، سہیل بن ابی صالح، یونس بن بزیداور محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق رحمہم اللہ وغیر ہ سے حدیثوں کی روایت کی ہے۔

ان سے اخذِ حدیث کرنے والوں میں ابوعامر عقدی، یحیی بن صالح وعاظی، سعید بن ابی مریم، عبد اللہ بن البارک، محمد بن خالد بن عئمہ ،اوراساعیل بن ابی اولیس رحمیم اللہ وغیرہ حضرات ہیں۔ (۳۷) امام احمد بن حنبل رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں" لا بأس به ، ثقة"۔ (۳۸)

عباس دوری نے امام سحی بن معین رحمة الله علیه سے نقل کیا ہے" ثقة صالع" (۳۹)۔ امام سحی بن معین سے یو جھاگیا" سلیمان بن بلال أحب إلیك أو الدّراور دی؟" توانہوں

نے فرمایا"سلیمان، و کلاهما ثقة" (۴۰)

امام نسائی اور لیقوب بن شیبه رحمهماالله نے بھی ان کو ثقه قرار دیا ہے (۱۴)۔

ابن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة كثير الحديث" (٣٢)

ابن حبان رحمة الله عليه نان كو كتاب الثقات ميس ذكر كياب_ (٣٣)

امام خلیلی رحمة الله علیه فرماتے بین "فقة لیس بمكثو" (۴۴)

حافظ ذهبى رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة إمام" (٣٥)_

ان تمام توفیقات کے مقابلہ میں عثمان بن انی شیبہ رحمة الله علیه فرماتے ہیں" لا مأس به ولیس

⁽٣٦) تهذيب الكمال (ج ااص ٣٤٦) وسير أعلام النبلاء (ج ٢٥ ص ٣٢٥)

⁽٣٤) شيورةُ وتلافده كي تفصيل كيليخ و كيميّة تهذيب الكمال (ج١١ص ٢١ سر٣٤٣) وسير أعلام النبلاء (ج٢٥ س٢٢١)

⁽٣٨)سير أعلام النبلاء (ج ٢ ص ٢٢٦) وتهذيب العهذيب (ج ٢ ص ١٤٥)_

⁽٣٩) تهذيب الكمال (ج ااص ١٢٧)

⁽۲۰) تاریخ الدارمی (ص۱۲۵) رقم (۳۸۹)

⁽۱۷) تهذیب الکمال (جااص ۲۷)

⁽۳۲) الطبقات الكبرى (ج٥٥ ص٣٢٠)_

⁽۳۳)الثقات لابن حبان (ج۲ص ۳۸۸)

⁽١٤١) تهذيب التهذيب (جهم ص١٤١)

⁽۵۵)الكاشف (ج اص ۵۵۷) رقم (۲۰۷۳)_

ممن يعتمد على حديثه"_(٢٩)

لیکن ظاہر ہے کہ تمام علاء بالاتفاق ان کو ثقہ قرار دے رہے ہیں،ان کے مقابلہ میں صرف عثان بن الی شیبہ ان کو کمزور قرار دے رہے ہیں جس کی کوئی وجہ بھی انہوں نے بیان نہیں کی، لہذا بیصری تعدیلات کے مقابلہ میں جرح مبہم ہے جو مقبول نہیں، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرمار ہے ہیں"و ھو تلیین غیر مقبول، فقد اعتمدہ الجماعة" (۲۷) یعنی یہ تضعیف قابل قبول نہیں چنانچہ اصحاب اصول ستہ نے ان کی روایات کو حجت قرار دیتے ہوئے قبول کیا ہے۔

سليمان بن بلال رحمة الله عليه كانتقال ٢١ اهيا ١٤١ه عن جوا (٢٨)

(۳)عبدالله بن دينار

عبدالله بن وينار رحمة الله عليه ك حالات بي البيس گذر كي بير

(۱۲) این عمر

حضرت عبدالله بن عمر رضى الله عنها كے حالات "كتاب الإيمان" "باب الإيمان و قول النبي صلى الله عليه وسلم: بُني الاسلام على حمس" كے تحت گذر يك بيں۔ (٣٩)

إن من الشجر شجرة لايسقط ورقها، وإنها مثل المسلم

الباب کے تحت الم بخدی رحمۃ اللہ علیہ نے بعیندوہی صدیث نقل کی ہے جو پچھے باب میں ذکر کر بھے ہیں۔
چو نکہ ترجمۃ الباب کے ذریعے سے ایک زائد فائدہ کی طرف اشارہ کر دیا جو اس صدیث سے مستدط
ہے، نیز سندِ صدیث میں بھی فرق ہو گیااس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بحر ارکااعتراض نہیں ہوگا۔ (۵۰)
یہاں اس سوال کے جو اب میں کہ رجال اِسناد میں تغییر کا کیا فائدہ ہے؟ علامہ کر مانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دراصل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ حدیث این شخ تحتیہ سے سی تو تحدیث کے علیہ سے سی تو تحدیث کے

⁽۲۷) تهذيب المتهذيب (جم ص ۲۷۱)

⁽۲۷)هدی الساری (۵۷/۴)

⁽٣٨) ويحت تهذيب الكمال (ج ١١ص ٣٤١) وسير أعلام النبلاء (ج ٢٥ ص ٣٢)

⁽۴۹) و يكفئ كشف البارى (جاص ١٣٧)_

⁽۵۰) فتح الباري (جاس ٤ ١١٩٨٨)

معنی کو بیان کرنے کے سیاق میں سنی اور جب اپنے شخ خالد بن مخلد سے سنی تو انہوں نے "طوح المسالة" کے ذیل میں بیان کی، اس لئے ان کی تقلید کرتے ہوئے امام صاحب نے حدیث کو انہی ابواب کے تحت ذکر کیاہے جن ابواب کے تحت انہوں نے حدیث سنی تھی۔ (۵۱)

لیکن حافظ ابن مجر رحمۃ اللہ نے اس کی تردید کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے واقفیت رکھنے والے اہل علم میں سے کسی نے بیہ بات بھی نقل نہیں کی کہ وہ تراجم ابواب میں دوسر وں کی تقلید کرتے ہیں، اگر ایہ ابو تو پھر صحیح بخاری کی کوئی مزیت ہی نہ رہے گی، بلکہ اس کے بر عکس یہ منقول ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تراجم ابواب کے انعقاد میں جو تصرف کرتے ہیں اور دقت نظری سے کام لیتے ہیں یہ صحیح بخاری کا ایک ممتاز وصف ہے۔

پھر یہ بات بھی قابلِ غورہے کہ ان مشاکع کی "ابواب" پر کوئی تصنیف بھی معروف نہیں کہ ہم پھل کے اس کے اس کے ان مشاری کی کہ سکیں کہ ان شیوخ نے چونکہ فلال باب کے تحت حدیث ذکر کی ہے اس لئے ان کے تلمیذامام بخاری نقلید کی ہے۔ (۵۲)

حديث باب كى ترجمة الباب سے مطابقت

حدیث باب میں حضور اکر معلقہ کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کرنا فہ کورہے، اس سے ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بالکل واضح ہے۔

٦ – باب : مَا جَاءَ فِي ٱلْعِلْمِ . وَقَوْلِهِ تَعَالَى : «وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا» /طه: ١١٤/ .

ٱلْقِرَاءَةُ وَٱلْعَرْضُ عَلَى ٱلْمَحَدَّثُ ، وَرَأَى ٱلْحَسَنُ وَٱلنَّوْرِيُّ وَمَالِكُ ٱلْقِرَاءَةَ جَائِزَةً ، وَاحْتَجً بَعْضُهُمْ فِي ٱلْقِرَاءَةِ عَلَى ٱلْعَالِمِ بِحَدِيثِ ضِمَامٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ ، قَالَ لِلنَّبِيِّ عَلِيلِكُمْ : آللهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّي الْعَشْهُمْ فِي ٱلْقِرَاءَةِ عَلَى ٱلْنَبِي عَلِيلِكُمْ . أَخْبَرَ ضِمَامُ قَوْمَهُ بِلْلِكَ فَأَجَازُوهُ . الصَّلُواتِ ؟ قَالَ : (نَعَمْ) . قَالَ : فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى ٱلنَّبِي عَلِيلِكُمْ ، أَخْبَرَ ضِمَامُ قَوْمَهُ بِلْلِكَ فَأَجَازُوهُ . وَاحْتَجَ مَالِكُ بِالصَّكِ لَهُومُ عَلَى ٱلْقَوْمِ ، فَيَقُولُونَ : أَشْهَدَنَا فَلَانٌ . وَيُقْرَأُ ذَلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ ، وَيَقُولُونَ : أَشْهَدَنَا فَلَانٌ . وَيُقْرَأُ ذَلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ ، وَيُقْرَأُ عَلَى ٱلْقَوْمِ ، فَيَقُولُونَ : أَشْهَدَنَا فَلَانٌ . وَيُقْرَأُ ذَلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ ، وَيُقْرَأُ عَلَى ٱلْقَوْمِ : أَقُوالُونَ : أَشْهَدَنَا فَلَانٌ . وَيُقْرَأُ ذَلِكَ قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ ،

اس جَّله بعض نسخول مين ''باب ماجاء في العلم وقول الله تعالىٰ:وقل رب زدني علما''

⁽۵۱) شرح الکرانی (ج۲ص ۱۳)_ (۵۲) فتح الباری (جاص ۱۳۸)_

ہے، جبکہ اکثر نسخوں میں یہ نہیں ہے۔

پھر بعض نسخوں میں اس کے بعد "باب القراء ة والعوض على المحدث" ہے اور بعض میں نہیں ہے، بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ (۵۳)

باب سابق سے مناسبت

اس ہاب میں اور باب سابق میں مناسبت یہ ہے کہ سابق باب میں قراءة الشیخ ند کورہے جبکہ اس باب میں قرائت علی الشیخ کاذ کرہے،اس طرح دونوں ابواب میں مناسبت ظاہر ہوجاتی ہے۔ (۵۴)

باب قول المحدث حدثنااور مذكورهباب ك درميان فرق

بیجه گذشتہ سے پیوستہ باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب قول المحدث حدثنا او انحبونا" فرمایا تھااس سے مقصود یہ بیان کرنا تھا کہ استاذ پڑھے اور شاگر دسنے تو یہ جائز ہے۔ جبکہ یہاں یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر شاگر دیڑھے اور استاذ سنے تو یہ جائز ہے۔

کیا قراءت اور عرض میں فرق ہے؟

قراءت وعرض میں فرق ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں میں فرق ہے "قراءت "عام ہے اور "عرض" فاص، کیونکہ "عرض" اس وقت کہیں گے جب شاگر دخود شخ کے سامنے پڑھے،اصل شخ کے ہاتھ میں موجود مویا کی اور ثقہ کے ہاتھ میں ہو۔اور اگر شخ کے سامنے اس کی مر دیات پڑھی جارہی ہوں،اور پڑھنے والے کے علاوہ دوسرے تلاندہ بھی سننے میں شریک ہوں توان سننے والوں کے حق میں اس کو "عرض" نہیں کہیں گے بلکہ "قراءت" کہیں گے۔ گویا" قراءت "عام ہے پڑھنے والے تلمیذ کے حق میں بھی یہ قراءت ہے اور سننے والے تلاندہ کے حق میں بھی یہ قراءت ہے اور سننے والے تلمیذ کے حق میں بھی یہ قراءت ہے اور سننے والے تلاندہ کے حق میں بھی الملاق ہوگا۔ (۵۵)

(۵۳)قال القسطلاني : باب ماجاء في العلم وقول الله تعالى : و قل رب زدني علماً وهذا ساقط في رواية ابن عساكر، والأصيلي، وأبوي ذر، والوقت، والباب التالي له ساقط عند الأصيلي وأبي ذر وابن عساكر "باب القراء ة والعرض على المحدث" وفي نسخة : القراء ة والعرض على المحدث، بحذف الباب" إرشاد السارى (١٥٥ص١٥) ـ

⁽٩٨)عدة القارى (٢٦ص١١)_

⁽۵۵) فتح البارى (ج اص ۱۳۹)_

کیکن علامہ کرمانی(۱)،علامہ قسطلانی(۲) اور جمہور علاءِاصولِ حدیث نے دونوں کے در میان کوئی فرق نہیں کیابلکہ دونوں کو مساوی قرار دیاہے(۳)۔

یبان الم بخاری رحمة الله علیه نجو محاب القواءة والعوض "فرملیا معطف تفیری بـ (۳) ترجمة الباب كامقعد

الم بخاری رحمة الله علیہ نے بیر باب بعض حضرات کی تردید کے لئے قائم کیا ہے جو" قراءت علی الشیخ" کو جائز قرار نہیں دیتے۔

چنانچہ ابوعاصم النبیل، عبد الرحمٰن بن سلام بُحِی، محمد بن سلام بُحِی اور وکیج بن الجراح رحمہم الله تعالی سے منقول ہے کہ قواء ت علی الشیخ معتبر نہیں (۵)۔

رامبرمزى دهمة الله عليه في الوعاصم النبيل سے نقل كيا ہے "سمعت سفيان وأبا حنيفة و مالكاً وابن جريج، كل هؤلاء سمعتهم يقولون: لاباس بها، يعنى القراء ة، وأنا لا أراه، و ماحدثت بحديث عن أحد من الفقهاء قراء قُراء .

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اہام وکیج سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں "ماأخذنا حدیثاً قط عرضاً"۔(2) ای طرح رام برمزی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن سلام تحمی کے بارے میں نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں "دخلت علی مالك بن أنس وعلیٰ بابه من یحجبه قال: ویبن یدیه ابن أبی

⁽١) وكي شرح الكرماني (٢٥ ص١١)_

⁽٢) ارشاد السارى (ج اس ١٥٨ و١٥٩)

⁽٣)قال ابن الصلاح (ص١٣٤، تحقيق نور الدين عتر): "من أقسام الأخذى التحمل: القراءة على الشيخ، وأكثر المحدثين يسمونه عرضاً من حيث إن القارئ يعرض على الشيخ مايقرؤه، كما يعرض القرآن على المقرئ" يرويك اختصار علوم الحديث لابن كثير (ص١١٠) وفتح المغيث للعراقي (ص١٨٥) وفتح المغيث للسخاوى (١٢٥ص١٢) وتوضيح الأفكار (٢٢ص١٨).

⁽٧) شوح الكوماني (ج٢ص١١) وعدة القارى (٢٢ص١١)_

⁽۵)ويكي فتح المغيث للسخاوي (ج٢ص ١٦٩)_

⁽٢)المحدث القاصل بين الراوي والواعي (٣٢٠٥) ـ

⁽٤) الكفاية (١٨٢) وفتح المغيث للعراقي (١٨٢) ـ

أويس، وهويقول : حدثك نافع، حدثك ابن شهاب ،حدثك فلان و فلان، فيقول مالك : نعم، نعم، فلما فرغ قلت : يا أباعبدالله، عوضني مما حدثته بثلاثة أحاديث تقرؤها عليّ، قا ل: أ عراقي؟! أعراقي؟! أحرجوه عني ـ "(٨)

اس فتم كى بات محمد بن سلام جحى سے بھى متقول ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں "آدر كنت مالكاً فإذا الناس يقرؤون عليه فلم أسمع منه لذلك_"(٩)

ای طرح کا قول عراق کے بعض دیگر حضرات سے بھی منقول ہے۔ (۱۰)

اس کے مقابلہ میں حضرات تابعین میں سے عطاء، نافع، عروہ، شعمی، زہری، مکول، حسن بھری، منصور، ابوب، حضرات ائمہ میں سے ابن جر تج، سفیان توری، ابن ابی ذئب، شعبہ، ائمہ اربعہ، ابن مہدی، شریک، لید، ابوعبید اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بہت سے حضرات کی رائے یہ ہے کہ جس طرح ساع معتبر اور جائزہے اس طرح قراءت علی الشیخ اور عرض بھی جائزہے۔(۱۱)

طافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بيں كه "قراءت على الشخ"كے درست نه بونے كاجو قول تھاختم بوچكا، ابس كے جائزاور درست بونے ميں كوكى اختلاف نہيں (١٢)، چنانچه خطيب بغدادى رحمة الله عليه نے ابراہيم بن سعد رحمة الله عليه سے نقل كيا ہے وہ فرماتے بيں "لاتدعون تنطعكم (١٣) ياأهل العراق، العرض مثل السماع" (١٣).

فتعبيه

ہم چیچے "مناوله" کے بیان کے تحت ذکر کر آئے ہیں کہ جس طرح "قراءت علی الشیخ" کو "عرض" کہتے ہیں ای طرح اس صورت کو بھی عرض کہتے ہیں کہ طالب شیخ کے پاس کوئی کتاب یاحدیث کا

⁽٨)المحدث الفاصل(٨٢١)_

⁽٩)فتح المغيث للسخاوى (ج٢ص ١٢٩)

⁽١٠) والدبالا

⁽١١)فتح المغيث للعراقي (١٨١)_

⁽۱۲) فتح البارى (ج اص ۱۵۰)_

⁽١٣) التنطع في الكلام: التعمّق فيه، انظر مختار الصحاح(٣٢٢)_

⁽۱۳)الكفاية (١٣٧)

کوئی جزء لے کر آئے اور شخ کو پیش کرے، شخ اس میں غور و فکر کرے اور پھر اسے لوٹائے ہوئے یوں کھے "وقفت علیٰ مافیه، وهو حدیثی عن فلان، أو روایتی عن شیوخی فیه، فاروہ عنی "۔(13).

لیکن دونوں میں فرق کرنے کے لیے "قواء ت علی الشیخ" کو مطلق "عوض" یا "عوض القواء ة" کہتے ہیں اور مذکورہ صورت کو "عوض المناولة" (١٢)۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے یہال "عرض القواء ة" کے مسله کو بیان کیا ہے نہ که "عوض الممناولة" کو (۱۷)امام حاکم رحمة الله علیه کو یہاں وہم ہوگیا انہوں نے "معوفة علوم المحدیث" یں "عوض الممناولة" پر "عوض "کا اطلاق کردیا اور یہ فرمادیا کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے ای "عرض"کا اثبات حدیث باب کے ڈریعہ کیا ہے (۱۸) ،حالا نکہ امام بخاری رحمة الله علیه نے یہاں عرض القراءة کوذکر کیا ہے، نہ کہ عرض المناولہ کو، اور مناولہ کے لئے امام بخاری رحمة الله علیه نے آگے باب قائم فرمایا ہے۔ (۱۹)

ورأى الحسن والثوري ومالك القراءة جائزة

اور حسن بھری، سفیان ثوری اور مالک رحمہم اللہ تعالی قراءت علی الشیخ کو در ست قرار دیتے ہیں۔ ان حضرات کی رائے کو پہلے تعلیقاً پھر آ گے موصولاً ذکر کیا ہے۔ یہی رائے جمہور کی ہے بلکہ اب میر اختلاف ہی ختم ہو چکا ہے۔ کماسبق بیان ذلک قبل سطور

⁽۱۵) وكي مقدمة ابن الصلاح (ص١٢٦) و فتح المغيث للعراقي (ص٢١٦) وظفر الأماني (ص٥٢٠) و فتح المغيث للسخاوي (ح

⁽١٦)مقدمة ابن الصلاح (١٦٧)_

⁽١٤) فتح البارى (ج اص ١٣٩)_

⁽١٨) چنانچ امام حاكم رحمة الله عليه "النوع الثانى والخمسون" على قرمات بين "وبيان العرض: أن يكون الراوى حافظاً متقنا، فيقدم المستفيد إليه جزءً من حديثه أواكثر من ذلك، فيناوله، فيتأمل الراوي حديثه، فإذا أخبره وعرف أنه من حديثه قال للمستفيد: قد وقفت على ما ناولتنيه، وعرفت الأحاديث كلها، وهذه رواياتي عن شيوخي فحدث بها عنى، فقال جماعة من ألمه المدينة..... ومن أهل مكة..... ومن أهل الكوفة.....ومن أهل البصرة..... ومن أهل مصر..... وكذلك جماعة من أهل الشام وخراسان. وقال بعد ذكر حديث الباب :قال أبوعبدالله: احتج شيخ الصنعة أبوعبدالله محمد بن اسماعيل البخاري رحمه الله في كتاب العلم من الجامع الصحيح، في باب العرض على المحدث معرفة علوم الحديث (م٢٥٨-٢٥٨).

⁽١٩) يعن "باب مايذكر في المناولة و كتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان" (١٥ ا١٥) ـ

واحتج بعضهم في القراء ة على العالم بحديث ضمام بن ثعلبة: قال للنبي صلى الله عليه وسلم: آلله أمرك أن نصلى الصلوات؟ قال: نعم. قال: فهذه قراء ة على النبي صلى الله عليه وسلم.

"قراوت على العالم" پر بعض حضرات نے ضام بن تعلبه رضي الله عنه كى حديث سے استدلال كيا ہے كہ انہوں نے حضور اكرم صلى الله عليه وسلم سے كہا تھاكه كيا الله تعالى نے آپ كو تكم ديا ہے كہ ہم نمازيں پڑھيں؟ تو آپ نے فرماياكه ہاں۔ فرماياكه به" قراءت على النبى صلى الله عليه وسلم "ہے۔

علامہ عینی نے عمرة القاری (۲۰) میں، حافظ ابن حجر نے حدی الساری (۲۱) میں حمیدی شیخ بخاری کو اور علامہ کرمانی نے "فوری، حسن بھری و نحو حما" (۲۲) کو "بعضهم" کا مصداق قرار دیاہے، جبکہ اس "بعق رحمة اللہ علیہ نے کتاب المعرفة میں ابن فزیمہ کے طریق سے کا مصداق ابو سعید الحداد بین خزیمہ کے طریق سے نقل کیاہے، وہ فرماتے ہیں "نسمعت البخاری یقول: قال أبو سعید الحداد: عندی خبر عن النبی صلی الله علیه وسلم فی القراء ة علی العالم، فقیل له، (۲۳) فقال: قصة ضمام بن تعلبة: قال: آمرك بهذا؟ قال: نعم....." (۲۳)

يبى بات الم بيهق رحمة الله عليه في "المدخل" من بعى نقل كى ب (٢٥)-

امام ترفدی رحمة الله علیہ نے کتاب الزکوۃ میں یہی حدیث ذکر کی تووہاں بھی امام بخاری رحمة الله علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ بعض علاءاس حدیث سے "عرض علی العالم" کی صحت پر استدلال کرتے تھے۔ (۲۲) اور خطیب بغدادی رحمة الله علیہ نے کتاب الکفایہ میں براہ راست امام بخاری رحمة الله علیہ سے یہ استدلال نقل

⁽۲۰)عمدة القارى (ج٢ص١)_

⁽۲۱)هدی الساری (۱۵)_

⁽۲۲)شرح الكوماني (٢٢)شرح الكرماني

⁽٢٣)أى سألوه عن ذلك الخبر الذي يدل على إثبات القراءة على العالم

⁽٢٣) ويم فعج الباري (ج اص ١٣٩) وفتح المغيث للسخاوي (ج٢ص ١٤٠)_

⁽۲۵)ديك تلريب الراوى (ج٢ص ١١٥٣)_

⁽٢٦) "سمعت محمد بن إسماعيل يقول: قال بعض أهل العلم: فقه هذا الحديث أن القراء ق على العالم والعرض عليه جائز، مثل السماع، واحتج بأن الأعرابي عرض على الله عليه وسلم، فأقربه النبي صلى الله عليه وسلم. "جامع الترمذي، كتاب الزكاة، باب ماجاء إذا أديت الزكاة فقد قضيت ماعليك، رقم (٢١٩)_

کیاہے۔(۲۷)

ایسا لگتاہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عام احوال میں تواکثر متدل کی طرف اشارہ کرتے تھے اور بعض او قات استدلال کرتے تھے، جیسا کہ یہاں بھی او قات استدلال کرتے تھے، جیسا کہ یہاں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سیاق میں حضرت عنام بن نظبہ رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کی ہے۔

أخبر ضمام قومه بذلك فأجازوه

ضام رضی الله عند نے اپنی قوم کواس کی خبر دی، انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے اس باب کے تحت قصة ضام کو نقل کیا ہے، لیکن اس میں یہ نقر تک خبیں ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو جاکر خبر دی اور انہوں نے اس خبر کو تشلیم کر لیا، البتہ منداحم میں اس کی نقر تک وارد ہے، جس میں حضرت عبدالله بن عباس رضی الله عنه نے حضرت ضام بن نقلبه رضی الله عنه کا قصة تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، اس کے آخر میں حضرت ضام رضی الله عنه نے جب یہ فرمایا" إنی قد جنت کم من عندہ بما أمر کم به و نها کم عنه" تو اس کا یہ اثر ہوا کہ سب کے سب مسلمان ہوگئے"فوالله ما أمسی من خلک الیوم و فی حاضرہ رجل و لا امرأة آلا مسلماً" (۲۸) اس قبولِ اسلام کو امام بخاری رحمۃ الله علیہ نظر جاذوہ" سے تعبیر کیا ہے، جس کا مطلب "قبلوہ " ہے، اصطلاحی" اجازت "مراد نہیں ہے۔ (۲۹)

واحتج مالك بالصك يقرأ على القوم، فيقولون : أشهدنا فلان ويقرأ ذلك قراء ة عليهم. ويقرأ على المقرئ، فيقول القارئ : أقرأني فلان

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے وستاویز سے استدلال کیا ہے جولوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، سووہ کہتے ہیں کہ ہم کوفلاں شخص نے اس دستاویز پر گواہ بنایا۔

اور پڑھانے والے استاذ کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے، پڑھنے والا کہتا ہے کہ مجھ کو فلاں نے پڑھایا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت علی الشیخ کی صحت پر دومتفق علیہ مسکوں سے استدلال کیا ہے:۔ ایک مسکلہ تو"صک "کا ہے جو" چک"کا معرّب ہے جس کو فارسی میں" قبالہ"یا" اقرار نامہ "کہا جاتا ہے۔

⁽٢٧)الكفاية (٣ / ٢٢)باب القول في القراء ة على المحدث وما يتعلق بها ـ

⁽۲۸) منداحد (جاص ۲۲ه ۲۲۵) وسنن الداري (جاص ۱۷۳) کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والمصلاة، رقم (۲۵۲) ـ (۲۹) فتح الباري (جاص ۱۲۹) ـ

امام مالک رحمة الله عليه فرماتے ہيں که ديكھو"ا قرار نامه"مقراور شہود کی موجود گی ہيں پڑھاجاتا ہے، مقرسے يہ پوچھاجاتا ہے کہ جو پچھ لکھا ہوا ہے اس کوتم تسليم کرتے ہو؟وہ کہتا ہے"نعم" یعنی ہاں مجھے تسليم ہے اس کے بعد شہود حاکم کی مجلس میں جاکر یہ کہتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے سامنے جو پچھ اس میں لکھا ہے اس کا اقرار کیا ہے،حالا نکہ اس نے"نعم" کے علاوہ پچھ بھی نہیں کہا تھا۔

ای طرح جب شاگرد استاذ کے سامنے حدیث پڑھے اور استاذ قولاً یا عملاً اثبات کردے اور ہاں کردے تو ہاں کردے تو ہاں کردے تو ہاں کردے تو ہاں بھی شاگرد کا یہ کہنا" حدثنی فلان" "أخبرنی فلان" صحیح ہے۔

اس مسئلہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "قراءۃ علی الشیخ" کی جیت اور صحت پر استد لال کیا ہے، ان کابی استد لال رامبر مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحدث الفاصل" میں اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکفایه" میں ذکر کیا ہے۔ (۳۰)

خطیب بغدادی رحمة الله علیه نے تفصیل سے نقل کیا ہے کہ ابو عبید القاسم بن سلام رحمة الله علیه نے امام ابو یوسف رحمة الله علیه سے اس مسکلہ کے متعلق استفساد کیا توامام ابویوسف رحمة الله علیه سے اس مسکلہ کے متعلق استفساد کیا توامام صاحب نے فرمایا کہ شہود کی موجودگی میں مقر کے سامنے اقرار نامہ پڑھا جاتا ہے اور اس سے بوچھا جاتا ہے کہ جو کچھ لکھا ہے صبح ہے، وہ کہہ دیتا ہے "نعم" تو جیسے وہاں شہود کہتے ہیں اس نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے، جو کچھ اس میں لکھا ہے صبح ہے۔ اس طرح اگر شاگر داستاذ کے سامنے پڑھے اور استاذ اثبات کردے توشاگر د حدثنی و أحبرنی کہہ سکتا ہے۔

ابوعبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ یہی ابوبوسف کا قول ہے اور یہی میر ابھی قول ہے۔ (۳۱)

دوسر امسکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "عرض علی العالم" کی جیت پر یہ پیش کیاہے کہ دیکھو قر آن

کریم کا طالب علم مقری کے سامنے پڑھتاہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ مختجے قر آن کس نے پڑھایا؟ وہ کہتا
ہے کہ فلاں نے، حالانکہ فلاں نے تو صرف سکوت کیاہے اور سناہے، اور طالب علم نے اس کے سامنے پڑھا
ہے۔

خطیب بغدادی رحمة الله علیه وغیره نے امام مالک رحمة الله علیه سے نقل کیاہے که ان سے جب بیر

⁽٣٠) ويكي المحدث الفاصل (ص٢٦٥ و٢٢٦) فقره (٢٤٨) و والكفاية (ص٢٢٨) .

⁽٣١) الكفاية (٣٤٩ ٢٤٩) ذكر الرواية عمن كان يختار القراءة على المحدث على السماع من لفظه

پوچھا گیا کہ عرض علی العالم کے طور پرجو حدیثیں پڑھی جاتی ہیں کیا اداءِ حدیث کے وقت "حدثنی" کہنا درست ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں،اسی طرح قر آن کریم کے حصول کی صورت بھی ہے، کہ دیکھوا یک طالب علم مقری کوسنا تاہے اور پھر کہتاہے کہ مجھے فلاں مقری نے پڑھایاہے۔(۳۲)

امام مالك رحمة الله عليه فرمات بين: "كيف لايجزيك هذا في الحديث ويجزيك في القرآن، والقرآن أعظم؟!" (٣٣)

امام عاکم نے معرفة علوم الحدیث میں نقل کیا ہے مطرّف رحمة الله علیه فرماتے ہیں "صحبت مالکاً سبع عشرة سنة، فما رأیته قرأالمؤطأ على أحد" (٣٣)_

امام مالک رحمة الله عليه كاكبناي بى كه جب قارى كامقرى كے سامنے برد هنااور پھريد كبنا "اقوانى فلان"كافى ب توحديث ميں يه كافى كيول نہيں موسكتا؟!"

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَلَام : حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْحَسَنِ ٱلْوَاسِطِيُّ ، عَنْ عَوْفٍ ، عَنِ ٱلْحَسَنِ عَالَ : لِا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عَلَى ٱلْعَالِمِ . وَحَدَّثنا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ مُوسَى ، عَنْ سُفْيانَ ، قَالَ : إِذَا قُرِئَ عَلَى ٱلْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ : حَدَّثَنِي . قَالَ : وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُولُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيانَ : الْقِرَاءَةُ عَلَى ٱلْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهُ سَوَاءً .

مصنف نے اولاً حسن بھری، سفیان توری اور امام مالک رحمہم اللہ کا قول تعلیقاً نقل کیا تھا، اب ہر ایک کے اثر کو موصولاً نقل کررہے ہیں۔

تراجم رجال

(١) محمد بن سلام

یدابوعبداللہ محمد بن سلام، بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات "کتاب الإیمان" باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم: أنا أعلمكم بالله وأن المعرفة فعل القلب" كے تحت گذر کے ہیں (۳۵)۔

⁽٣٢) ويجيح الكفاية (١٣٦) و فتح البارى (١٣٩٥) . .

⁽٣٣)معوفة علوم الحديث للحاكم (ص٢٥٩) والكفاية (ص٢٤١)وفتح الباري (١٥٥ص ١٥٠)

⁽٣٣) معرفة علوم المحديث للحاكم (ص٢٥٩) وفق البارى (جاص١٥٩) وفتح المغيث للسخاوى (٢٢ص١٥).

⁽٣٥) ديكه كشف إلباري (ج ٢ص ٩٣)_

```
(٢) محمد بن الحن الواسطى
```

یہ محد بن الحن بن عمران مزنی واسطی ہیں، اصل شام کے ہیں، واسط میں قاضی رہے۔ (۳۲) انہوں نے اساعیل بن ابی خالد، عوام بن حوشب، عوف اعرابی اور فضیل بن غزوان رحمہم الله

وغيره سے روایت حدیث كى ہے۔

ان سے امام احمد، محمد بن سلام بیکندی، محمد بن سلام بھی، زید بن الحریش، محمد بن اساعیل حسانی، اور

محمد بن اساعیل احمسی رحمهم الله وغیره نے علم حدیث حاصل کیاہے۔ (۳۷)۔

الم احدر حمة الله عليه فرمات بي "ليس به باس" (٣٨)-

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (٣٩)_

المام محد بن حاتم رحمة الله عليه فرمات بين "حدثنا محمد بن الحسن الواسطى ثقة" (٠٠)-

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتي بين "لا مأس به" (اسم)_

المام ابود اؤدر حمة الله عليه فرمات بين "فقة" (٣٢) ـ

ابن سعدرهمة الله عليه فرماتے بين "و كان ثقة" (٣٣)_

عافظ ذہبی رحمة الله عليه "ثقة" (٣٣) _

امام وارقطنی رحمة الله عليه فرماتے بين "لاباس به" (٣٥)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كا تذكره "ذيل الضعفاء" بس كيا ب اور كما ب كه "يرفع

(٣٢) تهذيب الكمال (٢٥٢ص ١٤) وسير أعلام النبلاء (جوص ٣٠٣)_

(٣٤) شيوخ و تلانه كي تفصيل كے لئے ويكھئ تھذيب الكمال (ج٢٥ص ٢٢م) وسير اعلام النبلاء (ج٩ص ٣٠٣)

(۳۸) تهذیب الکمال (چ۲۵ص ۲۵)۔

(٣٩) حواله بإلار

(٠٠) حوالد بالا

(۱۲) حواله بالا

(٣٢) حواله بالا

(۳۳) طبقات ابن سعد (ج کم ۳۱۵) _

(۲۳) الكاشف (۲۲ص ۱۲۳) رقم (۱۹۷۷)_

(۵۵) تهذيب التهذيب (جهص١١٩)_

الموقوف ویسند المواسیل "که بیر موقوف کوم فوع اور مراسل کوسند أروایت کردیتے ہیں،اور پھراس کی ایک مثال بھی ذکر کی" ذکاۃ المجنین ذکاۃ أمه"اس حدیث کوانہوں نے حضرت ابن عمر رضی الله عنه سے مرفوعاً نقل کیاہے، جبکہ حافظ ذہبی رحمۃ لله علیه فرماتے ہیں که بیر موقوف علی ابن عمر ہی صحیح ہے، مرفوع روایت کرنادرست نہیں (۲۸)۔

لیکن اول توابن حبّان رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلطی کی صرف ایک ہی مثال پیش کی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں اوپر آپ علماءِ جرح و تعدیل کی تو میقات و کیھے چیے ہیں کہ کسی نے بھی ان کو مجر وح قرار نہیں دیا۔

دوسرے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صرف حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کے اثر کو بواسطہ عوف اعرابی نقل کیا ہے، ان سے کسی مرفوع حدیث کے اثبات یا کسی حکم شرعی کے استنباط کے سلسلہ میں احتجاح نہیں کیا۔ (۴۷)

پھر خود ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کتاب الثقات میں بھی ذکر کیاہے (۴۸) عافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"و ھذا أصوب"(۴۹)

ان كانقال ١٨١هما ١٨٩هم بن موار (٥٠) رحمه الله رحمة واسعة

(۳)عوف

یہ ابوسہل عوف بن الی جمیلۃ العبدی الہجری البصری بیں جوعوف اعرابی کے نام سے مشہور ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان"باب اتباع المجنائز من الإیمان" کے تحت گذر پچکے ہیں۔"(۵۱) (۳)الحن

⁽۲۲) ديكي ميزان الاعتدال (جسم ۵۱۵) رقم (۲۳۸۷) و تهذيب التهذيب (جوص ۱۱۹)_

⁽۲۷) و یکھتے هدی الساری (۱۳۸۵)

⁽۴۸) الثقات لا بن حمان (ج2ص ۱۱س)

⁽٣٩)ميزان الاعتدال (جسم ١٥٥٥) رقم (٣٨٣)_

⁽٥٠)ركي حاشية سبط ابن العجمى على الكاشف، وتعليقات على الكاشف للشيخ محمد عوامة (ج ٢ ص ١٦٣) رقم (٢٥٧)_

⁽۵۱) و یکھنے کشف الباری (ج ۲ص ۵۲۲)۔

یہ مشہور تابعی امام حضرت حسن بھری رحمۃ الله علیہ ہیں،ان کے حالات بھی کتاب الإیمان،" باب المعاصی من اُمر الجاهلیۃ" کے تحت گذر کے ہیں۔(۵۲)

لابأس بالقراءة على العالم

عالم کوپڑھ کر سانے میں کوئی حرج نہیں

ال الركو خطيب بغدادى رحمة الله عليه في "أحمد بن حنبل عن محمد بن الحسن الواسطى عن عوف الماعوابى" كي طريق سے تفصيل كے ساتھ ذكر ہے جس ميں ہے كہ ايك شخص في حضرت حن بعرى رحمة الله عليه سے كہاكہ اے ابوسعيد! مير اگر دور ہے، بار بار آنا جانا مير علي مشكل ہے، اگر آپ حرج نہ سمجھتے ہوں توميں آپ كے سامنے احادیث پڑھ دیا كروں وضرت حسن بعرى رحمة الله عليه في أت عليك او قرأت على "۔

اس شخص نے پھر پوچھا کہ میں اداءِ حدیث کے لئے "حدثنی الحسن" کہوں؟ توانہوں نے فرمایا" نعم،قل حدثنی الحسن۔"(۵۳)

وحدثنا عبيدالله بن موسى عن سفيان

یہاں سے حضرت سفیان توری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو موصولاً نقل کر رہے ہیں۔ عبید اللہ بن موسیٰ اور حضرت سفیان توری رحم مااللہ تعالیٰ کے حالات پیچھے گذر چکے ہیں۔ (۵۴) قال: إذا قوئ على المحدث فلا بأس أن تقول: حدثني

سفیان توری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب محدث کے سامنے پڑھاجائے تو اوا کے لئے "مدینی" کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

⁽۵۲)د یکھتے کشف الباری (ج ۲ص ۲۲۰)

⁽۵۳) الكفاية (ص ۲۲۵) وفتح البارى (١٥٠ ص ١٥٠) وانظر أيضاً المحدث الفاصل للرامهر مزى (ص ٣٢٧ و ٣٢٧) رقم الفقرة (٣٤٣).

⁽۵۴) عبیداللہ بن موی کے طالت کیلئے دیکھے کشف الباری (جاص ۱۳۳) کتاب الإیمان، باب الإیمان وقول النبی صلی اللہ علیه وسلم: بنی الإسلام علیٰ خمس اور سفیان توری رحمۃ اللہ علیہ کے طالت لئے دیکھتے کشف الباری (ج ۲ ص ۲۷۸) کتاب الإیمان، باب ظلم دون ظلم۔

قال: و سمعت أبا عاصم يقول عن مالك وسفيان: القراءة على العالم و قراءته سواء المام بخارى رحمة الله عليه فرمات بين كه مين في ابوعاصم سے سناءوہ امام مالك اور سفيان تورى رحمهماالله تعالى سے نقل فرماتے بين كه قراءت على العالم اور قراءت عالم دونوں برابر بين۔ ابوعاصم

بیداموئ (۵۵)۔ بیداموئ (۵۲)۔

انہوں نے امام ابو حنیفہ، سفیان توری، امام مالک، شعبہ، اوزاعی، ابن جریج، جعفر صادق، محد بن عجرات سے دوایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، جریر بن حازم (بیدان کے بیٹی بیں) امام اصمعی، اسحاق بن راھویہ، ابو خیثمہ، بُندار، محمود بن غیلان اور ابو مسلم کجی رحمهم الله تعالی جیسے بہت سے محدثین بیں (۵۷)۔

المام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (٥٨)_

المام عجل رحمة الله علية فرمات بين "ثقة، كثير الحديث، وكان له فقه" (٥٩)_

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتي بين "صدوق وهو أحبّ إلى من روح بن عُبادة" ـ (٢٠) عمر بن عُبادة" ـ (٢٠) معر بن عُبة رحمة الله عليه فرماتي بين "حدثنا أبو عاصم النبيل، والله مارأيت مثله" (١١) ـ ابن سعدر حمة الله عليه فرماتي بين "وكان ثقة فقيها" ـ (٢٢)

⁽۵۵) و يعيم تهذيب الكمال (ج ١٣ص ٢٨١) وسير اعلام النبلاء (ج ١٩ص ٢٨٠)

⁽۵۲)سير أعلام النبلاء (ج٩ص ٨٠٠) و تهذيب الكمال (ج١١ص ٢٨٨)_

⁽۵۷) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لئے دیکھئے تہذیب الکمال (جساص ۲۸۲-۲۸۵) وسیر اُعلام الدیلاء (جوم ۲۸۰-۲۸۱)۔

⁽۵۸)تاريخ الدارمي عن ابن معين (ص١٣٦) رقم (٣٣٣)_

⁽٥٩) تهذيب الكمال (ج ١٣ ص ٢٨٦) وسير أعلام النبلاء (ج ٢ ص ٢٨١)

⁽۲۰)حواله جات بالار

⁽۲۱) حواله جات بالا۔

⁽۱۲) طبقات ابن سعد (ح2 ص ۲۹۵)۔

ابوليعلى خليلى رحمة الله عليه فرمات بين "متفق عليه زهداً وعلماً و ديانةً وإتقاناً" (١٣٣) عبد الرحمن بن بوسف بن فراش رحمة الله عليه كمت بين "لم يُرفي يده كتاب قط" (١٣٠) ابن قانع رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة مأمون" (٢٥)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب التقات مين ذكر كياب ـ (٢٢)

البتہ عقبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کواپئی کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ان کی مخالفت کی گئی ہے۔ (۲۷)

لیکن اول "کتاب الضعفاء" کے بعض شخول میں توان کا تذکرہ ہے اور بعض میں سرے سے ان کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔(۲۸)

دوسرے معمولی خطائل سے کون محفوظ رہ سکتا ہے؟ اس لیے الیی خطائل کے باوجود محد ثین ثقات کی روایت کو قبول کرتے ہیں۔

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہا گیا کہ بحی بن سعید القطان آپ کے بارے میں کلام کرتے ہیں تو فرمایا"لست بحی ولامیت إذا لم اذکر"(۲۹)۔

ظاہر ہے ابن معین، عجل، ابو حاتم، ابن سعد، ابن قانع اور ابن حبان رحمهم الله تعالی وغیرہ حضرات کی توثیق کے بعد کسی کے جرح مبهم کی کیا حثیت رہ جاتی ہے؟!

چنانچ حافظ ذمبي رحمة الله عليه فرمات بين "أجمعوا على توثيق أبي عاصم" (٥٠)-

⁽٩٣) تهذيب الكمال (ج١١ ص٢٨٦) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص٢٨٨)_

⁽١٢٧)حواله جات بالا

⁽۲۵) تهذيب التهذيب (جم ص ۲۵۳)_

⁽۲۲)الفات (جدم ۱۸۳۳)_

⁽٧٤) كتاب الضعفاء الكبير (ج٢ص٢٢٢ و٢٢٣)_

⁽۱۸) دیکے میزان الاعتدال و تعلیقات علی المیزان (۲۲ص۳۵) و تعلیقات کتاب الضعفاء (۲۲۳ و۲۲۲ و۲۲۳)

⁽٢٩) كتاب الضعاناء (ج٢ص ٢٢٣) وميزان الاعتدال (ج٢ص ٣٢٥)_

⁽²⁰⁾ميزان الاعتدال (ج٢ص٣٢٥)_

امام ابوعاصم رحمة الله عليه خود فرماتے من "مادلست حدیثاً قط" (1)_

امام ابوعاصم رحمة الله عليه كالقب "نبيل" بي (٢) جس كى مختلف وجوه نقل كي مني بين:

بعض حصرات کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بھرہ میں ہاتھی پہنچ گیا توسب ہاتھی دیکھنے چلے گئے اور یہ نہیں گئے، ابن جر تے رحمة الله عليه نے يو جھاكه تم كول نہيں گئے، جواب ديا "لا أجد منك عوضاً"اس ير ابن جرت خ نے فرمایا"أنت نبیل"۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی ناک بہت بڑی تھی،اس لیےان کو" نبیل "کہا گیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ چونکہ یہ بہت فیتی اور عمدہ کیڑے پہنتے تھے اس لیے ان کا لقب « نبيل "رِر گيا-

بعض حفرات کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام شعبہ نے ایک مہینہ تک حدیث نہ سنانے کی قتم کھالی، امام ابوعاصم ان كے ياس كت اور فرمايا"حدث و غلامي العطار حرّ لوجه الله كفارة عن يمينك"اس وحه سے " نبیل"ان کالقب پر گیا۔

بعض نے کہاہے کہ بیرام ز فررحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتے تھے،اوران کے پاس ایک اور شخص بھی ابوعاصم نامی ہوتے تھے جوابوعاصم نبیل کی طرح امیر کبیر نہیں تھے، پھٹے پرانے کیڑوں میں رہتے تھے، ایک دفعہ ابوعاصم نبیل امام زفر کے پاس آئے، خادم نے اطلاع دی کہ دروازے پر ابوعاصم آئے ہیں، يوجهاكه كون سے ابوعاصم ؟ خادم نے كہا" ذاك النبيل"اس وقت سے يه لقب ير كيا_ (٣)

المام الوعاصم النبيل كي وفات ٢١٢ه يا ٢١٣ه يا ٢١٣ه من عولى (٣) رحمه الله تعالى رحمة واسعة القراءة على العالم وقراء ته سواء

امام مالک اور سفیان توری رحمهماالله تعالی کے قول کااصل مقصد توبیہ ہے کہ جیسے قراءت عالم

⁽١) تهذيب الكمال (ج ١٣ ص ٢٨٦) وسير أعلام النبلاء (ج٩ ص ٣٨٢)_

⁽٢)نَبُل يَنْبُل نُبْلاً ونَبَالةً : عَظُمَ و شَرُف، يقال : أجاد غذاء ها حتى نَبُل جسمها، وأحسنَ تربيته فنبُلَثُ اخلاقه. انظو المعجم الوسيط (ج٢ص٨٩٨)_

⁽٣)ان تمام وجوه ك لئة ديكي تهليب الكمال (جساص ٢٨٧) وصير أعلام النبلاء (جوص ٨٨٠ و٨٨) وعدة القارى (ج٢ص ١٨) (٣) ديكيئة تهذيب الكمال (ج٣١ص ٢٨٨ و٢٨٩) .

معتبر ہے ایسے ہی قراءت علی العالم بھی معتبر ہے، یعنی معتبر ہونے میں دونوں مساوی ہیں۔ اس

لیکن اس سے ایک دوسرے مسئلہ کی طرف روشنی پڑتی ہے دہ یہ کہ تحدیث واخبار لینی قراء قالشخ اور القراءة علی الشیخ میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کا درجہ مساوی ہے۔

اس مسئلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں جن کو تفصیل ہے ہم "باب قول المحدث: حدثنا" میں "قراءت علی الشیخ کامر تبہ" کے عنوان کے تحت ذکر کر چکے ہیں،فار جع إليه إن شنت۔

٩٣ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنِ أَبِي مَعْ أَنَسَ بْنَ مَالِكُ يَقُولُ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ ٱلنَّبِيِّ عَلِيْلَةً فِي ٱبْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكُ يَقُولُ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ ٱلنَّبِيِّ عَلِيْلَةً فِي ٱلْسَجِدِ ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَل ، فَأَنَاخَهُ فِي ٱلمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ : أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ ؟ وَٱلنَّبِيُّ عَلِيْلِةٍ مُتَكِئُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ ، فَقُلْنَا : هٰذَا ٱلرَّجُلُ ٱلْأَبْيَضُ ٱللَّتَكِئُ . فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ : أَبْنَ عَبْدِ ٱللهِ مُتَكِئُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ ، فَقُلْنَا : هٰذَا ٱلرَّجُلُ ٱلْأَبْيَضُ ٱللَّتَكِئُ . فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ : أَبْنَ عَبْدِ ٱللهِ بَا فَلَكَ لَهُ اللّهِ عَلَيْكُ وَمُشَدِدٌ وَقَالَ اللّهُ اللّهُ عَلَيْكُ فَمُشَدِدٌ وَلَكُ إِللّهِ عَمَّا بَدَا لَكَ) . فَقَالَ : أَسْأَلُكَ بِرَبّكُ عَمْسَدِدُ وَلَكَ فَمُسَدِدٌ وَلَكَ فَلَا اللّهُ مَا بَدَا لَكَ) . فَقَالَ : أَسْأَلُكَ بِرَبّكُ عَمْسَدُدُ وَرَبِّ مَنْ قَبْلُكَ ، آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى ٱلنَّاسِ كُلِّهِمْ ؟ فَقَالَ : (ٱللَّهُمَّ نَعُمْ) . قَالَ : أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، وَرَبِّ مَنْ قَبْلُكَ ، آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى ٱلنَّاسِ كُلُهِمْ ؟ فَقَالَ : (ٱللَّهُمَّ نَعُمْ) . قَالَ : أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، وَرَبِّ مَنْ قَبْلُكَ ، قَالَ : (ٱللَّهُمَّ نَعُمْ) . قَالَ : أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، وَاللَّيْلَةِ ؟ قَالَ : (ٱللَّهُمَّ نَعُمْ) . قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ ،

آللهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُومَ هٰذَا ٱلشَّهْرَ مِنَ ٱلسَّنَةِ ؟ قَالَ : (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ : أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، آللهُ أَمْرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ ٱلصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَاثِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقَرَائِنَا ؟ فَقَالَ ٱلنَّبِي عَلِيْكُ : (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). فَقَالَ ٱلنَّبِي عَلِيْكُ : (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). فَقَالَ ٱلنَّبِي عَلِيْكُ : (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ) . فَقَالَ الرَّجُلُ : آمَنْتُ بِمَا جِثْتَ بِهِ ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي ، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ ، أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكُمْ .
سَعْدِ بْنِ بَكُمْ .

رَوَاهُ مُوسَى وَعَلِيٌّ بْنُ عَبْدِ ٱلْحَشِيدِ ، عَنْ سُلَيْمانَ عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ ٱلنَّبِيّ عَلِيُّكُ بِهٰذَا .

(۵) قوله: "أنس بن مالك" الحديث أخرجه مسلم في صحيحه (۱۵ ص ۱۳۰۳) كتاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام، رقم (۱۱۱) و (۱۱۱) و النسائي في سننه في كتاب الصيام، باب وجوب الصيام، رقم (۲۰۹۳) وأبو داو د طرفاً منه في سننه، في كتاب الصلاة، باب ماجاء في المشرك يدخل المسجد، رقم (۳۸۲) والترمذي في جامعه في أبواب الزكاة، باب ماجاء إذا أديت الزكاة فقد قضيت ما عليك، رقم (۱۹۱) والدارمي في سننه (٤١ص الماو ١٤٢) فاتحة كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة، رقم (۱۵) وابن ماجه في سننه، في كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها، رقم (۱۳۰۲) ـ

تراجم رجال

(۱)عبدالله بن يوسف

یہ مشہور محدث عبداللہ بن یوسف تنیسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا مختصر تذکرہ "بدء الوحی" میں دوسری حدیث کے ذیل میں گذرچکاہے۔(۲)

(٢)الليث

یہ مشہور محدث امام لیٹ بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات بھی "بدء الوحی" میں تیسری حدیث کی تشریح کے ذیل میں ذکر ہو کی میں۔ (۷)

(۳)سعيد

یہ سعید بن ابی سعید مقبری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تفصیلی تذکرہ "کتاب الإیمان"، "باب الدین یسر" کے تحت گذرچاہے۔(۸)

(۴) شریک بن عبدالله بن ابی نمر

يه ابوعبدالله شريك بن عبدالله بن ابي نمر قرشي مدني رحمة الله عليه بير - (9)

یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ سعید بن المسیب، عامر بن سعد بن ابی و قاص، عطاء بن بیار، عکر مه مولی ابن عباس، کریب مولی ابن عباس اور ابو سلمه بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں سعید مقبری (و هو أكبو منه) سليمان بن بلال، سفيان توری، امام مالك، مسلم بن خالدز نجی اور اساعیل بن جعفر بن الی كثیر رحمهم الله وغیره حضرات ہیں۔ (۱۰)

⁽٢) ويكفئ كشف البارى (ج اص ٢٨٩ و٢٩٠)

⁽²⁾ ويكفي كشف الباري (ج اص ٣٢٣)_

⁽٨) ديكيئ كشف الباري (ج٢ص٣٣) _

⁽٩) تهذيب الكمال (ج١١ص ٢٥٥) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ١٥٩).

⁽١٠) شيوخ و تلاغه وكي تفسيل ك ليه و يكفئ تهذيب الكمال (ج٢١ص ٥٥ ١٥٢ ٢) و صير اعلام النبلاء (ج٢ص ١٥٩) ـ

امام محيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "ليس به بأس" (١١)-

امام ابوداؤدر حمة الله عليه فرمات جين "فقة" (١٢) ـ

ابن حبان رحمة الله عليه فان كوكتاب القات مين ذكر كياب (١٣)-

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے مين "كان ثقة كثير الحديث" (١٢)_

المام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "قابعي ثقة" (١٥)

الم نسائى رحمة الله عليه فرمات بيل"ليس بالقوى"(١٦)

امام بحي بن معين رحمة الله عليه سے بھى منقول بي اليس بالقوى "(١١)_

ان الجارودر حمة الله عليه فرائة عين "ليس به بأس وليس بالقوى "(١٨)_

امام سحيى بن سعيد القطان رحمة الله عليه ان سروايت نہيں كرتے تھے (١٩)_

ساجي رحمة الله عليه كمت بين "كان يرى القدر" (٢٠)

ان تمام اقوال سے معلوم ہو تا ہے کہ بعض حضرات نے ان کی توثیق کی ہے جبکہ بعض حضرات نے ان کی تفعیف کی ہے جبکہ بعض حضرات نے ان کی تضعیف کی ہے، حتی کہ ابن حزم نے ان کو متہم بالوضع قرار دیا ہے(۲۱)، نیزید کہ ان پر قدری ہونے کا الزام بھی ہے۔

⁽١١) تاريخ ابن معين برواية الدارمي (ص١٣٢) رقم (٣٢٠)_

⁽۱۲) تهذيب التهذيب (جمص ٣٣٨)

⁽١٣)الثقات لابن حبان(٣٣٥ص٣٠) وقال : "ربما أخطأ "_

⁽١٣) تهذيب الكمال (٢٦ ص ٢٤٨) وتهذيب التهذيب (٢٣ ص ٣٣٨)_

⁽١٥) تعليقات على تهذيب الكمال (٣٢٤ ص ٣٤٤) نقلاً عن "الثقات" للعجلي_

⁽١١)سير أعلام النيلاء (ج٣٥) ١٥٩)

⁽١٤) حوال بالا و ميزان الاعتدال (٣٢٥م ٢٧٩) رقم (٣١٩١) _

⁽۱۸) تېذىب التهذيب (جماص ۳۳۸)_

⁽١٩) والدبالا

⁽٢٠) حوالدبالا

⁽٢١) سير أعلام النبلاء (٢٢ ص ١٥٩) و انظر أيضاً ميزان الاعتدال (٢٢ ص ٢٢٩)_

کین ان کے بارے میں معتدل رائے یہ ہے کہ شریک آگرچہ بہت مضبوط رواۃ میں سے نہیں ایس لیکن ان راویوں میں سے فرور ہیں جن کی روایات کو متابعت اور استشہاد کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"وقد و ٹھٹ أبو داو د وروی عنه مثل مالك، ولا ریب أنه لیس فی الثبت کیحیی بن سعید الأنصاری" (۲۲)

ای طرح بتمام اقوال کو سامنے رکھ کر حافظ ابن حجر رحمۃ الله علیہ فرماتے ہیں "صدوق یخطئ"۔(۲۳)

بلك حافظ ابن عدى رحمة الله عليه في ان ك بارے ميں قولِ فيمل بي ذكر كيا ہے كه "وشريك بن عبدالله رجل مشهور من أهل المدينة، حدّث عنه مالك وغير مالك من الثقات، وحديثه، إذا روى عنه ثقة، فإنه لابأس بروايته إلا أن يروي عنه ضعيف" (٢٣) ـ

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ ان کی احادیث کو اصول سقے کے مؤلفین نے قابلِ احتجاج گردانا ہے (اُحوج له الترمذی فی شمائله لا فی الجامع، یعوف ذلك برمزه عند المزی وابن حجو وغیر هما) البته ان کی حدیث اسراء میں جے وہ حضرت انس رضی الله عنه سے روایت کرتے ہیں چھ مقامات ایسے ہیں جو شاذ ہیں اور ان کی متابعت نہیں ملتی۔ (۲۵)

جہاں تک قدری ہونے کا تعلق ہے سوہم کئی دفعہ بتا چکے ہیں کہ مبتدع کی روایت اس وقت مر دود ہوتی ہے جبوہ داعیہ ہو۔

شر یک بن عبدالله بن ابی نمر کی و فات ۱۳۰ ه کی حدود میں ہو کی۔(۲۲)والله اعلم۔

فائده

ان کے داداابو نیمر ۔ بفتح النون و کسر المیم۔ کو ابن سعد اور ابن السکن رحم مااللہ تعالیٰ نے

⁽۲۲)سيرأعلام النبلاء (ج٢ص٥٩ او١٢٠)

⁽۲۳) تقريب التهذيب (١٢٧٧) رقم (٢٧٨)_

⁽۲۳)الكامل لابن عدى (جمص ٢)_

⁽۲۵)ديكية هدى السارى (ص ٢٥٠) نيز ديكت سير أعلام النبلاء (ج٢ص ١٦٠)

⁽۲۲) تقریب التهذیب (۱۲۲۳) رقم (۲۷۸۸)

صحابہ میں شار کیاہے، جبکہ ابن عبد البر، ابن فتحون اور ابن الاً ثیر رحمہم اللہ نے ان کا تذکرہ چھوڑ دیا۔ (۲۷) جبکہ ان کے والد عبد اللہ بن ابی نمر کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(۵)انس بن مالک

حضرت انس بن مالک رضی الله عند کے حالات "کتاب الإیمان"، "باب من الإیمان أن يحب الأحيه مايحب لنفسه" کے تحت گذر کے بين (٢٨)۔

بينما نحن جلوس مع النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد دخل رجل على جمل

ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار داخل ہوا۔

یہ شخص حفرت ضام بن تغلبہ رضی اللہ عنہ ہیں، جیسا کہ روایت کے آخر میں تصری واردہ۔ حضرت ضام بن تغلبہ رضی اللہ عنہ

كي آمد كس سن ميس مو كي تقي؟

حفزت ضام بن تغلبه رضی الله عنه نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی خدمت میں کس سن میں حاضر ہوئے ؟اس میں اختلاف ہے:

واقدی، ابن سعد اور محمد بن حبیب رحمهم الله تعالی کہتے ہیں کہ ۵ھ میں ان کی حاضری ہوئی سخی ۔ (۲۹) ابن سعد رحمة الله علیه نے واقدی کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی الله عنها کی ایک روایت بھی نقل کی ہے، جس میں ۵ھ کی تصر ح وارد ہے" بعثت بنو سعد بن بکر فی رجب سنة حمس ضمام بن ثعلبة"۔ (۳۰)

15

⁽٢٧)انظرفتح البارى (ج اص ١٥٠) والإصابة (ج ٢٣ ص ١٩٨)

⁽۲۸) ديكھئے كشف البارى (جماص م)_

⁽٢٩) ديك فتح البارى (ج اص ١٥٦) و الطبقات الكبرى لابن سعد (ج اص ٢٩٩) وفد سعد بن بكر

⁽٣٠) ويكي طبقات ابن سعد (جاص ٢٩٩) والبداية والنهاية (٥٦ ص ١١) قدوم ضمام بن ثعلبة وافداً على قومه

لیکن بیر روایت مقبول نہیں کیونکہ بیر "الواقدی عن أبی بکر بن عبداللہ بن أبی سبرة عن شریك بن عبداللہ بن أبی سبرة عن شریك بن عبداللہ بن أبی نمر عن كریب عن ابن عباس "كے طریق سے مروی ہے (اس)اول تواس میں واقدی ہیں جن پر علاءِ رجال نے لمباچوڑاكلام كيا ہے، بعض حضرات نے توثیق كی ہے لیكن اكثرائمہ نے ان كوغير موثوق بہ قرار دیا ہے۔ (سس)

اوراگر مان لیاجائے کہ مغازی وسیر میں وہ کسی درجے میں معتبر ہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہو تاہے (۳۳) تب بھی بہروایت معتبر نہیں کیونکہ اس میں ان کے استاذابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ ہیں جو نجر وحرراوی ہیں،امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان کو متر وک قرار دیتے ہیں،امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"لیس بشی ء"اورامام احمد بن طنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"سکان یضع الحدیث"۔(۳۲)

پھر ان کے استاذ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر ہیں، ان کے بارے میں ہم ان کے حالات کے فریل میں ان کے حالات کے فریل میں ابھی حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کاکلام ذکر کر آئے ہیں کہ "وحدیثه إذا روی عنه ثقة فإنه لابأس بروایته إلا أن يروي عنه ضعيف"(٣٥) اور يہاں ابو بكر بن عبداللہ بن ابی سبرہ جیسے وضاع یا متہم بالوضع راوی ان کے شاگر دہیں، لہذا ہے روایت قابل احتجاج نہیں۔

قرطبی رحمة الله عليه في ايك قول ١ ه كانقل كيا ب (٣٦)_

علامہ ابن عبدالبراور ابن الأثير رحمهما الله تعالى نے بعض حضرات سے نقل كيا ہے كہ ان كى

⁽٣١) حواله جات بإلا

⁽٣٢)ريكينت تهذيب الكمال(ج ٢٦ ص ١٨٠ـ١٩٣) وسيواعلام النبلاء(ج ٩ ص ٣٥٣ـ٣١٩)وميزان الاعتدال(ج ٣ ص ٢٢٢ـ٢٢٢)_

⁽٣٣)عافظ ذهبى قرماتے بين"وقد تقور أن الواقدي ضعيف، يحتاج إليه فى الغزوات والتاريخ....."سيراعلام النبلاء(ج٩ ص ٣٢٩) نيزده قرماتے بين"كان إلى حفظه المنتهىٰ في الأخبار والسير والمغازي والحوادث وأيام الناس والفقه وغير ذلك" ميزان الاعتدال(ج٣٣ص٣٢)_

⁽٣٣) ويكف ميزان الاعتدال (جسم ص٥٠٣ و٥٠٨) رقم (١٠٠٢١)_

⁽۳۵)الكامل لابن عدى (جمص ٢)_

⁽٣٢) ويكي شرح الأبي على صحيح مسلم (حاص ١٨)

عاضری عصمیں ہوئی تھی (۲۷)۔

ابن اسحاق اور ابو عبیدہ رحم ہمااللہ وغیرہ کی رائے سے کہ ان کی آمد ۹ھ عام الوفود میں ہوئی تھی (۳۸)جس کی وجوہ مندر جہ ذیل ہیں:

ارای باب میں اگلی روایت میں ہے (۳۹) جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے (۴۰) "نھینا فی القرآن أن نسأل النبی صلی الله علیه وسلم "کر جمیں قرآن کریم میں حضور اکرم صلی الله علیه وسلم "کہ جمیں قرآن کریم میں حضور اکرم صلی الله علیه وسلم سے سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد سورة ما کدہ کی آیت اگرم صلی الله علیه وسلم سے سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد سورة ما کدہ کی آیت درو الله الله علیہ وسلم ہے کہ سورة ما کدہ کا خوال کہ سورة ما کدہ کا خوال کے سورة ما کدہ کا خوال کے سات معلوم ہے کہ سورة ما کدہ کا خوال کے سات معلوم ہے کہ سورة ما کدہ کا خوال کے سات معلوم ہے کہ سورة ما کدہ کا خوال کے سات معلوم ہے کہ سورة ما کدہ کا خوال کہ سے کا فی متاخر ہے۔ (۳۳)

۲۔ دوسری وجہ بیہ ہے کہ اس روایت میں حضرت ضام رضی اللہ عنہ کابیہ جملہ بھی ہے "آتانا رسولك" (۳۴) آپ كے قاصد ہمارے پاس آئے، نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے قاصدين صلح حديبيہ كے بعدر وانہ فرمائے تھے۔ (۴۵)

سا۔ تیسری وجہ بیہ ہے کہ قصد ضام میں بیہ بھی مذکور ہے کہ انہیں ان کی قوم نے بھیجا تھا (۲۷)، حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عام طور پر وفود کی حاضری فٹے کمہ کے بعد ہوئی ہے (۲۷)۔

⁽٣٤) ويكف الاستيعاب بهامش الإصابة (ج٢٥ ص١٥) وأسد الغابة (ج٣ ص ٥٤)

⁽٣٨)السيرة النبوية لابن هشام بهامش الروض الأنف(٣٢٥ص٣٦) و فتح البارى (ج١ص١٥٢) وعمدة القارى (٣٢٥ص) (٣٨) . (٣٩)_

⁽٣٩) سیح بخاری (ج اص ١٥) بیر روایت بخاری کے بعض نخوں میں ہے اور بعض نخوں میں نہیں، کما نبه علی ذلك الحافظ فی فتح البادی (ج اص ١٥٣)_

⁽٢٠)صحيح مسلم (١٥٥ ص٠٣) تاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام

⁽۱۹) المائدة/١٠١_

⁽٣٢)إكمال إكمال المعلم للأبي (جاص٨١)_

⁽٣٣) فتح البارى (ج اص ١٥٢) وعمدة القارى (ج٢ص ٢٢)_

⁽۴۴) تقیم بخاری (جاص ۱۵) و تقیم مسلم (جاص ۳۰)

⁽۵۵) فتح البارى (ج اص۱۵۲)_

⁽٣٦) كمافي رواية ابن اسحاق، انظر السيرة النبوية لابن هشام (٣٣٩ ص٣٣٩)_

⁽⁴⁴⁾ فتح البارى (ج اص ١٥٢)_

٣- حفرت ابن عباس رضى الله عنهماكى روايت ميں يہ ہے كہ ان كے والي جانے كے بعد ان كى اس كے والي جانے كے بعد ان كى قوم مسلمان ہو گئى (٣٨) يہ بات بھى معلوم و متعين ہے كہ ان كى قوم بنو سعد بن بكر بن هوازن ہے، اور يہ قوم غزوة حنين شوال ٨ ه ميں واقع ہوا تھا (٥٠) در يہ قوم غزوة حنين شوال ٨ ه ميں واقع ہوا تھا (٥٠) د

ان سب باتوں کے ملانے سے رائے یہی معلوم ہو تاہے کہ ان کی آمد سنة الوفود لعن اور میں ہوئی تھی۔واللہ اعلم۔

فانأخه في المسجد ثم عقله

سو اسے مسجد میں بٹھایا پھراسے باندھا

علامہ خطابی اور ابن بطال رحم مااللہ تعالی نے اس سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کے ارواٹ وابوال پاک ہیں (۵۱) کیونکہ یہاں اونٹ کو مسجد کے اندر باندھا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اس بات کی صانت نہیں دی جاسکتی کہ اونٹ اتنی دیر تک مسجد کوروث وبول سے ملوث نہیں کرے گا۔

کیکن اس سے استدلال حد سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ طاہر ہے اس استدلال کا مدار اس بات پر ہے کہ اونٹ کاروث ویول سے مسجد کو ملوث کرنے کا مکان ہے، صرف استخاصی لی اس کی طہارت کا تھم لگانا در ست نہیں۔

اس کے علاوہ ابو نعیم نے "مستخوج" میں اس روایت کوجو نقل کیا ہے اس کے الفاظ ہیں" اقبل علی بعیر له، حتی أتى المسجد فاناخه ثم عقله، فدخل المسجد" (۵۲) اس بیال سے واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے مسجد میں داخل نہیں کیا تھا۔

⁽٣٨) انظر سنن الدارمي (١٤٣ م١٤) كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة، رقم (١٥٢) ومسند أحمد (١٥٣ م ٢٦٣)

⁽۴۹) فتح الباري (جاص ۱۵۲) وعمدة القارى (جه ص۲۲)_

⁽۵۰)حواله جات بالا_

⁽۵۱) و کی معالم السنن للخطابی (مع مختصر سنن أبی داود للمنذری و تهذیب ابن القیم، ج ا ۱۳۵۰ کتاب الصلاة، باب فی المشرك یدخل المسجد و فتح الباری (ج۱ص۱۵۱) و عمدة القاری (۲۳ ص۳۶) و شرح الكرمانی (۲۳ ص۱۹) _ (۵۲ عمدة القاری (۲۳ ص۱۹) _ (۵۲ عمدة القاری (۲۳ ص۱۹) _ و عمدة القاری (۲۳ ص۱۹) و حمدة القا

اس سے بھی زیادہ صر تے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنماکی روایت ہے جس کو امام وارمی، امام احمد، مام احمد، علی اور ابن اسحاق وغیرو نے نقل کیا ہے 'فائلے بعیرہ علی باب المسجد، ثم عقله، ثم دخل المسجد……"(۵۳)۔

ان تمام طرق سے معلوم ہوا کہ حدیث باب میں "فاناخه فی المسجد" سے مراد "فی داخل المسجد" نہیں ہے بلکہ "فاناخه فی باب المسجد" یا "فی ساحة المسجد" ہے (۵۳)، المذااس سے طہارت ارواث وابوال براستد لال درست نہیں۔

ثم قال لهم: أيكم محمد؟

پھر محاب کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھاتم میں محد (علیہ) کون ہیں؟ ضام بن تعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کانام لے کر پوچھاجو بظاہر ادب کے خلاف ہے۔

اس کاجواب یہ ہے کہ اگر وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تنے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر مسلمان ہوئے تنے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر مسلمان ہو چکے تنے تو کہا جاسکتا ہے کہ چو نکہ نو وار دیتے، قر آن کریم کی تعلیمات سے بوری طرح واقف نہیں تنے اور نہ ہی آ داب رسالت سے واقف تنے اس لیے انہوں نے آپ کانام لے کر یو چھاتھا۔ (۵۵)

والنبى صلى الله عليه وسلم متكئ بين ظَهْرَانَيْهِمْ

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے در میان میک لگائے بیٹھے تھے۔

آپ عام طور پر ٹیک لگا کر امتیاز کے ساتھ نہیں بیٹھتے تھے (۵۲) یہاں ممکن ہے کوئی ایسی ضرورت پیش آگئی ہوکہ آپ نے ٹیک لگائی۔

اس کے علاوہ" اتکاء" بستر وغیرہ پراطمینان سے بیٹنے کو بھی کہتے ہیں، خواہ ٹیک نہ لگائی ممیٰ ہو جبکہ عام طور پر"اتگاء" سے بیہ سمجھاجا تاہے کہ آدمی کی ایک جانب مائل ہو کراور سہارالے کر بیٹھے (۵۷)۔

(۵۳)سنن المدارمي (٢٥ ص ١٤١) كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة، رقم (١٥٢) ومسند أحمد (١٥ ص ٢٦٣)و المستدرك للحاكم (٣٦ ص ٥٠٠) كتاب المغازي، حكاية قدوم ضمام بن ثعلبة عندالنبي صلى الله عليه وسلم وإسلامه، والسيرة النبوية لابن هشام (٣٣٠ ص ٣٠٠).

(۵۴)و يميئ فقالباري (جاص ۱۵۱) وعدة القارى (جعص ۲۱)

(۵۵)و کیمئے عمد ڈالقاری (ج۲ص۲۱)۔

(۵۷) پِتَاتِي سَنَ الْيُ واوَو (كتاب السنة، باب في القدر، رقم ۲۹۸ م) كاروايت بي "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجلس بين ظهرى أصحابه، فيجيء الغريب، فلايدرى أيهم هو، حتى يسال "-

(٥٤) ويكيم عالم السنن للخطابي (جاص٢٦٥) كتاب الصلاة، باب في المشرك يدخل المسجد

بين ظَهْرانَيْهِمْ

"ظهرانيهم" ميں نون پر فتح پر هيں گے ، کر ودرست نہيں۔ يه دراصل "بين ظهريهم" ہے ، اى ميں الف ونون كا اضافه كرك "بين ظهرانيهم" بناليا گيا، جو "بينهم" كے معنى ميں ہے، چنانچه كہاجا تا ہے" أقام فلان بين ظهراني قومه و بين ظهرانيهم" أى : بينهم" كويالفظ "ظهر" متحم ہے، علامه زختر ك كتے بيں "وكان معنى التنبية فيه أن ظهراً منهم قدامه، و آخر وراء ه ، فهو مكنوف من جانبيه"۔

پیر جس طرح بعض الفاظ میں نبست کرتے ہوئے مبالغتاد تاکید الف نون کا اضافہ کردیاجاتا ہے، جیسے "نفس"کی نبیت میں "نفسانی" "صیدل"اور "صیدن" (و هما أصول الأشیاء و جو اهر ها) کی نبیت میں "صیدلانی" اور "میدنانی" کہا جاتا ہے، اس طرح یہاں بھی "ظهر" کے بعد الف نون کا اضافہ کردیا گیا۔

علامه زخشر ى كَهَتِ بين "هذا أصله، ثم كثوراى استعماله) حتى استعمل في الإقامة بين القوم مطلقاً وإن لم يكن مكنوفا (۵۸)_

فائده

اس دوایت سے معلوم ہواکہ حضور اکرم علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بالکل گھل مل کررہتے تھے، نیزاس سے یہ بھی معلوم ہواکہ اپناتباع کے در میان بروں کے لئے گنجائش ہے کہ فیک لگاکر بیٹھیں۔(۵۹) فقلنا هذا الرجل الأبیض المتکئ

مم نے بتایاکہ یہ گورے چٹے ٹیک لگائے ہوئے بزرگ (محمر صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

یہال "ابیض" ہے مراد چونے جیسا سفید نہیں ہے، بلکہ ایسی سفیدی مراد ہے جس میں سرخی کی آپ خالص آمیزش ہو(۱۰) کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے "ولا بالأبیض الأمهق ولا بالآدم(۱۱) یعنی آپ خالص سفیدرنگ کے شخصاورنہ گندی رنگ کے، چنانچہ حادث بن عمیر کی روایت میں ہے "هو الأمغو (۱۲) "امغو: مغره سے مخره اس سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سرخی کی آمیزش ہو، چنانچہ جمزة بن الحادث نے "امغر" کی تفیرییان کی ہے "هو المأبیض المشرب بحصرة" ۔ (۱۳)

⁽٥٨)وكيكالفائق للزمخشري(جاص٣) والنهاية لابن الأثير (ج٣ص١٦١)وتاج العروس(ج٣ص٣٧)_

⁽۵۹)فتحالباری (جام ۵۰۰)۔

⁽۲۰)ديك فتح البارى (ج اص ۱۵۱) وعمدة القارى (ج ٢ص ٢١)_

⁽۱۱) رَكِيَ شمائل ترمذى (مع شرحه المواهب اللدنية للبيجوري ص ۸) باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم-(۲۲) فتح البارى (۱۲ اص ۱۵۱) و عمدة القارى (۲۲ ص ۲۱) وسنن النسائى الكبرى (۲۳ ص ۲۳) كتاب الصيام، باب وجوب الصيام، رقم (۲۲۰ ص ۲۲)_

⁽۱۳)فتح الباري (ج اص ۱۵۱) وسنن النسائي الكبري (ج ۲ ص ۱۳)_

اسی طرح چنور اکرم صلی الله علیه وسلم کی صفت میں وارد ہے "أبيض معسر ب" (۱) جس کی تفسیر امام اصمعی رحمة الله علیه في بياضه حمرة" سے کی ہے۔ (۲)

فقال له الرجل: ابنَ عبدالمطلب

ال مخص نے کہااے عبدالمطلب کے بیٹے!

یہال "ابن" سے پہلے حرف ندا محذوف ہے، کُشمِیهَنی کی روایت میں "یا ابن عبدالمطلب" ہے۔ (۳)

اس مخص نے آپ کو عبدالمطلب کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ ابھی آپ پیدا بھی نہیں مشہور موئے کہ آپ کے دادا عرب میں مشہور موئے کہ آپ کے دادا عرب میں مشہور سے اسی شہرت کی بناپر آپ نے غزوہ حنین کے موقعہ پر فرمایا تھا:

أنا أبن عبدالمطلب(م)

أنا النبي لا كذب

یعنی اصلی اور دین کمال کی حیثیت سے دیکھاجائے تومیں نبی ہوں اور اگر دنیوی مفاخر دیکھنا جاہو تو عبد المطلب جیسے مشہور سر وار کا بیٹا ہوں۔

اس سے معلوم ہو گیاکہ آدمی کوداداکی طرف نسبت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: قد أجبتك

آپ نے اس سے فرمایا کہ میں سن رہا ہوں۔

"قد أجبتك" كے ظاہر أمنى بنتے ہيں "ميں تھے جواب دے چكا"اس پراشكال ہو تاہے كه البحى آب نے جواب كہاں دياكہ "قد أجبتك" فرماديا؟

اس کاجواب بیہے کہ یہاں "اجبتك" "سمعتك" كے معنى ميں ب(۵) يعنى ميں سراموں۔

⁽۲) شاکل ترندی (ص۱۱)_

⁽٣) فتحالباري (جاص ١٥١)_

⁽٣) وكيحة الروض الأنف(٢٢٥ ص٢٨٩) ومعالم السنن للخطابي (١٣٢٧)_

⁽۵)شرح الكوماني (٢٦ص١)_

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ "انشاءِ اجابت" ہے(۱) یعنی گویا آپ نے اس کے خطاب کے جواب میں انھم "فرملاہے

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے بین که ابتداء جب اس نے "أیکم محمد" کہا تو حضور پاک صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که "کیا ہے" اور ساتھ بی ساتھ صحابہ نے بتلادیا کہ محمد (صلی الله علیه وسلم) یہ بین تواس نے دوبارہ کہا" یا ابن عبدالمطلب" اس پر آپ نے فرمایا که "میں تھے کو پہلے بی جواب دے چکا ہوں"۔

نوگویااس صورت میں یہ کلمہ تنبیہ نہیں ہے بلکہ اس سے اجابتِ حقیقی مراد ہے۔(2) بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا انداز کلام پیند نہیں آیا، اس لیے آپ نے"قداجہتك" فرمایا، مستقل جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی(۸)۔

لیکن یہ بظاہر صحیح نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے یہ چیز بعید ہے، واللہ اعلم۔

فقال الرجل للنبى صلى الله عليه وسلم: إنى سائلك فمشدد عليك الله عليه وسلم: إنى سائلك فمشدد عليك الله عليه وسلم الله عليه والله عليه والله ولا الله ولا ال

اس مخت سے مراد فتم دے کر پوچھناہ۔

فلا تجد على في نفسك

آپایے دل میں مجھ پر ناراض مت ہوئے گا۔

اس كامصدر "موجدة" ب كهاجاتا ب" وجد عليه موجدة: غَضِبَ

"وجد"باب "ضَرَب" ے استعال ہوتا ہے، مصادر کے اختلاف سے اس کے معنی مختلف ہو

⁽٢) حواله بالا

⁽۷) تقریر بخاری شریف (ج اص ۱۷۰)۔

⁽٨) ويكي معالم السنن (ح اص ٢٦٥) و شوح الكوماني (ح٢٥ ص ١٤)_

جاتے ہیں، چنانچہ کہاجاتاہ:

وجد ضالته به وِجْدًا نا : گَشْرُه چِزرگو إِلينا

وجَدَ مطلوبه وبجودة مطلوبه في الماصل كراينا الماسية

وجد في الحزن و جداً عُملين بونا_

وجد في المال و جُدًا (بضم الواو و فتحها وكسرها) وجدةً: الدار بونا_

وجد على فلان مَوْجِدَة أناراض مونا_(٩)

فقال: سَلَ عَمَا بِدَا لَكَ مُنْ اللَّهِ مِينَ مِنْ لَا مِنْ اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ الل

آپ نے فرمایاجوجی میں آئے ہو چھ۔

فقال: أسألك بربك ورب من قبلك، آللة أرسلك إلى الناس كلهم؟ فقال:

اللهم نعم

اس نے کہاکہ میں آپ سے آپ کے پروروگار آور آپ سے پہلے لوگوں کے پروروگار کی فلم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیااللہ تعالی نے آپ کو تمام لوگوں کی ظرف بھجاہے؟ آپ نے قرمایا ہاں۔

اس شخص نے قتم جودی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ جب میں یہ کہوں گاکہ میں تیرے رب کی اور ساری مخلوق کی جو تجھ سے پہلے گذر چکی ہے، ان سب کے رب کی قتم دے کر پوچھتا ہوں تو وہ شخص اگر غلط بیانی کرنے والا ہوگا تو ذات گرامی کی ہیت سے ڈر جائے گا، زبان لا کھڑا جائے گی اور یقینا کوئی نہ کوئی اس کے کلام میں لرزش پیدا ہوگی، اور اگر سچا ہو تو بے دھڑک کہہ دے گا۔ چو نکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے اس لئے آپ نے فرمایا" اللهم نعم"۔

آگے موسی بن اساعیل کی روایت، جس کی تخ تج امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے، میں ہے "التانا رسولك فاخبرنا أنك تزعم أن الله عزوجل أرسلك. قال: صدق، فقال: فمن خلق السماء ؟ قال: الله عزوجل، قال: فمن خلق الأرض والجبال؟ قال: الله عزوجل، قال:

⁽٩) ركي محتار الصحاح (ص٥٠٩ و١٥)_

فمن جعل فيها المنافع؟ قال: الله عزوجل، قال: فبالذي خلق السماء وخلق والأرض و نصب الجبال وجعل فيها المنافع آلله أرسلك؟ قال: نعم "ــ(١٠)

قال: أنشدك بالله، آلله أمرك أن تصلّى الصلوات الخمس في اليوم والليلة؟ قال: اللهم نعم

اس نے کہا: میں آپ کواللہ کی قتم دیتا ہوں کہ کیا آپ کواللہ تعالیٰ نے تھم دیا ہے کہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا ہاں!

قال : أنشدك بالله ! آلله أمرك أن نصوم هذا الشهر من السنة؟ قال : اللهم نعم

اس نے کہاکہ میں آپ کواللہ کی قتم دیتا ہوں کہ کیااللہ تعالیٰ نے آپ کو تھم دیا ہے کہ ہم سال میں اس مہینے کے کے روزے رکھیں؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں!

قال: أنشدك بالله، آلله أمرك أن تأخذ هذه الصدقة من أغنيائنا فتقسمها على فقرائنا؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: اللهم نعم.

اس نے کہاکہ میں آپ کواللہ تعالیٰ کی قتم دیتا ہوں کہ کیااللہ تعالیٰ نے آپ کو عکم دیاہے کہ آپ اس صدقہ کو ہمارے مالداروں سے لیس اور اسے ہمارے فقراء میں تقلیم کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔

ابن التين رحمة الله عليه في "أن تأخذ هذه الصدقة" سے يه استدلال كيا ہے كه آدمى اپن زكوة خود تقسيم نہيں كر سكتا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمة الله علیه فرماتے ہیں که "وفیه نظو" (۱۱) یه استدلال ظاہر ہے که کمزور ہے، مفہوم مخالف جحت نہیں۔

پھریہاں ایک چھوٹاساسوال ہے ہو تاہے کہ زکوۃ کے مصارف قر آن کریم میں آٹھ بیان کیے گئے ہیں، یہاں صرف" فقراء"کاذکرہے۔

⁽١٠) ويكي صحيح مسلم (ج اص ٣٠ و١١) كتاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام

⁽۱۱) فتح البارى (ج اس ۱۵۲)_

اس کا جواب سے ہے کہ یہاں '' فقراء' کا ذکر بطورِ عنصرِ غالب کیا گیاہے، یااس وجہ سے کہ اغنیاء کے مقابلہ میں فقراء کا ذکر ہوتا ہے۔ (۱۲)

یہاں اس بات پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ نقل زکوۃ من بلد الی بلد درست نہیں، کیونکہ یہاں ہے کہ اغنیاء سے لیا جائے اور ان کے فقراء میں تقسیم کیا جائے (۱۳) چنانچہ شافعیہ ، مالکیہ اور جمہور کے نزدیک اصح قول کے مطابق نقل من بلد الی بلد آخر جائز نہیں ہے ، اگر کوئی منتقل کر دے تو زکوۃ اوا ہوجائے گی یا نہیں، مالکیہ کے نزدیک اصح قول کے مطابق اوا ہوجائے گی اور شافعیہ کے نزدیک اوا نہیں ہوگی، البتہ اس شہر میں مستحقین ہی نہ ہوں تودوسرے بلد میں منتقل کرنے سے زکوۃ اوا ہوجائے گی۔

امام ایو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام لیٹ بن سعدر حمہم اللہ کے نزدیک نقل چائز ہے۔ (۱۳) والتفصیل إن شاء الله سیأتی فی مختاب الز کا آ۔

فقال الرجل: آمنت بما جئت به

اس مخف نے کہاکہ آپ جو پچھ لے کر آئے ہیں اس پر میں ایمان لا تاہوں۔

. حضرت صام رضي الله عنه كي

حاضرى حالت اسلام ميس موئى ياحالت كفرميس؟

حضرت صام رضی الله عنه جب حضور اکرم علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس وقت وہ مسلمان ہوئے اس وقت وہ مسلمان ہوئے عضو اللہ عنہ جب جیں؟اس میں اختلاف ہے۔

امام بخاری اور امام حاکم رحمة الله علیه کی رائے یہ ہے کہ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، آپ کے سامنے وہ اعلان کررہے ہیں اور خبر وے رہے ہیں، گویا" آمنت" اِخبار کے لیے ہے نہ کہ انشاءِ ایمان کے

⁽۱۲)عدة القارى (جهم ۲۳)_

⁽١٣) أعلام الحديث للخطابي (٢٥ ص ٢٧٤) كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة. وقال النووى في شرحه لصحيح مسلم (٢٥ ص ٣٤): "وهذا الاستدلال ليس بظاهر؛ لأن مسلم (ج1 ص ٣٤): "وهذا الاستدلال ليس بظاهر؛ لأن الضمير في "فقرائهم" محتمل لفقراء المسلمين ولفقراء أهل تلك البلدة والناحية، وهذا الاحتمال أظهر".

⁽۱۲) فتح البارى(٣٣ ص ٣٥٤) كتاب الزكاة، باب أخد الصدقة من الأغنياء ، وتردّ في الفقراء حيث كانوا. ثير ديكھتے مختصر اختلاف العلماء(جاص٨٨٣هـ٥٨٥), قم(٨٨١)والمجموع شرح المهذب(٢٢ص٢٢٠٠١١)_

لئے۔ اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدیث پر باب قائم فرمایا ہے" باب القواء ہ والعرض علی المصحدث" گویا کہ وہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور اب ان شر ائع اسلام کے استثبات کے لئے حاضر ہوئے ہیں جن کووہ پہلے ہی حضورا کرم علیہ کے قاصد سے حاصل کر چکے تھے۔(۱۵)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے طلب علو اسناد کے سنت ہونے پر استدلال کیا ہے کہ انہوں نے پہلے شر انع اسلام کا علم آپ کے قاصد سے حاصل کیااور ان پر دہ ایمان لائے اور پھر حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علو اسناد کی خاطر بہنچے۔(۱۲)

قاضی عیاض رحمة الله علیه نے اس رائے کور جے وی ہے۔ (۱۷)

اس کے مقابلہ میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب حاضر ہوئے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، آپ کی تعلیمات سے موثق طور پر آگاہی کے بعد اب انشاءِ ایمان کررہے ہیں۔(۱۸)

امام قرطبی رحمة الله علیه نے اس رائے کو ترجیح دی ہے (۱۹) کیونکہ اس روایت کے بعض طرق میں "زعم رسولك" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں (۲۰) اور اہلِ لغت نے تصریح کی ہے کہ "زعم" قول غیر موثوق بہ کو کہتے ہیں (۲۱) البذا گویا نہوں نے قاصداور مبلغ سے احکام اسلام سن کریقین نہیں کیا، بلکہ حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم سے تقمدیق کرانے کے بعد انہیں یقین آیا، چنانچ اب وہ ایمان لانے کا اعلان کر رہے ہیں۔

اس پر حافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے کہاہے که "زعم" صرف" قول غير موثوق به" کے لئے ہی

⁽۵) و يكفي فتح البارى (ج اص ۱۵۲) و عمدة القارى (ج عص ۲۲)_

⁽١٦) ويكف معرفة علوم الحديث (ص٥و٢)_

⁽١٤) فتح البارى (ج اص١٥١) وعدة القارى (ج٢ص٢٢) وشرح الأبي على صحيح مسلم (ج اص٨٨)_

⁽١٨)حواله جات بالا

⁽۱۹)حواله جات بالا

⁽٢٠)كمافي رواية صحيح مسلم (ج اص اس)كتاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام

⁽٢١) ديكي تاج العروس (ج٨ص ٣٢٣) وفتح البارى (جاص ١٥٢)_

نہیں" قولِ محق "کے لئے بھی استعال ہو تاہے، جیسا کہ ابو عمر زاھد نے" شرح فصیح ثعلب" میں تقریح کی ہے، یکی وجہ ہے کہ اہام سیبویہ جا بجا" زعم المحلیل" لکھتے ہیں جبکہ وہ اس کو مقام احتجاج واستدلال میں لکھتے ہیں (۲۲)۔

علامہ مینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "زعم" کے حقیق معنی" قول غیر موثوق بہ" کے ہیں جبکہ " قول محقق" کے معنی میں یہ مجازہے جس کے لیے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔(۲۳)

امام ابو داؤد رحمة الله عليه كے ترجمة الباب سے بھى يہى معلوم ہوتا ہے كہ ان كے نزديك وه "آمنت" كہد كرانشاء ايمان كررہ بيل سے مسلمان ہوكر نہيں آئ، چنانچد انہول في اس حديث ير"باب في الممشوك يد حل المسجد"كاعنوان قائم كيا ہے۔ (٢٣)

حافظ ابن جررحمة الله عليه فرماتے بيل كه امام ابود اؤدر حمة الله عليه كى طرف اس رائى كى نسبت ترجمة الله عليه كى طرف اس رائى كى نسبت ترجمة الباب كى بنياد پر مشكل ہے، كيونكه اس عنوان سے به اخذ نہيں كيا جاسكنا كه وہ مسلمان نہيں ہوئے سخے، بلكه ہو سكنا ہے كه امام ابود اؤد كا ترجمه اس بات پر مبنی ہوكہ صحابہ نے ایک مخض كو مسجد ميں جاتے ہوئے د يكھااور به استفسار نہيں كياكه تم مسلمان ہوياكا فر، معلوم ہواكہ مسجد ميں مسلم كى طرح مشرك بهى داخل ہوسكنا ہے (۲۵)۔

لیکن حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اختال صحیح نہیں، اس لئے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں اس حدیث کے بعد دو یہودی زانیوں والے قصے کی روایت بھی ذکر کی ہے (۲۷)، جیسے امام ابوداؤد نے میں اس حدیث کے بعد دو یہودی زانیوں والے قصے کی روایت بھی ذکر کی ہے (۲۷)، جیسے امام ابوداؤد نے مدیث ضام سے اپنے دعوی غیر مسلم سے معجد میں داخل ہونے پر استدلال کیا ہے بعینہ اس انداز سے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔واللہ اعلم۔

علامه كرمانى رحمة الله عليه امام بخارى كى رائے كوتر جي ويتے ہوئے فرماتے ہيں كه "آهنت...."

⁽۲۲) فخ البارى (جاص ۱۵۲)_

⁽۲۳)عدة القارى (جعص۲۲)_

⁽۲۲)سنس الي داؤد (جاص ۲۹)_

⁽۲۵) فخ البارى (جاص ۱۵۲)_

⁽٢٦) سنن الى داؤو (ج اص ٧٠) كتاب الصلاة، باب في المشرك يدخل المسجد

کے اِخبار کے لیے ہونے کی تائیداس بات سے ہوتی ہے کہ انہوں نے حضور اکر م علی ہے توحید کی دلیل نہیں پوچھی بلکہ یہ پوچھاکہ آپ کی رسالت سب کے لئے عام ہے یا نہیں اور یہ کہ شرائع اسلام کیا کیا ہیں ؟اگروہ پہلے سے مؤمن نہ ہوتے تو آپ سے کوئی معجزہ اور دلیل طلب کرتے (۲۷)۔

اسی "آمنت" ہے امام قرطبی اور ابن الصلاح رحم ہمااللہ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ مقلد کا ایمان معتبر ہے، کیونکہ انہوں نے کسی معجزے کا مطالبہ نہیں کیا (۲۸) واللہ اعلم۔

وأنا رسول من ورائى من قومى وأنا ضمام بن ثعلبة أخوبني سعد بن بكر من الله المرائق من قومى وأنا ضمام بن ثعلبه مول من ين تعلبه مول من ين توم كاجويهال نهيل آئى، فرستاده مول، من بن سعد بن بكر كاضام بن ثعلبه مول حديث باب ميل حج كاذكر نهيل ہے اس دوايت ميل حج كاذكر نهيں ہے۔

علامہ ابن النین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ حج فرض ہی نہیں ہوا تھااس لیے اس کاذکر نہیں کیا۔(۲۹)

لیکن ان کی بیہ بات درست نہیں، غالبًا اس سلسلہ میں ان کا استناد واقد ی اور محمد بن حبیب وغیرہ کے قول سے ہے جو کہتے ہیں کہ ضام بن نقلبہ رضی اللہ عنه کی آمد ۵ ھر میں ہوئی تھی اور اس وقت تک جج فرض نہیں ہوا تھا۔ (۳۰) ہم اس قول کے بطلان کو پیچھے تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

علامہ بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کا ذکر اس لئے نہیں ہوا کیونکہ حج ایک مشہور ومعروف چیز تھی، شریعت ابراہیمیہ کے مطابق لوگ اس پر عمل کرتے آرہے تھے۔(۳۱)

یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ میہ کیا ضروری ہے کہ ہروہ چیز جو شریعتِ ابراہیمیہ میں موجود ہو

⁽۲۷)شوح الکومانی(۲۲ص۱۸)۔

⁽۲۸) شرح الأبي (ج اص ۸۳) وعمدة القارى (ج٢ص٢٢)_

⁽٢٩) ريك فتح البارى (ج اص ١٥٢) وعمدة القارى (٢٦ص ٢٣)_

⁽۳۰)حواله جات بالا۔

⁽۳۱) فتح الباري (جاص۱۵۲)_

شريعت مصطفويه مين بھي بوري طرح مسلم مو-

صحیح جواب یہ ہے کہ یہاں رواۃ کی طرف سے اختصار ہواہے، بخاری شریف کی آئندہ آنے والی روایت میں، صحیح مسلم کی روایت میں (۳۲) نیز منداحد (۳۳) متدرک حاکم (۳۴) سنن دار می (۳۵) اور ابن اسحاق (۳۲) کی روایت میں مج کاذکر موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

فتنبيه

رَيرِ نَظْرَ حديث صحيح بخارى مِين ''الليث بن سعد عن سعيد بن ابى سعيد المقبرى، عن شريك بن عبدالله بن أبى نمر عن أنس بن مالك ''مروى ہے۔

یمی سند بعید اساعیلی اورابن منده نے بھی ذکر کی ہے (۳۷)

لیکن امام نبائی رحمة الله علیه نے به روایت فد کوره بالاسند سے ذکر کرنے کے ساتھ ایک اور سند بھی ذکر کی ہے جس میں 'طبیف بن سعد ''اور ''سعید مقبری'' کے در میان''محمد بن عجلان، عن سعید ……''(۳۸)۔

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه يا تو نسائى كى به روايت وَهُم ہے اور "المويد فى متصل الأسانيد"كى قبيل سے ہے۔ يايوں كہاجائے گاكدليث نے پہلے محمد بن عجلان سے حديث سكى، بعد ميں براوراست سعيد مقبرى سے اس كاساع حاصل ہو گيا۔ (٣٩)

⁽mr) صحيح مسلم (جاص • سوواس)_

⁽۳۳)منداحد (جاص ۲۲۳)_

⁽٣٣) المشتلزك (جسمن ٥٠٠) كتاب المغازى

⁽٣٥)سنن الدارمي (١٤٣٥ و ١٤٣٠) كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة ، رقم (١٩٢)-

⁽٣٦) السيرة النبوية لابن هشام بهامش الروض الأنف (٣٢٥ ٣٣٩)_

⁽٣٤) فتحالباري (جاص ١٥٠)_

⁽۳۸)سنن النساني الصغرى (ج اص ۲۹۷) كتاب الصيام، باب وجوب الصيام، رقم (۲۰۹۵) وسنن النساني الكبرى (۲۲۰ ص ۲۲ و ۲۳) كتاب الصيام، باب وجوب الصيام رقم (۲۲۰۰۳) _

⁽۳۹) فتح البارى (ج اص ۱۵۰)_

اس مقام پرایک دوسر ااختلاف بی بے کہ اکثر حضرات نے اس حدیث کو "مسانیدانس بن مالک"
میں ذکر کیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس کو "مسانید ابی هریرہ" سے نقل کیا ہے، چنانچہ بغوی اور
نائی (۳۰) کے ایک طریق میں "المحارث بن عمیر عن ابیه عن عبیداللہ بن عمر عن سعید
المقبری عن ابی هریرہ " اور ابن مندہ کے ایک طریق میں "الضحاك بن عثمان عن سعید
المقبری عن ابی هریرہ" نہ کور ہے۔(۲۱)

حافظ جمال الدین مزی رحمة الله علیه نے "مسانید انس" میں سے ہونے کو محفوظ قرار دے کر بخاری اور جمہور کی روایت کوتر جمح دی ہے۔ (۲۲)

ای طرح حافظ ابن حجر رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس میں ایک توبیا احمال موجود ہے کہ سعید مقبری نے حضرت انس اور حضرت ابوہر برہ وضی الله عنها دونوں حضرات سے حدیث سی ہو۔ دوسر سے اختلاف کو تشلیم کرنے کی صورت میں "لیٹ "کاطریق رائح ہوگااس کی وجہ اول توبیہ ہے کہ "لیٹ اثبت الناس فی سعید المقبری" ہیں دوسر ہے "سعید المقبری عن أبی هویوة" توایک مشہور ومعروف طریق ہے اس کی مخالفت ضابط و هنقن اور متعبت رادی ہی کی طرف سے ممکن ہے، یہاں لیٹ نے اس طریق ہوگا، یکی وجہ ہے کہ ابو حاتم رحمة الله علیہ جادہ معروف کی مخالفت کی ہے، لہذا ان کی روایت رائح ہوگا، یکی وجہ ہے کہ ابو حاتم رحمة الله علیہ المضحاك عن سعید عن ابی هویوة" کے طریق کو "وهم" قرار دیتے ہیں، ای طرح امام دار قطنی رحمۃ الله علیہ نے بھی "عبیدالله بن عمر، عبدالله بن عمر اور ضحاك بن عثمان عن سعید المفیری عن أبی هویوة" کے طرق کووہم قرار دیتے ہوئے لیٹ کورائح قرار دیا ہے۔ (۳۳)

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اختلافات سے بچنے کے لئے اس طریق کوہی چھوڑ دیااور "سلیمان بن المغیرة عن ثابت عن أنس "کے طریق سے روایت ذکر کی ہے (۲۳)۔

⁽۴۰) سنن النسائي الكبرى (٢٦ص ٦٣) كتاب الصيام، باب وجوب الصيام، رقم (٢٣٠٣)_

⁽۱۲) فخ البارى (جام ۱۵۰)_

⁽٣٢) تعفة الأشراف (ج٩ص ٨٠ و١٨١) رقم (١٢٩٩١)

⁽۳۳) فخالباری (جام ۱۵۰)۔

⁽٣٣) والدبالا

لیکن حافظ ابن حجر رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس طریق میں بھی ایک بات ہے کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ نے بھی ثابت سے نقل کیا ہے لیکن سلمان کی طرح موصولاً نقل کرنے کے بجائے مرسلاً نقل کیا ہے، چونکہ جماد بن سلمہ "اثبت الناس فی ثابت" ہیں اس لئے ان کی روایت کوامام دار قطنی رحمة الله علیہ نے راج قرار دیا ہے۔ (۵م)

لیکن یہاں یہ واضح رہے کہ سلیمان بن المغیر ہ بھی ثابت کے انھر اصحاب میں سے ہیں اگر چہ حماد بن سلمہ ان کے مقابلہ میں بھی اثبت ہیں۔(۴۲) نیز صغانی کی تصر سلیمان کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ (۴۷)جوان کے نزدیک رائج ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

رواه موسى، وعلى بن عبدالحميد عن سليمان، عن ثابت، عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم بهذا ـ

اس حدیث کو موسی اور علی بن عبدالحمید نے، سلیمان عن ثابت عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم، بالمعنی روایت کیاہے۔

ند کوره متابعات کی تخ تابج

مویٰ سے مراد موسی بن اساعیل تبوذکی ہیں جو امام بخاری رحمۃ الله علیہ کے شخ ہیں، ان کے حالات"بدوالوحی"کی چو تقی حدیث کے ذیل میں گذر کے ہیں۔(۸۸)

⁽۵م) حواله بالا

⁽٣٩) الم محيى بن معين رحمة الشعلية قرمائة بين "من خالف حماد بن سلمة في ثابت فالقول قول حماد ، قبل : فسليمان بن المغيرة عن ثابت؟ قال : سليمان ثبت، و حماد أعلم الناس بثابت" تهذيب الكمال (ج ٧ ص ٢٦٢) توجمة حماد بن سلمة.

وقال على بن المديني: "لم يكن في أصحاب ثابت أثبت من حماد بن سلمة، ثم بعده سليمان بن المغيرة،.....".
تهذيب الكمال (ج٢ ١ ص ٧٧) ترجمة سليمان بن المغيرة

⁽٤٦) فتح البارى (ج اص ١٥٣) ١

⁽٨٨) ديكية كشف البارى (جاص ٣٣٣)_

ان کی بیروایت امام مسلم رحمة الله علیه نے اپنی صحیح میں (۴۹) ابوعوانه رحمة الله علیه نے اپنی صحیح میں (۵۰) اور ابن منده رحمة الله علیه نے اپنی "کتاب الإیمان" میں (۵۰) اور ابن منده رحمة الله علیه نے اپنی "کتاب الإیمان" میں (۵۰)

علی بن عبدالحمید کی روایت مؤلف ہی کے واسطے سے امام ترفدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں (۵۲) ،امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں (۵۳) اور ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں (۵۳) تخ تج کی ہے۔

على بن عبدالحميد

یہ علی بن عبدالحمید بن مصعب ازدی مُغنی شیبانی کوفی ہیں، کنیت ابوالحن ہے، بعض نے ابوالحسین کنیت بتائی ہے (۵۵)۔

یہ حفص بن صبیح، حماد بن سلمہ، زهیر بن معاویہ، سلیمان بن المغیر ہ، شریک بن عبداللہ اور عبدالعزیز بن الماجشُون رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی مقام میں تعلیقاً یہ روایت کی ہے،ان کے علاوہ ان سے احمد بن ابی خیشمہ، بشر بن موسیٰ، عباس دُوری اور محمد بن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ بہت سے حضرات روایت کرتے ہیں (۵۲)۔

ابوحاتم، ابوزر عه اور عجلی رحمهم الله تعالی نے ان کی توثیق کی ہے (۵۷)۔

⁽٢٩) صحيح مسلم (حاص ٣٠) كتاب الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام

⁽٥٠) تغليق التعليق (٢٦ص ٢٩) وفتح البارى (جاص١٥٣) وعمدة القارى (٢٢ص ٢٣)_

⁽۵۱)حواله جات بالا

⁽۵۲) ديكي سنن ترمذي، كتاب الزكاة، باب ماجاء إذا أديت الزكاة فقد قضيت ماعليك، رقم (۲۱۹) _

⁽٥٣) سنن الدارمي (ج اص ١٤١) فاتحة كتاب الطهارة، باب فرض الوضو والصلاة، رقم (١٥٠) ـ

⁽۵۴) تغليق التعليق (٢٦ص٠٤)_

⁽۵۵)تهذيب الكمال (ج١٢ص٢٨)_

⁽۵۲) شيوخ و تلانده كي تفصيل كے لئے ديكھئے تہذيب الكمال (جا٢ص٢٨و٢٨)

⁽٥٤) تهذيب التهذيب (ج٧ص١٠٠)

ابن واره رحمة الله عليه كمت بين "كان من الفاضلين" _(١)

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "كان فاضلاً حيراً" _(٢)

ابن حبان رحمة الله عليه فان كوكتاب الثقات مين ذكر كياب-(٣)

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة" (م)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه لكصة بين " ثقة "(٥).

۲۲۲ه میں ان کا انتقال ہوا(۲) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة۔

مذكوره متابعات كو تعليقًا تخر تج كرنے كى وجه

ال حديث كومتابعة وتعليقالانے كى وجه كياہے؟

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ذکر کا فائدہ استشہاد ہے اور پچھلی روایت کی تقویت مقصود ہے۔ (ے) جبیباکہ متابعات ہے اصل مقصود یہی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں که دراصل یہاں سلیمان بن المغیر ہ کوامام بخاری رحمة الله علیہ نے قابلِ احتجاج نہیں سمجھا،اس لئے بصورتِ تعلیق لے کر آئے ہیں۔(٨)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی پر زور تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ابواب الستوة" میں ان کی حدیث کی تخریح کی ہے (۹) پھر امام احمد بن صنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں "ثبت ثبت ثبت ثقة ثبت "امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثبت ثبت ثبت ثام شعبہ رحمۃ

⁽۱) تبذيب الكمال (ج١١ص ٢٨)_

⁽۲) طبقات ابن سعد (ج۲ ص ۴۰۸)_

⁽٣) التقات لا بن حيان (ج٨ص ٢٩٥) ..

⁽١) الكاشف (٢٦ص ٢٦) رقم (١٩٩١)_

⁽۵) تقريب التبذيب (ص٥٠٣)رقم (٢٧٢٨)_

⁽۲)الكاشف (ج٢ص٣٣)ر قم (١٩٩١)_

⁽²⁾ شرح الكرماني (ج٢ص ١٩)_

⁽٨) فتح البارى (جاص ١٥٣)_

⁽٩)صحيح بخارى (١٥٥هـ ٢٣) كتاب الصلاة، أبواب سترة المصلى، باب يرد المصلى من سربين يديه، رقم (٥٠٩)

الله عليه ان كو "سيد أهل البصرة" قرار دية بين، امام ابوداؤد طيالى رحمة الله عليه فرما - تع بين "كان من حيار الناس" ارباب اصول سقة في ان كي احاديث لي بين، للناس المناسس وسكتا م كه امام بخارى رحمة الله عليه في ان كو قابل احتجاج نهيل كردانا!! (١٠)

لیکن یہاں ہے بات ملحوظ رہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے کہ سلیمان بن المغیرہ و قابل احتجاج نہیں گردانا، یہ ان کے متکلم فیہ یا مجروح ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک دوسری وجہ سے ، وہ یہ کہ یہی روایت ٹابت سے حماد بن سلمہ نے بھی روایت کی ہے، لیکن دہ اس کو سلیمان کی طرح موصولاً روایت نہیں کرتے بلکہ مرسلاً روایت کرتے بیں، چونکہ سلیمان کے مقابلہ میں حماد کو ٹابت کی روایت میں اُثبت سمجھا جاتا ہے اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان کی روایت کو اصلاً اور احتجاجاً فرکر نہیں کیا، بلکہ تعلیق کی صورت میں ذکر کیا ہے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ بھی امی بنیاد پر حماد کی روایت کو سلیمان کی روایت پر ترجے دیے ہیں۔ (۱۱)

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب مد ظلہم فرماتے ہیں کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کااعتراض صیح نہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ابواب السترة" میں سلیمان کی روایت کواحتجا جا اور اصلاً تخریج نہیں کیا بلکہ یونس بن عبید کی روایت کے ساتھ مقروناً ذکر کیا ہے۔

لیکن حقیقت بیہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان کی روایات کو بعض مقامات میں احتجاجاً واستد لالاً بھی ذکر کیا ہے (۱۲)اور اکثر مقامات میں متابعہ ذکر کیا ہے (۱۳)، جہاں متابعہ ذکر کیا ہے اس کی وجہ بیہ نہیں ہے کہ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شر الط کے مطابق نہیں ہیں، یا بیہ کہ ان پر کسی کا کوئی قادح کلام

⁽١٠)عمرة القارى (جهم ٢٣٥ ٢٣) _

⁽١١) ديكھ فتح الباري (ج اص ٥٠ او ١٥٣)_

⁽۱۲) چنانچ صحیح بخاری (جاص ۷۳) باب یر دالمصلی من مربین یدیه، (رقم ۵۰۹) کی ایواب الستره والی مدیث کی تشریح کے ذیل شن حافظ ابن مجرر حمة الله علیه فرماتے بین "وقد قرن البخاري روایته (أي روایة یونس بن عبید) بروایة سلیمان بن المغیرة، وتبین من إیراده أن القصة المدکورة في روایة سلیمان، لافي روایة یونس، ولفظ المتن الذي ساقه هنا هو لفظ سلیمان أیضاً لا لفظ یونس "اس معلوم بواکه سلیمان کی روایت امام بخاری رحمة الله علیه کنزد یک قابل استدلال واحتجان می مجیماکه يهال امام بخاری فرديک تابل استدلال واحتجان می مجیماکه يهال امام بخاری فرد کار کار الفاظ پراعتاد کیا ہے۔ والله اعلم

⁽١٣)وكيك صحيح بخارى(١٤ ص ١٤/٣) كتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم؛ "إنابك لمحزونون"

ہے، اگر ایساہ و تا تو حافظ رحمۃ اللہ علیہ حدی الساری میں جہاں انہوں نے متعلم فیہ راوبوں کاذکر کیاہے وہاں ان کو بھی ذکر کرتے، جبکہ وہاں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے(۱۴) بلکہ امام بخاری نے مختلف اغراض کے لئے ان کی روایات کو متابعہ ذکر کیاہے۔

چنانچہ یہاں ان کی روایت کو متابعۃ و تعلیقاذ کر کرنے کی وجہ حماد بن سلمہ کی روایت مرسلہ کے مقابلہ میں سلیمان کی روایت کی مرجوحیت ہے، کماسبق ذکرہ،البتہ یہاں اشکال سے ہو تاہے کہ حافظ رحمۃ الله علیہ تو فرمارہے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے سلیمان کی روایت کو قابلِ احتجاج نہیں سمجھا، حالا نکہ آگے بیر وایت آر ہی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کے نسخوں میں اختلاف ہے، عام نسخوں میں اس روایت کا کوئی تذکرہ نہیں البتہ حسن بن محر صغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیر وایت اس نسخ میں موجود ہے جو فربری کے سامنے پڑھا گیا، جس میں فربری کا خط موجود ہے۔(۱۵)

چونکہ عام نسخوں میں یہ روایت موجود نہیں ہے اس لئے اسی بنیاد پر حافظ نے یہ کلام کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حدثنا موسى بن إسمعيل، قال : حدثنا سليمان بن المغيرة، قال : ثنا ثابت عن أنس (١٦) قال : نُهينا في القرآن أن نسأل النبى صلى الله عليه وسلم وكان يعجبنا أن يجي ء الرجلُ من أهل البادية العاقلُ، فيسأله ونحن نسمع، فجاء رجل من أهل البادية، فقال : أتانا رسولك فأخبرنا أنك تزعم أن الله عزوجل أرسلك. قال : صدق. قال : فمن خلق السماء؟ قال : الله عزوجل. قال : فمن خلق الأرض والجبال؟ قال: الله عزوجل. قال: فمن جعل فيها

رقم (۱۳۰۳) و (۱۳۰۵) كتاب فرض الخمس، باب ماذكر من درع النبي صلى الله عليه وسلم وعصاه ١٠٠٠٠ قم (١٠٠٨) و (٢٠٠٥) كتاب التمني، باب مايجوز من اللوءرقم (٢٢٠١) _

⁽١٣) عقد الحافظ رحمه الله في "هدى السارى" فصلا مستقلاً، ساق فيه أسماء من طعن فيهم من رجال صحيح البخارى، وأجاب عن الاعتراضات، وميز من أخرج له منهم في الأصول أوفي المتابعات والاستشهادات، ثم عقب لذلك فصلاً في سياق من علق البخاري شيئا من أحاديثهم ممن تكلم فيه، وإيراد أسمائهم مع الإشارة إلى أحوالهم. انظر هدى السارى مقدمة فتح البارى (٣٨٥-٣٥٩).

⁽١٥) ويكف فتح الباري (جاص ١٥٣).

⁽١٢)قد سبق تخريجه في هذا الباب_

المنافع؟ قال: الله عزوجل. قال: فبالذي خلق السماء، وخلق الأرض، و صب الجبال، وجعل فيها المنافع، آلله أرسلك؟ قال: نعم، قال: زعم رسولك أن علينا خمس صلوات، وزكاة في أموالنا.قال: صدق. قال: بالذي أرسلك، آلله أمرك بهذا؟ قال: نعم. قال: وزعم رسولك أن علينا صوم شهر في سنتنا. قال: صدق. قال: فبالذي أرسلك آلله أمرك بهذا؟ قال: نعم. قال: وزعم رسولك أن علينا حج البيت من استطاع إليه سبيلا. قال: صدق. قال فبالذي أرسلك، آلله أمرك بهذا؟ قال: نعم. قال: فوالذي بعنك بالحق، لاأزيدعليهن شيئاً ولا أنقص. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن صدق ليدخلن الجنة.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو تو قرآن میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، اور ہم یہ پند کرتے تھے کہ کوئی عقلند شخص دیباتیوں میں سے آئے، وہ سوال کرے اور ہم سنیں۔ سودیہات والوں میں سے ایک شخص آیااور کہنے لگا آپ کا ایکی ہمارے پاس پہنچا،اس نے یہ بیان کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کورسول بناکر بھیجاہے۔ آپ نے فرمایا بچ کہا، پھر كہنے لگا، اچھا آسان كس نے بنايا؟ آپ نے فرمايا الله نے، كہنے لگا، زمين كس نے بنائى اور يبار كس نے بنائے؟ آپ نے فرمایا اللہ نے، کہنے لگا بھلاان میں فائدے کی چیزیں کس نے بنائیں؟ آپ نے فرمایا اللہ نے،اس نے کہا پھر قتم اس ذات کی جس نے آسان کواور زمین کو بنایا، پہاڑوں کو نصب کیا،ان میں فائدے كى چيزيں بنائيں كيااللہ تعالى نے آپ كو بھيجاہے؟ آپ نے فرمايا ہاں۔ پھراس نے كہا آپ كے ايلجى نے کہاکہ ہم پرپانچ نمازیں ہیں اور اپنے مالوں پر ز کو ہے، آپ نے فر مایاس نے بچ کہا، تب وہ کہنے لگا تو قتم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا، کیااللہ تعالی نے آپ کوان باتوں کا حکم دیاہے؟ آپ نے فرمایاہاں۔ پھر اس نے کہاکہ آپ کا پلجی کہتا ہے کہ ہم پر سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے ہیں؟ آپ نے فرمایا پچ کہتا ہے، تبوہ کہنے لگافتم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا، کیااللہ تعالی نے آپ کو یہ تھم دیاہے؟ آپ نے فرمایاہاں، پھر کہنے نگااور آپ کے ایکی نے یہ بھی کہاکہ ہم پر جے ہے بعنی اس پر جو کوئی وہاں تک چینجنے کارستہ پاسكے، آپ نے فرمایا، سے كہا، تبوه كہنے لگاكہ فتم اس ذات كى جس نے آپ كو بھيجاہے، كياالله تعالى نے آپ کویہ تھم دیاہے؟ آپ نے فرمایاہاں۔ تباس نے کہاکہ قتم ہے اس خداکی جس نے آپ کو حق کے

ساتھ بھیجامیں نہ ان کاموں میں کچھ بڑھاؤں گانہ ان میں کی کروں گا۔ حضور اکر م علیہ نے فرمایا آگریہ پج بولتا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا۔

تراجم رجال

(۱) موسی بن استعیل

یہ ابو سلمہ موسی بن اساعیل تبوذ کی رحمۃ اللہ علیہ بیں،ان کے حالات "بدء الوحی" کی چوتھی حدیث کے ذیل میں گذر چکے ہیں(۱۷)۔

(٢)سليمان بن المغيره

يه ابوسعيد سليمان بن المغيرة القيسى البصري رحمة الله عليه بين (١٨) ـ

یہ ثابت بنانی، حسن بھری، حمید بن ہلال عدوی، سعید بن ایاس مجریری، محمد بن سیرین، ابو موسیٰ ہلالی اور اپنے والد مغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں سفیان ثوری، ابواسامہ، بہنر بن اسد، ابوداؤد، ابوعامر عقدی، عبدالسلام بن مطهر، عمرو بن عاصم، علی بن عبدالحمید المعنی، موسی بن اساعیل تبوذ کی اور سحی بن آدم رحمهم الله تعالی وغیرہ حضرات ہیں۔(۱۹)

الوب رحمة الله عليه فرمات بي "ليس أحد أحفظ لحديث حُميد بن هلال من سليمان بن المغيرة"(٢٠)_

الم شعبه رحمة الله عليه قرمات بي "سليمان بن المغيرة سيد أهل البصرة"(٢١)-

⁽١٤) ديكھ كشف البارى (جاص ٢٣٣)

⁽١٨) ديكي تهذيب الكمال (ج١٢ص ٢٩)_

⁽١٩) شيورة والذه كي تفعيل ك لي ويكي تهذيب الكمال (ج١٢ص ٥٠) وسير أعلام المبلاء (ج٢ص ١١٥ و١٨)

⁽۲۰) تهذیب الکمال (ج۱۲ص ۱۷)۔

⁽۲۱)حواله بالا

امام ابوداؤد طيالسي رحمة الله عليه فرمات بي "كان خياراً من الوجال" (٢٢)-

معلى بن منصور رحمة الله عليه فرمات بي "سألت ابن علية عن حفاظ أهل البصرة، فذكر سليمان بن المغيرة" (٢٣) ـ

عبدالله بن داود خريمي رحمة الله عليه فرمات بي "مارأيت بالبصوة أفضل من سليمان بن المغيرة و مرحوم بن عبدالعزيز "-(٢٣)

امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فرمات بين "ثبت ثبت "(٢٥)-

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے بي "فقة ثقة" (٢٦)_

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "لم يكن في أصحاب ثابت أثبت من حماد بن سلمة، ثم بعده سليمان بن المغيرة، ثم بعده حماد بن زيد ''(٢٧)۔

امام ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "كان ثقة ثبتاً" _(٢٨)_

امام نسائی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "فقة" (٢٩) ـ

سليمان بن حرب رحمة الله عليه فرمات بي "حدثنا سليمان بن المغيرة الثقة المأمون" ـ (٣٠)

عبدالله بن مسلمه رحمة الله عليه كيتم بين "مادأيت بصوياً أفضل منه" (٣١)-

⁽۲۲) والديالا

⁽۲۳)حواله بالا

⁽۲۴) تبذيب الكمال (ج١٢ص ٢٢)_

⁽٢٥) حوالديالا

⁽٢٦) حواله بالا

⁽۲۷)حواله بالا

⁽٢٨)الطبقات (ج يم ٢٨٠)_

⁽۲۹) تهذیب الکمال (ج۱۲ ص۷۷) ـ

⁽۳۰) تهذيب التهذيب (جماص ۲۲۱)

⁽۳۱)حوالندبالا

عثان بن ابي شيبه رحمة الله عليه فرمات بين "هو ثقة" (٣٢) ـ

ابن خلفون نے ابن نمیر اور عجلی رحمهمااللہ سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔ (۳۳)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب التقات مين ذكر كيام ـ (٣٣)

امام بزار رحمة الله عليه فرمات عين "كان من ثقات أهل البصرة" (٣٥)

سليمان بن المغير ورحمة الله عليه كي وفات سنه ١٦٥ه مين جو ئي - (٣٦) رحمه الله تعالى رحمة واسعة -

(۳) ثابت

بيه مشهور تابعي بزرگ ابو محمد ثابت بن اسلم بناني بصري رحمة الله عليه بين (٣٧)-

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر،حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت الدید بن الزبیر، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت عمر بن ابی سلمہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم الجمعین کے علاوہ شعیب بن محمر، عمرو بن شعیب، ابو العالیہ ریاحی، ابو رافع الصائغ اور ابو عثمان نہدی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں عطاء بن ابی رباح (و هو أكبر عند) قاده، يونس بن عبيد، حميد الطّويل، سليمان تيمي، عبدالله بن المثنی، سليمان الأعمش، حماد بن زيد، حماد بن سلمه، مبارك بن فضاله، معمر بن راشداور ابوعوانه وضاح بن عبدالله يشكري رحمهم الله وغيره حضرات بين - (۳۸)

امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فرمات بين "ثابت يتثبت في الحديث، وكان يقص، وقتادة كان يقص، وكان أذكر، وكان محدثا من الثقات المأمونين، صحيح الحديث" (٣٩) ـ

⁽٣٢) حوالدبالا

⁽۳۳) حواله بالا

⁽۱۳۲)اثقات لابن حبان (۲۲ ص ۳۹۰)_

⁽۳۵) تهذيب التهذيب (جم ص ۲۲۱)

⁽٣٦)سير أعلام النيلاء (ج2ص١٩١)

⁽٣٤) تهذيب الكمال (جم ص ٣٨٢)

⁽۳۸) شیوخ و تلافذه کی تفصیل کے لئے دیکھتے تہذیب الکمال (جسم ۱۳۳۳–۳۴۷) وسیر أعلام النبلاء (ج۵ص ۲۲۰ و۲۲۱)۔

⁽٣٩) تهذيب الكمال (جم ص ٣٨٦) وسير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٢١ و٢٢٢)_

امام عجلى رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة رجل صالح" (٣٠)-

امام نسائی رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" ـ (١١)

امام ابو عائم رحمة الله عليه فرماتے بين "أثبت أصحاب أنس: الزهوى، ثم ثابت، ثم قتادة"(٣٢).

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیاہے۔ (۳۳)

ابن سعدر حمة إلله عليه فرمات بين "كان ثابت ثقة في الحديث مأمونا" (٣٣)-

ان كم توفيتات كياوجودا بن عدى رحمة الله عليه في الكامل "على كيام، اگرچه الن كى توفيق بهى كى هم، چنائچه فرمات بيل: "ثابت البناني من تابعى أهل البصرة وزهادهم ومحدثيهم، وقد كتب عن الأئمة والثقات من الناس، وأروى الناس عنه حماد بن سلمة، وماهو إلا ثقة صدوق، وأحاديثه أحاديث صالحة مستقيمة إذا روى عنه ثقة، وله حديث كثير، وهو من ثقات المسلمين، وماوقع في حديثه من النكرة فليس ذاك منه، إنما هو من الراوي عنه، لأ نه قد روى عنه جماعة ضعفاء ومجهولين. (كذا في الأصل، والصواب: مجهولون) وإنما هوفي نفسه إذا روى عمن هو فوقه من مشايخه، فهو مستقيم الحديث، مجهولون) وإنما هوفي نفسه إذا روى عمن هو فوقه من مشايخه، فهو مستقيم الحديث،

حافظ فرہی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ پراپنی ناراضگی کا ظہار کیا ہے اس بات پر کہ انہوں نے ثابت البنانی کا ذکر "الکامل" میں کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں" ثابت بن أسلم البنانی، ثقة

⁽٣٠) تهذيب الكمال (ج٣٥ ٣٨٥) وسير أعلام النبلاء (ج٥٥ ٢٢٢)_

⁽۱۲۱)حواله جات بالا۔

⁽۴۲)حواله جات بالا_

⁽۳۳)التقات لا بن حبان (جهم ص ۸۹)_

⁽١٣١) الطبقات لابن سعد (ج ٢٥ س٢٣٣)

⁽۵۹) الكامل لا بن عدى (ج ٢ص١٠١)_

بلامدافعة ، كبير القدر ، تناكر ابن عدى بذكره في الكامل" (٣٦)-

نيزوه فرمات بين "ماأذكر الآن ما تعلق به ابن عدى في إيراده هذا السيد في كامله، بلى ذكر قول يحيى القطان: عجب من أيوب يدع ثابتاً لايكتب عنه "(٣٤)-

آخر میں وہ فرماتے ہیں ''وثابت ثابت کاسمہ، ولو لا ذکر ابن عدی لہ ماذکر تہ''۔(۴۸)

البتہ امام بھی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ ثابت اور حمید میں سے کون
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں ''اثبت'' ہے ؟ تو فرمایا کہ ثابت مختلط ہوگئے ہے اور حمید کو
انہوں نے ''اثبت' قرار دیا۔(۴۹) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام بھی القطان کے نزد یک ثابت بنائی
رحمۃ اللہ علیہ قابلِ احتجاج نہیں رہے۔ وہ نہ صرف قابلِ احتجاج نہیں بلکہ ان کو ایوب پر تعجب ہے کہ وہ
ثابت بنائی سے حدیث نہیں لکھتے۔(۵۰)

پھر ابو بکر البرد بھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شعبہ ،حمادین، سلیمان بن المغیر ہجو ثقات ہیں، اگر یہ حضرات ثابت عن انس سے روایت کریں توروایت صحیح ہوگی مالم یکن المحدیث مضطر باً۔(۵۱) معلوم ہواکہ ان حضرات نے اختلاط سے قبل ثابت سے روایتیں لی ہیں (اگر اختلاف کو تسلیم کرلیں) واللہ اعلم۔

ٹابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عابد گذرے ہیں، صوم وہر پر عامل تھے، اور دن رات میں ایک قرآن کر یم ختم کر لیا کرتے تھے۔ (۵۲)

حضرت انس رضى الله عنه فرماتے ہیں ''إن للخير أهلاً ، وإن ثابتاً هذا من مفاتيح الخير ـ''(۵۳)

⁽۴۷)ميز ان الاعتدال (جام ۳۲۳)_

⁽۷۷) ميز ان الاعتدال (ج اص٣٩٢)_

⁽۴۸) ميز ان الاعتدال (ج اص ۲۳س) ـ

⁽۴۹) تهذيب التهذيب (ج٢ص)

⁽۵۰)الكامل (ج٢ص٠٠١)وميز ان الاعتدال (ج اص٦٢٣)_

⁽۵۱) تهذیب التبذیب (ج ۲ص ۱۳ وم)

⁽۵۲)سير أعلام النبلاء (ح۵ م٢٢٣) والكاشف (جاص ٢٨١) رقم (١٨١) _

⁽۵۳) تبذيب الكمال (جم ص ۵۳)_

ثابت بنانی رحمة الله علیه کی و فات ۲۷اھ میں ہو ئی۔(۵۴) رحمه الله بغالی رحمة واسعة۔ (۴) حضرت انس رضی الله عنه

حضرت انس بن مالک رضی الله عنه کے حالات "کتاب الإیمان" "باب من الإیمان أن يحب لأحيه مايحب لنفسه" کے تحت گذر کي شھر (۵۵)

تنبيه

ہم ابھی کچھ پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ حدیث بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بغدادی نسخہ میں جس کی تقیج علامہ ابو محمد بن الصغانی لغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالوقت کے شاگر دول سے من کراور کئی نسخوں کے ساتھ مقابلہ کر کے کی تھی، موجو دہے، علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں حاشیہ میں لکھا ہے "ھذا الحدیث ساقط من النسخ کلھا إلا فی النسخة التی قرئت علی الفر بُری صاحب البخاری، وعلیها خطه"۔

حافظ رحمة الله عليه فرماتے ہیں "میں جتنے نسخوں سے واقف ہوں ان میں سے کسی نسخہ میں بھی نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ والله تعالیٰ أعلم بالصواب "۔(۵۲)

حدیث شریف کی تشریح پہلی حدیث کے ضمن میں ہو چکی ہے، اور ترجمۃ الباب سے اس کی مطابقت بھی بالکل واضح ہے۔

٧ - باب : مَا يُذْكُرُ فِي ٱلْمُنَاوَلَةِ . وَكِتَابِ أَهْلِ ٱلْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى ٱلبَّلْدَانِ .
 وَقَالَ أَنَسٌ : نَسَخَ عُثَانُ ٱلمصَاحِفَ فَبَعَثَ جَهَا إِلَى ٱلآفَاقِ . [ر : ٤٧٠٢]

وَرَأَى عَبْدُ اللّهِ بْنُ غَمَرَ وَيَحْنَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكُ ذَلِكَ جَائِزًا . وَآحْتَجَ بَعْضُ أَهْلِ ٱلْحِجَازِ فِي ٱلْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ ٱلنّبِيِّ عَلِيلِتْهِ . حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ ٱلسّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ : (لَا تَقْرَأُهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا) . فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ ٱلْمُكَانَ قَرَأَهُ عَلَى ٱلنّاسِ . وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ ٱلنّبِيِّ عَلِيلَةٍ .

⁽۵۴) الكاشف (جاص ۲۸۱) رقم (۱۸۲)

⁽۵۵) کشف الباری (ج۲ص ۲)_

⁽۵۷) فتح البارى (ج اص ۱۵۳)

ما قبل سے مناسبت اور مقصد ترجمة الباب

امام بخاری رحمة الله علیه نے اساتذہ سے روایت لینے کے ماقبل میں دوطریقے بیان کیے تھے،
ایک قراء ق الشیخ علی التلمیذ، جس کو"باب قول المحدث حدثنا"کے ذیل میں اشارة ق کر کیا ہے، دوسر اقراء ق التلمیذ علی الشیخ جس کو گذشته باب میں صریحاً ذکر کیا ہے۔
اس کے بعد دواور طریقے ذکر کر رہے ہیں ایک مناولہ اور دوسر امکا تبہ۔

مناوله كي ابحاث كاخلاصه

"مناولہ" یہ ہے کہ استاذا پنی تصنیف یاا پنی مر ویات کسی کو دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ میری روایات ہیں۔

پراس کے بعداس کی دوقتمیں ہیں مقرونه بالإ جازة، مجرده عن الإجازة۔

اگر مقرونہ بالا جازۃ ہے تو بالا تفاق اس سے روایت کرنا جائز ہے، البتہ اس میں تھوڑا۔ ما اختلاف ہے کہ مناولہ مقرونہ بالا جازۃ کادرجہ سماع من الشیخ کے برابرہے یا کم؟

دوسری فتم مجردہ عن الاجازہ کے بارے میں ایک جماعت سے یہ منقول ہے کہ اس صورت میں روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ میں روایت کرنا جائز ہے، جبکہ بعض حضرات اس صورت میں روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ پھر ایک ہے"مناولہ"جس کی تشریخ اور بیان کی گئی اور ایک ہے"عوض المناولة"کہ تلمیذ

پھرایک ہے مناو کہ میں گر کاور ہیان ی می اور ایک ہے عوض المناو کہ کہ مید شخ کی مرویات کے کر آئے، شخ کو د کھائے، شخ غورو فکر کر کے ان کی توثیق کرے کہ ہاں یہ میری مرویات ہیں ان کو تم روایت کر سکتے ہو۔

اسی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ مناولہ کے طریق سے حاصل کر دواحادیث کی ادائیگی کے لئے مطلقاً بغیر کسی تقیید ہوگی۔ یہ تمام مباحث "باب قول المحدث حدثنا "کے تحت تفصیل سے بیان ہو کی جیں۔فراجعہ إن شئت۔

مكاتبت كي ابحاث كاخلاصه

مكاتبه كى صورت بير ہے كہ شخ اپنى روايات مااپنى تصنيف تلميذ كولكھ كر بھيجنا ہے۔ (۱) پھراس كى دوقتميں ہيں: مقرونہ بالإجازة اور مجردہ عن الإجازة۔ (۲)

مقرونه بالإجازة توبالاتفاق معتبر ہے، اور وہ حکم میں مناولہ مقرونہ بالا جازہ کی طرح ہے(۳)، البتہ مجردہ عن الإجازہ میں اختلاف ہے، چنانچہ ایوب سختیانی، منصور بن المعتمر، لیث بن سعد، ابو حامد اسفر اکینی، محاملی، صاحب محصول اور ابوالمظفر سمعانی رحمہم اللہ وغیرہ اس کے معتبر ہونے کے قائل ہیں۔

جبکہ سیف آمدی کہتے ہیں کہ بغیراجازت کے کتابت محضہ کے ذریعہ روایت معتبر نہیں،صاحب الحاوی الکبیر علامہ ابوالحن الماور دی کی بھی یہی رائے ہے،اور ابوالحن بن القطان کے نزدیک کتابت مجر دہ منقطع کے حکم میں ہے (*)۔

لیکن حافظ ابن الصلاح اور ان کے متبعین نے مجوزین کی رائے کوراج قرار دیاہے۔ (۵)

پھر مکا تبت کے ذریعہ حاصل شدہ مرویات کواداکرنے کے لئے دونوں طرح کی گنجائش ہے خواہ مطلقاً "حدثنا" اور "اُخبرنا" کے یا "کتابت" کی قید لگادے، حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے مقیداً کہنے کورائح قرار دیاہے(۱)۔

مناوليه مقرونه بالإجازه

اور مکاتبه دونون مساوی بین یامتفاوت؟

علیائے اصولِ حدیث میں اس میں اختلاف ہے کہ مناولہ مقرونہ بالا جازہ اور مکاتبہ مقرونہ بالا جازہ دونوں ہم در جہاور مساوی ہیں یاکسی ایک کودوسرے پر ترجیح حاصل ہے؟

⁽۱) مقدمه ابن الصلاح (ص ۱۷۳)_

⁽٢)حواله بالا

⁽٣)مقدمه ابن الصلاح (ص ١٤١٧)_

⁽٣)فتح المغيث للعراقي(٣٢٣)وفتح المغيث للسخاوي(٣٦٠هـ٨)_

⁽۵)مقدمة ابن الصلاح (ص١٤٣) وفتح المغيث للعراقي (ص٢٢٣)_

⁽٢)حوالنه بالأب

خطیب بغدادی رحمة الله علیه فرماتے ہیں که مناوله کوترجیج حاصل ہے اس لیے که شیخ تلمیذ کو بالمشافهه اجازت دیتا ہے۔(2)

جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ دونوں مساوی ہیں، اس لیے کہ دونوں کوایک باب میں ذکر فرمایا ہے (^)۔

لیکن واضح رہے کہ مناولہ کو اگر مشافہہ کی خصوصیت حاصل ہوتی ہے تو مکاتبہ کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ شخ مکتوب الیہ کو بالقصد اپنی روایات دیتا ہے (۹) یہی خصوصیت اگرچہ مناولہ میں بھی ہے لیکن چو نکہ مناولہ میں کسی بھی کتاب کادیناداخل ہے ضروری نہیں کہ محدث کی اپنی تصنیف ہو، جبکہ مکاتبہ میں محدث عموماً پنی روایات لکھ کردیتا ہے، اس لئے اس کویہ امتیاز حاصل رہتا ہے۔

وقال أنس: نسخ عثمان المصاحف فبعث بها إلى الافاق

حضرت انس رضی الله عنه نے فرمایا که حضرت عثان رضی الله عنه نے مصاحف کو نقل کروایااور ان کو مختلف اطراف میں بھیجا۔

حضرت انس رضی الله عنه کی مذکوره تعلیق کی تخریج

حضرت انس رضی الله عنه کی مذکورہ تعلیق کو امام بخاری رحمة الله علیه نے کتاب المناقب میں اجمالاً اور تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ (۱۰)

حضرت انس رضی الله عنه کی مذکوره روایت کاخلاصه

اں روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے جو آرمینیہ اور آذر بائیجان کے علاقوں میں جہاد میں شریک تھے، یہ دیکھا کہ لوگ قرآن کریم کی قراءت میں اختلاف کر

⁽٤)فتح المغيث للسخاوي (٣٣٥) ـ

⁽٨) فتح البارى (جاص ١٥٨) ـ

⁽٩)فتح المغيث للسخاوي (ج٣ص٢) ـ

⁽۱۰) صحيح بخارى (جاص ۴۵ س) كتاب المناقب، باب نزل القرآن بلسان قريش، رقم (۳۵۰۱) و (ج۲ص ۷۳۵) كتاب فضائل القرآن، باب نزل القرآن بلسان قريش والعوب، رقم (۳۹۸۳) و (۳۹۵۵) _

رہے ہیں اور اس سے شدید فتنے کا اندیشہ ہے، چنانچہ وہ حضرت عثان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا اندیشہ ان کے سامنے ظاہر کیا، حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حضرت هضه رضی اللہ عنہ اکے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس جو صحیفے ہیں وہ بھیج دیں تاکہ ہم نقل کرلیں، آپ کا نسخہ ہم واپس کر دیں گے۔

اس کے بعد حضرت زید بن خابت، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام رضی اللہ عنہم کو ننخ مصاحف کا حکم دیااور فرمایا کہ جہال ہاقی تینوں حضرات اور حضرت زید بن خابت رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو جائے وہاں قرضیین کی بات کو ترجیح ہوگ، کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان پراتر اہے۔ نقل مصاحف کاکام مکمل ہونے کے بعد حضرت، حفصہ رضی اللہ عنہاکا نسخہ ان کو لوٹادیا گیا(۱۱) اور جو نسخ نقل کرائے گئے تھے وہ نسخ اطراف سلطنت کی طرف روانہ کردیے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کل کتنے نسخ تیار کرائے؟ مشہوریہ ہے کہ پانچ نسخ تھے(۱۲)،

ابن ابی داؤد نے حمزة الزیات سے نقل کیاہے کہ یہ کل چار نسخ تھے(۱۳) کوفہ، بھر ہاور شام کی طرف ایک

ایک نسخہ بھیجا گیااور ایک نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس مدینہ منورہ میں رکھا۔ (۱۳)، ابن

ابی داؤد ہی نے ابو حاکم بھیتانی سے نقل کیاہے کہ کل سات نسخ تیار کئے گئے، ایک مکہ مکر مہ بھیجا گیا، ایک

شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بھر ہاور ایک کوفہ بھیجا گیا، جبکہ ایک نسخہ انہوں نے اپنے پاس مدینہ
منورہ میں رکھا۔ (۱۵)

اس واقعہ سے یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مکا تبت کی صحت پر استدلال کیاہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو لکھوا کر اطراف سلطنت کی طرف روانہ کیااورلو گوں نے اس پر اعتماد

⁽١١) ويك صحيح بخارى (٢٦ ص ٢٨٥) كتاب فضائل القرآن، باب نزل القرآن بلغة قريش و العرب، رقم (٣٩٨٧) _

⁽۱۲) وكيكة الإتقان في علوم القرآن (جاص ۲۰) النوع الثامن عشر في جمعه و ترتيبه، وفتح الباري (٩٦ ص ٢٠) كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن_

⁽١٣)كتاب المصاحف لا بن أبي داود (ج ١ ص ٢٤١) ماكتب عثمان رضي الله عنه من المصاحف، رقم (١١٥)_

⁽١٣) البرهان في علوم القرآن للزركشي (١٦٥ص ٢٣٠) نقلاً عن المقنع للداني_

⁽١٥) كتاب المصاحف (جاص ٢٣٢) رقم (١١١) _

كيا_(١٦)

أيك اشكال اوراس كاجواب

لیکن یہاں اشکال ہو تاہے کہ قر آن کریم تواللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کے ثبوت کے لیے تواتر اور قطعیت در کارہے، اور یہاں حضرت عثان رضی اللہ عنہ اپنے قاصدین اور سفر اء کے ذریعہ بھیج رہے ہیں تو قر آن کریم کے ثبوت میں تواتر نہ رہا۔

اس کاجواب میہ ہے کہ قر آن کریم کی قر آنیت تو متواتر تھی، ہاں!صورتِ کتابت خبر واحد سے ثابت ہورہاں ہے۔ (۱۷) مگر بعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کااس پراتفاق ہو گیااور میہ مسکلہ بھی مجمع علیہ ہو گیا،اسی لئے قراء لکھتے ہیں کہ رسم مصحف عثانی کے خلاف لکھنے کی گنجائش نہیں (۱۸)۔

یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ اس واقعہ سے مناولہ پر بھی استدلال کیاجائے۔اس کئے کہ حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے اطراف عالم میں جن لوگوں کے ذریعہ مصاحف روانہ فرمائے تھے بہر حال ان کے ہاتھ میں دیا تھا تو مناولہ بھی پایا گیا۔اور ہاتھ میں اس لئے دیا تھا تاکہ جاکروہ بیان کریں کہ حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے قرآن یاک کا نسخہ بھیجاہے۔

ورأی عبدالله بن عمر، و یحیی بن سعید، و مالك ذلك جائز ا عبدالله بن عمر، يحيى بن سعيداورمالك، تينول حضرات مكاتبه و مناوله كو جائز كيتے بيں۔

(١٨) "قال أشهب: ستل مالك: هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء؟ فقال: لا، إلا على الكتبة الأولى رواه الداني في المقتع، ثم قال: ولا مخالف له من علماء الأمة، وقال في موضع آخر: سئل مالك عن الحروف في القرآن مثل الواو والألف، أترى أن يغير من المصحف إذا وجد فيه كذلك؟ قال: لا. قال أبوعمرو: يعنى الواو والألف المزيدتين في اللهظ نحو "أولوا" وقال الإمام أحمد: يحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو، أوياء، أو ألف، أوغير ذلك. وقال البيهقي في شعب الإيمان: من يكتب مصحفاً فينبغي أن يحافظ على الهجاء الذي كتبوا به تلك المصاحف ولا يخالفهم فيه ولا يغير مماكتبوه شيئا، فإنهم كانوا أكثر علماً وأصدق قلباً ولسانا، وأعظم أمانة، فلاينبغي أن نظن بأنفسنا استدراكاً عليهم" الإتقان (ح٢ ص ١٢٧ و ١٤) النوع السادس والسبعون في مرسوم الخطو آداب كتابته، وانظر البرهان في علوم القرآن (ج١ص ١٢٩ و١٠)

⁽١١) فخ البارى (جام ١٥١)_

⁽²¹⁾حوالدبالا

عبدالله بن عمرے كون مراد ہيں؟

علامه كرمائى رحمة الله عليه فرمات بين كه يهال عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب عمرى مدنى مراد بين، چنانچه وه فرمات بين كه عبدالله بن عمر فرمات بين "كنت أرى الزهرى يأتيه الخطاب عمرى مدنى مراد بين، چنانچه وه فرمات بين كه عبدالله بن عمر فرمات بين "كنت أرى الزهرى يأتيه الرجل بالكتاب لم يقوأه عليه ولم يقوأ عليه فيقول: أرويه عنك؟ فيقول: نعم، وقال: ما أخذنا نحن و لا مالك عن الزهري إلا عرضاً " (١٩)

بعیند بہی بات علامہ عینی رحمۃ الله علیہ نے بھی لکھی ہے(۲۰)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بھی عبداللہ بن عمر عمری سمجھتار ہااوراس کے مطابق تغلیق التعلیق میں روایت کی تخ تح کی ہے(۲۱) لیکن پھریہ قرینہ سامنے آیا کہ یہاں ان کو پھی بن سعید پر مقدم ذکر کیا ہے، اس تفذیم سے معلوم ہوا کہ یہاں عمری کے علاوہ کوئی اور ہیں کیونکہ پھی بن سعید، عمری سے عمراور مرتبہ ہراعتبار سے بڑے ہیں(۲۲)۔

حافظ رحمة الله عليه فرمات بي كه ميں نے تتبع كياليكن حضرت عبدالله بن عمر بن الخطاب سے صراحة كوئى روايت نہيں ملى، البته ابن منده رحمة الله عليه نے امام بخارى رحمة الله عليه ك واسطى ابو عبدالله بكتاب فيه أحاديث، فقال: انظر في مدال خلى رحمة الله عليه سے نقل كيا ہے۔"أنه أتبى عبدالله بكتاب فيه أحاديث، فقال: انظر في ١٠٠٠ الكتاب فيما عرفت منه اتر كه، و مالم تعرفه امْحُه"(٢٣)۔

حافظ رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه يهال "عبدالله" مطلق ہے، جس ميں يه احمال بھي ہے كه

⁽¹⁹⁾شوح الكوماني (٢٦ص٢٠ و٢١) _

⁽۲۰)عمدة القارى (٢٢ص٢٥)_

⁽٢) عافظ ابن جرر ممة الله عليه في البارى (جاص ١٥٣) من توبية كركياب كه "وكنت أظنه العمري المدني، وحوجت الأثربذ لك في تغليق التعليق، وكذا جزم به الكرماني، ثم ظهر لى من قرينة تقذيمه في الذكر على يحيى بن سعيد أنه غير العمرى ، لأن يحيى أكبر منه سنا وقدرًا "لكن تغليق العلق من انهول في شروع على سال رائ كو ثابت كياب كه يه عبدالله بن عمرو بن العاص بين، اگرچه عبدالله بن عمر بن الخطاب كا احمال بهي سه، جبكه عبدالله بن عمر عمرى سه بعد مين ان كا اثر نقل كياب، و كيم تغليق العلق (ج عمدالله بين عمر بن الخطاب كا احمال بهي سه، جبكه عبدالله بن عمر عمرى سه بعد مين ان كا اثر نقل كياب، وكيم تغليق العلق (ج عمدالله بين عمر بن الخطاب كا احمال بهي سه، جبكه عبدالله بن عمر عمرى سه بعد مين ان كا اثر نقل كياب، وكيم تغليق

⁽۲۲) فتحالباری (جام ۱۵۴)۔

⁽۲۳) فتح الباري (ج اص ۱۵۴) ـ

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوں ، کیو نکہ ابو عبدالرحمن خبلی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوں عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں ، یہ بھی امکان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ ہوں کیو نکہ خبلی حضرت عبداللہ بن عمر ورضی اللہ عنہ ہے روایت کرنے میں معروف ہیں۔ (۴۴)

لیکن علاصہ مینی رحمة اللہ علیہ نے کئی وجودت حافظ رحمة اللہ علیہ کار د کیاہے:۔ پہلی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ عبد اللہ بن عمر کی تقدیم ہے سے کہاں لازم آتاہے کہ وہ عبد اللہ

جی وجہ انہوں نے بیہ بیان کی کہ عبد اللہ بن عمر کی لفدیہ ہے ہیہ کہاں لارم آئے کہ وہ عبد اللہ بن عمر عمر کی نہ ہوں،اس لزوم کے لئے دکیل چاہئے۔(۲۵)

لیکن حافظ رحمة الله علیہ فی "انتقاض الا متراض "میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ انتفائے لزوم ہے یہ ضروری نہیں کہ قرینہ ہونے کے باوجود لزوم تابت نہ ہو،اور یبال قرینہ موجود ہے کیونکہ تقدیم اہتمام شان پردال ہے،اور طاہ ہے اہتمام اسن اوراو اُق کا ہوگا(۲۲)،الہذا طاہر ہیہے کہ بہاں جو" عبداللہ بن عمر "فد کورہے اس سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب مراو ہول گے۔

علامہ نینی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسر ااعتراض یہ کیاہ کہ جافظ ابن حجر کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ خبلی کے قول" اُند اُتی عبداللہ" سے مراد عبداللہ بن عمریاعبداللہ بن عمر وہوں، کیونگ جب صحابہ کرام میں "عبداللہ" کا طلاق ہوتا ہے تو اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوتے ہیں، اور سحابہ کرام کے بعد ہو تو حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ مراد ہوتے ہیں۔ (۲۷)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين كه علامه عنى رحمة الله عليه في الله عليه الله عنها مراد مصرى حضرات عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنها مراد موت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه بوت موت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه بوت

⁻⁴¹⁷⁹⁽¹⁷⁾

⁽٢٥)عمدة القارى (ج٢ص٢٥)

⁽۲۱)ارشاد السارى (ناس ۱۹۳)_

⁽٢٤)عمدة القارى (٢٢ص٢٥)_

ہیں (۲۸)، یہاں چونکہ خبلی مصری ہیں (۲۹)اس لئے سے عین امکان ہے کہ ''عبداللہ'' سے حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہمام اد ہوں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض اس اعتبار سے بھی کمزور ہے کہ ابو عبدالرحمٰن خبلی نے جو "
عبداللہ "کا اطلاق کیا ہے اس سے نہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہو سکتے ہیں اور نہ عبداللہ
بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ ، کیونکہ ان میں سے کسی سے ان کو ساع حاصل نہیں ہے (۳۰) خاص طور پر
عبداللہ بن المبارک توان سے بہت متاخر بھی ہیں ، کیونکہ عبداللہ بن المبارک کی ولادت ۱۱ الم میں ہوئی
ہوئی المبارک توان سے بہت متاخر بھی ہیں ، کیونکہ عبداللہ بن المبارک کی ولادت ۱۱ الم میں ہوئی

تیسر ااعتراض علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے کہ صحیح بخاری کے جتنے نیخ ہیں سب میں عبداللہ بن عمر۔ بضم العین و بدون الواو فی آخرہ عبداللہ بن عمر۔ بضم العین و بدون الواو فی آخرہ نہیں ہے۔ (۳۳)

علامہ عینی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ یہاں عبدالله ہے مراد عبدالله بن عمرالعمری ہیں، جبیا کہ علامہ کرمانی رحمة الله علیه نے جزما بیان کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ بیہ قوی احمال

(٢٨) ارشاد السارى (ج اص ١٦٣) قال ابن الصلاح في علوم الحديث (ص ٣٦٣ و ٣٦٣): "قال سلمة: إذا قيل بمكة "عبدالله" فهو ابن الزبير، وإذا قيل بالمدينة "عبدالله" فهو ابن عمر، وإذا قيل بالكوفة "عبدالله" فهو ابن مسعود، وإذا قيل بالبصرة: "عبدالله" فهو ابن المبارك ، وقال الحافظ أبويعلى الخليلي القزويني بالبصرة: "عن عبدالله" ولاينسبه فهو ابن عمرو يعنى ابن العاص، وإذا قال المكى : "عن عبدالله" ولا ينسبه فهوابن عمرو يعنى ابن العاص، وإذا قال المكى : "عن عبدالله" ولا ينسبه فهوابن عمرو يعنى ابن العاص، وإذا قال المكى : "عن عبدالله" ولا ينسبه

وقال العراقي في فتح المغيث له (ص ٣٣٣): "قلت _ أي العراقي لكن قال النضر بن شميل :إذا قال الشامي "عبدالله" فهو ابن عمر، قال الخطيب: وهذا القول صحيح. قال : وكذلك يفعل بعض المصريين في عبدالله بن عمرو بن العاص" _

(٢٩)و يكيئ تهذيب الكمال (ج١١ص١١)_

(۳۰) ابوعبد الرحمٰن حبلی کے تلافہ وشیوخ کیلئے دیم میں تھانیب الکھال (ج۲اص ۲ اسو سار)۔

(اس) الكاشف للذهبي (جاص ٥٩١) رقم (٢٩٣١)_

(٣٢)الكاشف (جاص ٢٠٩)ر قم (١٢٠١)_

(۳۳)عمدة القارى (جمص ۲۵)_

بھی موجود ہے کہ یہاں مراد عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہوں۔(۳۴)

حقیقت یہ ہے کہ یہاں عبداللہ بن عمر عمر کی، عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن عمر و بن العاص تنیوں حضرات مراد ہو سکتے ہیں، بلکہ ان کے علاوہ عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن العاص تنیوں حضرات مراد ہو نا بھی بعید نہیں۔

عبدالله بن عمر عمرى الله عن مورة بوضح بين كيونكه ابن منده في افي سند و وكياب "سمعت أبا صالح، سمعت الليث، يقول: أتانى أبو عثمان عبدالحكم بن أعين بهذا الكتاب عن عبدالله بن عمر العمري، محتوماً بخاتمه. قال أبو صالح: ولم يسمع الليث من العمري شيئاً، وإنما روايته عنه كتابة "_(۲۵)

چو نکہ ابو عبدالرحمٰن محبلی حضرت عبداللہ ہن عمر رضی اللہ عنبمات روایت کرتے ہیں اس کئے ہو سکتا ہے پیہال وہی ان کے شیخ ہول۔(۲۷)

حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہماای لئے مراد ہو سکتے ہیں کیو نکہ روایت مُد گورہ میں ''عبداللہ'' کہتے ہیں تو معلق ''عبداللہ'' کہتے ہیں تو معبداللہ'' کہتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما کو مراد لیتے ہیں(۳۸)اس صورت میں کہا جائے گا کہ بخاری کے نسخوں میں ''واو'' غلطی سے ساقط ہو گیاہے۔

⁽٣٣)عمدة القارى (ت٢٥ ص٢٤١٥) _

⁽٣٥) تغليق التعليق (٢٦ ص ٢٤)_

⁽٣٢) تغليق التعليق (٢٦ ص ٢٤)

⁽²⁴⁾ حوال بالا

⁽٣٨) تغليق التعليق (٣٦ مـ ٢٢) ـ

عبیدالله بن عمر بن حفص بن عاصم اس لئے مراد ہو کتے ہیں کیو نکہ رام ہم خری رحمۃ الله علیہ نے "المحدث الفاصل" بین اپنی سند روایت أقل کی ہے "عن عبیدالله بن عمر قال: أشهد علی ابن شهاب، لقد کان یؤتی بالکتب من کتبه، فیقال له: یا أبابكر، هذه کتبك؟ فیقول: نعم، فیجتزئ بذلك ویحمل عنه ما قرئ علیه"۔ (۲۹)

ای طرح ابن عبدالبر رحمة الله علیه نے بھی عبیدالله بن عمرے نقل کیا ہے "کنت أرى الزهرى يأتيه الرجل بالكتاب لم يقُوأه عليه ولم يقُوَأ عليه، فيقال له : أرويه عنك؟ قال:نعمه "۔(٣٠)

ابن منده اور ابوزر عد ومشقی رحمهما الله تعالی نے بھی عبید الله بن عمرت ، نقل کیا ہے "أتبت ابن شهاب بكتاب، فقيل له: هذا حديثك نحدث به عنك؟ قال: نعم "(٢١)_

عالب گمان ہے ہے کہ علامہ کرمانی اور ان کی انتائ میں علامہ عینی رحمہمااللہ تعالیٰ ہے تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری کی طرف منسوب کے انہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری کی طرف منسوب کر کے نقل کردیا، جبکہ مذکورہ روایت کو کسی نے بھی عبداللہ بن عمر عمری کی طرف منسوب نہیں گیا۔ بلکہ ان سے توابن مندہ نے وہ روایت نقل کی ہے جو ہم چھیے ذکر کر چکے میں کہ لیٹ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عبداللہ بن عمر عمری کی روایات مکتوب شکل میں پینچی تھیں۔وائلہ اعلم۔

بھی بن سعید کے اثر کی تخ تج

ستي بن سعيد انساري رحمة الله عليه علوم الركل تخري الم حاكم رحمة الله عليه في "معوفة علوم الحديث" من كي مالك بن أنس يقول: قال لي

⁽٣٩) المحدث الفاصل (٣٥٥). قر (٩٩١) باب القول في الإحازة والمناولة.

⁽٠٠) جامع ببان العلم وفضله (٣١٥ ٣١٨) بات في العرض على العائم و (٣٢٥ ١٥٥ ا) بتحقيق أبى الأشبال الزهيرى، وفيه "عبدالله بن عمر" بدل "عبيدالله بن عمر" قال محققه . كذا في الأصل، وفي بعض النسخ "عبيدالله" وهو تحريف. فنت : الظاهر أن الصواب هو "عبيدالله" لا "عبدالله" كمافي المحدث الفاصل (ص ٤٣٥) رقم (٤٩٩) وكما هو كذلك في بعض نسخ جامع بيان العلم وفضله. والله أعلم.

⁽۲۱) تغليق التعليق (٢٢ص ٢٣)_

يحيى بن سعيد الأنصارى لما أراد الخروج إلى العراق: التقط لي مائة حديث من حديث ابن شهاب حتى أرويها عنك عنه، قال مالك: فكتبتها ثم بعثت بها إليه، فقيل لمالك: أسمِعَها منك؟ قال: هو أ فقه من ذلك "_(٣٢)

امام مالک رحمة الله عليه کے اثر کی تخ ج

امام الكر حمة الله عليه كاثر كى تخ يخ رامبر من كر حمة الله عليه في جماما عيل بن الى اوليس كت بين "سألت مالكاً عن أصح السماع، فقال: قواء تك على العالم، أوقال: المحدث، ثم قواء قالمحدث عليك، ثم أن يدفع إليك كتابه، فيقول: ارو هذا عنى -- "-(٣٢)

واحتج بعض أهل الحجاز في المناولة بحديث النبى صلى الله عليه وسلم، حيث كتب لأمير السرية كتاباً، وقال: لاتقرأه حتى تبلغ مكان كذا وكذا، فلما بلغ ذلك المكان قرأه على الناس، وأخبرهم بأمر النبى صلى الله عليه وسلم

بعض اہلِ حجاز نے صحتِ مناولہ پر حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث ہے استدلال کیا ہے جس میں آپ نے امیر سریہ کوایک خط لکھ کر دیا تھااور فرمایا تھا کہ جب تک ایسی ایسی جگہ نہ پہنچ جاؤا ہے نہ پڑھو جب وہ اس جگہ پہنچ گئے توانہوں نے وہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہے انہیں مطلع کیا۔

بعض اہلی حجاز ہے مر ادامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام حمیدی (ابو بکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسی القرشی الاسدی المملی) ہیں، انہوں نے اپنی کتاب النوادر میں مناولہ کی جمیت اور صحت پر میہ دلیا پیش کی ہے کہ نبی اگرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھوا کر کسی سریہ کے حوالہ کیا تھا اور میہ کہہ دیا تھا کہ اے آگے جاکر پڑھ کے بیان کردینا۔ (۴۵) امام ابوالقاسم سبیلی رحمۃ اللہ علیہ اس استدلال کا ذکر کے

⁽٣٣) معرفة علوم الحديث (ص٢٥٩)، نيز و كيك المحدث الفاصل (ص٣٨٨) رقم (٥٠٤) و تغليق التعليق (٢٥٠٥ ص٥٤٣) ـ (٣٣) المحدث الفاصل (ص٣٨) رقم (٥٠٠) ـ

⁽٣٣)عمدة القارى (٢٦ ١٥٠) وفتح البارى (١٥٥ م ١٥٥)

يحيى بن سعيد الأنصارى لما أراد الخروج إلى الغولقعن التقطيطي والمنافقة حديث عن حديث المنافقة المنافقة

ر (۵۰۵) معرد المليدي (۱۵۵) و (۵۰۵) م (۳۳۸ س) باصلفا شامحه ما رحی و (۲۵ س) شيده او علو اغلق معروس (۳۳) مردد العلق و التعليق و (۵۰۷) م (۳۳ س) با التعليق و (۳۳ س) با التعليق و (۳۳ س) با التعلیق و (۳۳ س) با ال

كرك فرماتے ہيں"و هو فقه صحيح" ـ (۴۵)

اس سرید کااصل قصہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں یزید بن رومان عن عروۃ بن الزبیر کے طریق سے مرسلا نقل کیا ہے (۴۶) نیز ابوالیمان الحکم بن نافع نے بھی اپنے نسخہ میں جس کووہ شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں، عروہ بن الزبیر سے مرسلا نقل کیا ہے (۲۷)۔

یکی حدیث امام طبر انی رحمة الله علیہ نے حضرت جندب بن عبدالله بھی رضی الله عنه سے سندِ
کسن کے ساتھ مر فوعاًذکر کیا ہے (۴۸)،ای کو ضیاء الدین مقدسی رحمة الله علیه نے "الحقارہ" میں نقل کیا
ہے۔(۴۹)

اسی طرح یہ واقعہ امام ابن جربر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تغییر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنبماکے واسطے سے نقل کیا ہے۔ (۵۰)

حافظ این کثیر رحمة الله علیه نے حضرت ابن عباس رضی الله عنها کے علاوہ حضرت عبدالله بن مسعودرضی الله عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔(۵۱)

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رجب ۲ ھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ کاامیر بنایا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق پر روپڑے، آپ نے ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن جمش رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، ان کی سرکردگی میں سات یابارہ افرادکی ایک جماعت کردی، آپ نے ان کو ایک خط دیااور فرملیا جب تم فلال جگہ پہنچ جاؤ، یا فرمایا جب تم دو دن کی مسافت پر پہنچ جاؤ، افرمایا جب تم دو دن کی مسافت پر پہنچ جاؤ، اس وقت خط کھولنا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔

⁽٣٥)الروض الأنف(ج٢ص٥٩) سرية عبدالله بن جحش

⁽٣٦) فتح البارى (ج اص ١٥٥) و تغليق التعليق (ج ٢ص ٤٥) نيز ديكيت سير ت ابن مشام (ج٢ص ٥٩)_

⁽٢٧) فتح البارى (ج اص ١٥٥) وتغليق التعليق (٢٢ ص ٢١)_

⁽۳۸)مجمع الزواند(۲۶ ص ۱۹۸)باب صریة عبدالله بن جحش وقال الهیشمی: رواه الطبرانی ورجاله ثقات، وفتح الباری(۱۵۵–۱۵۵)_

⁽٣٩) تغليق التعليق (٢٦ ص ٢١)_

⁽٥٠) تفسير الطبرى (٢٠٥م ٢٠٠) واقتح البارى (١٥٥ م ١٥٥) و تغليق التعليق (٢٢ م ٤٤)

⁽۵۱) تغییراین کثیر (جام ۲۵۲و۲۵۳) ۱

حضرت عبداللہ بن جمش رضی اللہ عنہ اپنی اس مخضر سی جماعت کو لے کر چل پڑے، مطلوبہ مقام پر جاکر خط کو کھولا، اس میں لکھا تھا 'افذا نظرت فی کتابی ھذا فامض حتی تنزل نحلہ بین مکہ والمطائف، فترصد بھا قریشا و تعلم لنامن أخبارهم ''اس خط میں یہ ہدایت بھی تھی کہ اپنی ساتھیوں کوساتھ جانے پر مجبورنہ کرو، بلکہ اختیار دے دو جس کا جی چاہے تہباراساتھ دے اور جس کا جی چاہے والیس لوث آئے۔ حضرت عبداللہ بن جمش رضی اللہ عنہ نے خط کے مندر جات سے آگاہی کے بعد ''انا للہ وانا المیہ داجعون ''کہااور کہا'' سمعاً و طاعہ ''اپنے ساتھیوں کو مضمون سے آگاہ کیا اور سب کو حسب ہدایت اختیار بھی دے دیا، ابن اسحاق کی روایت کے مطابق سب کے سب بطیب خاطر آگے چلئے مہب ہوایت اختیار بھی دے دیا، ابن اسحاق کی روایت کے مطابق دو آدمی چیچے دہ گئے، بظاہر یہ دو آدمی بھی مہم سے چیچے قصد انہیں رہے تھے، بلکہ ان کااونٹ کم ہو گیا تھا، اس کی تلاش کی وجہ سے چیچے رہ گئے تھے۔ مہم سے چیچے قصد انہیں رہے تھے، بلکہ ان کااونٹ کم ہو گیا تھا، اس کی تلاش کی وجہ سے چیچے رہ گئے تھے۔ مطرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تیر مارا، جس سے عمروبن الحضر می مرگیا، مال تجارت مسلمانوں حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تیر مارا، جس سے عمروبن الحضر می مرگیا، مال تجارت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

جب به واقعه پیش آیااس وقت رجب کی پہلی رات تھی، جبکہ حضرات صحاب کرام جمادی الاولی کی آخری تاریخ سمجھ رہے تھے، چو نکہ رجب اشہر محرم میں سے ہے جن میں عرب کے لوگ قال نہیں کرتے تھے اس لئے اس قتل پر مشرکین نے به کہنا شروع کردیا کہ مسلمانوں نے اشہر محرم کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کیا، اس پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی 'یکسفلو نک عن الشّهو الْحَرَامِ قِعَالِ فِیهِ، قُلْ قِعَالْ فِیهِ کَبِیْنَ کیا، اس پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی 'یکسفلو نک عن الشّهو الْحَرَامِ قِعَالٍ فِیهِ، قُلْ قِعَالٌ فِیهِ کَبِیْنَ وَصَدٌ عَنْ سَبِیْلِ الله وَ کُفُر بِه وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِه مِنْهُ اَکْبَرُ عِنْدَالله وَالْفِتْنَةُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَعْلُ "(۵۲)۔

بعض حضرات يد كهنه لك كه ان لوگول پراگر گناه نه بهى موتب بهى ثواب اوراجر نهيس ملے گا، اس پريه آيت نازل موئى" إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، أولنْكَ يَرُجُوْنَ

⁽٥٢) البقرة /١١٧_

رَحْمَةَ اللَّهِ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ "(١)_

اس قصہ سے جہاں "مناولہ" ثابت ہوا کیونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر سریہ کواپنی تخریر عطافر مائی،اس سے "مرکاتبت" بھی ثابت ہو گئی یہ اس لئے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھ کر امیر الشکر کے حوالہ کیا تصاوریہ فرمایا تھا کہ اس کا مضمون دو منزل پہنچنے کے بعد سنانا، تو معلوم ہوا کہ کتاب پراعتماد واطمینان کیا جاسکتا ہے اور کتاب کے ذریعہ روایت کی جاسکتی ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کوپڑھ کراپنے رفقاء کووہ مضمون سنایا تھا۔

تزاجم رجال

(۱)اساعیل بن عبدالله

یدا اعظیل بن البی اولیس رحمة الله علیه میں، عبدالله کی کثبت ابواولیس ہے، ان کے حالات "کتاب الإیمان" "باب تفاضل أهل الإیمان فی الأعمال" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

(۲) ابراہیم بن سعد

به ابوا حاق ابراجيم بن سعد بن ابراجيم بن عبدالرحمٰن بن عوف زبري مدني رحمة الله عليه بين-

⁽۱) انقرة المال

⁽٣) قوله "أن ابن عباس أخبره": الحديث أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه (جَاسَ ١١٣) في كتاب الجهاد و السير، باب دعوة اليهد دى والنصر اني وعلى مايفاتلون عليه، وما كتب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر، والدعوة قبل القتال. وقم (٢٩٣٩) و (ج٣٣ ص ١٣٣٤) في كتاب المغازي، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر، قم (٣٢٣٠) و (ج٣٣ ص ١٠٤٥) في كتاب أخبار الآحاد، باب ما كان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم من الأمراء والرسل واحدًا بعد واحد، رقم (٢٢٢٥) و أحمد في مسنده (جاش ٣٠٥٥/٣٣).

ان ك حالات بهى "كتاب الإيمان""باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال"ك تحت للزرجك بيس-(م)

(٣)صالح

یہ ابو محمد یا ابوالحارث صالح بن کیسان مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات بھی مذکورہ کتاب و باب میں گذر کیے ہیں۔(۵)

(۴) ابن شباب

یہ امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شباب زہری مدنی رحمة الله علیه بیں ان کے مخضر حالات "بدء الموحی" کی تیسری حدیث کے تحت گذر کے بیں۔(۱)

(۵) عبيدالله بن عبدالله بن عتبه بن مسعود

یہ مدینہ کے مشہور فقہائے سبعہ میں سے ہیں،ان کے مختصر حالات بھی"بدءالوحی" کی پانچویں حدیث کے تحت گذر چکے ہیں۔(٤)

(١) عبدالله بن عياس رضي الله عنهما

حضرت عبدالله بن عباس رضی الله عنهما کے حالات "بدءالوحی" کی چو تھی حدیث کے ذیل میں، نیز کتاب الایمان، "باب کفوان العشیر و کفر دون کفو" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۸)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بكتابه رجلاً

ر سول الله على الله عليه وسلم نے ايک شخص کواپنا خطوے کر جھیجا۔

نی اگرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صلح حدیبیہ سے فارغ ہوگئے تو آپ کو کفار کی طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیااس وقت آپ نے مکا تبت کا کام اعلیٰ پیانے پر کرنے کاارادہ کیا،اوراس کے دائرے کو

⁽⁴⁾ كشف البارى (ج٢ص١٠)

⁽۵) كشف البارى (ج٢ص١٢١)_

⁽٢) كشف البارى (ج اص٣٢٧)

⁽²⁾ كشف البارى (جاص٢٢٨)_

⁽٨) كشف البارى (ج اص ٥٣٥) و (ج٢ص ٢٠٥)

وسیع بناناچابا، چنانچه آپ نے اطراف حجاز میں جو بڑی بڑی سکطنتیں تھیں ان کو خطوط لکھنے کاارادہ فرمایا۔ حدیث باب میں" د جل"ہے مراد حضرت عبداللہ بن خذافہ سہی رضی اللہ عنہ ہیں (۹)۔ حضرت عبداللہ بن خذافہ سہی رضی اللہ عنہ

یہ سابقین اولین میں سے تھے، بدر میں بھی شریک ہوئے،اگر چہ موسی بن عقبہ اور ابن اسحاق و دیگر اصحابِ مغازی نے ان کانام ذکر نہیں کیا۔ (۱۰)

ان کا عجیب واقعہ اُصحابِ سیر نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم کی طرف ایک لشکر کو بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، اتفاق سے رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے۔

روی بادشاہ نے سب سے پہلے تو یہ پیشکش کی کہ اگر تم نفرانی ہو جاؤ تواپی سلطنت میں سمصیں شریک کرلوں گا، انہوں نے انکار کیا، اس پر اس نے ان کو سولی پر لاکا کر تیر مار نے کا تھم دیا، لیکن ان پر کسی فتم کے جزع و فزع کا اثر ظاہر نہیں ہوا، پھر ایک دیگ آگ پر چڑھانے کا تھم دیا جس میں پانی ڈال کر خوب کھو لایا گیا، ان کے سامنے ایک قید کی کو ڈالا گیا تو فور آئی سارا گوشت گل کر انر گیا اور ہڈیاں ظاہر ہو گئیں، اور ان سے کہا گیا کہ اگر تم نفرانی نہیں ہوگئیں، اور فور آئی سارا گوشت گل کر انر گیا اور ہڈیاں ظاہر ہو گئیں، اور برے، بادشاہ نے بلوایا اور رونے کا سبب پوچھا انہوں نے بتایا کہ میری خواہش ہوا نیس ہوا یہ اور اللہ کے لئے میں ایک ایک جان اس طرح قربان کرتا چلا جاؤں، چو نکہ میری یہ خواہش پوری نہیں ہوا یہ ہو سکتی اس لئے رویا ہوں، بادشاہ کو بڑا تیجب ہوا اور کہا کہ اگر تم میرے سرکو بوسہ دے دو تو میں تنہیں رہا کہ دوں گردوں گا، انہوں نے کہا کہ اگر تم میرے سرکو بوسہ دے دو تو میں تنہیں رہا کہ و تو میں تنہیں البتہ آگر سب کی رہائی ہو تو میں تنہیں اللہ عنہ کے باس نے قبول کیا تو آپ نے اس کے سرکو چوم لیا اس طرح اپنے ساتھیوں سمیت معرض اللہ عنہ کے جب اس نے قبول کیا تو آپ نے اس کے سرکو چوم لیا اس طرح اپنے ساتھیوں سمیت معرض عمر ضی اللہ عنہ کے جب واتھ کا علم ہوا تو آپ نے ان کی میر میں اللہ عنہ کے جب واتھ کا علم ہوا تو آپ نے ان کی میر کی جو جب واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے ان کی معرض عمر صنی اللہ عنہ کے جب واتھ کا علم ہوا تو آپ نے ان کی

⁽۹)جیباکہ سیح بخاری(۲۳ ص ۱۳۷) کتاب المغازی، باب کتاب النبی صلی اللہ علیه وسلم إلیٰ کسریٰ و قبصر، رقم(۳۳۲۳)بیننامکی تفر ت^حموجودہے۔

⁽١٠) ويكفئ الإصابة (ج٢ص٢٩١)_

بييثاني چوم لي:(١١)

اس حدیث سے مناولہ ٹابت ہو تاہے کہ آپ نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اوراس لئے دیا تھا تاکہ یہ کہہ دیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہے۔ اس طرح اس سے مکا تبت بھی ثکتی ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خط دیا تھا تاکہ اس کا مضمون مکتوب الیہ پڑھے۔ (۱۲)

وأمره أن يدفعه إلى عظيم البحرين فد فعه عظيم البحرين إلى كسرى الدى المرى الدي المرى الدي المرى المران كوده وطري المرين كودي والمرين المرين كودي والمرين المرين المرين كودي والمرين المرين المري

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خط براور است کسریٰ کواس لئے نہیں بھیجا کہ وہاں تک پہنچنے میں دشواری ہوتی اور منذر بن ساویٰ بحرین کا حاکم کسریٰ کے ماتحت تھا، لہذااس کے ذریعہ پہنچانا آسان تھا۔

کسریٰ فارس کے بادشاہوں کا لقب ہے، یہاں کسریٰ سے پرویز بن ہر مز بن نوشیر وان مرادہے۔(۱۴)

فلما قرأه مزّقه

جب اس نے والا نامہ پڑھا تواسے بھاڑ ڈالا۔

وہ سخت برہم ہوااور بمن کے حاکم باذان، جواس کا ماتخت تھا، کو لکھا کہ دو آدمی اس مدعی نبوت کے پاس بھیج دواور گر فار کر کے میرے پاس حاضر کرو۔ باذان نے دو آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیے۔

جب بید دونوں قاصد حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کے پاس پنچے اور رات گذرنے کے بعد حضور

⁽١١)الإصابة (ج٢٥ ش٢٩٦و٢٩)

⁽۱۲)فتح البارى (جاص١٥٥)_

⁽سفا)حوالدبالا

⁽۱۳) فخ البارى (ج اص ١٥٥) وعدة القارى (ج ع ص ٢٨)_

ا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ اپنے بادشاہ سے کہد دو میرے رب نے تمہارے آقا کو آج رات مار ڈالا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیر ویہ کواس پر مسلط کر دیااوراس نے اسے مارڈ الا۔ (۱۵)

اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پرویزاس وقت بادشاہ تھا،اس کے بیٹے شیر ویہ کا،باپ سے کسی وجہ سے اختلاف ہوا،اس نے اپنے باپ کو مار نے کی تدبیر کی،اس طرح اس کو مارڈ الا۔

جب بید دونوں قاصد واپس یمن پنچ اور انہوں نے یمن کے حاکم کے سامنے حضور اکر م علیہ کے گ گفتگو نقل کی اور حاکم یمن کو معلوم ہو گیا کہ ہو بہو واقعہ ایسا ہی ہوا ہے تو وہ اپنے متبعین سمیت مسلمان ہو گیا(۱۲)۔

فحسبتُ أن ابن المسيب قال : فدعاعليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يُمَزَّقوا كل ممزّق

میر اخیال بیہ ہے کہ ابن المسیب نے کہاہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بد دعائی کہ ان کو مکمل طور پر گلڑے ککڑے کر دیا جائے۔

"حسبت سالخ" کے قائل امام زہری رحمۃ الله علیہ ہیں، گویااس صدیث میں سے مکا تبت والا حصہ ان کے پاس موصولاً ہے اور بدد عاوالی بات مرسل ہے۔(۱۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدد عااس طرح لگی کہ شیر ویہ خود اپنے باپ کی سازش کا شکار ہو گیا۔

صورت یہ ہوئی کہ جب پرویز کواس بات کااحساس ہوا کہ شیر ویہ اس کومار ڈالنا چاہتاہے تواس نے ایک شیشی میں زہر ہلاہل بھر کراس پر لکھ دیا"الدواء النافع للجماع"اور یہ شیشی اپنے خزانے میں رکھ دی، شیر ویہ نے جب باپ کومار ڈالا، سلطنت پر قبضہ کر کے خزانوں کو کھولا تواہے وہ شیشی ملی،اس نے اس کود واسمجھ کراستعال کرلیا،اس کے بعد چھ مہینے مشکل سے جیتار ہاکہ ہلاک ہو گیا(۱۸)۔

⁽١١) فنح الباري (٦٤/٣٠/ ١٢) كتاب المغازي، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصور

⁽١٦)فتح البارى (١٥ ١٠ ١٢) كتاب المغازي، باب كتاب النبي صل الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر

⁽۱۷)فتح الباری (جاص۱۵۵)۔

⁽۱۸)فتح الباري (١٤٨٥م ١٢٨) كتاب المغازي، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرى و قيصر

پھرشیر ویہ نے اپنے لئے سلطنت کو ہر قرار رکھنے کے لئے اور بلاشر کت فیرے حکومت کرنے کیلئے خاندان کے سب مردوں کو مار ڈالا۔ اب شیر ویہ کے مرنے کے بعد اس خاندان میں کوئی ایسامر دباتی نہیں رہ گیا تھا جس پر سلطنت کا بار ڈالا جاتا، چنانچہ اس خاندان کی ایک لڑکی بوران کو تخت پر بٹھادیا گیا، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لن یفلح قوم و لوا أمر هم امر أة "(۱۹) چنانچہ اس طرح کسری کی ایک طویل عرصہ سے چلنے والی شہنشا ہیت کی عمارت زمین ہوس ہوگئی اور حضور اکرم سیالی کی یہ پیشینگوئی بوری ہو کر رہی کہ "إذا هلك کسری فلا کسری بعدہ "(۲۰)امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ بوران کی ایک بہن آزر مید خت تھی، اس نے بھی پھھ عرصہ زمام حکومت سنجالی۔ (۱۲) واللہ اعلم۔

70: حد ثنام في حَمَّدُ بْنُ مُقَاتِل أَبُو الْحَمَن : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قال : الخَبْرَنَا شُعْبَةُ . عنْ قَتَادَةً . عَنْ قَتَادَةً . اللهِ قال : كَتَبَ النّبِيُ عَلَيْكِ كَتَابُ -- أَوْ أَزَادَ أَنْ يَكُتُبَ -- فَقِيلُ لَهُ : إِنّهُمْ لا يَقُرُونَ كَتَابًا إِلّا مَخْدُومًا . فاتّحة خاتمًا مِنْ فِضَة . فَقَشْهُ : مُخَمَّدٌ رَسُولُ الله . كَأْنِي أَنْظُو إِلَى بَيْضِهِ فِي يَدِهِ . فَقَلْتُ لِقَتَادَةً : مَنْ قال نَقْتُهُ مُحَمِّدٌ رَسُولُ اللهِ ؟ قَال : أَنْسُ .

[TVET . . OOTV . OOTE : TVA .]

(19) و كيخت صحيح بخارى (ج ٢ ص ١٣٧) كتاب المغازي، باب كتاب النبى صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيتسو، رقم (١٩٥) و (ج ٢٣٥) كتاب الفتن، باب (بلا ترجمة، بعد باب الفتنة التي سوج كموج البحر) رقم (١٠٥٠) كتاب الفتن، باب (بلا ترجمة، بعد باب الفتنة التي سوج كموج البحري (١٠٥) صحيح البخارى (١٥٥ صحيح البخارى (١٥٥ صحيح البخارى (١٥٥ صحيح البخارى (١٥٠ صحيح البخارى (١٠٠ صحيح البخارى (١٠ صحيح البخارى (١٠٠ صحيح البخارى (١٠ صحيح

رقم (۳۱۳)و (۳۱۳) و (۳۱۳) كتاب المغازي، باب كتاب النبى صلى الله عليه وسلم إلى كسرى و قيصر (۲۱) في البرى (۳۸ هـ ۱۲۸) كتاب المغازي، باب كتاب النبى صلى الله عليه وسلم إلى كسرى و قيصر، والسير، باب دعوة اليه (۲۲) قوله: "عن أنس بن مالك":الحديث أخرجه البخارى في صحيحه أيضاً (١٣٥) كتاب الجهاد والسير، باب دعوة اليه وسلم إلى كسرى وقيصر، والدعوة قبل القتال، اليهودى والنصراني وعلى مايقاتلون عليه وماكتب النبى صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر، والدعوة قبل القتال، وقم (٢٩٣٨) وباب نقش الخاتم، (رقم ٢٩٣٨) وباب اتخاذ الخاتم ليختم به الشيء أوليكتب به إلى أهل الكتاب وغيرهم، وقم (٥٨٤٥) وباب قول النبى صلى الله عليه وسلم: المخاتم على الله عليه وسلم ونقش خاتمه، وقم (٤٨٤٥) و (٣٠٠ س ١٢٠١) كتاب الأحكام، باب الشهادة على الخط المختوم، رقم (٢١٢١) ومسلم في صحيحه (٣٠ س١٩٥) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال، والنسائي في سنده (٣٠ س ٢٩٠) كتاب الزينة، باب صفة خاتم النبى صلى الله عليه وسلم ونقشه وقم (٣٢٥ ـ ٥٢٨٥) وأبو داود في سنده، في كتاب الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، رقم (٣١١ مـ ٢١٥) والترمذي في جامعه في كتاب اللباس، باب سنده، في كتاب الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، رقم (٣١١ مـ ٢١٥) والترمذي في جامعه في كتاب اللباس، باب

تراجم رجال

(۱) محمد بن مقاتل ابوالحسن

یه ابوالحن محمد بن مقاتل مروزی بغدادی کی بین،ان کالقب "رخ" ہے(۲۳)۔

انہوں نے اسباط بن محمد قرشی، انس بن عیاض، خلف بن ابوب، سفیان بن عیبینہ، ابوعاصم النبیل،

عبدالله بن المبارك اور وكيع بن الجراح رحمهم الله تعالى، وغيره حضرات سے اخذِ حديث كيا ہے۔

جبكه ان سے امام بخارى، امام احمد بن حنبل ، ابو حاتم ، ابوزر عد اور ابراہيم بن اسحاق حربي رحميم الله

تعالی وغیرہ نے روایت حدیث کی ہے۔ (۲۴)

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بي "صدوق" (٢٥)-

خطیب بغدادی رحمة الله علیه فرماتے بین "کان ثقة" (۲۷)۔

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الثقات مين ذكر كياب اور فرمايا" وكان متقنا" (٢٧) ـ

صاحب تاریخ مروفرماتے ہیں "کان کثیر الحدیث"۔(۲۸)

حافظ خليلي رحمة الله عليه فرمات عين "ثقة متفق عليه مشهور بالأمانة والعلم" (٢٩)

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة صاحب حديث" (٣٠)

ان سے اصحاب اصول سق میں سے صرف امام بخاری رحمہ الله علیہ نے روایات لی ہیں باقی کسی

ماجاء في خاتم الفضة، رقم(١٤٣٩)وباب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، رقم (١٤٣٥)وباب ماجاء في نقش الخاتم، رقم (١٤٣٤) و (١٤٣٨) . وابن ماجه في سننه، في كتاب اللباس، باب نقش الخاتم رقم (٣١٣٩ ٣١٢١) .

(۲۳) تهذيب الكمال (ج۲۲ص ۱۹۹)

(۲۲) شيوخ و الذوى تفسيل ك ليد كمية تهذيب الكمال (٢١٥م ١٩١٠ و١٩١٠)

(۲۵) تهذيب الكمال (٢٢ص ١٩٣)

(٢٦) والدمالا

(۲۷) كتاب الثقات (ج٩ص ١٨)

(۲۸) تهذیب التهذیب (ج۹ص۹۲۹)

(۲۰)حوالة بالا

(٣٠)الكاشف للذهبي (ج٢ض ٢٢٣)ر قم (٥١٦٥)

نےان سے کوئی روایت نہیں لی۔(۳۱)

۲۲۲ه میں ان کا نقال ہوا (۳۲)ر حمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(۲)عبدالله

یہ مشہور امام حدیث عبداللہ بن المبارک خطلی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے مخضر حالات "بدء الوحی"کی پانچویں حدیث کے ذیل میں گذر چکے ہیں (٣٣)۔

(۳)شتبه

امام ابو بسطام شعبہ بن الحجاج عتكى بصرى رحمة الله عليه كے حالات "كتاب الإيمان"" باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" كے تحت گذر يك بين (٣٣).

(م) قاره

امام قاده بن دِعامه سروس رحمة الله عليه كے حالات "كتاب الإيمان"، "باب من الإيمان أن يحب الأخيه مايحب لنفسه" كي تحت گذر يك بين (٣٥) د

(۵)حضرت انس بن مالك رضي الله عنه

حفرت انس رضی الله عند کے حالات بھی "کتاب الإیمان"، "باب من الإیمان أن يحب لأحيه مايحب لنفسه" کے تحت گذر کے بیں۔ (۲۱)

كتب النبي صلى الله عليه وسلم كتاباً أو أراد أن يكتب

حضوراكرم صلى الله عليه وسلم نے خط لكھا يا آپ نے لكھنے كارادہ فرمايا۔

اس میں "او"شک کے لیے ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتابت کی اسناد مجازی ہے۔

⁽۳۱)عمدة القارى (ج٢ص٢٩)_

⁽۳۲)الكاشف (ج٢ص ٢٢٣)رقم (١٢٥)_

⁽٣٣) ويكف كشف البارى (جاص ٢٩٢)

⁽۳۴) و يميخ كشف البارى (ج اص ۲۷۸)

⁽۳۵)دیکھے کشف الباری (۲۵سس)۔

⁽۳۲) دیکھے کشف الباری (۲۶صم)۔

فقيل له: إنهم لايقرء ون كتاباً إلا مختوماً فاتخذ خاتماً من فضة نقسه : محمد رسول الله، كأنى أنظر إلى بياضه في يده

آپ ہے کہا گیا کہ شابانِ عالم ایسا تو تی خط نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ ہو چنانچہ آپ، نے جاندی کی ایک انگو شمی بنوائی جس پر نقش تھا"ممہ رسول اللہ ''گویامیں آپ کے ہاتھ میں اس کی چیک اور سفیدی دکھھ رہا ہوں۔

حضورا کرم میلی جب حدیب سے تشریف لائے تو آپ نے بیدارادہ کیا کہ شاہانِ عالم کواسلام کی طرف دعوت کے خطوط روانہ کئے جائیں، آپ سے بیہ کہا گیا کہ بادشاہوں کادستور بیہ ہے کہ دہ بغیر مہر ک خط ضیعت تو آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جس پر "مجمد رسول اللہ' کا فط نہیں پڑھے تو آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جس پر "مجمد رسول اللہ' کا فقش کندہ کروایا، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الافوائہ" میں ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہو تا ہے مہرینا نے والے بعلی بن امید رضی اللہ عنہ تھے۔ (۲۷)

اس مهر میں جو ''محدر سول الله '' کا نقش تفااس کی صورت کیا تھی؟

روایت میں توبیہ کہ "و کان نقش النحاتم ٹلاٹة أسطو، محمد سطو، ورسول سطو، ورسول سطو، ورسول سطو، ورسول سطو، ورسول "اور والله سطو" (۲۸) اس کا ظاہر توبیہ کہ سب ہے او پروالی سحر پر "محمد" دوسری سطر پر "رسول" اور تیسری سطر پر لفظ الجلالة "الله" ہو، لیکن بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ یہ سطریں نے ہے شروع ہوتی ہیں لائم سال میں "محمد" در میانی سطر میں "رسول" اور سب سے او پروالی سطر میں لفظ الجلالة تفار (۲۹) حضورا کرم صلی الله علیہ وسلم کے خطوط مبارک کے جو عکس شائع ہوئے ہیں ان سے ای بات کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

روايت باب كالمقصد

امام بخاری رحمة الله علیه نے بدروایت بہاں اس لئے ذکر کی ہے تاک بد معلوم ہو جائے کہ عمل

⁽٣٧) و كين فتح البارى (ج١٠ص٣١٨) كتاب اللباس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الاينقش على نقش خاتمه ـ (٣٧) و كين صحيح بخارى (ج١٠ص٩٤٨) كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطور رقم (٥٨٤٨) ـ

⁽٣٩)فتح الباري (١٠٥/ ٣٢٩) كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطور

بالمکاتبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ کتاب مختوم ہو، تاکہ تغیر و تبدل کا خطرہ نہ ہو۔البنۃ اگر کہیں ایسی صورت ہو کہ جہال تغیر و تبدل کا کوئی خطرہ نہ ہو، مثلاً خط پہنچانے والاامانت دار، دیانت دار اور معتبر ہو تو پھر مہرلگانا کوئی ضروری نہیں۔(۴۰)

فائده

بعض حضرات نے اس بات پر جزم کیاہے کہ آپ نے انگو تھی آھ میں بنوائی تھی، جبکہ ابن سید الناس نے جزماً کے سکھاہے۔

دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ یہ داقعہ ۲ھ کے اداخر اور کھ کے اداکل کا ہے،
کیونکہ آپ نے خاتم اس وقت بنوائی تھی جب شاہانِ عالم کے ساتھ مکا تبت کا ارادہ کیا تھا، اور یہ مکا تبت
صلح حدیبیہ کے بعد مدت صلح میں ہوئی تھی، یہ صلح ذیعقدہ ۲ھ میں ہوئی، اور آپ ذوالحجہ میں مدینہ منورہ
تشریف لائے محرم کھ کو آپ نے اپنے فرستادوں کو مختلف اطراف میں بھیجا، ظاہر ہے کہ آپ نے خاتم
اپنے فرستادوں کو جھیجے سے پہلے ہی بنوائی تھی (۱۳) واللہ اعلم۔

فقلت لقتادة : من قال : "نقشه محمد رسول الله"؟ قال : أنس

میں نے قادہ سے پوچھاکہ ''نقشہ محمد رسول اللہ''کس کا قول ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔

"قلت" ك قائل المام شعبه رحمة الله عليه بير-

اس کا مقصد ممکن ہے یہ ہو کہ چونکہ امام قادہ مدلس بیں اور وہ یہاں عنعنہ روایت کررہے بیں اس لئے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تصر کے کروائی کہ روایت کا خیر حصہ "نقشه محمد رسول الله" بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مسموع ہے۔

لیکن اس پراشکال میہ ہے کہ وہ عنعنہ پوری روایت میں کر رہے ہیں لہذا صرف اخیر حصہ کے بارے میں تصر تے کروانے کے کیامعنی ہوں گے ؟!

⁽۳۰) فتع البارى (ج الل ۱۵۲)_

⁽٣١) فتح البارى (١٠٥ ص ٣٢٥) كتاب اللباس، باب اتخاذ الخاتم ليختم به الشيء

لہذااس کا مقصد یہ کہا چاسکتا ہے کہ چونکہ "نقشہ محمد دسول اللہ"اکیہ متعقل جملہ ہے جو ماقیل سے بھی متعلق ہوسکتا ہے اس صورت میں یہ جملہ روایت کا جزء ہوگا، اور یہ احتمال بھی تھا کہ یہ متعقل جملہ ہواور ماقبل سے جزء ہونے کی حیثیت ہے مر عبط نہ ہو، ایسی صورت میں یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان کر دہ قول نہیں ہوگا۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کا مقصد یہی تصر ی کر وانا تھا کہ آیا یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا جزء اور اس کا تتمہ ہے؟ یا کسی اور کا قول ہے اور اس روایت کا جزء نہیں؟ واللہ اعلم۔

فائده

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے بیمیاں اس اجازت کا ذکر نہیں کیا جو مناولہ یا مکاتبہ سے مجر تد ہو، اس طرح وجادہ، وصیت، اعلام، جو اجازات سے مجر تد ہوں، کا بھی ذکر نہیں کیا، گویا کہ وہ ان اقسام تحل کے قائل نہیں ہیں۔(۴۲)

پھر ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیہ دعویٰ کیا ہے کہ جہاں کہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "قال لی" کہتے ہیں وہ" اجازت" پر محمول ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ دعویٰ درست نہیں، اس لئے کہ بہت سارے مقامات کے تتبع و استقراء سے معلوم ہواکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بسااو قات اپنی صحیح میں "قال لیی "فرماتے ہیں جبکہ اسی کو دوسری کتابوں میں "حدثنا" سے تعبیر کرتے ہیں، حالا نکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "اجازت" سے حاصل کردہ روایات پر "تحدیث" کے اطلاق کے قائل نہیں ہیں، معلوم ہواکہ "قال لیی "والی روایات ان کے نزدیک مسموع روایات میں سے ہیں۔ البتہ اس صیغہ کا استعال وہ فرق ظاہر کرنے کیلئے کرتے ہیں کہ یہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ہے اور تحدیث والی روایت ان کی شرط پر پوری اترتی ہے (۳۳) واللہ اعلم۔

يجي بابقول المحدث ك تحت "طرق تحل مديث" كعنوان ك ذيل من بماس

⁽۴۲)ریکھے فتح الباری (جاص۱۵۱)۔

⁽۲۳) فخالباری (جاص ۱۵۲)۔

بحث كو تفصيلاً ذكر كر يجك بيل فارجع إليه ان شئت ـ

٨ - باب : مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ ٱلْمَجْلِسُ . وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي ٱلْحَلْقَةِ فَيَجَلَسَ فِيهَا.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجلس علم میں بیٹھنے کا طریقہ اور ادب بیان کر رہے ہیں کہ اگر کوئی آدمی آئے اور مجلس میں جگہ ہو، گنجائش موجود ہو تواس جگہ بیٹھ جائے یا جہاں مجلس ختم ہورہی ہے وہاں بیٹھ جائے، دونوں صور تیں جائز ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں ہی صور تیں چیش آئی ہیں، پھر ان میں سے کس صورت کو ترجیح حاصل ہوگی، بظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ترجیح نہیں دی، گویاوہ دونوں صور توں کی مساوات کے قائل ہیں۔

ما قبل سے مناسبت

حافظ قطب الدین علی رحمة الله علیه نے یہاں ایک اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے جو تراجم منعقد کئے وہ تین طرح کے ہیں، بعض میں تو آداب عالم کو بیان کیا ہے جیسے "باب من رفع صوته بالعلم"، "باب طوح الإمام المسألة علی أصحابه "اور بعض میں انہوں نے آداب معتلم کو بیان کیا ہے جیسے نہ کورہ باب، اور بعض میں انہوں نے طریقتہ تعلم اور اخذِ علم کاذکر کیا ہے، آداب معتلم کو بیان کیا ہے جیسے نہ کورہ باب، اور بعض میں انہوں نے طریقتہ تعلم اور اخذِ علم کاذکر کیا ہے، جیسے "باب القواء ة و العوض علی المحدث" اور "باب مایذکو فی المناولة "وغیره۔

علامہ قطب الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ باب یا تو"باب من رفع صوته بالعلم" کے بعد ہونا چاہیے، یا"باب طوح الإمام المسالة" کے بعد، تاکہ آدابِ عالم کے ساتھ آدابِ معلم بھی فدکور ہوجاتے، یہاں اس کوبے موقع ذکر کیا ہے۔ (۳۳)

علامه عینی رحمة الله علیه فرماتے بین که اس باب سے پہلے "مناوله" کاذکر آیا ہے جو محلس علم میں ہوتا ہے اللہ علیہ میں ہوتا ہے اللہ المحلس میں بیٹھنے کا طریقہ بتادیا۔ (۵۶)

⁽۳۳) و يحضي عمدة القارى (٢٢ص ٣١)

⁽۵۹)عمدة القارى (جمس ۲۳)_

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرماتے بيں كه اب تك جينے ابواب بھى ذكر كيے گئے بيں ان سب كا تعلق عالم سے ہے، للمذااب مصنف متعلم كے ابواب شروع كر رہے بيں۔(۱)اور بيد واقعہ بھى ہے، ديكھئے آواز عالم بلند كر تاہے، امتحان كے طور پر مسائل عالم بوچھتا ہے وہى "حدثنا، أخبر نا" كہتا ہے، اوراسى كے سامنے تلميذ پڑھتا ہے اور وہى على وجہ المناولہ اپنى روايات ديتا ہے، وہى كسى كے لئے اپنى روايات لكھتا ہے، سامنے تلميذ پڑھتا ہے اور وہى على وجہ المناولہ اپنى روايات ديتا ہے، وہى كسى كے لئے اپنى روايات لكھتا ہے، اب جب ان سب سے فارغ ہو گئے تو ادب الطالب بيان كرديا كہ وہ جب مجلس درس ميں آئے تو جہال محلس ختم ہو رہى ہو وہاں بيٹھ جائے اور اگر بچ ميں كہيں كشادگى اور گنجائش ہو وہاں بيٹھ جانے ميں كوئى مضائقہ نہيں۔واللہ اعلم۔

77 : حدّثنا إِسَّاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي مالِكُ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ بَنِ أَبِي طَالِبِ أَخْبَرَهُ ؛ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِي : أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلِيلَةِ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي السَّحِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللهِ عَلِيلَةِ وَذَهَبَ وَاحِدٌ ، قَالَ : فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللهِ عَلِيلِيّةٍ ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا : فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا ، وَأَمَّا وَاللهِ عَلَيلِيّةٍ عَالَى رَسُولُ اللهِ عَلَيلِيّةٍ قَالَ : (أَلا الآخَرُ : فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَأَمَّا النَّالِثُ : فَأَوى إِلَى اللهِ فَآوَاهُ اللهُ ، وَأَمَّا اللهِ عَلَيلِيّةٍ قَالَ : (أَلا أَخْبُرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ النَّلِيّةِ ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللهِ فَآوَاهُ اللهُ ، وَأَمَّا اللهُ عَرْضَ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللهُ ، وَأَمَّا اللهُ عَنْ اللهُ عَنْ اللهِ عَلَيلِيّهِ فَالَ : (أَلا مُنْ مَنْ اللهُ عَرْضَ فَأَعْرَضَ اللهُ عَنْ اللهُ عَنْ اللهُ عَلَى اللهِ عَلَيلًا فَاللهُ عَنْ اللهُ عَنْ اللهُ عَلَيْ فَاللهُ عَلَيْهِ فَاوَاهُ اللهُ ، وَأَمَّا اللهُ عَرْضَ فَأَعْرَضَ اللهُ عَنْ اللهُ عَنْ اللهُ عَلَى اللهِ عَلَيْقِ فَا اللهُ عَرْضَ فَا اللهُ عَلَيْهِ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ عَلَيْهُ عَلَى اللهُ عَلَيْهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَيْهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى الل

تراجم رجال (۱)اسلعیل

بدا المعيل بن الى اوليس رحمة الله عليه بين، ان كے حالات "كتاب الإيمان" "باب تفاضل

(۱) فتح البارى (جاص١٥١)_

(٣) قوله "عن أبي واقد الليثي" الحديث أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه (١٥ ١٩٠٣) في كتاب الصلاة، باب الحلق والجلوس فيها وإلا في المسجد، رقم (٣٤٣) ومسلم في صحيحه (٣٢ ١٤٠٣) كتاب السلام، باب من أتى مجلساً فوجد فرجة فجلس فيها وإلا وراء هم. والترمذي في جامعه، في كتاب الاستئذان، باب (بدون ترجمة، بعد باب ماجاء في كراهية أن يقول عليك السلام مبتدئاً، رقم (٢٤٢٣) وأحمد في مسنده (٢٥٥ ١٤٠).

أهل الإيمان في الأعمال" ك تحت گذر يك بيل (٣)

(۲)مالک

المام الك بن انس رضى الله عنه ك حالات "كتاب الإيمان" "باب من الدين الفواد من الفتن" ك تحت گذر يك بين (٣)

(٣) اسحاق بن عبدالله بن ابي طلحه

یہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری نجاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ابو طلحہ کا نام زید بن سہل ہے، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مجھتے ہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مال شریک بھائی ہیں (۵)۔

ان کی کنیت ابو کیلیا ابو نجی ہے۔(۱)

یداپین والد عبدالله بن ابی طلحه، اپنی چیاحصرت انس، و کوان ابوصالح السمان، عبدالرحمن بن ابی عمرة، ابوم و معلی عقیل بن ابی طلحه، اپنی چیاحصرت انس، و کوان ابوصالح السمان، عبد الرحمن بن ابی عمرة، ابوم و معلی عقیل بن ابی طالب اور ابوالمنذر مولی ابی ذر رحمهم الله تعالی و غیر و بن ابی کثیر، سحی بن سعید انصاری، عبد الملک بن عبدالعزیز بن جر سحی اور عکر مه بن عمار رحمهم الله تعالی و غیر و روایت کرتے ہیں۔ (2)

المام محيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة حجة" (٨)

امام ابوزرعه ،امام ابوحاتم اورامام نسائی رحمهم الله فرماتے ہیں "فقة" (٩)۔

⁽m)ويكي كشف البارى (ج٢ص ١١١)_

⁽⁴⁾ ويكية كشف البارى (ج٢ص ٨٠)

⁽۵)ويكي تهذيب الكمال (جمص ٢٣٨)

⁽٢)تهذيب التهذيب (جاص٢٢٠)_

⁽٤)شيوخ و تلافده كي تفصيل كے ليے ديكھتے تہذيب الكمال (ج٢ص ٣٣٥ ٥٥٥)

⁽٨) تبذيب الكمال (ج ٢ص ٢٥٨)

⁽٩) حواله بالا

المام ابن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة كثير الحديث"(١٠)

ابن حبان رحمة الله عليه فرماتے بيس "وكان مقدماً في رواية الحديث والإتقان فيه" _(١١) ام عجل رحمة الله عليه فرماتے بيس - "مدنى بصوى تابعى ثقة" (١١) _

٢ اهياس ك بعدان كانتقال موار (١٣) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(٣) ابومر ٥ مولى عقيل بن ابي طالب

ان کانام بزید ہے، ابومر تو کی کنیت سے مشہور ہیں (۱۳)، بعض حضرات نے ان کانام عبدالر حمٰن بتایا ہے۔ (۱۵) واقد می کہتے ہیں کہ بید دراصل ام هانی رضی الله عنها کے مولی تھے لیکن چو نکہ ہمہ وقت عقبل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہتے تھے اس لیے "مولی عقبل "مشہور ہو گئے۔ (۱۲)

انہوں نے حضرت عقیل، عمر و بن العاص، مغیرہ بن شعبہ ،ابوالدر داء،ابو هریرہ،ابو واقد لیٹی اور ام هانی رضی الله عنہم سے روایت حدیث کی ہے، جبکہ حضرت زبیر بن العوام رضی الله عنہ کی زیارت کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابراھیم بن عبداللہ بن محتین،اسحاق بن عبداللہ بن المحد، زید بن اسلم، سالم ابوالنضر، سعید مقبری،ابوحازم،وهب بن کیسان اور پزید بن عبداللہ بن الہادر حمہم اللہ وغیرہ حضرات ہیں۔(۱۷)

امام ائن سعدر حمة الله عليه فرمات مين "وكان ثقة قليل الحديث" (١٨)

⁽١٠) حواله بالا

⁽١١)الثقات لابن حبان (ج٣ص٣٣)_

⁽١٢) تعليقات تهذيب الكمال(٣٢٥ ٣٣٧) نقلاً عن الثقات للعجلي الورقة: ٣٠

⁽۱۳) تقريب التهذيب (ص١٠١) رقم (٣١٧)

⁽١٣) تهذيب الكمال (٣٢٦ ص ٢٩٠) و تقريب التهذيب (ص ٢٠١) رقم (٧٤٧)_

⁽١٥) تقريب التهذيب (٣٤٢) الكني

⁽١١)الطبقات لابن سعد (ج٥ص ١٤١)

⁽١٤) شيوخ و تلانه و كي تفعيل ك ليه ديميئة تهذيب الكمال (ج٣٦ص ٢٩٠)_

⁽۱۸)الطبقات (ج٥ص ١٤٤)

الم عجل رحمة الله عليه فرمات بين "مدنى تابعي ثقة" (١٩)

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان كو كتاب الثقات ميں ذكر كياہے۔ (٢٠)

حافظ ذهبى اور حافظ ابن حجر رحمهما الله في ال كو" فقه "قرار ديا ب_ (٢١) رحمه الله تعالى رحمة

و اسعة_

(۵)ابوداقداللیش

حضرت ابوواقد لیٹی رضی اللہ عنہ مشہو رصحابہ کرام میں سے ہیں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ حارث بن مالک، حارث بن عوف اور عوف بن الحارث کے تین اقوال ملتے ہیں، اپنی کنیت "ابوواقد" سے مشہور ہیں۔(۲۲)

امام بخاری، ابن حبان، باور دی، ابواحد الحاکم رحمهم الله ان کواصحاب بدر میں شار کرتے ہیں، جبکہ ابوعر رحمۃ الله علیہ نے انکار کیا ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ فتح کمہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ قدیم الاسلام ہیں۔(۲۳)

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتے ہیں۔(۲۴)

ان سے روایت کرنے والول میں سعید بن المسیب، سلیمان بن بیار، سنان بن ابی سنان الدولی، عبیدالله بن عبدالله بن عتبه بن مسعود، واقد بن ابی واقد، عبدالملک بن ابی واقد، عروة بن الزبیر، عطاء بن بیار، موسی بن طلحه بن عبیدالله اور ابوم و مولی عقیل رحمهم الله بین، بلکه کها جاتا ہے که حضرت ابوسعید

⁽١٩) تهذيب التهذيب (ج١١ص ١٤٥)

⁽۲۰)النقات (ج٥ص ١٢٥)_

⁽١١) الكاشف (٢٦ص ٣٩١) رقم (١٣٧٢) وتقريب التهذيب (ص٢٠٧) رقم (٧٠٧) _

⁽۲۲) الإصابة (جم ص ۲۱۵) و الاستيعاب بهامش الإصابة (جم ص ۲۱۵) و تهذيب الكمال (جم ٣٨٧) ـ

⁽۲۳) الإصابة (جمص ۱۱۵)_

⁽۲۳)تهذيب الكمال (ج٣٣٥ ٢٨٣)_

خدری رضی الله عند نے بھی ان سے روایت کی ہے۔(۲۵)

ان سے کل چوہیں حدیثیں مروی ہیں،ایک حدیث متفق علیہ ہے اور ایک حدیث میں امام مسلم متفرد ہیں۔(۲۲)

۱۸ ه پیران کی وفات ہوئی، جبکہ صحیح قول کے مطابق ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔(۲۷) واللہ اُعلم۔ اُن رسول الله صلی الله علیه وسلم بینما هو جالس فی المسجد والناس معه إذ اقبل ثلاثة نفر، فاقبل اثنان إلیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم وذهب واحد

آ تخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ معجد میں تشریف فرما تھے، اور لوگ آپ کے ساتھ تھے، احتفاد کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھے، استے میں تین آدمی باہر سے گذرتے ہوئے آئے، دو توان میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چل دیا۔

"أقبل ثلاثة نفر فاقبل اثنان "مين بظاہر اشكال ہو تاہے كہ جب تين آدى شروع سے آئے تو پھر دو آدميوں كے آنے كاكيامطلب ہے؟ سواس اشكال كے جواب كی طرف ہم نے ترجمہ كرتے ہوئے اشاره كياہے كہ يہ "أقبل ثلاثة نفريمر ون فاقبل اثنان منهم إلى دسول الله صلى الله عليه وسلم " كم معنى ميں ہے، گويا پہلى جگہ "أقبل " كے معنى بيں كہ وہ گذرتے ہوئے متوجہ ہوئے، اور دوسرى جگہ "أقبل " كے معنى بيں كہ وہ گذرتے ہوئے متوجہ ہوئے، اور دوسرى جگہ "أقبل " كے معنى جي گھر نے متوجہ ہوئے، اور دوسرى جگہ تاقبل " كے معنى مجلس مباركى طرف متوجہ ہوگئے۔ (٢٨)

یہ ایسابی ہے جیسے کوئی آدمی بیٹھا ہواور سامنے سے پچھ لوگ آرہے ہوں تو دور سے یہ سمجھ میں آئے گاکہ لوگ ادھر آرہے ہوں تو کہنے والا کہے گا ایک ہوا دھر آجا ئیں اور باقی چلے جائیں تو کہنے والا کہے گا ایک جماعت ادھر متوجہ ہوئی، تین تو مجلس میں آگئے اور باقی چلے گئے۔

پھر"نفو" كااطلاق تين سے لے كردس آدميوں پر ہو تاہے يہاں"اقبل ثلاثة نفر" كامطلب

⁽۲۵) حواله بالار

⁽۲۷)خلاصة الخزرجي (۱۲۳)_

⁽۲۷) تقریب التهذیب (ص۱۸۲) رقم (۸۳۳۳)

⁽۲۸)و یکھےفتح الباری (جاس۱۵۲)۔

ہے"اقبل ثلاثة رجالِ هم نفر"_(٢٩)

پر "نفو" چونکہ اسم جمع ہے اس وجہ سے "ثلاثلة" كيلئے تميير بنا درست ہے جو جمع كو مقتفى

مافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين كه مجهان تينول حضرات كنام كبين نبيل ملي (٣١) قال: فوقفا على رمول الله صلى الله عليه وسلم

راوی کہتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے پاس کھڑے ہوگئے۔

فأما أحدهما فرأى فرجة في الحلقة فجلس فيها، وأما الآخر فجلس خلفهم، وأما الثالث فأدبر ذاهباً

ان میں سے ایک نے تھوڑی سی خالی جگہ حلقہ میں دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا، دوسر اشخص لوگوں کے پیچھے بیٹھااور تیسر اتووہ پیٹھ موڑ کے چل دیا۔

امام بخاری رحمة الله عليه نے يہيں سے اپناتر جمد اخذ كياہے۔

فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألا أخبركم عن النفر الثلاثة؟ أما أحدهم فأوى إلى الله فآواه الله، وأما الآخر فاستحيا فاستحيا الله منه، وأما الآخر فأعرض فاعرض الله عنه

پھر جبر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوگئے توار شاد فرمایا: میں تمہیں تینوں کے حالات کی خبر نہ دوں؟!ایک نے اللہ کی پناہ لی اسے اللہ نے پناہ دے دی، دوسرے مخص کو حیا آئی تواللہ نے بھی اس سے حیا کی، تیسرے مخص نے اعراض کیا سواللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔

"أوى" كبلى جكد مجردت ہے اور دوسرى جكد مزيدسے ہے۔ "أوى ياوِى" كے معنى پناہ لينے كے بين اور "آوى" كے معنى جگد دينے اور ٹھكانددينے كے۔

⁽٢٩)حوال: بالا_

⁽٣٠)حواله بالا

⁽۳۱) فتح البارى (ج اص ۱۵۷)_

"فاوی إلى الله فآواه الله"كا مطلب به به که جو هخص الله اورالله کے رسول کی مجلس کی طرف جمک گیاالله نے اس کواپند دامن رحمت میں جگه دے دی اور اپنی رضا عطافر مادی۔(۳۲)

"و أما الآخو فاستحیا"

استحیاء کے دومعنی بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) مشہور معنی تو''استحیاء من المواحمة'' کے کئے گئے ہیں، یعنی مجلس میں گھس کر مزاحمت کرنے سے اس کوشرم آئی اس لئے پیچھے بیٹھ گیااور تخطی رقاب سے اجتناب کیا۔(۳۳)

(۲) دوسرے معنی ''استحیاء من الذهاب من مجلس دسول الله صلی الله علیه وسلم'' کے گئے ہیں۔ (۳۳) چنانچہ امام حاکم رحمۃ الله علیه کی روایت میں سبب استحیاء کی طرف اشارہ ہے ''ومضی الثانی قلیلاً ثم جاء فجلس ''(۳۵) لینی دوسر اشخص بھی تیسرے آدمی کی طرح جانے لگا تھا لیکن پھر جانے سے شرماگیا اور لوٹ کر پیٹھ گیا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ پہلے معنی لینی "استحیاء من المراحمة" لئے جائیں تودوسرے شخص کامر تبداس پہلے شخص سے بلند ہوگا جو آگے جاکر بیٹھ گیا۔

اور دوسرے احمال لیعن "استحیاء من الذھاب" کی صورت میں پہلے شخص سے توادنی مرتبہ ہوگا البتہ تیسرے شخص سے اعلیٰ ہوگاجو مجلس میں بیضائی نہیں بلکہ چلا گیا۔(۳۲)

حضرت شاہ ولی الله رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ به جملہ مدح وذم دونوں کا حمّال رکھتاہے، اگراس کے معنی"استحیاء من تخطی الموقاب و الموزاحمة" ہوں توبید مدح پر دلالت کر تاہے اور اگراس کے معنی"استحیاء من أخذ العلم" ہوں توبی فرمت پر دال ہے۔ (۳۷)

⁽٣٢) فتح الباري (ج اص ١٥٤) _

⁽٣٣) فخ الباري (ج اص ١٥٤)

⁽٣٣) حواليه بالا

⁽۳۵)حواله بالا

⁽٣٢) او جز المسالك (ج١٥ص١١٢) جامع السلام

⁽٣٤) رساله شرح تراجم ابواب البخاري مطبوعه مع صحيح بخاري (ج اص ١٥) د

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جو پہلے معنی بیان کئے ہیں یہ تو ہی ہیں جس کو ہم نے اول نمبر پر بیان کیا ہے، لیکن دوسرے معنیٰ جو شاہ صاحب نے بیان کئے ہیں یہ کسی شارح نے ذکر نہیں کئے گویا یہ اس جملے کے ایک تیسرے معنیٰ ہو قئے۔واللہ اعلم۔

فاستحيا الله منه

الله تعالیٰ نے اس سے حیاء کی۔ یعنی اس کی حیار الله نے اس کو بدلہ عطافر مایا کہ اس کے مزاحمت نہ کرنے کی وجہ سے اس پر رحم و کرم فرمایا، اس کا تھوڑا سا چلا جانا معاف فرمادیا اور اس پر مواخذہ نہیں فرمایا۔(۳۸)

وأماالآخرفأعرض فأعرض الله عنه

تیسرے مخص نے اعراض کیا تواللہ تعالی نے بھی اس کے ساتھ اعراض کامعاملہ فرمایا، یعنی اس کے اعراض کرنے پراللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگئے۔

یہ جملہ إخباریہ ہے یادعائیہ ؟ دونوں اختال ہیں (۳۹) اقرب یہ ہے کہ اخباریہ ہو، قاضی عیاض کا رجحان اسی طرف ہے (۴۰)، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "فاستغنی فاستغنی الله عنه"(۳) یعنی اس نے استغناظ امر کیا تواللہ عزوجل نے بھی اس سے استغناء ہرتا۔

امام نووی رحمة الله علیه فرماتے ہیں بظاہریہ شخص حضور صلی الله علیه وسلم کی مجلس سے بلاعذر اعراض کرکے گیا تقلا۳۲)۔ ورنہ معذوری ایسی چیز ہے کہ وہ خیر ہی کی جالب ہے،اس کی وجہ سے مؤاخذہ نہیں ہو تا۔ کرکے گیا تقلا۳۲)۔ ورنہ معذوری ایسی چیز ہے کہ وہ خیر ہی کی جالب ہے،اس کی وجہ سے مؤاخذہ نہیں ہو تا۔ لیکن اس توجیه کی ضرورت اس وقت ہے جبکہ یہ تیسر اشخص مومن ہو جبکہ یہ عین ممکن ہے کہ

⁽٣٨) ديكيئة فتح الباري (ج اص ١٥٧) وشرح نووي (ج ٢ص ٢١٧)_

⁽٣٩) اوجز المسالك (ج١٥ص١١) وفتح البارى (ج١ص١٥)

⁽٥٠)و يحي اكمال إكمال المعلم للأبي (ح٥ص ٣٣٣)_

⁽۱۸) فخ البارى (جاص ۱۵۷)_

⁽٣٢) شرح النووي (٢٥ص٢٥) كتاب السلام، باب من أتى مجلساً فوجد فرجة فجلس فيها وإلا وراء هم

یہ منافق ہو، حافظ ابن عبدالبر نے اس کواختیار کیاہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے منافق ہی اعراض کر سکتا ہے۔ (۴۳)واللہ اعلم۔

۹ - باب : قَوْلِ آلنَّبِيَّ عَلِيْكَ : (رُبَّ مُبَلَّغ أَوْعَى مِنْ سَامِع) . [ر: ١٦٥٤] ما قبل كي باب سے مناسبت

ند کورہ باب اور باب سابق کے در میان مناسبت سے ہے کہ اس باب میں "مبلغ" (بفتح اللام)کا حال مذکورہ بہ جبکہ باب میں "مبلغ" (بفتح اللام)کا حال مذکورہ، جبکہ باب سابق میں علقہ میں بیٹھنے والے کا،جو کہ منجملہ مبلغین ہے، کیونکہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقات جہاں علوم اوران کو سکھنے کے امر پر مشتمل ہوتے تھے وہاں غائبین تک تبلیغ کا مکلّف بھی بنایا جاتا تھا۔ (۴۳)

ترجمة الباب ميں مذكور تعليق كي تخريج

ترجمة الباب میں فد کور حدیثِ معلق "رب مبلغ أوعیٰ من سامع" کی تخریج خود امام بخاری رحمة الله علیه نے اس باب میں "بالمعن" اور آگے کتاب الحج، "باب الخطبة أیام منی "میں بلفظ کی ہے۔ (۵۹) حافظ قطب الدین حلبی رحمة الله علیه اور ان کی اتباع کرنے والے بعض شراح نے اس حدیث کی حافظ قطب الدین حلبی رحمة الله علیه اور ان کی اتباع کرنے والے بعض شراح نے اس حدیث کی تخریج کی نبیت ترفدی شریف میں حضرت عبدالله بن مسعودر ضی الله عنه کی حدیث کی طرف کی ہے۔ (۲۷) جس سے مترشح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے اس کی تخریج میں اس کی تخریج کی ہے، لبندااس کاحوالہ دینا چاہئے تھا۔ بخاری رحمة الله علیه نے خودا پی صحیح میں اس کی تخریج کی ہے، لبندااس کاحوالہ دینا چاہئے تھا۔

ترجمة الباب كامقصد

حافظ قطب الدين حلبي رحمة الله عليه نے فرمايا كه اس باب كا مقصداس بات پر تنبيه ہے كه اگر

⁽٣٣) شرح الزرقاني على مؤطا الإمام مالك (ج٣٥ ٣١٠) جامع السلام، قم (١٨٥٤) ـ

⁽۲۲)عدة القارى (جعص ۲۳)_

⁽٣٥) ديكه ميح بخارى (جاص٢٣٥) كتاب الحج، باب المخطبة أيام مني، رقم (١٤٣١)_

⁽٢١) وكيم جامع ترمذي، كتاب العلم، باب ماجاء في الحث على تبليغ السماع، وقم (٢١٥٧)

حدیث پڑھانے والاغیر عارف اور غیر محقق ہو، لیکن جو کچھ وہ بیان کر رہاہے وہ محفوظ ہو تواس کی حدیث بھی لی جاسکتی ہے۔ (۴۷)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے اس بات کار د کرنا مقصود ہے جو مشہور ہے کہ شاگر داستاذ سے علم میں کم ترہی ہوتا ہے۔ (۴۸)

حضرت شخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمة الله علیه فرماتے بین که امام بخاری رحمة الله علیه کی غرض اس باب کی تر غیب دینا ہے کہ اپنے سے کم ترسے بھی علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (۴۹) کیونکہ حضور اکرم صلی الله علیه وسلم فرمارہ ہیں" رب مبلغ أوعیٰ من سامع" بعض بلا واسطہ سننے والے" أوعیٰ" احفظ" اور" افھم" ہوتے ہیں۔

امام وكيم اور سفيان بن عيينه رحمهما الله فرمات بي "إنه لاينبل المحدث حتى يكتب عمن هو فوقه ومثله و دونه" ـ (۵۰)

حضرت امام بخاری رحمة الله علیه سے جورباعیات نقل کی جاتی ہیں(۵۱) ان میں بھی یہ مضمون وارد ہے،ان رباعیات کواگر چہ سیوطی وغیرہ نے بغیر کسی نقذ کے ذکر کر دیا ہے(۵۲) لیکن حافظ ابن حجر رحمة الله علیہ کی رائے یہ ہے کہ بیر ثابت نہیں (۵۳) والله اعلم۔

⁽٢٨)عدة القارى (جعص ٣٨)_

⁽۲۸) لامع الدرارى (٢٦ص١).

⁽٣٩) الأبواب والتراجم (ص١٦)_

⁽۵۰) و كيمية الجامع الاخلاق الراوى وآداب السامع للخطيب (ص ٣٧٣) رقم (١٢٢٥ و ١٢٢١) الكتابة عن الأقران، و (ص هـ ٥٠) رقم (١٢٢٥ و ١٢٢١) الكتابة عن الأقران، و (ص ٣٧٣) رقم (١٢٧٢) كتابة الأكابرعن الأصاغر. ومقدمة ابن الصلاح (ص ٢٣٩ و ٢٣٩) النوع الثامن والعشرون معرفة آداب طالب الحديث. وفتح المغيث للعراقي (ص ٣٠٠) وفتح المغيث للسخاوى (٣٣٥ ص ٢٩٧) و وتدريب الراوى (٣٢٥ ص ١٣٨) .

⁽۵) يه رباعيات يه إلى "واعلم أن الرجل لايصير محدثا كاملاً في حديثه إلابعد أن يكتب أربعاً مع أربع كأربع، مثل أربع، في أربع، عند أربع، بأربع، على أربع، عن أربع، لأربع، وكل هذه الرباعيات لاتتم إلا بأربع، مع أربع، فإذا تمت له كلها هان عليه أربع، وأثابه في الآخرة بأربع، فإذا صبر على ذلك أكرمه الله في الدنيا بأربع، وأثابه في الآخرة بأربع. ويحكم تدريب الراوى (ج ٢ ص ١٥٧) آخر النوع الثامن والعشرين معرفة آداب طالب الحديث، ومقدمة أوجز المسائل (ص ١٧٩) على يحكم والديم المحديث، ومقدمة أوجز المسائل (ص ١٧٩).

⁽۵۳) ويكيئ مقدمة أوجز المسالك (ص١٣٠)

٧٧ : حدّثنا مُسَدَّدُ قَالَ : حَدَّثنا بِشْرُ قَالَ : حَدَّثنا آبْنُ عَوْنٍ ، عَنِ آبْنِ سِيرِ بِنَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمُنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ : ذَكَرَ النّبِي عَلِيلِيْهِ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ – أَوْ الرَّحْمُنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ : ذَكَرَ النّبِي عَلِيلِيْهِ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ – أَوْ الرَّمْهِ بِعَلَى السَّمِهِ ، قَالَ : (أَلَيْسَ يَوْمَ النَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى السَّمِهِ ، قَالَ : (أَلَيْسَ يَوْمَ النَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِعَيْرِ السَّمِهِ ، فَقَالَ : النَّعَرْ اللهِ ، قَالَ : (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ ، وَأَمْوَالَكُمْ ، وَأَعْرَاضَكُمْ ، بَيْنَكُمْ (أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ) . قُلْنَا : بَلَى ، قَالَ : (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ ، وَأَمْوَالُكُمْ ، وَأَعْرَاضَكُمْ ، بَيْنَكُمْ وَأَلْ : رَفَإِنَّ دِمَاءَكُمْ ، وَأَمْوَالُكُمْ ، وَأَعْرَاضَكُمْ ، بَيْنَكُمْ وَرَامٌ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، لَيْبَلِّغُ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ) .

[0.1 : 3071 : 077 : 3313 : 0770 : VFFF : P. V)

تراجم رجال

(۱) مسدو: یه مشهوراهام حدیث مسدوبن مسرهداسدی رحمة الله علیه بین ان کے مخضر حالات "کتاب الإیمان" باب من الإیمان أن یحب الم خید ما یحب لنفسه" کے تحت گذر کے بین۔ (۵۵) "کتاب الإیمان "بنر بن المفسل بن لاحق رَقاشی بھری دحمة الله علیه بین ان کی کنیت ابواساعیل ہے۔ (۵۲) بشر: یه بشر بن المفسل بن لاحق رَقاشی بھری دحمة الله علیه بین ابی عروبه، سلمه بن علقمه، سهیل انہوں نے اساعیل بن امیه، حمید الطّویل، خالد الحذاء، سعید بن ابی عروبه، سلمه بن علقمه، سهیل بن ابی صالح، شعبه بن الحجاج، عاصم بن کلیب، عبد الله بن عون، یحی بن سعید انصاری، هشام دستوائی، عمر بن المنكدر، قرق بن خالد اور یونس بن عبیدر حمیم الله تعالی وغیره سے حدیث كاساع كیا ہے۔

(۵۳) قوله: "عن أبيه" الحديث أخرجه البخارى أيضاً في صحيحه (١٥ ص ٢١) في كتاب العلم، باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب، رقم (١٥٠) وفي (١٥٥ ص٣٥ ٣٥٠ ٢٥٠ كتاب العائب، رقم (١٥٠) وفي (١٥٥ ص٣٥ ٣٥٠ ٢٥٠ كتاب الغائب، رقم (١٥٥) وفي (١٥٥ ص٣٥ ٢٥ كتاب العائب، باب ماجاء في سبع أرضين، رقم (١٩٩٧) وفي (٢٧٣ ص٢٥ كتاب المعازى، باب حجة الوداع، رقم (٢٠٥ ص٣٠٠) في (٢٦٠ ص٢٤ كتاب الله.....، في (٢٦٠ ص٢٤ كتاب التفسير، صورة براء ة ، باب :إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً في كتاب الله.....، رقم (١٩٢٥) و في (٢٢٠ ص٣٥ كتاب الأضاحي، باب من قال : الأضحى يوم النحر، رقم (١٥٥٥ و في (٢٢٥ ص٣٥ ١٠) كتاب الفتن باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : لاترجعوا بعدى كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض، رقم (١٥٥٨) و في (٢٠٥ ص١٥) و في (٢٠٠٥ ص١٥) و وحوه يومنذ ناضرة إلى ربها ناظرة، رقم (١٥٣٠ ع) ومسلم في في (٢٠٠ ص١٥ الكوم، رقم (١٩٣٥) و (١٩٣٥) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٧) المناسك، باب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٥) و(١٩٣٨) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٧) و (١٥٥ مي كتاب المناسك، باب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٥) و(١٩٣٨) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٧) و (١٥٥ مي كتاب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٥) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٧) و (١٥٥ مي كتاب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٥) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٧) و (١٥٥ مي كتاب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٥) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٠) و (١٥ مي كتاب الأشهر الحرم، رقم (١٩٣٠) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب من بلغ علماً، رقم (١٣٣٠)

(۵۲) تهذيب الكمال (جمص ١٨١ه ١٨١)

ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ٹمید بن مُنعدہ، عبید الله بن عمر القوار بری، عثمان بن ابی شیبہ، عفان بن مسلم، علی بن المدینی، عمر و بن علی، مسد و بن مسرھد، نصر بن علی جہنسی، ابوالولید هشام بن عبد الملک طیالسی اور لیقوب بن ابر اھیم دور تی رحمہم الله تعالی وغیرہ ہیں۔(۱)

الم احدر حمة الله عليه فرمات بين "إليه المنتهى في التثبت في البصرة" (٢)

امام سحی بن معین رحمة الله علیه سے بوچھا گیا" من أثبت شیوخ البصریین؟" توانہوں نے ایک جماعت کانام لیا،ان میں بشر بن المفضل کانام بھی لیا(۳)۔

امام ابوزر عد، امام ابوحاتم اور امام نسائی رحمهم الله فرماتے ہیں ' ثققة'' (۴)۔

امام محد بن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة كثير الحديث."(۵)

امام ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الثقات ميس ذكر كيا ہے۔ (١)

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة فقيه البدن() ثبت في الحديث" حسن الحديث، عب سنة "_(٨)

امام بزار رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" (٩)_

⁽۱) شيوخ و تلانده كي تفعيل كے لئے ديكھئے تہذيب الكمال (ج ٢٥٠/١٥٠)_

⁽٢) تهذيب الكمال (جسم ص١٥٠)_

⁽٣) حواله بالا

⁽٣) حواله بالا

⁽۵)طبقات ابن سعد (ج2ص۲۹۰)۔

⁽٢) الثقات لابن حبان (ج٢ص٩)_

⁽²⁾قال الشيخ محمد عوامة نقلاً عن الشيخ العلامة عبدالله العُمارى: "كلمة "فقيه البدن"يقولها المحدثون، ويقول الاصوليون: "فقيه النفس"، ومعناها: أن الشخص تمكن في الفقه حتى اختلط بلحمه ودمه، وصار سجية فيه، ومراد المحدثين بها ترجيح الراوي الموصوف بها ولو كان أقل من الثقة، بحيث لوتعارضت رواية الصدوق الفقيه البدن مع رواية الثقت غيرالمتقن، قدّمت رواية الصدوق المذكور". انظر دراسات بين يدي "الكاشف" (١٥ص٣٥) الفاظ المجرح و التعديل في "الكاشف".

⁽٨) تهذيب العبذيب (جاص٥٩)

⁽٩) والديالا

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "وف كان حجة" (١٠)

حافظ ابن حجرر حمة الله عليه فرمات بين "فقة ثبت عابد" (١١)

٨٥ اه يس ان كانتقال جوا (١٢) وحمه الله تعالى رحمة واسعة

(س) ابن عون

یہ عبداللہ بن عون بن اُد طبان مُر نی بھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کی کنیت ابو عون ہے۔(۱۳)

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت تو کی ہے البندان سے ساع ثابت نہیں ہے۔(۱۴)

یہ ابووا کل شقیق بن سلمہ، شعبی، حسن بھری، محمد بن سیرین، قاسم بن محمد،ابراھیم نخعی، مجاھد،
سعید بن جُہیر، مکول انس بن سیرین، رجاء بن حیوہ اور ابورجاء مولی ابی قلابہ رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے
روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے سفیان توری، شعبہ بن الحجاج، عبداللہ بن المبارک، نضر بن شمیل، اساعیل بن علیہ، یزید بن هار وان، اسحاق الازرق، از هر السمّان، ابوعاصم النبیل اور امام اصمعی رحمهم الله تعالیٰ روایت حدیث کرتے ہیں (۱۵)۔

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "جمع لابن عون من الإسناد مالا يجمع لأحد من أصحابه"_(١٦)

حشام بن حسّان رحمة الله عليه فرمات بين "حدثنى من لم توعيناي مثله" اور پهر انهول في

⁽١٠) الكاشف (جاص٢٦٩ و١٤٠) رقم (٥٩٨)_

⁽١١) تقريب التهذيب (ص١٢١) رقم (٢٠٣) _

⁽١٢)تهذيب الكمال (ج٣٥ ١٥١)_

⁽١٣) تهذيب الكمال (ج١٥ص ٣٩١)_

⁽۱۳) تهذیب الکمال (ج۱۵ ص۳۹۵) وقال الذهبی فی السیر (ج۲ ص۳۲۳): "وما وجدت له سماعاً من أنس بن مالك، و لا من صحابی، مع أنه ولد فی حیاة ابن عباس وطبقته، و كان مع أنس بالبصرة، وقد ورد عنه أنه رأي أنساً وعلیه عمامة خز" (۱۵) شیوخ و تلافه کی تفصیل کے لئے دیکھئتھذیب الکمال (ج۱۵ ص۳۹۷ س۳۹۵) وسیر أعلام النبلاء (ج۲ ص۳۲ سو۳۹۵) (۱۲) تهذیب الکمال (ج۱۵ ص۳۹۷ سو۳۹۷) و سیر أعلام النبلاء (ج۲ ص۳۹۷ سو۳۹۵)

ابن عون کی طرف اشاره کیا(۱۷)۔

الم عبدالله بن المبارك رحمة الله عليه فرمائة بين "مارأيت أحدًا ذكولي قبل أن ألقاه، ثم لقيته إلا وهو على دون ما ذكولى، إلا ابن عون، وحيوة، أوسفيان، فأما ابن عون فلو ددت أنى لزمته حتى أموت أويموت "-(١٨)

عبد الرحمن بن مهدى رحمة الله عليه فرماتے بين "ما كان بالعواق أحد أعلم بالسنة منه" ـ (١٩)

قرة بن غالد رحمة الله عليه فرماتے بين "كنا نتعجب من ورع ابن سيرين فأنساناه ابن عون" ـ (٢٠)

عيسى بن يونس رحمة الله عليه فرمات بين كان أثبت من هشام يعنى ابن حسان "(٢١)-

ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "فقة، وهو أكبر من التيمي" ـ (٢٢)

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "وكان ثقة كثير الحديث ورعاً "_(٣٣)

المام نسائى رحمة الله عليه فرمات يين "القة ما مون" (٢٣)-

نیزایک مقام پر فرماتے ہیں "ثقة ثبت"۔(۲۵)

ابن حان رحمة الله عليه فرمات بي "كان عبدالله بن عون من سادات أهل زمانه عبادة، وفضلاً، وورعاً، ونسكاً، وصلابة في السنة، وشدة على أهل البدع" ـ (٢٦)

⁽١٤)سير أعلام النبلاء (٢٢ص٣٦٥)_

⁽١٨)تهذيب الكمال (ج١٥٥ص٠٠٠)_

⁽١٩) حوالنه بالا

⁽٢٠)حواله بالا

⁽۲۱) تهذيب التهذيب (ج٥ص ٣٣٨)

⁽۲۲)حوالت بالار

⁽۲۳) طبقات ابن سعد (ج ۷ ص ۲۲۱)_

⁽۲۳)تهذیب التهذیب (۵۵ س۳۸)

⁽٢٥) والديالا

⁽٢٢)الثقات لابن حبان (ج ٢ص)_

امام بزار رحمة الله عليه فرمات مين "كان على غاية من التوقى"_(٢٧)

عثان بن الى شيبه رحمة الله عليه فرمات بين "فقة صحيح الكتاب"_(٢٨)

الم عجل رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة رجل صالح" ـ (٢٩)

ان سے اصحاب اصول ستہ نے روایات لی ہیں۔(۳۰)

اهاه مين ان كانتقال موا_ (٣١) رجمه الله تعالى رحمة واسعةً

(۴) ابن سیرین

یہ آگام محمد بن سیرین انساری بھری رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے حالات "کتاب الإیمان، باب اتباع الجنائز من الإیمان" کے تحت گذر کے بیں۔(۳۲)

(۵)عبدالرحمن بن ابي بكره

یه حضرت ابو بکره نفیج بن الحارث ثقفی رضی الله عنه کے صاحر ادے ہیں، ان کی کنیت ابو بحریا ابو حاتم ہے۔ ان کو "اول مولو دولد فی الإسلام بالبصرة" کا عزاز حاصل ہے۔ (۳۳)

حضرت عبدالله بن عمرو، حضرت علی، اپنے والد حضرت ابو بکرہ، افتج عصری اور اسود بن سریع رضی الله عنهم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابوبشر جعفر بن ابی و شیہ ، خالد الحذاء ، عبد الله بن عون ، عبد الملک بن عمیر ، قنادہ ، محمد بن سیرین اور یونس بن عبیدر حمہم الله تعالی وغیر ہ حضرات روایت ِ حدیث کرتے ہیں۔ (۳۴)

⁽۲۷) تهذيب التهذيب (ج٥ص ٣٣٨)

⁽۲۸)تهذیب التهذیب (۲۸)

⁽٢٩)حواليه بالا

⁽٣٠) ديكھنے ذركورہ بالاكتب رجال۔

اس) الكاشف (ج اص ٥٨٢) رقم (٢٨٩٧)_

⁽۳۲)ديكھ كشف البارى (ج ٢ص ٥٢٣)

⁽mm) ديك تهذيب الكمال (ج2اص ٥) وسير أعلام النبلاء (جسم ٣١٩ و٣٢١) ر

⁽٣٢) شيوخ و تلافده كي تفصيل كيلية ديكهية تهذيب الكمال (ج) ماص ٥ و٢)_

امام ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "وكان ثقة له أحاديث ورواية" ـ (٣٥) امام عجل رحمة الله عليه فرماتے بين "بصوى تابعى ثقة" ـ (٣١)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"ولد زمن عمر، وکان ثقة کہیرالقدر مقرئاً عالماً"۔(۳۷)

> ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكماب الثقات مين ذكر كيا بـ (۳۸) امام نووى رحمة الله عليه فرماتے بين "واتفقوا على توثيقه" (۳۹) ۹۲ هين ان كى وفات بوكى (۴۰) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

> > (۲) حضرت ابو بكره رضى الله عنه

حضرت ابو بكره رضى الله عنه كے حالات كتاب الإيمان، "باب وإن طائفتن من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما"كے تحت گذر كيے ہيں۔(۱۳)

ذكرالنبي صلى الله عليه وسلم قعد على بعيره

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکر معلقہ کا ذکر کیا کہ آپ اپنے اونٹ پر تشریف فرما

is

اس جملہ میں ''ذکر'' کے اندر ضمیر متنتر حضرت ابو بکر ہر ضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخوں میں اس سے پہلے ''قال'' بھی ہے،اس کے اندر موجود ضمیر متنتر عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی طرف راجع ہے۔

⁽٣٥) الطبقات لابن سعد (ج2ص١٩٠)_

⁽۳۲) تهذيب التهذيب (٢٢ص١١)

⁽٣٤)سير أغلام النبلاء (ج٣٥ ١٣٢)

⁽٣٨) الثقات لابن حبان (ج٥ص ١٤)_

⁽٣٩) تهذيب الأسماء واللغات (ج اص ٢٩٥)

⁽٢٠)سير اعلام النبكاء (٢٠٥ ص٢٠٠)

⁽۱۲)د يكفئے كشف البارى (ج ٢ص ٢٢٥)_

(٣٣) فتح الباري (جاص ١٥٨)

وأمسك إنسان بخطامه أوبزمامه

اورایک آدمیاونٹ کی نکیل یا اس کی باگ تھامے ہوئے تھا۔

اس "إنسان" ہے كون مراد ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہيں كہ اس سے حضرت بلال رضى الله عنها كہتى ہيں "حججت في الله عنه مراد ہيں، كيونكه نسائى كى روايت ميں حضرت أم الحصين رضى الله عنها كہتى ہيں "حججت في حجة النبى صلى الله عليه وسلم، فرأيت بلالاً يقود بخطام راحلته....."(٢٢)

اور بعض حفرات کہتے ہیں کہ یہ عمروبن خارجہ تھے، کیونکہ "سنن"کی روایت میں حضرت عمروبن خارجہ رضی اللہ علیه وسلم" (۳۳)

لیکن حافظ ابن حجر رحمة الله علیه فرماتے ہیں که صحیح بیہ ہے که بیه خود راوی حدیث یعنی حضرت ابو بکره رضی الله عند ہیں، کیونکه اساعیلی کی روایت میں اسی حدیث میں نصر سے موجود ہے" خطب رسول الله علی راحلته یوم النحر، وأمسكت الله علی راحلته یوم النحر، وأمسكت إما قال بخطامها، و إما قال: بزمامها" (۳۲)

اس روایت ہے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ روایت باب میں جو خطام وزمام کے در میان تردید اور شک وار دہے وہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہیں بلکہ ان سے نیچے کسی راوی کی

(۲۲)سنن النسائي الصغرى (۲۶ ص ۲۸ و۲۹) كتاب مناسك الحج، باب الركوب إلى الجمار و استظلال المحرم، و المنظلال المحرم، و السنظلال المحرم، و قر ۲۷۱) ـ والسنن الكبرى (۲۲ ص ۳۳۷) كتاب الحج، باب الركوب إلى الجمار واستظلال المحرم، و قر ۲۷۱) ـ

(٣٣)قال الحافظ في الفتح (جاص ١٥٨): "وقد وقع في السنن من حديث عمروبن خارجة قال: كنت آخذاً بزمام ناقة النبى صلى الله عليه وسلم. انتهى، فذكر بعض الخطبة" ولكنى لم أجد هذا اللفظ فيما رجعت إليه من المصادر فقد أخرج هذا اللحديث النسائى في سننه الصغرى (ج ٢ ص ١٣١، كتاب الوصايا، باب إبطال الوصية للوارث، وفي سننه الكبرى (ج ٤ ص ١٠١) كتاب الوصايا، باب، إبطال الوصية للوارث رقم ٢٤٦٨. ١٤٤٠ والترمذى في جامعه في كتاب الوصايا، باب ماجاء لاوصية لوارث، رقم (١٢١١) وابن ماجه في سننه، في كتاب الوصايا، باب : لاوصية لوارث، رقم (٢٢١٦) وابن ماجه في سننه، في كتاب الوصيا، باب الوصية لوارث، رقم (٣٢٦) وليس في واحد من هذه المصادر اللفظ الذي نقله الحافظ عن "السنن" نعم روى أحمد في مسنده (ج٣٥ ص ١٩٨١ و ٢٣٨٠): واحد من هذه المصادر اللفظ الذي نقله الحافظ عن "السنن" نعم روى أحمد في مسنده (ج٣٥ ص ١٩٨١ و ٢٣٨٠): كان يريد أن يكتب "وقد وقع في السنن...." سبق قلم، وقد

طرف ہے۔ (۴۵)

پھر "خطام" اور "زمام" دونوں ایک ہیں ؟یادونوں میں فرق ہے؟

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے دونوں کو متر ادف قرار دیاہے اور کہاہے کہ اونٹ کی ناک میں حلقہ ڈالا جاتاہے اس حلقہ میں دو طرف سے جورتی باند ھی جاتی ہے اس رسی کو "خطام" یا" زمام" کہتے ہیں۔ (۳۷)

صاحبِ مخار الصحاح نے بھی "خطام" کی تفییر "زمام" سے کی ہے (۴۷)اور پھر "زمام" کی تفییر وہی کی ہے جوا بھی ہم نے اوپر ذکر کی، مزید اضافہ یہ بھی کیا ہے کہ اس "زمام" (چھوٹی رسی) کے ساتھ "مہار" باند ھی جاتی ہے اور کبھی مہار پر "زمام" کااطلاق کر دیا جاتا ہے۔ (۴۸)

جبکہ دیگر اصحاب لغت کی تشریح سے معلوم ہو تا ہے کہ "محطام"اور" زمام" میں فرق ہے، "
زمام"اس باریک رسی کو کہتے ہیں جوناک میں ڈالی جاتی ہے اور "خطام" "مہار" کو کہتے ہیں (۴۹) واللہ اعلم۔

آپ نے پوچھایہ کون سادن ہے؟ ہم خاموش ہوگئے؛ حتی کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی اور نام بتائیں گے، آپ نے پوچھاکہ یہ یوم النحر شہیں ہے؟ ہم نے کہا کہ "کیوں نہیں "۔

روایت باب میں "سکتنا" ہے، جبکہ کتاب الحج کی روایت میں "قلنا: الله ورسوله أعلم"
ہے(۵۰)، بظاہر اس طرح دونوں روایتوں میں تعارض ہوجا تا ہے۔

اس كاجواب بدہے كه بوسكتاہے كه بعض حضرات نے سكوت كيا بواور بعض حضرات نے "الله

⁽۵۸) حوالد بالا

⁽۲۲) والدبالا

⁽٧٤) مختار الصحاح (١٨١) ماده "خطم"

⁽٣٨)محتار الصحاح(٣٤٥) ماده "زمم"

⁽٢٩) ويكي النهاية (ج٢ص٥٠) مادة "خطم"

⁽٥٠) ديك صحيح بخارى (جاص ٢٣٣) كتاب العج، باب الخطبة أيام مني، رقم (١٧١١)_

و رسوله أعلم "كهامو_

یہ بھی ہوسکتاہے کہ پہلی مرتبہ پوچھنے پرسکوت کیا ہواوردوسری مرتبہ پوچھنے پر "الله ورسوله اعلم" کہا ہو۔

لیکن یہ دونوں جواب اخمال محض کے درجہ میں ہیں، اصل میں صحابہ کرام نے "الله ورسوله اعلم" ہی کہا تھا، لیکن اس کو راوی نے گا ہے اختصار آ "فسکتنا" سے تعبیر کردیا، ای : فسکتنا عن الحجواب، ظاہر ہے "الله ورسوله اعلم" کہنا جواب نہیں ہے بلکہ یہ سکوت عن الجواب ہے اور جواب الله اور الله کے رسول صلی الله علیہ وسلم کی طرف مفوض کیا جارہا ہے۔

پھر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں توبیہ کہ صحابہ نے "اللہ و رسولہ أعلم" کہا، جبکہ كتاب الحج میں حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہ كی روایت میں آرہاہے كہ صحابہ نے جواب میں "يوم حوام" كہا(۵)اس طرح ان دونوں روايتوں میں تعارض ہو گیا۔

اس تعارض كو كئي طريقے سے دور كيا كيا ہے:

اول توبیر که حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے جب سوال فرمایا تو بعض لوگوں نے "الله ورسوله أعلم" کهه دیا اور بعضول نے "یوم حوام" کهه دیا، لیکن به بعید معلوم ہو تاہے۔

دوسر اجواب به ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ پوچھاہو، پہلی مرتبہ ان حضرات نے "اللہ ورسوله اعلم" کہا ہواور دوسری مرتبہ "یوم حوام" کہا ہو۔ لیکن سیاق و طرز حدیث اس جواب کو بھی بعید بتارہاہے۔

تیسراجواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے دودن خطبہ دیا ہو، پہلے دن تو صحابہ نے "اللہ ورسوله أعلم" کہا ہو اللہ علوم ہوجانے کی وجہ سے "یوم حوام" کہا ہو۔ لیکن یہ بھی بعید معلوم ہو تا ہے۔

چو تھاجواب میہ ہے،اور یہی اقرب معلوم ہو تاہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مفصل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روایت مختصر و مجمل ہے۔

حفرت ابو بکره رضی الله عنه کی روایت میں بیہ ہے کہ آپ نے جب فرمایا "أي يوم هذا؟" تو صحابہ نے "الله ورسوله أعلم" کہا، حضور پاک صلی الله علیه وسلم نے فرمایا "ألیس يوم النحر؟" صحابہ

⁽٥١) صحح بخارى (حاص ٢٣٨) كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم (١٤٣٩)_

نے جواباً کہا" بلنی" تواب سب کا مختصر خلاصہ یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے "یوم حرام" کہہ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اصل مضمون پر نظر کرتے ہوئے اختصار سے تعبیر کیا گیااور کہہ دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابہ نے "یوم حرام" کہہ دیا۔ واللہ اُعلم

قال: فأي شهر هذا؟ فسكتنا حتى ظننًا أنه سيسميه بغير اسمه، فقال: اليس بذي الحجة؟ قلنا: بلي __

آپ نے پوچھاکہ یہ کون سام ہینہ ہے؟ہم خاموش ہوگئے حتی کہ ہم سجھنے لگئے کہ اس مہینے کا کوئی اور نام بتائیں گے، پھر پوچھاکہ کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ہم نے کہاکیوں نہیں۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوالات اس کیے فرمارہے تھے تاکہ صحابہ کرام ہمہ تن متوجہ ہو کر آپ کی بات سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔

قال : فإن دماءكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام كحرمة يومكم هذا، في شهر كم هذا، في بلدكم هذا_

آپ نے فرمایا کہ تمہارے خون، مال اور آبرو کیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں۔

ا يك اشكال أوراس كاجواب

تشبیه میں مشہد به مشبہ سے اقویٰ ہو تاہے، یہاں مشبہ (حرمتِ دم وعرض ومال) مشبہ به (حرمتِ و عرض ومال) مشبہ به (حرمتِ و عرض وبلد) سے اقویٰ ہے۔

اس کا جواب ہے ہے کہ ایک دوسری جہت سے یہاں مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہے، وہ ہے حرمت کی شہرت، ان لوگوں کے ذہنوں میں یوم و شہر وبلد کی حرمت زیادہ تھی، اور یہ حرمت ان کے یہاں معروف و مشہور تھی جبکہ جان ومال و آبرو کی اہل جاہلیت کے یہاں کوئی قدر نہیں تھی کسی کو قتل کر دینا، کسی کامال لوٹ مشہور تھی جبکہ جان ومال و آبرو کی اہل جاہلیت کے یہاں کوئی قدر نہیں تھی کسی کو قتل کر دینا، کسی کامال لوٹ لینا، کسی کی آبرواور عزت کو تار تار کر دیناان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا کہ جیسے تم یوم و شہر وبلد کو محترم سیجھتے ہو اور اس میں تعدی سے اجتناب کرتے ہواسی طرح یہ

چزیں بھی حرام اور لائق احترام ہیں،ان میں بھی تعدی سے اجتناب کرو۔(۵۲)واللہ اعلم۔

ليبلغ الشاهد الغائب

حاضر غائب کو پہنچادے

اس سے معلوم ہوا کہ جومسکلہ سے واقف ہوں ان کو چاہئے کہ وہ ناواقفین کو بتادیں۔

فإن الشاهد عسى أن يبلّغ من هو أوعىٰ له منه

اس لئے کہ ممکن ہے حاضر شخص کسی ایسے آدمی کو پہنچادے جواس بات کو پہنچانے والے سے زیادہ یادر کھنے والا اور سمجھنے والا ہو۔

یمی ترجمۃ الباب ہے یعنی ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آئھوں ہے دیکھنے والا ایسے شخص کو دین پہنچائے جواس سے افہم واحفظ ہو۔اور ایسا ہوا ہے، تابعین کے دور میں بعض ایسے علماء پیدا ہوئے ہیں جو بہت سے صحابہ کرام سے حفظ و فہم میں فائق تھے،اس کے بعد بھی یہی صور تحال رہی کہ تبع تابعین کے دور میں بعض ایسے علماء ہوئے جوائے سے پہلے طبقہ پر فائق تھے۔واللہ اُعلم بالصواب۔

١٠ ﴿ بِالِ : ٱلْعِلْمُ قَبْلَ ٱلْقَوْلِ وَٱلْعَمَلِ .

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : «فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الله» /محمد: ١٩/. فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ . (وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ . وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، مَنْ أَخَذَهْ أَخَذَ بِحَظٍ وَافِرٍ ، وَمَنْ سَلَكَ طرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ أَللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى آجُئْنَةِ) .

وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ : «إِنَّمَا يَغْشَى الله مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ» /فاطر: ٢٨/. وَقَالَ : «وَمَا يَعْقِلْهَا إِلَّا اَلْعَالِمُونَ» /العنكبوت: ٤٣/. «وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلْ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ» /الملك: ١٠/. وَقَالَ : «هَلْ يَسْتَوِي اللَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَاللَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ» /الزمر: ٩/.

وَقَالَ ٱلنَّبِيُّ عَلِيلًا : (مَنْ يُرِدِ ٱللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقَّهُهُ) . [ر : ٧١] وَ (إِنَّمَا ٱلْعِلْمُ بِالتَّعَلَّمِ) .

وَقَالَ أَبُو ۚ ذَرِّ : لَوْ وَضَعْتُمُ ۖ ٱلصَّمْصَامَةَ عَلَى هٰذِهِ – وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ – ثُمَّ ظَنَنْتُ ۖ أَنِي أَنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ ٱلنَّبِيِّ عَلِيلِتِهِ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَىَّ لَأَنْفَذْتُهَا .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: «كُونُوا رَبَّانِيِّينَ» /آل عمران: ٧٩/: خُلَمَاء فُقَهَاءَ ، وَيُقَالُ: ٱلرَّبَّانِيُّ ٱلَّذِي يُرَبِّي ٱلنَّاسَ بِصِغَارِ ٱلْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ .

باب سابق سے مناسبت

سابق باب میں ملغ وسامع کاذکر تھا، چونکہ مبلغ اور مبلغ علم کے ذریعہ ہی تعلیم و تعلم پر قدرت حاصل کر سکتے ہیں، اس لئے یہاں"باب العلم قبل القول و البعمل"کار جمہ منعقد کیا ہے (۵۳)۔

ترجمة الباب كامقصد

تقدم يا توذا تأبه تاب، يازمانايار مبدئ

تفدمِ ذاتی میں مقدسم مؤخر سے ذا تا پہلے ہو تا ہے اگر چہ دونوں کا زماندا یک ہو، جیسے ہاتھ اور کنجی کی حرکت، کہ زماناً اتحاد ہے لیکن ذا تا ہاتھ کی حرکت کنجی کی حرکت سے مقدم ہے، اس لئے کہ کنجی ہاتھ کی حرکت ہی ہے متحرک ہوتی ہے۔

تقدم نمانی میں مقدم مؤخرے زمانہ کے اعتبارے پہلے ہو تاہے جیسے باپ کازمانہ بیٹے کے زمانے سے مقدم ہے

نقدمِ رتبی یا نقدم بالرتبہ والشرف میں مقدم مؤخر سے مقام و مرتبہ میں فائق ہوتا ہے جاہے زمانے کے اعتبار سے مؤخر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ پر فوقیت حاصل تھی اگرچہ بہت سے صحابہ آپ سے سن وسال کے اعتبار سے بڑے تھے۔

حضرت عباس رضی الله عنه سے کسی نے پوچھا "أنت أكبراُم رسول الله صلى الله عليه وسلم؟" توحضرت عباس رضی الله عنه نے جواب دیا "هو أكبر منی وأنا أسنَّ منه" (۵۴) وہ مجھ سے بڑے ہیں اور میں سن وسال كے اعتبار سے ان سے پہلے ہوں۔

عامة شراح كرام كى رائے يہ ہے كہ امام بخارى رحمة الله عليه كا مقعديہ ہے كہ علم حصول كے اعتبار سے قول وعمل سے مقدم ہے، پہلے علم حاصل كياجا تا ہے اس كے بعد عمل كا نمبر آتا ہے،اس كے بعد بى وعظ و تذكير اور درس و تذريس كا نمبر آتا ہے۔

⁽۵۳)عمرة القارى (جماص ۳۹)_

⁽۵۳)تهذیب الکمال(ن۱۳۵/۲۲۷)_ وروی أبورزین: "قیل للعباس: أیما أکبر أنت أم النبی صلی الله علیه وسلم ؟فقال : هذا أكبر منی و أنا ولدت قبله....."رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح، انظر مجمع الزواند(۶۲ ص ۲۷۰)كتاب المناقب، باب ماجاء فی العباس عمررسول الله صلی الله علیه وسلم ومن جمع معه من ولده_

ذاتی اعتبار سے بھی علم کوعمل اور قول پر شر افت حاصل ہے اس لئے کہ قول وعمل کی صحت نیت پر مو قوف ہے اور نیت کی صحت علم پر مو قوف ہے۔

اسی طرح ظاہر ہے کہ علم کو عمل پر زماناً بھی تقدم حاصل ہے۔

نیزاس سے بیہ بھی واضح ہوا کہ علم کوعمل پر شر فاور تبۂ بھی تقدم حاصل ہے۔

امام بخاری رحمة الله علیہ نے اس باب میں جو آیات و آثار وغیرہ ذکر کئے ہیں وہ اس پر مجموعی طو رپر دلالت کرتے ہیں اور یہی اقرب معلوم ہو تاہے۔

علامہ ابن المئیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کااس باب سے مقصدیہ ہے کہ علم قول وعمل کی صحت کیلئے شرط کے درجہ میں ہے۔ جبتک کہ علم نہ ہواس وقت تک قول وعمل کااعتبار نہیں، کیونکہ علم مصحح نیت ہے، اور نیت مصحح للعمل ہے چونکہ یہ بات مشہور ہے کہ عمل کے بغیر علم نافع نہیں، کیونکہ علم مصحح نیت ہے، اور نیت مصحح للعمل ہے چونکہ یہ بات مشہور ہے کہ عمل کے بغیر علم نافع نہیں اس لئے اس پر تنبیہ کی ضرورت ہوئی اور ترجمۃ الباب سے بتادیا کہ علم ذا تا قول وعمل سے مقدم ہوں۔

یمی بات علامه کرمانی اور ابن بطّال رحمهماالله کهتے ہیں (۲)۔

علامہ سند سی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے قول و عمل کے مقابلہ میں علم کے شرف ور تبہ کے اعتبار سے مقدم ہونے کو بیان فرمایا، تقدم زمانی کو بیان کرنا مقصود نہیں، کیونکہ باب کے تحت جو کچھ فد کور ہے اس سے تقدم بالشرف والر تبہ ہی معلوم ہو رہا ہے۔ (۲)

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہاں تقدم زمانی ہی مراد ہے اور جو پھے باب کے تحت مذکور ہے وہ بھی اس مدعا کے اثبات کے لئے کافی وواضح ہے۔

كوياامام بخارى رحمة الله عليه كامقصداس وجم كود فع كرناه كه چونكه علم بلاعمل پروعيدين واروبين

⁽۱) فتح الباري (جام ١٦٠)_

⁽٢) ويكفئة شرح الكرماني (ج٢ص٢٩ و٣٠)_

⁽m) حاشية السندى على البخاري (جاص ٣٣).

لہذامقصر کو علم حاصل ہی نہیں کرناچاہئے، مصنف رحمۃ الله علیہ نے باب قائم فرماکریہ بتادیا کہ علم من حیث علوموعل سے ذا تاوزماناً مقدم ہے، جہال تک عمل نہ کرنے کا تعلق ہے سویہ بالکل الگ چیز ہے جو موجب خسارہ اور وعیدوں کا مورد ہے (۳)والله اُعلم

لقول الله تعالى : "فاعلم أنه لا إله إلا الله" فبدأ بالعلم

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"سوتم جان لو کہ اللہ کے سواکوئی معبود نہیں"اللہ تعالیٰ نے علم کو پہلے بیان کیا۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے تقدم علم علی القول والعمل پر استدلال کے لئے یہ آیت ذکری ہے اور یہ استدلال پوری آیت سے ثابت ہو تا ہے "فاغلَمْ أنَّهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاسْتَغْفِرْ لِلَاَنْبِكَ وَلِلْمُوْمِنِيْنَ وَالْمُوْمِنِيْنَ وَلِلْمُوْمِنِيْنَ وَالْمُوْمِنَاتِ "(۵)اس آیت میں پہلے علم کاذکر فرمایااس کے بعد عمل یعنی استغفار کا، گویا استغفار قلب سے ہویازبان سے ،ای وقت ہوگا جبکہ علم صبح ہو،اگر علم صبح نہیں توعمل بھی درست نہیں ہوگا۔

اس آیت میں براہِ راست خطاب اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن یہ خطاب آپ کی امت کے لئے بھی ہے۔(۱)

امام سفیان بن عیند رحمة الله علیه نے اس آیت سے علم کی فضیلت پراستدلال فرمایا ہے۔(2) وان العلماء هم ورقة الأنبياء

بلاشبہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ یہ حضرت ابوالدرداءرضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کا مکرا اے جس کوامام احمد، ابوداؤد، ترفدی، دار می نے اپنی کتابوں میں، نیزامام بخاری رحمة الله علیہ نے اپنی "تاریخ

⁽٣) ويكي تعليقات لامع الدرارى (٢٢ص١٩و٢٠)_

⁽۵) مورة فير (۱۹/

⁽٢) فتح البارى (ج اص١٦٠)_

⁽٤) حلية الاولياء (ج ٢٥ ص ٣٠٥) ترجمة سفيا ن بن عيينة

کبیر "میں موصولاً نقل کیاہے(۸)اس کی سند میں پچھ اضطراب ہے(۹)لیکن حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تحسین فرمائی ہے۔(۱۰)

چونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس کے حدیث ہونے کی تقریح نہیں کی اس لئے اس کو ان کی تعالیٰ میں شار نہیں کیا جاتا، البتہ ان کا ترجمہ میں اس کوذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی اصل موجود ہے، قرآن کریم کی آیت ''ٹم أور ثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا''(۱۱) بھی اس پر شاہد ہے (۱۱)۔

اس مدیث میں علاء کوائیباء کاوارث قرار دیا گیاہے، انبیاء "نی "کی جمعہ، نی لفظ خردین والے کو کہتے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ خبر دینے والے مخصوص فرد کو کہتے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ خبر دینے والے مخصوص فرد کو کہتے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ خبر دینے والا اسی وقت خبر دے سکتا ہے کہ پہلے اسے علم ہو، علم کے بغیر خبر دینا ممکن نہیں، معلوم ہوا کہ نبوت من حیث اللہ علیہ نبی معلوم ہوا کہ نبوت من حیث اللہ علیہ نبی سے ہے، اسی بنا پر امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے "العلم قبل القول و العمل" کے ذیل میں "إن العلماء هم ورثة الأنبياء "کوذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرات انبیاء علیم الصلوة والسلام سے علماء علم کی میر اث حاصل کرتے ہیں نہ کہ سیم وزر کی، اسی کو "وإن الأنبیاء لم یورثوا دینارًا و لادر هما و إنما ورثوا العلم" (۱۳) کہہ کرواضح کیا گیا ہے۔

جس کے پاس جتنازیادہ علم ہے گویااس کو نبی کی وراثت کا اتناہی حصہ حاصل ہواہے۔ یہاں اس ارشاد میں جو صرف علم کاذکر ہے اس سے علم صحیح و قوی مراد ہے جس سے خود بخود عمل ناشی اور صادر ہوتا

⁽ Λ) و مسند احمد (ج ۵ ص ۹۹۳) وسنن أبى داود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، رقم (Λ 1 Λ 7) و Λ 2 مسند احمد (ج ۵ ص ۹۹۳) و سنن ابن ماجاء فى فضل الفقه على العبادة، رقم (Λ 4 Λ 7) وسنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلم و باب فضل العلم و والحث على طلب العلم، رقم (Λ 4 Λ 7) وسنن الدارمى (ج ۱ ص ۱۰) المقدمة، باب فى فضل العلم و العالم، رقم (Λ 4 Λ 7) والتاريخ الكبير (ج Λ 9 ص Λ 7) رقم (Λ 4 Λ 7).

⁽٩)اضطرابات کی تفصیل کے لئے دیکھئے عدة القاری (ج٢ص٩٣٠٠)۔

⁽١٠) فتح الباري (ج اص١٦٠)_

⁽۱۱) فاطر / ۳۲

⁽۱۲) فتح البارى (جاص۱۲۰)_

⁽١٣) "العلماء ورثة الأنبياء" والى حديث كاجزء ب، اوراس كى تخر يجي كه اوپر گذر چكى بـ

كتاب العلم

ہے،اگر کوئی شخص تمام کتابیں رٹ لے اور عمل سے بے بہرہ ہو تووہ شریعت کی اصطلاح میں ملم نہیں بلکہ وہ وہ بال ہے،اسی وجہ سے کہاجا تاہے کہ علم وہ ہے جس سے خشیت و تقویٰ پیدا ہو،جب خشیت ہوگی توعمل مجھی اس کے مطابق ہوگا۔(۱۳)

علماء أمتى كأنبياء بني إسرائيل

عام واعظین "علماء أمتی كأنبياء بنی إسرائيل" كو بطور حدیث ذكر كیاكرتے بین لیكن سند كاعتبار سے اس كاكوئی ثبوت نہیں ہے، ائمہ حدیث علامہ دَمیری، علامہ زركش، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ سخاوی اور ملاعلی قاری رحمهم الله تعالیٰ نے اس حدیث كا انكار كیا ہے اور كہاہے كہ اس كى كوئی اصل نہیں ہے۔ (۱۵)

البتہ "إن العلماء هم ورثة الأنبياء" والى حديث اس كے مضمون اور معنى كواداكر على ہے، اس لئے كہ جب اس امت كے علاء انبياء كے وارث كھيرے توان كاوبى كام ہو گاجو انبياء بى اسر ائيل كرتے تھے، كيونكہ بنى اسر ائيل ميں جب ايك نبى چلاجاتا تواس كے بعد اللہ تعالى دوسر انبى تبليغ كے لئے بھيج دب تھے، ہمارے نبى صلى اللہ عليہ وسلم كى يہ شان ہے كہ آپ كے بعد كى نئے نبى كى ضرورت نبيں ربى، البت تبليغ كى ضرورت ہے، اللہ تعالى نے يہ كام علاء سے ليا۔ توجو كام انبياء بنى اسر ائيل كرتے تھے وہ اس امت كے علاء كر رہے ہيں، لہذا "العلماء ورثة الأنبياء" سے "علماء أمتى كأنبياء بنى اسر ائيل" پر استدلال كياجا سكتا ہے، اور كہہ سكتے ہيں اگر چہ اس حدیث كالفظ شوت نبيں ليكن يہ معنى ثابت ہے۔ واللہ استدلال كياجا سكتا ہے، اور كہہ سكتے ہيں اگر چہ اس حدیث كالفظ شوت نبيں ليكن يہ معنى ثابت ہے۔ واللہ

ورثوا العلم، من أخذه أخذ بحفظ وافر

انہوں نے علم کی میراث چھوڑی ہے،جس نے اسے حاصل کیااس نے براحصہ حاصل کرلیا۔

ورثوا

⁽۱۴)ديكھئے فضل البارى (ج٢ص ١٣٥٥)_

⁽١٥)وكيك كشف الخفاء و مزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس(٢٦ص ٢٣)_والمصوع في معرفة الحديث

یے لفظ باب تفعیل سے بھی ہو سکتا ہے اور محر دسے بھی، باب تفعیل سے ہوناران ہے کے کونکہ روایت کاسیات یہی کہتا ہے" إن العلماء هم ورثة الأنبیاء، إن الأنبیاء لم یور ّثوا دینارًا ولادر هماً، وإنما ورثوا العلم، فمن أخذ به أخذ بحظه. أو بحظ وافر ."(١١) (اللفظ للدارمی)

اگریہ بالتشدید یعنی بابِ تفعیل ہے ہو تواس کی ضمیر انبیاء کی طرف راجع ہو گی اور اگر بالتخفیف یعنی باب سَمع ہے ہو توبیہ ضمیر علاء کی طرف عائد ہو گی۔(۱۷)

من أخذه أخذ بحظ وافر_

ہوسکتاہے یہ جملہ معنیٰ بھی خبریہ ہو، مطلب بیہ ہے کہ جس نے علم حاصل کر لیااس نے بہت بڑی دولت حاصل کرلی۔

اور ہو سکتاہے کہ لفظاً تو خبر ہواور معنیٰ امر ہو، مطلب بیہ ہے کہ اگر کوئی شخص علم حاصل کرے تو اس کواچھی طرح وافر مقدار میں حاصل کرناچاہئے۔واللّٰد اُعلم۔

ومن سلك طريقاً يطلب به علماً سهّل الله له طريقاً إلى الجنّة

جس نے وہ راستہ اختیار کیا جس سے وہ علم حاصل کر سکے تواللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کاراستہ آسان فرمادیں گے۔

يه مضمون جيسے حضرت ابو الدرداء رضى الله عنه كى روايت ميں وارد ہوا ہے (١٨)اى طرح حضرت ابوهر بره رضى الله عنه سے منقول ہے جوامام مسلم اورامام ابوداؤد نے نقل كياہے "عن أبى هويرة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نفس عن مؤمن كربة من كُرَب الدنيا نفس الله عنه كربة من كُرَب يوم القيامة، ومن يسّر على معسر يسرالله عليه في الدنيا والآخرة، والله في عون العبد ما كان العبد في

الموضوع (ص١٢٣)_

⁽١٧)قدسبق تخريج هذا الحديث سابقاً فارجع إليه

⁽۱۷)فتح الباری (جاص۱۲۰)۔

⁽١٨) حضرت الوالدرداءر ضي الله عنه كي حديث كي تخريج يجهي" وإن العلماء هم ورثة الأنبياء "كي تحت مو چكل بـــ

عون أخيه، ومن سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له به طريقاً إلى الجنة، وما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة و غشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة و ذكرهم الله فيمن عنده، ومن بطأبه عمله لم يسرع به نسبه "(اللفظ لمسلم)(١٩).

یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں درج نہیں کی، اس کئے کہ اس کی سند میں تھوڑ اسااختلاف ہواہے۔

اختلاف یہ ہے کہ یہ روایت "الأعمش عن أبی صالح عن ابی هویوة" مروی ہے،اباس میں کلام ہے کہ آیاام اعمش نے ابوصالے ہے براوراست سی ہے یا نہیں، کیونکہ ابوداؤد اور ترفدی کی ایک ایک روایت میں "حدّثت عن أبی صالح" ہے (۲۰)جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمش اور ابوصالح کے در میان کوئی واسطہ ہے لیکن بہی دوایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے نقل کی ہے ان میں سے ابو اسامہ کے طریق میں "حدثنا أبو صالح عن أبی هریوة" کی نضر تے موجود ہے۔(۱۲) لہذا ہو سکتا ہے کہ اولاً اعمش نے بالواسطہ سی ہو اور لعد میں بلاواسطہ سی ہو ۔ واللہ اعلم۔

اس روایت کا مطلب میہ ہے کہ جو آدمی طلب علم کے لئے سعی کرنے اور اس کی جبتو میں لگارہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس اشتغال بالعلم کی وجہ سے اس کے لئے جنت کاراستہ آسان فرمادیں گے،اس لئے کہ

(۱۹) صحح مسلم (۲۳ ص ۳۳۵) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر. وسنن أبي داود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، رقم (۳۲۳۳) و جامع الترمذي كتاب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم (۲۲۳۲) و كتاب القراء ات، باب (بلاترجمة ، بعد باب ما جاء أنزل القرآن على سبعة أحرف) رقم (۲۹۳۵).

(٢٠) ويصح سنن ابى داود، كتاب الأدب، باب فى المعونة للمسلم، رقم (٣٩٣١) وجامع ترمذى، كتاب البروالصلة، باب ماجاء فى السترة على المسلم، رقم (١٩٣٠)_

(٢١) صحح مسلم (٣٢٥ ٣٣٥) كتاب الذكر والدعاء ، باب فصل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر

جب علم حاصل کرے گا تو ملکاتِ فاضلہ اس کو حاصل ہوں گے، اعمالِ صالحہ اس کو معلوم ہوں گے، اللہ تعالٰی کی محبت اور خشیت اس کے دل میں آئے گی اور یہ تمام امور وہ ہیں جو جنت میں لے جانے والے ہیں، اس لئے اللہ سبحانہ و تعالٰی اس کے لئے جنت کاراستہ آسان فرمادیں گے۔

يہاں ہر جگہ علم كى فضيلت آر بى ہے اور عمل كى قيد مذكور نہيں ہے۔

وقال جلِّ ذكره: إنَّمَا يَخْشَى الله مِنْ عِبادِهِ الْعُلَمَاءُ(٢٢)

اورالله تعالی نے فرمایااللہ کے بندوں میں سے اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

خشیت ایک عمل ہے،اس عمل کو''علاء'' کے لئے ثابت کیا گیاہے، معلوم ہوا کہ پہلے علم آتا ہے اس کے بعد عمل کانمبر ہوتا ہے۔

نیزاس سے فضیلتِ علم بھی نکلتی ہے،اس لئے کہ خثیت ایک مقصود چیز ہے وہ علماء کے لئے ثابت کی گئی ہے،معلوم ہوا کہ علم کو فضیلت حاصل ہے کہ بغیر علم کے مقصود حاصل ہی نہیں ہو تا۔واللہ اعلم۔

يهال يدسوال پيدا موتا ہے كه بعض لوگ عالم تو موتے بيں ليكن ان ميں خثيت نہيں موتى۔ اس كا جواب يد ہے كه يد در حقيقت عالم مى نہيں بيں "مَعْلُ الَّذِيْنَ حُمِلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَادِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا" (٢٣)۔

یہ بھی کہاجا سکتاہے کہ اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ عالم کے اندر خثیت لازمی ہے، بلکہ یہ بتایا گیاہے کہ خشیت مطلقہ کا ملہ اگریائی جائے گی تو عالم کے اندر ہی یائی جائے گی۔

فتنبيه

یبال به واضح رہے کہ عالم ہونے کیلئے به ضروری نہیں کہ کتابیں پڑھ کر ہی عالم ہو، بلکہ ضروری بہاں یہ کہ کسی عالم ہو، بلکہ ضروری بہاں یہ کہ کسی عالم کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا ہو، خواہ اس سے کتابیں پڑھ کر حاصل کیا جائے یا کتابوں کے بغیر اس کی باتوں اور وعظ ونفیحت سے استفادہ کر کے علم حاصل کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

⁽۲۲)قاطر/۲۸م_

⁽۲۳)الجمعه /۵_

وقال : وَمَايَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (٣٣)

اور فرمایاکہ ان بیان کردہ مثالوں کو اہلِ علم ہی سیجھتے ہیں اس سے بھی علم کی فضیلت ٹابت ہوئی۔ وقالوا: لو کنا نسمع اونعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (۲۵)

اور جہنی کہیں گے اگر ہم اہلِ علم کی طرح سنتے اور سمجھتے توجہنیوں میں سے نہ ہوتے۔ لینی علم حاصل ہو تاہے سننے سے اور غور و فکر اور تدبر کرنے سے، انہوں نے نہ ساع کا طریقہ اختیار کیااور نہ تعقل اور غور و فکر کا۔

وقال : هَلْ يَسْعُوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ (٢٦)_

فرمايا: كياابل علم اور غير ابل علم برابر موسكة بي؟!

اس آیت مبارکہ میں عالم اور غیر عالم میں فرق کیاہے؟ حالانکہ عمل سب کرتے ہیں اس کے باوجود عالم اور غیر عالم میں تفریق کی گئے ہے جواس بات کی دلیل ہے کہ علم کو تقدم حاصل ہے۔

ا بن دُريدر حمة الله عليه نے علاء كى شان ميں چند بہت اجھے اشعار كم بين:

بن أحبّهم وأودّهم في الله ذي الآلاء فوى تقي غرّ الوجوه و زين كل ملاء ديث بعفة وتوقر و سكينة وحياء والنّهي وفضائل جلّت عن الإحصاء اقلامهم أزكي و أفضل من دم الشهداء محمد ما أنتم وسواكم بسواء(٢٧)

اهلاً و سهلاً بالذين احبهم اهلاً بقوم صالحين ذوى تقى يسعون فى طلب الحديث بعفة لهم المهابة والجلالة والنهى ومداد ماتجرى به اقلامهم يا طالبي علم النبي محمد

⁽۲۲)العنكبوت/۳۳_

⁽۲۵)الملك/١٠[

⁽۲۷)الرم/۹_

⁽٢٤) جامع بيان العلم و فضله لا بن عبدالبر (ج اص ٢٥) باب تقضيل العلماء على الشهداء_

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: من يردالله به حيراً يفقهه

اور نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا الله تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کاارادہ فرماتے ہیں اسے فقہ اور فہم عطافرماتے ہیں۔

یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت کا حصہ ہے جس کی تخ تے امام بخاری رحمة الله علیہ آگے موصولاً کررہے ہیں۔(۲۸)

اکثر حضرات کی روایت میں یہال لفظ "یفقهد" ہے جبکہ مستملی کی روایت میں "یفهمه" ہے۔(۲۹)

اس دوسری روایت کی تخر تجابن ابی عاصم نے در کتاب العلم "میں کی ہے۔ (۳۰)

حدیث کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کاارادہ فرماتے ہیں اس کوعلم دین اور فہم دین عطا فرمادیتے ہیں، چونکہ علم پہلے آتا ہے اور عمل کا نمبر بعد میں آتا ہے اس لئے علم کی فضیلت اور اس کا نقدم ثابت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

وإنما العلم بالتعلم

اور علم توسیھنے ہی سے آتاہے۔

يه ايك حديث مر فوع كا نكراب جس كوامام طبرانى اور ابن ابى عاصم رحمهما الله في حضرت معاويه رضى الله عنه سه مر فوعاً نقل كياب "يا أيها الناس، تعلموا، إنما العلم بالتعلم، والفقه بالتفقه و من ير دالله به حيراً يفقهه في الدين "(٣).

نیزیه ٹکڑاحفرت ابوالدر داءاور حفرت عبداللہ بن مسعودر ضی اللہ عنہماہے بھی مروی ہے۔ (۳۲)

⁽۲۹) فتح الباري (ج اص ۱۲۱)

⁽٣٠) فتح الباري (جاص ١٦١) و تغليق التعليق (ج٢ص ٢٩) _

⁽۱۳)و يحف فتح البارى (تاص ۱۲۱) و تغليق التعليق (ج ٢ص ١٨)_

⁽٣٢)روى البزار نحوه من حديث ابن مسعود موقوفاً ورواه ابو نعيم الأصبهاني موفوعاً، وفي الباب عن اَ بي الدرداء وغيرهـ فُقَّالبار يُ(جَاسُ١١١)وانظر تغليق التعليق(ج٢٣هـ٧)_

اس حدیث کی بنا پر حضرات فقہاء نے لکھاہے کہ جو آدمی ماہر اربابِ فتوی سے تربیت مکمل کیے بغیر صرف کتابیں دیکھ کر فتوے دے اس کی بات کا اعتبار نہیں (۳۳)، کیونکہ فتویٰ دینا سکھنے ہے آتا ہے۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک محدث تنے انہوں نے حدیث پڑھی تنی البحل قبل الصلاة یوم المجمعة '(۳۳) انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ چالیس سال گذر کئے کہ وہ جمعہ کے دن نماز سے قبل سر نہیں منڈ اتے کی نے پوچھا کہ سرکیوں نہیں منڈ اتے ؟ کہنے لگے کہ حدیث میں حلق فی یوم المجمعة کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (۳۵)

اصل میں تھا"المجلق"بکسر الحاء المهملة و فتح اللام، جو"حلقة" کی جمع ہے انہوں نے چونکہ کسی استاذِ عارف سے پڑھا نہیں تھا، اس لئے پہلے لفظی تحریف کی اور "حِلق" کو"حَلْق" پڑھا اور اس کے بعد معنوی غلطی میں مبتلا ہوگئے، یہ محض اس لئے ہوا کہ انہوں نے کتاب دیکھ کر علم حاصل کیا تھا، اسا تذہو مشائ سے علم حاصل نہیں کیا۔ (۳۲)

(٣٣)قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "وقد رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر: سنل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه ولم يكن له شيخ، يفتي ويعتمد على مطالعته في الكتب، فهل يجوز له ذلك أم لا.

فاجاب بقوله: لا يجوز له الإفتاء بوجه من الوجوه؛ لأنه عامى جاهل لا يدري ما يقول، بل الذي يأخذ العلم عن المشايخ المعتبرين لا يجوز له أن يفتي من كتاب ولا من كتابين. قال النووي رحمه الله تعالى: ولا من عشرة؛ فإن العشرة والعشرين قديعتمدون كلهم على مقالة ضعيفة في الملهب؛ فلا يجوز تقليدهم فيها. بخلاف الماهر الذي أخذ العلم عن أهله، وصارت له فيه ملكة نفسانية، فإنه يميز الصحيح من غيره، ويعلم المسائل وما يتعلق بها على الوجه المعتدبه، فهذا هو الذي يفتى الناس ويصلح أن يكون واسطة بينهم وبين الله تعالى. وأما غيره فيلزمه إذا تسورهذا المنصب الشريف: التعزير البليغ، والزجر الشديد الزاجر ذلك يكون واسطة بينهم وبين الله تعالى. وأما غيره فيلزمه إذا تسورهذا المنصب الشريف: التعزير البليغ، والزجر الشديد الزاجر ذلك لأمثاله عن هذا الأمر القبيح الذي يؤدي إلى مفاسد لا تحصى والله تعالى أعلم. انتهى". شرح عقود رسم المفتى (ص ١٥ و١٦) ضمن مجموعة رسائل ابن عابدين.

(٣٣) أخرج النسائي في سننه (ج ١ ص ١١٧، في كتاب المساجد، باب النهى عن البيع والشراء في المسجد وعن التحلق قبل صلاة الجمعة) من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما، ولفظه "أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، المجمعة قبل الصلاة، وعن الشراء والبيع في المسجد، وأخرجه أبو داود أيضاً في أبو اب الجمعة باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، وقم (٧٩) و ابن ماجه في سننه (ص ٧٩) أبو اب الجمعة ، باب ماجاء في الحلق يوم الجمعة قبل الصلاة.

(٣٥) نقله ابن الجوزي في "تلبيس إبليس" (ص١١٥)عن الخطابي، وقد ذكره الخطابي في معالم السنن (٢٦ص ١٣) أبواب الجمعة باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، رقم (١٠٣٨)_

(٣٢)قال الخطيب في الكفاية (ص١٢٢ و١٢٣): "ويجب أن يكون حفظه مأخوذاً عن العلماء لاعن الصحف"_

وقال أبوذر: لو وضعتم الصمصامة على هذه. وأشار إلى قفاه. ثم ظننت أنى أنفذ كلمة سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم قبل أن تجيزوا على: لأ نفذتها

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ گردن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اگرتم اس پر تلوار رکھ دواور میں سمجھوں کہ تمہارے میر گردن پر تلوار چلانے سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک بات سناسکتا ہوں تومیں اسے ضرور سنادوں گا۔

حضرت ابو ذر رضی الله عنه کابیر اثر امام دار می نے اپنی سنن میں (۳۷) ابو نعیم نے حلیۃ الأولیاء میں (۳۸)، اسحاق بن راھویہ نے اپنی مند میں نیزاحمہ بن منیع اور محمہ بن ھارون نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیاہے۔(۳۹)

اس قصه کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوذررضی اللہ عنه شام میں رہتے تھے،اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنه کا طرف سے گورنر تھے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنه کا طرف سے گورنر تھے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنه کا مشہور فتو کی تفاکہ ضرورت سے زیادہ مال ودولت جمع کرنا جائز نہیں،اس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنه بہت شدت اختیار کرتے تھے اور تمام سر مایہ دارول کو"و اللّذین یکٹیزو و کا اللّه هَبَ وَالْفِضَةَ وَ لَا یُنفِقُونَهَا فِی سَبِیْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ "(۴)کا مصداق بتاتے تھے، جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنه اہل کتاب کواس آیت کا مصداق تھے، اسے سے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عثان رضی اللہ عنہ کوان باتوں کی اطلاع دی، انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلالیااور اس مجھایا کہ اس سے خواہ مخواہ فتاہ اور اختلاف پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد بمقتضائے مصالح حضرت عثان رضی اللہ

وقال سليمان بن موسى : "لاتأخذوا العلم من الصحفيين".

وقال ثور بن يزيد : "لايفتي الناس صحفي ولايُقرئهم مصحفي"_

⁽٣٧) ويكي سنن الدارمي (ح اص ١٣٦) المقدمة، باب البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعليم السنن رقم (٥٣٥) ـ (٣٨) حلية الاولياء وطبقات اللصفياء (ح اص ١٦٠) ترجمة ابي ذر الغفاري رضى الله عنه

⁽٣٩) ويكفئ تغليق التعليق (٢٦ص ٨٠)

⁽۴۰)التوية/١٣س

عنه نے انہیں رَبَدہ میں مقیم ہونے کا حکم دیا، حضرت ابوذر وہاں منتقل ہوگئے اور وہیں ان کاوصال ہوا۔

ای اثناء میں حضرت ابوذرر ضی اللہ عند سج کیلئے تشریف لے گئے تو منیٰ میں لوگ ان سے مسائل دریافت کرنے لگے وہ فتویٰ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ کو فتوی دینے سے منع نہیں کیا گیا تھا؟ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم مجھ پر نگر ان مسلط کیے گئے ہو؟! پھر اس کے بعد انہوں نے بیار شاد فرمایا جو پہال منقول ہے۔ (۱۳)

اس شخص کا منع کرناغلط تھا کیونکہ امیر المومنین نے انہیں مطلقاً مسائل بتانے سے نہیں روکا تھا بلکہ ان کو تھد وات اور خصوصی مسائل سے روکا تھا۔

حضرت ابو ذررضی اللہ عنہ کے کلام کا مطلب سے ہے کہ عالم کو اگر ایک مسئلہ بھی معلوم ہوااور لوگوں کو اس کی ضرورت ہو توالیمی شدت اور مصیبت کے وقت بھی عزیمت سے کہ مسئلہ بیان کرنے سے ندر کے۔

اس اثر میں علم کی فضیلت اور اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

وقول النبي صلى الله عليه وسلم: ليبلغ الشاهد الغائب

نی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاار شادہ کہ حاضر غائب کو پہنچادے۔ یہ عبارت ہمارے متداول نسخہ کے علاوہ کسی نسخہ میں نہیں ہے۔اس عبارت کی تفسیر و تشر تے گذشتہ باب کے تحت گذر چکی ہے۔

وقال ابن عباس: كونوا ربانيين حكماء علماء فقهاء

حصرت ابن عباس رضى الله عنها فرماتے ہیں كه ربانی بنولیعن حكيم ، عالم اور فقيه بنو_

حضرت ابن عباس رضی الله عنه کابی اثر خطیب بغدادی رحمة الله علیه نے اپنی کتاب "المفقیه والمحققه" میں (۳۲)، ابن ابی عاصم رحمة الله علیه نے اپنی "کتاب العلم" میں (۳۳)، ابن جریر طبری نے

⁽۱۲) فتح البارى (ج اص ۱۲۱)_

⁽٣٢) ديكية عمدة القارى (ج٢ص٣٣) وتغليق التعليق (ج٢ص٥٠)

⁽٣٣)قاله الحافظ في الفتح (ج اص ١٦١) وتغليق التعليق (ج٢ ص ٨١) والعيني في العمدة (ج٢ ص ٣٣) .

ا پی تفسیر میں (۱)اور بیہق نے شعب الایمان میں (۲) موصولاً نقل کیاہ۔

نیزابراهیم حربی رحمة الله علیه نے یہی تفسیر حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه سے نقل کی ہے۔ (۳)

پھر یہاں بعض نسخوں میں تو "ربانیین" کی تفیر "حکماء علماء فقهاء" ہے منقول ہے منقول ہے منقول ہے منقول ہے درد)، جبکہ بعض نسخوں میں "حکماء فقهاء" آیا ہے۔ (۱)، جبکہ بعض نسخوں میں "حکماء فقهاء" آیا ہے۔ (۱)

"حكماء" كيم كى جمع ب، يه حكمت سے ماخوذ ب، "حكمت" كے معنی بعض حفرات نے
"قرآن كريم" اور "فہم قرآن" كے بيان كئے ہيں، بعض حفرات نے اس كے معنی "نبوت" كے، بعض
نے "فہم" كے اور بعض نے "خشيت" كے بيان كئے ہيں۔

جبکه بعض حضرات کہتے ہیں کہ حکمت "اصابت فی القول والفعل"کو کہتے ہیں۔(2) حافظ ابن جریر طبری رحمة الله علیه فرماتے ہیں:۔

".....معناه: كأن جميع الأقوال التي قالها القائلون الذين ذكرنا قولهم في ذلك داخلاً فيما قلنا من ذلك ؟ لأن الإصابة في الأمور إنما تكون عن فهم بها وعلم ومعرفة، وإذا كان ذلك كذلك: كان المصيب عن فهم منه بمواضع الصواب في أموره: فَهِماً خاشياً لله، فقيهاً، عالماً، وكانت النبوة من أقسامه؛ لأن الأنبياء مسددون مفهمون وموفقون لإصابة الصواب في الأمور والنبوة بعض معانى الحكمة، فتأ ويل الكلام: يؤتى الله إصابة

⁽١) جامع البيان في تفسير القرآن للطبري (٣٣ص٣٦) و تغليق التعليق (٢٢ص١٨)_

⁽٢) شعب الايمان (٢٥ص٥٠٠) رقم (١٨٥١)_

⁽٣) ويكف تغليق التعليق (ج٢ص ٨١) وعمدة القارى (ج٢ص ٣٣)_

⁽⁴⁾ جیساکہ ہندویاک کے متداول شخوں میں ایبابی ہے۔

⁽۵) كماصرح به العيني في العمدة (٢٢ص٣٣)_

⁽٢) وعلى هذه النسخة شرح الحافظ ابن حجر والعيني رخمهما الله، انظر الفتح (١٦٠ ١٦٠) و العمدة (٢٦ ٣٣٠) ـ

⁽²⁾ ديكھے جامع البيان للطبوى (ج٣ص ٢٠)_

الصواب في القول والفعل من يشاء ومن يوته الله ذلك فقد آتاه خيراً كثيراً". (٨)

خلاصہ بیر کہ '' حکمت "کوکسی ایک معنی میں منحصر کر دینادرست نہیں بلکہ قرآن وسنت کی ساری باتیں، دانش و فراست اور بصیرت سے متصف تمام امور حکمت کے اندر داخل ہیں۔

علماء: عليم كى جع ب، صاحب علم كوكت بين بظاهر يهان مقصود وه عالم بجو خشيت خداوندى الله متصف بو، كيونكد حقيقة عالم وبى ب"إنّما يخشى الله من عباده العُلَماءُ" (٩)

فقهاء: فقيد كى جمع ہے، فقيد كى تعريف حضرت حسن بھرى رحمة الله عليہ نے كى ہے "إنما الفقيه الزاهد في الدنيا، البصير بدينه، المداوم على عبادة ربه"(١٠)-

خلماء: حلیم کی جمع ہے، علیم کہتے ہیں اس شخص کو جو علمی و قار اور بر دباری سے متصف ہو۔ حضرت عطاء بن بیار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے" ما أو و ي شيء إلى شيء أزين من حلم إلى علم"۔(١١)

حضور اكرم صلى الله عليه وسلم كرايك ارشاد بين ب "تعلّموا العلم، وتعلموا له السكينة والوقار، وتواضعوا لمن تتعلمون منه، والاتكونوا جبابرة العلماء" ـ (١٢)

امام ليث بن سعدر حمة الله عليه فرماياكر من تصفي تعلموا الحلم قبل العلم "_(١٣)

ويقال : الرباني الذي يربّى الناس بضغار العلم قبل كباره

کہاجاتاہے کہ "ربانی" وہ مخص ہے جولوگوں کی "کہارِ علم" سے پہلے" صغارِ علم "کے ذریعہ تربیت کرے۔
"ربانی"

الم اصمعی اور اسمعیلی رحمهماالله تعالی فرماتے ہیں کہ بیر "رب" سے ماخوذ ہے، گویا"ر بانی"اس

⁽۸)تفسیر طبری (جسم ۲۱)۔

⁽٩) فاطر /٢٨_

⁽١٠) ويكي حلية الأولياء (ج٣٥ م١٠) وسير أعلام النبلاء (ج٣٥ م٥٥١)

⁽١١) جامع بيان العلم وفضله (١٥٥ص ١٥٢) باب جامع في آداب العالم والمتعلم

⁽۱۲)جامع بيان العلم وفضله(جاصاها) باب جامع في آداب العالم والمتعلم

⁽۱۳) جامع بيان العلم و فضله (جاص ١٥٣)_

شخص کو کہاجا تاہے جو علم وعمل کے سلسلہ میں رب کا حکم بجالائے۔(۱۳)

امام ثعلب رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه يه "تربيت" سے ماخوذ ہے، علماء كو"ر بانى"اس لئے كہاجاتا ہے كيونكه وہ علم كے ذريعية تربيت كرتے ہيں۔ (۱۵)

اس میں الف نون کا اضافہ مبالغہ کے لئے ہے۔ (۱۲)

بعض حفرات نے "ربانی" کی تعریف" العالم الراسخ فی العلم والدین "کی ہے، (۱۷) بعض حفرات کہتے ہیں "العالم العامل حفرات کہتے ہیں "العالم العامل المعلم" - (۱۷)

امام مجاهد رحمة الله عليه فرمات بي "الرباني: الجامع إلى العلم والفقه: البصر بالسياسة والتدبير، والقيام بأ مور الرعية ومايصلحهم في دنياهم ودينهم "-(٢٠)

كبارعكم اور صغارعكم كامصداق

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہلِ علم سے جو "ربانی" کی تفیر "الذی یوبی الناس بصغار العلم قبل کبارہ "ذکر کی ہے اس میں "کبار علم "اور "صغار علم" کے مصداق میں چارا قوال ہیں۔

- (۱)"صفارِ علم" سے مراد جزئیات ہیں اور "کبار" سے کلیات۔
 - (٢) "صفار" سے فروع مراد ہیں اور "کبار" سے اصول۔
- (٣) "صفار" سے مقدمات ومبادی مرادی اور "کبار" سے مقاصد
- (4)"صغار" سے واضح مسائل مراد بیں اور "کبار" سے دقیق مسائل (۲۱) واللہ اعلم۔

⁽۱۴) فتح الباري (ج اص ۱۲۱) والنهاية (ج٢ ص ١٨١)_

⁽١٥) حواله جات بالا۔

⁽١٦) حواله جات بالا

⁽۱۷)النهاية (ج٢ص٨١)_

⁽١٨) حواله بالا

⁽¹⁹⁾حواليه بالا

⁽۲۰)تفسير الطبرى (جسم ٢٣٣).

⁽۲۱)و یکھیے فتح الباری (جام ۱۶۲)۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے مذکورہ باب

کے تحت کوئی صدیت مرفوع کیوں ذکر نہیں کی؟

ند کورہ باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی مر فوع حدیث اپنی شرط کے مطابق ذکر ا۔

بعض حصرات کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیاض چھوڑی تھی تاکہ اگر کوئی مناسب روایت مل جائے تواس کودرج کریں لیکن موقع نہیں مل سکا۔

بعض حفرات کہتے ہیں کہ انہوں نے کوئی بیاض وغیر ہ نہیں چھوڑی بلکہ جو پچھ آیات و آثار مذکور ہیں ان ہی سے اپنے مدعا پر استدلال کرنے پر اکتفا کیا ہے (۲۲)۔

اشتغال بالعلم اشتغال بالنوا فل سے افضل ہے

یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب سے ایک مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہو، وہ مسئلہ یہ ہے کہ اشتخال بالعظم اشتخال بالنوا فل سے افضل ہے۔

اس مسئله میں معمولی سااختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک، سفیان توری، امام شافعی رحمهم الله تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ علمی اشتعال نوا فل میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔

چِنَانِچِ فَقْرِ حَفَى كَا لِول مِن بِي عِلَا العلم والفقه إذا صحت النية أفضل من جميع أعمال البر، وكذا الاشتغال بزيادة العلم إذا صحت النية، لأنه أعم نفعا، لكن بشرط أن لا يدخل النقصان في فرائضه "_(٢٣)

اى طرح ابن وببرحمة الله عليه كمت بين "كنت عند مالك بن أنس فجاء ت صلاة الظهر أو العصر، وأنا أقرأ عليه، وأنظر في العلم بين يديه، فجمعت كتبى، وقمت لأركع، فقال لى مالك:

⁽۲۲) فخ البارى (ج اص ۱۹۲) وعدة القارى (ج عص ۲۳)_

⁽٢٣)قاله في البزازية، نقله ابن عابدين في حاشيته رد المحتار (١٨٩٥/٢٨٩)كتاب الحظر والإباحة

ماهذا ؟ قلت : أقرم للصلاة، قال :إن هذا لعجب، فما الذي قمت إليه بأفضل من الذي كنت فيه إذا صحت النية"_(٣٣)

امام شافعى رحمة الله عليه فرماتے بين "طلب العلم أفضل من الصلاة النافلة" (٢٥) ـ امام شفيان ثورى رحمة الله عليه فرماتے بين "مامن عمل أفضل من طلب العلم إذا صحت النية" (٢٢) ـ

نيزوه فرمات بين "لاأعلم من العبادة شيئا أفضل من أن يعلم الناسَ العلم" (٢٧) ـ الم المربن منبل رحمة الله عليه سه يو جها كيا: "أي شيء أحب إليك: أجلس بالليل أنسخ أوأصلى تطوعاً؟ قال: فنسخك (هكذا في الأصل، ولعل المعنى: فنسخك مسألة) تعلم بها أمر دينك، فهو أحب "(٢٨) ـ

لیکن امام احد رحمة الله علیه کی ایک مشہور روایت بیہ که فرائض کے بعد سب سے او نچادر جہ جہاد کا ہے چنانچد ابن قدامه رحمة الله علیه نقل کرتے ہیں"قال أبو عبدالله: لا أعلم شیئا من العمل بعد الفرائض أفضل من الجهاد"(٢٩)۔

بہر حال ائمہ کا شہ و جمہور علاء علم کی تفضیل کے قائل ہیں، امام احمد بن حنبل رحمة الله علیه کی ایک روایت ہیے۔ کہ جہادا فضل ہے۔ والله اعلم

١١ – باب : نَمَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ عَيْلِيَّةٍ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمُوْعِظَةِ وَٱلْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوا .

⁽۲۲) جامع بيان العلم وفضله (جاس ١٢٢) رقم (١١١)

⁽٢٥) جامع بيان العلم وفضله (١٥ ص ١٢٣) قم (١١٨) وحلية الأولياء (٩٥ ص ١١٩) وروي عنه بلفظ آخر: "ليس بعد أداء الفرائض شيء أفضل من طلب العلم" قيل له: ولا الجهاد في سبيل الله " تعليقات جامع بيان العلم وفضله (١٢٥ ص ١٢٣) _

⁽٢٦) جامع بيان العلم وفصله (جاص ١٢٢) رقم (١١٩)_

⁽٢٤) جامع بيان العلم وفضله (جاص ١٢٨) رقم (١٢٠)

⁽٢٨) المجموع شرح المهذب (ج اص ٢١) المقدمة، فصل: في ترجيح الاشتغال بالعلم على الصلاة والصيام وغيرهما من العبادات القاصرة على فاعلها_

⁽٢٩) المغنى لابن قدامة (ج٩ص ١٦٣) كتاب الجهاد، رقم (٢١٦)_

ما قبل کے باب سے مناسبت

ما قبل کے باب "باب العلم قبل القول والعمل" میں علم کے حصول کی ترغیب اور اس کی فضیلت کا بیان تھا، اس باب میں "تنحول بالعلم" یعنی حصول علم میں رعایت رکھنے کا ذکر ہے تاکہ اکتاب فضیلت کا بیان ہو۔ (۲۰)

حدیث باب میں صرف وعظ کاذ کرہے ترجمہ میں "علم" کااضافہ کیوں کیا گیا؟

امام بخاری رحمة الله علیه فرمایاب میں "یتخولهم بالموعظة والعلم" فرمایا ہے، جبکه حدیث باب میں "علم" کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حدیث بیب صرف "موعظه" کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حدیث بیب صرف "موعظه ذکر ہے علم کا نہیں، لیکن چونکہ وعظ بھی ایک قتم کا علم ہے لہذا مصنف رحمة الله علیه نے تخول بالموعظه سے تخول بالعلم کومستبط فرماتے ہوئے" والعلم"کااضافہ فرمادیا ہے۔ (۳۱)

كى لاينفروا

اسی طرح امام بخاری رحمة الله علیه نے ترجمة الباب کے آخر میں "کی لاینفروا" کااضافہ فرمایا، پہلی میرات میں میں میں میں میں میں ہوا کہ باب کی پہلی میراگرچہ باب کی دوسر ی حدیث میں دوسر کے حدیث میں "سآمة" کی تفییر معلوم ہوگئی کہ اس سے مراد نفرت ہے،اصل میں "سآمة" اکتانے کو کہاجاتا ہے اور اکتانے ہی پر نفرت مرتب ہوتی ہے اس کے اس کی تفییر نفرت سے کردی گئی۔(۳۲)

امام بخارى رحمة الله عليه كامقصد

امام بخاری رحمة الله علیه کا مقصداس ترجمه سے بیہ ہے کہ وعظ و تذکیر اور تعلیم و تبلیغ میں سامعین کے نشاط وملال کا لحاظ رکھنا چاہئے، جب نشاط ہواس وقت تعلیم و تذکیر ہونی چاہئے اور اگر نشاط نہ ہو توایسے

⁽۳۰)عدة القارى (جعص ۲۳)_

⁽۱۳) فخ البارى (جاص ۱۲۲)_

⁽۳۲) فتح البارى (جاص ۱۲۲)_

وقت میں تعلیم و تذکیر نہیں کرنی جاہیے کہیں ایسانہ ہو کہ علم ہی سے نفرت ہو جائے اور وعظ سننے ہی سے طبیعت احیاے ہو جائے۔

٦٨ : حدّثنا محَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ : أَخْبَرَنَا سُفْيانُ ، عَنِ ٱلْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي (٣٣) أَبْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : كَانَ ٱلنَّبِيُّ عَلِيْلَةٍ يَتَخَوَّلُنَا بِالمَوْعِظَةِ فِي ٱلْأَيَّامِ ، كَرَاهَةَ ٱلسَّامَةِ عَلَيْنَا ۗ ٱبْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : كَانَ ٱلنَّبِيُّ عَلِيْلَةٍ يَتَخَوَّلُنَا بِالمَوْعِظَةِ فِي ٱلْأَيَّامِ ، كَرَاهَةَ ٱلسَّامَةِ عَلَيْنَا ۗ

تراجم رجال

(۱) محمر بن بوسف

یه محمد بن یوسف بن واقد ضمی فریابی (بکسر الفاء وسکون راء، وبمثناة تحت، وبموحدة) (۳۳) رحمة الله علیه بین، ابوعبدالله ال کی کنیت ہے (۳۵)۔

انہوں نے یونس بن ابی اسحاق، فطر بن خلیفہ، اسر ائیل بن یونس بن ابی اسحاق، ابراهیم بن ابی عبلہ، امام اوزاعی، مالک بن مِغُول، سفیان بن عیینہ اور خاص طور پر سفیان توری رحمہم اللہ تعالی سے حدیث کا علم حاصل کیا ہے۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام احمد بن حنبل، محمد بن یحیی دُسلی، اسحاق کو سے، احمد بن عبداللہ عجل، سلمہ بن شبیب، محمد بن مسلم بن وارہ رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات ہیں۔ (۳۲)

المام احمد بن ضبل رحمة الله عليه فرمات بين "كان الفريابي رجلاً صالحاً"(س)-

⁽٣٣) قوله: "عن ابن مسعود" الحديث أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه (١٥ ص ١٦) كتاب العلم، باب من جعل الأهل العلم أياماً معلومة، رقم (١٢) وفي (٣٢ ص ٩٣٩) كتاب الدعوات، باب الموعظة ساعة بعد ساعة، رقم (١٣١) ومسلم في صحيحه (٣٢ ص ٣٤٧) كتاب صفة المنافقين، باب الاقتصاد في الموعظة والترمذي في جامعه، في كتاب الأدب، باب ماجاء في الفصاحة و البيان، رقم (٢٨٥٥).

⁽۳۴)المغنی (ص۱۲)

⁽۳۵)تهذيب الكمال (ج٢٧ص٥٢٥و٥)

⁽٣٦) شيوخ و تلانده كي تفصيل كيلية و يحص تهديب الكمال (ج٢٦ص ٥٣٥٥) وسير أعلام النبلاء (ج٠١ص ١١١١هـ١١)

⁽٣٤) تهذيب الكمال (ج٢٥ ص٥٦)_

امام یحیی بن معین رحمة الله علیه فرماتے ہیں که فریابی مؤمل بن اساعیل، عبید الله بن موسیٰ، قبیصه اور عبدالرزاق کی طرح ثقه ہیں (۳۸)۔

امام بخاری رحمة الله علیه فرماتے ہیں "حدثنا محمد بن یوسف و کان من افضل أهل زمانه....."_(۳۹)

ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتي بين "صدوق ثقة" (٠٠)

المام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (١٧)_

امام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "ثقة" (٣٢)_

ان تو میقات کے مقابلہ میں بعض حضرات نے ان کی بعض احادیث پر کلام بھی کیاہے:

چنانچدائن عدى رحمة الله عليه فرمات يين "له عن الفوري إفوادات" (٣٣)

اس طرح امام عجلى رحمة الله عليه ان كى توثيق كرنے كے بعد كہتے ہيں" وقال بعض البغداد يين:

أحطأ محمد بن يوسف في خمسين وماثة حديث من حديث سفيان "(٣٣)_

اس طرح ابن معین رحمة الله علیه في ان كى ايك حديث ذكركر كے كہاہے" هذا باطل" (۵۵)_

لیکن حافظ و ہی رحمۃ اللہ علیہ ابن عدی کا قول نقل کرے فرماتے ہیں "قلت: لأنه لازمه

مدة، فلا ينكرله أن ينفرد عن ذاك البحر "ـ(٣١)

نیز حافظ ابن حجر رحمة الله علیه ابن عدى اور عجل وغیره كاكلام نقل كركے فرماتے بين "اعتمده

⁽٣٨)تاريخ الدارمي عن يحيى بن معين (ص٩٣)ر تم (١٠١)_

⁽۳۹) تبذيب الكمال (ج٢٥ ص٥٥) _

⁽۴٠) تهذيب الكمال (ج٢٥ م٥٨)_

⁽۱۱)سير اعلام النبلاء (ج٠ اص١١١)

⁽٣٢)سير أعلام النبلاء (ج ١٠٥٠) و تهذيب الكمال (٢٧٢٥)-

⁽۳۳) الكامل لا بن عدى (ج٢ص٢٣٢)_

⁽١٩١) تهذيب الكمال (٢٤٢ص٥٩)

⁽۵۹)هدی الساری (۳۲۳)_

⁽٣٦)ميزان الاعتدال (جهم الم)رقم (٨٣٨٠)_

البخاري لأنه انتقى أحاديثه وميّزها"_(٣٤)

خلاصہ بیہ ہے کہ جمہور علائے حدیث نے ان کی توثیق کی ہے، حتی کہ جن حضرات سے ان کے اوپر کلام منقول ہے وہ بھی ان کی توثیق کرتے ہیں (۴۸) جبکہ جو حضرات کلام کرتے ہیں وہ ان کی معدود بے چنداحادیث پر کلام کرتے ہیں سب پر نہیں، پھر خصوصاً صحیح بخاری کی احادیث پر اس وجہ سے کلام نہیں ہو سکتا کہ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے براہِ راست شخ ہیں اور بعض مقامات پر ایک واسطہ سے حدیث نقل کرتے ہیں لہٰذاا نہیں اپنے شخ کی روایاتِ صحیحہ وسقیمہ کی چو نکہ پہچان ہے اس لئے وہ انتقاء وا نتخاب اور تمییز کے بعد ہی حدیث لیتے ہیں۔واللہ اعلم۔

أيكابهم فائده

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر فرمایا ہے کہ حدیث باب کی اس سند میں "محمد بن یوسف" ہے" دومی بن یوسف بیکندی "مراد بیں جن کی کنیت ابواحمہ ہے۔ (۴۹)

علامہ عینی، حافظ ابن حجراور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ نے اس کی تردید کی ہے اور لکھاہے کہ یہاں محد بن بوسف فریا بی مراد ہیں اور یہ قاعدہ نقل کیاہے کہ جہاں کہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مطلقاً محمد بن بوسف کہتے ہیں اور نبیت ذکر نہیں کرتے، وہال ''فریا بی "ہی مراد ہوتے ہیں اگر چہ انہوں نے ''بیکندی'' سے بھی روایت کی ہے۔(۵۰)

(۲)سفیان

یہ مشہور امام سفیان بن سعید توری رحمۃ الله علیہ ہے جن کے حالات کتاب الإیمان "باب علامة المنافق" کے تحت گذر چکے ہیں(۵۱)۔

⁽۲۲) هدى السارى (۳۲۳)_

⁽۳۸) این معین اور مجل رحمها الله کی تومیقات تو اوپر نقل بوچکی بین، این عدی رحمة الله علیه فرماتے بین "وقد قدّم الفویابی فی سفیان الثوری علی جماعة مثل عبد الرزاق و نظرائه، وقالوا: الفویابی أعلم بالثوری منهم..... والفویابی فیما تبین: هو صدوق لاباس به "الکامل (۲۳ ص ۲۳۲)_

⁽٣٩)شوح الكوماني (٣٢٥)

⁽۵۰)عمدة القارى (٢٢ص٣٣) و فتح البارى (جاص١٦٢) وارشاد السارى (جاص١٦٨)_

⁽۵۱) ديکھئے کشف الباري (ج۲ص۲۷)۔

فائده

واضح رہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سے حدیث اپنی مند میں ابن عیبنہ سے نقل کی ہے (۵۲)،

لیکن یہاں سفیان توری ہی مراد ہیں کیونکہ فریا بی اگرچہ دونوں کے شاگر دہیں لیکن چونکہ سفیان توری رحمۃ

اللہ علیہ کے ساتھ انہوں نے کافی وقت گذار اتھا اس لئے جب توری سے روایت کرتے ہیں تو مطلقاً ذکر

کرتے ہیں، لہذا فریا بی جہاں کہیں ''سفیان'' بغیر نسبت کے ذکر کریں وہاں سفیانِ توری رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہوں گے۔(۵۳)

(٣)الأعمش

یہ مشہور امام مدیث ابو محمد سلیمان بن مہران الأعمش الكوفى رحمة الله علیہ بین، ان كے حالات كتاب الإيمان "باب ظلم دون ظلم" كے تحت گذر كے بين (۵۳)۔

(۱۲) ابوواکل

یہ مشہور مخضر م تابعی حضرت ابو واکل شقیق بن سلمہ اسدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالت بھی کتاب الا بمان، "باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لايشعر" كے تحت گذر کے ہیں (۵۵)۔

(۵)حضرت عبدالله بن مسعودر ضي الله عنه

حضرت عبدالله بن مسعود رضى الله عنه كے حالات بھى كتاب الإيمان، "باب ظلم دون ظلم" كے تحت گذر كے ہيں۔ (۵۲)

⁽۵۲) مسند احمد (جاص ۳۷۷) وفیه: "حدثنا عبدالله، حدثنی أبی، ثنا سفیان" ومعلوم أن أحمد لم يَرْوِ عن الثوري، وإنما روی عن ابن عيينة، فإن ميلاده في سنة ٢٦٤ هر وقد توفي الثوري في ٢٦١ه انظر حلية الأولياء (ج٩ص ١٢١ه ١٦٣) (٥٣٠) فتح الباري (ج١ص ١٦١) وعمدة القاري (ج٢ص ٢٣٠) .

⁽۵۴)د يكيئ كشف البارى (ج٢ص ٢٥١)_

⁽۵۵)د يكھئے كشف البارى (ج ٢ص ٥٥٩)

⁽۵۲) و مصح كشف الباري (ج٢ص ٢٥٧) _

قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بالموعظة في الأيام كراهة السآمة

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف دنوں میں ہمیں نفیحت فرمانے کے لئے ہمارے احوال کی رعایت کرتے تھے اس خطرے سے کہ ہمیں ملال نہ ہو چائے، ہماری طبیعت اکتانہ جائے۔

"یتخولنا" تخوّل سے مشتق ہے، اس کے معنی اصلاح کرنے اور گلمداشت کرنے کے بیں۔(۵۷)المتخول: المتعهد۔

علامه خطالي رحمة الله عليه فرمات بي "الخائل: القائم بالأمر والمتعهد له، ويقال: فلان خائل مال، وخال مال، اذا كان حسن القيام عليه "(۵۸)_

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ "یتخوننا" ہے، (۵۹) تخون کے معنی بھی تعقد اور علیہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ "یتخوننا" ہے معنی "اجتنب الخیانة" کے ہیں جیسے علیہ داشت کے ہیں الفاقد" خیانت" ہے اور "تخون" کے معنی "اجتنب الحنث و الإثم، گویاس میں "تجنب" کی خاصیت پائی جارہی ہے۔ (۱۱)

کہتے ہیں کہ ابو عمروبن العلاء رحمۃ اللہ علیہ نے جب امام اعمش کو "متعنولنا" روایت کرتے ہوئے سنا تو کہا کہ یہ باللام نہیں بلکہ بالنون ہے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات کی طرف کوئی التفات نہیں کیا۔(۱۲)

اسی طرح ابوعبید ہروی رحمة الله علیہ نے "كتاب الغریبین" میں ابوعمرو شیبانی سے نقل كياہے وہ

⁽۵۷)قال في النهاية (٣٦ص٨٨) : "يتخولنا : يتعهدنا، من قولهم : فلان خائل مال، وهوالذي يصلحه ويقوم به".

⁽٥٨)غريب الحديث للخطابي (٢٢ص ٣٣٧) نيزد كي عاعلام الحديث (جاص ١٩٣)

⁽۵۹)النهاية (۲۲ ص۸۸) وعمدة القارى (۲۲ ص۲۵)

⁽۲۰) حواله جات بالا۔

⁽١١) ويكف فتح البارى (ج اص ١٦٢)_

⁽۱۲) فتح البارى (ج اص ۱۲ او ۱۲۳)

كهاكرتے تھے كہ صحيح لفظ "يتحولنا" ہے۔ لينى بالحاء المهملة واللام۔ جس كے معنى بي "يتطلب أحوالنا التي ننشط فيها للموعظة"۔ (١٣)

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرماتے بين كه رواية "يتخولنا" بالخاء المعجمة و باللام۔ درست ہے، خاص طور پراس لئے بھی كه امام اعمش اس كوروايت كرنے ميں متفرد نہيں، اگلے باب ميں ان كى متابعت منصور كر رہے ہيں، اگرچه دوسرے دونوں كلمات بھى معنی درست ہيں، ليكن جب "يتخولنا" كے معنی بھى درست اور لفظ بھى بہى اصح ہے تواس پر كوئى اعتراض نہيں ہونا چاہئے۔ (١٣)

كراهة السآمة علينا

یہ مفعول لہ ہے، یعنی ہمارے اوپر اکتابٹ طاری ہو جانے کو حضور اکر م مسلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے،اس وجہ سے ہماری طبیعتوں کی رعایت فرماتے تھے۔

"علینا" یا تو "الطارئة" محذوف کے ساتھ متعلق ہے، جو "السآمة" کی صفت ہوگا، یعنی "کراھة السآمة الطارئة علینا"۔

یایوں کہاجائے گاکہ ''سآمة'' میں چونکہ ''مشقت'' کے معنی متضمن ہیں اس لئے اس کو''علی'' کے ساتھ متعدی کیا گیاہے اور اصل صلہ محذوف ہے جو''من الموعظة'' ہے،اب تقدیر عبارت ہو گی ''کراهة السآمة من الموعظة الشاقة علینا''۔(۱۵)

مديث باب كاترجمة الباب كخ ساته انطباق

صدیث باب کاتر جمة الباب پرمنطبق جونا ظاہر ہے کیونکہ ترجمہ میں "تخول بالموعظ "کاذکر ہے اور حدیث باب میں یہ ضراحة فد کور ہے، نیز ترجمہ میں "کی لاینفروا" ہے، اس جزء پر حدیث کا جملہ "کراھة النسآمة علینا" وال ہے، کیونکہ اکتاب پر نفرت مرتب ہے، گویاامام بخاری رحمة الله علیہ نے "ساّمہ"کی تفیر ترجمة الباب میں ذکر کردی ہے کہ اس سے نفرت مراد ہے۔ کمابینا سابقاً۔

⁽٣) فخالبارى (جاص١٦٣) وعدة القارى (جعودم)_

⁽۱۲) فخ البارى (جاس ۱۲۳)_

⁽۱۵)د یکھئے فتح الباری (جام ۱۶۳)۔

یے بھی ہوسکتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا پہلا حصہ لینی "تنحول بالموعظة والعلم "کو تواس حدیث سے ثابت کیا ہواور دوسرے حصہ "کی لاینفروا" کواگل حدیث سے ثابت کیا ہوجس میں نہ کورہے "یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا" واللہ اعلم۔

ر الله عَمْدُ الل

تراجم رجال

(۱) محمد بن بشار

یہ مشہورامام حدیث محمد بن بشار بن عثان عبدی بصری رحمۃ اللّٰد علیہ ہیں، ابو بکران کی کنیت ہے، بُنداران کا لقب ہے۔(۲)

بندار کے معنی حافظ کے ہیں، چونکہ بیرا پنے زمانہ میں اپنے وطن کی حدیثوں کے حافظ اور جامع تھے اس لئے ان کالقب بُندار پڑ گیا(۳)۔

انہوں نے یزید بن ڈریع، معتمر بن سلیمان، عبدالعزیز بن عبدالصمدالعمّی، محمد بن جعفر غندر، بین بیز بن اسد، جعفر بن عون، حجاج بن منہال، رَوح بن عُبادہ، ابوعاصم النبیل، عبدالرحمٰن بن مہدی، عقان بین مسلم، محمد بن عبدالرحمان الطفاوی، محمد بن عرعرہ، کمی بن ابراهیم، وکیع بن الجراح، سحیی بن سعید القطآن اور ابود اور طیالسی رحمہم اللّٰد وغیرہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں اصحابِ اصولِ سقہ ،ابراهیم حربی، بنی بن مخلد ،ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی، محمد بن اسحاق بن خزیمہ ،ابو دُرعہ ،ابوالعباس السر تاج اورز کریاسا جی رحمہم اللّٰد تعالیٰ وغیر ہیں۔(م)

⁽۱) قوله: "عن أنس" الحديث أحرجه البخاري أيضاً في صحيحه (٣٢٥ ٩٠٣) في كتاب الأدب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: يسروا ولا تعسروا، رقم (٦١٢٥) ومسلم في صحيحه (٣٣٥ م ٨٣٨) في كتاب الجهاد والسير، باب تأ ميوالإمام الأمراء على البعواث ووصيته إياهم بآداب الغزو وغيرها.

⁽٢) تبذيب الكمال (ج٣٢ ص ٥١١) _

⁽m) تهذيب الكمال (جمع سااه) وسير أعلام النبلاء (جماص ١٣٨)_

⁽٣) شيوخ و تلانه و كي تفصيل كيليخ د يكي تهذيب الكمال (ج٣٢ ص ١٥١ م ٥١٥) و سير أعلام النبلاء (ج٣١ ص ١٣٠ و ١٣٠) _

امام عجل رحمة الله عليه فرماتے بين "بندار بصوى، ثقة، كثير الحديث "(٥) ـ

الم ابن فريم رحمة الله عليه افي كتاب التوحيد مين فرمات بي "أخبونا إمام أهل زمانه في العلم والأخبار محمد بن بشار " (١)

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين "صدوق"_(2)

الم نسائى رحمة الله عليه فرمات بي "صالح لا بأس به"_(٨)

امام ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "وكان ممن يحفظ حديثه ويقرؤه من حفظه" (9) مسلم بن قاسم رحمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة مشهوراً" (١٠) _

امام دار تطنى رحمة الله عليد فرمات بي "من الحقاظ الأثبات"_(١١)

البت عمروبن على الفلاس سے منقول ہے کہ وہ محر بن بشار رحمۃ الله علیه کی تکذیب کیا کرتے تھے۔(۱۱)

لیکن محد ثین نے ان کی تکذیب کو قبول نہیں کیا، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ الله علیه فرماتے ہیں"فما
اصعی أحد إلى تكذیبه لتیقنهم أنّ بنداراً صادق أمین"۔(۱۲)

اى طرح عبدالله بن الدورقى كميت بين "كنا عند ابن معين وجوى ذكر بُندار فرأيت يحيى لايعباً به، ويستضعفه " ـ (١٣)

⁽۵) تهذيب الكمال (ج٣٢ ص ١٥) وسير أعلام النبلاء (ج١٢ ص ١٣٦)_

⁽٢)سيراعلام النبلاء (ج١٢ص١٥)

⁽٤) تهذيب الكمال (ج٣٦ ص٥١٤) وير أعلام العلاء (ج١١ص١١١)

⁽٨)تهذيب الكمال (ج٣٥م ١٥٥)وسير أعلام التبلاء (ج١١ص ١٨١)

⁽٩) الثقات لابن حبان (ج٩ص ١١١)_

⁽١٠) تهذيب التهذيب (٥٩ ص٢٤)

⁽¹¹⁾حوالته بالا_

⁽١٢) ديك ميزان الاعتدال (ج سم ٢٩٠) وسير اعلام النبلاء (ج١١ص ١٨٥) و تهذيب الكمال (ج٣٦ص ١٥٥) _

⁽١٣) ميز آن الاعتدال (٣٣٠ ص ٣٩٠) وقال الحافظ في هدى السارى (صحفه عمروبن على الفلاس، ولم يذكر سبب ذلك، فمأ عرجواعلى تجريحه".

⁽١٣) تهذيب الكمال (ج٣٦ ص١٥ و١١٥) وسير أعلام النبلاء (ج١١ ص١٣٨)

نيزابن الدورقي كهتي بين "ورأيت القواريوي لايوضاه" ـ (١٥)

ليكن علماء نے اس جرح كو بھى قبول نہيں كيا، چنانچد ابوا افتح ازدى رحمة الله عليه كہتے ہيں "بندار كتب الله الله عليه كتب الله عليه كتب الله عليه كتب الناس عنه، وقبلوه، وليس قولُ يحيى والقواريوي مما يجرحه، ومارأيت ذكره إلا بخير وصدق " ـ (١١)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بحی بن معین اور قوار بری کے طرزِ عمل پر تیمرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "قد احتج به أصحاب الصحاح كلهم، وهو حجة بلاريب"۔(١٤)

ای طرح علی بن المدینی رحمة الله علیه کے صاحبزادے عبدالله کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے "بندار، عن ابن مهدی، عن أبى بكو بن عیاش، عن عاصم، عن زِرّ، عن عبدالله، عن النبى صلى الله علیه وسلم : تسحروا فإن فى السحور بركة "(١٨) کے بارے میں پوچھا تو على بن المدین رحمة الله علیه نے فرمایا "هذا كذب، حدثنى أبو داود موقوفاً" اور پر انہوں نے اس كا سخت انكار روا)

لیکن ظاہر ہے یہ جرح بھی کوئی قابلِ اعتناء نہیں کیونکہ اول تواس مدیث کا متن مر فوعاً سیح سند سے ثابت ہے ، (۲۰)دوسرے خود امام علی بن المدینی اسے موقوفاً روایت کرتے ہیں (۲۱)۔ اور تنیسری بات یہ بھی

⁽١۵)حواله جات بإلا ـ

⁽١٦)حواله جات بإلا

⁽²¹⁾ميزن الاعتدال (جسم ٢٩٠)_

⁽۱۸) أخرجه بهذا السند النسائي في سننه (١٦ ص٣٠٣) كتاب الصيام، باب الحث على السحور، و قال : وقفه عبيدالله بن سعيد، شم ذكر حديث عبيدالله بن سعيد.

⁽١٩)تهذيب الكمال (ج٣٢ ص١٥) وسير أعلام النبلاء (ج١٢ ص١٣)_

⁽۲۰)هذا الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (ج اص ۲۵۷) كتاب الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، رقم (۱۹۲۳) و التسائي رقم (۱۹۲۳) و مسلم في صحيحه (ج ۱۳۵۱) كتاب الصيام، باب فضل السحور وتاكيد استحبابه، رقم (۱۹۵۵) و التسائي في سننه (ج ۱ ص ۳۰۳) كتاب الصيام باب الحث على السحور، والترمذي في جامعه في كتاب الصوم، باب ماجاء في فضل السحور رقم (۲۰۸) كلهم من حديث أنس رضى الله عنه، وقال الترمذي: "وفي الباب عن أبي هريرة، وعبدالله فضل السعود، وجابر بن عبدالله، وابن عباس، وعمرو بن العاص، والعرباض بن سارية، وعتبة بن عبدالله، وأبي الدرداء" (۲۰) وقد رواه عبيدالله بن سعيد، شيخ النسائي أيضاً موقوفاً كما سبق تخويجه.

ممکن ہے کہ علی بن المدینی نے یہاں جو "کذب" کالفظ استعال کیا ہے وہ "خطاً" کے معنی میں ہو، کیونکہ اہل جازاس کو "خطاً" کے معنی میں استعال کرتے ہیں جس کی تصریح ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ (۲۲)

لہذا علی بین المدینی رحمۃ اللہ علیہ کا "هذا کذب" کہنا ان کی تکذیب پر قطعی نہیں بلکہ خطا پر محمول ہے، ظاہر ہے کہ ایک آدھ خطا ہے کوئی بھی نہیں نج سکتا، اور نہ اس قتم کی خطاؤں کی وجہ سے کوئی راوی جم وح ہو تا ہے، خاص طور پر وہ راوی جن پر اصول سقہ کے مصنفین نے اعتاد کیا ہو اور بوری امت کے علاء نے ان کو ججت قرار دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

محمر بن بطار رحمة الله عليه كانتقال ٢٥٢ه مين جوار (٢٣) رحمه الله تعالى رحمة واسعة -(٢) يحيى بن سعيد

یہ مشہور امام ابو سعید یکی بن سعید بن فروخ القطان شیمی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے حالات کتاب الایمان، باب من الإیمان أن یحب الأحیه ما یحب لنفسه کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲۳)

(۳) شعبہ

یہ امام شعبہ بن الحجاج رحمة اللہ علیہ بین، ان کے حالات بھی مختصر أكتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده كے تحت گذر كے بين۔(٢٥)

(١١) ابوالتيآح

ير ابوالتياع. بفتح المثناة الفوقا نية و تشديد التحتانية، و آخره حاء مهملة (٢٦)

⁽٢٢)قال المرتضى الزبيدى رحمه الله في تاج العروس (ج اص ٣٥١): "قال ابن الكارى: إن الكذب ينقسم إلى خمسة أقسام: إحداهن: تغيير الحاكى مايسمع، وقوله ما لا يعلم نقلاً ورواية الثانى: أن يقول قولاً يشبه الكذب ولا يقصد به إلا المحق..... الثالث: بمعنى الخطاء، وهو كثير في كلامهم. والرابع: البطول، كذب الرجل: بمعنى بطل عليه أمله وما رجاه. المخامس: بمعنى الإغراء وعلى الثالث (أي بمعنى الخطا) خرّجوا حديث صلاة الوتر: "كذب أبو محمد" أي أخطا، وقد تبعهم فيه بقية الناس ... "...

⁽۲۳) تهذیب الکمال (ج۳۲ ص۵۱۸)۔

⁽۲۴) ديکھئے کشف الباري (ج ۲مر ۱).

⁽۲۵) كشف الباري (جاس ۲۷۸).

يزيد بن مُميد ضبعي بقرى رحمة الله عليه بي-(٢٧)

یہ حضرت انس بن مالک، عبد الله بن الحارث بن نو فل رضی الله عنهما کے علاوہ ابو عثان نہدی، مطرف بن عبدالله بن الشخیر ، ابو مجلز ، ابو زرعہ بجلی اور حسن بصری رحمهم الله وغیرہ سے روایت حدیث مطرف بن عبدالله بن الشخیر ، ابو مجلز ، ابو زرعہ بجلی اور حسن بصری رحمهم الله وغیرہ سے روایت حدیث محرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں سعید بن ابی عروبہ ، شعبہ ، همآم ، حماد بن سلمہ ، حماد بن زید ، اساعیل بن علیہ اور ابو ھلال راسبی رحمہم اللہ وغیر ہ حضرات ہیں (۲۸)۔

الم احدر حمة الله عليه فرمات بين "ثبت ثقة ثقة" (٢٩)

الم سحي بن معين، ابوزرعه، نسائي رحمهم الله فرمات بين "فقة" (٠٠)_

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرماتي بين "معووف" (١٦)_

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صالح" (٣٢)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب الثقات مين ذكر كياب - (٣٣)

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے ہيں"و كان ثقة وله أحاديث"_(٣٣)

المام حاكم رحمة الله عليه "تاريخ نيسابور" من لكصة بين "ثقة مأ مون" ـ (٣٥)

ان كانتقال ١٢٨ه مين بوا_ (٣٦) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

⁽۲۷) تېذىپ الكمال (ج۲۳ص ۱۰۹)_

⁽٢٨) شيوخ و تلافده كي ليد كي تهذيب الكمال (ج٣٣ ص٩٠ او١١) وسير أعلام النبلاء (ج٥٥ ص٢٥١) _

⁽٣٩) تهذيب الكمال (ج٣٢ ص١١٠) وسير أعلام النبلاء (ج٥ ص٢٥٢)_

⁽۳۰) تبذيب الكمال (ج۳۳ ص١١و١١١) _

⁽۳۱)حواله بالا

⁽۳۲)حواله بالا

⁽۳۳)الثقات لابن حبان (ج۵ص۵۳۸)_

⁽٣٣) الطبقات لابن سعد (ج ٢ ص ٢٣٨)

⁽٣٥)تهذيب التهذيب (ج١١ص١٣١)

⁽۳۲) الكاشف (ج٢ص ٣٨١) رقم (٢٩٢) _

(۵)انس

حضرت انس بن مالک رضی الله عنه کے حالات کتاب الإیمان، "باب من الإیمان أن يحب الخيه مايحب لنفسه" کے تحت گذر کے بيں۔(٣٤)

قال : يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا

آپ نے فرمایا کہ آسانی کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری دو، متنفر نہ کرو۔

امام نووی رحمة الله علیه فرماتے بیں که "یسروا" کے بعد "لاتعسروا" کی تفریک افائدہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ صرف ایک مرتبہ "یسو" کا معاملہ ہوا ہوا دور کئی دفعہ "عسر" کا، تواس پر بھی "یسروا" صادق آئے گا،اب "لاتعسروا" فرماکر تعسیر فی جمیع الاحوال کی نفی فرمادی، یہی بات "بشروا" کے بعد "لاتنفروا" کے اضافہ میں ہے۔ (۳۸)

حافظ ابن جررحمة الله عليه فرماتے بيل كه "يسو"اور "عسر"ك ورميان تقابل توہے" تبشير" اور "تنفير"ك ورميان تقابل نہيں، "تبشير"كا مقابله "انذار"ك بهال "تنفير"ك بجائے "انذار"كاذكر بوناچاہے تقلد (۳۹)

اس کا جواب خود حافظ رحمة الله عليه نے دیا ہے که چونکه ابتدائے تعلیم میں "انداد" (جو در حقیقت إخبار بالشرہے) موجب معنی ہوتا ہے اس لیے یہاں "بثارت" کے مقابلہ میں "نفوت" کا ذکر ہوا ہے (۰۰)۔

اس کے علاوہ کتاب اللوب والی روایت میں امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے "وستخنوا و الا تنفروا" کے الفاظ نقل کیے ہیں(۳) اور" تسکین" "تنفیر" کی عین مقابل ہے۔

⁽۳۷) دیکھتے کشف البادی (۲۲ص۳)۔

⁽۳۸) و کیک شرح النووی علی صحیح مسلم(۲۲ص۸۲) کتاب الجهاد والسیر، باب تأ میر الإمام الأمراء علی البعوث ووصیته إیاهم بآداب الغزو وغیرها. و فتح الباری(۱۲۳)_

⁽۳۹) فخ الباري (ج اص ۱۲۳) _

⁽۴۰) حواله بالأ

⁽١١)صحيح البخارى (٢٦ص ٩٠٣) كتاب الأدب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: يسروا والتعسروا، رقم (١١٢٥) ـ

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "بسووا" کے مقابلہ میں "اندار" کااس لیے ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ "اندار" خود تبشیر میں داخل ہے اور مقصد کے لحاظ سے اندار بشارت کا مقابل اور اس کی ضد نہیں ہے بلکہ بشارت کا کیک فردہے۔

اس کی توضیح ہے کہ یہاں حدیث شریف میں "یسووا" کے بعد "لاتعسووا" اور "بشووا"

کے بعد "لاتنفروا" جو فرمایا اس سے واضح طور پر بیہ بات معلوم ہور ہی ہے کہ مقصد یُسر اور آسانی کا برتاؤ

ہوار شدت سے بچانا ہے، کہ یہ نفرت کا راستہ ہے، چنانچہ "بشووا" کے معنی یہ ہوئے کہ دشواریاں

کھڑی کر کے لوگوں کو بدکایانہ جائے بلکہ حسن تدبیر سے کام پر جمایا جائے کیونکہ مشکلات حاکل کرنے سے
مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

جب مقصد کام پر جمانا تھہرا تو شاباش دینا، احسانات کا دباؤ ڈالنااور ڈراد ھمکا کر اور انذار سے کام لے کر راہ پر لاناسب میساں ہیں، کیونکہ طبائع کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کو متاثر کرنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔

بعض لوگ مخضر سی بات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ بعض مخضر پر قناعت نہیں کرتے، ان میں جذبہ اطاعت پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احسانات اور شب وروز کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا پڑتا ہے۔ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ تذکر کا انعامات واحسانات سے متاثر نہیں ہوتیں، انہیں مقصد پر لانے کے لیے تخویف وانذار اور وعیدات سنانے اور ڈرانے دھمکانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

معلوم ہوا کہ بیا او قات انذار اور تخویف بھی بعض جگہ تبشیر کا کام کرتا ہے لہذا"انذار" "تبشیر" کامقابل اور ضدنہ ہوا، بلکہ اس میں شامل رہا(۴۲)۔

حضرت علامه کشمیری رحمة الله علیه نے اس حدیث کا مفہوم بیربیان فرمایا ہے کہ انذار وبیثارت کو ساتھ ساتھ رکھا جائے، صرف وعیدیں ہی نہ سنائی جائیں، بلکہ جہاں رحمتوں کاذکر ہو وہاں تھموں کا بھی تذکرہ ہو، جہاں تخویف ہو وہاں ترجیہ کا معاملہ بھی ہو، تاکہ خوف ور جاء دونوں ساتھ ساتھ رہیں، البتہ

⁽٣٢) ديكيئ فضل الباري (ج٢ص٥٥ و٢٦)

مناسب سے کہ بشارت کے پہلوکومقدمر کھاجائے۔(۳۳)

ايك أبهم وضاحت

ایک بات ذہن میں رہے کہ حدیث میں تیسیر کاجو تھم دیا گیاہے اس کا مقصد ہر گزیہ مہیں ہے کہ مداہدت اختیار کی جائے، کسی منکرِ شرعی کو دیکھ کر اس پر خاموش رہنااور اس سے مصالحت کرنا، یہ بالکل ناجائزے۔

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدیہ ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف لانے کے لیے بختی نہ کی جائے ، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ دین کی طرف دعوت دی جائے۔

مداہنت دوسری چیز ہے،اس میں صراطِ متنقیم پرلانے کی کوشش نہیں ہوتی،وہاں آدمی میہ طے کر لیتا ہے کہ جو کچھ لوگ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیا جائے ہمیں نکیر و تنبیہ کرنے کی یاتر غیب و تذکیر کی ضرورت نہیں،اس کی اجازت نہیں ہے۔

١٢ - باب : مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ ٱلْعِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً .

ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت

دونوں بابوں میں مناسبت واضح ہے کیونکہ پچھلے باب میں تنحول بالموعظة والعلم کاذکر ہے تاکہ ملال اور ضجر نہ ہو،اس باب میں بھی اسی ملال وضجر کو دفع کرنے کاطریقہ بتایا جارہاہے کہ علم کے لیے مخصوص دن مقرر کر لیے جائیں۔(۳۳)

ترجمة الباب كامقصد

چونکہ محصیل علم کے سلسلہ میں زمانایامکانا تعیین شرعا ثابت نہیں اس لیے اس قتم کی تعیین ت

⁽۳۳)دیکھیئےانوارالباری(ج۳ص۷۷)۔

⁽۲۲)عدةالقارى (جعص ۲۷)

بدعت کا تو هم ہوتا ہے،اس کود فع کرنے کیلئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم فرمایا ہے اور یہ بیان کرناچا ہے ہیں کہ اگر اہلِ علم تعلیم کے لئے ہفتہ میں کچھ دن مخصوص اور متعین کردیں تو یہ تعیین بدعت نہیں ہے، سنت میں اس کی اصل موجود ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روز روز تعلیم نہیں فرماتے تھے، صحابہ کرام کی نشاط کی رعایت کرتے تھے لہٰذااگر معلم متعلمین کے لئے پچھ او قات مقرر کردیں تو کوئی حرج نہیں (۵۵)۔

حفرت شیخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیه کے اس ترجمة الباب میں ایک نکته کی طرف اشارہ کیا ہواور وہ یہ کہ تعلیم و تذکیر کے لیے پچھ ایام مقرر کردینا تقصیر فی التبایغ نہیں ہے۔(۴۶)

٧٠ : حدّثنا عُثْمَانٌ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ : حَدَّثنا جَرِيرٌ ، عَنْ منْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَاثِلَ قَالَ : كَانَ عَبْدُ ٱللهِ يُذَكِّرُ ٱلنَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا أَبَا عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ . لَوَدِدْتُ أَنَّكُ عَبْدُ ٱللهِ يُذَكِّرُ ٱلنَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا أَبَا عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ . لَوَدِدْتُ أَنَّكُ عَبْدُ أَللهُ عَبْدِ الرَّحْمٰ أَنْ أُمِلكُمْ ، وَإِنِي أَنَّحَوْكُمْ بِالمَوْعِظَةِ . ذَكَرْنَنَا كُلَّ يَوْمٍ ؟ قَالَ : أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعْنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِي أَكْرُهُ أَنْ أُمِلكُمْ ، وَإِنِي أَتَحَوَّلُكُمْ بِالمَوْعِظَةِ .

كَمَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا ، مَخَافَةَ ٱلسَّآمَةِ عَلَيْنَا . [ر: ٦٨]

تراجم رجال

(۱) عثمان بن الي شيبه

یہ عثمان بن محمد بن قاضی ابوشیبہ ابراهیم بن عثمان عبسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مشہور محدث ابو بکر بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں، ابوشیبہ ان کے دادا ابراہیم کی کنیت ہے، جبکہ ان کے والد کا نام محمد ہے (۴۸)، عام طور پران کو عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے بھائی کوابو بکر بن ابی شیبہ کے نام سے بیکاراجا تاہے۔

⁽۵۵) و يكي لامع الدارى (ج٢ص ٢٣)_

⁽٣٦)الأبواب والتراجم لصحيح البخاري(٣٢٠)

⁽٣٤)قدمر تخريجه قبل حديث

⁽٨٨) و يكف تهذيب الكمال (ج١٩ ص ٢٥٨) وسير أعلام النبلاء (ج١١٥ ١٥٢)

مکہ مکر مہ اور رہے کا طلب علم کے سلسلہ میں سفر کیا، بہت حدیثیں لکھیں، "مند" اور "تفییر" ان کی علمی یادگار میں سے ہیں۔ (۳۹)

انہوں نے شریک بن عبداللہ، جریر بن عبدالحمید، نحمید بن عبدالرحمٰن، سفیان بن عبینه، طلحہ بن سخین دُرَقی انصاری، عبدالله بن المبارک، عبدالرحمٰن بن مهدی، عبدة بن سلیمان، عفّان بن مسلم، قبیصه بن عقبه، ابو معاویه محمد بن خازم الضریر، هشیم بن بشیر ، و کیج بن الجراح اوریزید بن هارون رحمهم الله تعالی وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ماجه، ابوحاتم، ابراہیم حربی، بھی بن مخلد، ابو یعلی موصلی، ابوالقاسم بغوی، محمد بن سعد اور محمد بن سحی دُ صلی رحمهم الله تعالی وغیر ہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ (۵۰)

ابو بكر الأثرم نے امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه سے عثان بن افی شیبه کے بارے میں بوچھا تو فرمایا "ماعلمت إلا خيواً" نيز امام احمد نے ان کی تعریف فرمائی۔(۵)

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة مأمون" ـ (۵۲)

ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "هو صدوق" (٥٣)

امام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "عشمان كوفى ثقة" (٥٠)

محمد بن عبدالله بن تمير رحمة الله عليه سے ان كے بارے ميں يو چھا تو فرمايا"سبحان الله! ومثله

يُسئل عنه؟! إنما يسئل هوعنا" ـ (۵۵)

⁽۴۹)تهذيب الكمال (ج١٩ص٥٤٩)_

⁽۵۵) شيوخ و تلافه مي تفصيل كے لئے و كيمي تهذيب الكمال (ج واص ۷۵ مر ۸۱ مر) وسير أعلام النبلاء (ج ااض ١٥٢)_

⁽۵۱) تهذيب الكمال (ج١٩ص ٨١) وسير أعلام النبلاء (ج١١ص ١٥٢)

⁽٥٢)سير أعلام النبلاء (ج ااص ١٥١)

⁽۵۳)تهذيب الكمال (ج١٩٥ م٨٨)

⁽۵۴)تهذيب الكمال (ج١٩٥ ٣٨٣)

⁽۵۵)تهذیب التهذیب (ج۷ص۱۵۰)۔

أبن حبان رحمة الله عليه نے ان كو "كتاب الثقات " ميں ذكر كياہے (٥٦) ـ

ان توجیقات کے ساتھ ساتھ ان سے پچھ احادیث منکر بھی مروی ہیں جن کی وجہ سے اہام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کیر بھی کی ہے(۵۵)، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کا تتبع کر کے یکجا کر دیا ہے اور ان کاغذر بھی بیان کیا ہے۔(۵۸)

باوجود جلالت شان اور علمی مقام ہے ان کے مزاج میں مزاح کا عضر تھا حتی کہ قرآن کریم کی آیات میں تھیف کرتے اور پھراس کی توجید کیا کرتے تھے۔(۵۹)سامحہ اللہ تعالیٰ

٢٣٩ هي الن كا انقال موا (٧٠) وحمه الله تعالى رحمة واسعة -

77(Y)

یہ جریرین عبدالحمیدین تر طضتی رازی ہیں،ابوعبداللہ ان کی کنیت ہے(۱۲)۔

انہوں نے منصور بن المعتمر ، عبد الملک بن عمیر، بیان بن بشر ، مغیرہ بن مقسم ، عاصم الاحول ، سلیمان النیمی ، امام اعمش ، لیث بن ابی سلیم ، عطاء بن السائب، هشام بن عروہ اور یحیی بن سعید انصاری رحمہم اللّٰد وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابو غیثمہ زییر بن حرب، اسحاق بن راعویہ، سلیمان بن حرب، عبداللہ بن المدین، قتیبہ بن سعید، محمد حرب، عبداللہ بن المدین، قتیبہ بن سعید، محمد بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد رازی، محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن سلام بیکندی، سحی بن المم، سحی بن محمد بن اور ابوداؤد طیالسی رقمهم الله تعالی وغیرہ حضرات ہیں۔ (۱۳)

⁽٢٥)النقات لابن حبان (١٨٥ ١٥٥) ـ

⁽۵۷) و كيس هدى السارى (س ۴۳۰) وميزان الاعتدال (جسم ۳۷ و۳۷) ـ

⁽۵۸)هدی الساری(ص۲۲۳ ب

⁽٥٩) تهذيب الكمال (ج١٩ ص ٢٨١) وميزان الاعتدال (جص ص ٣٤) وسير أعلام النبلاء (ج ١٥١ م ١٥١٥) -

⁽۲۰)ميزان الاعتدال (ج٣٥ ١٨٠)_

⁽١١)ويكي تهذيب الكمال (جمص ٥٨٠)

⁽١٢) شيورة والدوكي تغصيل ك ليرد كحية تهذيب الكمال (جم ص ١٥٠ م ١٥٠٠) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص١٠)

```
ام محی بن معین رحمة الله نے ان کی تویش کی ہے۔ (۱)
امام بحل رحمة الله علیه فرماتے ہیں "حوفی ثقة "(۲)۔
امام ابوحاتم رحمة الله علیه فرماتے ہیں "خویو ثقة "(۳)۔
امام نسائی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "فقة "(۳)۔
عبدالرحمٰن بن یوسف بن فراش کہتے ہیں "صدوق "(۵)۔
ابوالقاسم لالکائی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "مجمع علی ثقته "۔(۱)
ابن سعدر حمة الله علیه فرماتے ہیں "وکان ثقة کئیو العلم تُرخل إلیه "(۱)۔
ابن عمار موصلی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "حجة، کانت کتبه صحاحا"۔(۸)
ابن حبان رحمة الله علیه فرماتے ہیں "حجة، کانت کتبه صحاحا"۔(۸)
ابواحمد الحاکم رحمة الله علیه فرماتے ہیں "هو عندهم ثقة "(۱۰)۔
ابواحمد الحاکم رحمة الله علیه فرماتے ہیں "هو عندهم ثقة "(۱۰)۔
البت قنیہ نان کو تشیح کی طرف منسوب کیا ہے (۱۱) نیز بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو تشیح کی طرف منسوب کیا ہے (۱۱) نیز بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو تشیح کی طرف منسوب کیا ہے (۱۱) نیز بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو تشیح کی طرف منسوب کیا ہے (۱۱) نیز بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو کو تشیح کی طرف منسوب کیا ہے (۱۱) نیز بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو کو کیا کہ الله کیا کہ الله کیا کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نان کو کو کیا کہ الله کیا کہ کو کو کیا کہ کو کو کیا کہتے ہیں کہ آخر عمر میں البتہ قنیہ نے ان کو کو کیا کہ کو کیا کہ کو کھیں کو کھندان کو کھند کو کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کا کھند کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کیا کھند کھند کی کھند کیا کہ کو کھند کے کہ کو کھند کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کی کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کی کھند کیا کھند کیا کہ کو کھند کے کھند کی کھند کو کھند کی کھند کی کھند کو کھند کی کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کے کھند کی کھند کو کھند کیا کہ کو کھند کیا کہ کو کھند کی کھند کیا کہ کو کھند کی کھند کے کھند کیا کہ کو کھند کی کھند کی کھند کے کو کھند کی کھند کی کھند کے کہ کو کھند کی کھند کے کھند کی کھند کے کھند کی کھند کے کھند کے کہ کو کھند کی کھند کے کھند کی کھند کی کھند کے کھند کے کھند کے ک
```

⁽١) ويكي تاريخ الدارمي (ص ١٥) قم (٥٠) و(ص ٢٠) رقم (٨٨)

⁽٢) تهذيب الكمال (جمص ٥٥٠)

⁽٣)حوالندبالا

⁽م) حواله بالا

⁽۵)حواله بالا

⁽٢)حوالنه بالأ

⁽٤) الطبقات لابن سعد (ج٤ ١٠ ١٨٣) ـ

⁽٨)ميزان الاعتدال (جاص ١٩٩٣)ر قم (٢٣٦١)_

⁽٩) تهذيب التهذيب (٢٦ ص ١٤)

⁽١٠)تهذيب التهذيب (ج٢ص ١٤)_

⁽¹¹⁾ حوالته بالا

⁽١٠) هدى السارى (٣٩٥) وتهذيب التهذيب (٢٦ص ١٤)_

ان کے حافظہ میں تغیر آگیاتھا۔ (۱۳)

جہاں تک حافظہ میں تغیر کا تعلق ہے سوامام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس حوالہ سے پوچھا گیا "کیف تروی عن جوید؟" فرمایا "ألاتراہ قد بین لھم أمر ها" (۱۲) یعنی ان کی احادیث جو عاصم الاحول اور اشعث کے واسطہ سے مروی ہیں ان میں اختلاط واقع ہوا ہے، جن کی تعیین کردی گئے ہے، لہٰذا جریر کی احادیث میں کوئی کلام نہیں۔ واللہ اعلم۔

١٨٨ ه مين ان كي وفات موكى (١٥) رحمه الله تعالى رحمة واسعة _

(۳)منصور

يه مشهور محدث ابوعتاب منصور بن المعتمر السكمي الكوفي رحمة الله عليه بين (١١) _

انہوں نے ابو وائل، ربعی بن حراش، ابراہیم نخعی، امام مجاهد، سعید بن جمبیر، امام شعبی، حسن بھری اور عطاء بن ابی رباح رحمهم الله وغیرہ حضرات سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے ابوب سختیانی،امام اعمش، سلیمان تیمی، شعبه،سفیان توری، قاضی شریک،ابوعوانه،معتمر بن سلیمان اور سفیان بن عیبینه رحمهم الله جیسے بہت سے حضرات نے روایت حدیث کی ہے۔(۱۷)

الم ابوزرع رحمة الله عليه فرمات بين "أثبت أهل الكوفة منصور ثم مسعر" (١٨)-

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة" (١٩)۔

نيز وه فرمات بي "الأعمش حافظ يدلس ويخلّط، ومنصور أتقن منه لايخلط ولا يدلّس"(٢٠)_

⁽۱۳)حواله جات بإلا ـ

⁽۱۴) تهذیب التهذیب (ج۲ص ۷۷ و ۷۷)۔

⁽١٥) تهذيب الكمال (جمم ص ٥٥١)_

⁽١٦)تهذيب الكمال (ج٢٦ص٢٥٥ و٢٥٥)_

⁽١٤) شيوخ و تلاذه كي تفصيل ك ليه و كي تهذيب الكمال (ج٨٧ص١٥٨٥) وسير أعلام النبلاء (ج٥٠٥ م٥٠ و٥٠٠)

⁽۱۸)تهذیب الکمال (ج۸۲ ص۵۵۳)۔

⁽١٩) حوالته بالا

⁽٢٠) تهذيب الكمال (ج٨٢ص ٥٥٣)_

امام مجلى رحمة الله عليه فرماتي بين "كوفى، ثقة ثبت في الحديث، كان أثبت أهل الكوفة، وكأن حديثه القدح، لا يختلف فيه أحد، متعبّد، رجل صالح"(٢١)_

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "منصور أثبت من الحكم بن عتيبة ومنصور من أثبت الناس"_(٢٢)

امام محیی بن سعیدالقطان رحمة الله علیه فرماتے بین، کان منصور من أثبت الناس "۔(۲۳)
امام عبدالرحمٰن بن مهدی رحمة الله علیه فرماتے بین "حفاظ الکوفة أربعة: عمرو بن مرّة، ومنصور، وسلمة بن کھیل، وأبو حُصین "۔(۲۲)

ام سفیان توری دمة الله علیه فرماتے ہیں ماخلفت بعلی بالكوفة آمن علی الحدیث من منصور " (۲۵) امام ابن سعد رحمة الله علیه فرماتے ہیں "و كان ثقة مأمونا كثير الحدیث رفیعاً عالیاً" (۲۲) ابن حبان رحمة الله علیه نے ان كوكتاب القات میں ذكر كیا ہے - (۲۷)

ان تمام تو میقات کے مقابلہ میں امام عجلی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے نیز حماد بن زید نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ان میں تشیّع تھا،

چنانچدامام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "وكان فيه تشيع قليل ولم يكن بغال" (٢٨) ـ

نيز حماد بن زيد رحمة الله عليه فرماتے بين "رأيت منصور بن المعتمر صاحبكم، وكان من هذه الخشبية، (٢٩) وماأراه كان يكذب" قلت القائل: الذهبي : الخشبية : هم

⁽٢١) حواله بالا

⁽۲۲) تهذيب الكمال (ج۲۸م ۵۵۲)

⁽٢٣)سير أعلام النبلاء (ح٥ص٨٠٠)

⁽۲۳)سير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢١٣)

⁽٢٥) توالدبالا

⁽۲۲)الطبقات لابن سعد (ج٢ص ٣٣٧)_

⁽٢٧) الثقات لابن حبان (ج٧ص ٢٨ م ١٩٥٨)

⁽۲۸) تهذیب التهذیب (ج۱۰ص۱۵)۔

⁽٢٩)قال الزبيدى في تاج العروس (١٥ص٣٣): "والخشبية محركة : قوم من الجهمية. قاله الليث، يقولون : إن الله تعالى لايتكلم، وإن القرآن مخلوق، وقال ابن الأثير : هم أصحاب المختار بن أبي عبيد : ويقال : هم ضرب من الشيعة، قيل : لأنهم حفظوا خشبة زيد بن على حين صلب وقال منصور بن المعتمر : إن كان من يحب عليا يقال له: خشبي

لشيعة ـ (٣٠)

لیکن اول توخود به حضرات کهه رہے ہیں که تشیع کم تھا، اور اس میں غلو نہیں تھا۔ نیز حافظ ذہبی رحمۃ الله علیه فرماتے ہیں" تشیعه حب و ولاء فقط"۔(۳۱)

٣٢ اه ش ان كانتقال موا_ (٣٢) رحمه الله تعالى رحمة واسعةً_

(٤) ابودائل

يه ابو واكل شقيق بن سلمه اسدى كوفى رحمة الله عليه بين، ان كے حالات "كتاب الايمان" "باب حوف المؤمن من أن يحبط عمله و هو لايشعر"ك تحت گذر يك بين (٣٣)

كان عبدالله يذكر الناس في كل خميس

حضرت عبدالله بن مسعودر ضی الله عنه ہر جمعرات کولوگوں کو نقیحت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه کا تذکرہ پیچپے گتاب الإیمان ''باب ظلم دون ظلم'' کے تحت آچکاہے۔(۳۴)

فقال له رجل: يا أباعبدالرحمن، لوددت أنك ذكرتنا كل يوم

ان سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن! میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں روز لنہ نفیحت فرمایا کریں۔
اس "رجل مبہم" سے مراد غالبًا یزید بن معاویہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں (۳۵) کتاب الدعوات کی روایت سے یہی مترشح ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ابووائل کہتے ہیں "کتا ننتظر عبد اللہ، إذ جاء یزید بن معاویة، فقلنا : الا تجلس؟ قال : لا، ولکن اُدخل، فاخر ج الیکم صاحبکم والا جئت اُنا فجلست، فخر ج عبد الله، وهو آخذ بیده، فقام علینا، فقال : اُما اِنی اُخبر بمکانکم، ولکنه فجلست، فخر ج عبد الله، وهو آخذ بیده، فقام علینا، فقال : اُما اِنی اُخبر بمکانکم، ولکنه

فاشهدوا أنى سأحبه. قال الذهبي: قاتلوا مرة بالخشب فعرفوا بذلك"_

⁽۳۰)سيرأعلام النبلاء (ج٥ص ۴٠٨)_

⁽اس)سير علام النبلاء (ح٥ص ١٠٠)

⁽mr): أيب الكمال (ج٨٢ ص٥٥٥)

⁽٣٣)ويك كشف البارى (ج٢ص٥٥٩).

⁽۳۴) ويكفئ كشف المبارى (ج٢ص٢٥) _

⁽۳۵)فتح البارى (جاص ۱۲۳)_

يمنعني من الخروج إليكم: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتخولنا بالموعظة في الأيام، كراهية السآمة علينا"_(٣٢).

اس روایت میں یزید بن معاویہ نخفی کاذکر آیاہے، انہوں نے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وعظ فرمانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی، اس لئے عین ممکن ہے کہ روایت باب میں "رجل"سے یہی مراد ہوں۔

قال : أماإنه يمعنعني من ذلك أني أكره أن أُملكم، وإني أتخولكم بالموعظة كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها مخافة السآمة علينا

فرمایا کہ روزانہ وعظ و نصیحت سے میرے لئے مانع یہ ہے کہ مجھے یہ پہند نہیں کہ میں تمہیں اکتابٹ میں مبتل کر دوں، میں نصیحت کرنے میں تبہارے واسطے موقع اور وقت کی رعایت کرتا ہوں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماراموقع اور وقت و کھے کر ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے، آپ کو یہی ڈر تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

مطلب بیہ کہ جس رغبت کا ظہارتم کر رہے ہو صحابہ کرام میں اس سے زیادہ ذوق و شوق موجود تھا، اس کے باوجود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تذکیر میں ہمارے او قاتِ نشاط کا لحاظ فرماتے تھے، تمھارا ذوق و شوق صحابہ کے ذوق و شوق کے برابر نہیں، جب آپ نے تنگ دلی کا لحاظ رکھتے ہوئے تعلیم و معظت کا عمل کیا تو میرے لئے کیئے مناسب ہو سکتا ہے کہ بلاناغہ تعلیم و تذکیر جاری کردوں، جس طرح تم خضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت کی رعایت فرماتے تھے اسی طرح میں بھی رعایت کر تاہوں۔

١٣ – باب : مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ .

ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت

گذشتہ باب میں اس شخص کا حال مذکورہے جو تعلیم و تذکیر کا کام کر تاہو اور لوگوں کو دین کی باتیں

⁽٣٦) صحيح البخاري (٢٦ص٩٣٩) كتاب الدعوات، باب الموعظة ساعة بعد ساعة، رقم (١٣١١)_

بتاکران کو نفع و نقصان سمجھا تاہو، چو نکہ یہ کام" فقیہ فی الدین "کا ہے،اس لیے مذکورہ باب میں اس فقیہ فی الدین کی تعریف فرمارہے ہیں۔(۳۷)

ترجمة الباب كامقصد

خضرت شخ الهندر حمة الله عليه فرماتے بيں كه ترجمة الباب سے نيزاس كے تحت مذكور حديث سے دوباتيں ظاہر ہوتی ہيں: ايك به كه فقه فى الدين خير عظيم ہے، دوسرے فقه فى الدين محض عطائے فداوندى ہے حتى كه نبى كريم صلى الله عليه وسلم بھى "وإنها أناقاسم" فرماكر اپناعذر ظاہر فرماتے ہيں، جس سے فقہ فى الدين كى عظمت اور فضيلت ظاہر ہوتی ہے۔ (٣٨)

٧١ : حدَّثنا سَعَدِ مُهُ بِنُ عُفَيْرِ قَالَ : حَدَّثنا أَبْنُ وَهْبٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ آبْنِ شِهَابٍ قَالَ : قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ ٱلدَّحْمَٰنِ : سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَ عَبَالِلَهُ يَقُولُ : سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَ عَبَالِلَهُ يَقُولُ : (مَنْ يُرِدِ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ ٱلدَّحْمَٰنِ : سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَ عَبَالِلَهُ يَقُولُ : (مَنْ يُرِدِ اللهُ به خَيْرًا يُفَقَّهُهُ فِي ٱلدِّينِ ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَٱللهُ يُعْطِي ، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ ٱلأَّمَٰةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ ٱللهِ ، لا يَضْرُهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ . حَتَّى بَأْتِي أَمْرُ ٱللهِ). [٧٩٤٨ : ٣٤٤٢ ، ٢٩٤٨]

تراجم رجال

(۱)سعيد بن عُفير

یہ سعید بن کثیر بن عفیر رحمة الله علیه ہیں، مجھی داداکی طرف نسبت کر کے سعید بن عفیر کہہ

(٣٤)عمدة القارى (٢٦ص٨٨)_

(٣٨) ويكيئ الأبواب والتراجم (٣٧)_

(٣٩) قوله: "سمعت معاوية خطيبا":الحديث أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه (ج ١ ص ٤٣٩) في كتاب فرض المخمس، باب قول الله تعالى: فأن لله خمسه، رقم (٣١٦) و (ج ١ ص ١٥٥) كتاب المناقب، باب (بدون ترجمة، بعد باب سؤال المسركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر) رقم (٤٢١) و (ج ٢ ص ١٠٨٠) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لاتزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق، رقم (٧٣١٢) و (ج ٢ ص ١١١) كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: إنما قولنا لشيء، رقم (٣٦٤). ومسلم في صحيحه (ج ١ ص ٣٣٣) كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة و (ج ٢ ص ١٤٣) كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم: لاتزال طائفة من أمتيو ابن ماجه في سننه (ص ٢٠) المقدمة ، باب فضل العلماء والحث على طلب

ویتے ہیں، جیساکہ یہاں ایسائی ہے، ابوعثان ان کی کنیت ہے۔(٠٠)

بدانسار کے موالی میں سے ہیں، ۲ساھ میں ان کی ولادت ہوئی۔(۳۱)

یہ امام مالک،لیٹ بن سعد، سلیمان بن بلال، عبداللہ بن لہیعہ، عبداللہ بن وھب، پیحیی بن ابوب اور یعقوب بن عبدالرحمٰن اسکندرانی رحمہم اللہ وغیر ہے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابن معین، عبدالله بن حماد آملی، یحیی بن عثان بن صالح، ابوالز نباع روح بن الفرج اور احمد بن حماد زغبه رحمهم الله وغیره بیں۔(۴۲)

امام الوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين للم يكن بالثبت، كان يقوأ من كتب الناس، وهو صدوق ''۔(٣٣)

المام اين معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة لاباس به" ـ (٣٣)

المام نسائى رحمة الله عليه فرمات بي "سعيد بن عُفيو صالح" (٣٥)

حافظ و بي رحمة الله عليه فرمات بي "وكان ثقة إمامامن بحور العلم" ـ (٣١)

امام حاكم رحمة الله عليه فرمات ين "إن مصولم تخوج أجمع للعلوم منه" (٢٥)

الم ابن معين رحمة الله عليه فرمات بين "رأيت بمصر ثلاث عجائب : النيل، والأهرام،

وسعيد بن عفير "_(۴۸)

العلم، رقم (٢٢١)_

⁽٥٠) تهذيب الكمال (ج1اص ٣٤،١٠)

⁽١٦)سيراعلام النبلاء (ج١٠ص ٥٨٣)_

⁽۲۲) شيوخ و الذه كي تفصيل كے ليے ديكھے تھذيب الكمال (جااص ١٥٨٥) وسير أعلام النبلاء (ج ١٥٠٥)

⁽٣٣)تهذيب الكمال (١١٥٥)

⁽۲۳)تهذیب التهذیب (۲۳ ص۵۵)_

⁽۵۷) حوال بالا

⁽۲۲)سير أعلام النبلاء (ج٠١ص٥٨٣)

⁽۲۷) تهذیب التهذیب (۲۷ ص۵۵)

⁽٨٨)سيراعلام النبلاء (١٠٥ م٨٨)

عافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تھرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حسبك أن يحيى إمام المحدثين انبھر لابن عُفير"۔(٣٩)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب التقات مين ذكر كيام- (٥٠)

ابن يونس رحمة الله عليه فرمات بين "كان سعيد من أعلم الناس بالأنساب، والأخبار الماضية، وأيام العرب والتواريخ، كان في ذلك كله شيئاً عجيبا، وكان مع ذلك أديباً فصيحاً، حسن البيان، حاضر الحجة، لاتمل مجالسته، ولاينزف علمه، قال: وكان شاعراً مليح الشعر....." (١٥)

البت الم ابواسحاق سعدى جوز جانى رحمة الله عليه في ال كي بارے ميں كها ہے "فيه غير لون من البدع، وكان مخلّطاً غير ثقة" ـ (٥٢)

ليكن ابن عدى رحمة الله عليه في اس كى ترويد كرتے بوئ كها ب: "هذا الذي قاله السعدي لامعنى له، ولم أسمع أحداً، ولا بلغنى عن أحد من الناس كلاماً في سعيد بن كثير بن عفير، وهو عندالناس صدوق ثقة، وقد حدث عنه الأئمة من الناس، إلا أن يكون السعدى أراد به سعيد بن عفير آخر، وأنا لاأعرف سعيد بن عفير غير المصرى "(۵۳).

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی دو منکر حدیثیں نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ مجھے سوائے ان دو حدیثوں کے مزید اور کوئی ان کی منکر روایت نہیں ملی، اور ان دونوں روایتوں میں بھی جو نکارت آئی ہے دوان کے بیٹے عبد اللہ بن سعید کی وجہ سے آئی ہے کیونکہ سعید بن عفیر منتقیم الحدیث ہیں (۵۴)۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دوحدیثوں کے علاوہ ایک اور حدیث بھی ذکر کی ہے جو منکر ہے،

⁽٩٩)حواليد بالا

⁽٥٠) الثقات لابن حبان (ج٨ص٢٢٦)_

⁽۵۱)تهذیب الکمال(ج۱۱مره۸)_

⁽۵۲)الكامل لابن عدى (جسم ااس)_

⁽۵۳)حوالهٔ سابقه۔

⁽سه ۵) الكامل (جسوص المهوم اس)

لیکن اس نکارت کاسببان کے استاذیکی بن ایوب کو قرار دیاہے (۵۵)۔

نیز حافظ ذہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "من کان فی سعة علم سعید فلا غرو أن ینفرد....."_(۵۲)

پھر حافظ ابن جررحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لم یکٹر عند البخاری"۔(۵۵) یعنی اول توان کی منکر احادیث معدودے چند ہیں جو متعین اور معروف ہیں، اس کے علاوہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایتیں کثرت سے لی بھی نہیں۔

٢٢٧ هيس ان كانقال موار (٥٨) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۲)ابن وهب

يه مشهور امام حديث و فقه ابو محمد عبدالله بن وهب بن مسلم قرشی فهری مصری رحمة الله عليه عليه عليه (۵۹)

ید ابن جرتے، یونس بن بزید ایلی، حنظلہ بن انی سفیان، امام مالک لیٹ بن سعد، ابن لہید، حرملہ بن عمران، اسامہ بن زید لیٹی، کیو، بن شرتے، موسی بن ایوب عافقی اور افلح بن حمید رحمهم الله تعالی وغیرہ بہت سے حضرات سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں بین ان کے شیخ لیٹ بن سعد کے علاوہ عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن صالح، حارث بن مسکین، سُحون بن سعید، سیحی بن سیحی لیٹی، یونس بن عبدالاً علی، اصبغ بن الفرج اور سعید بن ابی مریم رحمہم اللہ تعالی وغیر ہ بہت سے حضرات ہیں۔(۱۰)

⁽۵۵)ميزان الاعتدال (ج٢ص ١٥٥)

⁽٥٢)سيرأعلام النبلاء (ج١٠ص٥٨٥)_

⁽۵۷)هدی الساری (ص۲۰۷)_

⁽٥٨)سير أعلام النبلاء (ج٠١ص ٥٨٧)

⁽۵۹)تهذيب الكمال (ج١١ص٢٤)

⁽١٠) شيوخ و تلازه كي تفصيل كے ليے ديكھ تهذيب الكمال (١٢٥ ص ٢٨١ - ٢٨١) و سير أعلام النبلاء (ج٥ ص ٢٢٣ ـ ٢٢٥) ـ

عبداللہ بن وهبر حمۃ اللہ علیہ ۲۵ اله میں پیداہوئ(۱۱) بعض صغارِ تا بعین سے ان کو لقاء حاصل ہے۔ (۱۲)

اپنے طلبِ علم کا قصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں شروع میں عبادت کی طرف راغب تھا، شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالناشر وع کیااور میں حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں سوچ میں پڑگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح پیدا کیا، اس قتم کے اور سوالات میرے دل میں جڑ پکڑنے گے، میں پڑگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح پیدا کیا، اس قتم کے اور سوالات میرے دل میں جڑ پکڑنے گے، میں نے ایک شخ سے شکایت کی، انہوں نے فرمایا "اطلب العلم" بس ان کا یہ ارشاد میرے طلب علم کا سبب بن گیا۔ (۱۳)

الم احمد بن طنبل رحمة الشعليه فرمات بي "عبدالله بن وهب صحيح الحديث، يفضل السماع من العرض، والحديث من الحديث، ما أصح حديثه وأثبته"(١٣)-

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بي "فقة" (١٥)

امام الوزرع رحمة الله عليه فرمات بي "نظرت في حديث ابن وهب نحو ثما نين ألف حديث، من حديث، من حديثه عن المصريين وغيرهم، فما أعلم أنى رأيت له حديثاً لا أصل له، وهو ثقة" ـ (٢٢)

امام ابوحاتم رازى رحمة الله عليه فرمات بين "هو صدوق صالح الحديث" ـ (١٤)

امام ابن عدى رحمة الله عليه قرمات بي "وعبدالله بن وهب من أجلة الناس ومن ثقاتهم.....، ومن يكون له من الأصناف مثل ماذكرته استغنى أن يذكر له شيء ،ولا أعلم له حديثاً منكراً إذا حدّث عنه ثقة من الثقات "_(٢٨)

⁽١١)سير أعلام النبلاء (جوص ٢٣٢)_

⁽١٢)سير أعلام النبلاء (ج٩ص ٢٢٣)_

⁽٢٣) جامع بيا ن العلم وفضله (ج اص ١٢٩) باب تفضيل العلم على العبادة، رقم (١٢٨)_

⁽١٢٣) تهذيب الكمال (٢٨٢ ص ٢٨٣) والانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء (ص٩٣)_

⁽۲۵) تهذيب الكمال (ج١١ص ٢٨٣) وسير اعلام النبلاء (ج٩ص٢٢١)

⁽۲۲)الانتقاء (ص٩٦) وتهذيب الكمال (ج١١ص ٢٨٣) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص ٢٢٥)

⁽٧٤)سير أعلام النبلاء (ج٩ص٢٢٦) وتهذيب الكمال (ج١١ص٢٨٣)_

し(14)1日か(いかり)し

امام ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب التقات على ذكر كيا ب اور لكها ب "وكان ممن جمع وصنف، وهو الذى حفظ على أهل الحجاز و مصر حديثهم، وعنى بجمع مارووا من المسانيد والمقاطيع، وكان من العباد " (٢٩)

ابن سعدر ممة الله عليه فرمات بي "وكان كثير العلم، ثقة فيما قال: حدثنا "(20) امام عجلى رحمة الله عليه فرمات بي "مصرى، ثقة، صاحب سنة، رجل صالح، صاحب آثار "(21) امام نسائى رحمة الله عليه فرمات بي "ثقة ما أعلمه روى عن الثقات حديثاً منكراً "(21) ساجى رحمة الله عليه فرمات بي "صدوق ثقة، وكان من العباد" (22)

خليلى رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة متفق عليه" ـ (٧٢)

امام الك رحمة الله عليه ابن وهب كو "مفتى مصر" اور "فقيه مصر" كے القاب سے ياد كرتے بيں۔ (20) مافظ ابن عبد البر رحمة الله عليه فرماتے بيں "يقولون: إن مالكاً رحمه الله لم يكتب إلى أحد كتاباً يُعَنونُه بالفقيه إلا إلى ابن وهب"۔ (21)

البت ابن عدی رحمة الله عليه نے ان کو "الکامل" میں ذکر کیا ہے(22) اور اس میں یحیی بن معین سے نقل کیا ہے "ابن و هب لیس بذاك و ابن جریج، كان يستصغره" (28)۔

⁽۲۹)الثقات(۸۶ ص ۳۳۷) بتصویب ماوقع فی هذه العبارة من التحریفات، وانظر تهذیب الکمال(۱۲۵ ص ۲۸۵) ومیزان الاعتدال(۲۵ص۵۲۳)

⁽۵) الطبقات لابن سعد (ج2ص۵۱۸)_

⁽١١) تهذيب التهذيب (٢٦ ص ١٦)

⁽٢٢) تهذيب التهذيب (ج٢ص ٢٨) ومير أعلام النياء (ج٩ص ٢٢٨)

⁽۲۳)تهديب التهديب (۲۳ س ۲۸)

⁽٤١) حواله بالا

⁽۵۵)سير أعلام النبلاء (ج٩ص٢٢٧)و تهذيب التهذيب (ج٢ص ١٥٠٥)

⁽۷۲)الانتقاء (ص۹۴)_

⁽²²⁾ ويكفي الكامل (ج٣ ص٢٠٢)_

⁽۲۸) الكامل (٢٠٢٥)_

امام نسائی رحمة الله عليه فرماتے بين "كان يتساهل في الأخذ و لاباس به" ـ (۱)

نيز امام احمد رحمة الله عليه سے جب يو چھاگيا "أليس كان سيّئ الأخذ؟" تو انهوں نے فرمايا
"بلی" (۲) ـ

جہاں تک ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے سوجمہور علماء کی توھیقات کے علاوہ خود ان کی اپنی تو ثیق بھی پیچھے گذر چکی ہے، لہٰذاان توھیقات کے مقابلہ میں اس جرح کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

جہاں تک الم احمد اور امام نسائی رحم ہمااللہ تعالیٰ کاان کو سی اُلاخذیا متساھل فی اُلاخذ قرار دینے کا تعلق ہے سواول تو یہ تحملِ حدیث کی ایک مخصوص صورت پررد کرنا مقصود ہے جس کی امام ابن وهب کے علاوہ ایک بہت بردی جماعت قائل ہے، وہ صورت یہ ہے کہ یہ "اُجازتِ حدیث"کی بنیاد پر"حدثنا" کے الفاظ کے ساتھ ادا کے صحیح ہوئے کے قائل اور اس پر عامل تھے۔ (۳)

پر دوسری بات یہ بھی ہے کہ جہال امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے سینی الاً خذہونے کاذکر کر رہے ہیں وہیں یہ بھی ساتھ ہی تقریح فرمارہے ہیں کہ "ولکن إذا نظرت فی حدیثه و ما روی عن مالك وجدته صحیحاً" (۵) (وفی بعض الروایات: "و ما روی عن مشایخه و جدته صحیحاً ") (۵)۔

نیزامام نسائی رحمة الله علیه نے اگر چه انہیں متساهل فی الأخذ قرار دیا ہے لیکن وہ خود فرمار ہے ہیں "ثقة، ما أعلمه روی عن الثقات حدیثاً منكراً"(٢)۔

حافظ ابن عدی نے جوان کاذکر "الکامل" میں کیاہے جو ضعفاء کے تذکرہ کے لیے مخصوص ہے

⁽۱)تهذيب التهذيب (ج٢ص٥)_

⁽٢)ميزان الاعتدال (ج٢ص٥٢٣)_

⁽٣)قال الساجى : ".....وكان يتساهل فى السماع، لأن مذهب أهل بلده أن الاجازة عندهم جائزة، ويقول فيها : حدثنى فلان" تهذيب التهذيب، (ج ٣ ص ٧٤). وقال الذهبى فى السير (ج ٩ ص ٢٣١) : "هذا الفعل مذهب طائفة، وإن الرواية سائغة به، وبه يقول الزهري وابن عيينة" وقال فى الميزان (ج ٢ ص ٢١٥) : "هذا مذهب الجماعة، وإن كان على عبدالله فيه عتب فابن عيينة شريكه فيه".

⁽م) ريك الانتقاء (ص٩٣) .

⁽۵) تهذیب الکمال (ج۲۱ص۲۸۲) وسیر اعلام النبلاء (ج۵ ص۲۲۲) و میزان الاعتدال (ج۲ ص۵۲۳) ـ

⁽Y) تهذيب التهذيب (ع٢ص ٢٨)_

اس پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تقید کی ہے اور فرمایا "تناکد(ے) ابن عدی بایرادہ فی الکامل"۔(۸)

طافظ ذہبی رحمة الله علیه نے ال پر شهر ه کرتے ہوئے بالکل درست فرمایا ہے" وعبدالله: حجة مطلقاً، وحدیثه کثیر فی الصحاح، وفی دوا وین الإسلام، وحسبك بالنسائی و تعنّته فی النقد حیث یقول: وابن وهب ثقة، ما أعلمه روی عن الثقات حدیثاً منكراً" (۹)۔

نيروه فرمات بين "وقد تمعقل بعض الأئمة على ابن وهب فى أخذه للحديث، و أنه كان يترخص في الأخذ، وسواء ترخص ورأى ذلك سائغاً أوتشدد، فمن يروى مائة ألف حديث، ويندر المنكر في سعة ماروى، فإليه المنتهى فى الإتقان" ـ (١٠)

ا بن وهب رحمة الله عليه كو حاكم وفت نے قضا كاعهدہ قبول كرنے پر مجبور كيا توانہوں نے اپنے اوپر جنون طارى كرليا،اس طرح قضا كے عهدہ كو قبول كرنے سے انكار كرديا۔(۱۱)

ابن وصب رحمة الله عليه كى كئي تقنيفات بين ان بين "كتاب الجامع"، "كتاب البيعة"، "المناسك"، "المغازى"، "الرقة" اور "تفسير غريب المؤطا" مشهور بين (١٢) انهول في امام الك رحمة الله عليه سے مؤطاكى بھى روايت كى ہے اور مؤطاكے مشهور نسخوں ميں ان كا نسخه خاص ابميت ركھتا ہے (١٣)۔

ان کے انقال کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ان کے سامنے ان کی اپنی تصنیف ''اھو ال القیامة'' پڑھی گئی، کہتے ہیں کہ پہلے بیہو شی اور مد ہو شی سی طار می ہوئی اور پھر اسی حال میں ان کا انقال ہو گیا(۱۲)۔

⁽٧)تناكدالقوم: تعاسروا وضايق بعضهم بعضاً. المعجم الوسيط(٢٢٥/١٩٥)_

⁽٨)ميزان الاعتدال (ج٢ص ٥٢١)_

⁽٩)سير أعلام النبلاء (ج٩ص٢٢٨)_

⁽١٠)حواليه بالا

⁽١١)سير أعلام النبلاء (ج٩ص ٢٣٣)_

⁽١٢) سير أعلام النبلاء (ج٩ص ٢٢٥)_

⁽١٣) ويكي مقدمة التعليق الممجد (١٨٥) ومقدمة أو جز المسالك (١٥ ص٣٦)

⁽١١) ديكه الانتقاء (ص ٩٠) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص ٢٢٦)

ان كاسال وفات ١٩٥ه ١٥٥ رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۳)يونس (۱۲)

یہ یونس بن بزید اُنگی قرئشی رحمة الله علیه بین،ان کی کنیت ابویزید ہے۔ (۱۷)

یہ ابن شہاب زہری، نافع مولی ابن عمر، قاسم بن محد بن ابی بکر، عکرمہ مولی ابن عباس، عُمارة بن عُزیة اور اینے بھائی ابو علی بن یزیدر حمہم اللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے لیٹ بن سند، یحیی بن ابوب، نافع بن پزید، اوز اعی، جریر بن حازم، عبد الله بن المبارک، بقیة بن الولید، سلیمان بن بلال اور محمد بن فلیحر حمهم الله تعالی وغیرہ بہت سے حضرات روایت کرنے والے ہیں۔ (۱۸)

بیامام زہری رحمة الله علیه کی خدمت میں باره یا چوده سال رہے ہیں (۱۹)۔

امام ابن المبارك اور عبد الرحمن بن مهدى رحمهما الله فرمات بين "كتابه صحيح" (٢٠)-

المام احمد رحمة الله عليه فرمات بين "يونس أكثر حديثا عن الزهري من عُقيل، وهما ثقتان"_(٢١)

امام ابن معین رحمة الله علیه فرماتے ہیں "آثبت الناس فی الزهری: مالك ومعمر و یونس، و،وو (۲۲)

نيزامام ابن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "يونس ثقة" (٢٣) ـ

⁽۱۵) الكاشف (ج اص ۲۰۲) رقم (۳۰۴۸)_

⁽١٦) ان كا مخفر ترجم كشف البادى (ج اص ٢٦٣) من گذر چكا --

⁽١٤) تهذيب الكمال (ج٣٣ ص ٥٥١ و٥٥٠) وسير أعلام النبلاء (ج٢ ص ٢٩٧)_

⁽١٨) شيوخ و الذه ك ليركي تهذيب الكمال (٢٢ص ٥٥٢ و ٥٥٣) وسير أعلام النبلاء (٢٩٥ م ٢٩٨)

⁽١٩) تهذيب الكمال (ج٣٢ص ٥٥٣) ـ

⁽٢٠) تهذيب الكمال (ج٣٢ص ٥٥٣) ـ

⁽٢١) تهذيب الكمال (ج٢٣ ص٥٥٥)_

⁽۲۲)حوالة بالا

⁽۲۳) تاريخ الدارمي (ص۵۵)ر قم(۲۱)_

امام احمد بن صالح مصرى رحمة الله عليه فرمات بين "نحن النقدّم في الزهوى على يونس أحداً" ـ (٢٠٠)

امام عجلی اور امام نسائی رحمهما الله فرماتے ہیں "فقة"۔(٢٥)

ليقوب بن شيبه رحمة الله عليه فرمات بين "صالح الحديث، عالم بحديث الزهري"-(٢٦)

ابوزرعه رحمة الله عليه فرمات ين "لابأس به" ـ (٢٧)

ابن خراش رحمة الله عليه فرماتے ہيں"صدوق"(٢٨)_

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرماتے بي "الإمام الثقة المحدث " ـ (٢٩)

نيزوه فرماتے بين "نقة حجة" _(٣٠)

حافظ ابن جرر حمة الله عليه فرمات بين "ثقة، إلا أن في روايته عن الزهرى وهما قليلاً،

وفي غير الزهري خطأ"_(٣١)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب التقات مين ذكر كياب - (٣٢)

البته ابن سعد رحمة الله عليه فرمات بي "وكان حلوً الحديث، كثيره، وليس بحجة، وربّما جاء بالشيء المنكر" (٣٣)

اسى طرح امام وكيع رحمة الله عليه في ان كو "سيئ المحفظ" قرار دياب-(٣٨)

⁽۲۲)تاريخ الدارمي (١٣٧)رتم (٢٢)

⁽٢٥) تهذيب الكمال (ج٣٢٥ م ٥٥٤)_

⁽۲۷)حواله بالا

⁽۲۷)حواله بالا

⁽۲۸) والد بالا

⁽٢٩)سير أعلام النبلاء (٢٢ص ٢٩٧)

⁽۳۰)ميزان الاعتدال (جمم ١٨٨) رقم (١٩٩٢)

⁽٣١) تقريب التهذيب (ص١١٣) رقم (٤٩١٩)

⁽mr) الثقات لابن حبان (ج2ص ١٣٨ و١٣٩)_

⁽٣٣)الطبقات لابن سعد (ج2ص٥٢٠)_

⁽٣٣)سيرأعلام النبلاء (٢٩٨ م٢٩٨)

نیزامام احمد رحمة الله علیه نے ان کی کچھ احادیث کومنکر قرار دیاہے۔(۳۵)

ليكن حافظ ذهبى رحمة الله عليه نيابن سعداور وكيج دونول حفرات كى جرحول كورد كيام، چنانچه وه فرمات بين "فقة حجة، شدّ ابن سعد فى قوله: ليس بحجة، وشدّ وكيع، فقال: سيئ الحفظ" (٣٦)

جہاں تک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کاان کی بعض احادیث کو منکر قرار دینے کا تعلق ہے سوجو بھی مکٹر راوی ہو تاہے اس کی حدیثوں میں پچھ نہ پچھ منکراحادیث تویائی ہی جاتی ہیں۔

نيز حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بي "وثقه الجمهور مطلقاً، وإنما ضعفوا بعض روايتهِ حيث يخالف أقرانه أو يحدث من حفظه، فإذا حدّث من كتابه فهو حجة "_(٣٤)

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "قد احتج به أرباب الصحاح أصلاً وتبعاً"۔(٣٨) نيزابن سعدنے جو"ربما جاء بالشيء المنكو" فرمایا ہے اس پررد كرتے ہوئے فرماتے ہيں "ليس ذاك عند أكثر الحفاظ منكراً، بل غريب" (٣٩)۔

١٥٩ ه يس ان كا انقال موا (٢٠) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۴) ابن شہاب

امام محمد بن مسلم بن عبیدالله بن شهاب زہری رحمۃ الله علیہ کے مخضر حالات "بدءالوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔(۴)

⁽٣٥) "أنكر أبوعبدالله على يونس، فقال: كان يجىء عن سعيد بأشياء ليست من حديث سعيد، وضعَف أمر يونس، وقال : لم يكن يعرف الحديث "وروى الميموني عن أحمدقال: روى يونس أحاديث منكرة" سير أعلام النبلاء (٢٩٥ص ٢٩٩) _ (٣١) ميزان الاعتدال (٣٨ص ٨٨٣) رقم (٩٩٣٩) _

⁽۲۷)هدی الساری (ص۵۵۵)_

⁽٣٨)سيرأعلام النبلاء (٢٢ص ٣٠٠)_

⁽٣٩)سير أعلام النبلاء (ج٢ص ٣٠٠)_

⁽۲۰)الكاشف (٢٦ص ٢٠٠) رقم (٢٨٠)

⁽۲۱) ويكف كشف البارى (جاص ٣٢٦)

(۵) حميد بن عبدالرحمٰن

يه ابوابراهيم مُحيد بن عبدالرحمن بن عوف رحمة الله عليه بين، ان كه حالات "كتاب الإيمان"، "باب تطوع قيام رمضان من الإيمان" كي تحت گذر يكي بين (٣٢) _

(۲)حضرت معاويه رضی الله عنه

یه امیر اکمومنین ابوعبدالرحمٰن معاویه بن ابی سفیان صحر بن حرب بن امیه بن عبد سنس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب قرشی اموی مکی رضی الله عنه میں۔(۴۳)

ان کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ بن رہیعہ بن عبد سٹس بن عبد مناف بن قصی رضی اللہ عنہا ہیں۔(۴۴)

کہاجاتا ہے کہ آپ اپنے والد سے پہلے عمرۃ القصاء کے موقع پر مسلمان ہوگئے تھے، لیکن اپنے والدین کا خوف لاحق تھا اس لئے اظہار نہ کرسکے، تا آنکہ فتح مکہ کے موقع بر آپ نے اسلام ظاہر۔ فرمایا۔ (۴۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور اپنی بہن حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روآیت کرنے واٹول میں تابعین میں سے سعید بن المسیب، ابوصالح السمان، ابوادریس خولائی، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عروة بن الزبیر، سالم بن عبدالله، محد بن سیرین، سعید مقبری رحمہم الله تعالیٰ وغیرہ حضرات ہیں۔ جبکہ صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس، حضرت جریر، حضرت ابوسعید، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت عبدالله بن الزبیر رضی الله عنهم نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ (۴۶)

⁽۳۲) ويكفي كشف البارى (ج٢ص٣١)_

⁽٣٣) ويحت تهذيب الكمال (ج٢٨ ص٢١ او١٤٧) و سير اعلام النبلاء (ج عص١١١٠٠١)

⁽۴۴)حواله جات بالا۔

⁽۴۵)حواله جات بالا

⁽۲۸) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لئے دیکھتے تھذیب الکمال (ج۸۲ص ۱۲۸ص) و سیر اعلام النبلاء (ج۳ص ۱۲۰)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کے تعلق کے ساتھ کا میب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے (۴۷)۔

حضرت عبدالرحمان بن أبي عمره مُزنى رضى الله عنه حضور اكرم صلى الله عليه وسلم سے نقل كرتے بيں كه آپ نے فرمايا "اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب" (٣٨)

حضرت مسكمته بن مُحَلَد رضى الله عند سے مرفوعاً مروى ہے" اللهم علّمه الكتاب، ومكّن له في البلاد، وقه العذاب"۔(٣٩)

حفرت عبدالرحمٰن بن ابی عُمیر ہ رضی اللہ عنہ ہی ہے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اللہم اجعلہ ہادیاً مہدیاً واہد به"۔(۵۰)

حفرت یونس بن میسرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفرت ابو بکر اور حفرت عمر من اللہ عنہ کے سلسلے میں فرمایا محفرت عمر وقی اللہ عنہ کے سلسلے میں فرمایا "أحضِروه أمر كم؛ وأشهد وه أمر كم، فإنه قويّ أمين "۔(۵۱)

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ردیف بناکر بٹھایا اور پوچھا"مایلنی منك؟" تو انہوں نے عرض کیا"بطنی یا رسول اللہ" آپ نے فرمایا" اللهم املاً و علماً "بعض روایات میں "و حلماً "کا بھی اضافہ ہے۔ (۵۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام کے گور نر بنے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ

⁽٣٤)روى أحمد في مسنده(ج1ص٣٣٥) عن أبن عباس : "....قال : اذهب فادع لى معاوية، قال : وكان كاتبه.....". انظر سيرأعلام النبلاء(ج٣٣ص١٢)_

⁽۴۸)سيرأعلام النبلاء (جسم ١٢٨)_

⁽٢٩)سير أعلام النبلاء (٣٥٥ م ١٢٥) وانظر مجمع الزواند (٩٦ م ٢٥٧)

⁽٥٠) جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب لمعاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه، رقم (٣٨٣١) و مسند أحمد (٢١٧ص ٢١١)_

⁽۵۱)سير أعلام النبلاء (ج٣٥ ص ١٢٤) وانظر مجمع الزوائد (ج٩٥ ٣٥٧)_

⁽۵۲)سير أعلام النبلاء (جسم ١٢٧)_

عند نے ان کو گور نر بر قرار ر کھاءاس طرح تقریبابیں سال وہ اس عہدہ پر فائزرہے۔ (۵۳)

حفرت عمررضی الله عنه کو نظم مملکت کے سلسلہ بیں ان کی صلاحیتوں پر زبر دست اعتاد تھا۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی الله عنه کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے" هذا کسری العوب"۔(۵۴)

نيزوه فرماتے بين "تعجبون من دهاء هرقل و كسرى وتدَعون معاوية؟" ـ (٥٥) حضرت سعد بن الى وقاص رضى الله عنه فرماتے بين "مارأيت أحداً بعد عثمان أقضى بحق من صاحب هذا الباب، يعنى معاوية " ـ (٥٢)

تَبيه بن جابر فرمات بي "صحبت معاوية فمارأيت رجلاً أثقل حلماً، ولا أبطأ جهلاً، ولا أبعد أناةً منه" ـ (٥٤)

حضرت على رضى الله عنه ارشاد فرمات بين "لاتكرهوا إمرة معاوية، فلو قد فقدتموه لوأيتم الرؤوس تندر عن كواهلها" ـ (٥٨)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا کے در میان جو پچھ واقعاتِ مشاجرات پیش آئے ان کے سلسلہ میں اہل النة والجماعة کا فیصلہ یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی لغزش واقع ہوئی مشاجرات کی بنیاد پر کسی کو برا کہنے کی ہر گز کوئی گنجائش نہیں ، جس طرح دوسر سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرات اگرچہ معصوم نہیں ،ان سے خطاکا صدور نہ صرف یہ کہ ہو سکتا ہے ، بلکہ بعض سے صدور ہوا بھی ہے ، لیکن تمام صحابہ اس دنیا سے اس حال

⁽۵۳) ديكيئة تهذيب الكمال (ج٢٨ص ١٤٩٥)

⁽٥٣)سير أعلام النبلاء (ج٣٥ ١٣٨)_

⁽٥٥) توالد بالا

⁽٥٢)سير أعلام النبلاء (جسم ١٥٠)_

⁽٥٤)سير اعلام النبلاء (٣٥٥ س١٥٣)_

⁽۵۸)سير أعلام النبلاء (جسم ۱۳۳)_

⁽٥٩) انظر سير أعلام النبلاء (٣٦ ص١٢٨)_

میں گئے ہیں کہ اللہ عزوجل ان سے راضی تھے،اور وہ سب کے سب جنتی ہیں۔(١٠)

الہذااس سلسلہ میں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بااور کسی صحابی کا تذکرہ غلط طور پر کر کے اپنی عاقبت برباد نہیں کرنی جا ہیں۔

• ٣٠ ه ميں جب حضرت على رضى اللہ عنہ شہيد ہوگئے، حضرت حسن رضى اللہ عنہ نے حضرت معاويه رضى اللہ عنہ معاويه رضى اللہ عنہ معاويه رضى اللہ عنہ معاويه رضى اللہ عنہ عالم اسلام كے متفقہ طور پرامير منتخب ہوگئے، اس كے بعد مسلسل بيں سال تك حكومت كرتے دہے۔ (١١) جب وفات كا وقت قريب آيا تو پوچھا گيا كہ آپ كھ وصيت كرنا چاہتے ہيں؟ فرمايا "اللهم أقلِ بعد واعف عن الزلة، و تجاوز بحلمك عن جهل من لم يو جُ غيرك ، فيما و راء ك مذهب "اس كے بعد به شعر يرما:

ھوالموت لامنجی من الموت والذي نحاذر بعدالموت أدهلی و أفظع(٦٢) (موت الی الل حقیقت ہے کہ اس سے کوئی مفر نہیں، پھر موت کے بعد جن خطرات کا اندیشہ ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہولناک اور تکلیف دہ ہیں)۔

ال ك بعدوصيت فرمائى "كنت أوضئ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فنزع قميصه وكسانيه، فرفعته، و حبأت قلامة أظفاره، فإذا متُ فألبسوني القميص على جلدى، واجعلوا القلامة مسحوقة في عيني، فعسى الله أن يرحمني ببركتها"_(٦٢)

⁽٢٠)قال السخاوى في فتح المغيث (٣٠ ص٩٣): "وهم رضى الله عنهم باتفاق أهل السنة: عدول كلهم مطلقاً، كبيرهم وصغيرهم، لابَسَ الفتنة أولا، وجوباً لحسن الظن بهم، ونظراً إلى ماتمهد لهم من المآثر من امتثال أوامره بعده صلى الله عليه وسلم، وفتحهم الأقاليم، وتبليغهم عنه الكتاب والسنة وهداية الناس، ومواظبتهم على الصلوات والزكوات وأنواع القربات مع الشجاعة، والبراعة، والكرم، والإيثار، والأخلاق الحميدة التي لم تكن في أمة من الأمم المتقدمة". وانظر المحلى لابن حزم (جاص ١٥)_

⁽١٢)سير أعلام النبلاء (جسم ١٣٧)_

⁽۲۲)سير أعلام النبلاء (جسم ١٦٠)

⁽١٣)سيرأعلام النبلاء (ج٣٥ ١٢١)_

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کل ایک سو تمیں حدیثیں مروی ہیں جن میں سے متفق علیہ احادیث چار ہیں، جبکہ بخاری چاراحادیث کے ساتھ اور مسلم پانچ احادیث کے ساتھ متفرد ہیں۔(۱۴) رجب۲۰ھ میں آپ کا نقال ہوا۔(۲۵) رضی اللہ عنه وأر ضاہ، وأد خله فسیح جناته۔

عن ابن شهاب قال : قال حُميد بن عبدالرحمن

یہاں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ "قال محمید بن عبدالوحمن" کہہ کر روایت کرہے ہیں جبکہ کتاب الاعتمام میں "اخبرنی حمید" کے الفاظ ہیں (۲۲)۔

نیز مسلم کی روایت میں "حدثنی حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف" کے الفاظ آئے ہیں(۱۷)معلوم ہواکہ یہ حدیث تحدیث واخبار کے ساتھ مروی ہے،انقطاع کا احمال ختم ہو گیا۔

سمعت معاوية خطيباً يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من يردالله به خيراً يفقهه في الدين

میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کاارادہ فرماتے ہیں اسے فقہ فی الدین عطافر مادیتے ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ "من یو داللہ به خیرا....." میں اگر "من" کو عموم پر محمول نہ کریں پھر تواشکال نہیں ہو تا کیو نکہ اس صورت میں "بعض مَن أدید له المخیر" کے معنی میں ہوجائے گا،اور اگر "من" کواپنے عموم پر رکھیں تو پھراشکال ہو تا ہے کہ جو بچہ قبل البلوغ ایمان کی حالت میں مرگیا ہو تو اس کے ساتھ اراد ہُ خیر کا متعلق ہونا معلوم و مسلم ہے حالا نکہ اس کو فقہ فی الدین حاصل نہیں ہوا۔

⁽١٤٣)سير أعلام المنبلاء (٣٦ص١٢) وخلاصة الخرر جي (ص٨١)_

⁽۲۵)خلاصة الخزرجي (۱۵)-

⁽٢٧) ركيك صحيح بخارى (٢٦ ص ١٠٨٧) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي صلى الله عليه وسِلم : لاتزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق، رقم (٢٣١٢).

⁽١٤) صحيح مسلم (جاص ٣٣٣) كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة.

اس کاجواب دیا گیاہے کہ اکثر عمومات کی طرح سے بھی عام مخصوص منہ البعض ہے، اور مطلب ہے "من یر داللہ به خیراً خاصاً …… "گویا یہال صفت محذوف ہے۔ (۱۸)

علامه سند هى رحمة الله عليه فرمات بيل كه بهتر توجيه بيه كه "خير" ميل تنوين كو تعظيم پر محمول كياجائ، اب مطلب موكا" من ير دالله به خيرا عظيماً يفقهه في الدين" اب كوئي اشكال نهيل _

نیزوہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ "خیر" کو مطلق ہی رکھاجائے، اور غیر فقیہ فی الدین کو فقیہ کے درجہ میں سمجھاجائے، اس صورت میں یہ کلام مبالغہ پر مجمول ہوگا، گویاجس کو فقہ فی الدین نہیں دی گئی اس کے ساتھ خیر کاار ادہ ہی نہیں کیا گیا۔ (۱۹)

نیز علامہ سند تھی فرماتے ہیں کہ یہاں" من"کو مکلفین کے معنی پر محمول کریں گے کیونکہ شارع کاکلام عموماً مکلفین کے احوال ہے ہی متعلق ہو تاہے لہذاوہ بچہ جو قبل البلوغ مرگیا ہو لیکن مؤمن ہو،اسی طرح وہ آدمی جو مسلمان ہوااور ابھی کسی نماز کاوفت بھی نہیں آیا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہو تووہ اس حدیث کے مصداتی ہی میں داخل نہیں (۷) واللہ اعلم۔

وإنما أنا قاسم والله يعطي

اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں،اور اللہ تعالیٰ دیتاہے

علامہ طبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "وإنما أنا قاسم....." میں واوحالیہ ہے اور یہ "یفقہہ" کے فاعل یامفعول سے حال ہے۔

اگر فاعل سے حال ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ میں القاءِ علم و تبلیغ و حی میں فرق نہیں کر تااور کسی کو سمی پرتر جیح نہیں دیتاالبتہ اللہ تعالیٰ جس کو جس قدر چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

اور اگر مفعول سے حال واقع ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ جس کو فقہ فی الدین عطا فرمانا چاہتے

(١٨) وكي حاشية السندى على صحيح البخاري (جاص ٣٥٥٣) وحاشية السندى على ابن ماجه (جاص ١٣٣) المقدمة،

باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحديث (٢٢٠)_

⁽٢٩)حواله جانت بالا_

⁽٤٠) حاشية السندى على صحيح البخارى (جاص ١٣٠٥ ٩٨)

ہیں تواس کو فہم معانی کی استعداد عطا فرماتے ہیں، پھر مجھ پر ہر ایک کی است اد کے مطابق القاءِ علم کاالہام فرماد صیتے ہیں۔(۱۷)

ا یک اشکال اور اس کاجواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صورت کے اعتبار سے کہا جائے تو حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم معطی بھی ہیں اور قاسم بھی،اگر حقیقت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معطی و قاسم دونوں اللہ عزوجل ہیں،اس لئے یہ فرق کرنا کیسے درست ہوگا؟

اس کاجواب یہ ہے کہ معطی غرف میں مالک کو کہتے ہیں اور قاسم تقسیم کرنے والے کو، مرادیہ ہے کہ اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور میں محض اس کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں، جیسے ذرائع، وسائطاور کارندے ہوتے ہیں، عرف میں یوں ہی ہے۔(۷۲)

اس جملہ کے دومطالب

پھراس جملہ کے دومطلب ہوسکتے ہیں۔

ایک بیر کہ اللہ تعالیٰ مجھے علوم عطا فرماتے ہیں وہ مالک ہیں، انہوں نے خزانہ میری تحویل میں دیا ہواہے، میں اس میں سے شمصیں تقسیم کر تاہوں۔

دوسر امطلب بیہ ہوسکتاہے کہ علوم کی تقبیم تو میں کرتا ہوں، اس میں کوئی تفاوت اور تفاضل نہیں ہو تا،البتہ ان کی سمجھ اوراد راک اور اُن میں عمق اور گہرائی، بیہ اللہ تعالیٰ عطافر ماتے ہیں۔واللہ اعلم۔

ولن تزال هذه الأمة قائمة على أمرالله لايضرهم من خالفهم حتى يأتي أمرالله

اور یہ جماعت اللہ کے علم پر قائم رہے گی، اس کے مخالفین سے اسے کچھ نقصان نہیں ہوگا، تا آنکہ اللہ کا علم آپنچے۔

⁽١١) ويحصّ الكاشف عن حقائق السنن للطيبي (ج اص٣٥٨) كتاب العلم ، الفصل الأول

⁽²⁷⁾ فضل البادى (جعص ٨٨) وفيض البارى (جاص ١٤١)_

اس سے بظاہر یوں معلوم ہو تاہے کہ ساری امت اللہ کے دین پر قائم رہے گی، جبکہ یہ خلاف بداہت اور خلاف مشاہرہ ہے، اس لئے کہا جائے گا کہ یہاں پوری امت نہیں بلکہ امت میں سے ایک جماعت مراد ہے، چنانچہ عیر بن هانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں "لایزال من أمتی أمة قائمة بأمر الله" کے الفاظ بیں (۱)۔

حدیث میں کون سی جماعت مرادہے؟

یہ طاکفہ اور جماعت جواللہ کے علم پر قائم رہے گیاس سے کون سی جماعت مرادہے؟ مسلمانوں کے مختلف طبقات نے اپنے طبقوں کواس کا مصداق قرار دیا ہے۔

المام بخارى رحمة الله عليه فرات بين "وهم أهل العلم" ـ (٢)

امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فرمات بي إن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري من هم؟!"_(٣)

قاضى عياض رحمة الله عليه فرماتے بين "أراد أحمد أهل السنة، ومن يعتقد مذهب أهل الحديث_"(٣)

بعض روایات سے معلوم ہو تاہے کہ اس سے مجاہدین کی جماعت مراد ہے:۔

چنانچه حضرت جابر بن سمره رضی الله عنه کی مرفوع روایت ہے "لن يبوح هذا الدين قائما

يقاتل عليه عصابة من المسلمين حتى تقوم الساعة"_(۵)

⁽۱) ديكت صحيح بخارى (ج ١-ص ٤٠ ٥) كتاب المناقب، باب (بلا ترجمة، بعد باب سؤال المشركين أن يُريهم النبى صلى الله عليه وسلم آية، فأراهم انشقاق القمر) رقم (٣٦٣) و (٣٣٥ كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: إنما قولنا لشيء، رقم (٣٦٠) _

⁽٢)صحيح بخارى(٢٥ص ١٠٨٤) كناب الاعتصام، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لاتزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق يقاتلون، وهم أهل العلم_

⁽٣) شرح النووى (٢٥ ص ١٢٣) كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم : لاتزال طائفة من أمتى ظاهوين على الحق.....وفتح البارى (١٦ص ١٦٣).

⁽۴)حواله جات بالا

⁽۵)صحيح مسلم (٢ ٣ ص ١٨٣) كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم : لاتزال طائفة من أمتى ظاهرين على الله على الله الحق.....

حضرت جابر بن عبدالله رضى الله عنهماكي مر فوع روايت ، "لا تزال طائفة من أمتى يقاتلون على المحق ظاهرين إلى يوم القيامة" _ (٢)

حضرت معاوير رضى الله عنه كى ايك روايت ميس بـ "....ولا تزال عصابة من المسلمين يقاتلون على الحق..... "(2)_

حفرت عقبه بن عامر رضى الله عنه كى روايت بيل ب "لا تزال عصابة من أمتى يقاتلون على أمر الله قاهرين لعدوهم، لايضرهم من خالفهم حتى تأتيهم الساعة وهم على ذلك" (٨) ان تمام روايات بيل نفر تكب كه يه جماعت مجاهدين كى ب

ليكن حقيقت يه كه السيس "طائفة حقه" عموم مراد على من تمام ابل حق واخل بين، چنانچه امام نووى رحمة الله عليه فرمات بين "يحتمل أن هذه الطائفة مفرقة بين أنواع المؤمنين، منهم: شجعان مقاتلون، ومنهم: فقهاء ، ومنهم: محدثون، ومنهم: زهاد وآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر، و منهم: أهل أنواع أخرى من الخير، والايلزم أن يكونوا مجتمعين، بل قد يكونون متفرقين في أقطار الأرض "-(٩)

حفرت کشمیری رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ حدیث میں چونکہ مجاهدین کی نصر کے موجود ہے اس کے باوجود امام احمد رحمة الله علیه اس کا مصداق" أهل الحدیث" یعنی" أهل السنة" کو قرار دے رہے ہیں جس پر جھے بہت حیرت بھی، پھر تاریخی مواد پر نظر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مجاہدین اور اہل السنة و الجماعة دونوں کے مفہوم تو الگ الگ ہیں مگر فارجی مصداق کے لحاظ سے دونوں ایک ہی ہیں، کیونکہ جہاد کا فریضہ ہمیشہ اہل السنة والجماعة ہی نے ادا کیا ہے، دوسرے فرقوں کو جہاد کی توفیق نہیں ہوئی اور خصوصیت سے فرقدر دونف سے تو اکثر اسلامی سلطنوں کو عظیم نقصانات ہی پہنچے ہیں۔ (۱۰)

⁽٢)حواليه بالا

⁽²⁾صحيح مسلم (ج٢ص١١١)_

⁽٨)حواله بالأ-

⁽٩)شرح النووي على صحيح مسلم (٣٢٥ ١٢٣) يـ

⁽۱۰) فيض البارى (ج اص ا ۱۵ و ۱۱ و انواد البارى (ج اص ۸۲)

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ "مجاہدین" مراد لینے کی صورت میں "جہاد" عام ہوگا، خواہ بالسیف و السنان ہویا بالقلم واللسان، جہاد بالسیف کے مقابلہ میں جہاد بالقلم واللسان کی اہمیت کم نہیں، اس کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے، للبذایہ بھی" جہاد" میں داخل ہے۔

لايضرهم من خالفهم

مخالفین ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہلِ حق کو کوئی نقصان کسی بھی جہت سے نہیں پہنچ سکتا، اور ان کو کوئی تقصان کسی بھی جہت سے نہیں پہنچ سکتا، اور ان کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے، قید و بندکی صعوبتیں پیش آسکتی ہیں، قتل تک نوبت آسکتی ہے، لیکن ان کے مشن اور مہم کو کوئی نیست و نابود نہیں کر سکتا، ان کی مہم جاری رہے گا۔ گی اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حتى يأتي أمرالله

يهال تك كه الله كاحكم آلينيح

اس"امرالله" ہے مراد بظاہر" قیامت" ہے۔

ليكن اس پر اشكال هو تا ہے كه حديث ميں ہے "لاتقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض: الله الله"_(١١)

ای طرح ایک اور روایت میں ہے" لاتقوم الساعة علیٰ أحد يقول: الله الله" (۱۲) اس طرح ایک روایت میں ہے" لاتقوم الساعة إلّا علیٰ شرار الناس" (۱۲) ـ

ان روایات سے معلوم ہو تاہے کہ قیامت جب قائم ہوگی اس وقت اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوگا اور "شراد الناس" پر قیامت قائم ہوگی، جبکہ حدیثِ باب سے معلوم ہو تاہے کہ قیامت تک میا طائفہ کھے رہے گا، دونوں فتم کی حدیثوں میں تعارض معلوم ہو تاہے۔

اس کاجواب بیہ ہے کہ یہال"امراللہ"ہے مراد" قیامت" نہیں بلکہ وہ"ر تے"مرادہے جو یمن

⁽١١)صحيح مسلم (١٥ص٨٨) كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان_

⁽۱۲)حواله بالا

⁽١٣)صحيح مسلم (٢٠٩٥ ٣٠٧) كتاب الفتن، باب قرب الساعة_

ي على خانج حفرت ابوم روه ض الله عنه كى مر فوع روايت بي "إن الله عزوجل يبعث ريجاً بمن اليمن ألين من الحرير فلا تدع أحداً فى قلبه قال ابوعلقمة: مثقال حبة وقال عبدالعزيز: مثقال ذرة من إيمان إلا قبضته "(١٣) للمذااب دونول فتم كى روايات من تعارض نهيل رها

پر جن روایات میں "حتی تقوم الساعة" ند کور ب، اس سے "حتی تقرب الساعة" مراد ہے۔ (۱۵)

صديث باب كى ترجمة الباب سے مطابقت

ترجمة الباب حديث باب كے پہلے جزء پر مشمل ہے البذاحدیث كى ترجمة الباب پر مطابقت بالكل واضح ہے۔

پھراس کادوسر اجزءاعطاء و تقیم پر دال ہے جوز کوۃ و خمس سے متعلق ہے، اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "کتاب المخمس" میں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المؤکوۃ" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا آخری جزء آشر اطِ ساعت کے ملائم و موافق ہے، اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے۔ اور اس کا آخری جزء آشر اطِ ساعت کے ملائم و موافق ہے، اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے، ان کاذبن اس جہت کی طرف متوجہ ہواہے کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی ہجتم قرور رہے گا (۱۷) واللہ اعلم بالصواب۔

١٤ - باب: ٱلْفَهْمُ فِي ٱلْعِلْمِ.

ما قبل سے مناسبت

علامه عینی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ ما قبل میں باب سابق میں تفقه فی الدین کاذ کرہے،اوراس

⁽١٣) صحيح مسلم (١٥ص ٢٥) كتاب الإيمان، باب في الريح التي تكون في قرب القيامة تقبض من في قلبه شيء من الإيمان.

⁽۱۵) ديكيت شرح النووى على صحيح مسلم (٢٦ ص ١٣٣) كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم: لاتزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق لايضرهم من خالفهم.

⁽١٦) ويكفي فتح البارى (جاص ١٦١)_

باب میں ''فهم فی العلم''کوبیان کررہے ہیں،''تفقه'' کے اندر''فهم''کاداخل ہوناواضح ہے۔(۱۷) ترجمۃ الباب کامقصد

ترجمة الباب كامقصد كيابي؟ اس ميں علاء كے مختلف اقوال ہيں:

(۱) علامہ سند ھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصدیہ بتانا ہے کہ "افہام"مخلف ہوتی ہیں، حتی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صغیر السن ہونے کے باوجودوہ بات سمجھ گئے جو بزے حضرات نہ سمجھ سکے۔

علامہ سند ھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں ''فضل الفھم''کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ حدیث کی اس پر کوئی دلالت نہیں ہے۔(۱۸)

(۲) حضرت شیخ الهندر حمة الله عليه فرماتے ہیں که اس باب سے غرض" فضل الفهم في العلم" کوبيان کرنا ہے۔

حضرت شخ الهندر حمة الله عليه نے علامہ سند هی رحمة الله عليه کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا
کہ بعض اہلِ تحقیق نے اعتراض کیا ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ دال علی الفضل موجود نہیں ہے۔ مگریہ
اعتراض صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ مؤلف نے قریب بعید حضرت ابن عمررضی اللہ عنها کی اس حدیث کو
مختلف ابواب میں ذکر کیا ہے، فضلِ فہم پرد لالت کرنے والالفظ متعددروایات میں موجود ہے، آگے کتاب
العلم ہی میں حضرت عمررضی اللہ عنہ کایہ ارشاد آرہا ہے ''لائن تکون قلتھا أحب إلى من أن یکون لی
سکدا و کذا''(۱۹) یہ جملہ فضلِ فہم پردال ہے، اورامام بخاری رحمۃ الله علیہ کی عادات میں سے ہے کہ مقصود
پردلالت کرنے والالفظ ایک حدیث میں موجود نہیں ہوتا، لیکن یہی حدیث کسی دوسرے موقع پرجولائی
جاتی ہے تودہاں مقصود پردلالت کرنے والالفظ موجود ہوتا ہے، اسی کوترجمۃ الباب کے اثبات کے لیے کائی
سمجھ لیاجا تا ہے۔ (۲۰)

⁽¹⁴⁾عمدة القارى (ج٢ص٥٢)_

⁽١٨) حاشية السندي على صحيح البخاري (جاص٥٥)

⁽١٩)صحيح بخاري (١٥ص ٢٢) كتاب العلم ، باب الحياء في العلم، رقم (١٣١)_

⁽٢٠)الأبواب والتراجم (٣٧) ١

(س) حضرت گنگوبی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس باب کے انعقاد سے مقصود بہ ہے کہ تفقہ فی الدین علماء کے اعلیٰ مراتب میں سے ہے، اگر به مرتبہ حاصل نہ ہوسکے تو کم از کم اس سے ادنیٰ مرتبہ بعنی فہم مراد کو ضرور حاصل کرنا چاہئے، کیونکہ حدیث باب میں حضرت ابن عمر رضی الله عنه کاسوال کاجواب سمجھ لینا فد کورہے اور اس پر حضرت عمر رضی الله عنه کا یہ فرمانا کہ تم اگر جواب دے دیتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی یہ فہم و فطنت کی فضیلت پر دال ہے اور ظاہر ہے کہ یہ "فقه" نہیں ہے، کیونکہ "فقه" تو استنباط مسائل اور د قائق شریعت و علل احکام پر مطلع ہونے کانام ہے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ باب سابق باب کا بیان ہو، کیونکہ "فقہ"اور"فہم" دوالگ الگ چیزیں نہیں ہیں، بلکہ وہ دونوں ایک ہیں۔(۱۲)

(۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاصاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں که میرے نزدیک اس باب سے تدبر و مطالعه کی ترغیب دینااور طریقهٔ مطالعه پر متنبه کرنا مقصود ہے که اس سلسله میں قرائن و امارات کو ملحوظ رکھا جائے، جیسا که حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کاسوال اور حضرت ابن عمر رضی الله عنهما کا "جمّار "کوہاتھ میں دیکھ کر مطلب اور جواب کا سمجھ لینااس پر واضح طور پر دال ہے۔ (۲۲) واللہ اعلم۔

٧٧ : حدّ ثنا عَلَيُّ : حَدَّ ثنا سُفْيانُ قَالَ : قَالَ لِي آبُنُ أَبِي تَجْيِحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : صَحِبْتُ ابْنَ عُمْرَ إِلَى اللّهِ عَلَيْكَ مَمْرَ إِلَى اللّهِ عَلَيْكَ اللّهِ عَلَيْكَ إِلّا حَدِيثًا وَاحِدًا ، قَالَ : كُنَّا عِنْدَ اللّهِ عَلَيْكَ إِلّا حَدِيثًا وَاحِدًا ، قَالَ : كُنَّا عِنْدَ اللّهِ عَلَيْكَ عَمْرُ إِلَى اللّهِ عَلَيْكَ مُ مَثَلُهَا كَمَثُلِ اللّهِ عَلَيْكَ مُ اللّهُ عَلَيْكَ أَنْ أَقُولَ : اللّهِ عَلَيْكَ مُ مَثَلُهَا كَمَثُلِ اللّهِ عَلَيْكِ : (هِي النَّذَلَةُ) . [ر : 17] هِي النَّخْلَةُ ، فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ ٱلْقَوْمِ ، فَسَكَتُ ، فَقَالَ : ٱلنَّبِيُّ عَلِيلِيدٍ : (هِي ٱلنَّخْلَةُ) . [ر : 17]

تراجم رجال (۱)علی

بيه امير المؤمنين في الحديث، الحجة ، امام ابوالحن على بن عبد الله بن جعفر بن نجيج سعدى بصرى رحمة

⁽۲۱)لامع الدرارى (ج٢ص٢٢)_

⁽۲۲)حاشية لامع الدراري (۲۳ ص۲۳) والأبواب والتراجم لصحيح البخاري (ص۲۳)_

⁽٢٣)قدسبق تخريج هذا الحديث، في باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا و أنبأنام

الله عليه بين، جوابن المديني كے نام سے معروف بيب_(٢٣)

انہوں نے اپنے والد کے علاوہ حماد بن زید، تقشیم بن بھیر، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیدنہ، جریر بن عبدالحمید، محمد بن جعفر غندر، یحیی بن سعید القطان اور عبدالرزاق رحمهم الله تعالی سے روایت کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری، صالح بن محمد جزرہ، ابو مسلم کئی البحی،ابوالقاسم بغویاور عبداللہ بن محمد بن ابوب الکاتب رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔(۲۵)

ان سے ان کے شیوخ نے بھی روایتی لی ہیں جن میں سفیان بن عیبینہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں (۲۱)

یہ اصلاً مدینہ منورہ کے ہیں، اسی نسبت سے '' ابن المدین'' کے نام سے معروف ہیں، البتہ ۱۲اھ
میں بھرہ میں بیدا ہوئے (۲۷)۔

امام الوحاتم رازى رحمة الله عليه فرمات بين "كان ابن المديني عَلَماً في الناس في معرفة الحديث والعلل" ـ (٢٨)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تلومنی علی حبّ علیّ، واللہ ، واللہ، لقد کنت أتعلم منه أكثر ممایتعلم منی''۔(۲۹)

اسى طرح يحيى بن سعيد القطان رحمة الله عليه فرمات بين "الناس يلوموننى في قعودى مع على، وأنا أتعلم منه أكثر مما يتعلم منى "-(٣٠)

⁽۲۴) تاریخ بغداد (ج ااص ۵۸ م) و تهذیب الکمال (ج ۲۱ ص ۵)_

⁽۲۵) شيوخ و اللذه كى الفيل ك لئ ديك تاريخ بغداد (جااص ۵۵۸ و ۵۵۹) و تهذيب الكمال (٢١٦ ص ١-٩) وسير أعلام النبلاء (جااص ٢١٦).

⁽٢٦)سيراعلام النبلاء (ج١١ص٣٣)

⁽٢٧) الثقات لابن حبان (ج٨ص ٢١٩) والأنساب للسمعاني (ج٥ص ٢٣٥) وسير أعلام النبلاء (ج١١ص ٣٣)_

⁽٢٨) تهذيب الكمال (ج١١ص٩) وير أعلام الدياء (ج١١ص٣١)

⁽٢٩) تاريخ بغداد (ج ١١ص٥٩ م) وتبذيب الكمال (ج١١ص١٠)_

⁽٣٠)سير أعلام النبلاء (ج١١٩ ٢٥٠)

امام نما فى رجمة الشعليه فرماتے بين "كأن الله حلق على بن المدينى لهذا الشأن ' ـ (٣١) امام بخارى رجمة الله عليه فرماتے بين "مااستصغرت نفسى عند أحد إلا عند على بن المدينى " ـ (٣٢)

َوْ هُمَانِى رحمة الله عليه وغيره فرماتے بين "أعلم أهل زمانه بعلل الحديث : علي "ـ(٣٣) صالح جزره رحمة الله عليه فرماتے بين "أعلم من أدركت بالحديث وعلله على بن المديني....."ــ(٣٣)

الم عبد الرحمن بن مهدى رحمة الله عليه فرمات بين "على بن المديني أعلم الناس بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم و خاصة بحديث ابن عيينة "(٣٥) ـ

طافظ زبي رحمة الله عليه فرائة بين "وأما على بن المديني: فإليه المنتهى في معرفة علل الحديث النبوي، مع كمال المعرفة بنقدالرجال، وسعة الحفظ والتبحر في هذا الشأن، بل لعله فرد زمانه في معناه " (٣٦)

البت ان كو عُقيلى نے كتاب الضعفاء ميں ذكر كياہے اور لكھاہے "جنح إلى ابن أبى دُؤاد والمجھمية وحديثه مستقيم إن شاء الله" (٣٧) لين على بن المدين ابن أبى دواد معتزلى اور جميه كى طرف ماكل تھ ،البتة ان كى حديثيں انثاء الله درست بيں۔

چو نکہ احمد بن اُنی دُوَاد معتزلی خلقِ قر آن کانہ صرف قائل تھابلکہ اس کاداعی تھااوراس نے خلیفہ کے ذریعہ علاء کو مختلف آزماکشوں میں مبتلا کیا تھا، امام علی بن المدینی رحمۃ الله علیہ سے اس موقع پر ان کی

⁽m) سير أعلام النبلاء (ج11 ص ٢٦) و تهذيب الكمال (ج٢١ ص ١٦)_

⁽٣٢)سير أعلام النبلاء (جااص٢٦) و تاريخ بغداد (جااص٢٣٣) _

⁽٣٣)سير أعلام النبلاء (جااص٩٩)

⁽٣٢)سير أعلام النبلاء (جااص٥٠)

⁽۳۵) تهذيب الكمال (ج١٢ص١١)

⁽٣٦) ميزان الاعتدال (جهص ١٦١)_

⁽٣٤) كتاب الضعفاء الكبير للعقيلي (٣٣٥ ٢٣٥)

طرف کچھ میلان پایا گیا تھا جس کی بنا پر عُقیلی نے ان پر کلام کیااور اپنی کتاب الضعفاء میں ان کاذکر کردیا۔
حالا نکہ وہ خلق قر آن کے قائل نہیں تھے،اور جو کچھ میلان تھااس سے بھی انہوں نے توبہ کرلی تھی، چنانچہ محمد بن عثان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"سمعت علی بن المدینی یقول قبل موته بشھرین: من قال: القرآن محلوق، فھو کافر"۔(۳۸)

اسی طرح علی بن المدین رحمة الله علیه منبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرماتے ہیں "من زعم أن القرآن مخلوق، أو أن الله لايرى، أولم يكلم موسىٰ على الحقيقة: فهو كافر "-(٣٩) حافظ ذہبی رحمة الله علیه نے عُقیلی سامحہ الله تعالیٰ کی اس جسارت پر شدید تقید کی ہے۔(۴۰) اسی طرح عبر الله بن احمد بن ضبل فرماتے ہیں "كان أبى حدثنا عنه، ثم أمسك عن اسمه،

(٣٨) ميز ان الاعتدال (٣٦ ص ١٦٠١) وسير أعلام النبلاء (ج ااص ٥٨) وتهذيب الكمال (ج ١٦ ص ٣٠)

(٣٩)) حواله جات بالا

(۴۰) حافظ ذہبی رئے اللہ علیہ کی بیہ تقید بہت ہے فوائد پر بھی مشتمل ہے اس لئے ان کی پوری عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے، چنانچہ وہ میزان الاعتدال (ج ۳س ۱۳۰۰و ۱۴۱) میں فرماتے ہیں:۔

"وقد بدت منه هفوة ثم تاب منها، وهذا أبوعبدالله البخارى. وناهيك به. قد شحن صحيحه بحديث على بن المديني، وقال: مااستصغرت نفسي بين يدي أحد إلا بين يدى على بن المديني، ولو تركت حديث على، وصاحبه محمد، وشيخه عبدالرزاق، وعثمان بن أبي شيبة، وإبراهيم بن سعد، وعفّان، وأبان العطّار، وإسرائيل، وأزهر السمان، وبهزبن أسد، وثابت البناني، وجرير بن عبدالحميد. فلقنا الباب، وانقطع الخطاب، ولماتت الآثار، واستولت الزنادقة، ولخرج الدجال، أفمالك عقل يا عقيلي، أتدرى فيمن تتكلم أوإنما تبعناك في ذكرهذا النمط لنذب عنهم، ولنزيف ماقيل فيهم كأنك لاتدري أن كل واحد من هؤلاء أوثق منك بطبقات، بل وأوثق من ثقات كثيرين لم توردهم في كتابك، فهذا ممالايرتاب فيه محدث.

وأنا أشتهى أن تعرفنى من هو النقة الثبت الذي ما غلط ولا انفرد بما لا يتابع عليه، بل النقة الحافظ إذا انفرد بأحاديث كان أرفع له، وأكمل لرتبته، وأدل على اعتنائه بعلم الأثر، وضبطه دون أقرانه لأشياء ما عرفوها، اللهم إلا أن يتبين غلطه و و همه فى الشيء فيعرف ذلك، فانظر أول شيء إلى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الكبار والصغار، مافيهم أحد إلا وقد انفرد بسنة، فيقال له: هذا الحديث لايتابع عليه؟! وكذلك التابعون، كل واحد عنده ماليس عند الآخر من العلم، وما الغرض هذا، فإن هذا مقرر على ما ينبغى فى علم الحديث.

وإن تفرد الثقة المتقن يعد صحيحاً غريباً، و إن تفرد الصدوق ومن دونه يعد منكراً، وإن إكثار الراوي من الأحاديث التي لا يوافق عليها لفظاً أو إسنادًا يصبر ه متروك الحديث.

ثم ما كل أحد فيه بدعة. أو له هفوة، أو ذنوب يقدح فيه بما يوهن حديثه، ولامن شرط الثقة أن يكون معصوماً

و كان يقول : حدثنا رجل، ثم ترك حديثه بعد ذلك "_(٣١)

کیکن بیراعتراض بھی قابلِ التفات نہیں کیونکہ علی بن المدینی اور امام احمد کے در میان زبر دست مود ت والفت کا تعلق تھا۔

چنانچه لام احدر حمة الله عليه بميشه ان كواحر له أو تبجيلاً كنيت سے ياد كرتے تھے، بھى نام نہيں ليتے تھے (٣٠) جب امام على بن المدينى بعداد آتے تو حلقه كى صدارت وه سنجا لئے تھے اس موقعه پر امام احمد بن حنبل اور يحيى وغير ه حضرات آتے، آپس ميں مذاكره اور مناظره كرتے، جب ان ميں اختلاف ہو تا تو على بن المدينى كا قول قول فيصل ہو تا تقا۔ (٣٣)

بہر حال مخفاظ و کُقادِ حدیث نے نظر تک کی ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن المدین رحمۃ اللہ علیہ پرجو کچھ کلام کیا ہے وہ صرف خلقِ قرآن کے مسئلہ میں کچھ نرمی اختیار کرنے کی بنا پر ہے، اس سے بھی انہوں نے تو بہ کرلی تھی، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "تکلم فیہ احمد و من تابعہ لا جل ماتقدم من إجابته فی المحنة، وقد اعتذر الرجل عن ذلك، وتاب واناب" (۳۳)

امام علی بن المدینی دحمة الله علیه وه پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصولِ حدیث کی متلف انواع پر سب سے پہلے مستقل کتابیں تکھیں۔(۵۹) امام نووی رحمة الله علیه نے لکھاہے کہ ان کی دوسو کے قریب تصانیف ہیں (۲۷) امام حاکم رحمة الله علیه نے چند کتابوں کے نام لکھے ہیں (۲۷) ۔

من الخطايا والخطاء ولكن فائدة ذكرنا كثيراً من الثقات الذين فيهم أدنى بدعة، أولهم أوهام يسيرة في سعة علمهم أن يعرف أن غيرهم أرجح منهم وأوثق إذا عارضهم أوخالفهم ؛ فزن الأشيا ء بالعدل والورع".

⁽١٦)ميزان الاعتدال (٢٦ص١١)_

⁽۴۲) تهذيب الكمال (١٦٥ص٩)

⁽٣٣) تهذيب الأسماء واللغات (١٥٤ م) وتاريخ بغداد (١٥١ م ٢٧٠)

⁽۳۳)تهذیب التهذیب (۲۵ س۳۵۲)_

⁽٣٥) وكيحة "لمحات من تاريخ السنة وعلوم الحديث" للشيخ عبدالفتاح أبوغدّه رحمه الله تعالى (ص١٠١٥-١٠٠)_

⁽٣٦) تهذيب الأسماء واللغات (جاص ٣٥٠) ر

⁽۱۴۷) دَ يَعْصَمُعُوفَة علوم الحديث (صام) النوع العشرون: فقه المحديث أكثرا كرام الله الداد التي نے على بن المديني رحمة الله عليه كى چاليس كتابون كاذكر كيا ہے، ديكھيئے" الإمام على بن المديني و منهجه في نقد الرجال" (ص٢٦٢ ـ٢٤٩) _

امام على بن المدين رحمة الله عليه كانتقال "سُوَّ من رأى" (سامَوَّا) مين ٢٣٣ه مين بوا_(٨٨) رحمه الله تعالى رحمة واسعةً

(۲)سفیان

بدلهم سفیان بن عیینه رحمة الله علیه بین، ان کے حالات "بدءالوحی" میں پہلی حدیث کے ضمن میں مختصر اُدر کتاب العلم، باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا و أنبانا "کے ذیل میں تفصیلاً گذر چکے بیں۔
(۳) ابن الی نجیح

یہ ابویبار عبداللہ بن الی نجے۔ بفتح النون و کسر الجیم، و بعدها یاء مثناة تحتیة و آخره حاء مهملة۔ ثقفی کی ہیں، ابو نجیح کا نام یبار ہے، جو حضرت اخس بن شریق رضی اللہ عنہ کے مولی تھے۔ (۵۰)

یہ اپنے والد ابو نچیج کی، امام مجاہد، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیر ہے روایت کرتے ہیں۔

ان سے امام شعبہ ،سفیان توری، سفیان بن عیبنہ ، ابن عکیّہ ، رَوح بن القاسم ، ابراهیم بن نافع مکّی اور هشام دستوائی رحمهم اللہ تعالی وغیر ہ روایت کرتے ہیں۔ (۵)

لام احد بن حنبل رحمة الله عليه فرمات بين ابن أبى نجيح ثقة، و كان أبوه من حيار عباد الله "(۵۲) امام يحيى بن معين، امام ابوزُر عداور امام نسائى رحمهم الله فرمات بين "ثقة" (۵۳)

ابوعاتم رحمة الله عليه عيجب بو جها كيا"ابن أبى نَجيح عن مجاهد أحبّ إليك أو خُصيف عن مجاهد؟" تو فرمايا ابن أبى نَجيح أحب إلى، إنما يقال في ابن أبى نجيح القدر ،وهو صالح الحديث"_(۵۲)

⁽۴۸) تاریخ بغداد (جااص ۲۲ موسر ۲۳)

⁽۲۹) و یکھے کشف الباری (جام ۲۳۸)۔

⁽۵۰) تهذيب الكمال (ج٢١ص١٥و٢١٦) وسير اعلام النبلاء (ج٢ص١٢٥)_

⁽۵۱) شيوخ و تلانده ك ك د يكفي تهذيب الكمال (ج١١ص٢١١) وسير أعلام النبلاء (ج١ص١٢٥) _

⁽۵۲) تهذيب الكمال (١٢٥ ص٢١٤)

⁽۵۳) دوله سابقه۔

⁽۵۴۰)حواليه سابقه۔

ابن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة كثير الحديث" (١)

المام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة" ـ (٢)

ابن حبان رحمة الله عليه فان كوكتاب الثقات مين ذكر كيا بـ (٣)

مافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" ـ (م)

نيزوه فرمات بي "هو من الأئمة الثقات"_(۵)

ابن ابی می کا گرچہ تمام حضرات نے توثیق کی ہے لیکن یہ متبم بالقدر تھے۔

چنانچدام بخارى رحمة الله عليه فرماتے بي "عبدالله بن أبي نجيح كان يتهم بالاعتزال والقلر" (١)

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "أما الحديث فهو فيه ثقة وأما الرأي فكان

قدرياً معتزلياً "_(2)

جوز جانی رحمة الله عليه نے بھی ان کو مقهمین بالقدر میں شار کیا ہے(٨)۔

لعقوب سدوى رحمة الله عليه كهتم بين "هو ثقة قدري" (٩) _

الم يحيى بن سعيد القطان رحمة الله عليه فرماتي بي "كان من رؤوس الدعاة إلى القدر" (١٠)

ابن سعدر حمة الله عليه فرمات بين ويذكرون أنه كان يقول بالقلر "_(١١)

⁽١)الطبقات لابن سعد (ج٥ص٨٨٣)_

⁽٢)تهذيب التهذيب (٢٢ص٥٥)_

⁽٣) النقات لابن حبان (٢٤ص٥)_

⁽۴) الكاشف (ج اص ٢٠٣) رقم (٣٠٢٠) _

⁽۵)ميزان الاعتدال (جمم ۱۵) _

⁽٢) حوالدبالا

⁽²⁾حواله بالا

⁽٨)حواله بإلا_

⁽٩)سير أعلام النبلاء (٢٥ ص١٢٥)

⁽١٠) حاشية سبط ابن العجمي على الكاشف (١٥ص٥٠)ر تم (٢٠٠٠)_

⁽١١)الطبقات (ج٥ص ٣٨٣)_

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابی تیجے نہ صرف سے کہ قدری تھے بلکہ دعاۃ الی لقدر میں سے تھے۔ سوال سے ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استدلال واحتجاج کیسے کیا، حالا نکہ مبتدع راوی جوداعی ہو،اس سے روایت اوراحتجاج کرنادرست نہیں (۱۲)؟!

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ انہوں نے اپنی بدعت سے توبہ کرلی ہو، چنانچہ حافظ ذہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"ولعلہ رجع عن البدعة"۔(۱۳)

اسی طرح جوز جانی نے جب عبداللہ بن الی تیجہ، زکریا بن اسحاق، خبل بن عباد، ابن الی ذیب اور سیف بن سلیمان کو قدریہ میں شار کیا تو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"فی ہؤلاء ثقات، و ماثبت عنهم القدر، أو لعلهم تابوا"۔(۱۲)

دوسر اجواب سے ہے کہ اگر راوی مبتدع داعی إلی ابدعة ہو تواس کی روایت سے احتجاج درست نہیں (۱۵) کیکن اگر ایباراوی ثقه و ضابط ہو اور اس روایت سے اس کی بدعت کی تائید نہ ہوتی ہواور وہ روایت اس مبتدع کے علاوہ کسی اور سے مروی نہ ہو تواس کی روایت قابلِ قبول ہوگی (۱۷) جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے بہت سے حضرات کی روایت قبول کی ہے جونہ صرف یہ کہ مبتدع ہے بلکہ رووس المبتدعین میں سے تھے اور اپنے فد ہب کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دیتے تھے، جیسے عمران بن

⁽۱۲)، كيصي هدى السارى (ص٣٨٥) الفصل التاسع، وتعليقات "الرفع والتكميل في الجرح والتعديل" (ص٣٣ او١٣٥)_ (١٣) سير أعلام النبلاء (ح٢ص ١٢٦)_

⁽١١)ميزان الاعتدال (ج٢ص٥١٥)

⁽¹⁰⁾قال ابن الصلاح في علوم الحديث (ص١١٢٥): ".....وقال قوم: تقبل روايته إذا لم يكن داعية إلى بدعته، ولاتقبل إذا كان داعية، وهذا مذهب الكثير أو الأكثر من العلماء، وحكى بعض أصحاب الشافعي رضى الله عنه خلافاً بين أصحابه في قبول روايته. وقال الميدع إلى بدعته، وقال : أما إذا كان داعية فلا خلاف بينهم في عدم قبول روايته. وقال أبوحاتم بن حبان البستى أحد المصنفين من أئمة الحديث: الداعية إلى البدع لا يجوز الاحتجاج به عند أئمتنا قاطبة، لأعلم بينهم فيه خلافاً. وهذا المذهب الثالث أعدلها وأولاها، والأول (أي ردّ رواية المبتدع مطلقاً) بعيد مباعد للشائع عن أئمة الحديث، فإن كتبهم طافحة بالرواية عن المبتدعة غير الدعاة، وفي الصحيحين كثير من أحاديثهم في الشواهد والأصول. والله أعلم.

⁽١٦)قال الحافظ رحمه الله : "فالمعتمد : أن الذي ترد روايته : من أنكر أمراً متواتراً من الشرع معلوماً من الدين بالضرورة، أواعتقد عكسه، وأمامن لم يكن بهذه الصفة ، وانضم إلى ذلك ضبطه لما يرويه مع ورعه وتقواه، فلا مانع من قبوله" نزهة النظر (ص٨٨)_

حلّان، عبد الحميد بن عبد الرحمٰن حمانی وغيره داعيانِ بدعت ميں سے تھے۔ (١٤)

چنانچه حافظ ابن حجر رحمة الله عليه بدعت قادحه اور بدعت غير قادحه كى تفصيلات كے ذيل ميں لكھتے ہيں:

"وعلى هذا إذا اشتملت رواية المبتدع. سواء كان داعية أم لم يكن. على ما لا تعلق له ببدعته أصلاً، هل ترد مطلقا؟ أو تقبل مطلقا؟ مال أ بوالفتح القشيرى إلى تفصيل آخر فيه (١٨) فقال: إن وافقه غيره فلا يلتفت إليه هو، إخمادًا لبدعته وإطفاء لناره، وإن لم يوافقه أحد ولم يوجد ذلك الحديث إلا عنده مع ماوصفنا من صدقه و تحرزه عن الكذب واشتهاره بالدين وعدم تعلق ذلك الحديث ببدعته فينبغى أن تقدم مصلحة تحصيل ذلك الحديث ونشر تلك السنة على مصلحة إهانته وإطفاء بدعته. والله أعلم " ـ (١٩)

تیسری بات بیہ ہے کہ ان کو صرف امام یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے "دعاۃ اللہ القدد" میں شار کیا ہے، ان کے علاوہ باتی سب نے ان کو قدری تو قررار دیا ہے لیکن "دعاۃ" میں سے ہونے کی تصر تح نہیں کی، غالبًا مام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا صرف قدری ہوناہی ثابت ہے، داعی ہونا ثابت نہیں، چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراتی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر:

.....ورَوَوْا عن أهل بِدْع في الصحيح مادَعُوا

(یعنی ائم ہ مقادِ حدیث مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ نے اپنی "صیح" میں بعض ایسے اہلی بدعت سے راویوں کے سے روایت نقل کی ہے جو اپنی بدعت کے داعی نہیں تھے)۔ کی تشر ت کرتے ہوئے بہت سے راویوں کے نام ذکر کیے ہیں جن میں "بدعت" تھی لیکن وہ داعی نہیں تھے،ان ناموں میں انہوں نے عبداللہ بن ابی نجے کا بھی ذکر کیا ہے۔ (۲۰)

⁽¹⁴⁾ ويكفئ تدريب الراوى (جاص٣٢٦)

⁽١٨) حكى السخاوى عن ابن دقيق العيد ما مال إليه القشيرى، انظر فتح المغيث (٢٦ص ١٠ و١١)_

⁽۱۹) هدى السارى (ص ۳۸۵)_

⁽٢٠) ريك فتح المغيث للسخاوي (٢٥ص ٢١)_

غالبًا حافظ مزی رحمة الله علیه کے نزدیک بھی ان کاداعی إلی القدرنه ہونا ہی رائے ہے کیونکه انہوں فی البیار خوال سے توثیق کے ساتھ ان کا فیائی رجال سے توثیق کے ساتھ ان کا مائل إلی القدر ہونا نقل کیا ہے، جبکه سمجی القطان کا "داعی الی القدر" والا قول انہوں نے ذکر ہی نہیں کیا۔(۲۱)

پھران کوامام نسائی رحمة الله عليه نے "مدلسين" ميں شار کيا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمة الله عليه لكھتے ہيں" و ذكر ہ النسائي فيمن كان يدلس" (٢٢)

نیزهافظ فرماتے ہیں"أکثر عن مجاهد، وکان یدلس عنه، وصفه بذلك النسائی"۔(۲۳)

اسی طرح حافظ رحمة الله علیه فرماتے ہیں "فقة رُمی بالقدر وربما دلس" (۲۳) لیکن ان کی تدلیس معز نہیں اس لیے کہ:۔

ا۔اولاً یہ عام احادیث میں تدلیس نہیں کرتے تھے بلکہ صرف امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں تدلیس کرتے تھے بلکہ صرف امام مجاہد کی تفییر کا ساع ان کو میں تدلیس کرتے تھے (۲۵)، پھر ان کی عام احادیث میں بھی نہیں بلکہ صرف امام مجاہد کی تفییر کا ساع ان کو حاصل نہیں تھا، لہذا تفییر کی روایت میں تدلیس سے کام لیتے تھے (۲۷)، چو نکہ یہ امام مجاہد کے خاص الخاص شاگر دوں میں سے بیں (۲۷) اس لئے علماء نے ان کی تفییر کی روایات کی بھی تھیج کی ہے، چنا نچہ امام وکیع فرماتے ہیں "کان سفیان یصحح تفسیر ابن أبی نجیح"۔ (۲۸)

⁽٢١)ويك تهذيب الكمال (ج١١ص١٢و٢١٨)_

⁽۲۲)تهذیب التهذیب (۲۲ ص۵۵)۔

⁽٢٣)تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس (ص٢٨)_

⁽۲۳) تقريب التهذيب (٣٢٧) رقم (٣٢٧٢)_

⁽٢٥)كمايدل عليه قول الحافظ "أكثر عن مجاهد، وكان يدلس عنه....."تعريف أهل التقديس(٣٨٠).

⁽۲۲)قال يحيى بن سعيد : "لم يسمع ابن أبي نجيح التفسير عن مجاهد، قال ابن حبان : ابن أبي نجيح نظير ابن جريج في كتاب القاسم بن أبي بزة عن مجاهد في التفسير ، رويا عن مجاهد من غيرسماع" تهذيب التهذيب(٧٥ص٥٣)_

⁽٢٧)كمايدل عليه قول الحافظ "أكثر عن مجاهد" تعريف أهل التقديس (٩٨٠) _

⁽۲۸) تهذيب الكمال (ج١١ص٢١)_

٢ ـ دوسرے علامہ قطب الدین علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "أكثر العلماء أن المعنعنات التي في الصحيحين منزّلة منزلة السماع" ـ (٢٩)

ابن ابی مجمع الله علیه کا انقال اسماه یا ۱۳۲ه یس بوار (۳۰) رحمه الله تعالی رحمة سعة

(۴)مجابد

يه شيخ القر اءوالمفترين ابوالحجاج مجامد بن جئر مكى قرشى مخزومى رحمة الله عليه بير-(١٣)

انہوں نے حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت سعد بن ابی و قاص، حضرت عبداللہ بن عمرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت رافع بن خَد تج، حضرت جابر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ام هانی، رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں عکرمہ، طاؤس، عطاء (وهم من أقرانه) عمرو بن دینار، ابوالز بیر، ابن ابی نجیح، منصور بن المعتمر، اعمش، ابوب شختیانی، قادہ اور فطر بن خلیفہ رحمہم الله تعالیٰ وغیرہ ہیں۔(۳۲)

بعض حضرات نے ان روایات کو مرسل قرار دیاہے جو وہ حضرت سعد بن ابی و قاص، حضرت معاویہ اور کعب بن عجر ہ رصنی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔(۳۳)

جبکہ بعض حضرات نے ان کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساع کا بھی انکار کیا

⁽٢٩) لتح المغيث للعراقي (١٥/ ٨٥ / ١٥) وفتح المغيث للسخاوى (١٥ / ١٥/ ١٥) قال السخاوى: "يعنى إمالمجيئها من وجه آخر بالتصريح أولكون المعنعن لايدلس إلا عن ثقة، أوعن بعض شيوخه، أولوقوعها من جهة بعض النقاد المحققين سماع المعنعن لها....."_

⁽۳۰) تهذيب الكمال (١٦٥ص ٢١٨)

⁽۱۳) تهذيب الكمال (ج٢٢ص٢٢١)_

⁽٣٢) شيوخ والنافره كي تفسيل ك ليه ديكه تهذيب الكمال (ج٢٢ص٢٢٩ ١٣٣١) وسير أعلام النبلاء (ج٥٠ ٥٠٠)

⁽٣٣) ويميئ تهذيب التهذيب (ج١٠ص ٣٠)

ہے (۳۳) کیکن صحیح میہ ہے کہ ان کو حفرت عائشہ رضی اللہ عنہاہے ساع حاصل ہے۔ (۳۵) صحیح بخاری میں اس کی تصریح کم وجود ہے۔ (۳۷)

حشیف رحمة الله علیه فرماتے بیں "کان أعلمهم بالتفسیر مجاهد" (۳۷)
امام یحیی بن معین اور ابوزُر عدر حمهما الله تعالی فرماتے بیں "فقة" (۳۸) ۔
امام عجلی رحمة الله علیه فرماتے بیں "مکی تابعی ثقة" ۔ (۳۹)
ابن حبان رحمة الله علیه فرماتے بیں "و کان فقیها عابداً ورعاً متقناً "۔ (۳۰)
امام ابن سعد رحمة الله علیه فرماتے بیں "و کان فقیها عالماً ثقة کثیر الحدیث "۔ (۱۳)
عافظ ذہبی رحمة الله علیه فرماتے بیں "إمام فی القراءة والتفسیر، حجة "۔ (۳۲)

علامہ ابوالعباس نباتی صاحب"الذیل علی الکامل" نے لکھاہے کہ ابن حبان بُستی رحمۃ اللہ علی علیہ نے امام مجاہد کو اپنی کتب الضعفاء میں ذکر کیاہے،ان کے علاوہ ان کو کسی نے بھی کتب الضعفاء میں ذکر مہیں کیا۔(۴۳)

اس جرح کو رد کرتے ہوئے علامہ نباتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ومجاهد ثقة

⁽٣٣) چنانچه امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بي "لم يسمع مجاهد من عائشة" تهذيب الكمال (٢٢٦ ص٢٣١) ـ

⁽٣٥) چنانچه امام على بن المدين رحمة الله عليه فرماتي بين "مسمع مجاهد من عائشة" سير اعلام النبلاء (٣٥ ص ٥١) -

⁽٣٦) وككي صحيح بخارى (حاص ٢٣٩٥ و٢٣٩) كتاب العمرة، باب كم اعتمر النبي صلى الله عليه وسلم ، رقم (١٤٤٥) و(١٤٤١) و(٢٦ ص ٢١) كتاب المغازى باب عمرة القضاء، رقم (٣٢٥٣) و(٣٢٥٣) _

⁽²⁷⁾ تهذيب الكمال (ج2٢ص٢٣٣)_

⁽٣٨) حواله بالا

⁽۳۹) تهذيب التهذيب (ج٠١ص ٢٨)

⁽۴۰) النقات لابن حبان (ج۵ص۱۹)

⁽۱۱)الطبقات (۵۵ص۲۲)

⁽۲۲)الكاشف (جعص ۱۳۰۰ واسم)ر قم (۵۲۸۹)

⁽٣٣) ميزان الاعتدال (٣٣ ص ٣٣٩) رقم (٢٠٤٢) قال الشيخ محمد عوامة: فإن كان كتاب الضعفاء هو كتاب المجروحين كما هو مشهور فنسبة ذلك إلى ابن حبان فيها نظر ؛ إذ لاشى ء فى المجروحين، وإن كانا كتابين مختلفين كما يقوله شيخنا المحقق عبدالله الصديق العُمارى ويؤكده فيقبل والله أعلم تعليقات على الكاشف (٢٢ص ٢٣١) _

بلامدافعة"_(٣٣)

ای طرح امام ترندی رحمة الله علیه نے کتاب العلل میں لکھا ہے: "مجاهد معلوم التدلیس....."۔(۵۹)

گویاامام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ معروف مد تسین میں سے ہیں لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" ولم أرمن نسبه إلى التدليس"۔(۴۶)

البتة امام مجامد سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا "خوج علینا علی "(۴۷)۔

اگر علماء کی تصر تے کے مطابق ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ساع نہیں ہے (۴۸) پھر تو یہ جملہ دال علی التد کیس ہوگاورنہ عین ممکن ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ساع ہو، کیو نکہ غالب بیہ ہے کہ ان کی ولادت ۱۸ھ اور ۲۱ھ کے در میان ہوئی ہے (۴۹)، لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ (جن کی سے ہے کہ ان کی ولادت ۱۸ھ میں ہوئی ہے (۵۰) سے ان کا ساع بعید نہیں ہے، لہذا میہ تدلیس کی کوئی واضح دلیل نہیں۔

خلاصه بيكه امام مجاهد رحمة الله عليه بالاتفاق جحت اورامام بين اوران يركسي فتم كاكوكى كلام مؤثر فهين، چنانچه امام ذبي رحمة الله عليه فرمات بين "وأجمعت الأمة على إمامة مجاهد والاحتجاج به" ـ (۵۱)

امام مجاہد رحمة الله عليه كا انقال رائج قول كے مطابق ١٠١٠ ميں ہوا۔(٥٢) رحمه الله تعالى

⁽۱۳۳ ميزان الاعتدال (جسم ۱۳۳۹) رقم (۲۰۷۱)_

⁽۵۵)دیکھئے تھذیب التھذیب(ج٠١٥ ٣٨)۔

⁽۲۷)تهذیب التهدیب (ج۱۰ص ۲۸)

⁽۷۲)حواله بالا

⁽٣٨) "قال أبوزرعة: مجاهد عن على مرسل "تهذيب التهذيب (ج٠١ص ٣٣)_

⁽٢٩) ويكفي تعليقات على الكاشف (٢٢٥ ٢٥١)_

⁽۵۰)الكاشف (ج٢ص١٦)رقم (٣٩٣٠)_

⁽۵۱) ميزان الاعتدال (جسم ٢٠٠٠)_

⁽۵۲) الكاشف (ج٢ص ٢٣١) رقم (٥٢٨٩) _

رحمةً واسعة.

(۵) این عمر

حضرت عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كے حالات "كتاب الإيمان" "باب الإيمان وقول النبي صلى الله عليه وسلم: بُني الإسلام على خمس" كے تحت گذر كے بيں۔(۵۳)

قال: قال لى ابن أبي نَجيح

سفیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن الی تیجے نے کہا

مند جمیدی میں "سفیان حدثنا ابن أبي نجیح" کے الفاظ ہیں (۵۴)جس سے تدلیس کاشبہہ خم ہوجاتا ہے۔

قال: صحبت ابن عمر إلى المدينة فلم أسمعه يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا حديثاً واحداً

امام مجامد رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ میں نے (مکہ سے) مدینہ تک حضرت عبدالله بن عمر رضی الله عنهماکی صحبت میں سفر کیا، میں نے ان سے اس پورے سفر کے دوران سوائے ایک حدیث کے کوئی حدیث حضوراکرم صلی الله علیه وسلم کی طرف نسبت کر کے بیان کرتے ہوئے نہیں سُنی۔

یہ احتیاط فی الروایۃ ہے، کہ ابن عمر جیسا عاشق رسول صحابی، مکہ مکر مہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرتے ہیں، اور مجاہدان کے خاص شاگر درفیقِ سفر ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ پورے راستے میں صرف ایک حدیث بیان کی، حالا نکہ وہ جتنی باتیں بھی بیان کرتے تھے وہ ساری حدیث ہی ہوتی تھیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے میں احتیاط کرتے تھے۔

قال: كنا عندالنبي صلى الله عليه وسلم، فأتي بجمّار

فرمایا کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس تھجور کا مغز لایا گیا۔

⁽۵۳) كشف البارى (جاص ٢٣٤)_

⁽۵۴) ريك مسند الحميدي (٢٦٥ م ٢٩٨) رقم الحديث (٢٧١) ـ

فقال: إن من الشجر شجرة مثلها مثل المسلم، فأردت أن أقول: هي النخلة، فإذا أنا أصغر القوم، فسكت أ

آپ نے فرمایا کہ بلاشبہہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جو مسلمان کی طرح ہے، میں نے ارادہ کیا کہ بتاؤں وہ تھجور کا درخت ہے لیکن میں نے دیکھا کہ میں اس جماعت میں سب سے چھوٹا ہوں، چنانچہ خاموش رہا۔

مطلب میہ کہ مبادا آپ ناراض نہ ہو جائیں کہ بڑے حضرات مجلس میں موجود ہیں،ان کے سامنے کیوں بولے ؟! یہ خیال کر کے میں خاموش رہا۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: هي النخلة

حضورا کرم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ وہ تھجور کا در خت ہے۔

یہاں امتحان ہوا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذہن میں جواب آگیا، یہ فہم فی العلم ہے، یہ اور بات ہے کہ ادب کی وجہ سے وہ خاموش رہے۔

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق چونکہ باب کا مقصد افہام کے مختلف ہونے کو بیان کرنا ہے،اس لیے یہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا صغیر السن ہونے کے باوجود سمجھ جانااور دیگر حضرات کانہ سمجھ یانااس اختلاف افہام پر دلیل واضح ہے۔

حفرت شخ الهندرحمة الله عليه كے نزديك چونكه "فضل فهم" كوبيان كرنامقصود به لهذايه حديث فضل فهم "كوبيان كرنامقصود به لهذايه حديث فضل فهم پراس طرح دال هوگى كه اس كے دوسرے طريق ميں حضرت عمر رضى الله عنه كايه ارشاد موجود بي "لأن تكون قلتها أحب إلى من أن يكون لى كذا و كذا" ـ (۵۵)

اسی طرح حضرت گنگوہی جو فرماتے ہیں کہ اس باب سے مقصود "تفقه" کے اعلیٰ مراتب میں سے ہونے کو بیان کرناہے سویہال حضرت ابن عمرر ضی الله عنه چو نکه سمجھ گئے ہیں اور اس پر حضرت عمر رضی

⁽۵۵) ديكھ صحيح بخاري (جاص ٢٣) كتاب العلم، باب الحياء في العلم، رقم (١٣١) _

الله عنه كى خوشى كااظهار مرتب مور باب اس لئے اس سے فہم كى فضيلت تو ثابت موتى ہے، البته استنباطِ مسائل اور اطلاع بر دقائقِ شريعت جو"فقه" ہے اور وہ"فہم" سے اعلىٰ ہے، اس كااثبات نہيں ہے، اس كا ذكر گذشته باب ميں آچكا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب کے بقول چو نکہ مقصودِ باب طریقِ مطالعہ بتانااور مطالعہ کی ترغیب و بنا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے وینا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غور و فکر اور تذہر کر کے جواب سمجھ لینے سے واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تنبي

ال مديث پر تفصيلي كلام پيچهي "باب قول المحدث حدثنا أو أخبرنا وأنبأنا" كے تحت ہوچكاہے۔

١٥ – باب : ٱلِآغْتِبَاطِ فِي ٱلْعِلْمِ وَٱلْحِكْمَةِ .

ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت

اس سے قبل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب الفہم فی العلم" قائم فرمایا تھا اور اب "باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ" قائم فرمایا ہے، دونوں میں مناسبت بایں طور ہے کہ جتنا کسی شخص کے فہم علم میں اضافہ ہوگا، کیونکہ جب کسی شخص کے فہم میں اضافہ ہوگا، کیونکہ جب کسی شخص کے فہم میں اضافہ ہوگا تواس کی نظر آ گے بڑھتی جائے گی اور اس شخص کو پیش نظر رکھے گاجو فہم کے اعتبار سے اقویٰ ہو، اس کی خواہش ہوگا کہ دہ بھی اس جیسا ہو جائے، یہی غبطہ ہے۔ (۵۲)

پھر ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "علم اور حکمت" دونوں کا ذکر کیاہے، جبکہ حدیث باب میں صرف" حکمت" کا ذکر ہے یہ دونوں اگر متر ادف ہوں تو پھر یہ عطف تفییری ہے اور بتانا مقصود ہے کہ حدیث میں "حکمت" ہے "علم" ہی مراد ہے۔

اور اگر دونوں کے در میان فرق کیا جائے توب عطف الخاص علی العام کی قبیل سے ہوگا، اور لفظ

⁽۵۲)عمدة القارى (ج٢ص٥٢)_

"علم" کے اضافہ سے بیراشارہ مقصود ہے کہ "حکمت" کا حصول علم کے حصول پر مو توف ہے(۵۵)واللہ اعلم۔

"حكمت" كے بارے ميں تفصيل پيچھے حضرت ابن عباس رضى الله عنهما كے ارشاد "كونوا ربانيين حكماء علماء فقهاء"كے تحت ہم بيان كر كھے ہيں۔

وَقَالَ عُمَرُ : تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا .

حضرت عمررضی الله عنه فرماتے ہیں کہ سر دار بنائے جانے سے پہلے تفقہ حاصل کراو۔

"تُسَوّدوا" بي سَوَّد يُسَوِّد تسويداً (تفعيل) سے مضارع مجبول جمع ند كر حاضر كا صيغه ب، سر دار بنانا، ثلاثی مجر دسے سَادَ يَسُوْدُ سُؤدداً وسيادةً آتا ہے۔ (۵۸)

حضرت عمررضی اللہ عنہ کا مقصدیہ ہے کہ چونکہ سیادت وریاست بھی تفقہ و تعلم سے مانع بن جاتی ہے، کیونکہ بڑے ہوئے کے بعد معلم بننے سے آدمی طبعاً شر مانے لگتا ہے اس لئے تم سیادت کے حصول سے پہلے ہی علم حاصل کرو۔(۵۹)

امام شافعی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "إذا تصدر الحدث فاته علم كثير "(١٠) يعنى جب كوئى نوعمر مسندرياست پر بيش جاتا ہے توبہت سے علوم سے وہ محروم ہوجاتا ہے۔

یمی مفہوم امام سحی بن معین رحمة الله علیہ سے بھی مروی ہے۔(۱۱)

ابوعبیدر حمة الله علیہ نے اپنی "غریب الحدیث" میں اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ تم بچین میں ہی سر دار بننے سے پہلے علم حاصل کر لو، کہ پھرتم اپنے سے چھوٹوں سے علم حاصل کرتے ہوئے عار محسوس کرنے لگو گے ،اس طرح جاال رہ جاؤ گے۔(۱۲)

⁽۵۷)دیکے فتح الباری (ج اص ۱۲۱) و إرشاد الساری (ج اص ۱۷۱)

⁽۵۸)عمدة القارى (جمس ۵۳)_

⁽۵۹)فتح البارى (جاص۱۲۲)_

⁽٢٠)حواله بالا

⁽۱۱)عمدة القارى (ج٢ص٥٥)_

⁽۲۲)فتح البارى (جاص۱۲۲)_

شمر لغوی نے "تسو دوا" کا ترجمہ "تزوجوا" سے کیاہے، کیونکہ جب آدمی نکاح کرلیتا ہے او رپھر خاص طور پر جب اس کے ہال اولاد پیدا ہو جاتی ہے تواپنے گھر والوں کا"سید" بن جاتا ہے۔(٦٣)اس پر ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں اس لئے نکاح سے قبل علم حاصل کرلو۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ احتمال بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ "سواد لحیہ" سے ماخوذ ہو، گویا نوجوان یا جوان کو ڈاڑھی کے اندر گہری سیاہی آنے سے قبل ہی علم حاصل کرنے کا تھم دینا مقصود ہے، یا ادھیڑ عمر کے شخص کو تھم کرنا مقصود ہے کہ وہ ڈاڑھی کے بالوں کے سفیدی کی طرف ماکل ہونے سے پہلے ادھیڑ عمر کے شخص کو تھم کرنا مقصود ہے کہ وہ ڈاڑھی کے بالوں کے سفیدی کی طرف ماکل ہونے سے پہلے علم حاصل کرلے۔(۱۲) کیکن اس احتمال میں تکلف ہے (۱۵)۔

حضرت عمرر ضی اللہ عنہ کے

اثر کی ترجمہ الباب سے مطابقت

ابن المئیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اثر میں سیادت کو ثمر اتِ علم میں سے قرار دیا گیاہے اور طالب علم سے کہا گیاہے کہ وہ درجہ سیادت تک چہنچنے سے پہلے زیادتِ علم کو غنیمت سمجھے، تاکہ استحقاقِ سیادت ثابت ہو جو سبب اغتباط ہے (۲۲)۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مطابقت یوں ہے کہ ریاست اگرچہ عادۃ غبطہ کا سبب بنتی ہے، لیکن حدیث شریف اس پر دال ہے کہ غبطہ کی بنیاد دو ہی چیزیں ہیں ایک علم اور ایک جود، پھر جود بھی اس وقت محمود ہے جب علم کے ساتھ ہو، گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ حصول ریاست وسیادت سے پہلے ہی علم حاصل کر لو تا کہ جب تم پر دشک کیا جائے تو بیر شک کرنا ہر حق ہو۔

اسی طرح گویا حضرت عمر رضی الله عنه فرمارہے ہیں کہ تم ریاست کے حصولِ میں جلد بازی نہ کرو جس کی وجہ سے عادۃً آ دمی طلبِ علم سے رہ جاتا ہے ، بلکہ ریاست کی طلب جھوڑ کر علم حاصل کروتا کہ تم

⁽٩٣)حوالنه بالا

⁽١٣٣) ويكي شوح الكوماني (٢٦ص١١) وفتح البارى (١١٦ص١١١)_

⁽۲۵)فتح البارى (جاص ۱۲۲)

⁽۲۲)المتوارى على تراجم أبواب البخاري (۵۲۵)_

حقيقة قابل رشك بن سكو_(١)والله اعلم_

قال أبوعبدالله : ويعد أن تسودوا

ابوعبداللہ بین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سر دار بنادیے جاؤ تواس کے بعد بھی علم حاصل کرو۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے بیہ بتانے کے لئے کہ حضرت عمر رضی الله عنه کے قول "تفقهوا قبل أن تسودوا" سے بین سمجھا جائے کہ بعد السیادة علم حاصل نہ کیاجائے، مذکورہ جمله کااضافه فرمایا ہے(۲)۔

حضرت عمررضی الله عنه کے اثر کی تخریج

بياثرابن عبدالبررجمة الله عليه في "جامع بيان العلم و فضله "عين (٣)، ابن افي شيبه رحمة الله عليه في "مصنف "عين (٣)، بيهق رحمة الله عليه في "الممدخل" (٥) اور "شعب الإيمان" عين (٢)، دار مى معين في الله عليه في "محمة الله عليه في المحمة الله في المحمة الله عليه في المحمة الله المحمة الله عليه في المحمة الله عليه في المحمة ال

وقد تعلم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في كبر سنّهم

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کبرسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ جملہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول "و بعد أن تسو دوا" کا تتمۃ اور اس کی علت ہے۔

⁽۱)فتح البارى (جاص۱۲۱)_

⁽۲)فتح الباری (جاس۱۲۲)۔

⁽٣)جامع بيان العلم وفضله (ج اص ١٦٦ و ٣١٧)ر قم (٥٠٨) و (٥٠٩)

⁽٣) المصنف لابن ألي شيية (ج٥ص ٢٨٥) كتاب الأدب، باب ماجاء في طلب العلم و تعليمه، رقم (٢١١٠١)

⁽۵)كذافي عمدة القارى (ج٢ص٥٥) وتغليق التعليق (ج٢ص٨٢)_

⁽٢)شعب الإيمان (٢٥ص ٢٥٥) باب في طلب العلم، رقم (١٧١٩)_

⁽٤)سنن الدادمي (ج اص ٩١) المقدمة، باب في ذهاب العلماء، و قر (٢٥٠) _

⁽٨) تغليق التعليق (٣٢ص ٨٢) ـ .

مطلب بیہ ہے کہ سیادت کے حاصل ہو جانے کے بعد علم کی مخصیل سے رکنا نہیں چا ہیے بلکہ اس سلسلہ کو جاری رکھنا چاہئے، کیونکہ علم تو مہد سے لحد تک طلب کیا جاتا ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ایمان نہیں لائے تھے اور جاہلیت کا دور تھا، انہیں معلم خیر بھی میسر نہیں تھا اور نہ اُنہیں علم کی طرف رغبت تھی، ایمان لانے کے بعد اللہ سجانہ و تعالی نے ان کو علم بھی عطا فرمادیا اور علم کی رغبت اور شوق بھی عطافرمادیا، انہوں نے اس کی ضرورت کے پیش نظر حصول سیادت کے بعد بھی علم حاصل کیا۔ مثوق بھی عطافرمادیا، انہوں نے اس کی ضرورت کے پیش نظر حصول سیادت کے بعد بھی علم حاصل کیا۔ حضرت دائن عمال میں ضی اللہ عن کی جدید بھی علم حاصل کیا۔

چنانچ حفرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری شریف میں ہے فرماتے ہیں "کنت أقرئ رجالاً من المهاجرين، منهم عبدالرحمٰن بن عوف"(٩) اسی طرح ایک روایت میں ہے "کنت أقرئ عبدالرحمن بن عوف"(١٠)

لہذا یہ سیادت تحصیلِ علم میں مانع نہیں ہونی چاہئے،اصل تو یہی ہے کہ آپ پہلے اس کو حاصل کریں،لیکن اگر آپ پہلے حاصل نہیں کر سکے تو"بعد ان تسوّ دوا" بھی حاصل کرناضروری ہوگا۔واللہ اعلم۔

٧٣ : حَدِّثَنَا ٱلْحُمَيْدِيُّ قَالَ : حَدَّثَنا سُفْيانُ قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدِ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ ٱلزُّهْرِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ مَسْعُولًا قَالَ : قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ مَسْعُولًا قَالَ : قَالَ اللهِ مُنَاهُ اللهُ مَالًا فَسُلُطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ ، وَرَجُلُ آتَاهُ ٱللهُ مَالًا فَسُلُطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ ، وَرَجُلُ آتَاهُ ٱللهُ مَالًا فَسُلُطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ ، وَرَجُلُ آتَاهُ ٱللهُ مَالًا فَسُلُطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ ، وَرَجُلُ آتَاهُ ٱللهُ ٱلْحِكْمَةَ فَهُو يَقْضِى بَهَا وَيُعَلِّمُهَا) . [٦٨٨٦ ، ٦٧٢٢ ، ٦٨٢٦]

تراجم رجال (۱) حمیدی

یہ امام ابو بکر عبداللہ بن الزبیر حمیدی مکی رحمة اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات بدء الوحی کی پہلی

⁽٩)صحيح بخارى (٢٦ص ١٠٠٩) كتاب الحدود، باب رجم الحبلي من الزنا إذا أحصنت، رقم (١٨٣٠)_

⁽١٠)صحيح بخارى(٢٦ص ١٠٨٩) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ماذكر النبي صلى الله عليه وسلم وحض على اتفاق أهل العلمرقم (٢٣٢٣)_

⁽۱۱)قوله: "عبدالله بن مسعود"الحديث أخرجه البخارى في صحيحه (ج ۱ ص ۱۸۹) كتاب الزكاة، باب إنفاق المال في حقه، رقم (۱۰۹۹) و (ج ۲ ص ۱۰۸۸) و (ج ۲ ص ۱۰۸۸) حقه، رقم (۱۰۲۹) و (ج ۲ ص ۱۰۸۸) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ماجاء في اجتهاد القضاة بما أنزل الله تعالى، رقم (۲۳۱۳) ومسلم في صحيحه (ج

حدیث کے ذیل میں اختصار أ(۱۲)اور کتاب العلم "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبونا و أنبأنا" کے تحت قدرے تفصیل سے گذر کے ہیں۔

(۲)سفیان

سے امام سفیان بن عیدنہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بھی بدء الوحی کی پہلی حدیث کے ذیل میں اختصار السال اور "باب قول المحدث: حدثنا "کے تحت تفصیلاً آچکاہے۔

(٣)اساعيل بن ابي خالد

یہ تابعی محدث اسلیل بن ابی خالد احمسی بجلی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا مخضر تذکرہ کتاب الإیمان ، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ" کے تحت گذر چکا ہے۔ (۱۳)

(۳) قیس بن ابی حازم

یه مشہور مخضر م تابعی قیس بن ابی حازم احمی بُحَلی کوفی رحمۃ الله علیہ بین ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: الدین النصیحة لله ولرسوله والائمة المسلمین وعامتهم" کے تحت گذر کے بیں۔(۱۵)

(۵)حضرت عبدالله بن مسعود رضي الله عنه

حفرت عبدالله بن مسعود بُدلى رضى الله تعالى عنه كے حالات كتاب الإيمان، "باب ظلم دون ظلم" كے تحت گذر كے بيں۔(١٦)

۱ ص ۲۷۲) كتاب فضائل القرآن، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه. وابن ماجه في سننه، في كتاب الزهد، باب الحسد، وقم (۲۰۸)_

⁽۱۲) و يكھنے كشف البارى (جاص ۲۳۷)_

⁽١٣) ديكية كشف البارى (جاص ٢٣٨)

⁽۱۳) و یکھتے کشف الباری (جاص ۲۷۹)۔

⁽١٥) ديكھے كشف البارى (ج٢ص ٢١)

⁽١٦)و يكھتے كشف البارى (ج٢ص ٢٥٧)_

قال : حدثني اسماعيل بن أبي خالد على غير ماحدثناه الزهري

سفیان بن عیبنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اساعیل بن ابی خالد نے ایسے الفاظ سے حدیث سُنائی جو اُن الفاظ کے علاوہ تھے جن کے ساتھ زہری نے ہم سے حدیث بیان کی۔

مطلب یہ ہے کہ سفیان بن عیبنہ یہ روایت اساعیل بن ابی خالد سے بھی نقل کرتے ہیں اور زہری سے بھی، زہری کی روایت بخاری شریف، ہی میں "عن سالم عن أبیه" کے طریق سے مروی ہے، (۱۵)اس طرح مسلم میں بھی یہ روایت منقول ہے (۱۸) جبکہ اساعیل یہ روایت قیس بن ابی حازم کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن مسعودر ضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، دونوں روایتوں کی سند کے ساتھ ساتھ الفاظ میں بھی قدرے فرق ہے۔ (۱۹)

"علی غیر ماحد ثناہ الزهری" کی تقریح سے غرض ایک تو تعدیدِ طرق کی طرف اشارہ ہے جو روایت کی تقویت کا باعث ہے، دوسرے اس شبہہ کااز الہ مقصود ہے کہ کوئی سفیان کی مختلف سندوں کو دیکھ کر سند کے اندراضطراب نہ سمجھ لے۔ (۲۰)واللّٰداعلم۔

قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم: لاحسد إلا في اثنتين:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف دوہی آدمیوں کی خصلتوں پر رشک ہونا چاہیے۔

ترجمة الباب مين امام بخارى رحمة الله عليه في "اغتباط" كالفظ استعال فرمايا ہے، جبكه حديث مين

⁽۱) أخرجه البخاري في صحيحه (ج ٢ ص ١٩٣) في كتاب التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: رجل آتاه الله القرآن فهويقوم به آناء الليل والنهار، رقم (٢٥ ٩ ٧٥) عن طريق "على بن عبدالله، عن سفيان، عن الزهري، كما أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه (ج ٢ ص ٢٥١) في كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم (٢٥ ٩ ٥) عن طريق "أبي النمان عن شعيب عن الزهري، بدون و اسطة سفيان ـ

⁽۱۸) أخرجه مسلم في صحيحه (٢٥٢ / ٢٥٢) في كتاب فضائل القرآن، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، عن طريق"أبي بكر بن أبي شيبة وعمروالناقد، وزهير بن حرب عن سفيان، عن الزهرى عن سالم عن أبيه". كما أخرجه عن يونس عن الزهرى، أيضاً_

⁽١٩) الفاظ کے فروق کے لئے سابقہ حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

⁽٢٠) ديكھ شرح الكومانى (ج٢ص٣٢)_

''حسد''کالفظ ہے،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب سے یہ بتایا ہے کہ حدیث میں''حسد'' حقیق معنیٰ میں نہیں بلکہ''غبطہ'' کے معنی میں ہے۔

اس كى دليل بي ب كه امام بخارى رحمة الله عليه في يهى روايت فضائل القرآن ميس حضرت الوم ريره رضى الله عنه ب بحى روايت كى ب جس ك الفاظ ين "لاحسد إلا فى اثنتين : رجل علمه الله القرآن، فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار، فسمعه جار له، فقال : ليتنى أوتيت مثل ما أوتى فلان فعملت مثل مايعمل " (٢١)

یه الفاظ اس بات پر دال بین که یهان "حسد" مراد نهین جس مین دوسرے کی نعمت کا زوال مطلوب موتاہے، بلکہ غبطہ مراد ہے جس میں بغیر زوال کے اس نعمت کی اپنے لئے حصول کی تمنااور خواہش ہوتی ہے۔

اسی طرح ابو کبھہ انماری رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے "وعبد رزقه الله علماً ولم یوزقه مالاً فهو صادق النية، یقول: لو أن لي مالاً لعملت بعمل فلان، فهو نيته، فأجرهما سواء....."(۲۲)

یہاں بیاختال بھی ہے کہ ''حسد''اپنے حقیقی معنی میں ہو، کیکن اس صورت میں استثناء منقطع ہوگا اور مطلب بیہ ہوگا کہ حسد توکسی صورت میں درست نہیں،البتہ بیہ دو خصلتیں محمود ہیں ان میں بھی جب حسد نہیں ہے توکسی چیز میں حسد نہیں کرناچاہئے۔(۲۳)

پھر پہاں "اثنتین "کالفظ ہے اور مراد" خصلتین "ہے، اکثر روایات میں اس طرح ہے (۲۲)، لہذا آگے "رجل آتاہ الله" میں "رجل" کو مرفوع پڑھیں گے، دراصل اس سے پہلے "خصلة" مضاف محذوف ہوگا جو مبتدا ہے، اس کو حذف کر کے مضاف الیہ کواس کے قائم مقام کر دیا اور اس پر مضاف کا اعراب دے دیا۔ (۲۵) البتہ "کتاب الاعتصام" کی روایت میں "اثنین" نذکر کا لفظ ہے (۲۲) گویا" رجلین اعراب دے دیا۔ (۲۵) البتہ "کتاب الاعتصام" کی روایت میں "اثنین" نذکر کا لفظ ہے (۲۲) گویا" رجلین

⁽٢١)صعيع البخاري (٢٥ ص ١٥١) كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، فم (٥٠٢١) _

⁽۲۲)أخرجه الترمذي (واللفظ له) في جامعه، في كتاب الزهد، باب ماجاء مثل الدنيا مثل أربعة نفر، رقم (۲۳۲۵)ـوابن ماجه في سننه، في كتاب الزهد، باب النية، رقم (۲۲۲۸)_

⁽۲۳)فتح البارى (جاص ١٤٤)

⁽٢٣) حوالد بالإ

⁽٢٥) حوالة بالا

⁽٢٧) كذا قاله الحافظ في الفتح (ج اص ١٦٧)_

اثنین "مرادہے، لہذااس کے بعد" رجل "کوبدلیت کی بناپر مجر ورپڑھیں گے۔(۲۷)واللہ اعلم

رجل آتاه الله مالاً فسُلط على هلكته في الحق

ایک تواس شخص کی خصلت پرجس کواللہ تعالی نے دولت دی ہواوراہے حق کے سلسلہ میں خرج کرنے پر مسلط کردیا گیا ہو۔"سُلط"ا ابوذر کی روایت میں ایساہی ہے، جبکہ باتی حضرات کی روایات میں "سلطه" ہے۔
"هلکة" بفتح الہاء واللام ہے۔

اہلِ دولت کا عموماً بیہ حال ہو تاہے کہ اس کی دونت اس کے قلب پر حاوی ہوتی ہے، لیکن اس شخص کی کیفیت بیہ بیان کی گئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اسے مال دیا، وہاں راوِحق میں اسے خرچ کرنے کی توفیق بھی عطافر مائی۔

یہاں سے ایک بات سے بھی معلوم ہو ئی کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کومال عطا فرمائیں اور وہ پورا کا پورارا و حق میں صرف کر دے تواس کواسر اف نہیں کہا جائے گا۔

ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضى بهاويعلمها

اور دوسرے اس شخص کی خصلت پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قر آن و حدیث کا علم دیا وہ اس کے موافق فیصلہ کرتاہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

يهال "حكمت"كا ذكر ب، جَبَه بعض روايات مين" قرآن "كا تذكره ب"رجل علمه الله القوآن فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار "(٢٨).

اس سے معلوم ہوا کہ "حکمت" سے یہاں قرآن مراد ہے، اور وہ قرآن کریم کی تلاوت دن رات کر تاہے، نیزا پی تمام شکون حیات میں قرآن کریم کے مطابق عمل کر تاہے۔

ایک سوال اور اس کاُجواب

یہاں ایک سوال بیہ کے ان دوچیزوں کی وجیتخصیص کیا ہے؟ حالا نکدر شک دوسری صفات پر

⁽۲۷)فتح الباری (ج ۱ ص ۱۹۷)

⁽٢٨)صحيح البخاري (٢٦ص ٤٥١) كتاب فصائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم (٥٠٢١)

بھی کیاجاسکتاہے۔

اس کاجواب میہ ہے کہ ان دونوں صفات کی اہمیت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغة اغتباط کوان دونوں میں محصور فرمایا ہے، حقیقة نہیں دوسری صفات بھی قابل غبطہ ہوسکتی ہیں لیکن ان دونوں کے مقابلہ میں وہ گویا کالعدم ہیں۔

دوسر اجواب سے کہ بید دونوں انسان کی تمام خوبیوں کا عنوان ہیں، اس لئے کہ انسان کے اندر خوبیاں بادا فلی ہوں گی بیا خارجی خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی بیہ ہے کہ اس کے پاس مال ہواور وہ اس کوراہ خیر میں خرج کرے، داخلی خوبیوں میں اہم ترین خوبی بیہ ہے کہ اس کے پاس علم و حکمت ہو، اور وہ اس کوراہ خیر میں خرج کرے، داخلی خوبیوں میں اہم ترین خوبی بیہ ہے کہ اس کے پاس علم و حکمت ہو، اور وہ اس کے پاس علم و حکمت ہو، اور وہ طور یہ مطابق فیصلے کرے اور تعلیم وے، گویا حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ان دوخوبیوں کاذکر مثال کے طور یر فرمایا ہے، واللہ اعلم۔

١٦ - باب: هَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسى صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم فِي ٱلْبَحْرِ إِلَى ٱلْخَضِرِ
 وَقَوْلِهِ تَعَالَى : «هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلَّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا» /الكهف: ٦٦/.

٧٤ : حَدَّتَنِي مُحَمَّدُ مِنْ غُرَيْرِ ٱلزُّهْرِيُّ قَالَ : حَدَّنَا يَعْقُوبُ بِنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : حَدَّنَيْ أَي عَنْ صَالِح ، عَن أَبْنِ عِبَّاسٍ خَدَّثُ : أَنَّ عُبَيْدَ ٱللهِ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ أَخْبَرَهُ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّه مَكَارَى هُوَ وَٱلْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ بْنِ حِصْنِ ٱلْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى ، قَالَ آبْنُ عَبَّاسٍ : هُوَ خَصِرٌ ، فَمَرَّ بِهِمَا أَيْنُ مَنِي اللهِ يَنْ كُفْ م فَوَى اللهِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : إِنِّي كَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِي هَٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى ، ٱلَّذِي سَأَلَ مُوسَى ٱلسَّبِلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنِّي عَلِيلَةٍ يَدُوكُ وَشَأَنَهُ ؟ قَالَ : نَعْمُ ، مُوسَى ، ٱللّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنِّي عَلِيلِكُ إِبْدَا مَا عَنْ رَجُلٌ فَقَالَ : هَلْ مُوسَى ، ٱللّذِي سَأَلُ مُوسَى : لَا ، فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَى مُوسَى : بَلَ ، عَنْدُنَا خَضِرُ ، فَسَأَلَ مُوسَى اللّهِ عِلْكُ ؟ قَالَ : هَلْ . وَقِيلَ لَهُ : إِذَا فَقَدْتَ ٱلْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، السَّبِلَ إِلَيْهِ ، فَجَعَلَ ٱللهُ لَهُ ٱلْحُوتَ آيَةً ، وَقِيلَ لَهُ : إِذَا فَقَدْتَ ٱلْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، وَكَانَ يَتَبْعُ أَنُو ٱللْحُوتَ فِي ٱللّهُ عَنْ أَنْ أَذْ كُونَ إِلَى السَّخْرَةِ ؟ فَإِنِي سَيتُ . * وَكَانَ يَتَبْعُ أَلُولُ السَّيْفِةُ إِلَّا ٱلشَّيْفِةُ إِلَّا ٱلشَّيْفَالُ أَنْ أَذْكُونَ إِلَى السَّخْرَةِ ؟ فَإِنِي سَيتُ مُ وَكَانَ يَتَبْعُ ، فَارْتَدًا عَلَى الْمُؤْمِنَ أَلَوْمِ اللهُ عَزَّ وَجَلَ فِي كِتَابِهِ) .

[AV : YY1 : V3/7 : AV07 : 3·/7 : P/Y7 : 7Y7 : A333--033

ما قبل کے باب کے ساتھ مناسبت

اس سے پہلے باب قائم کیا گیا تھا، "باب الاغتباط فی العلم والحکمة" اور اب "ذهاب موسی فی البحر إلی الخضر "كاباب قائم كیائے، دونوں ابواب میں مناسبت بہ ہے كہ جو چیز قابلِ غبط ہوتی ہے اس كی مخصیل میں مشقت اٹھائی جاتی ہے (۱)۔

اسی طرح ایک مناسبت سے کہ پچھلے باب میں حضرت عمررضی اللہ عنہ کااثر تھا "تفقھوا قبل أن تسودوا" اس باب میں سے بیان کیا جارہا ہے کہ دیکھو! حضرت موی علیہ السلام سیادت کے مقام بلند پر فائز ہونے کے باوجود طلب علم سے رکے نہیں (۲)۔

ترجمة الباب كامقصد

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بیں که اس ترجمه کے انعقاد کا مقصد طلب علم کے سلسلے میں مشقت برداشت کرنے کی ترغیب دیناہے۔ (۳)

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے مقصد مخصیل علم کے لیے "رحلہ"
کا اثبات ہے، کیونکہ علم کے لیے سفر حضرات صحابہ و تابعین کے زمانے میں معہود نہیں تھا، بلکہ یہ حضرات اپنے اپنے شہر کے علماء سے ہی علم حاصل کرتے تھے، پھر جب کتابیں مدون ہو گئیں اور یہ کتابیں مختلف شہر ول میں پھیل گئیں تولوگان کے حصول کے لیے سفر کرنے لگے،اس طرح"ر حلہ" کی عادت ہو گئ، اس طرح" رحلہ" کی عادت ہو گئ، اس دلے سے مؤلف نے ایک صحیح اور قوی اصل یہاں بیان کی ہے۔ (م)

لیکن اس پراشکال ہو تاہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آگے دوباب کے بعد "باب المحروج فی طلب العلم"منعقد کر کے یہی حدیث دوبارہ لارہے ہیں اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو مقصد

⁽١)عمدة القارى (جعص٥٨)و فتح الباري (جاص١٦٨)_

⁽٢) حواله جات بالار

⁽٣) فتح البارى (ج احر ١٦٨٠)_

⁽۳) شرح براجم ابواب البخاري (ص۱۵)_

بيان فرمايام وه "باب الحروج" كزياده مناسب م

اس اشکال سے اس طرح تخلص ممکن ہے کہ یوں کہاجائے کہ اس باب سے مقصود "خووج فی البحد "کوبیان کرنا ہے اور آئدہ باب سے مطلق خروج ثابت کرنا مقصود ہے (۵)۔

حضرت شخ البندرجمة الله عليه فرمات بيل كه فدكوره باب سة تعلم بعدالسيادة كااثبات مقصود به جوايك خاص اورابهم صورت به اور آمنده باب ميل "خووج في طلب العلم" عام به اب سي قتم كاكوئى تكلف نهيل، المام بخارى رحمة الله عليه في اور مواقع ميل بحى ايباكيا به كه باب سابق كه متعلق كى امركى تحقيق و يحيل دوسر باب ميل كى به ، چونكه باب سابق ميل "قد تعلم أصحاب النبى صلى المركى تحقيق و يحيل دوسر باب ميل كى به ، چونكه باب سابق ميل "قد تعلم أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم في كبر سنهم "مجملاً ترجمه كے ذيل ميل ذكر كيا تقالب اس كى يحكيل بالاستقلال فرمادى اور بي خابت فرمايا كه و يكهو! حضرت موكى عليه السلام في سيد سادات العالم بوكر تعلم علم كے ليے اپ شوق سے كس قدر جدوجهد فرمائى، اور علم بحى وہ جوعلم ضرورى سے زائداور حضرت كليم الله كے علم سے مفضول - (1)

حضرت شخ الهند رحمة الله عليه قول بارى تعالى "هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رسّدًا" (2) كوجو ترجمه كاجزء بنايا كيا ہے اس كى توجيه كرتے ہوئے فرماتے ہيں "خيال ادهر جاتا ہے كه حضرت موكى عليه السلام شايد بغر ض تعلم تشريف نہ لے گئے ہوں گے بلكہ حضرت خضركى ملا قات اور ان كے علم كے مشاہدہ كے شوق ميں تشريف لے گئے ہوں گے، چنانچ سيدالم سلين صلى الله عليه وسلم نے بھى "يو حم الله موسى! لو ددنا لو صبر حتى يقص علينا من أمر هما" (٨) فرماكر اظهارِ شوق فرمايا ہے، غالبًا اى خيال كے ردكى غرض سے مؤلف نے ترجمة الباب كے ساتھ قولِ جناب بارى "هل أتبعك

⁽۵) د يکھيے"الأبواب والتواجم"از حضرت شيخ البندر حمة الله عليه (ص۸۸)_

⁽٢)حواله بالا

⁽٤)الكهف/٢٢_

⁽٨)صحيح البخارى(ج ١ ص ٢٣) كتاب العلم، باب مايستحب للعالم إذا سنل: أي الناس أعلم؟ فيكل العلم إلى الله، رقم(٢٢)_

على أن تعلمن مما علمت رشدًا" كوذكركيا بــــوالله تعالى أعلم" (9)

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے بیں که میرے نزدیک اس باب کا مقصد طلب علم کے لیے سمندری سفر کے جواز کا بیان کرناہے، کیونکه حضرت عبدالله بن عمرورضی الله عنه کی حدیث "لایو کب البحو الاحاج أو معتمر أو غاز فی سبیل الله "(۱۰) سے بظاہر حصر معلوم ہو تاہے، اس توہم کو دور کرنے کے لیے یہ باب قائم فرمایا ہے، نیز آگے کتاب البیوع میں "باب التجارة فی البحر"(۱۱) بھی ای مقصد کے لیے تائم فرمایا ہے۔ (۱۲) والله أعلم۔

یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب دومو قوف آثار کی تقویت کے لیے قائم کیا ہو، ایک اثر ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے''ان موسی التقی بالخضر فی جزیر ق من جزائر البحر" (۱۳) اور دوسر ا اثر رکیج بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا ہے''انجاب الماء عن مسلك الحوت، فصار طاقة مفتوحة، فدخلها موسیٰ علی أثر الحوت حتی انتهیٰ إلی المخضر" (۱۲) یہ دونوں آثار اگرچہ موقوف ہیں لیکن ان کے رجال ثقات ہیں، لہذاان کی تقویت کے اظہار واثبات کے لیے یہ باب قائم فرمایا ہے (۱۵)۔

ترجمة الباب براك اشكال إوراس كاجواب

ترجمۃ الباب کے الفاظ" ذھاب موسیٰ فی البحر إلی الحضر"ال بات پر دال بیل که حضرت مولیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرعلیہ السلام سے ملا قات کے لیے سمندر کاسفر کیا، حالا تکہ انہوں نے ان سے ملاقات کے لیے خشکی کا سفر کیا تھا، جیہا کہ "فانطلقا یمشیان"(۱۲) اور "حتی

⁽٩) الأبواب والتراجم (٩٨٠)_

⁽١٠) ويكيي سننابي داود، كتاب الجهاد، باب في ركوب البحر في الغزو، رقم (٢٣٨٩)

⁽١١)د يكھيے صعيع البخاري (ج اص ٢٧٤) رقم الياب (١٠)_

⁽١٢) تعليقات لامع الدرارى (٢٦ص٢٩)_

⁽۱۳)فتح الباري (جاص ۱۲۸)

⁽ ۱۲۳)حوالنه بالا

⁽١٥) تعليقات لأمع الدراري (ج ٢ ص ٣٠)_

⁽١٠)صحيح البخارى (١٥ص ٨٢٧) كتاب أحاديث الأنبياء باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام، رقم (٣٨٠١)

أتياالصخرة "(١٤) كے الفاظ دال بيں، سمندرى سفر انہوں نے حضرت خضر عليه السلام سے ملا قات كے ليے نہيں بلكه ملا قات كے ليے نہيں بلكه ملا قات كے بعدان كے ساتھ كيا تھا۔

حافظ ابن جررحمة الله عليه فرماتے بين كه اس ميں يا تو"البحر" يہلے مضاف مخدوف به يا "الخضر" سے پہلے مضاف مخدوف به يا الخضر" سے پہلے مضاف محذوف به يعنی "ذهاب موسى في ساحل البحر إلى الخضر" مرادب يا"ذهاب موسى إلى البحر إلى مقصد الخضر" مرادب ــ (١٨)

پہلی صورت میں مطلب بیہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملا قات کی غرض سے ساحل بحر کاسفر کیا۔

دوسری صورت میں مطلب ہوگاکہ موکی علیہ السلام سمندر میں حضرت خضر علیہ السلام کے مقصد کے تحت تالع بن کر گئے۔

واضح رہے کہ یہاں محذوف "ساحل" کے علاوہ "ناحیة "یا" جانب" بھی نکال سکتے ہیں، متیوں کامفہوم آیک ہی ہو جاتاہے،اس لیے کسی ایک کواولی قرار دینے کی ضرورت نہیں۔

پھر بعض حضرات نے کہاہے کہ پہلی صورت میں "ذھاب موسیٰ فی ساحل البحر" کے بعد "إلى المحضر" کہنا ایک زائداز ضرورت بات ہے۔ (١٩)

المين بياعتراض اس ليے درست نہيں معلوم ہو تاكہ حضرت موئى عليه السلام نے جوسفر اختيار كيا تھا اس كا مقصد طلب علم كے سلسلے ميں حضرت خضر عليه السلام سے مانا تھا، لہذا" ذھاب موسىٰ فى ساحل البحر"ك بعد" إلى المحضر"مقصد پردلالت كرنے والاكلمہ ہے، اس كوزا كداز ضرورت بات قرار نہيں ديں گے۔

اسی طرح دوسری صورت یعن "ذهاب موسی فی البحر إلی مقصد الخضر" كی تاویل كی صورت مين بھی اعتراض كيا ہے كہ حضرت موئ عليه السلام نے جوسفر كيا تھااس كامقصد حضرت خضرعليه

⁽١٤)صعيح البخارى (١٥ص ٣٨٢) كتاب أحاديث الأنبياء باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام، قم (٣٣٠١)_

⁽۱۸) المتح البارى (جاص۱۲۸)

⁽۱۹)ایضاح البخاری (۵۵ م۱۲)

السلام سے تحصیل علم تھا، جیسا کہ آیت کریمہ "ھل اتبعث علی ان تعلمن مماعلمت رشدًا"

(۲۰)دال ہے، لہذا" إلى مقصد المحضر "كہنے كے بجائے" إلى مقصد المتعليم "كہناچا ہے تھا۔ (۲۱)

لكن يه اعتراض بھی درست معلوم نہيں ہو تاكيونكہ حضرت موسیٰ عليہ السلام دراصل طلب علم

بی كے ليے نكلے تھے، اور يہ علم ان كو حضرت خضر عليہ السلام بی سے حاصل كرنا تھا، اسى بنا پر انہوں نے

ملاقات كے بعد "ا تباع "كی اجازت لی، ان پر پچھ شرطیں لگائی كئیں، شرطیں قبول ہو كیں تو "ا تباع "كی

اجازت ملی، اب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام كے تا بع ہو گئے، اب آگر حضرت خضر

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے

علیہ السلام كے مقصد كے ليے حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت تا بع ہونے كے ان كے ساتھ سفر كر رہے بيں تواس علی مضائقہ كیا ہے؟!

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسر ااحتمال ہید ذکر کیا ہے کہ یہاں حضرت موکی علیہ السلام کاسفر ہری بھی ہواہے، یہ ہری سفر حضرت خضر علیہ السلام ہے ملا قات کے لیے ہواہے، اسی طرح ان کاسفر بحری بھی ہواہے، یہ بحری سفر حضرت خضر علیہ السلام کی معیت میں ہواہے، دونوں اسفار سے مقصود مخصیل علم ہے، یہاں جو ''ذھاب موسسی فیی البحر إلی المحضو'' کہہ کر بحری سفر کو مخصوص بالذکر کیا ہے اس کا مقصد ہری سفر کا انکار نہیں، بلکہ مقصد لیتی مخصیل علم جو دونوں اسفار سے متعلق ہے اس کے لیے سفر کرنے کو ''بحری'' کے ساتھ مختص کرنا یہ از قبیل اطلاق الکل علی البعض ہے یااز قبیل تسمیۃ السبب باسم المسبب ہے کہ حضرت موئی علیہ السلام کا سفر تری ہواہے، اس کا بھی ہوگار نہیں کہ حضرت موئی علیہ السلام کا سفر تری ہواہے، اس کا بھی موٹ موٹی علیہ السلام کا مقصد لیتی علیہ السلام کی ملا قات حضرت خضر علیہ السلام سے تر میں ہوئی، لیکن حضرت موٹی علیہ السلام کا مقصد لیتی علم حاصل کرنادونوں اسفار لیتی تری ادور بحری سفر وں کے مجموعہ سے حاصل موٹ علیہ السلام کا مقصد لیتی علم حاصل کرنادونوں اسفار لیتی تری ادور بحری سفر وں کے مجموعہ سے حاصل موٹ کی سفر کیا، اس بنا پر یہاں کل لیتی تخصیل علم کا اطلاق جزء لیتی صرف ''بر کردیا گیا، یا یہ کہ بحری سفر چو نکہ سبب تخصیل علم بنا ہے، اس لیے اس پر مسبب کا اطلاق کردیا۔ اسلام کی سفر ''پر کردیا گیا، یا یہ کہ بحری سفر چو نکہ سبب تخصیل علم بنا ہے، اس لیے اس پر مسبب کا اطلاق کردیا۔ السلام کی سفر ''پر کردیا گیا، یا یہ کہ بحری سفر چو نکہ سبب تخصیل علم بنا ہے، اس لیے اس پر مسبب کا اطلاق کردیا۔ السلام کی المنا م کی

⁽٢٠) الكفف/٢٠_

⁽٢١)ايضاح البخاري (٥٥ص ٢٢).

⁽۲۲) فخ البارى (جاص ۱۲۸)

طلب میں تر کے بعد هیقة بح کارخ کیا تھا، اور بح ی سفر کر کے ہی ان سے ملا قات ہوئی تھی، اس لیے امام بخاری رحمة الله علیہ نے یہاں"فی البحر"کی قیدلگائی ہے۔ (۲۳)

حافظ رحمة الله عليه اس كى تائيد ميں فرماتے ہيں كه حديث ميں "فكان يتبع أثر المحوت فى البحر"آياب (٢٣)اس ميں "فى البحر"كا ظرف كس سے متعلق ہے؟اس سلسلے ميں دواحمالات ہيں، البحر"كا تعلق "يتبع"كے فاعل يعنى حضرت موى عليه السلام سے ہو،اس صورت ميں مطلب به ہوگاكه حضرت موى عليه السلام نے جانے والی مجھلى كى طلب ميں سمندر كاسفر كيا۔

دوسر ااحمال بیہ کہ "فی البحو" کا تعلق "الحوت" سے ہو،اس صورت میں مطلب ہوگاکہ مجھلی جو سمندر میں چلی گئی تھی اس کی طلب میں حضرت موٹ علیہ السلام چلے، اس صورت میں حضرت موٹ علیہ السلام کاسفر حضرت خضر علیہ السلام کی طلب کے لیے تری ہی رہے گا بحری نہیں ہوگا۔ (۲۵)

حافظ رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ ان دواحمالات میں سے ابن رشید کے نزدیک پہلااحمال قوی ہے،اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت خصر علیه السلام کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیه السلام نے سمندر کاسفر کیا تھا،اسی کی تائیدامام بخاری رحمة الله علیه اپنے "توجمة الباب" کے ذریعے فرمارہے ہیں۔

اس احمال کی تائید ابوالعالیہ اور رہتے بن انس کے دومو قوف آثار کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔

چنانچ ابوالعالیہ سے عبدین حمید نے نقل کیا ہے"آن موسیٰ التقی بالحضر فی جزیرة من جزائر البحر"(۲۱) ظاہر ہے کہ کی جزیرہ تک پنچنے کے لیے سمندری سفر ناگزیہے۔

رئیج بن انس کی روایت بھی عبد بن حمید نے نقل کی "انجاب الماء عن مسلك الحوت، فصار طاقة مفتوحة،فدخلها موسیٰ علی اثر الحوت حتی انتهی إلی الخضر "(۲۷) یعنی مجھل

⁽٢٣) والدبالا

⁽۲۴) كمافي حديث الباب

⁽۲۵) فخ البارى (جاص ۱۲۸)_

⁽٢٧) والمآبالا

⁽۲۷)حواله بالا

نے جوراستہ اختیار کیاوہاں سے پانی ہٹ گیااور ایک تھلی سرنگ کی صورت اس نے اختیار کرلی، موسیٰ علیہ السلام مجھلی کے پیچھے اس سرنگ میں داخل ہوگئے حتی کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جاملے،اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے انہوں نے سمندر کاسفر کیا۔واللہ اُعلم۔

ابن المنير رحمة الله عليه فرمات بين كه يهال "إلى" بمعنى "مع" به (٢٨)، جيس "و لاتأكلوا أمو الهم إلى أمو الكم "(٢٩) بين "إلى" "مع" كم معنى بين به، البذااب مطلب واضح به "ذهاب موسى في البحر مع الخضر "كم معنى بي غبار بين ...

حضرت شیخ الهندر حمة الله علیه فرماتے ہیں که "سهل بیہ که" إلى "اور"بعو" کواپنے ظاہر پر چھوڑ کر بید کہا جاوے که "إلى المحضو" سے پہلے واوِ عطف کو ذکر نہیں کیا کہ فہم سامع پر اعتاد کرتے ہوئے کہا جاوے کہ "إلى المحضو" سے پہلے واوِ عطف کو ذکر نہیں کرتے "(۳۰)لہذااب مطلب ہوجائے گا" ذھاب موسى فى البحر وإلى المحضوب"

اس توجیہ پرایک اشکال ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت موٹ علیہ السلام نے سمندر کاسفر بعد میں کیا تھا، پہلے خشکی کاسفر کیا تھاجس میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

اس کاجواب سے ہے کہ چونکہ بحری سفر زیادہ پُر خطر اور مشکل ہو تاہے،اس کی اہمیت کی وجہ سے اس کے ذکر کو مقدم کر دیا۔

یہ بھی کہا جاسکتاہے کہ بحری سفر چو نکہ مقصوداصلی تھا، کیونکہ علم اسی کے ذریعے حاصل ہوا،اس لیے اس کو مقدم ذکر کیااور بری سفر در حقیقت وسیلہ تھا،اس لیے اس کومؤخر کر دیا۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ چو نکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہاں بحری سفر کو طلب علم کے لیے ثابت کرناہے اس لیے انہوں نے بحری سفر کا پہلے ذکر کر دیا۔ واللہ اُعلم بالصواب۔

⁽۲۸)فتع الباری (ج اص۱۲۸)۔

⁽۲۹)النساء/۲_

⁽٣٠)الأبواب والتراجم(٣٨٣)_

٧٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُرَيْرِ ٱلزُّهْرِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّه عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ ، عَنِ اَبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّه عَكَرَى هُو وَٱلْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنِ ٱلْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى ، قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : هُو خَضِرٌ ، فَمَرَّ بِهِمَا أُلِيُّ بْنُ كَعْبٍ ، فَدَعَاهُ ٱبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : إِنِّي كَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى ، اللّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنَّبِيَّ يَثْكُونُ شَأَنَهُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، مُوسَى ، اللّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنَّبِيَّ يَبْرُونُ شَأَنَهُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، مُوسَى ، اللّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنَّبِي إِسْرَائِيلَ ، جَاءَهُ رَجُلُ فَقَالَ : هَلْ سَعِمْتُ رَسُولَ اللهِ يَوْلِيلِهِ يَقُولُ : (بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلاّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ، جَاءَهُ رَجُلُ فَقَالَ : هَلْ سَعِمْتُ رَسُولَ اللهِ يَوْلِيلِهُ مَنْكَ ؟ قَالَ مُوسَى : لَا ، فَأَوْجَى اللهُ إِلَى مُوسَى : بَلَى ، عَبْدُنَا خَضِرٌ ، فَسَأَلَ مُوسَى السَّيْطُالُ أَنْ أَنْ يَعْنِي إِلَيْهِ ، فَجْعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ فِي ٱلْبُحْرِ ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ : أَرَأَيْتَ إِذْ أُونَيْنَ إِلَى الصَّخْرَةِ ؟ فَإِنِي نَسِيتُ السَّيْ إِلَيْهِ ، فَوَجَعَلَ اللهُ لَكُ السَّيْطَالُ أَنْ أَنْ خُرَهُ . قَالَ : ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ، فَارْجَعْ ، فَارْتَدًا عَلَى الْمُوسَى اللهُ عَزَّ وَجَلَ فِي كِتَابِهِ) .

[AV > YY! > V3!Y > AVOY > 3 · 17 > P!YY > · YYY > A333- · 033 >

تراجم رجال

(۱) محمد بن غريرالزهري

یه ابوعبرالله یا ابوعبرالرحل محمد بن مخریر بضم الغین المعجمة وبالواء بن المهملتین بینهما یاء تحتانیه ساکند. بن الولید بن ابراہیم بن عبدالرحلٰ بن عوف قرشی زمری من بین، مُریی

(٣) قوله: "أبى بن كعب": الحديث أخرجه البخاري في صحيحه أيضاً في (ج١ص١١ و ١٨) كتاب العلم، باب المخروج في طلب العلم، رقم (٧٨) و (ج١ص٣٢) كتاب العلم، باب مايستحب للعائم إذا سئل: أي الناس أعلم؟ المخروج في طلب العلم، رقم (٧٢١) و (ج١ص٣٠) كتاب الإجارة، باب إذا استاجر أجيراً على ان يقيم حائطاً يريد ان فيكل العلم إلى الله، رقم (٢٧٢١) و (ج١ص٣٠) كتاب الشروط، باب الشروط مع الناس بالقول، رقم (٢٧٢٨) و ينقض: جاز، رقم (٢٧٢٨). و (ج١ص٣٠١) كتاب المشروط، و (ج١ص٣٠١) كتاب أحاديث (ج١ص٣٠١) كتاب بدء المخلق، باب صفة إبليس وجنوده، رقم (٣٢٧٨) و (ج١ص ٢٨١ و ٢٨٠) كتاب النفسير الأنبياء، باب حديث المخضرمع موسى عليهما السلام، رقم (٥٠١٥) و (٣٤٠) و (ج٢ص ٢٨٠) و (ج٢ص ٢٨٠)

کی نسبت سے معروف ہیں۔ (۳۴)

یہ ابو نعیم الفضل بن دکین، مطرف بن عبدالله مدنی اور یعقوب بن ابراهیم بن سعد زہری رحمہم الله تعالیٰ ہے روایت کرتے ہیں۔

ان سے امام بخاری، عبداللہ بن هبیب مدنی، ابو جعفر محد بن احمد بن نصر تر مذی رحمهم الله تعالیٰ * روایت کرتے ہیں (۳۳)۔

ا بن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب التقات مين ذكر كياب (٣٣) مع افظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" - (٣٥)

متنبيه

حافظ ابن مجرر حمة الله عليه فرماتے ہيں كه سمعانی رحمة الله عليه في "الانساب" ميں كھاہے كه ان كوالد عُريكا اصل نام عبدالرحمٰن ہے، جو عُريك لقب سے ملقب ہيں۔ (٣٦)

سورة الكهف، باب: وإذ قال موسى لفتاه لاأبرح حتى أبلغ مجمع البحرين أو أمضى حقبا، رقم(٤٧٧٤) و باب: فلما بلغا هجمع بينهما نسيا حوتهما فاتخذ سبيله فى البحر سربا، رقم(٤٧٢٦) وباب: فلما جاوزا قال لفتاه آتنا غداء نا.....،رقم (٤٧٢٧) و (ج٢ص ٩٨٧) كتاب الأيمان والندور، باب إذا حنث ناسيًا فى الأيمان، رقم(٢٦٧٧) و (ج٢ص ١١١٥) كتاب الفضائل، باب كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: تؤتى الملك من تشاء.....،رقم(٤٧٨) ومسلم فى صحيحه، في كتاب الفضائل، باب من فضائل الخضر، رقم(٣١٥) والترمذي في جامعه، في كتاب تفسيرالقرآن، باب ومن سورة الكهف، ورقم(٣١٩) و (م ٣١٥).

(۳۲) تهذيب الكمال (ج٢٢ص٢١٨)_

(٣٣) شيوخ و تلانده كے ليے ويكھيے تہذيب الكمال (ج٢٦ص ٢٦٨ و٢٦٩)_

(٣٣) قاله المزى في تهذيب الكمال (ج٢٦ص ٢٦٩) والحافظ في تهذيب التهذيب (ج٩ص٣٩٦) والخزرجي في "الخلاصة" (ص ٣٥٥) وسبط ابن العجمي في تعليقاته على الكاشف (ج٢ص ٢١) رقم (٢١ ٥٥) قالالشيخ محمد عوامة: "ولم أره في المطبوع من "الثقات المطبوع.

(٣٥) تقريب التهذيب (ص ١٠١) رقم (٢١٦).

(٣٦) تهذيب التهذيب (ج٥ص٣٩٧)_

ليكن به بظاہر حافظ رحمة الله عليه كا تسامح ہے، كيونكه علامه سمعانى في اسحاق بن مفرير بن المغير ه بن حمید بن عبدالر حمٰن بن عوف زہری کے تذکرہ کے ذیل میں نقل کیاہے کہ "وعُرمی" کانام عبدالرحمٰن بن المغيره ہے (٣٤) جبكہ زير بحث راوى محمد بن محرين الوليد بن ابراہيم بن عبدالرحمٰن بن عوف ميں، علامہ سمعانی رحمۃ الله علیہ نے آ گے اُن کا تذکرہ اس نام سے کیا ہے اور ان کے شیوخ و تلافدہ کا ذکر کیا ہے (۳۸) یہ "فخرمی" نام کے دو مختلف افراد ہیں ،ایک مغیرہ کے بیٹے ہیں، ان ہی کا نام عبدالرحمٰن ہے، دوسرے ولید کے بیٹے ہیں جو یہاں زیر بحث راوی کے والد ہیں۔واللہ اعلم۔ ابك اور تنبيه

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه في "الزهرة" كي حوالے سے نقل كيا ہے كه امام بخارى رحمة الله عليہ نے ان سے پانچ حدیثیں روایت کی ہیں۔ (۳۹)

لیکن ابو نصر کلاباذی رحمة الله علیه فرماتے ہیں که ان کی صرف تین حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں، ایک کتاب العلم میں ،ایک کتاب الز کا قیس اور ایک بنی اسر ائیل کے ذکر کے ذیل میں (۴۰)۔

رحمه اللد تعالي رحمة واسعة

(٢) ليعقوب بن ابراهيم

به ابوبوسف یعقوب بن ابراجیم بن سعد بن ابراجیم بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زهری مدنی نزیل

⁽٣٤) الأنساب للسمعاني (٣٥ص ٢٨٨) نسبة "الغريري" ـ

⁽۳۸) و یکھیے حوالے بالا۔

⁽٣٩) تهذيب التبذيب (ج٩ص ٢٩١)

⁽٣٠)قاله العيني في العمدة(٢٠٥/١٠)_وانظرلحديثه صحيح البخارى(ج١ص٢٠٠)كتاب الزكاة،باب قول الله تعالىٰ:لايسالون الناس إلحافاءوكم الغنى، رقم(١٤٧٨)و(ج١ ص٤٩٨)كتاب المناقب،باب ذكرأسلم وغفار ومزينة وجهينة وأشجع، رقم (٣٥١٣) ـ

بغداد ہیں(اسم)۔

یہ اپنے والد ابر اہیم بن سعد، شعبہ، عاصم بن محمد عمری، محمد بن اُنی الزهری، عبد الملک بن الریح بن سئبر قالجہنی، عبیدہ بن ابی راکطہ، لیٹ بن سعد، عبد العزیز بن المطلب، سیف بن عمر ضتی اور شریک بن عبد اللہ نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ ہے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل ،اسحاق بن راہویہ ،ابوخیثمہ زهیر بن حرب، علی بن المدین، محمد بن م

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتي بين "ثقة" (٣٣)_

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "فقة" (١٩٨)_

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" (80)_

امام دار قطنی رحمة الله عليه فيان كو ثقته قرار ديا به (٣٦)

ابن حبان رحمة الله عليه نان كوكتاب الثقات ميس ذكر كياب (٢٥) ـ

ابن سعدر جمة الله عليه فرماتے بي "و كان ثقة مأموناو كان يقدم على أخيه في الفضل والور ع والحديث "(٣٨)_

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرماتے بين "حجة ورع" (٣٩)_

⁽۱۷) د يکھيے تهذيب الكمال (ج٣٢ ص٥٠٨)_

⁽۲۳) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھیے تہذیب الکمال (ج۲س ۲۰۰۸ وووس) وسیو اعلام النبلاء (ج۹س ۱۹ مو ۹۹۲)۔

⁽۲۳) تاریخ الداری (۱۳۰)ر قم (۸۸۵)_

⁽۲۴) تهذیب الکمال (۲۳۳ ص۱۳)۔

⁽۵۷) حوالتهالا

⁽٣٦) سنن الدارقطني (١٥٥ / ٥٩) كتاب الطهارة، باب استقبال القبلة في الحلاءر قم (٢)_

⁽۲۸) الثقات لابن حبان (ج٩ص ٢٨٢)

⁽۲۸)الطبقات لابن سعد (ج ۷ س۳۳۳)_

⁽۲۹)الكاشف (ج٢ص ٣٩٣)ر قم (١٣٨٣)_

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة فاضل" (1)_

سنه ۲۰۸ صيل ان كانقال موار (٢) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(٣) أ بي

ان کاتذکرہ کتاب الایمان "باب تفاضل أهل الإیمان فی الأعمال" كے تحت مخفراً آچكا ہے۔ (۳) يہاں قدر بے تفصيل ہے ذكر كياجاتا ہے۔

یہ یعقوب بن ابراھیم کے والد ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالر حمٰن بن عوف زہری قرشی مدنی ہیں،ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔(۴)

یہ اپنے والد سعد بن ابر اہیم، عبد اللہ بن جعفر خریمی، امام زہری، بشام بن عروہ، شعبہ، صالح بن کیسان، صفوان بن سلیم اور ابن اُخی الزھری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابراهیم بن حمزہ زبیری، سعد بن ابراجیم، یعقوب بن ابراجیم، عبدالله بن مسلمه تعنی، عبدالله بن مصری، عبدالرحلن بن مهدی، عبدالصمد بن عبدالوارث، وکیج بن الجراح، یزید بن صارون اور یجیٰ بن یجیٰ نیسابوری رحمهم الله تعالی وغیرہ روایت حدیث کرتے ہیں (۵)۔

امام احمد بن منبل رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" (١)_

نيزوه فرماتے مين"أحاديثه مستقيمة"(2)_

امام محيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين " فقة حجة " (٨)_

⁽١)تقريب التهذيب(ص٤٠١)ر قم(٤٨١)_

⁽٢) تهذيب الكمال (ج٢٣ص ١١١)_

⁽m) ويكفئ كشف البارى (ج ٢ص ١٢٠)_

⁽٤) ديكھنے تہذيب الكمال (ج٢ص٨٨)_

⁽۵) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھیے تہذیب الکمال (ج۲ص۸۸۔۹۰) وسیر أعلام النبلاء (ج۸ص۳۰۵)

⁽٢) تهذيب الكمال (ج٢ص ٩٠)

⁽١٢) حواله بالا

⁽٨) تبذيب الكمال (ج ٢ ص ١٩) وسير أعلام النيلاء (ج ٨ ص ٥٥ س) و تبذيب التبذيب (ج اص ١٢١) والكامل لا بن عدى (ج اص ٢٣٧)_

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "مدنى ثقة" (9)_

ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين "فقة" (١٠) _

ابن خراش فرماتے ہیں"صدوق"(۱۱)۔

ابن سعد رحمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة كثيرالحديث وربما أخطأ في الحديث" (١٢) .

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرمات بين "أحد الأعلام الثقات"_(١٣)

بعض حضرات نے ان پر معمولی کلام بھی کیاہے، چنانچہ جب یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ان کا اور عقبل کا تذکرہ ہوا توانہوں نے اپنے خاص انداز سے بیہ ظاہر کیا کہ بیہ ضعیف ہیں۔

لیکن امام احمد رحمة الله علیه فرماتے ہیں "أیش ینفع هذا؟! هؤلاء ثقات، لم يَخْبُرُهما يحيى"(١٢) لعنى اس طرح تضعیف كاكوئى فائدہ نہیں كيونكه به ثقات میں سے ہیں، يحيى بن سعيد نے ان كوير كھانہيں۔

ابن عدی رحمة الله علیہ نے بغض ایسی احادیث ذکر کی ہیں جو یہ امام زہری رحمة الله علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ روایت کرتے ہیں۔

ليكن الن احاديث كوذكركرك المم ابن عدى رحمة الله عليه فرمات بين "وقول من تكلم في إبر اهيم بن سعد ممن ذكرناه بمقدار ماتكلم فيه تحاملاً عليه فيما قاله فيه، وإبر اهيم بن سعد من ثقات المسلمين، حدث عنه جماعة من الأئمة ممن هم أكبر سناً منه، وأقدم موتاً منه....."(10)_

⁽٩) تهذيب الكمال (ج٢ص٩٢)_

⁽١٠)حوالنه بالا

⁽¹¹⁾حواليه بالا

⁽۱۲)الطبقات لا بن سعد (ج2ص۳۲۲)_

⁽۱۳)ميزان الاعتدال (جام ۲۳)رقم (۹۷)_

⁽١١١) الكامل لا بن عدى (جاص٢٨١)_

⁽¹⁰⁾¹²か(51のハカフィアカン)」

نيزوه فرمات بي "والإبراهيم بن سعد أحاديث صالحة مستقيمة عن الزهري وعن غيره، ولم يتخلف أحد عن الكتابة عنه بالكوفة والبصرة وبغداد، وهومن ثقات المسلمين" ـ (١٦)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کی غریب احادیث کوذکر کر کے فرماتے ہیں "إبر اهیم بن سعد ثقة بلاننیا، قد روی عنه شعبة مع تقدمه و جلالته "(۱)۔

حافظ ائن حجرر حمة الله عليه فرماتي بين "ثقة حجة تكلم فيه بلا قادح" (١٨)_

چنانچہ ان کی احادیث کو اصحابِ اصولِ ثستہ نے قبول کیا ہے اور ان سے احتجاج و استدلال کیا ہے۔(19)

١٨٣ه مين ان كاانقال موا_(٢٠)رحمه الله تعالى رحمة واسعة ـ

(٣)صالح

یہ ابو محدیا ابوالحارث صالح بن کیمان مدنی رحمۃ الله علیہ بیں، ان کے حالات "کتاب الإیمان". "باب تفاضل الایمان فی الأعمال" کے تحت گذر کے بیں۔(۲۱)

(۵) این شهاب

یہ امام محر بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات "بدءالوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گذر کے ہیں (۲۲)۔

⁽١٦)الكال (جاص ٢٥٠)_

⁽١٤) ميزان الاعتدال (جاص ٣٣) رقم (٩٤)_

⁽١٨) تقريب العهذيب (ص٨٩) رقم (١٤٧)_

⁽۱۹) هدى البارى (ص ۳۸۸) ـ

⁽۲۰) الكاشف (جاص ۲۱۲) رقم (۱۳۸)_

⁽۲۱) ديكھئے كشف البارى (ج٢ص١٢١)_

⁽۲۲)ديكھ كشف البارى (جاس ٣٢٦)_

(٢)عبيدالله بن عبدالله

یہ مشہور فقیہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات بھی مخضر أ بدءالوحی کی پانچویں حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔(۲۳)

(2)عبدالله بن عباس رضي الله عنهما

حفرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات ''بدء الوحی''کی چو تھی حدیث کے ذیل میں (۲۳) نیز ''کتاب الإیمان، باب کفران العشیر وکفر دون کفر'' کے تحت گزر کچکے ہیں۔(۲۵)

(٨)الحرين قيس

یہ حضرت محرب قیس بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری رضی اللہ عنہ ہیں، یہ حضرت عمیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کے سمجھتیج ہیں۔

حضور اکرم صلی الله علیه وسلم جب غزوهٔ تبوک سے لوٹے اس وقت بنی فزارہ کا وفد آیا تھا، جس میں حضرت مُر بن قیس رضی الله عنه بھی تھے۔

حضرت محرضی اللہ عنہ اصحابِ فضل و کمال میں سے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقربین اور ان کے خصوصی حضرات میں سے تھے جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رائے اور مشورہ لیا کرتے تھے۔ (۲۲)

صیح بخاری میں ان کا تذکرہ قصد موکی و خضر کے علاوہ ایک اور موقعہ پر بھی آیا ہے، جس میں ذکر ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی للد عنہ اپنے بھینج حربن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاں تظہرے، اور ان سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں جانے کے لیے اجازت لے دو، انہوں نے اجازت لے

⁽۲۳) د يكھيے كشف البارى (جاص ٢١٨)

⁽۲۳)د یکھیے کشف الباری (جاص ۳۳۵)۔

⁽۲۵) و یکھیے کشف الباری (ج۲ص۲۰۵)

⁽٢٦) تفصيل كے ليود يكھي الإصابة (جاص ٣٢٣)_

وى توعيينه بن حصن نے حضرت عمر رضى الله عنه كو خطاب كر كے كہا" يا ابن الحطاب، فوالله ما تعطينا المجزل ولا تحكم بيننا بالعدل "حضرت عمر رضى الله عنه سخت ناراض بوگے، حضرت تر بن قيس رضى الله عنه فرأ عرض كيا" يا أمير المؤمنين، إن الله تعالىٰ قال لنبيه صلى الله عليه وسلم: "خُذِالْعَفْوَ وَأْمُوْ بِالْعُوْفِ وَأَعْدِ ضَ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ "وإن هذا من الجاهلين "كتے بيس كه جب حضرت عمر رضى الله عنه نه يه آيت سى فور أصنا هي المحافظة عند كتاب الله " وكان وقافاً عند كتاب الله " (٢٤)

یہ مشہور صحابی سیّد القراء حضرت ابی بن کعب رضی الله عنه ہیں، انصار کی شاخ خزرج سے ان کا تعلق ہے (۲۸)ابوالمنذ راور ابوالطفیل دونوں آپ کی کنیتیں ہیں (۲۹)۔

بیعت عقبہ ٹانیہ میں آپ شریک تھے، بدر سمیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ (۳۰)

آپ سے صحابہ کرام میں سے حضرت ابوابوب، حضرت ابن عباس، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت انس بن مالک، حضرت عمر، حضرت ابوہر ریرہ، حضرت سلیمان بن صُر د، حضرت سہل بن سعد الساعدی، عبداللّٰد بن الحارث بن نو فل رضی اللّٰد عنهم روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح تابعین میں سے حضرت ابوالعالیہ ریاحی، زرّبن حبیش اسدی، سعید بن المسیب، ابوادریس خولانی، ابوعثان نهدی، عبید بن عمیرلیثی، عطاء بن بیار اور عمارہ بن عمرو بن حزم انصاری رحمهم الله تعالی وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔(۳۱)

⁽۲۷)صحيح البخارى(٢٢٥ص٢٣)كتاب التفسير، سورة الأعراف باب: خدالعفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين، رقم (٢٤٦) و (ج٢ص٢٠٨)كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم (٢٨٧).

⁽٢٨) وي تعذيب الكمال (ج٢ ص٢٦٢) وتهذيب الأسماء واللغات (جاص١٠٨) والإصابة (جاص١٩).

⁽٢٩) حواله جات بالا

⁽۳۰) حواله جات بالا

⁽۱۳) تفسیل کے لیے ویکھیے تھذیب الکمال(ج۲ص۲۲۳و ۲۲۳)و تھذیب الأسماء (ج اص۱۰۹)وسیر اعلام النبلاء (ج اص۱۰۹)

حضرت ابی بن کعب رضی الله عنه کی ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم فضیلت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم فضیلت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی الله تعالی نے مجھے تنہارانام لے کر قر آن سنانے کا حکم دیا ہے۔ (۳۲) حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: "استقر ثوا القرآن من أربعة، من عبدالله بن مسعود، فبدأبه، وسالم مولیٰ أبی حذیفة، وأبیّ بن کعب، ومعاذ بن جبل" (۳۳)۔

حضور اكرم صلى الله عليه وسلم كے عهد مبارك بيں جن حضرات نے قرآن كريم كو جمع فرمايا حضرت الى بن كعب رضى الله عنه ان بيل سے ايك تھ، حضرت انس رضى الله عنه فرماتے ہيں "جمع القرآن على عهد النبى صلى الله عليه وسلم أربعة كلهم من الأنصار، أبي، ومعاذ بن جبل، وابو زيد، وزيد بن ثابت "_(٣٣)

حضرت عمررض الله عند في آپ كو"سيد المسلمين" كو قيع لقب سے پكارا (٣٥) واقدى رحمة الله عليه فرماتے بي "أول من كتب لوسول الله صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة أبى بن كعب، وهوأول من كتب فى آخر الكتاب: فلان بن فلان" (٣٦) حضوراكرم صلى الله عليه وسلم في آپ كو"سيد الانصار" فرمايا ہے (٣٤)

بیاریوں کے کفارہ ہونے کی فضیلت سننے کے بعد حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی سے دعا کی "الله م إنی أسألك حُمّی لا تمنعنی خروجاً فی سبیلك ، ولا خروجاً إلیٰ بیتك ولا مسجد نبیك صلی الله علیه وسلم "چنانچ بیدعااس طرح قبول ہوئی كه بمیشه آپكاجسم گرم رہتا تھا۔ (۳۸)

⁽٣٢)قال النبي صلى الله عليه وسلم الأبي: إن الله أمرني أن أقرأعليك: لم يكن الذين كفروا، قال: وسماني؟ قال: نعم، فبكي"صحيح البخاري(١٥ص٥٣٥)كتاب المناقب، باب مناقب أبيّ بن كعب رضي الله عنه، رقم (٣٨٠٩)_

⁽٣٣)صحيح البخارى (ج اص ۵۳۱) كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب سالم مولى أبي حذيفة رضى الله عنه، رقم (٣٧٥)

⁽٣٨) صحيح البحاري (١٥٥٥) كتاب المناقب، باب مناقب زيد بن ثابت رضي الله عنه، رقم (٣٨١٠)_

⁽٣٥) الإصابة (ج اص ١٩) وتهذيب الكمال (ج٢ص ٢٢٩) وتهذيب الأسماء واللغات (ج اص ١٠٩)

⁽٣٦)تهذيب الأسماء واللغات (جأم ١٠٩)_

⁽٣٤) ديك تهذيب الكمالي (٢٢٥ م٢٨) وسير أعلام النبلاء (ج اص ٣٩١)

⁽٣٨) تهذيب الكمال (جميم ٢٦٨) وسير اعلام النبلاء (جاص ٣٩٢)

حضوراكرم صلى الله عليه وسلم نے حضرت أبى بن كعب رضى الله عنه سے بوچھاكه قرآن كريم كى سب سے عظيم آيت ہے، سب سے عظيم آيت كون س ہے؟ حضرت أبى نے جواب دياكه آيت الكرس سب سے عظيم آيت ہے، حضور اكرم صلى الله عليه وسلم نے اظہارِ مسرت كرتے ہوئے ان كے سينه پر ہاتھ مار ااور فرمايا "ليهنك العلم أبا المنذر" (٣٩)۔

حضوراكرم صلى الله عليه وسلم في فرمايا أقرؤهم لكتاب الله أبي "(۴٠)_

معرر حمة الله عليه فرماتے بي "عامة علم ابن عباس من ثلاثة: عمر، وعلى، وأبي "_(اسم) حفرت مسروق رحمة الله عليه فرماتے بيں، "كان أصحاب القضاء من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة: عمر، وعلى، وعبدالله، وأبيّ، وزيد، وأبوموسى "(٣٢)_

حضرت الى بن كعب رضى الله عنه كے سن وفات ميں برااختلاف ہے ـ

واقدى كَهِ بِن "رأيت أهله وغير واحد يقولون: مات في سنة اثنتين وعشرين بالمدينة، وقد سمعت من يقول: مات في خلافة عثمان سنة ثلاثين، وهو أثبت الأقاويل عندنا "(٣٣)_

حافظ ابن عبد البررحمة الله عليه فرماتے بين "و الأكثر أنه مات في خلافة عمر "(٣٣) ـ خلاصه بير كه ان كى وفات كے بارے بين مخلف اقوال بين، أقل ماقيل سنة ١٩ه، وأكثر ماقيل سنة ٣٦هـ (٣٥) والله أعلم ـ

فائده

حفرت أبی بن کعب رضی الله عنه سے تقریباً ایک سوچونسٹھ (۱۲۴) حدیثیں مروی ہیں ان میں

⁽٣٩) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، رقم (١٨٨٥) _

⁽٣٠) جامع الترمذي، كتاب المناقب،باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت وأبي بن كعب وأبي عبيدة بن الجراح رضى الله عنهم، رقم (٣٤٩)_

⁽۱۲)سير أعلام النبلاء (جاص ٣٩٨)

⁽٣٢) تهذيب الأسماء واللغات (جاص١٠٩) والإصابة (جاص١٩)_

⁽٣٣)و يكهي طبقات ابن سعد (ج٣٥ م١٠٥)_

⁽٣٣)الاستيعاب بهامش الإصابة (١٥٢٥)_

⁽٣٥) و يكييتقريب التهذيب (ص٩٦) رقم (٢٨٣) و تعليقات الكاشف (جاص٢٢٩) رقم (٢٣١) _

متفق عليه حديثين تين بين، جبكه امام بخارى تين حديثون مين اور امام مسلم سات حديثون مين متفرد بين (٣٦)والله أعلمه

رضى الله عنه وأرضاه

أنه تمارى والحربن قيس بن حصن الفزاري في صاحب موسى

حضرت ابن عباس اور حضرت مُرین قیس بن حصن فزاری رضی الله عنهما کے در میان اس بات پر جھگڑا ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے "صاحب" کون تھے؟

مطلب یہ ہے کہ حضرت موی علیہ السلام نے جن کی طلب میں سفر کیا تھا اور ان کے بارے میں قر آن کر یم میں وار دہے "فَوَ جَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا" (27) وہ کون ہیں؟

حضرت عبدالله بن عباس رضی الله عنهما کا کهنا به تھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے، جبکہ حضرت فر علیہ السلام تھے، جبکہ حضرت فر بین قبیس رضی الله عنه اس کا اٹکار کررہے تھے اور وہ کسی اور کا نام لیتے تھے؟ وہ کسی کا نام لیتے تھے؟ کسی روایت میں اس کی تصر سے نہیں ملتی۔ (۴۸)

یہاں اختلاف آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت مُڑ بن قیس رضی اللہ عنہما کے در میان واقع ہے، آگے فیصلہ کرنے والے کاذکر آرہاہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھریہاں اختلاف "صاحب موسیٰ" کی تعیین میں ہے۔

جَبَه الم بخاری رحمة الله علیه نے آگے "باب مایستحب للعالم إذا سئل: أيّ الناس أعلم بخاری رحمة الله علیه نے آگے "باب مایستحب للعالم إلى الله "(٩٥) میں ای طرح کتاب النفیر میں (٥٠) روایت نقل کی ہے جس میں ایک اور اختلاف ہے، یہ اختلاف دو تابعی حضرت سعید بن جبیر اور نوف بکالی رحم سااللہ تعالیٰ کے در میان

⁽۲۷) دیکھیے تھذیب الاسماء والملغات (جاص۱۰۹) وسیر اعلام النبلاء (جاص۳۰۲) نیز دیکھیے محلاصة المحزر جی (ص۳۲) البت اس آخری ماغذ میں بخاری کی منفر داحادیث کی تعداد چارہے۔واللہ اُعلم۔

⁽⁴⁴⁾ سورة الكهيف: / ١٥/

⁽۲۸)انظر فتح البارى (جاص۱۲۹)_

⁽٣٩) ويكي محيح بخارى (جاص ٢٣) كتاب العلم، رقم الحديث (١٢٢)_

⁽۵۰)صحیح البخاری(۲۵ص۱۸۷ و ۲۸۸)کتاب التفسیر، صورة الکهف، باب:وإذ قال موسیٰ لفتاه لا أبرح حتی أبلغ مجمع البحرین أو أمضي حقباء رقم(۲۲۷) وباب: فلما جاوزا

واقع ہواہے اور اختلاف اس بات میں ہے کہ "موسیٰ" سے کون مراد ہیں؟ حضرت سعید بن بحبیر رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ یہ موسی بن عمران ہیں جو بنی اسر ائیل کے مشہور پیغیبر گزرے ہیں، جب کہ نوف بکالی کا دعویٰ یہ تھا کہ موسیٰ سے مراد موسیٰ بن میشابن اَفرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہاالسلام ہیں۔ (۵۱)۔اس دوسرے اختلاف کا فیصلہ کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

قال ابن عباس: هوخضر، فمر بهما أبي بن كعب فدعاه ابن عباس، فقال: إنى تماريت أنا وصاحبي هذا في صاحب موسى الذي سأل موسى السبيل إلى لقيّه، هل سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يذكر شأنه؟قال: نعم

حضرت ابن عباس رضی الله عنهمانے فرمایا کہ وہ خضر ہیں۔ان دونوں کے پاس سے حضرت الی بن کعب رضی الله عنه کا گزر ہوا، حضرت ابن عباس نے انہیں متوجہ کیااور عرض کیا کہ میرے اور میرے دوست کے درمیان موسیٰ علیہ السلام کے اس "صاحب" کے بارے میں اختلاف ہوا ہے،جس سے ملاقات کی سبیل انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مائلی تھی، آیا آپ نے نبی کریم صلی الله علیہ وسلم سے ان کا پچھ ذکر سنا؟انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: بينما موسى في ملاً من بنى إسرائيل إذ جاء ٥ رجل، فقال: هل تعلم أحداً أعلم منك؟ قال موسى: لا.

حضرت بن بن کعب رضی الله عند فرماتے ہیں کہ میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ موئ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف فرماتے کہ ایک شخص ان کے پاس آیااور اس نے پوچھا کہ آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرملیا کہ نہیں۔

یہ سوال کرنے والا شخص کون تھا، اس کے نام کی تصر تے کسی روایت میں نہیں ملتی۔ (۵۲)
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے زیادہ علم والے شخص کی نفی جو کی تھی وہ درست تھی، کیونکہ

قال لفتاه آتنا غداء القد لقينا من سفر ناهذا نصباً، رقم (٢٢٢)_

⁽۵۱) فتح البارى (جاص ۱۲۹)_

⁽۵۲) فتح البارى (ج اص ۱۲۹)

وہ اللہ کے جلیل القدر رسل میں سے ہیں، ظاہر ہے نبی ورسول سے بڑھ کر علم والااور کوئی نہیں ہوسکتا۔ لیکن چونکہ ان کو بیہ بتانا مقصود تھا کہ الفاظ کے استعال میں احتیاط کی ضرورت ہے، ایسے موقعوں یر"اللہ اُعلم''کہہ کر حقیقی علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کردینا چاہیے اس لیے اس پر عمّاب ہوا۔ (۵۳)

"فأوحى الله إلى موسى: بلني عبدنا خضر"

الله تعالى نے موئ عليه السلام كى طرف وحى بھيجى كه كيوں نہيں! ہمارابندہ خصرتم سے زيادہ علم ركھتا ہے۔ حضرت خصر عليه السلام

لفظ "خضر" كاضبط

" خضر" خائے معجمہ کے فتحہ اور" ضاد" کے کسرہ کے ساتھ بھی صبط کیا گیاہے، نیز" خاء" کے کسرہ اور" ضاد" کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا گیاہے۔ (۵۴)

"خضر"لقب ہے

"خضر" به لقب ب، نام نهين ـ

"خضر" کے لقب سے ملقب ہونے کی وجہ کیاہے؟

امام بخارى رحمة الله عليه نے حضرت ابوہر ريه رضى الله عنه سے مرفوعاً نقل كيا ہے "إنما سمّى الخصر، لأنه جلس على فروة بيضاء، فاذا هى تهتز من خلفه خضراء "(۵۵)

امام عبدالرزاق رحمة الله عليه في يه حديث التي مصنف مين التي سندسے نقل كى ہے اور اس مين "فروة"كى تفير كااضافه بھى ہے"الفرو: الحشيش الأبيض وما أشبهه"(۵۲) يه غالبًا عبدالرزاق نے

⁽۵۳) "فعتب الله عليه إذلم يرد العلم إليه" صحيح البخارى (ج اص ٣٨٢) كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الخضومع موسى عليهما السلام، رقم (٣٣٠١)_

⁽۵۴) و يکھئے المغنی (ص۲۷و۲۸)

⁽۵۵)صحیح البخاری (ج اص ۳۸۳) کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیهما السلام، رقم (۳۲۰۲) دوجامع الترمذی، کتاب التفسیر، سورة الکهف، رقم (۳۱۵۱) _

⁽٥٦) ويكف فق البارى (١٥٠ ص ٣٣٣) كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام

خود تفسربیان کی ہے۔ (۵۷)

امام حربی رحمة الله علیه فرماتے ہیں"الفروة من الأرض: قطعة يابسة من حشيش" (۵۸)اس تفسير على الله عبدالرزاق كے قول كى تائير ہوتى ہے۔

الم ابن الاعرابي كميت بين "الفروة:أرض بيضاء ليس فيها نبات "(٥٩)_

المام خطابی رحمة الله علیه اور ان کی اتباع کرنے والے دوسرے حضرات نے اس تفسیر پر اعتماد کیاہے۔(۱۰)

اس کاخلاصہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو'' خضر''اس لیے کہا گیا کہ وہ جب کسی خشک گھاس یابے آب و گیاہ زمین پر بیٹھتے تووہ گھاس یاز مین سر سنر وشاداب ہو جاتی تھی۔

اس لقب سے ملقب ہونے کی ایک وجہ امام مجاهدر حمة الله علیہ سے بھی منقول ہے" لأنه كان إذا صلى احضر ماحوله" (١١) كه وه جب كہيں نماز پڑھتے توارد كردكى زيين سر سنر ہوجاتی تھی۔

حفرت خفرعليه السلام كانام ونسب

حضرت خضر علیہ السلام کے نام میں نیزان کے والد کے نام میں بھی بڑااختلاف ہے، بعض نے ان کانام" بلیا" بتایا ہے، بعض "نام میں "بعض" الیاس" بعض" الیسع" بعض" عامر" اور بعض" خضرون "بتاتے ہیں۔ رائج قول کے مطابق ان کانسب نامہ یوں ہے:۔

"بليا، بفتح الباء الموحدة، بعدها لام ساكنة، وبعدها ياء تحتانية وبعدها ألف، بن ملكان بن فالخ، بن عابر، بن شالخ، بن أرفشخذ بن سام، بن نوح عليه السلام" (٢٢)

⁽۵۷)قال عبدالله بن أحمد بعد أن (واه عن أبيه عنه: أظن هذا تفسيراً من عبدالرزاق. انتهى. وجزم بذلك عياض فتح البارى(٣٣٠هـ)_

⁽۵۸)فتح البارى (ج٢ص٣٣٣)_

⁽۵۹)حواله بالا

⁽۲۰) ديك غويب الحديث للخطابي (جاص٢٢٢)، والفائق للزمخشري (جسم١٠٣) والنهاية لابن الأثير (جسم١٣٠)_ (١١) فق الباري (ج٢ص ٣٣٣)_

⁽۱۲) تفصیل کے لیے دیکھنے فخالباری (۲۲ص ۲۳س)۔

حضرت خضرعليه السلام كي نبوت وولايت

حفرت خفر علیہ السلام ولی تھے پانی تھے یار سول تھے ؟اس میں اختلاف ہے۔

ایک جماعت جس میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اس بات کی قائل ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ولی تھے(1)۔

ابن عطیہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اہلِ علم سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی تھے البتہ پھر اہلِ علم میں یہ اختلاف ہے کہ آیاوہ رسول بھی تھے یا نہیں (۲)۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے، آیت بھی اس پر دال ہے، کیونکہ کوئی نبی غیر نبی سے تعلیم حاصل نہیں کرتا، نیز اس لیے بھی کہ باطن کے احکام پر انبیاء کرام ہی بذریعہ وجی مطلع ہو سکتے ہیں۔ (۳)

جہور علاء کے نزدیک ان کا نبی ہوناخود قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے واقعات سے ٹابت ہے،

کو نکہ حضرت خضر علیہ السلام سے اس سفر میں جتنے واقعات ٹابت ہیں ان میں سے بعض تو قطعی طور پر
خلاف شرع ہیں اور حکم شریعت سے کوئی استثنا بجروحی اللی کے ہو نہیں سکتا، جو نبی اور پیخبر ہی کے ساتھ مخصوص ہے، ولی کو بھی کشف یا الہام سے بچھ چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں مگروہ کوئی جحت نہیں ہوتی، ان کی بنا
پر ظاہر شریعت کے کسی حکم کو بدلا نہیں جاسکتا، اس لیے یہ متعین ہوجا تاہے کہ خضر علیہ السلام اللہ کے نبی اور پیخبر تھے، ان کو بذریعہ وحی اللی بعض خاص احکام وہ دیے گئے تھے جو ظاہر شریعت کے خلاف تھے،
ادر پیخبر تھے، ان کو بذریعہ وحی اللی بعض خاص احکام وہ دیے گئے تھے جو ظاہر شریعت کے خلاف تھے،
انہوں نے جو پچھ کیا اس استثنائی حکم کے ماتحت کیا (۴) خود ان کی طرف سے اس کا اظہار بھی قرآن لریم
کے اس جملہ میں ہوگیا" وَ مَافَعَلْتُهُ عَنْ أَمْدِیْ "(۵)۔

⁽۱) فتحالباری (جه ص ۲۳۸) _

⁽٢) حواله بالا

⁽٣)د يكي الجامع لأحكام القرآن (ج ااص ١٦)_

⁽٧) و يكھيے معارف القر آن (ج٥ص١١٢)_

⁽۵)الكهف/۸۲

پھر بعض حضرات ان کے "ملک" ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ ابن کثیر نے یہ قول علامہ ماور دی کی طرف منسوب کیاہے(۲)۔

حضرت خضر عليه السلام اب تك حيات بين ياان كالنقال موچكا؟

حضرت خضر علیہ السلام اب تک حیات ہیں یاان کا انتقال ہو چکاہے یہ مسئلہ بڑااختلافی رہاہے۔ امام نووی، ابن الصلاح اور حضرات صوفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ابھی تک حیات ہیں۔

چنائچه حافظ ابن الصلاح رحمة الله عليه فرمات بين "هو حي عند جمهور العلماء، والعامة معهم في ذلك، وإنما شذّ با نكاره بعض المحدثين" ()

الم نووى رحمة الله عليه في اتباع كرتے موئے مزيد لكھا بـ "جمهور العلماء على انه حي موجود بين أظهرنا، وذلك متفق عليه عندالصوفية وأهل الصلاح والمعرفة، وحكاياتهم في رؤيته، والاجتماع به، والأخذ عنه، وسؤاله وجوابه، ووجوده في المواضع الشريفة ومواطن الخير أكثر من أن تحصر وأشهر من أن تستر "۔(٨)

جبکہ ان کے مقابلہ میں اکثر محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ابھی حیات نہیں ہیں،ان کی وفات ہو چکی ہے۔(9)

حیات کا انکار کرنے والوں میں امام بخاری، ابراہیم حربی، ابو جعفر بن المنادی، ابو یعلی بن الفراء، ابوطاہر العبادی اور ابو بکر بن العربی وغیرہ بہت سے حضرات ہیں (۱۰)۔

منکرین حیات کی ایک اہم دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،وہ

⁽٢) تفسير ابن كثير (٣٥ ص٩٩) تحت قوله تعالى: "وأماالجدار".

⁽²⁾ و يكيم فتح البارى (٢٢ص ٣٣٣) وشرح! نووى على صحح مسلم (٢٦٩ ص٢٦) كتاب الفضائل، باب من فضائل المخضر صلى الله عليه وسلم وتهذيب الأسماء واللغات (جاص ١٤٧)_

⁽٨) حواله جات بالا

⁽٩) لتح البارى (ج٢ص ٣٣٨)_

⁽١٠) حواله بالابه

فرمات بين "صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة صلاة العشاء في آخر حياته، فلمّا سلم قام، فقال: أرأيتكم ليلتكم هذه؟ فإن على راس مائةسنة منها لايبقى ممن هوعلى ظهرالأرض أحد"_(١١)

> اسی مفہوم کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (۱۲) مثبتین حیات اس کاجواب دیتے ہیں کہ:

اس حدیث میں ''علی ظهر الأرض''کی قیدہے، جبکہ حفزت خفز علیہ السلام اس وقت سمندر میں تھے۔(۱۳)

یا یہ کہ اس حدیث کے عموم سے حضرت خضر علیہ السلام مخصوص ہیں جبیبا کہ اہلیس اور حضرت عبیبیٰ علیہ السلام اس سے مشتنیٰ ہیں (۱۴)۔

مَكْرِين حيات كى ايك وليل الله تعالى كابير ارشاد بھى ہے"وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرِمِّنْ قِبْلِكَ الْخُلْدَ"(١٥)_

کیکن ظاہر ہے کہ مثبتین حیات حضرت خضر علیہ السلام کے دوام وخلود کے قائل نہیں ہیں، لہذا اس سے استدلال درست نہیں۔

منكرين حيات كى ايك وليل آيت قرآنى "وإذا خذالله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب و حكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه، قال أ أقررتم وأخذتم على ذلكم إصري قالوا أقررنا، قال فاشهدوا وأنامعكم من الشاهدين "-(١٢)

⁽۱۱) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله: "على رأس مائة سنة لايبقىٰ نفس منفوسة ممن هوموجود الآن" رقم (۱۳/۵۹)و (۱۳/۵۰).

⁽۱۲)صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله: "على رأس مائةسنة....."وقم (٢ ٨ ٤ ٣ ـ ٤ ٨ ٤ ٣) ـ (١٢) فتح البارى (٢٤ ٨ ٢ ـ ٢ ٨ ٤ ٣) . (١٣)

⁽۱۴)حوالند بالا_

⁽۱۵)ألانبياء/۴۳_

⁽۱۶) آل عمران /۸۱_

يهي مفهوم ايك روايت مين بهي عن "مابعث الله نبيا إلا أخذ عليه الميثاق: لئن بعث محمد وهو حي ليؤمنن به ولينصونه "(١٤)-

استدلال اس طرح ہے کہ اس آیت اور حدیث کی روسے اللہ تعالی نے چو نکہ ہر نبی سے یہ عہد لیا ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ملے تو ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نفرت بھی لازی ہوگی، اس لیے لازما حضرت خضر علیہ السلام جو نبی تھے، ان سے بھی یہی عہد لیا گیا ہے، اگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے تو آپ کی نفرت واعانت کے لیے حاضر کیوں نہیں ہوئے، اگر ایسا ہوتا وتا توضر ور روایات سے معلوم ہوتا۔ (۱۸)۔

لیکن مثبتین حیات کہد سکتے ہیں کہ روایات میں ذکر آناضروری نہیں عین ممکن ہے کہ حضرت خصر علیہ السلام حضوراکرم صلی اللّٰد علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے ہوں اور غزوات میں بھی شرکت کی ہو۔

حافظ ابن جررحمة الله عليه في مزيد كه ولا كل و شوابد بهى ذكر كيه بين جب كه مثيتين حيات متدرك حاكم كى ايك روايت سے استدلال كرتے بين ".....ثنا عباد بن عبدالصمد عن أنس بن مالك رضى الله عنه، قال: لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أحدق به أصحابه، فبكوا حوله واجتمعوا، فدخل رجل أصهب اللحية ،جسيم، صبيح، فتخطى رقابهم، فبكى، ثم التفت إلى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن في الله عزاء من كل مصيبة، وعوضاً من كل فائت، و جلفاً من كل هالك، فإلى الله فأنيبوا، وإليه فارغبوا، ونظرة اليكم في البلاء، فانظروا؛ فإنما المصاب من لم يجبر، وانصرف، فقال بعضهم لبعض: تعرفون الرجل؟ فقال أبوبكرو عَلِيّ: نعم، هذا أخو رسول الله صلى الله عليه وسلم الخص عليه السلام". (19)

⁽١٤)عزاه ابن كثير في البداية والنهاية (ج٢ص ٢٠ ٣٠مبعث رسول الله صل الله عليه وسلم تسليماً كثيراً، وذكرشي ء من البشارات بذلك)وابن حجر في فتح الباري (ج٢ص ٣٣٣)إلى صحيح البخاري، ولم أجده فيه بعد بحث كثير، والله أعلم. وانظراللر المنثور (ح٢ص ٣٨٨/)_

⁽١٨) فتح البارى (ج٢ص ٣٣٣)_

⁽١٩) المستدرك للحاكم (٣٥ / ٥٨) كتاب المغازي، تعزية الخضر عندوفاته صلى الله عليه وسلم

لیکن یہ حدیث قابل استدلال نہیں، کیونکہ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والاراوی عباد بن عبدالصمد حدسے زیادہ ضعیف اور نا قابلِ اعتبار ہے۔ (۲۰) امام حاکم رحمة الله علیه من سخ سے فرمایا ہے، هذا شاهد لما قبله، وان کان عباد بن عبدالصمد لیس من شرط هذا الکتاب"۔ (۲۱)

اى طرح ان كا ايك استدلال مسلم شريف كى اس مديث سے جو حضرت ابو سعيد خدرى رضى الله عند سے مروى ہے، وہ فرماتے ہيں، "حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً حديثا طويلا عن الدجال فكان فيما حدثنا قال: يأتى وهومحرّم عليه أن يدخل نقاب المدينة، فينتهي إلى بعض السباخ التي تلى المدينة، فيخرج إليه يومئذ رجل هو خير الناس أومن خير الناس، فيقول له: أشهد أنك الدجال الذى حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثه، فيقول الدجال: أرأيتم إن قتلت هذا ثم أحييته أتشكّون في الأمر؟ فيقولون: لا، قال: فيريد فيقتله ثم يحييه، فيقول حين يحييه: والله ماكنت فيك قط أشد بصيرة منى الآن، قال: فيريد الدجال أن يقتله، فلا يسلط عليه "_(٢٢)

ال حدیث کے آخریں امام مسلم کے شاگرد، صحیح مسلم کے راوی ابواسحال کہتے ہیں "یقال: إن هذا الرجل هو الخضر علیه السلام" (۲۳)

یہ حدیث اگر چہ صحیح ہے لیکن اس میں "رجل" کا خضر ہونامعیقن نہیں، ابواسحاق کا قول اس سلسلے میں جست نہیں ہے۔

مثبتین حیات کی ایک دلیل وہ واقعہ ہے جو یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابوعروبہ نے

⁽٢٠)عبادبن عبدالصمد، أبومعمر،عن أنس بن مالك: بصريواه. قال البخاري:منكرالحديثوهاه ابن حبان وقال البن حدثنا عباد بن عبدالصمد عن أنس بنسخة أكثرها موضوعة،وقال أبوحاتم: عباد ضعيف جدًا، وقال ابن عدى:عامة مايرويه في فضائل على،وهوضعيف، غالٍ في التشيع. ميران الاعتدال (٣٢٨ص٣١٩)ر قم(٣١٨٨).

⁽١١) المستدرك (٢٦ص٥٥)

⁽۲۲) نتیج مسلم(ج۲ ص۲۰۳)کتاب الفتن،باب ذکر الدجال۔

⁽٢٣)حوالندبالا_

ریاح بن عبیدہ کے طریق سے نقل کیا ہے" رأیت رجلاً یماشی عمر بن عبدالعزیز معتمداً علی یدیه، فلما انصرف، قلت له: من الرجل؟ قال: رأیته؟ قلت: نعم، قال: أحسبك رجلاً صالحاً، ذاك أخى الخضر، بشرنى أنى سأولى وأعدل"_(٢٣)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "لابأس برجاله، ولم يقع لي إلى الآن خبرولا أثر بسند جيد غيره" ـ (٢٥)

ليكن خود حافظ رحمة الله عليه اس كاجواب دية بوئ فرمات بين "وهذا لا يعارض الحديث الأول في مائة سنة، فإن ذلك قبل المائة" ـ (٢٦)

اس کے علاوہ بھی معینین حیات مختلف روایات سے استدلال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سند آان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں (۲۷)، البتہ حضراتِ صوفیہ کا کہنا یہ ہے کہ بے شار لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کودیکھاہے اور ان سے ملاقات کی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دونوں طرف جتنے دلا کل ہیں وہ اپنے مدعار قطعی اور واضح نہیں ہیں،اس لیے کسی ایک جانب پراصرار کرنے کی ضرورت نہیں البتہ رانج اس مقام پر محدثین کا ند ہب ہی معلوم ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات یادر کھنے کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی موت و حیات سے ہمارا کو کی اعتقادی یا عملی مسئلہ متعلق نہیں، چنانچہ قر آن و سنت میں اس کے متعلق کوئی صراحت و وضاحت نہیں کی گئی، اس لیے اس میں زیادہ بحث و تمحیص کی بھی ضرورت نہیں، نہ کسی ایک جانب کا یقین رکھنا ہمارے لیے ضروری

⁽۲۲) فخ البارى (ج ۲ص ۲۳)_

⁽٢٥) والدبالا

⁽٢٧) حوالته بالا

⁽٢٧)ان روايات كے ليے و يکھيے ٿخ الباري(ر٦٢ ص ٣٣) قال ابن كثير: "وذكروا في ذلك حكايات و آثاراً عن السلف وغيرهم، وجاء ذكره في حض الأحاديث، ولايصح شيء من ذلك" تفسير القرآن العظيم (ج٣ص ٩٩).

وقال ابن الجوزى: "قال ابن المنادى:وجميع الأخبار في ذكرالخضر واهية الصدور والأعجاز، لاتخلومن أمرين إما أن تكون أدخلت بين حديث بعض الرواة المتأخرين استغفالاً، وإما أن يكون القوم عرفوا حالها فرووها على جهة التعجب، فنسبت إليهم على وجه التحقيق..... "الموضوعات لابن المجوزي (ج١ ص١٩٩).

ہے۔واللّٰداعلم۔

فسأل موسى السبيل إليه، فجعل الله له الحوت آية، وقيل له: إذا فقدت الحوت فارجع فإنك ستلقاه، وكان يتبع أثر الحوت في البحر، فقال لموسى فتاه: أرأيت إذ أوينا إلى الصخرة فإني نسيت الحوت، وما أنسانيه إلا الشيطان أن أذكره. قال: ذلك ماكنا نبغي، فارتدّا علىٰ آثارهما قصصا، فوجدا خضراً فكان من شأنهما الذي قص الله عزوجل في كتابه.

پی موسیٰ علیہ السلام نے ان تک پہنچنے کی سبیل پوچھی، اللہ تعالی نے ایک مجھلی ان کے لیے نشانی مقرر کردی اور فرمایا جب یہ مجھلی کھوجائے تولوٹ چل، تواس کو مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر (کے کنارے کنارے) اس مجھلی کے نشان پر روانہ ہوئے، ان کے خادم (حضرت یوشع) نے ان سمندر (کے کنارے کنارے کنارے) اس مجھلی کے نشان پر روانہ ہوئے، ان کے خادم (حضرت یوشع) نے ان کے ان سے کہا جب ہم صخرہ کے پاس مظہرے شے تو میں مجھلی کا قصہ بیان کرنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھ کو بھلادیا کہ میں آپ سے اس کاذکر کرتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہم تواسی جگہ کی تلاش میں شے، بھلادیا کہ میں آپ سے اس کاذکر کرتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہم تواسی جگہ کی تلاش میں شے، بھر وہ بھر دونوں کھوج لیتے لیتے اپنے بیروں کے نشانوں پر لوٹے، وہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر وہ قصہ گزراجواللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا۔

كياعلم باطن علم ظاہر سے افضل ہے؟

یبال بعض لوگوں نے کہاہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت بعنی ظاہر کے عالم تھ، اور حضرت خضرت خضر علیہ السلام باطن کے عالم تھ، ظاہر کے عالم کو باطن کے عالم کا شاگر د بننے کے لیے کہا جارہاہے اور ان سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا جارہاہے معلوم ہوا کہ علم باطن بعنی علم طریقت، علم ظاہر بعنی علم شریعت سے افضل ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے، علم باطن یا علم طریقت توخود شریعت کا جزء ہے، شریعت میں اعمال اور معاملات کی درستی حزء ہے، شریعت میں اعمال اور معاملات کی درستی کے ساتھ اخلاق کی درستی اور تزکیهٔ قلب کا بھی تھم ہے، معلوم ہوا کہ شریعت علم ظاہر وباطن کو جامع ہے،

طریقت جس کو علم باطن سے تعبیر کیا جارہاہے وہ شریعت کا ایک جزء ہے اور یہ بات معلوم و مسلم ہے کہ جزء کل سے افضل نہیں ہوتا۔

دوسری بات سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علم ظاہر اور علم باطن کے جامع تھے، علم شریعت اور علم طریقت کے حامل تھے، وہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے وہ علم طریقت یا علم باطن سیھنے نہیں گئے تھے وہ تو چندا مورِ تکویدیہ تھے جن کانہ علم ظاہر سے تعلق تھااور نہ علم باطن سے ،ان امورِ تکویدیہ کا علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ ہوناان کے لیے کوئی عیب یا نقص نہیں۔ (۲۸)

حضرت خضر علیہ السلام کے واقع میں ہوا ہے ہے کہ بعض چیزیں جو زمانایا مکانا حضرت موئی علیہ السلام کے اعتبارے بعید تھیں وہ حضرت خصر علیہ السلام کے لیے قریب تھیں، حضرت خصر کوان کاعلم ہوا اور حضرت موئی علیہ السلام کوان کاعلم نہیں ہوا۔ جساکہ بادشاہ مکانا بعید تھا حضرت موئی علیہ السلام کواس کے حالات کاعلم نہیں تھا، اس طرح جس بچہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیااس کا کفر زمانا بعید تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کاعلم دیا، اس طرح وہ خزانہ جو مدفون تھا، حضرت موئی علیہ السلام کے لئے اس کا علم بعید تھا، حضرت خضر علیہ السلام کے لیے قریب، اس طرح زمانا یا مکانا ان چیزوں کا حضرت خضر علیہ السلام کے لئے قریب ہونا اور ان کاعلم ہو جانا اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت خضر علیہ السلام کے مقابلے علی حضرت خضر علیہ السلام طریقت اور باطن کے عالم تھے اور موسیٰ علیہ السلام اس کو سیجھنے کے لیے ان کے پاس گئے تھے، السلام طریقت اور باطن کے عالم تھے اور موسیٰ علیہ السلام اس کو سیجھنے کے لیے ان کے پاس گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خود ظاہر وباطن کے علم سے خوب واقف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھااور حضرت خضر کو تھا، ان کاعلم نہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں تھااور حضرت خرب کو تھا، ان کاعلم نہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں تھااور حضرت خضرت خوری علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں تھااور حضرت خوری علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں تھااور حضرت خوری علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں تھا وہ حضرت خوری علیہ السلام کے علم کے نقص کی دلیل نہیں ہو ۔

جہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا تعلق ہے سواس کی بناافضلیت نہیں بلکہ تعلیم و تادیب ہے کہ آئندہ تکلم میں احتیاط رکھیں۔

⁽٢٨) ديكھيے بيان القرآن (ج اص ١٢٤ ـ ١٣٢) سورة الكبف

شیخ اگر ناجائز کام کا حکم دے تو مرید کے لیے اس کا کر ناجائز نہیں

بعض لوگوں نے یہاں یہ بھی استدلال کیا ہے کہ شخ اگر ناجائز کام کا تھم دے تو مرید کو وہ کرلینا چاہیے، ورنہ محرومی ہوتی ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے یہاں تین کام کیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر اعتراض ہوا،اوراس اعتراض کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ مخصیل علم سے روک دیے گئے،اس سے جہلاء نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر شخ خلافِ شریعت کام کا تھم دے اور مریداس کی تعمیل نہ کرے تواسے محروم ہونا پڑتا ہے۔ یہ استدلال بھی قطعاً غلط ہے۔

اول تواس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کواللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جھیجا اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بیغمبر کوکسی خلاف شریعت کام کرنے والے کے پاس جھیجنے کے لیے بھی راضی نہیں ہو سکتے، لہٰذا یہاں یہ کہنا ہی اصلاً غلط ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ناجائر کام کیا، کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کا متبع شریعت ہونااللہ کے ان کونامز دکرنے سے ثابت ہورہاہے۔

پھریہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی شریعت اور ہوگی اور اس کے احکام جزئیہ وفر عیہ دوسرے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت دوسری تھی اور ان کے یہاں احکام اور مسائل و فروع دوسرے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اشکال ہوا، ظاہر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی شریعت واحکام کے جدا ہونے کی وجہ سے وہ مور دِ الزام نہیں ہیں، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور احکام جداگانہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی مور دِ الزام نہیں تھہرتے۔

یہاں جس شخ کی اطاعت کی بات کی جارہی ہے کہ اگر وہ خلاف شریعت علم دے تواس کو مانا جائے اور کوئی اعتراض نہ کیا جائے، اول تواس شخ کا اللہ تعالی نے کہاں نام لیا جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ خلاف شریعت بات کرنے والا نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ یہاں توشر بعت ایک ہی ہے یہ بات تو نہیں کہ شخ کی شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے الگ کوئی اور شریعت ہو، اب اگر شخ خلاف شریعت علم ویتا ہے تو ''لا طاعة لمخلوق فی معصیة المخالق'' کے مطابق اس کی بات کورد کرنا واجب ہوگا

البتہ کوئی مبہم بات ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو تووہ بات دوسری ہے، یہال کفر کو اح اور اس امرکی بات ہور ہی ہے جس کے عدم جواز میں کوئی شبہہ موجود نہیں۔

> کیا شخ اکبرابن عربی رحمة الله علیه کے نزدیک ولایت نبوت سے افضل ہے؟

شخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمة الله علیه نے ولایت و نبوت سے بحث کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سخت تردید کی اور ابن عربی کو کفر والحاد تک پہنچادیا۔ (۲۹)

لیکن سیح بات یہ ہے کہ ابن عربی کا مقصدیہ نہیں ہے کہ ولی نبی سے افضل ہو تاہے، ان کا مقصد
یہ ہے کہ نبی کے اندرایک شان نبوت کی ہوتی ہے اور ایک شان ولایت کی ہوتی ہے، نبی کی شانِ ولایت ان
کی شانِ نبوت سے افضل ہوتی ہے، غیر نبی کے اندراگر ولایت پائی جائے تواسے نبی کی نبوت سے افضل
نہیں کہا جاسکتا اور نہ ابن عربی نے کہا ہے۔

حفرت مجددالف ٹانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس کی بھی تردید کی ہے اور فرمایا کہ نبی کے اندر جو شانِ ولایت اور شانِ نبوت دونوں ہوتی ہیں ان میں شانِ نبوت شانِ ولایت سے افضل ہوتی ہے۔ (۳۰)واللہ اعلم بالصواب وإلیه المرجع والماآب۔

۱۷ - باب : قَوْلِ ٱلنَّبِيِّ عَلَيْكَ اللَّهُمَّ عَلَمْهُ ٱلْكِتَابَ) . باب سابق كے ساتھ اس باب كى مناسبت باب كى مناسبت دونوں ابواب ميں مناسبت بيہ كہ گزشتہ باب ميں حضرت ابن عباس رضى الله عنها كا حضرت دونوں ابواب ميں مناسبت بيہ كہ گزشتہ باب ميں حضرت ابن عباس رضى الله عنها كا حضرت

⁽٢٩)ديكهنے مجموع فتاوئ شيخ الإسلام (٣٢٥ ٢٠٣٠) ر

⁽۳۰) مكتوبات مجد دالف ثاني

حربن قیس رضی اللہ عنہ پرغلبہ فد کورہے،جو حضرت ابن عباس کی غزارتِ علمیہ کی وجہ سے ہوا، جب کہ اس باب میں یہ فد کورہے کہ بیہ علم و فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاہے حاصل ہوا (۳۱)۔

دوسری وجہ مناسبت بیہ بیان کی گئی ہے کہ گزشتہ باب میں بیہ ندکور ہے کہ حضرت موکی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے اس علم کا استفادہ کیا جوان کے پاس نہیں تھااور اس باب میں حضرت السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے علم کتاب کے استفادے کا ذکر ہے (۳۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ اکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کتاب کے استفادے کا ذکر ہے (۳۲) واللہ اعلم۔

مقصد ترجمة الباب

حافظ ابن مجر اور علامہ عینی رحمہمااللہ تعالی فرماتے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ ان الفاظ کااستعال دوسر وں کے لیے ہوسکتاہے، یہ جواز ابن عباس کی خصوصیت نہیں، یہی وجہ ہے کہ ترجمہ میں حدیث کے الفاظ رکھ دیے اور یہ نہیں بتایا کہ ان دعائیہ کلمات کا تعلق کسی خاص ذات سے ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے "عَلّمه "کامر جع کوئی مخصوص مخص نہ ہوگا۔ (۳۳)

حافظ رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ بیہ بھی ہوسکتاہے کہ مرجع ابن عباس رضی الله عنہما ہوں جن کا ذکر سابق باب میں آچکاہے اور اس طرف اشارہ ہو کہ حربن قیس کے مقابلے میں ابن عباس کی کامیا بی پنجبر علیہ الصلاة والسلام کی اسی دعا کا اثر تھا (۳۳)۔

حفرت شخ الہندرجمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے سے علم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہادونوں کی عظمت و فضیلت بالبداہت ظاہر ہوتی ہے،اسی لیے مؤلف نے اس روایت کو کتاب العلم اور

⁽۱۳)عمرة القارى (جماص ۲۵)_

⁽۳۲)حواله بالا

⁽mm) فخ البارى (جاص١٦٩) وعدة القارى (جعص ١٥)_

⁽۱۲۹) فتح البارى (ج اص ۱۲۹)

• مناقب ابن عباس دونوں جگہ میں ذکر کیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ علم چونکہ حق سحانہ و تعالیٰ کا خاص انعام اور عطا ہے، جیسا کہ "باب من یو داللہ به خیراً یفقهه فی الدین" میں ابھی نہ کور ہو چکا تو آدمی کیسائی ذہین و فہیم ہواور تعلم علم میں کتنی ہی جدو جہد کرے، ہر گز قابل اعتاد نہیں بلکہ توجہ اور التجالی اللہ ضروری ہے، بدون اس کے اراد ہُ خیر کی یہ نعمت میسر نہیں ہو سکتی، یعنی ضروریات تعلم میں دعاوالتجالی اللہ بھی ہے، اس لیے فہم وسعی کے ساتھ اس کی بھی اشد حاجت ہے۔ (۳۵)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کے باس کتاب کاعلم ہے وہ گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے استفادہ کرتا ہے، گویا کہ اس شخص کا سینۂ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ کے ساتھ منضم اور ملا ہوا ہے جبیبا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کوایئے سینۂ مبارک کے ساتھ ملا کر دعادی تھی۔ (۳۲)

حضرت شخ الحدیث مولاتا محمد زکریاصاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس باب کا مقصد حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے جو حضرت این عباس رمنی الله عنهما کے لئے دعا کی، اس کے سبب کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وہ سبب یا تو حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کی خدمت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کی خدمت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی الله علیه وسلم علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی رکھا تھا، یاان کا حسن اوب ہے کہ حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے ان کواپنے برابر کھڑ اکیالیکن وہ بیجھے ہو کر کھڑے ہوئے۔ان دونوں اسباب کا ذکر آگے آئے گا۔ (۳۷)

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمة الله علیه نے اس سے استاذ اور شیخ کا ادب بیان کیا ہو کہ استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کے لیے دعا کرتے رہیں، جبیا کہ حضوراکرم صلی الله علیہ وسلم نے حضرت ابن غباس رضی الله عنهما کے لیے دعا کی (۳۸)۔

⁽٣٥) لكا بواب والتراجم از حفزت فيخ الهند قدس سر ه (ص٩٥)_

⁽٣٦) لامع الدراري مع تعليقاته (ج٢ص٣٣)

⁽٣٤) تعليقات لامع الدراري (٢٦ص ٣٢ع) والأبواب والتراجم لصحيح البخاري (٣٣٠)_

⁽٣٨)الأبواب والتراجم لصحيح البخاري(٣٣٣)_

نیزوہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب مطلق جور کھاوہ تکثیر فائدہ کی غرض سے رکھا ہو، جس میں استاذ کا دعا کرنا بھی داخل ہے اور طالب علم کا دعا کو طلب کرنا بھی داخل ہے۔(۱)واللہ اعلم

٧٥ : حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ : حَدَّثنا عَبْدُ ٱلْوَارِثِ قَالَ : حَدَّثنا خَالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ آبْنِ (٢) اللهُمَّ عَلَمْهُ ٱلْكِتَابَ) . [٦٨٤٢ ، ٣٥٤٦ ، ١٤٣] عَبَّاسٍ قَالَ : (ٱللَّهُمَّ عَلَمْهُ ٱلْكِتَابَ) . [٣٨٤٦ ، ٣٥٤٦ ، ٢٨٤٦] مُرَاجِم رَجَالُ مُرَاجِم رَجَالُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَمْهُ اللهُ عَلَمْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْمُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْهِ عَلَيْهُ عَلَيْ عَلَيْهُ عَا عَلَيْهُ عَلَيْهِ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُوالِمُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَيْهُ عَلَ

یہ عبداللہ بن عمرو بن ابی لحجاج مِنقری بھری ہیں، ابو مُعمر کنیت ہے اور ''مقعد'' کے لقب سے معروف ہیں (۳)۔

یہ جربر بن عبدالخمید، عبدالعزیز بن محمد دراور دی، عبدالوہاب ثقفی، ملازم بن عمروحنی کے علاوہ عبدالوارث بن سعیدسے روایت ِحدیث کرتے ہیں خاص طور پرانہوں نے عبدالوارث سے خوب استفادہ کیا،اصولِ ستہ میں ان کی جتنی روایات مروی ہیں سب عبدالوارث کے واسطے سے ہیں (۴)۔

⁽۱)حواله بالا

⁽۲) قوله: "عن ابن عباس": الحديث أخرجه البخاري أيضاً في (ج ۱ ص ۲ ۲) كتاب الوضوء، باب وضع الماء عندالخلاء، رقم (۲ ۲ ۲) وفي (ج ۱ ص ۳ ۹) كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (المناقب) باب ذكر ابن عباس رضى الله عنهما، رقم (۳۷۵٦) وفي (ج ۲ ص ۰ ۸ ۰ ۱) فاتحة كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب (بدون ترجمة) رقم (۷۲۷۰). ومسلم في صحيحه في كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عباس رضى الله عنهما، رقم (۳۸۲۳)، والترمذي في جامعه في كتاب المناقب، باب مناقب عبدالله بن العباس رضى الله عنهما، رقم (۳۸۲۳) و (۲۳۸۳). والنسائي في السنن الكبرى (ج٥ص ١ ٥ و ۲ ٥) كتاب المناقب، باب: عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب حبرالأمة وعالمها و ترجمان القرآن رضى الله عنه رقم (۱۷۷۷۸) وابن ماجه في سننه، في المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول اله صلى الله عليه وسلم، فضل ابن عباس، رقم (۱۳۲۸).

⁽٣) تهذيب الكمال (ج٥١ص ٣٥٣) وسير أعلام النياء (ج١٥٠ ٢٢٢)

⁽٤) ويكي حاشية ابن العجمي على الكاشف (١٥٥ص٥٤٩) رقم (٢٨٧٨)_

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد، امام ابوزر عد، امام ابوحاتم، امام دارمی، امام ذبلی، عباس دُوری اور محمد بن واره رحمهم الله وغیره بهت سے اساطین حدیث ہیں (۵)۔

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "فقة ثبت" (٢)-

نيزوه فرمات بين "ثقة نبيل عاقل" (٤) ـ

على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "قد كتبت كتب عبدالوارث عن ولده عبدالصمد، وانا أشتهى أن أكتبها عن أبي معمر " ـ (٨)

حافظ ذہیں رحمۃ اللہ علیہ علی بن المد بنی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول کی قدرہ قیمت ظاہر کرنے کے لیے فرماتے ہیں"یقول علی مثل هذا القول مع أنه قد بقی أیضاً عبدالوارث وسمع منه جملة أحادیث"(۹)۔

يعقوب بن شيبه رحمة الله عليه فرماتے بين "كان ثقة ثبتاً، صحيح الكتاب، وكان يقول بالقدر" (١٠) ـ

الم عجل رحمة الله عليه فرمات بين "أبو معمر ثقة، يوى القدر" (١١) ـ

امام ابو عاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق متقن قوي الحديث، غيرأنه لم يكن يحفظ، وكان له قدر عندأهل العلم "(١٢)-

⁽۵) شیور فو تا فده كی تفصیل كے ليےد كھے تهذيب الكمال (ج١٥ص ٣٥٣) وسيو أعلام النبلاء (ج٠١ص ١٢٢)

⁽٦) تهذيب الكمال (ج٥١ص ٣٥٣) وير أعلام النياء (ج١٠٥ ٢٢٢)

⁽٧) حواله جات بالا

⁽٨) تهذيب الكمال (ح١٥ص ٣٥٥) وسير أعلام النبلاء (ح١٥ص ١٢٣)

⁽٩)سير أعلام النياء (ج٠١ص ٩٢٣)

⁽١٠) تهذيب الكمال (ج٥١ص٥٥٥) وسير أعلام النبلاء (ج٠١ص ٢٢٣)

⁽۱۱)حواله جات بالا

⁽١٢) تهذيب الكمال (ج٥١ ص٢٥٧) وسير أعلام النبلاء (ج٠١ ص١٢٣ و١٢٧)

ابوزر عدر حمة الله عليه فرمات بين "ثقة حافظ، يعني أنه كان متقناً محرداً لكتبه" (١٣) ـ ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب المثقات مين ذكر كيام (١٢) _

ان تمام تو شقات كرساته آپ نے يهال يه بھى طاحظه كياكه يه قدرى تقى،اس كے باوجودان كى احاديث كو اصحاب اصول سته نے قبول كيا اور اپنى كتابول ميں روايت بھى كيا، كيونكه وه داعى إلى البدعة نهيں سقے چنانچه امام ابوداؤد رحمة الله عليه فرماتے ہيں "و كان الايتكلم فيه" (١٥) يعنى وه "قدر" كى بارے ميں كلام بھى نہيں كرتے تھے۔

۲۲۴ھ میں ان کا نقال ہوا (۱۲) غفر اللہ لہ۔

(۲)عبدالوارث

یہ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تمین عنری تنوری بھری رحمۃ اللہ علیہ بیں، ابو عبیدہ ان کی کنیت ہے۔ (۱۷)

یه یزیدالرشک،الوب سختیانی،الوب بن موسیٰ،شعیب بن الحجاب،عمرو بن عبید،داؤد بن ابی مهند، عبدالعزیز بن صهیب، عبدالله بن ابی نجیح، سلیمان تیمی،ابوعمرو بن العلاءاور سعید بن ابی عروبه رحمهم الله تعالی وغیره حضرات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں ان کے بیٹے عبدالعمد بن عبدالوارث، ابو معمرالمقعد۔ وهوراویة کتبه مسدد بن مسربد، قتیب بن سعید، بشر بن هلال الصواف، عبیدالله بن عمرالقواریری اور علی بن المدینی رحمهم الله وغیره حضرات بیں۔(۱۸)

⁽١٣) حواله جات بالا_

⁽١٣) الثقات لابن حبان (ج٨ص٣٥٣ و٣٥٣)

⁽١٥) تهذيب الكمال (١٥٥ ص٥٥ صور اعلام النبلاء (ج ا ص ٢٢٣)

⁽١٦)الكاشف (ج اص ٥٤٩)ر قم (٢٨٧٨)_

⁽١٤) تهذيب الكمال (ج١٨ ص٨٤٨) وسير اعلام النبلاء (ج٨ ص٠٠٠)_

⁽۱۸) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھے تھذیب الکمال (ج٨م ص٨٥ مدم ٥٨ مدم) وسیر اعلام النبلاء (ج٨ص • ١٠٥٠ م)

امام ابوزر عدر حمة الله عليه فرماتے ميں "فقة" (١٩) ـ

امام الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بي "ثقة صدوق، ممن يعد مع ابن علية، وبشر بن المفضل، ووهيب، يُعدّ من الثقات، هو أثبت من حماد بن سلمة "ـ (٢٠)

الم نسائى رحمة الله عليه فرماتے ميں "ثقة ثبت"_(٢١)

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بن"كان ثقة حجة"_(٢٢)

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "كان قدرياً، متقنا في الحديث، كان شعبة يقول: يعرف الإتقان في قفاه" _ (٢٣)

ابن معين رحمة الله عليه فرمات بي "هو مثل حماد بن زيد في أيوب" _ (٢٣)

ائن معین سے جب پوچھا گیا"من اثبت شیوخ البصریین؟" فرمایا"عبدالوارث، وسمی جماعة"(۲۵)۔

ان تمام توهیقات کے باوجودان پر قدری ہونے کاالزام بھی ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدری ہونے کو جزم کے ساتھ نقل کرتے ہیں چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" والیہ المنتھیٰ فی التثبت الا أنه قدری متعصب لعمر وبن عبید"۔(۲۲)

نيز وه فرماتي بين "وكان عالماً مجوداً، من فصحاء أهل زمانه، ومن أهل الدين والورع، إلا أنه قدري مبتدع "_(٢٧)

⁽١٩) تهذيب الكمال (ج١٨ص ٣٨٣) وسير أعلام النبلاء (ج٨ص ٣٠٠)_

⁽۲۰) تهذيب الكمال (ج٨١ص٨٣)

⁽٢١) حواليه بالا

⁽۲۲) الطبقات الكبرى (ج٧ص ٢٨٩)

⁽٢٣) الثقات لابن حبان (ج ٢ ص ١٥٠) _

⁽۲۳) تهذيب الكمال (ج١٨ص ٨٨٧) وسير أعلام النبلاء (ج٨ص ٣٠٨)

⁽۲۵)حواله جانت بالا

⁽٢٦)ميزان الاعتدال (ج٢ص ١٤٤) رقم (١٠٠٥)

⁽²⁴⁾ سير أعلام النبلاء (ج٨ص ١٠١)

نيزوه فرماتے ميں "ثبت صالح لكنه قدري" ـ (٢٨)

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ عبدالوارث سے روایت کرنے سے منع کرتے تھے۔(۲۹)

یزید بن زریع رحمة الله علیه کها کرتے تھے"من أتى مجلس عبدالوارث فلایقربني"(۳۰)۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمة الله علیه فرماتے ہیں"ثقة ثبت رمي بالقدر، ولم یثبت عنه"۔(۱۳)

اس نفی کی بنیاد دراصل عبدالوارث کے بیٹے عبدالصمد کا یہ قول ہے جو وہ حلفاً کہتے ہیں"إنه
لمكذوب على أبي، وماسمعت قط یعنی القدر و كلام عمروبن عبید"۔(۳۲)

نيزوه خود فرمات بين مارأيت الاعتزال قط "ر (٣٣)

غالبًاان پر قدری ہونے کاجوالزام ہے وہ اس وجہ سے لگاتھا کہ وہ عمرو بن عبید معزلی کی تعریف کیا کرتے اور اس سے روایتی لیا کرتے تھے، چنانچہ وہ کہا کرتے تھے" لولا اننی اعلم انه صدوق ماحدثت عنه"۔ (۳۲۳)

نیزوه کهاکرتے تھے "أن يوماً من عمرو بن عبيد أكبر من عمر أيوب السختياني ويونس وابن عون"_(٣٥)

اگران پر قدری ہونے کاالزام ثابت ہو بھی جائے تب بھی چونکہ یہ داعی نہیں تھے اس لیے ان کی احادیث کو قبول کیا ہے۔ احادیث مقبول ہوں گی، چنانچہ جمہور محدثین نے اور اصحاب اصول ستہ نے ان کی احادیث کو قبول کیا ہے۔

⁽۲۸)الکاشف (جاص ۲۷)رقم (۳۵۱۰)_

⁽٢٩) تهذيب الكمال (ج٨١ص ٢٨٣) وسير أعلام النبلاء (ج٨ص ٣٠٣)

⁽۳۰)سير أعلام النبلاء (ج٨ص ٣٠٣)

⁽۳۱) تقريب التهذيب (ص ۳۷۷) رتم (۲۵۱م)

⁽۳۲) التاريخ الكبير (ج٢ص١١١)رقم (١٨٩١)

⁽۳۳)هدى البارى (٣٢٢م)_

⁽٣٣) حواله بالا

⁽۳۵)سير اعلام النبلاء (ج۸ص ۳۰۲)_

چنانچ حفرت عبدالله بن المبارک سے جب پوچھاگیا"کیف رویت عن عبدالوارث وترکت عمرو بن عبید؟"توانهوں نے فرمایا"إن عمراً کان داعیاً"۔(۳۱)

محرم ۱۸۰ھیںان کی وفات ہوئی (۳۷)رحمه الله تعالیٰ رحمة واسعة۔
(۳) خالد

ي مشهور محدث ابو المنازل. بضم الميم وكسرالزاى، وقيل بفتح الميم أيضاً (٣٨) خالد بن مبران حداء بعرى رحمة الله عليه بيل (٣٩)

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی الله عنه کی زیارت کی ہے۔ (۴۰)

یہ انس بن سیرین، محمد بن سیرین، هفصه بنت سیرین، حسن بھری، ابوعثان نہدی، ابوالعالیہ ریاحی، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن ابی میمونہ اور ابور جاء عطار دی رحمهم اللہ تعالی وغیر ہ حضر ات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

جبکه ان سے روایت کرنے والوں میں ابواسحاق فزاری، اساعیل بن علیہ، بشر بن المفصل، حفص بن غیاث، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، سفیان توری (۱۳) سلیمان الاعمش، شعبہ بن الحجاج، عبدالله بن المبارک، عبدالوارث بن سعید، محمد بن جعفر غندر، محمد بن سیرین (وهوشیخه) معتمر بن سلیمان، منصور بن المعتمر اور ابواسحاق سبیعی رحمیم الله تعالی وغیره بیں۔ (۲۳)

الم احدين حنبل رحمة الله عليه فرمات مين "فيت"_(سم)

⁽٣١)سير أعلام النبلاء (ج٨ص٥٠٣)_

⁽٣٤) سير أعلام النبلاء (ج٨ص ١٠٠٣)_

⁽٣٨) ديكھتے تقريب المتبذيب (ص١٩١) رقم (١٢٨٠)

⁽٣٩) تهذيب الكمال (ج٨ص١٤١)_

⁽٠٠) حواليه بالا

⁽٣)كذا في تهذيب الكمال(٨٥ ص ١٤٩)وليس فيه ذكر سفيان بن عيبنة، وذكر اللهبي في السيرابنَ عيبنة(٢٥هـ/١٩)ولم يذكرالتوري،فليحقق.

⁽٣٢) شيوخ و الذه كي تفصيل ك ليد كيس تهذيب الكمال (ج ٨ص ١٤١١-١٥٠) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ١٩١١)

⁽٣٣) تهذيب الكمال (ج٨ص١٨٠)

امام نسائی اور میحیی بن معین رحمهماالله تعالی فرماتے ہیں "فقة" (۴۴)_

حافظ ذبي رحمة الله عليه ان كو"الإمام الحافظ الثقة"(٣٥) اور "الحافظ،أحد الأئمة" (٣٦) اور "ثقة إمام" قرار دية بي (٢٨) _

ابن سعدر حمة الله عليه فهد بن حيان قيسى عنقل كرتے بين "وكان خالد ثقة، رجلاً مهيبا، لا يجترئ عليه أحد، وكان كثير الحديث " (٨٨) _

البتدامام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "يُكتب حديثه ولا يحتج به" (٢٩)

اسی طرح امام شعبه، ابن علیه اور حماد بن زیدر حمهم الله تعالی نے بھی ان پر کھ کلام کیا ہے۔ (۵۰)۔

ليكن حقيقت بيب كه جمهور نقاد حديث نان پرجو جرح كى كئ ب اس كورد كروياب، چنانچه ابن العجى رحمة الله عليه فرماتے بين "قال ابن الهادى فى "طبقاتة": ولم يقبل هذا القول منه فيه ولا فى غيره من الأثبات" _(۵) _

ظاہر ہے کہ امام احمد، ابن معین اور نسائی وغیر ہان کو ''فقه'' اور ''ثبت'' قرار دے رہے ہیں توابو حاتم کی جرحِ مبہم کیوں کرمؤثر ہو سکتی ہے؟!

پھر جہال تک شعبہ کے کلام کا تعلق ہے سوحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کام کا تعلق ہے سوحافظ ابن حجر دحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کھتے ہیں"و تکلم فیہ شعبۃ وابن علیۃ إما لکونه دخل فی شیء من عمل السلطان، أو لما قال حماد بن زید: قدم علینا قدمة من الشام فکانا أنكرنا حفظه"۔(۵۲)

⁽سمم)حوالة بالار

⁽۵۹)سير أعلام النبلاء (٢٥ص١٩)_

⁽٢٦)ميزان الاعتدال (ج١ص ٢٤٢) وقم (٢٤٦٦).

⁽۲۷) الكاشف (ج اص ۲۹۹)ر قم (۱۳۵۷)_

⁽٢٨) الطبقات الكبرى لابن سعد (ج٤٥ م١٥٩ و٢١٠)_

⁽٣٩) تهذيب الكمال (٢٨ص ١٨٠)_

⁽٥٠)ويك ميزان الاعتدال (جاص ١٨٣) رقم (٢٣٧١)_

⁽٥١) حاشية ابن العجمي على الكاشف (١٥) ٣١٩)_

⁽۵۲)هدي الساري (ص٥٠٠)_

حافظ ذہبی رحمۃ الله علیہ ابوحاتم اور شعبہ کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں "ما المتفت أحد إلى هذا القول أبداً"_(۵۳)

نیز شعبہ نے جب فالد حذاء کے بارے میں کلام کیا تو عباد بن عباد اور حماد بن زیددونوں ان کے پاس آ کے اور کہا" مالك! أجننت!! أنت أعلم، و تهدد فاه" چنانچہ شعبہ نے پھر كلام كرنا چھوڑ دیا۔ (۵۴)

البنة حماد بن زید نے جو کہا ہے کہ شام سے لوٹے کے بعد ان کے حافظ میں پچھ تغیر آگیا تھا ممكن ہے ہے بالكل آخر عمر كى بات ہو، چنانچہ تمام اصحاب اصول ستہ وديگر محد ثين نے ان كى احاد بہ سے احتجاج واستد لال كيا ہے (۵۵) واللہ اعلم۔

"حد اء" كے لقب سے معروف ہونے كى وجه

یہ بذات خودجوتے بنانے والے یا پیچنے والے نہیں تھے بلکہ چو نکہ یہ حذا کین کے ساتھ الحصتے بیٹھتے تھے اس لیے ان کانام "حد ؓ اء "را گیا۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ چوں کہ یہ حذا ئین کے پاس بیٹھ کرا نہیں ہدایت دیا کرتے تھے"احذ علی ھذا النحو"(اس طرح سیاکرو،اس طرح جوتے کو بناؤ)اس لیےان کانام"حذاء"ہوگیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے بی مجاشع کی ایک خاتون سے نکاح کیا تھا، اپنی بیوی کو لے کر حذا کین کے علاقے میں رہنے لگے تھے اس لیے ان کانام "حذاء" پڑگیا (۵۲)۔

امهاه یا ۱۸ اه میں ان کا نقال موا (۵۷) رحمه الله تعالی رحمهٔ واسعة به

(۴)عکرمہ

يه مشهورالمام حديث وتفسير ابوعبدالله عكرمه مولى عبدالله بن عباس مدنى رحمة الله عليه بين ميه مغرب

⁽٥٣)ميزان الاعتدال (جاص ١٩٣٣) رقم (٢٢٩١)_

⁽۵۳)ميزان الاعتدال (جاص ٢٣٣) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ١٩١)_

⁽۵۵) بدی الساری (ص۰۰۰)_

⁽٥٦) ديكيئ سير أعلام النيلاء (ج٢ص١٩٢)_

⁽۵۷)تهذیب الکمال (ج۸ص۱۸۱)_

کے بربری خاندان سے تعلق رکھتے تھے، حصین بن الی الحر العنبری کے غلام تھے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہبہ کر دیا (۵۸)۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد الله بن عمر، حضرت عبد الله بن عمر وہ عقبہ بن عامر جہنی، معاویہ بن ابی سفیان، یعلی بن امیہ، حضرت ابوہر برہ اور حضرت عبد الله عنصم سے رواست حدیث کی ہے، انہوں نے حضرت عائشہ، حضرت علی، حضرت ابو مجارت محدیث کی ہے، انہوں نے حضرت عائشہ، حضرت علی، حضرت ابو مجر صدیق، حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنصم سے بھی روایت کی ہے، لیکن محد ثین نے تصر یک کی ہے کہ ان کی ان حضرات سے جوروایت مروی ہیں وہ مرسل ہیں۔ (۵۹)۔

ان سے روایت کرنے والوں میں، ابراہیم نخعی، امام شعبی، عمرو بن دینار، ابوالز بیر کلی، قادہ، مطرالوراق، موسی بن عقبہ، ابوب سختیانی، اشعث بن سوار، حمید الطّویل، خالد الحذاء، امام اعمش، ساک بن حرب، عاصم بن بہدلہ، عاصم الاحول، فطر بن خلیفہ اور لیٹ بن ابی سلیم رحمہم اللّٰہ تعالیٰ وغیرہ حضرات بس۔ (۱۰)

جابر بن زیدر حمة الله علیه فرماتے بیں "عکومة مولی ابن عباس هذا أعلم الناس"_(٢١)

سعید بن جبیر رحمة الله علیه سے پوچھا گیا"تعلم أحداً أعلم منك؟" تو انہوں نے
فرمایا"نعم،عکومة"(٢٢)۔

امام قاده رحمة الله عليه فرمات بين أعلم التابعين أربعة.....وكان أعلمهم بالتفسير"(٢٣)_

⁽٥٨) تهذيب الكمال (ج٠٢ص ٢٢٨ و٢١٥) وسير إعلام النبلاء (ج٥ص ١١و١١)

⁽٥٩) حاشية ابن العجمي على الكاشف (ج٢ص٣٣) رقم (٣٨٩٧)_

⁽٧٠) شيوخ و تلافره كي تفصيل ك ليد كمي تهذيب الكمال (٢٠٥ ص٢٦٥ ٢٢٩) وسير أعلام النبلاء (٥٥ ص ١١٥ م)

⁽١١) تهذيب الكمال (ج٠٢ص ٢٤٢) وسير أعلام النبلاء (ج٥ص ١١) وهدي الساري (ص٢٢٨).

⁽۲۲)سير أعلام النبلاء (ج٥ص ١١) وتهذيب الكمال (ج٠٢ص ٢٧٢) و هدى السارى (ص٢٩٥)_

⁽١٣) تهذيب الكمال (ج٠٢ ص٢٤٢) وسير أعلام النبلاء (ح٥ ص١٤) وهدي الساري (ص٢٢٩)

ایوب شختیانی رحمة الله علیه فرماتے بین "لولم یکن عندی ثقة لم اکتب عنه " (۱۳)
عمروبن و ینار رحمة الله علیه فرماتے بین "ما رأیت مثل عکومة قط" (۲۵)
سلام بن مسکین رحمة الله علیه فرماتے بین "کان عکومة من أعلم الناس بالتفسیر " (۲۲)
سفیان توری رحمة الله علیه فرماتے بین "خذوا التفسیر من أدبعة "اور ان مین عکرمه کا ذکر

امام بخارى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس أحد من أصحابنا إلا احتج بعكرمة "(٢٨) ـ امام يخلى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "إذا رأيت انساناً يقع في عكرمة فاتهمه على الإسلام" ـ (٢٩)

امام نسائی رحمة الله عليه فرماتے بين "فقة" (٤٠)_

ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" (ا2)_

نيزوه فرمات بي "أصحاب ابن عباس عيال على عكرمة" (٢٢)_

امام اسحاق بن راهويه رحمة الله عليه فرمات بين وعكرمة عندنا إمام أهل الدنيا"_(21)_

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "كان عكومة من أهل العلم، ولم يكن في

موالي ابن عباس أغزر علماً منه "_(٤٣)_

⁽١٣)سير أعلام النبلاء (٥٥ ص ١٨) وهدي الساري (ص ٢٦٩) وتهذيب الكمال (٥٠٠ ص ٢٤٥)

⁽۲۵) هدي الساري (۱۲۹م)_

⁽٢٢)تهذيب الكمال (٢٠٢ص ٢٤٢) وهدي الساري (٢٢٩)_

⁽٢٤) تهذيب الكمال (٢٠٢ ص ٢٤٣) وسير أعلام النبلاء (٥٥ ص ١٨) وهدي الساري (ص ٢٩٩)

⁽١٨) تهذيب الكمال (٢٠٠٥ ٢٨٩) وسير أعلام النبلاء (٥٥٥ ١٣٥) وهدي الساري (٣٢٩)

⁽١٩) تهذيب الكمال (ح ٢٠٥ م ٢٨٨) ومير أعلام النبلاء (ح٥ ص ٣١) وهدي السازي (٣٢٩)

⁽⁴⁴⁾ تهذيب الكمال (ج٠٢ ص٢٨٩) وسير أعلام النبلاء (ح٥٥ ص٣١) وهدي الساري (ص٢٢٩)_

⁽۱۷) حواله جات بالا

⁽٢٠) تهذيب الكمال (ج٠٢ ص٢٨٩) وسير اعلام النبلاء (ج٥ ص٣٣) وهدي الساري (٢٢٩)

⁽۲۳)هدي الساري (۱۲۹۳)_

⁽٢٨) تهذيب الكمال (٢٠٠ م ٢٨٩) وسير أعلام النبلاء (٥٥ م ١١) وهدي الساري (٢٢٩) ـ

الو بكر بن الي فيثمه رحمة الله عليه فرمات بين "كان عكرمة من أثبت الناس فيما يروي ولم يحدث عمن هو دونه أو مثله، أكثر حديثه عن الصحابة رضى الله عنهم" ـ (24)

یہ ان کی تعدیل و توثیق اور امامیو شان سے متعلق چندا قوال ہیں جب کہ ان کے معدلین اور شاخوانوں کی فہرست کافی طویل ہے۔

ان تعدیلات و تو میقات کے ساتھ ان پر بڑے بڑے اکابر حضرات نے کلام بھی کیاہے، حافظ ابن ججر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب اور ہدی الساری میں ان تمام جروح کو نقل کر کے ان کاجواب دیا ہے اور ٹابت کیاہے کہ ان پر کوئی جرح ٹابت اور مقبول نہیں۔

حافظ ابن مجرر حمة الله عليه كے بيان كے مطابق ان پر جو كھ كلام كيا گيا ہے وہ تين فتم كے الزامات ہيں۔

(۱) ایک یہ کہ ان کو بعض حضرات مثلاً حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ نے جھوٹا قرار دیاہے۔ چنانچہ ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے مولی نافع سے خطاب کرتے ہوئے کہا"لاتکذب علی کما کذب عکرمة علی عبداللہ بن عباس"۔(۲۲)

ای طرح یہ بات سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نقل کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے مولی بردسے یہی بات کی۔ (22)

ای طرح علی بن عبدالله بن عباس سے جب بوچھا گیا کہ عکرمہ کو باندھا کیوں گیاہے؟ توانہوں نے جواب دیا" إنه يكذب علىٰ أبي "(24)۔

اس طرح اور بھی چند اقوال منقول ہیں جن میں عکرمہ کی طرف کذب کی نبیت کی گئی ہے۔ (29)

⁽⁴⁴⁾هدي الساري (47)_

⁽٧٦) نقله الذهبي في ميزان الاعتدال ثم ردّه. انظر (ج٣ص٩٧)ر قم (١٩٧٥)_

⁽²²⁾ميزان الاعتدال (جسم ٩٢) وتهذيب الكمال (ج٢٠٥ ص٢٨٠)

⁽۸۷)تهذیب الکمال (ج۲۰ ص۲۸۰)۔

⁽²⁹⁾ ديكي هدي الساري (ص ٢٢٥ و٢٢٨)_

حافظ ابن مجرر حمة الله عليه نے ان تمام اقوال کی تفدید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی الله عنبما سے نیز دوسرے حضرات سے اول تو صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، دوسرے بید کہ «کذب" کے معنی یہاں جھوٹ نہیں بلکہ "خطا" ہے جو اللہ عبال جاز کے نزدیک مستعمل ہیں (۱)۔

خود عكرمه رحمة الله عليه فرمات بين "أرأيت هؤلاء الذين يكذبوني من حلفي أفلا يكذبوني في وجهى"(٢)_

نير حضرت عكرمه رحمة الله عليه في ايك وفعد الوامامه بن سبل بن عليف عنه كما"يا أباأمامة، أذكرك الله، هل سمعت ابن عباس يقول: "ماحد ثكم عنى عكرمة فصد قوه، فإنه لم يكذب على؟" فقال أبو أمامة: "نعم" (٣)

عافظ این عبد البررحمة الله علیه فرماتے بین "فأماقولهم: كذاب، فلیس مما یثبت به جوح حتى يتبين ما قاله"_(م)

(۲)ان پردوسر االزام بیہ کد ان کاعقیدہ خارجیوں جیباتھا، چنانچد ان پرامام مالک نے جو نکیر کی ہے وہ اس وجہ سے کی ہے، امام ابو حاتم رحمة الله علیه فرماتے ہیں "والذي أنكر عليه مالك إنما هوبسبب رأيه"(۵)۔

حافظ ابن جررحمة الله عليه فرماتے ہیں که ان سے قطعی طور پر خارجیوں کاعقیدہ تابت نہیں، البته ممکن ہے بعض مسائل میں موافقت ہو، اس لیے ان کی طرف خارجی ہونے کی نسبت کردی گئی ہو۔(۲)

⁽۱) عدى السارى (ص٢٤ ١١٥) _

⁽۲) هدى البارى (ص ۲۸)_

⁽٣) تبذيب الكمال (ج٢٠ص ٢٤١) _

^{. (}٣) التمهيد (ج٢ص ٣٣)_

⁽۵) تبذيب الكمال (ج٠٢ص٢٨٩)_

⁽٢) عدى الراري (ص٢٨)_

حافظ عجل رحمة الله عليه فرمات بين "مكي تابغي ثقة، بريء ممايرميه به الناس من الحرورية" ـ (2)

(٣) تيسر االزام يه ب كه يه امراء ب جوائز وهدايا قبول كياكرتے تھے۔

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرمات بين كه بيكوئى اليى جرح نبيس كه ان كى روايتول كوروكرديا جائه وه فرمات بين "وهذا الزهري قدكان في ذلك أشهر من عكرمة، ومع ذلك فلم يترك أحد الرواية عنه بسبب ذلك "_(٨)

معلوم ہوا کہ ان پر جو کچھ کلام کیا گیاہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہی وجہ ہے کہ اصحابِ اصول ستہ میں سے انام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے سواسب نے ان کی حدیثوں کو علی سبیل الاحتجاج والاستد لال قبول کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی حدیثوں کو قبول تو کیاہے لیکن مقروناذ کر کیاہے۔(9)

آخر میں عکر مہ کے دفاع میں علاء کے چند جامع اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

ابن عبد البررجمة الله عليه فرمات بي "عكومة مولى ابن عباس: من جلة العلماء، لايقدح فيه كلام من تكلم فيه؛ لأنه لاحجة مع أحد تكلم فيه"_(١٠)

محمد بن نفر مروزى رحمة الله عليه فرمات بين "أجمع عامة أهل العلم على الاحتجاج بحديث عكرمة، واتفق على ذلك رؤساء أهل العلم للحديث من أهل عصرنا، منهم أحمد بن حنبل و إسحق بن راهويه، وأبوثور، ويحيى بن معين"_(١١)

الم ابن جرم طبرى رحمة الله عليه فرمات بي "ولم يكن أحد يدفع عكومة عن التقدم في العلم بالفقه والقرآن وتأويله، وكثرة الرواية للآثار، وأنه كان عالماً بمولاه، وفي تقريظ جلة أصحاب ابن عباس إياه ووصفهم لهم بالتقدم في العلم وأمرهم الناس بالأحذ عنه

⁽٤) تبذيب الكمال (ج٠٢ص٢٨٩)_

⁽۸) بعدى السارى (ص٢٨)_

⁽٩) هدى البارى (ص٣٢٥).

⁽١٠)التمهيد (ج٢ص٢٤)_

⁽۱۱)التمبيد (ج٢ص٣٣) وهدى الساري (ص٢٩٧)_

مابشهادة بعضهم تثبت عدالة الإنسان، ويستحق جواز الشهادة، ومن ثبتت عدالته لم يقبل فيه الجرح، وماتسقط العدالة بالظن، وبقول فلان لمولاه: لاتكذب علي، وماأشبهه من القول الذي له وجوه وتصاريف ومعان، غيرالذي وجهه إليه أهل الغباوة ومن لاعلم له لتصاريف كلام العرب"_(١٢)

نيزوه فرمات بين "لوكان كل من ادعى عليه مذهب من المذاهب الرديئة ثبت عليه ماادعى به وسقطت عدالته وبطلت شهادته بذلك: للزم ترك أكثر محدثي الأمصار؛ لأنه مامنهم إلاوقد نسبه قوم إلى مايرغب به عنه "(١٣)_

ائن حبان رحمة الله عليه فرمات بين ".....كان عكرمة من علماء الناس في زمانه بالقرآن والفقه.....ولايجب على من شمّ رائحة العلم أن يعرج على قول يزيد بن أبي زياد، حيث يقول: دخلت على على بن عبدالله بن عباس، وعكرمة مقيد على باب الحش، قلت: من هذا؟ قال: إن هذا يكذب على أبي. ومن أمحل المحال أن يجرح العدل بكلام المجروح، لأن يزيد بن أبي زياد ليس ممن يحتج بنقل حديثه، ولابشيء يقوله أيوب بن رزين عن نافع قال: سمعت ابن عمر يقول: يا نافع، لاتكذب علي كما يكذب عكرمة على ابن عباس، قلت القائل ابن حبان .: أما عكرمة فحمل أهل العلم عنه الحديث و الفقه في الأقاليم كلها، وماأعلم أحدًا ذمّه بشيء إلا بدعابة كانت فيه " (١٢)

ابن عدى رحمة الله عليه فرمات بين "وعكرمة مولى ابن عباس لم أخوج ههنامن حديثه شيئا، لأن الثقات إذا رووا عنه: فهومستقيم الحديث إلا أن يروي عنه ضعيف، فيكون قد أتى من قبل ضعيف لامن قبله، ولم يمتنع الأئمة من الرواية عنه، وأصحاب الصحاح أدخلوا أحاديثه إذا روى عنه ثقة في صحاحهم، وهوأشهر من أن يحتاج أن أخرج حديثاً من حديثه،

⁽۱۲) هدى السارى (ص٢٩)_

⁽۱۳) هدى البارى (ص۲۸م)_

⁽١٢) الثقات لابن حبان (٥٥ ص٢٢٩ و٢٣٠)_

وهو لابأس به"_(١٥)

١٠٠ها ١٠٥ها ١٠١ها ١٠٠ه على آب كانقال موار (١٦) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۵) این عباس

حفرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنما کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الرابع اور کتاب الإيمان، "باب كفران العشير و كفر دون كفر" كے ذيل ميں گزر كے ہیں۔ (١٧)

قال: ضمّني رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا۔

حضرت ابن عباس رضى الله عنها كم مناقب مين بهى اس حديث كوذكركيا كياب اس مين اضافه بي "ضمّنى النبى صلى الله عليه وسلم إلى صدره" (١٨) كه آپ نے مجھا پنے سينه مبارك سے لگاليا۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنه اس وقت بالغ تو نہیں ہوئے تھے البتہ صبی ممیز تھے، اس سے معلوم ہوا کہ بطورِ شفقت چھوٹے رشتہ داربچوں کوسینہ سے لگانا جائز ہے۔ (19)

وقال: اللهم علمه الكتاب

اور آپ نے فرمایا اللہ!ان کو کتاب کاعلم عطافرما۔

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو اپنے سینہ مبارک سے لگا کریہ عظیم دعا دی کہ اے اللہ ان کو کتاب اللہ کا علم عطافر ما، کتاب کے اندر تمام امور دین اور احکام شرعیہ آجاتے ہیں،

⁽١٥) الكامل لابن عدى (ج٥٥ إ١٢ و٢٤٢)

⁽١٦) تهذيب الكمال (ج٠٢ ص١٩١ و٢٩٢)_

⁽١٤) ديكين كشف الباري (جاص ٣٣٥) و (ج٢ص ٢٠٥).

⁽۱۸)صحیح البخاری(ج۱ص۵۳۱) کتاب فصائل أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم (المناقب) باب ذکر ابن عباس رضی الله عنهما رقم(۳۷۵۷)۔

⁽١٩) فتح الباري (ج اص ١٤٠) _

اس عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شر عیہ اور علوم دیدیہ کا سر چشمہ پیغیبر علیہ السلام کا صدر ہے، جس کو بھی یہ دولت ملے گی آپ ہی کے صدرِ مبارک سے ملے گی، جس کا صدر جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتصال و قرب رکھے گاای قدر اس پر علوم کا فیضان ہوگا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال و قرب کا دارومد ارا تباع سنت اوراحکام خداوندی کی بجا آوری پر ہے۔

یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کواپنے سینہ مبارک سے ملا کر افاضہ علوم فرمایا اور حضرت ابو ہر میرہ رضی اللہ عنہ کی طلب پر صدرِ مبارک سے کوئی چیز نکال کر ان کی چادر میں رکھ دی اور ارشاد ہواکہ اسے اسے سینہ سے لگالو جس سے حضرت ابو ہر مرہ د ضی اللہ عنہ کا سینہ گنجینہ علوم نبوی بن گیا۔ (۲۰)

انقالِ علوم کا یمی طریقه حضرت حق جل مجده کی نیابت میں حضرت جبریل علیه السلام نے آپ کے ساتھ اختیار کیا تھا، (۲۱) صالحین امت میں بعض اہل اللہ کاعمل بھی اسی فتم کارہاہے۔

اس روایت کے ایک طریق میں "الکتاب" کی جگه "الحکمة" کا ذکر آیا ہے۔(۲۲)اگرچه "حکمت" کی قلیر میں علماء نے بہت ہے اقوال ذکر کیے ہیں مثلاً: قرآن، عمل بالقرآن، سنت، درستگی قول، خشیت، فہم عن الله، عقل، مایشھد العقل بصحة، نوریفرق بین الالہام والوسواس، سرعة الجواب مع الاصابة، وغیرہ لیکن بظاہر یہال "کتاب الله" اور "فہم قرآن" مراد ہے۔ (۲۳) والله اعلم۔

حضوراكرم صلى الله عليه وسلم كي دعاكاسبب

حضورا کرم صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنهما پر جوبیه مخصوص شفقت فرمائی اور خاص د عادی آس کا سبب کیا تھا؟

احادیث میں دوواقع ملتے ہیں، ایک کا تعلق خدمت سے ہے اور دوسرے کا تعلق ادب واحترام سے، دونوں ہی واقعات دعاکا سبب ہو سکتے ہیں۔

⁽٢٠)انظر الإصابة (٢٠٥٥)

⁽٢١)كما في حديث عائشة عنه البخاري في صحيحه (١٥ص ٢٥٣)كتاب بدء الوحي، الحديث الثالث، رقم (٣): فاحذني فغطني حتى بلغ مني الجهد وقد فعل ذلك ثلاثا_

⁽۲۲) " صحيح البخاري (ج اص ۵۳۱) كتاب المناقب، باب ذكرا بن عباس رضى الله عنهما، و قم (۷۵۷)

⁽۲۳) فتح البارى (ج اص ۱۷۰)_

ایک واقعہ تو بیہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کی ضرورت سے تشریف لے گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آرام کی غرض سے پانی بھر کرر کھ دیا، آپ تشریف لائے، پوچھاکہ پانی کس نے رکھاہے؟ معلوم ہوا کہ ابن عباس نے، آپ خوش ہوئے اور دعادی۔ (۲۴)

اس عمل میں اصل دعاکا سبب یہ بات ہے کہ جب آپ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو حضر تبابن عباس رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ جب میں یہاں حاضر ہوں تو جھے کوئی خدمت انجام دینی چاہے ،اس سلطے میں تین صور تیں سامنے آئیں، پانی لے کر خلاء میں حاضر ہونا، بیت الخلاء کے دروازے کے باہر آپ کے قریب پانی رکھ دینا، یا آپ کی طلب پر پانی حاضر کرنا، سوان مین سے کہا صورت میں بے پردگی تھی، تیسر کی صورت میں تغییل علم میں تاخیر کا خطرہ تھا، البتہ دوسر کی صورت میں تستر کی رعایت بھی تھی اور فوری طور پر خلاسے باہر تشریف لا کر استنجاء بالماء میں ان کی اعانت بھی ہوتی تھی، لہذااس کو اختیار کیا، در حقیقت یہ ان کی ذکاوت اور سمجھ داری کی بات تھی، جزاء من جنس العمل مور تا نہ اللہم علمہ الکتاب "کی دعافر مائی، یعنی حق تعالی ان کو اور زیادہ فہم سلیم اور دانائی عطافر مائے۔ (۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خدمت اور اس کے صلے میں دعاؤں کا حصول، علم کے لیے مرومعاون ہے۔

غالبًا یہ واقعہ اس وقت پیش آیاجب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رات حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری میں گزاری تھی تاکہ آپ کے رات کے معمولات دیکھیں کہ آپ کی رات کی عبادت کیا ہے؟ کتنی رکعات اداکرتے ہیں، وقت کیا ہے؟ وغیرہ دوغیرہ (۲۲)۔

⁽٢٣) "عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل الخلاء، فوضعت له وضوء ا، قال: من وضع هذا؟ فأخبر، فقال: اللهم فقهه في الدين" صحيح البخاري(١٤٥٥) "تاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، رقم (١٣٣)_

⁽٢٥) و يكيف اليفاح البخاري (ج٥ص ا٤) _

⁽٢٧) انظر صحيح البخاري (١٤٥٥) كتاب العلم، باب السمر في العلم، ر آم (١١١)

یہاں پیشبہ نہ کیا جائے کہ ایسے کمرہ میں جہاں دو آد میوں کی جگہ بھی مشکل سے نگلتی ہوایک تیسرے انسان کاخاتلی معاملات کا

دوسر اواقعہ منداحمد میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تہجد کی نماز میں اپنے برابر کھڑا کرلیا حضرت ابن عباس پیچے ہے کر کھڑے ہوگئے، آپ نے پھر برابر میں کھڑا کیا، وہ پھر پیچے ہوگئے، آپ نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ میں جب عہمیں آگے کر تا ہوں تو تم پیچھے کیوں ہوجاتے ہو؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ "أوينبغى المحد أن يصلى حذاء ك وأنت رسول الله؟" (٢٧) كياكس شخص كے ليے يہ مناسب ہے كہ آپ يعنی اللہ كر سول كے برابر میں کھڑا ہو كر نماز پڑھے؟!اس پر آپ نے علم و فہم كى زیادتی كی دعادى۔

حاصل میہ کہ حدیث سے میہ بات ثابت ہوگئ کہ فہم و ذکاوت اور محنت کے علاوہ بزرگول کی وعائیں بھی حصولِ علم کے لیے نہایت ضروری ہیں اور ان دعاؤل کے حاصل کرنے کا ذریعہ میہ ہر کہ بزرگول کی خدمت کی جائے اور ان کے ادب واحر ام کا پورا پورا لحاظ کیا جائے، جسیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کتاب کی دعاحاصل کی اور صحابہ کرام کے در میان علمی اعتبار سے امتیازی مقام حاصل کیا۔ چنانچہ تفسیر قرآن میں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہماکا مقام واضح ہے ہی، فقہ دین میں جو مقام بلندان کو ملاوہ بھی کسی سے مخفی نہیں آج خاص طور پر فقہ شافعی کا مدار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہماکی مرویات واجتہادات یر ہے۔

حديث باب اور ترعمة الباب مين انطباق بالكل واضح بروالله اعلم بالصواب

١٨ - باب : مَنَى يَصِحُ سمَاعُ ٱلصَّغِيرِ

بابِ سابق کے ساتھ ربط ومناسبت

باب سابق میں حضرت ابن عباس رضی الله عنها کے حق میں حضور اکر م صلی الله علیہ وسلم کی دعا مذکور تھی اس وقت حضرت ابن عباس عبی ممینز تھے، جبکہ اس باب میں ساع کے سلسلے میں غلام

جائزہ لینے کے لیے رات کے وقت قیام کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ وجہ بیہ ہے کہ ایک روایت میں بیہ تقریح موجود ہے کہ حضرت میموندر منی اللہ عنہااس زمانہ میں حالت ِ حیض میں تھیں۔ دیکھنے فتح الباری (ج۲ص ۸۸۲) کتاب الوتر۔ (۲۷) منداحمہ (جام ۲۳۰)۔

ميتز كاحال مذكور ہے۔ (۲۸)

یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ پچھلے باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعائیں حاصل کیں اور بالغ ہونے کے بعد ان دعاؤں کو نقل کیا اور آپ کی نقل پر پور اپور ااعتماد کیا گیا، حضرت ابن عباس اس وقت صغیر تھے اس لیے اس کو فور أبعد "متی یصح سماع الصغیر" کاباب قائم فرمادیا۔ (۲۹)

ترجمة الباب كامقصد

سب سے پہلے یہاں یہ سمجھے کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایک مخل حدیث ہے اور ایک اداء حدیث۔ مخل حدیث ساع کو کہتے ہیں اور اداء حدیث روایت واساع حدیث کو کہتے ہیں۔ یہاں "ساع" سے یہی" مخل" مرادہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں دو جزئی واقعات ذکر کیے ہیں، ان کے مجموعہ سے معلوم ہو تاہے صحت ِ تحل وساع کے لیے کوئی حد معین نہیں بلکہ مطلق سنِ تمیّز وتعقل سنِ صحت ِساع و تحل ہے۔ (۳۰)

حضرت شیخ البندر حمة الله علیه کی بھی یہی رائے ہے۔ (۱۳)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے قریب بات کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اواء حدیث کے لیے عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے، البتہ تخل کے لیے بالغ ہونا ضروری نہیں، صبی جو کہ قریب البلوغ ہواور خیروشر کے درمیان تمییز کرسکے اس کا مخمل درست ہے، مؤلف کا مقصد اس کا اثبات ہے۔ (۳۲)۔

⁽۲۸) عمدة القارى (جعص ١٤٥٨)

⁽٢٩)و يكھيَّ اليفاح البخاري (ج٥ص ٧٤ و٣٤)

⁽٣٠) حاشية السندي على صحيح البخاري (جاص٢٨)_

⁽٣١) الأبواب والتراجم (٣٩٥) _

⁽٣٢) شرح تراجم أبواب صحيح البخاري (ص10)_

ِ سنِ تخل حديث ميں علماء كااختلا**ف**

ا بھی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیہ بات گزر چکی ہے کہ اداء حدیث کے لیے عاقل و بالغ ہونے کی شرط متفق علیہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ بعض حضرات بلوغ سے قبل مخل حدیث منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بالغ ہونے سے پہلے تحمل حدیث کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۳۳)

لیکن جمہور کے نزدیک بلوغ سے قبل مخل درست ہے۔ (۳۴)

پھراس عمر کی تحدید میں اختلاف ہے جو ساع کے مقبول ہونے کے لیے ضروری یامستحب ہے۔

بعض حضرات، خاص طور پر اہلِ کوفہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ بیں سال سے پہلے ساع و تحمل حدیث نہیں کرناچا ہے۔(۳۵)

امام ابوعبداللَّدز بيري رحمة الله عليه اس عمر كومستحب قرار ديتے ہيں (٣٦)_

موسى بن بارون حمال رحمة الله عليه فرمات بي "أهل البصرة يكتبون لعشر سنين، وأهل الكوفة لعشرين، وأهل الشام لثلاثين "_(٣٤)

امام یحیی بن معین رحمة الله علیه فرماتے ہیں که سن تحمل حدیث پندرہ سال ہے (۳۸)۔ امام یزید بن ہارون رحمة الله علیه تیرہ سال کی تحدید کرتے ہیں (۳۹)۔

موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بچہ گائے اور دوسرے جانوروں میں فرق

⁽٣٣)وعليه ابو منصور محمد بن المنذر بن محمد المراكشي الفقيه الشافعي. انظر فتح المغيث للسخاوي(٣٢٥ الشافعي.)

⁽٣٣) ويكت علوم الحديث لابن الصلاح (ص ١٢٨) النوع الرابع والعشرون، معرفة كيفية سماع الحديث وتحمله وصفة ضبطه. (٣٥) علوم الحديث (ص١٢٨و ١٤٩)_

⁽٣٦)علوم الحديث (ص ١٢٨)وفتح المغيث للسخاوي (٢٦ص ١٣٧)و الكفاية (ص ٥٥)_

⁽٣4)الكفاية (ص٥٥)

⁽۳۸)الكفاية(٤٣س)

⁽٣٩) حوال بالا

کر سکے تووہ سن مخل ہے۔ (۴۰)

قاضى عياض رحمة الله عليه فرمات بي "قد حدّد أهل الصنعة في ذلك أن أقله سنّ محمود بن الربيع" (١٦) اور بخارى كى روايت بين ان كاپانچ ساله مونا ند كور ب، البذا گويا سن تخل پانچ سال به مال به مال به سال به سن الله مونا ند كور به الله الله مونا ند كور به البذا گويا سن تخل پانچ سال به سال

حافظ ابن العملاح رحمة الله علّيه فرمات بين "التحديد بحمس هو الذي استقر عليه عمل أهل الحديث الممتأخرين" (٣٢) چنانچه وه فرمات بين كه جوپانچ ساله ياس برا به تواس كے ليه "سمع" كالفظ استعال كرتے بين اور جواس سے چھوٹا بواس كے ليے "سمع" كالفظ استعال نہيں بو تابلكه "حضر" يا" أحضر "كالفظ استعال بو تاہد (٣٣)

حافظ ابن الصلاح رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ تحدید کرنے کے بجائے یہ دیکھا جائے کہ وہ بچہ خطاب کو سجھتا ہو اور جواب دے سکتا ہو، لہذااگر کوئی بچہ جوپانچ سال کا بھی نہ ہوا ہو لیکن خطاب وجواب کی صلاحیت رکھتا ہواس کا ساع درست ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ کوئی پانچ سال سے زائد ہو چکا ہو لیکن خطاب وجواب کی المیت نہیں رکھتا سوایے شخص کے ساع کا اعتبار نہیں ہے۔ (۴۴)

ای کوامام احمد بن طنبل رحمة الله علیه نے "عقل وضبط" سے تعبیر کیاہے، کہ جو بچہ سمجھ جائے اور ضبط کرنے کی صلاحیت رکھتا ہواس کاساع درست ہے۔ (۴۵)

جہور جو بلوغ کی قید نہیں لگاتے اور نہ ہی کسی سن کی تحدید کرتے ہیں ان کی دلیل وہ روابات ہیں ، جو صغارِ صحابہ مثلاً حضرات حسنین، عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن الزہیر، عبداللہ بن عباس، نعمان بن بشیر، سائب بن یزید، مسور بن مخرمہ،انس بن مالک، مسلمہ بن مخلد، عمر بن ابی سلمہ، یوسف بن

⁽۲۰)الكفاية (١٥٠)_

⁽١٦) الإلماع (ص٥٨)_

⁽۳۲)علوم الحديث (ص١٣٠)_

⁽١٣١٨) حوالند بالا

⁽٣٣)و يكفئ علوم الحديث لابن الصلاح (ص٠١١)

⁽۴۵) دیکھئے الکفایة (۱۳۳)۔

عبداللہ بن سلام، ابوالطفیل اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہیں، محدثین نے ان کی روایات میں میں نہیں کی کہ یہ روایات بلوغ سے قبل کی ہیں اور یہ روایات بلوغ کے بعد کی۔(۴۷)

امام ابن معین رحمة الله علیه نے جو پندرہ سال کی تحدید کی ہے ان کا استدلال حضرت عبدالله بن عمر رضی الله عنها کے واقعہ سے ہے کہ حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے انہیں غزو و بدر میں شرکت سے منع فرمادیا تھا، اور چیر جب غزو و احد کا موقع آیا تواس میں شرکت کی اجازت دے دی تھی کیونکہ اس وقت وہ پندرہ سال کے ہو چکے تھے۔ (۲۷)

لیکن امام احمد رحمة الله علیه فرماتے بین که پندرہ سال کی قید قبال کے لیے تو بالکل درست ہے کیو نکہ اس میں جسمانی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور جنگی مہارت کی، جبکہ تخل حدیث میں تو عقل وضبط کی ضرورت ہوتی ہے، اگر کسی کے اندر عقل وضبط موجود ہو تواس کے لیے سانع حدیث کی اجازت ہے اور اس کا ساع معتبر ہے۔ (۴۸)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں كه ابن معین رحمة الله علیه نے جو پندرہ سال كى تحدید كى ہے اس میں دواخمال ہو سكتے ہیں ایک ہے دوہ پندرہ سال كى عمر كوابتداءِ طلب كے ليے مناسب خيال كرتے ہیں كه پندرہ سال میں بچه كو طلب حدیث كرنى چاہيے ہيہ معنی درست ہو سكتے ہیں۔

دوسر ااخمال وہی ہے جو متبادرہے کہ وہ پندرہ سال کی عمر کو لازمی قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس بچے نے پندرہ سال سے قبل کوئی حدیث س لی اور اسے یاد کر لیااس کا اعتبار نہیں۔ سویہ معنی قابلِ قبول نہیں(۴۹)۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اہلِ علم کا اتفاق نقل کیا ہے کہ حالت صغر میں سن ہوئی روایت کو اگر بعد میں اداکیا جائے تووہ مقبول ہے،اس لیے ابن معین

⁽٢٨) فق المغيث للسخاوي (ج٢ص ١٣٥٥ و١٣١)_

⁽٤٨) ويكف فتح البارى (ج اص ١٤١) والكفاسة (ص ١٢)_

⁽۸۸) و یکھنے فتح الباری (ج اص ۱۷) والکفایة (ص ۲۳)_

⁽۴۹) فخ البارى (ج اص ا ۱۷)_

رحمة الله عليه كے قول كے پہلے معنى ہى يہاں مراد بين نه كه دوسر معنى (٥٠)والله اعلم_

٧٦ : حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُويْسِ قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنِ آبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ غَبَيْدِ اللّهِ بْنِ عَبْدِ اللّهِ بْنِ غَنْبَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : أَقَبْلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارِ أَتَانِ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإَحْتِلَامَ ، وَرَسُولُ اللهِ عَيْقِالِيْهِ يُصَلِّي بِنِي إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفَ ، وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ ، فَلَمْ يُنْكُرْ ذَلِكَ عَلَى .

[1 1 2 2 TYA 2 AOV 2 2 1] W

تزاجم رجال

(١) اساعيل بن أبي أوليس

ان کے حالات کتاب الا یمان "باب تفاضل أهل الإیمان في الأعمال "کے تحت گزر چکے ہیں۔(۵۲)

(۲)مالک

بدامام الك بن انس رحمة الله عليه بين، ان كے حالات كتاب الإيمان "باب من الدين الفواد من الفواد من الفواد من الفتن" كے تحت گزر م بين (۵۳)

(٥٠) حواليه بالار

(۵۲) د م محصے کشف الباري (ج ٢ص ١١٣) ١

(۵۳) ديكھ كشف البارى (ج ٢ص ٨٠)

(۳) ابن شهاب

یہ امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات "بدءالوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔(۱)

(۴) عبيد الله بن عبد الله بن عنبه

ید مدیند منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے مشہور فقیہ عبیداللد بن عبداللد بن عتب بن مسعود ہذلی مدنی رحمة الله علیه عیں ابوعبدالله ان کی کنیت ہے۔ (۲)

یہ حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، فاطمہ بنت قیس، ابوواقد لیٹی، زید بن خالد جہنی، حضرت ابن عباس (جن کی آپ نے طویل صحبت اٹھائی) حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو سعید، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت میموند، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ان کے بھائی عون بن عبداللہ بن عتبہ، ضمر ہ بن سعید مازنی، عِر اک بن مالک، موسی بن ابی عائشہ، ابوالزناد، صالح بن کیسان، خصیف جزری اور سالم ابوالنظر رحمہم اللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں (س)۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "....و کان ثقة فقیھاً کثیر المحدیث والعلم شاعہ ا۔ "(س)

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين ".....تابعي، ثقة، رجل صالح، جامع للعلم، وهومعلم عمر بن عبدالعزيز"_(۵)

امام ابوزرعد رحمة الله عليه فرمات يين "فقة مأمون إمام"_(٢)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو "كتاب التقات" مين ذكر كيا ب اور فرمايا" من سادات

⁽١) ويكفي كشف البارى (جام ٣٢٧)_

⁽٢) تهذيب الكمال (ج١٩ص ٢٤) وسير أعلام النبلاء (ج٥ص ٢٥٥)

⁽٣) شيوخ و تلانده كى تفعيل كريكي تهذيب الكمال (ج١٥ ص ٢٥ و٥٠) وسير أعلام النبلاء (ج م ص ٢٥ م و٢٥ م) .

⁽٣)الطبقات لابن سعد (ج٥ص٢٥٠)_

⁽۵) تهذيب الكمال (ج١٩ص٥٥) وسير أعلام النبلاء (ج٣ص٢٥)

⁽٢)حواله جات بالا

التابعين" ـ (٤)

حافظ و بي رحمة الله عليه قرمات بيل "كان من بحور العلم"_(٨)

الم رُبرى رحمة الله عليه فرمات بين ".....اما عبيدالله بن عبدالله ، فكنت إذا لقيته أتفجر منه بحراً وكنت أظن أنى قد علمت العلم، فلما جالسته رأيت أني كنت في شعاب من العلم "_(9)

امام طبرى رحمة الله عليه فرمات بين "كان مقدماً في العلم والمعرفة بالأحكام والحلال والحرام، وكان مع ذلك شاعراً مجيداً" (١٠)

ا ين عبد البررجمة الله عليه فرمات بي "أحد الفقهاء العشرة ثم السبعة الذين تدور عليهم الفتوى، وكان عالماً فاضلاً مقدماً في الفقه، تقياً شاعراً محسناً لم يكن بعد الصحابة إلى يومنا فيما علمت فقيه أشعر منه ولا شاعر أفقه منه" (١١)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة فقيه ثبت"_(١٢)

اصحاب سیر نے لکھاہے کہ ان کے پاس دوسر سے اہل علم و فضل جس طرح کسب فیض کے لیے حاضر ہوتے تھے اسی طرح حضرت علی بن الحسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی آیا کرتے تھے، وہ بیٹھے رہے اور عبیداللہ بن عبداللہ نماز میں مشغول ہوتے تو کر جب نماز میں مشغول ہوتے تو کھر کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے، کسی نے ان سے کہا''یا تیك ابن بنت رسول الله صلی الله علیه و سلم فتحبسه هذا الحبس ؟!''توانہوں نے فرمایا''اللهم غفراً، لابد لمن طلب هذا الشان ان یعنی "لیمن اللہ محصے معاف فرمائے، لیمن حقیقت ہے کہ جو بھی یہ علم حاصل کرنے کے دریے ہوتا ان یعنی "لیمن اللہ محصے معاف فرمائے، لیمن حقیقت ہے کہ جو بھی یہ علم حاصل کرنے کے دریے ہوتا

⁽٤) الثقات لابن حبان (ج٥ص ٦٣)_

⁽۸)الكاشف (جاص ۱۸۲)ر قم (۱۲۵۳).

⁽٩) تعليقات تهذيب الكمال (ج١٩ص ٢١) نقلاً عن تاريخ أبي زرعة الدمشقي (ص٥٢١)_

⁽١٠) تهذيب التهديب (ج ٢ص ٢٢)

⁽¹¹⁾ حواله بالا

⁽١٢) تقريب التهذيب (ص ٢٤٣) رقم (٩٣٠٩)_

ہے وہ مشقت میں ضرور پڑتا ہے۔ (۱۳)

آپكانقال ٩٩هيا ٩٥هيا ٩٩هيا ٩٩ه يس بوار (١٢) رحمه الله تعالى رحمة واسعة ـ (١٢) عبد الله بن عباس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا کے حالات "بدءالو کی" کی چو تھی حدیث کے ذیل میں (۱۵) اور کتاب الإیمان" باب کفران العشیر و کفر دون کفر" کے تحت گزر چکے ہیں (۱۲)۔

قال: أقبلت راكباً على حمارأتان

حضرت ابن عباس رضی الله عنهما فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔

"حمار "كاطلاق جنس پر مو تاب، خواه ندكر مويامونث مور (١٤)_

"أتان"كااطلاق أنشى الحمار يربهو تام (١٨)_

"حمارِ أتانِ" دونوں مجرور ہیں، "أتان" یا تو" حماد " سے بدل ہے یاس کی صفت ہے۔ (١٩) بعض حضرات نے اس کواضافت کے ساتھ بھی ہو ھا ہے۔ (٢٠)۔

ليكن اس پراشكال يه عكد اس من اضافة الشيء إلى نفسه لازم آتى ي-

اس کاجواب یہ ہوسکتاہے کہ یہ کوفیین کے مسلک کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ صرف اختلاف لفظ کی صورت میں بھی اضافت درست ہے خواہ دونوں ہم معنی ہوں (۲۱)۔

⁽۱۳) ريكت سير اعلام النبلاء (٣٨٨) ترجمة على بن الحسين زين العابدين و (٣٤٩ ٥/٥) توجمة عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود

⁽١١) تهذيب الكمال (ج١٩ص١٦)_

⁽١٥) كشف البارى (جاض٥٣٥)_

⁽۱۲) کشف الباری (ج۲ص ۲۰۵)۔

⁽١٤)عمدة القارى (ج٢ص ٢٩)_

⁽١٨)مختار الصحاح (ص٣)وعمدة القارى (٢٦ص٢٩)_

⁽١٩)عمدة القارى (ج٢ص ٢٩) وفتح البارى (ج١ص ١٤١)

⁽۲۰)فتح الباري (جاص ۱۷۱) وعمدة القاري (ج٢ص ٢٩)_

⁽٢١)وشرط الكوفية في الجواز اختلاف اللفظ فقط من غير تاويل.....انظرجمع الجوامع وشرحه همع

"حمار" کے بعد "أتان" لاكريہ بتاديا كه يه حمار از جنس انثى ہے "حمارة" بالتاء نہيں كہا، علامه كرمانى رحمة الله عليه فرماتے بيں كه "حمارة"اس ليے نہيں كہاكه ہوسكتاہے كه كوئى اخمال پيداكر ساور خيال كرے كه يه تائے وحدت ہے۔(٢٢)

لیکن علامہ برماوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارد کیا ہے اور کہاہے کہ "حمار" وہ اسم جنس نہیں ہے جس کے واحد اور جمع میں تاء کے وجود اور عدم سے فرق کیا جاتا ہے، بلکہ "حمار" اسم مفرد ہے (۲۳)۔

صیحے بات وہ ہے جو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے دکر کی ہے کہ دراصل "حمارة" کا اطلاق جہاں انثی اتان کے لیے ہو تا ہے وہاں "فرس سحبین" (۲۳) کے لیے بھی ہو تا ہے۔ لہذا" حمارة" کہنے کی صورت میں بیا اختال بھی پیدا ہو تا کہ وہ فرس سحبین ہو، حالا نکہ وہ" اتان" یعنی حمار از قبیل اللی ہے۔ (۲۵)

میں بیا حمال بھی پیدا ہو تا کہ وہ فرس سحبین ہو، حالا قبال کا کہ وہ" اتان" یعنی حمار از قبیل اللی ہے۔ (۲۵)

نكته

ابن الا ثیر جزری رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہاں "حماد" کے بعد "أتا ن" کولایا گیا ہے، اس سے بیبات سمجھ میں آتی ہے کہ مرور انثی حمار قاطع صلوۃ نہیں، اور جب حمیر کے انثی کا مرور قاطع نہیں تو انسان جواشر ف واکمل ہے اس کے انثی کا مرور کیونکر قاطع صلوۃ ہو سکتا ہے!!(۲۷)

ابن الا ثیر جزری رحمة الله علیه کی به بات ایک نکته کی حیثیت تو رکھتی ہے کیکن دوسری روایات کی معارض ہے، ظاہر ہے که روایات کے معارضہ کے لیے قیاس کافی نہیں(۲۸) بلکه اس کے لیے تو

الهوامع (٤٢٥ ٣٩) وانظر أيضاً الأشموني مع حاشيته للصبان (٢٥٠ ٢٥٠)_

⁽۲۲)شرح الكرماني (٢٢ ص٥٠)_

⁽٢٣)شرح القسطلاني (جاص١٤٥)_

⁽۲۳) الهجين من الحيل: ماتلده بو ذونة من حصان عربي (ييني مال مجمى نسل كى گورثرى بواور باپ عربي النسل بو) انظر المعجم الوسيط (ج٢ص ٩٧٥) _

⁽۲۵)عمدة القارى (ج٢ص ٢٩)_

⁽٢٦) ذكره الجوهري، انظر فتح البارى (ج اص ١٤١) وعمدة القارى (ج٢ص ٢٩) .

⁽٢٧) النهاية لابن الا ثير (جاص٢١) ادة أتن _

⁽۲۸) فتح البارى (ج اص ۱۷۱)_

روایات جا ہئیں،جبروایت موجود ہو تواس کی تائید میں قیاس کو پیش کیا جاسکتاہے۔واللہ اعلم۔

وأنا يومئذقد ناهزت الاحتلام

ان د نول میں بلوغ کے قریب تھا۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی و فات کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کتنی عمر تھی؟اس میں اختلاف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنه سے ایک روایت منقول ہے جس میں وہ فرماتے ہیں "توفی النبی صلی الله علیه وسلم وأنا ابن عشر سنین"۔(۲۹)

اى طرح ان سے منقول ہے "جمعت المحكم في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقبض وأنا ابن عشر حجج" (٣٠)_

جَبَه ان ہی سے منقول ایک دوسری روایت میں ہے "توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وأنا ابن خمس عشرة سنة، وأنا خين "(٣١)_

جبکہ واقدی اور زبیر بن بکارر حمہمااللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر تیرہ سال تھی،اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے تھے جب بنوہا شم کے ساتھ قریش نے مقاطعہ کیا تھا، ہجرت کے دس سال اور اس سے پہلے کے تین سال، یہ کل تیرہ سال ہوئے (۳۲)۔

ای طرح مصعب الزبیری رحمة الله علیہ کے نزدیک حضرت ابن عباس اس وقت چودہ سال کے تھے، اس پرامام شافعی رحمة الله علیہ نے جزم کیا ہے (۳۳)۔

⁽۲۹) منداحد (جاص ۲۵۳ و۲۸۷)

⁽۳۰) منداحد (جام ۳۳۷)_

⁽٣١)مسند أبي داود الطيالسي (ص ٣٨٣)ر قم (٢١٨٠)

⁽٣٢)و كيك سير أعلام النبلاء (جسم د ٣٣ و٢ ٣٣)

⁽٣٣) ويك فتح البارى (٩٣ ص ٨٨) كتاب فضائل القرآن، باب تعليم الصبيان القرآن.

ایک قول کے مطابق وہ سولہ سال کے تھے (۴۴)۔

حفرت ابن عباس کی ایک روایت ابوالعالیہ کے طریق سے بیبی نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں "قرأت المحکم علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وأنا ابن ثنتی عشرة" (۳۵)۔

اس طرح میه کل چه اقوال ہو جاتے ہیں دس سال، بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال، پندرہ سال اور سولہ نیال۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں که ان میں سے سولہ سال اور بارہ سال کی روایات سنداً ثابت نہیں، باقی اقوال میں تطبیق ہو سکتی ہے۔(۳۱)

خلاصہ یہ کہ اکثر اہلِ سیر اور محققین کے نزدیک ان کی عمر و فاعدِ نبوی کے وقت تیرہ سال تھی۔ واُللّٰداعلم۔

ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بمني إلى غير جدار رسول الله صلى الله عليه وسلم منى مين بغير آرْك نماز پڑھ رہے تھے۔

يه ججة الوداع كاواقعه ٢- (٣٤)

امام شافعی اور دوسرے بہت سے علماء کی رائے یہ ہے "إلى غیو جداد" کے معنی "إلى غیو سترة" کے میں اللہ علیہ سترة" کے میں اللہ کوئی سترہ نہیں تھا۔ (٣٨)

اس کے دو قرینے ہیں ایک عقلی قریند اور ایک نقلی قریند۔

⁽سمس)حوالدبالا

⁽۳۵)حواله بالا

⁽٣٦) ويك فتح الباري (٥٠ ص ٨٣) كتاب فضائل القرآن، باب تعليم الصبيان القرآن ثير ويكر (١١٥ - ٩٠) كتاب الاستندان، باب الختان بعد الكبر ونتف الابط

⁽٣٤) "والحق ان ذلك كان في حجة الوداع، قاله الحافظ في فتح الباري (١٥٥٥ كتاب الصلاة، أبواب بيترة المصلى، باب سترة الامام سترة من خلفه".

⁽٣٨) ذكره البيهقي في السنن الكبرى (٢٤ص ٢٤٤١ عتاب الصلاة، باب من صلى إلى غير سترة، وباب الدليل

قرین نقلی یہ ہے کہ بزار رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے اس میں ہے "والنبی صلی الله علیه وسلم یصلی المکتوبة لیس لشی ء یستره"۔(۳۹)

اور عقلی قرینہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مرور بین یدی المصلی قاطعِ صلاٰۃ نہیں ہے، اگر وہاں سترہ ہوتا توابن عباس کا یہ کہنا کہ میں حمار پر سوار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرگیاان کے مقصد کو مفید نہ ہوتا، اس لیے کہ یہ کہا جاسکتا تھا کہ وہاں قطع صلاٰۃ اس لیے نہیں پایا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سترہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے اور مرور بین المصلی والسترہ نہیں پایا گیا۔

لیکن امام بخاری، امام نووی اور علامہ عینی رحم ہم الله تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ ''إلی غیر جدار'' کے معنی''إلی سترۃ غیر جدار'' کے ہیں یعنی وہاں سترہ تھا، وہ سترہ جدار نہیں تھا۔ (۴۰)

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر ابواب سترۃ المصلی میں ترجمہ منعقد کیا ہے"باب سترۃ الإمام سترۃ من حلفہ"۔(۱۳)

لیکن دلائل کود کیھتے ہوئے پہلی رائے ہی راجج معلوم ہوتی ہے۔واللہ اعلم

فمررت بين يدي بعض الصف

میں ایک صف کے سامنے سے گزرا

یہاں ابہام ہے جبکہ کتاب الج کی روایت میں "صف اول" کی تصریح موجود ہے۔ (۲۳)

وأرسلت الأتان ترتع فدخلت في الصف فلم ينكر ذلك على

على أن مرور الحمار بين يديه لايفسد الصلاة. وانظر فتح الباري (١٤٥٥ الما)_

⁽۳۹)فتح البارى (جاص ا ۱۷) ـ

⁽٣٠) چنانچ امام نووى مديث باب ك فواكد ك تحت لكه بين "وفي هذا الحديث: أن صلاة الصبي صحيحة، وأن سترة الإمام سترة لمن خلفه..... شرح النووي على صحيح مسلم (١٩٥٥) كتاب الصلاة، باب سترة الممصلي..... نيز ويك مدة القارى (٢٥٢ه) كتاب الصلاة، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه.

⁽۱۴) دیکھنے (جانس اک)

⁽٢٢) ".....حتى سرت بين يدي بعض الصف الأول" صحيح البخاري (١٥٠٥٥) كتاب جزاء الصيد، باب حج الصبيان.

میں نے گرھی کوچرنے کے لیے چھوڑ دیااور خود صف میں داخل ہو گیا، مجھ پراس عمل کی وجہ سے کسی ۔ نے تکیر نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بحالت رکوب صف کے سامنے ہو تا ہواایک طرف کو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بحالت رکوب صف میں شامل ہو گیا، اور سواری کو چھوڑ دیا کہ چرتی پھرے، کسی نے اس سلسلہ میں مجھ پر نکیر نہیں کی، نہ نماز کی حالت میں اور نہ نماز کے بعد، نہ اشارہ سے اور نہ کلام صریح کے ذریعہ، معلوم ہوا کہ گدھی کے سامنے سے گزر نے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور جب گدھی سے نہیں ہوتی تو عورت کے گزر نے سے بدرجۂ اولی فاسد نہیں ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنهمانے اپنے مقصد پر ترک نکیر سے استدلال کیا ہے۔ لیکن اس پراشکال ہو سکتا ہے کہ لوگ چو نکہ نماز میں مصروف تھے اس لیے نکیر نہیں کر سکے ،لہذا عدم نکیر سے کس طرح استدلال ہو سکتا ہے ؟

اس کاجواب ہے ہے کہ یہاں حضرت ابن عباس مطلقاً نکیر کی نفی فرمارہے ہیں،خواہ فی الصلوٰۃ ہویا بعد الصلوٰۃ ہو،اگر بعد الصلوٰۃ نکیریائی جاتی تووہ مطلقاً نفی کیوں فرماتے۔

نیز نماز میں نکیر بالقول د شوار ہے کیونکہ بات کرنا جائز نہیں لیکن اشارہ سے تو نکیر ممکن تھی، جب مطلقاً نکیر کی نفی ہے تو معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح نکیر نہیں پائی گئی۔(۳۳)

ترجمة الباب كے ساتھ انطباق

پیچیے ذکر کیا جاچکا ہے کہ اس باب کو قائم کرنے کا مقصدیہ بتانا ہے کہ صحت مخل و ساع کے لیے کوئی حد معین نہیں بلکہ ہوشیاری اور سمجھداری پر موقوف ہے کہ اگر بچہ سنِ تمییز و تعقل کو پہنچ جائے تو اس کا مخل درست ہے۔

حضرت ابن عباس رضی الله عنه نے یہاں اپنے بلوغ سے پہلے کا واقعہ جو حضور اکرم صلی الله علیہ وسلم کے حال سے متعلق ہے، نقل کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی الله عنه کا حضور اکرم صلی الله علیه

رقم(۱۸۵۷)_

⁽٣٣) د کھے فتح البادي (جاص ١٤٢)۔

وسلم کے فعل اور حال کو نقل کرنااییاہی ہے جیسا کہ قول کو نقل کرنا، جس طرح قول کا نقل کرنا معتبر ہے،
اسی طرح فعل اور حال کا نقل کرنا بھی معتبر ہے، کیونکہ نتیوں چیزوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۴۴)۔
بہر حال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے صغیرالسن ہونے کے باوجود ان کی اس روایت کو
لیا گیااور اس سے مسائل کا استخراج کیا گیا، لہٰذا ترجمہ ثابت ہو گیا کہ اگر بچہ ہوشیار اور سمجھ دار ہو، وہ بلوغ
سے قبل کی بات بلوغ کے بعد بیان کرے تواس کا اعتبار کیا جائے گا۔ (۴۵) واللہ اعلم

٧٧ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ : حَدَّثِنا أَبُو مُسْهِ قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبِ : حَدَّثَنِي ٱلزُّبَيْدِيُّ ، عَنِ ٱلزُّهْرِيِّ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ ٱلرَّبِيعِ ۖ قَالَ : عَقَلْتُ مِنَ ٱلنَّبِيِّ عَلِيْقَةٍ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجُهِي ، وَأَنَا ٱبْنُ حَمْسِ سِنِينَ ، مِنْ دِلُوٍ . [١٨٦]

تراجم رجال

(۱) محربن يوسف

یہ ابواحمد محمد بن یوسف بیکندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں (۳۷) محمد بن یوسف فریابی مراد نہیں ہیں، کیونکہ یہاں محمد بن یوسف کے شخ ابو مسہر ہیں، جبکہ ابو مسہر، بیکندی کے شیوخ میں سے ہیں نہ کہ فریابی کے (۳۸)۔

⁽۲۳)د يميخ فتح الباري (جاص ١٤٢)

⁽٣٥)وكيص ايضاح البخاري (ج٥ص ٢٨)

^{، (}٣٦) قوله: "عن محمودبن الربيع": الحديث أخرجه البخاري أيضاً في (١٥٥ س) كتاب الوضوء بلب استعمال فصل وضوء الناس رقم (١٨٩) وفي (١٨٥ ووسهم، وقم (١٨٥ النوافل جماعة، وقم (١٨٥ وفي (١٨٥ ووسهم الذي يبتغي به باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم، وقم (١٣٥٣) وفي (١٣٥٠ وعمل ١٩٥ كتاب العمل الذي يبتغي به وجه الله، وقم (١٨٥ ٢٠) ومسلم في صحيحه في كتاب المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، وقم (١٨٥ المساجد والجماعات، وقم المساجد في الدور، وقم (١٨٥) ولي كتاب المساجد والجماعات، باب المساجد في الدور، وقم (١٨٥) و

⁽۵4) تهذيب الكمال (ج٢٢ص ٢٢ و١٢)

⁽٣٨) جزم بذلك البيهقي وغيره. فتح الباري (ج اص ١٤٢) وعمدة القارى (٢٥ ص ١١)_

انہوں نے امام احمد بن طنبل، ابواسامہ حماد بن اسامہ، حیوۃ بن شریح، سفیان بن عیبینہ، ابو جعفر عبدالله بن محمد نفیلی، ابو مسہر عبدالاعلی بن مسہر، عثان بن ابی شیبہ، نضر بن شمیل اور وکیع بن جراح رحمہم الله تعالیٰ عدے حدیثیں، وایت کی ہیں۔

ان سے امام بخاری، احمد بن سیار مروزی، حریث بن عبدالرحمٰن بخاری اور عبیدالله بن واصل بخاری رحمٰم الله تعالی روایت کرتے ہیں۔ (۴۹)

حافظ خلیلی رحمة الله عليه نے فرمايا"ثقة معفق عليه" (۵٠)

حافظ ابن خُجِر جمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة" (۵۱)_

صاحب خلاصة الخزرجي فرماتے بين "موثق" (۵۲) ـ

کتب رجال میں ان کے حالات پہت کم ہیں۔ رحمہ الله تعالیٰ رحمةُ واسعة۔

(۲) ابومسهر

یہ اہلِ شام کے شخواہام ابو مسہر عبدالاعلی بن مسہر بن عبدالاعلی بن مسہر غسانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں (۵۳)۔

انہوں نے سعید بن عبدالعزیز، عبدالله بن العلاء، سعید بن بشر، معاویہ بن سلام، مالک بن انس، اساعیل بن عیاش، محمد بن مہاجراور سفیان بن عیبینہ رحمہم الله تعالیٰ سے روایت ِحدیث کی ہے۔

ان ہے روایت کرنے والوں میں مروان بن محمد طاطری، یحیی بن معین،احمد بن حنبل، محمد بن عنبل، محمد بن عائذ، عبدالرحلٰ بن ابراهیم وُحیم، احمد بن ابی الحواری، محمد بن یجیٰ ذبلی، امام بخاری، ابو حاتم رازی اور ابراہیم بن دیزیل رحمہم اللّٰدوغیرہ ہیں۔ (۵۴)

خلیفہ مامون الرشید نے ان کو 'خطلقِ قرآن'' کے سلسلے میں بغداد طلب کیا اور جلاد کے حوالے

⁽٩٩) شيوخ و تلافده كي تفصيل ك ليد ويكفية تهذيبه الكمال (٢٢٥م ١٢٠)

⁽٥٠) تهذيب التهذيب (٥٩ ص٥٣٨)_

⁽٥١) تقريب التهذيب (ص٥١٥) رقم (١٣١٧)_

⁽۵۲)خلاصة تذهيب تهذيب الكمال (ص٣٦٥)_

⁽۵۳) تهذیب الکمال (ج۲۱ص۳۲۹)۔

⁽۵۲) شيوخ و تلازه كي تفصيل كي ليه د كي تهذيب الكمال (١٦٤ ص ٧٠ سـ ٣٤٣) وسير أعلام النبلاء (ج١٠ ص ٢٢٩ و٢٢٩)-

بھی کر دیالیکن ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی، خلیفہ نے ان کو قتل تو نہیں کیالیکن جیل میں محبوس کر دیاحتی کہ جیل میں ہی ان کا انتقال ہو گیا (۵۵)۔

امام احمد بن طنبل رحمة الله عليه ان كى بهت تعريف كياكرتے تے اور فرماتے تے "دحم الله أبامسهر، ما كان أثبته! (۵۲)_

ان ك استاذ سعيد بن عبد العزيز رحمة الله عليه فرمات بين "ماشبهتك في الحفظ إلا بجدك أبى ذرامة، ماكان يسمع شيئاً إلا حفظه" ـ (۵۷)

امام ابوداؤدر حمة الله عليه كے سامنے جب كسى نے ابو مسهر كے بارے ميں كها"كان متكبراً في نفسه" توامام ابوداؤد نے فرمايا"كان من ثقات الناس، رحم الله أبا مسهر، لقد كان من الإسلام بمكان....."_(۵۸)

امام یحیی بن معین، ابوحاتم اور عجلی رحمهم الله فرماتے بین "ثقة" (۵۹)۔ حافظ خلیلی رحمة الله علیه فرماتے بین "ثقة حافظ إمام متفق علیه" (۲۰)

امام حاكم رحمة الله عليه فرماتي بين "إمام ثقة" (١١)_

ابن وضاح رحمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة فاضلاً" ـ (٢٢)

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "كان من الحفاظ المتقنين وأهل الورع في الدين "_(١٣) في زوه فرمات بين "وكان إمام أهل الشام في الحفظ والإتقان، ممن عني بأنساب أهل بلده وأنبائهم، وإليه كان يرجع أهل الشام في الجرح والتعديل لشيوحهم"_(٢٣)

⁽۵۵)و یکھنے طبقات ابن سعد (ج ۷ ص ۲۷س)۔

⁽٥٧) تهذيب الكمال (ج٢١ص٣٥٣) وسير أعلام النبلاء (ج١٠ص ٢٣١)_

⁽۵۷) تهذيب الكمال (ج١١ص ٣٤٣) وسير أعلام النبلاء (ج٠١ص٢٣١)

⁽۵۸) تاریخ بغذاد (ج ااص ۷۵) و تهذیب انکمال (ج۲اص ۲۵)

⁽۵۹)تهذیب الکمال (ج۱۲ص۳۷)۔

⁽۲۰) تهذيب التهذيب (٦٢ص ١٠١)

⁽١١) حواله بالا

⁽۲۲) تواند بالار

⁽١٣)قاله ابن حبان في كتاب الضعفاء له في ترجمة عمرو بن واقد. تهذيب التهذيب (٢٥ص١٠١) ـ

⁽۱۲) التقات لا بن حبان (ج۸ص۸۰۸)_

عافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "نققة فاضل" (1)_

٢١٨ مين ان كانتقال موا (٢) رحمه الله تعالى رحمة واسعة.

(۳) محمد بن حرب

بدابوعبدالله محمد بن حرب خولانی خمصی الابرش کاتب الزبیدی رحمة الله علیه بین (۳) ـ

یه محمد بن زیاد الالهانی، بحیر بن سعد، عمر بن رؤیة، محمد بن الولید الزبیدی، صفوان بن عمرو، امام اوزاعی، حفص بن سلیمان، شعیب بن ابی حمزه، عبدالملک بن جریج اور عبیدالله بن عمر العمری رحمهم الله تعالی وغیره سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابو مسہر عبدالًا علی بن مسہر ، محمد بن وهب بن عطیه ،اسحاق بن راھویه ،کثیر بن عبید ، محمد بن مصفی ،خالد بن خَلی الکلاعی ،حیوة بن شر تے اور ہشام بن عمار رحمہم اللّه وغیر ہ حضرات ہیں۔(۴)

الم احدر حمة الله عليه فرمات بين "ليس به بأس"_(۵)

امام یحیی بن معین، امام نسائی، امام عجلی، محمد بن عوف الطائی اور عثان بن سعید دار می رحمهم الله فرماتے بس" ثقة"۔(۲)

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتي بين "صالح الحديث" (2) بختام بن الصديق رخمة الله عليه فرماتي بين "....و كان من خيار الناس" (٨)

⁽١) تقريب التهذيب (ص٢٣٢) رقم (٣٧٣٨)

⁽٢)الكاشف (جاص ١١١)رقم (٣٠٨٢)_

⁽m) تهذيب الكمال (ج٢٥ص ٣٨).

⁽⁴⁾ شيوخ و النافده ك لي و كيصة تهذيب الكمال (ج ٢٥ ص ٢٥ م) وسير أعلام النبلاء (ج ٩ ص ٥٥ و٥٥)

⁽۵)تهذيب الكمال (ج٥٢ص٢٨)_

⁽٢) تاريخ عنان بن سعيد الداري (ص٨٠) رقم (١٩٤٦) و تهذيب الكمال (ج٢٥٥ ص٢٨) _

⁽²⁾ تهذيب الكمال (٢٥٥ ص ٢٥)

⁽٨) والديالا

ا بن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب اثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۹)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "فقة "(١٠)_

٩٣ هه ميں ان كاانقال ہوا(اا)رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃُ واسعۃً۔

(۴)الزبيدي

به قاضی ابوالعندیل محمد بن الولید بن عامر الزبیدی الحمصی رحمة الله علیه بین (۱۲) ـ

به نافع مولی این عمر، مکول، عمروین شعیب،امام زهری، سعید مقبری، عبدالرحمٰن بن القاسم اور

سعد بن ابراهیم رحمهم الله وغیره سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام اوزاعی، شعیب بن ابی حمزہ، فرج بن فضالہ، بقیة بن الولید، محمد بن حرب، عبدالله بن سالم اور عتبه بن حمادر حمهم الله تعالی وغیر ہ حضرات ہیں (۱۳)۔

امام ابن معین رحمة الله علیه نے ان کی توشق کی ہے اور زہری کی احادیث میں ان کوسفیان بن عید رحمة الله علیه کے مقابلہ میں ترجیح دی ہے (۱۴)۔

امام اوزاعی رحمة الله علیه ان کوز ہری کے تمام شاگر دوں سے فاکن قرار دیتے تھے (۱۵)۔ امام ابوزرعہ ،امام عجلی اور امام نسائی رحمہم الله فرماتے ہیں " ثقة "(۱۲)۔

المام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة ثبت" (١٤)

وُحيم رحمة الله عليه فرمات بين "شعيب بن أبي حمزة ثقة ثبت،يشبه حديثه حديث

⁽٩) الثقات لابن حبان (ج٩ص٥٠)_

⁽١٠) تقريب التهذيب(ص٣٤٣)ر قم(٥٨٠٥)_

⁽۱۱)الكاشف (۲۲ص۱۲۳) رقم (۲۸۲م)_

^{. (}۱۲)تهذيب الكمال (٢٢٥ ١٥٨٥ و٥٨٥) ـ

⁽۱۳) شيوخ و تلانده كي تفصيل كي ليروكي تهذيب الكمال (٢٢٥ص٥٨٥ و ١٨٥ و٥٨٨) وسير أعلام النبلاء (٢٢ص ٢٨١)

⁽١٣) تهذيب الكمال (٢٢٦ص ٥٨٨) وسير أعلام النبلاء (٢٨٥ ص ٢٨١)_

⁽١٥) تهذيب الكمال (ج٢٦ص ٥٨٩) وسيو أعلام النبلاء (ج٢ص ٢٨١)_

⁽١٢) تهذيب الكمال (ج٢٦ص ٥٨٩) وسيو أعلام النبلاء (ج٢ص ٢٨٢)_

⁽١٤)حواله جات بالا۔

عُقيل، والزبيدي فوقه"(١٨)_

ابن سعد رحمة الله عليه فرماتے بين "وكان ثقة إن شاء الله، وكان أعلم أهل الشام بالفتوى والحديث..... "(١٩)_

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين ".....وكان من الحفّاظ المتقنين والفقهاء في الدين، أقام مع الزهري عشر سنين، حتى احتوى على أكثر علمه، وهو من الطبقة الأولى من أصحاب الزهري "(٢٠)_

محمد بن عوف رحمة الله عليه فرمات بي "الزبيدي من ثقات المسلمين، وإذا جاء ك الزبيدي عن الزهري فاستمسك به"(٢١) ـ

امام ابوداؤدر حمة الله عليه فرمات بين "ليس في حديثه خطأ" (٢٢)

الم احدر ممة الله عليه فرمات بين "كان لا يا خذ إلا عن الثقات "(٢٣)_

حافظ خليلى رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة حجة إذا كان الراوي عنه ثقة" (٢٣)

حافظ ذہبی رحمۃ الله علیہ فرماتے ہیں "ثبت" (۲۵)۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة ثبت " (٢٦) ـ

٩ ١١٥ مين ان كى وفات بهوكى (٢٧) _ رحمه الله تعالى رحمة واسعة _

⁽١٨)تهذيب الكمال (ج٢٦ص٥٩٠)_

⁽١٩) الطبقات لابن سعد (ج2ص ٢٥٥)

⁽۲۰)الثقات لابن حبان (ج2ص٣٧٣)_

⁽١١) تهذيب الكمال (٢١٥ -٥٩)

⁽۲۲)حواله بالا

⁽۲۳)تهذیب التهذیب (ج۹س۵۰۳)

⁽٢٣)حوالنه بالا

⁽٢٥) الكاشف (٢٢٥ س٢٢٨) رقم (١٩٩٥).

⁽۲۲) تقريب التهذيب (ص٥١١) رقم (٢٣٧٢)_

⁽۲۷) الكاشف (جم ص۲۲۸) رقم (۱۹۹۵) _

(۵)الزهري

یہ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے مختصر حالات بدءالوحی کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (۲۸)۔

(٢) محمود بن الربيع

یہ حضرت محمود بن الربیج بن سر اقد بن عمرو خزر جی انصاری رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کنیت ابو نعیم اور ابو محمد بنائی گئے ہے، رائے یہ کہ ان کی کنیت ابو محمد ہے جب کہ ابو نعیم محمود بن لبید کی کنیت ہے (۲۹)۔

بعض حضرات نے ان کو بن عبدالا شہل میں سے قرار دیاہے (۴۰)۔ یہ درست نہیں کیونکہ عبدالا شہل کا تعلق قبیلہ اوس سے جبکہ یہ خزرجی ہیں (۱۳)۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت چھوٹے تھے، جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاوصال ہوااس وقت یہ یانچ سال کے تھے (۳۲)۔

مدینه منوره میں سکونت پذیررہے، بیت المقدس کاسفر کیا، بید حضرت عبادة بن الصامت رضی اللہ عند کے دلاتھے (۳۳)۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مداعبۃ یا تہریکاان کے چہرے پر کلی کر کے پانی پھینکا تھا جس کووہ حدیث پیاک میں بیان کر رہے ہیں۔

چونکہ یہ صغیرالس تھاس لیےان کی اکثرروایات صحابہ کرام سے ہیں (۳۴)۔

⁽۲۸) کشف الباری (جاص۳۲۷)۔

⁽٢٩) الإصابة (جسم ١٨٨)

⁽٣٠)قاله ابن عبدالبرفي الإستيعاب (بهامش الاصابة ٣٣٥ ١٣٨)_

⁽١٦) ويحص الإصابة (٢٦٥ ١٠٨٨)

⁽٣٢)أخرج الطبراني من طريق محمود بن الربيع، قال: تو في النبي صلى الله عليه وسلم وأنا ابن خمس سنين انظرالإصابة (٣٨٠٠)_

⁽٣٣) انظر تهذيب الكمال (ج٢٥ ١٠٠)

⁽۳۴) تقريب التهذيب (ص٥٢٢) رقم (١٥١٢)

یہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عباد ۃ بن الصامت، حضرت عتبان بن مالک اور حضرت ابوابوب انصاری رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ ،ابو بکر بن انس بن مالک، رجاء بن حیوۃ ، ابن شہاب زہری ، مکول شامی اور صانی بن کلثوم رحمہم اللہ تعالی روایت کرتے ہیں (۳۵)۔

99 مين ان كانقال موار (٣٦) رضى الله عنه و أرضاه

قال: عقلت من النبي صلى الله عليه وسلم مجّة مجّهافي وجهي وأنا بن خمس سنين من دلو

حضرت محمود بن الربیچ رضی الله عنه فرماتے ہیں که مجھے حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کی وہ مُكِلّی یادہ جو آپ نے ایک ڈول سے لے کر میرے منه پر کی تھی اس وقت میں پانچ سال کا تھا۔ مجة: گُلّی

اہل لغت کہتے ہیں المج: إرسال الماء من الفم مع نفخ۔ (٣٤)

بعض حضرات کہتے ہیں کہ گئے کے لیے إرسال الماء من بعید شرطب (٣٨)۔
اس جملے میں "فی وجھی" "مجة" سے حال واقع ہے۔ أى عقلت مجة مجھا حال كو نھا

في وجهي(٣٩)_

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمود بن الربیچ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کلی یا تو علی وجہ التمریک کی تھی، کیونکہ آپ صحابہ کرام کے بچوں کے ساتھ تبریک فرمایا کرتے تھے، برکت کی غرض سے ان کے سر پر ہاتھ بھیرتے اور بھی تحسنیک کرتے تھے۔ یا آپ نے ان کے چہرے پر کلی علی وجہ

⁽۳۵) شیوخ و تلانده کے لیے دیکھے تھذیب الکمال (۲۷۳ ص ۳۰۱)۔

⁽۳۲)الكاشف (ج٢ص٢٣١)ر قم (٥٣٢٠)_

⁽٣٤)عمدة القاري (٢٦ص ٢٤)_

⁽۳۸)القائل هو خالد بن جنبة، كماذكر الهروي. انظر النهاية لابن الأثير وتعليقاته(ア۹۵ص۲۹۷)_

⁽٣٩) ديكھے عمدہ القاري (ج٢ص ٢٢)_

المداعبة كى تھى، يعنى دل لكى اور مذاق كے طورير آپ نے ان كے ساتھ يه معامله فرمايا (٠٠) ـ

وأنا ابن حمس سنين

ميں يانچ سال كاتھا

یہ وفات نبویہ کے سال کا قصہ ہے، امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے "تاریخ صغیر" میں اور طبرانی نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے" توفی النبی صلی الله علیه وسلم وأنا ابن خمس سنین "(۱۲)۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھاہے کہ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی ہے اور ان کی عمر چور انوے سال کی تھی (۳۲)اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

من دلو

ڈول سے

نائی کی وایت میں "من دلو معلق" ہے (۳۳)،ابن حبان کی روایت میں "معلقة" کالفظ ہے (۳۳)۔

ایک روایت میں "من دلو" کے بجائے"من بئو "کے الفاظ ہیں (۵۵) دونوں میں تطبیق ہے ہے کہ پانی ڈول کے ذریعہ کنویں سے نکالا گیااور آپ نے ڈول سے پانی لیا (۴۷)۔

ايك اعتراض اوراس كاجواب

يهال علامه مهلب بن الى صفره رحمة الله عليه في الم بخارى رحمة الله عليه براعتراض كيام كه امام

⁽۳۰) دیکھےعمدةالقاری (۲۲ ص ۷۲) وفتح الباری (ج اص ۱۷۲)

⁽١١) نظر الارتخ الصغير (ص ٢٤) - تعذيب التهذيب (ج ١٠ص ١٣) والإصابة (ج عص ٣٨١)

⁽۳۲)المنقات لابن حبان (جسم ۳۹۸)_

⁽٣٣) السنن الكبرى للنساني (ج ٣٣ ٣٨٥) كتاب العلم، باب متى يصح سماع الصغير، قم (٥٨١٥)_

⁽٣٣)فتح الباري (جاص١٤١)_

⁽٣٥)صحيح البخاري (ج اص ١٥٨) كتاب التهجد، باب صلاة النوافل جماعة، رقم (١١٨٥)

⁽۲۷)فتح الباري (جاص ۱۷۳)_

بخاری کواس حدیث کے بجائے حضرت ابن الزبیر مرضی الله عنه کا قصه نقل کرنا چاہیے تھاجس میں انہوں نے اپنے والد کے بارے میں یہ نقل کیاہے کہ وہ جب گھوڑے پر بنو قریظہ کی طرف آ جارہے تھے تو مجھےوہ وقت یاد ہے۔ (۲۷)اس وقت ابن الزبیر کی عمر تین یا چار سال کی تھی۔ (۴۸)۔

علامہ بدرالدین زر کشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کاجواب دیاہے کہ ممکن ہے یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے موافق نہ ہو،اس لیے اس روایت کوذکر نہیں کیا(۴۸)۔

لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ قصہ بخاری کتاب المناقب میں مذکورہے۔ (۵۰)۔

اس کا صحیح جواب علامہ ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے دیاہے کہ اصل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد سنن نبویہ کا نقل کرناہے، اگر حدیث باب میں "کلی"کاذ کرنہ ہوتا، صرف اتناہی ہوتا" رأیت النبی صلی الله علیه و سلم" یا اس فتم کا مضمون ہوتا تویہ مفید مطلب نہ ہوتا، اس سے زیادہ سے زیادہ یہ نکاتا ہے کہ راوی صحالی ہیں اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کودیکھاہے، احوال واقعیہ وجودیہ امام

بخاری کے مقاصد میں سے نہیں ہیں،اییا نہیں ہے کہ جو واقعہ دنیامیں پیش آگیاامام بخاری اس کوذکر کریں گے تا چھن کی صل اللہ اسلم کے سنت کرائے کی جارہ یہ دو

گے،وہ تو حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کاذکر کرنا چاہتے ہیں۔

چونکہ ابن الزبیر کے قصہ میں صرف اپنے والد کو آتے جاتے دیکھنے اور یادر کھنے کاذکر ہے،اس میں سنن نبویہ میں سے کوئی سنت نہیں ہے اس لیے اس کااس مقام پرذکر کر نادر ست نہ ہوتا، جبکہ محمود بن الربیج کی روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل منقول ہے،اس سے فقہاء و محد ثین نے بہت سے احکام و آداب مستنبط کیے ہیں لہٰذااس باب میں محبود بن الربیج کی روایت ہی مفید مطلب ہے،نہ

⁽٣٤) عن عبدالله بن الزبير قال: كنت يوم الا حزاب جعلت أنا وعمر بن أبي سلمة في النساء، فنظرت فإذا أنا بالزبير على فرسه يختلف إلى بني قريظة مرّتين أوثلاثاً فلمار جعت قلت: يا أبت رأيتك تختلف، وقال: أوهل رأيتني يابني قلت: نعم الله عليه وسلم (المناقب) باب مناقب الزبير بن نعم الله عليه وسلم (المناقب) باب مناقب الزبير بن العوام رضي الله عنه، رقم (٣٤٢٠)

⁽٣٨) فتح الباري (ج اص ١٧٣) وانظر أيضاً فتح الباري (ج ٢ص ٨١) كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الزبير بن العوام (٣٨) و يكفئ عمدة القاري (ج٢ص ٢٣) وفتح الباري (ج١ص ١٤١) _

⁽٥٠)صحيح البخاري (ج اص ٥٢٧)كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (المناقب) باب مناقب الزبير بن العوام، رقم (٣٧٢٠)_

كه حضرت عبدالله بن الزبير رضى الله عنه كى روايت (۵۱) ـ والله اعلم

فاحمده

ابن رشید نے ابن المرابط سے نقل کیاہے کہ ابومسہر عبدالاً علی بن مسہر محمد بن حرب سے اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

لیکن بیبات درست نہیں کیونکہ نیائی نے "سنن کبریٰ" میں "محمہ بن المصفی عن محمہ بن حرب" کے طریق ہے، امام بیہق نے "المدخل" میں "محمہ بن جوصاعن سلمۃ بن الخلیل عن محمہ بن حرب" کے طریق ہے، نیز ابواتقی و هو بفتح المشناة و کسر القاف صفام بن عبد الملک برنی عن محمہ بن حرب" کے کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے، گویا ابو مسہر اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ کم از کم تین حضرات ان کے متابعین ہیں۔

البتہ یہ کہاجاسکتاہے کہ زبیدی ہے روایت کرنے میں محد بن حرب متفرد ہیں (۵۲)واللہ اعلم۔ ترجمہة الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت

ند کورہ روایت ترجمۃ الباب کے ساتھ بالکل منطبق ہے کیونکہ اس میں حضرت محمود بن الربیج رضی اللہ عندا پنی صغر سن کے زمانے کا واقعہ نقل کر رہے ہیں جس سے حضورا کرم علی کے حال کا علم ہوا، نیزاس روایت سے علماء نے بہت ہے آ داب بھی مستبط کئے ہیں گویا سائ صغیر کا انہوں نے اعتبار کیا ہے۔ لیکن اس روایت سے بیرنہ سمجھا جائے کہ ساع و تحل کے لئے پانچ سال کی تحدید ہے، جیسا کہ بعض حضرات نے اس روایت سے پانچ سال کی تحدید پر استدلال بھی کیا ہے۔ حدیث میں نیز بخاری کے ترجمۃ الیاب میں کہیں یہ بات نہیں ہے کہ صحت تحل و ساع کے لیے پانچ سال کی تحدید ہے (۵۳) البتہ اس

روایت کی روشنی میں یہ کہاجاسکتاہے کہ پانچ سال کی عمر میں بچہ ضبط کر سکتاہے اور مفاہیم کو سمجھ سکتاہے، یہ میں ممکن ہے کہ کوئی بچہ پانچ سال کانہ ہولیکن اس میں عقل و تمییز کی صلاحیت موجود ہو،ایسے بچہ کاساع

⁽۵) دیکھنے فتح الباری (ج اص ۱۷۳) وعدة القاری (ج۲ص ۷۷ و ۴۷)

⁽۵۲) عدة القارى (ج ع ص ا م) وفتح البارى (ج اص ١٤١)_

⁽۵۳) فتحالباری (جاص ۱۷۳)۔

جمہور کے نزدیک درست ہے، اسی طرح سے بھی ممکن ہے کہ کوئی بچہ پانچ سال سے زیادہ عمر کا ہو جائے پر اس کے اندر تمییز اور عقل وضبط موجود نہ ہو، اس صورت میں اس کے تحل کا اعتبار نہیں ہوگا۔ کے ماسبق تفصیل ذلك فی فاتحة هذا الباب واللہ اعلم بالصواب

فاكده

بخاری کے عام نسخوں میں یہاں "باب متی یصح سماع الصغیر" کے الفاظ ہیں، جبکہ کشمیہنی کی روایت میں "الصبی الصغیر" کے الفاظ ہیں۔ (۵۴)

امام بخاری رحمة الله علیه نے اس باب میں دوروایتین ذکر کی ہیں، ایک حضرت ابن عباس رضی الله عنهما کی، اس سے "سماع الصبی" کا ثبوت ہو تاہے، دوسر ہے محمود بن الربیج کی، اس سے "سماع الصغیر" کا ثبوت ہو تاہے، کہتے ہیں نابالغ بچہ کو، اور "صغیر" کہتے ہیں چھوٹے بیچ کو۔ الصغیر" کا ثبوت ہو تاہے، کیونکہ "صبی" کہتے ہیں نابالغ بچہ کو، اور "صغیر" سے مراد نابالغ ہے، اس صورت میں دونوں یہ بھی ممکن ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہاں "صغیر" سے مراد نابالغ ہے، اس صورت میں دونوں روایتیں لفظ "صغیر" سے متعلق ہو جائیں گی۔

اگرید دوسر ااحمال لیاجائے تو بخاری کے عام نسخہ میں جو ترجمہ ہے یعنی "سماع الصغیر" یہ رائج ہوگا اور اگر بید احمال ند لیا جائے تو پھر تشمہینی کا نسخہ "الصبی الصغیر" والا ترجمہ میں انسب ہے(۵۵)۔واللہ اعلم

١٩ - باب : ٱلْخُرُوجِ فِي طَلَبِ ٱلْعِلْمِ

وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ ، إِلَى عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ ، فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ .

باب سابق کے ساتھ مناسبت

علامه عینی رحمة الله علیه فرمات بین که امام بخاری رحمة الله علیه نے یہاں "طلب العلم" کو مطلق

⁽۵۴)فتحالباری (جاص ۱۷۱)۔

⁽۵۵)د یکھنے فتح الباری (ج اص ۱۷۲)۔

ر کھاہے تاکہ بری اور بحری دونوں فتم کے اسفار کوشامل ہو (۵۲)۔

اوردونوں ابواب میں مناسبت بیہ کہ باب سابق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنهماکا جانور پر سوار ہوکر آنااور نماز میں شریک ہونااور پھر اپنے شاگر دکواس واقعہ کی خبر دینا فہ کورہے، جس میں طلب علم اور خروج فی طلب العلم کے معنی واضح ہیں، اس طرح دونوں ابواب میں مناسبت ہو جاتی ہے۔ (۵۵) البتہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بیہ اعتراض کیاہے کہ بیہ ترجمہ "باب ماذکو فی ذھاب موسی فی البحر إلی المحضر" کے متصل بعد ہوتا توزیادہ مناسب ہوتا تاکہ طلب علم کے بحری اور بری سفر کامسکلہ یکجا طور پر آجاتا، نے میں امام بخاری نے دوابواب ذکر کردیے اس کے بعد یہ باب لائے ہیں، بیہ مناسب نہیں (۵۸)۔

لیکن یہ اشکال اس وقت ہوتا ہے جب "باب ماذکر فی ذھاب موسیٰ فی البحر إلی المخضر "كامقصد طلب علم كے ليے بحرى سفر كاجواز بيان كرناہو۔

اوراگراس کامقصدوہ ہو جو ہم حضرت شخ البندر حمۃ الله علیہ سے نقل کر آئے ہیں کہ اس کامقصد تعلم بعد السیادہ کا اثبات ہے اس صورت میں ہی اشکال نہیں ہوتا۔

اور اگریہ مان لیاجائے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ بحری کو بیان کیاہے تواس صورت میں اشکال ہوگا۔

لیکن حفرت شیخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اصل میں امام بخاری رحمة الله علیه فاس باب سے پہلے حفرت ابن عباس اور حضرت حربن قیس رضی الله عنهما کا مناظرہ ذکر فرمایا، اس میں سیس ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنه حررضی الله عنه کر مقابلے میں جیت گئے، امام بخاری نے اس جیتنے کی علت کی طرف لطیف طریقہ سے اشارہ کرنے کے لیے"باب قول النبی صلی الله علیه وسلم الله علیه وسلم الله علیه وسلم منعقد کر کردی اور یہ الله علیه والله منعقد کر کردی اور یہ

⁽۵۲)عدة القارى (جماص ۲۷)_

⁽۵۷)حوالنه بالا

⁽۵۸)حواله بالا_

بتادیا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کے لیے علم کتاب کی دعا فرمائی تھی اس لیے حربن قبیں کے مقاللے میں انہیں غلبہ ہوا۔

ترجمة الباب كامقصد

ترجمۃ الباب کا مقصدیہ بیان کرناہے کہ طلب علم کے لیے سفر کرنا جائزہے،یاس کا سخباب بیان کرنا مقصودہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ چیچے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم کی اہمیت اور اس کے حصول کے مختلف طریقے بیان کر چکے ، جس سے علم کی ضرورت معلوم ہوئی، اور بیہ واضح ہوا کہ دین ود نیاکا کوئی کام علم کے بغیر ناممکن ہے، حتی کہ دنیوی کا موں میں تجارت وزراعت تک علم کے مختاج ہیں تودینی ضرورت کا معاملہ تو نہائیت اہم اور واضح ہے۔

جب علم اس در جہ ضروری ہے تواگر آپ کواپنی جگہ پر ضرورت پوری ہوتی نظر نہیں آتی توباہر جاناضروری ہوگا تاکہ آپ دوسرے مقامات کے علماء سے اپنی علمی ضرورت کو پوراکر سکیں۔

لیکن اس کے باوجود سفر کا معاملہ مختلف روایات کو دیکھتے ہوئے پچھ ممنوع سا معلوم ہو تاہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "السفر قطعة من العذاب یمنع أحد كم طعامه وشرابه ونومه، فإذا قضی نهمته فلیعجل إلى أهله "(٢٠)

اس کے لیے امام بخاری دحمۃ اللہ علیہ نے دو چیزوں سے استدلال کیا، ایک تو عہد صحابہ سے نظیر پیش فرمادی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہمانے حضرت عبداللہ بن اُئیس سے ایک الی حدیث سننے کے لیے چوان کے پاس بالواسط پینی بھی آیک ماہ کاسفر فرمایا تاکہ ان کی سندعالی ہوجائے، وسیاتی تفصیل ذلك قریباً.

امام بخاری کا دوسر ااستدلال حدیث باب سے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علم ایسی نایاب دولت ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ سے بعد بھی بے نیازی کا ظہار نہیں کر سکتا، حضرت موسی علیہ السلام کو کمالی علمی کے باؤجود جسب یہ معلوم ہو تاہے کہ خدا کا ایک بندہ مجھ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے تواس سے ملل علمی کے باؤجود جسب یہ معلوم ہو تاہے کہ خدا کا ایک بندہ مجھ سے بھی زیادہ علم سکھنے کے لیے راستہ یو چھتے ہیں، ملا قات کے بعد ان کی شر الط قبول کرتے ہیں۔ ان دونوں ملا قات اور علم سکھنے کے لیے راستہ یو چھتے ہیں، ملا قات کے بعد ان کی شر الط قبول کرتے ہیں۔ ان دونوں

⁽١١) السنن لأبي داود، كتاب الجهاد، باب في ركوب البحر في الغزوءر قم(٢٣٨٩).

⁽٢٢) الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (ج ١ ص ٥٥ ١) كتاب التطوع (التهجد) باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، رقم (١ ١ ٨٩) ومسلم في صحيحه ، في كتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، رقم (١ ١ ٨٩). والنسائي في سننه، في كتاب المساجد، وقم (١ ٥ ٧) وأبو داو د في سننه، في كتاب المناسك باب في إتيان المدينة، رقم (٢٠٣٣).

واقعات کو پیش کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتلادیا کہ طلب علم کے لیے سفر صرف مطلوب ہی نہیں بلکہ ضروری ہے(1)۔

لیکن اس قصہ سے استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ انبیاءِ سابقین کی شریعت اس امت کے حق میں شریعت ہے، یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے:

جہور علاء فرماتے ہیں "ماقص الله تعالیٰ علینا من غیر إنكار، أو قصه رسول الله صلی الله علیه وسلم"(۲) الله علیه وسلم شریعة رسولنا صلی الله علیه وسلم"(۲) یعنی جس چیز كوالله تعالی نیابالله كرسول صلی الله علیه وسلم نے بغیر كیر ئے نقل كیابووه مارے لیے اس حیثیت سے لازم ہے كہ وہ مارے رسول صلی الله علیه وسلم كی شریعت ہے۔

پھر دورِ صحابہ میں صرف ایک حضرت جابر بن عبداللّٰدر ضی اللّٰد عنه ہی کا واقعہ نہیں بلکہ الیی اور بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت ابوابوب انصاری رضی الله عنه نے حضرت عقبہ بن عامر رضی الله عنه سے صرف ایک حدیث کی خاطر مدینہ سے مصر تک سفر فرمایا جوایک ماہ کی مسافت ہے۔ (۳)

حضرت عبیداللد بن عدی نے حضرت علی رضی الله عنہ سے حدیث سننے کے لیے مدینہ طیبہ سے عراق کاسفر فرمایا جوایک ماہ کی مسافت ہے۔ (۴)

حضرت صام بن تعلبہ رضی اللہ عنہ کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات واحادیث پہنچیں وہ اپنے علاقے سے سفر کرکے حضور کی خدمت میں آئے اور آپ سے براہ راست معلوم کیا۔ حضرت صام رضی اللہ عنہ کا قصہ ماقبل میں گزر چکاہے(۵)۔اس سے جیسے قراءت علی الشیخ کا ثبوت ہو تاہے

⁽١) ويصح لامع الدراري (ج٢ص ٢٩٩ و٠٠٠) وإيضاح البخاري (ج٥٥ ص ٢٥٨)_

⁽٢) تفسيل كے ليے ديكھے أصول البز دوي مع كشف الأسراد (ج٣٣ ١٤/٢١٢) باب شرائع من قبلنا۔

⁽٣) الحديث أخرجه الحميدي في مسنده (٦٠ ص ١٨٩ و ١٩٠) أحاديث أبي أيوب الأنصاري، وأحمد في مسنده (٦٠ ص ١٥٣) والحديث (٢٠ ص ١٥٠) والبن عبدالبرفي "جامع بيان العلم وفضله (١٥٥ ص ١٩٣) باب ذكر الرحلة في طلب العلم، رقم (٥٢٤) ونص الحديث: "من ستر مؤمناً في الدنيا على خزية ستره الله يوم القيامة" (اللفظ للحميدي) _ (٢) رواه الخطيب، كذا في فتح الباري (١٤٥ ص ١٤٥) _

⁽٥) ريكي كتاب العلم ، باب القراء ة والعرض على المحدث.

ایسے ہی رحلہ فی طلب العلم کا ثبوت بھی ہو تاہے۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے طلب علم کے سفر کے سلسلے میں حضرت جابر رضی الله عنه کے قصہ کی طرف اشارہ کیاہے، فرماتے ہیں۔

ورحل جابر بن عبدالله مسیرة شهر إلی عبدالله بن أنیس فی حدیث و احد جابر بن عبدالله رضی الله عنه نے عبدالله بن أنیس رضی الله عنه کی طرف ایک حدیث کے واسطے ایک مہینه کی مسافت کاسفر کیا۔

مذكوره حديث كي تخ تجاور نفس حديث

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے" الأدب المفود" اور" خلق أفعال العباد" میں (۲) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مند میں (۷) طبر انی نے اپنی مجم اوسط میں (۸) ابویعلی نے اپنی مند میں (۹) خطیب بغدادی نے "الو حلة" میں (۱۰) ، ابن الی عاصم نے "کتاب السنة" میں (۱۱) ، حاکم نے متدرک میں (۱۲) بیجی نے "کتاب الاسماء والصفات" میں (۱۳) اور ابن عبدالبر نے "جامع بیان العلم و فضله" میں (۱۲) تخ تحکی ہے۔

عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما قال: بلغني حديث عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في القصاص، ولم

⁽٢)الادب المفرد، رقم (٩٤٠)و "خلق أفعال العباد" (ص٩) تعليقات جامع بيان العلم وفضله (ج١ص٣٨٩) باب ذكر الرحلة في طلب العلم.

⁽V)مسند امام احمد بن حنبل (جسم ۳۹۵)

⁽٨) انظر مجمع الزوائد (٢٠١٥ ص ٣٨٦ و٣٨٦) كتاب البعث، باب ماجاء في الحساب.

⁽٩) تعليقات جامع بيان العلم وفضله (١٥٥ ٣٨٩)

⁽١٠)كتاب الرحلة للخطيب(١٠٩٠)_تعليقات جامع بيان العلم وفضله(١٥٥٥)_

⁽١١)تعليقات جامع بيان العلم وفضله (١٥ص٣٨٩)

⁽١٢) المستدرك للحاكم(٢٦ص٣٣٨م٣٨)كتاب التفسير، سورة حم المؤمن. و (٣٦ص١٥٥٥٥٥)كتاب الأهوال_

⁽IF) الأسماء والصفات للبيهقي (ص٨٧و٩٨)_ تعليقات جامع بيان العلم وفضله (جاص٩٩٠)_

⁽١٣) جامع بيان العلم وفضله (١٦ص ٣٩٣_٣٨٩) باب ذكر الرحلة في طلب العلم، رقم (٥٦٥) و(٥٦٢) _

أسمعه، فابتعت بعيراً فشددت رحلي عليه، ثم سرت شهراً حتى قدمت مصر، فأتيت عبدالله بن انيس، فقلت للبواب: قل له: جابر على الباب. فقال: ابن عبدالله؟ قلت: نعم، فأتاه، فأخبره، فقام يطأ ثوبه حتى خرج إلى ، فاعتنقي واعتنقته. فقلت له: حديث بلغني عنك، سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم أسمعه في القصاص فخشيت أن أموت أوتموت قبل أن أسمعه.

فقال عبدالله: سمعت رسول صلى الله عليه وسلم يقول: يحشرالله العباد أو قال: الناس. عراةً غرلاً بُهْما؟قال:قلنا:مابُهْما؟قال: ليس معهم شي ء، ثم يناديهم بصوت يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب: أنا الملك، أنا الديان، لاينبغي لأحد من أهل الجنة أن يدخل الجنة، ولاينبغي لا عد من أهل النار أن يدخل النار، وعنده مظلمة حتى أقصه منه، حتى اللطمة. قال: قلنا: كيف ذا وإنما نأتي الله عُرلا بُهْما؟ قال: بالحسنات والسيئات. قال: وتلارسول الله صلى الله عليه وسلم: اليوم تجزئ كل نفس بماكسبت لاظلم اليوم" (اللفظ للحاكم في مستدركه).

امام حاكم رحمة الله عليه فرمات بين "صحيح الإسناد ولم يخوجاه" (10) _ حافظ فر بي رحمة الله عليه ان كى تقديق كرتے موئے فرماتے بين "صحيح" (١٦) _ حافظ نور الدين بيتى رحمة الله عليه فرماتے بين "رواه أحمد ور جاله و ثقوا، ورواه الطبراني في الأوسط بنحوه "_(١٤)

حافظ منذرى رحمة الله عليه فرماتے بين "دواه أحمد باسناد حسن" (١٨) ـ عافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "وإسناده صالح" (١٩) ـ

⁽١٥) المستدرك للحاكم (٢٦ص٨٣٨)_

⁽١٦)تلخيص المستدرك للذهبي المطبوع بذيل المستدرك(٢٥،٥٣٨)_

⁽١٤)مجمع الزوائد(ج٠١٣)كتاب البعث، باب ماجاء في الحساب.

⁽١٨) الترغيب والترهيب (٣٠٣ ص ٣٠٨) كتاب البعث وأهوال القيامة

⁽۱۹) فتح الباري (ج اص ۱۷۴)_

ابن بطال رحمة الله عليه كاايك وجهم

بہاں ابن بطال رحمة الله عليہ ہے ايک وہم ہواہ وہ فرماتے ہيں كہ اس سے مراد "حديث الستر علىٰ مسلم" ہے۔

یہ بات درست نہیں، وہ ایک اور حدیث ہے جس میں سفر کرنے والے حضرت ابوابوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں،اور جن کے پاس سفر کر کے گئے تھے وہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے (۲۰)۔

معلقاتِ بخاری کے متعلق ایک قاعدہ پراعتراض اوراس گار د

علامہ بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ یہ معروف ہے کہ امام بخار بی رحمۃ اللہ علیہ جوروایتِ معلقہ بصیغۂ جزم یعنی فعلِ معروف سے لاتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے اور جوروایتیں بصیغۂ تمریض یعنی فعل مجہول سے ذکر کرتے ہیں وہ ضعیف ہوتی ہیں (۲۱)۔

یہ قاعدہ یہال منتقض ہو رہاہے کیونکہ حضرت جاہر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ پر یہال بصیغه جزم "ورحل جاہر بن عبدالله" ذکر کیا ہے جبکہ اسی کا ایک دوسر الکرا"یحشر الله العباد، فینادیھم بصوت یسمعه من بعد کما یسمعه من قرب، أنا الملك أنا الدیان"ام بخاری رحمة الله علیہ نے کتاب التوحید میں ذکر کیاہے، (۲۲)اس کو نقل کرتے ہوئے انہوں نے صیغة تمریض استعال کیا

 ⁽۲۰)قدذكونا هذاالحديث ومن أخرجه بالتفصيل في هذا الباب، فارجع إليه إن شئت.

⁽rr)صحيح البخاري(٣٤،٣٠٥)كتاب التوحيد، ماد ، قول الله تعالى: و لا تنفع الشفاعة عنده إلا لمن أذن له

ے: "وید کر عن جابو عن عبداللہ بن أنیس قال "اس طرح یہ قاعدہ منتقض ہوجاتا ہے (۲۳)۔

عافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل اس حدیث پاک کے دو مضمون ہیں، ایک کا
تعلق رحلۃ فی طلب العلم سے ہاور دوسرے کا تعلق کلام الباری بصوت سے ہاس حدیث کے شواہد
موجود ہیں مختلف طرق سے یہ ثابت ہے، لہٰذااس حدیث کا درجہ حسن ہے چو نکہ یہ خبر واحد ہاور اس
سے رحلہ فی طلب العلم ثابت کرتے ہوئے صیغہ جزم استعمال کیااور مسئلہ کلام میں چو نکہ قطعی حدیث کی
ضرورت ہے اس میں خبر واحد کافی نہیں اس لیے جب صوت کا مسئلہ ذکر کیا تو وہاں تمریض کا صیغہ استعمال
کیا، و ھذا من دقة نظرہ رحمہ اللہ (۲۲)۔

لیکن اس جواب پر اشکال ہوتا ہے کہ امام بخابدی رحمۃ اللہ علیہ کا پنار جھان یہ ہے کہ اللہ تعالی صوت کے ساتھ کلام کرتے ہیں، انہوں نے کتاب خلق افعال العباد اور صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں اس مسئلہ کو واضح کیا ہے، لہذا یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کہ انہوں نے صوت کے مسئلہ میں عدم صلاحیت احتجاج کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وہاں صیغۂ تمریض استعال کیا ہو۔

للذااس کا صیح جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جہاں صیغۂ تمریض لاتے ہیں وہاں اس کا منتا صرف سند کا ضعف ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک سبب اختصار بھی ہے، امام بخاری جب روایت بالمعنی کرتے ہیں یا حدیث کے مضمون میں اختصار کرتے ہیں توایی موقعہ پر بھی بعض او قات ''یُروی'' اور '' اور '' ین کر'' جیسے صیغہ ہائے تمریض ذکر کر دیتے ہیں (۲۵)۔

کتاب التوحید میں چونکہ امام بخاری رحمة الله علیہ نے اختصار فی الحدیث کیا ہے اس لیے "یذکو" کے ساتھ اس مدیث کوذکر کیا ہے۔والله أعلم۔

⁽٢٣) ويكي فتح الباري (ج اص ١٤٦) وشرح القسطلاني (ج اص ١٤٤)_

⁽۲۴)د يكھنے فتح البارى (جاص ۱۷۴)_

⁽٢٥) ديكية النكت على ابن الصلاح (التقييد والإيضاح لما أطلق وأغلق من كتاب ابن الصلاح) للعراقي (٣١٥) نيزد يكي

٧٨ : حدثنا أَبُو ٱلقاسِم خَالِدُ بْنُ حَلِيّ قَالَ : حَدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ : قَالَ ٱلْأُوْرَاعِيُّ : أَخْبَرَنَا ٱلزُّهْرِيُّ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُبْدَ أَلَهُ بْنِ مُسْعُودٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبْاسِ : أَنَّه مَارَى هُو وَٱلْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنِ ٱلْفَرْارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى ، فَمَرَّ بِهِمَا أَيَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، فَدَعَاهُ ٱبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : إِنِي تَمَارَيْتُ أَنَّا وَصَاحِيي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى اللّذِي سَأَلَ ٱلسَّبِلَ إِلَى لُقِيّةِ ، عَبَّاسٍ فَقَالَ : أَنَّهُ مَوسَى يَا لَكُو سَلَمْ أَيْنُ يَعْمُ اللّذِي سَأَلَ ٱلسَّبِلَ إِلَى لُقِيّةٍ ، وَقِيلَ لَهُ عَلِيلَةً يَذْكُو شَأْنَهُ ؟ فَقَالَ أَلَيُّ : نَعْم ، سَمِعْتُ ٱلنَّيِ عَلِيلَةٍ يَذْكُو شَأْنَهُ يَقُولُ : هَلَى مُوسَى فِي مَلا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ . إِذْ جَاءَهُ رَجُلُ فَقَالَ : أَنَعْلَمُ أَجَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ ؟ قَالَ مُوسَى : لَكُ ، عَبْدُنَا خَضِرٌ ، فَسَأَلَ ٱلسَّبِلَ إِلَى لُقِيّةٍ ، فَجَعَلَ ٱلللهُ لَا مُؤْمَى اللّذِي مَا أَلْكُوتَ آيَةً ، وَقِيلَ لَهُ : إِذَا فَقَدْتَ ٱلْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، فَكَانَ مُوسَى عَلِيلَةً بَتَبِعُ أَلْدُوتَ آيَةً ، وَقِيلَ لَهُ : إِذَا فَقَدْتَ ٱلْحُوتَ فَارْجِعْ ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ ، فَكَانَ مُوسَى عَلِيلَةً بَتَبِعُ أَلْهُ وَلَى السَّبِلَ إِلَى السَّبِلَ إِلَى السَّبِلَ إِلَى السَّعِقِ اللّذِي السَّي اللّذَى اللّهُ مُوسَى عَلِيلَةً بَنَّهِ فَعَعَلَ ٱلللّهُ السَّبِلَ إِلَى السَّعِنَ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ مُوسَى عَلَيْكَ مَا كُنَا بَنْعِي ، فَارَقُ ، فَكَانَ مُوسَى عَلِيلَةً عَلَى اللّهُ مُوسَى اللّهُ فِي كِتَابِهِ) . [ر : ١٤٤] اللّهُ مَلْ مَنْ شَأَيْهِمَا مَا قَصَ اللّهُ فِي كِتَابِهِ) . [ر : ١٤٤]

تراجم رجال

(١) ابوالقاسم خالد بن خلي

یہ قاضی ابوالقاسم خالد بن خلی (۲۷)الکلاعی الحمصی رحمۃ الله علیہ ہیں۔ (۲۸)انہوں نے محمہ بن حرب خولانی، محمد بن حمیر، سلمہ بن عبد الملک العوصی، حارث بن عبیدہ کلاعی، جراح بن ملیح بہر انی اور بقیۃ بن الولیدر حمہم الله وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوزر عدد مشقی، ابراھیم بن مسلم طرسوسی، محمد بن مسلم بن وارہ رازی، محمد بن عوف طائی اور ان کے اپنے بیٹے محمد بن خالد بن خلی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ

تعليقات نورالدين عتر على علوم الحديث لابن الصلاح (ص٢٥)_

⁽٢٦)سبق تخريج هذا الحديث قبل بابين، باب ماذكر في ذهاب موسى في البحر إلى الخضر

⁽٢٧) على كودوطر تصيط كياكيا به بفتح النحاء وكسر اللام المخففة وسكون الياء بدون التشديد كمافي الكاشف للذهبي (١٥٣ ص ٣١٣) رقم (١٣١٢) وانظر الاستلراك في آخر الكاشف (٥٦٣ ص ٥٨٣) و بفتح النحاء وكسر اللام المخففة، وتشليد الياء بوزن على كمافي التقريب (ص ١٨٤) قم (١٢٢٢) -

⁽٢٨) تهذيب الكمال (ج٨ص ٥٥ و٥١) وسير أعلام النبلاء (ج ١٥٠ م٢٠)-

حضرات ہیں۔(۲۹)

امام بخارى رحمة الله عليه فرماتے بين "صدوق" (٣٠)

المام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس به بأس" (١٣١) _

امام دار قطنی رحمة الله عليه فرماتے بيس "ليس شيء ينكر" (٣٢)_

خلیلی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ثقة" (٣٣)_

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہيں"كان من نبلاء العلماء" (٣٨)_

نيزوه فرماتے بين"ثقة" (٣٥) _

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیاہے (۳۷)۔

ان کے انقال کاس حتی طور پر معلوم نہیں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غالبًا ۲۲۰ھ

ك بعدان كانتقال بواب (٣٤) رحمه الله تعالى رحمة واسعة ـ

(۲) محر بن حرب

یہ محد بن حرب خولانی مصی ابرش رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات ابھی پچھلے باب کے تحت گزر چکے ہیں۔

(٣)الأوزاعي

یہ شام کے مشہور عالم و فقیہ وامام عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو یخمد اوزاعی شامی رحمة الله علیه

⁽٢٩) شيوخ و الذه كي تفصيل كے ليے ديكھي تهذيب الكمال (ج٥ص٥١) وسيو اعلام النبلاء (ج٠١ص٠١٠)

⁽۳۰) تهذيب الكمال (ج۸ص۵)_

⁽m) حوالة بالا وسير أعلام النبلاء (ج٠١ص٠ ٢٢)_

⁽٣٢) تهذيب الكمال (ج٨ص ٥١٥ و٥٢)

⁽۳۳)تهذیب التهذیب (۳۳)

⁽٣٨)سير اعلام النبلاء (ج١٥٠٠)

⁽۳۵)الكاشف (جاص٣٦٣)، قم (١٣١٢)_

⁽٣٦) الثقات لابن حبان (ج٨ص٢٢٥) _

⁽٣٤)سيرأعلام النبلاء (٢٠١٥ ١٩٢)_

ہیں،ان کی کنیت ابو عمروہے(۳۸)۔

امام اوزاعی رحمة الله علیه ایک مستقل فقهی منتب فکر کے بانی تنے، ائمہ اربعہ کی طرح لوگ ان کے مذہب پر بھی عمل پیرا تنے، بعد میں ویگر نداہب کی طرح ان کا فدہب بھی مندرس ہوگیا (۳۹)۔

یہ تع تابعین میں سے ہیں (میر)۔

انہوں نے تابعین میں سے عطاء بن آبی رہاح، قادہ، نافع مولی ابن عمر، امام زہری اور محد بن المنکدرر حمیم اللہ تعالی سے استفادہ کیا۔

اسی طرح حیان بن عطیہ، امام اعمش، عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج، عبدہ بن ابی لبابہ، علقمہ بن مردد عمرہ بن شعیب، محمد بن الولید الزبیدی، مکول شامی، شخصیی بن سعید انصاری اور یحیی بن ابی کشیر رحمهم الله تعالی وغیرہ بہت ہے حضرات سے بھی روایت حدیث کی ہے۔

ان سے روایت کرنے والول میں ابواسحاق فزاری، اساعیل بن عیاش، ابوضم و انس بن عیاض، بشر بن بکر تنیسی، بقیة بن الولید، خارجہ بن مصعب، سفیان الثوری، امام شعبہ، عبدالله بن المبارک، عبدالرحلٰ بن ابی الزناد عبدالرزاق بن هام، عبیدالله بن موئ عبسی، عیسی بن یونس، قاده، (وهو من شیو حد) مالک بن انس، محمد بن حرب خولانی، امام زہری (وهو من شیو حد) معافی بن عمران موصلی، المحقل بن زیاد (وهو أثبت المناس فیه) و کیج بن الجراح، یحیی بن سعید القطان، یکی بن ابی کثیر (وهو من شیو حد) اور یونس بن بزیدا یکی رحم، الله تعالی و غیره ہیں۔ (۱۲)

ام عبد الرحل بن مهدى رحمة الله عليه فرمات بي "الأئمة في الحديث أربعة: الأوزاعي، ومالك، وسفيان الثوري، وحماد بن زيد"_(٣٢)

⁽۲۸)تهذیب الکمال (ج2اص ۲۰۸و۲۰۸)

⁽٣٩)كان له مذهب مستقل مشهور، عمل به فقهاء الشام مدة، وفقهاء الأندلس، ثم فني. سير أعلام البلاء (ج2 ص ١١٠) أيز و كيئ تهذيب الأسماء واللغات (ج1ص ٢٩٩)

⁽۲۰۰) تهذيب النووي (ج اص ۲۹۹)_

⁽۱۲) شیور و تلاذه کی تفعیل کے لیے دیکھتے تھذیب الکمال (ج ۱۷ ص ۱۷-۳۱۲) و تھذیب النووی (ج اص ۲۹۹) وسیر اعلام النبلاء (ج ۷ ص ۱۷۹۸) و سیر اعلام النبلاء (ج ۷ ص ۱۹۹۸) و

⁽٣٢) تهذيب الكمال (ج 2 أص ١٣٣) و تهذيب النووي (ج اص ٣٠٠)_

نيزوه فرمات بين "ما كان بالشام أحد أعلم بالسنة من الأوزاعي " (٣٣)_

سفيان بن عييندر حمة الله عليه فرمات بين "كان الأوزاعي إمام أهل زمانه" (٣٣)

امام بخارى رحمة الله عليه عيسى بن يونس سے نقل فرماتے ہيں "كان الأوزاعى حافظاً" (٣٥)_

امام عجلى رحمة الله عليه فرمات بي "ثقة من خيار الناس" (٣٦)_

امام مالك رحمة الله عليه فرمات بين "كان إماماً يقتدى به" (٢٥)

يعقوب بن شيبه رحمة الله عليه فرماتي بين "والاوزاعي ثقة ثبت "(٨٨)_

الم شحيى بن معين رحمة الله عليه فرمات بين "فقة، ما أقل ماروى عن الرهوى" (٣٩)_

الم الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "إمام متبع لماسمع" (٥٠) _

ابن سعد رحمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة، مأموناً، صدوقاً فاضلاً، خيراً، كثير الحديث والعلم والفقه، حجة "(۵۱)

ابن حبان رحمة الله عليه فرماتے بين "و كان من فقهاء الشام وقر انهم و زهادهم و مرابطيهم" (۵۲) ـ فلاس رحمة الله عليه فرماتے بين"الأو ذاعبي ثبت" ـ (۵۳)

⁽۴۴)حواله جات بالا

⁽٣٣) تهذيب الكمال (ج ١٥ص ١٣١٣) وتهذيب التهذيب (ج٢ص ٢٣٠)

⁽۵۵)التاريخ الصغير (١٤٤٥)_

⁽٣٦)تعليقات تهذيب الكمال(١٤٥٥/٣١٣)نقلا عن "ثقات العجلي": (الورقة ٣٣)وانظرتهذيب التهذيب (٢٨)تعليقات تهذيب (٢٥٠ص ٢١١)_

⁽٢٤)سير أعلام النبلاء (٢٤ ص١١١)_

⁽۲۸) تهذیب التهذیب (۲۳س۲۳)

⁽۳۹)تهذيب الكمال (ج١١ص١٣٣)_

⁽۵۰)تهذیب الکمال (ج۲اص ۱۳)_

⁽۵۱)طبقات ابن سعد (ج ک ۱۸۸۳)_

⁽۵۲)الثقات لابن حبان (ج٧٥ س١٢)_

⁽۵۳)تهذیب التهذیب (۲۳ س۲۲)۔

حافظ فر جي رحمة الله عليه فرمات على "الأوزاعي إمام ثقة وليس هو في الزهري كمالك وعقيل"_(۵۴)

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة جليل" (٥٥)_

امام اوزاعی رحمة الله علیه کا انتقال راج قول کے مطابق سن ۱۵۵ھ میں ہوا۔ (۵۲) رحمه الله تعالیٰ رحمة واسعةً۔

ان کے تفصیل حالات کے لیے سیر اعلام النبلاء کی مر اجعت کیجے۔ (۵۷)۔ (۲۰) الزهری

امام محمد بن مسلم بن عبیدالله بن عبدالله بن شهاب زهری رحمة الله علیه کے مخضر حالات "بدء الوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔ (۵۸)

(۵) عبيد الله بن عبد الله بن عتبه بن مسعود

ان كے حالات" باب متى يصح سماع الصغير"كے تحت كرر چكے بير

(۲) ابن عباس

حضرت عبدالله بن عباس رضی الله عنما کے حالات "بدء الوحی" کی چو تھی حدیث کے ذیل میں (۵۹)اور "کتاب الإیمان، باب کفوان العشیرو کفر دون کفر" کے تحت (۲۰) گزر چکے ہیں، کچھ حالات ابھی "باب متی یصح سماع الصغیر" کے تحت بھی آ چکے ہیں۔

امام بخاری رحمة الله عليه في اس باب مين واي حديث ذكركى ہے جو"باب ماذكوفي ذهاب

⁽۵۲)ميزان الاعتدال (ج٢ص ٥٨٠)_

⁽۵۵) تقريب التهذيب (ص٢٩٧)ر قم (٣٩٧)_

⁽٥٦) ويكي تهذيب الكمال (ج2اص ١٦٥) وسير أعلام النبلاء (ج2 ص ١٢١و ١٢١)

⁽۵۷) ديكي سير أعلام النبلاء (ح ٧ ص ١٠١ س١٠)

⁽۵۸) کشف الباری (جاص۳۲۷)_

⁽۵۹) کشف الراري (جاص ۵۹)

⁽۲۰) کشف الباری (ج۲ص ۲۰۵) ۲

موسیٰ فی البحر إلی العضر " کے تحت ذکر کر چکے، مدیث کی کمل تثر تا پیچلے باب کے تحت گزر چکی ہے۔

٢٠ – باب : فَضْلَ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ .

سابق باب کے ساتھ ربط

بابِسابق" باب المحروج في طلب العلم"مين معلم اور معلم كاحال فركور تقااس باب مين الم بخارى رحمة الله عليه ان كى فضيلت بيان فرمار بين (١١) -

ترجمة الباب كامقصد

ترجمة الباب كامقصداس شخص كى فضيات بيان كرنائج جو تعلم اور تعليم يعنى سيكهناور سكهانى كى دونول فضيات كوسياق مدح مين بيان فرمانے سے بيد صاف واضح مور بائے كہ "عالم معلم" مجر دعالم كے مقابله ميں افضل اور بہتر ہے اور يكى ترجمه كامقصد ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ ترجمہ کا مقصد مجموعہ امرین کی فضیلت ہے نہ کہ ہرائیک کی، یعن "باب فضل من عَلِمَ وعلم" کامطلب "فضل من عَلِمَ وفضل من عَلِمَ "بہیں ہے بلکہ مطلب "فضل من عَلِم ثم عَلَم "ہے۔(۱۲)

٧٩ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْعَلَاءِ قَالَ : حَدَثَنَا حَمَّادُ بْنُ أَسَامَةً ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ . عَنْ أَلِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَلِي مُوسى إللهِ عَنِ النَّيِّ عَلَيْتُ قَالَ : (مَثَلُ مَا بَعَثَنِي الله بِهِ مِنَ ٱلْهُدَى وَٱلْعِلْمِ . كَمَثَلِ أَلِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَلِي مُوسى أَلْهُدَى وَالْعِلْمِ . كَمَثَلِ الْفَيْثِ ٱلْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا ، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةً ، قَبِلَتِ اللّهَ ، فَأَنْبَتَتِ ٱلْكَلَا وَٱلْعُشِبَ ٱلْكَثِيرِ . وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ . أَمْسَكَتِ اللّهَ ، فَنَفَعَ الله بِهَا ٱلنَّاسَ . فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا . وأَصَابَتْ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ . أَمْسَكَتِ اللّهَ ، فَنَفَعَ الله بِهَا ٱلنَّاسَ . فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا . وأَصَابَتْ أَيْنَا مَنْهُا أَجَادِبُ . أَمْسَكَتِ اللّهُ بِهَا ٱلنَّاسَ . فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا . وأَصَابَتْ أَيْنَا مَا مَنْهُ مَا اللهُ اللّهُ مَا لَكُونَا مَا اللّهُ بَهَا اللّهُ ا

⁽۱۱)عمدة القارى (ج٢ص٧٦)_

⁽١٢) ويكص الأبواب والتراجم از حفرت فيخ الهند قدس الله سره (ص٩٩).

⁽٦٣) قوله: "عن أبي موسى":العديث أخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب الفضائل، باب بيان مثل مابعث النبي صلى الله عليه وسلم من الهدى والعلم، وقم(٥٩٥٣)_

مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى . إِكَمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأٌ ، فَذَلِكَ مَثَلْ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللّهِ . وَنَفَعَهُ مَا بَعَثْنِي اللّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ . وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا . وَلَمْ يَقْبَلُ هُدَى اللّهِ الّذِي أَرْسِلْتُ بِهِ) .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : قَالَ إِسْحَقُ : وَكَانَ مِنْهَا طَافِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ ، قَاعٌ يَعْلُوهُ الْمَاء . وَالصَّفُصَفُ النَّسْتَوي مِنَ الْأَرْضِ .

زاجم رجال

(۱) محمر بن العلاء

به ابو کریب محمد بن العلاء بن کریب بهدانی کو فی رحمة الله علیه بیں (۱)۔

الااھ میں ان کی ولادت ہو ئی (۲)۔

یہ هشیم، ابو بکر بن عیاش، پخی بن ابی زائدہ، عبداللہ بن المبارک، اساعیل بن عکیہ، سفیان بن عیبینہ، حفص بن غیاث، ابواسامہ حماد بن اسامہ، ابو معاویہ ضریر، یونس بن بکیر، محمہ بن فضیل بن غزوان، وکیع بن الجراح اور پخی بن یمان رحمہم اللہ تعالی و غیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں اصحابِ اصول ستہ، محمد بن پیحیی ڈھلی، ابوزرعہ رازی، ابو حاتم رازی، ابن الی الد نیا، بقی بن مخلد اند لسی، ابو عروبہ، محمد بن صارون رویانی، ابویعلی موصلی اور جعفر بن محمد فریا بی رحمہم اللّٰدوغیرہ بہت سے حضرات ہیں۔ (۳)

المام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "لاباس به"_(٣)

نيزوه فرماتے ہيں"ثقة"(۵)۔

الوعمر والخفاف فرمات بين "مارأيت من المشايخ بعد إسحاق بن إبر اهيم أحفظ من أبي

⁽۱)تهذیب الکمال (۲۲۳ س۲۲۳)۔

⁽٢)سير اعلام النبلاء (جااص ٣٩٣)_

⁽٣) شيوخ و تلانده كي تفصيل ك ليه و يحيح تهذيب الكمال (ج٢٦ ص٢٢٥ م ٢٨٦) وسير اعلام النبلاء (جااس ١٩٥٠ و٣٩٥)

⁽م) تهذيب الكمال (٢٢٥ س٢٣٥)

⁽۵) حواله بالا

کریب"۔(۲)

ابراہیم بن البی طالب فرماتے ہیں "لم أربعد أحمد بن حنبل أحفظ من أبي تحريب "() _ ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے ہیں "صدوق" (٨) _

مسلمه بن قاسم رحمة الله عليه فرمات بين "كوفي ثقة" (9)

ابن حبان رحمة الله عليه فان كو كتاب الثقات مين ذكر كيا ہے (١٠) ـ

حافظ ابن حجرر حمة الله عليه فرماتے بي "ثقة حافظ" (١١)_

۲۴۸ هیں ان کی وفات ہو ئی (۱۲) _رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعة _

(۲) حماد بن أسامه

ىيە ابوأسامە حماد بن أسامە بن زيد قرشى كوفى رحمة الله عليه بي (١٣) _

یه هشام بن عروه، امام اعمش، سعید بن ابی عروبه، شعبه، سفیان توری، سلیمان بن المغیره، مالک بن مغول، مجالد بن سعید، شریک بن عبدالله نخعی، ابو برده بُرید بن عبدالله بن ابی برده، عبدالرزاق بن همام، عبیدالله بن عمر، فضیل بن غزوان، ولید بن کثیر اور یخیی بن المهلب رحمهم الله وغیره سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمٰن بن مہدی، امام شافعی، قتیبہ بن سعید، امام احمد، امام اسحاق، ابوخیثمہ، ابراہیم بن سعید جوہری، احمد بن الفرات، محمود بن غیلان، ابو بکر بن الی شیبہ، عثمان بن ابی

⁽٢)حوالندبالا

⁽⁴⁾حواله مالا

⁽٨)سير أعلام النبلاء (جااص ٣٩٥)

⁽٩) تهذيب التهذيب (ج٩ص ٣٨٧) ـ

⁽١٠)الثقات (ج٩ص٥٠١)_

⁽۱۱) تقويب التهذيب (ص٥٠٠) رقم (٦٢٠٣)_

⁽۱۲) الكاشف (ج٢ص ٢٠٨) رقم (١٠٠٥) ـ

⁽١٣) تهذيب الكمال (٤٤ ص ١١٥ و١١٨) وسير أعلام النبلاء (ج٥ ص ٢٧١)

شینبہ، علی بن المدین، محمہ بن عبداللہ بن نمیر ،ابو کریب محمہ بن العلاء،امام یحیی بن معین، محمہ بن المثنی اور محمہ بن یوسف بیکنڈی رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے حضرات ہیں۔(۱۴۷)

الم احمد رحمة الله عليه فرمات بي "أبوأسامة ثقة، كان أعلم الناس بأمور الناس، وأخبار أهل الكوفة، وماكان أرواه عن هشام بن عروة!"(١٥)_

نيزوه فرمات بين "كان ثبتاً، ما كان أثبته! لايكاديخطئ "(١١)_

أير وه فرمات بي "أبو أسامة أثبت من مئة مثل أبي عاصم، كان أبو أسامة صحيح الكتاب، ضابطاً للحديث، كيساً صدوقاً "(١٤)_

امام یحیی بن معین رحمة الله علیه نے ان کو "ثقة" قرار دیاہے (۱۸)۔

سفيان رحمة الله عليه فرمات بين "ما بالكوفة شاب أعقل من أبي أسامة "(١٩)_

ا بن سعد رحمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة مأموناً كثير الحديث يدلس ويبين تدليسه، وكان صاحب سنة و جماعة" ـ (٢٠)

الهم عجل رحمة الله عليه فرماتے بين "كان ثقة وكان يعد من حكماء أصحاب الحديث"(٢١)_

ابن قانع رحمة الله عليه فرمات بين "كوفي صالح الحديث" (٢٢)

⁽۱۴) شيوخ و تلانده كي تفصيل ك ليو يكھي تهذيب الكمال (ج ع ص ٢١٨ - ٢٢٢) وسير أعلام النبلاء (ج ٩ ص ٢٧٧ - ٢٧٨)

⁽١٥) تهذيب الكمال (٤٢ ص٢٢٢) وسير أعلام النبلاء (٥٦ ص٢٥٨)

⁽١٢) حوالة جات بالا_

⁽١٤)حواله جات بالا_

⁽١٨)تاريخ الدارمي (ص٩٢)ر قم (٢٣٢)_

⁽١٩) تهذيب الكمال (ح2ص ٢٢٣) وسير أعلام النبلاء (ج9ص ٢٧٨)_

⁽٢٠) الطبقات لابن سعد (ج٢ص ٣٩٥)_

⁽۲۱) تهذيب التهذيب (جسمس)_

⁽۲۲)تهذیب التهذیب (جسمس)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كوكتاب المتقات مين ذكر كيام (٢٣) _ حافظ ذبي رحمة الله عليه فرمات بين "حجة، عالم أحباري "(٢٣) _

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه قرماتے بين "ثقة ثبت، ربما دلس، و كان باحرة يحدث مِن كتب غيره" ـ (٢٥)

جیساکہ علائے جرح و تعدیل کے اقوال آپ کے سامنے ہیں سب نے ان کی توثیق کی ہے،البتہ ان کے اوپر دوالزامات ہیں،ایک یہ کہ یہ تدلیس کیا کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ سر ور حدیث کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن سعد کا قول گزرچکا ہے،وہ فرماتے ہیں"یدلس ویبین تدلیسه"نیز حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ کا قول اکبھی اوپر نقل ہوا"ر بھا دلس"۔

ای طرح ازدی نے سفیان بن وکیج سے نقل کیا ہے" إنی الأعجب کیف جاز حدیث أبي أسامة، كان أمره بيناً، وكان من أسرق الناس لحدیث جيد" (٢٢)_

ان الزامات کاجواب بیہ ہے کہ جہال تک ان کی تدلیس کامعاملہ ہے، سوابن سعدر حمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی بہتادیا کہ ''ویبین تعدلیسه'' وہ اپنی تدلیس واضح کر دیا کرتے تھے، لہذا ایسی صورت میں کوئی عیب باقی نہیں رہتا۔

جہاں تک سفیان بن و کیج کے قول کا تعلق ہے سوسفیان خود ضعیف ہے(۲۷)اوراس سے نقل کرنے والااز دی بھی ضعیف ہے(۲۸)۔

قال الحافظ في هدي الساري (ص ٠٠٠) في ترجمة خيم بن عراك الغفاري: ".....وشد الأردي قال: منكر الحديث، وغفل أبو محمد بن حزم فاتبع الأزدي وأفرط فقال: لاتجوز الرواية عنه، ومادرى أن الأردي ضغيف، فكيف يقبل منه تضعيف الثقات....."

⁽۲۳)الثقات لابن حبان (ج٢ص٢٢٢)_

⁽۲۲) الكاشف (جاص ٣٨٨) رقم (١٢١٢)

⁽۲۵) تقریب التهذیب (س۱۷۷) رقم (۱۴۸۷)

⁽۲۷)تهذیب التهذیب (جسمس)_

⁽٢٧)و يكي الكاشف (ج أص٢٢٩) رقم (٢٠٠٥)

⁽٢٨) الأزدي: هوأبو الفتح محمد بن الحسين الأزدي الموصلي، له ترجمة في ميزان الاعتدال (ج٣ص ٢٣٥).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ میز ان الاعتدال میں کیا ہے اور "إنبی الاعجب"
کے اس قول کی نبیت سفیان توری کی طرف کی ہے (۲۹) جبکہ اس کا قائل سفیان توری نہیں بلکہ سفیان
بن وکیج ہے (۴۰۰)۔

اس کے باوجود حافظ زہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ابق أسامة لم أورده لشي ء فيه، ولكن ليعرف أن هذا القول باطل''(۳۱)۔

خلاصہ یہ کہ ابواسامہ ثقہ اور شبت راوی ہیں ، چنانچہ اصحابِ اصولِ سنہ نے بالا تفاق ان کی روایات قبول کی ہیں (۳۲)۔

١٠١ه مين ان كانقال موا (٣٣)_

(٣) بُريد بن عبدالله

ان کا مختصر تذکره کتاب الإیمان، "باب ای الإسلام افضل" کے تحت گزر چکاہے۔ (۳۳) بیابو بُرده بُرید بن عبداللہ بن ابی بردة بن ابی موسی الاشعری کوفی رحمۃ اللہ علیہ بیں (۳۵)۔ بیابی داداحضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنه ، اپنے والد عبداللہ بن ابی برده، حس بصری، عطاء بن ابی رباح ، ابوابوب صاحب انس بن مالک رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں ابواسامہ حماد بن اسامہ، سفیان توری، سفیان بن عیدینہ، عبدالله بن مبارک، حفص بن غیاث، علی بن مسہر، ابو نعیم، ابو معاویہ ضریر اور سحیی بن سعید اموی رحمہم الله

وانظر الرفع والتكميل للإمام اللكنوي وتعليقات شيخنا الفاضل العلامة عبدالفتاح أبو غدة رحمهما الله تعالى (ص٢٥١-٢٤٨)_

⁽٢٩)ميزان الاعتدال (جاص٥٨٨)ر قم (٢٢٣٥)_

⁽٣٠) ديك هدي الساري (ص٩٩٣) وتبهذيب التهذيب (ج٣٥ س)

⁽۱۱)ميزان الاعتدال (جاص ۵۸۸) رقم (۲۲۳۵)_

⁽٣٢) هدي الساري (ص٩٩٩)_

⁽٣٣)الكاشف (جاس ٣٨٨)رقم (١٢١٢)_

⁽۳۲) كشف البارى (١٥٥ ص ١٩٠) ـ

⁽٣٥) تهذيب الكمال (٣٥) م ٥٠)

وغيره حضرات ہيں (٣٦) ـ

ا بن معین اور عجلی رحمنهماالله فرماتے ہیں" فقة" (۳۷)۔

امام ابود اود اور امام ترندی رحمهماالله تعالی نے بھی ان کو "فقة" قرار دیاہے (۳۸)۔

امام نسائى رحمة الله عليه فرمات بين "ليس به بأس " (٣٩) _

لیکن امام نسائی سے بیہ بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں "لیس بذائد القوی" (۴۰)۔

الم احدر حمة الله عليه فرمات بين "بُويد يووي أحاديث مناكيو" (١٣)_

ابن حمادر حمة الله عليه فرمات بين "ليس بذاك القوي "(٣٢)_

ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بيس"ليس بالمتين، يكتب حديثه" (٣٣)

خلاصہ بیر کہ بعض ائمہ رجال مثلاً امام یحیی بن معین، امام تر ندی، امام عجلی اور امام ابوداؤد رحمہم الله تعالی نے ان کی مطلقاً توثیق کی ہے، جبکہ چندد وسر سے ائمہ نے ان کی قدرے تضعیف کی ہے۔

امام نسائی رحمة الله عليه سے جہال "ليس بذاك القوي" كم كر تضعيف منقول ہے وہال "ليس به باس"كى تو يُق محص منقول ہے۔

پھر حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی"لیس بذاك القوي"سے راوی كے غیر حافظ ہونے کی طرف اشاره كرتے ہیں (۴۴)۔

ا مام احمد رحمة الله عليه بها او قات "منكر" كا اطلاق" افراد" و"غرائب" ير بهي كردية

⁽٣٧) شيوخ و النه وكي تفصيل ك ليدوكي تهذيب الكمال (جمص ٥٠)

⁽٣٤)تهذيب الكمال (٢٣٥)

⁽٣٨) تهذيب التهذيب (جاص٣٣٢)_

⁽۳۹) تهذيب الكمال (جماص ۵۱)_

⁽٣٠)الضعفاء والمتروكين للنسائي (٣٨٧)_

⁽١٦) الضعفاء للعقيلي (١٥٨)

⁽٣٢)الكامل لابن عدى (ج٢ص ٢٢)_

⁽۳۳) تهذيب الكمال (جمع ١٥)

⁽٣٣) قال الحافظ في هدي الساري (ص٣٨٦ ، ترجمة أحمد بن بشير الكوفي): "فأما تضعيف النسائي له فمشعر بأنه غير حافظ".

ہیں(۵م) یہاں بھی یہی بات ہے۔

چنانچدان کی احادیث کواصحاب اصول ستنے قبول کیا ہے۔ (۲۸)۔

حافظ ابن عدى رحمة الله عليه فرمات بين "روى عنه الأئمة والثقات، ولم يرو عنه أحد أكثر مما رواه أبو أسامة، و أحاديثه عنه مستقيمة، وهو صدوق، وقد أدخله أصحاب الصحاح فيها..... وأرجوأن لايكون به بأس" (٢٦).

حافظ ذبي رحمة الله عليه فرمات ين "وهو صدوق موثق " (٣٨)-

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بي "احتج به الأئمة كلهم، وأحمد وغيره يطلقون المناكير على الأفراد المطلقة "(٣٩)_

٠٠١١ه كے بعدان كى وفات موكى (٥٠) رحمه الله تعالى رحمة واسعة-

(۴) ابويروه

ان کانام عامر یا حارث ہے، یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، اور رُبید بن عبداللہ جوان کے راوی ہیں، کے دادا ہیں۔

ان كے حالات كتاب الايمان، "باب أي الإسلام أفضل"ك تحت كرر يك بير (٥١)

(۵) حفزت ابوموسیٰ اشعری رضی الله عنه

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی الله عنه کے حالات بھی ند کورہ باب میں گزر چکے ہیں۔ (۵۲)

⁽٣٥) ويكي الرفع والتكميل في الجرح والتعديل (ص١٠١و٢٠٢).

⁽۲۹) هدي الساري (۲۹۳) ـ

⁽۲۷)الكامل لابن عدي (ج٢ص ٣٢و٣٢)_

⁽٣٨) تعليقات تهذيب الكمال (٣٨ ص٥٢) نقلاً عن تاريخ الإسلام للذهبير

⁽۲۸) هدي الساري (۲۹۳) ـ

⁽٥٠)سير أعلام النبلاء (٢٥٢ ٣٥٢)_

⁽۵۱) کشف الباري (ج اص ۲۹۰)۔

⁽۵۲) حوالنه بالار

مثل مابعثني الله به من الهدى والعلم كمثل الغيث الكثير أصاب أرضاً

الله تعالی نے جو ہدایت اور علم کی باتیں دے کر مجھے بھیجاان کی مثال زور دار مینہ کی سی ہے جوز مین

پربرسا۔

"مثل"صفت عبيب ك معنى من آتاب، يهال يبى معنى مراديس (٥٣)_

مجھی"مثل""قولِ سائر" کے لیے بولتے ہیں یعنی وہ کلام جو سی فاص واقعے سے تعلق رکھتا ہو اوراس کی طرف اشارہ نکلتا ہو (۵۴)۔ جینے تأبیط شرّاً۔

الهدئ

ہدایت کالفظ مشترک طور پرارشاد لیمن" إداء ة الطريق" اور توفیق و تائيد و حفظ و عصمت لیمن "إيصال إلى المطلوب" كے ليے استعال كياجا تاہے (۵۵)۔

جب نبى كريم صلى الله عليه وسلم، يا قرآن كريم ياعام لوگول كى طرف نبت موتى به تو پهلے معنى الله على الله عليه وسلم، يا قرآن كريم ياعام لوگول كى طرف نبت موقى به تو پهلے معنى الله وقال موقال موقال بهذا القرآن يعنى إداء قالطويق مراد موگال جيسے "إنك لتهدي إلى صراط مستقيم" (٥٦) بهذا القرآن يهدي للتي هي أقوم" (٥٤) "ذلك الكتاب الاريب فيه هدى للمتقين" (٥٨) ـ

اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو کہیں تو یکی اداء ة الطریق کے معنی مراد ہوں گے جیسے "و هدیناه النجدین" (۵۹) "و أماثمو د فهدیناهم فاستحبّوا العمیٰ علی الهدی "(۲۰)_اور گاہے تو فق و تائید کے معنی میں یعنی دوسرے معنی میں استعال ہو تاہے، جیسے آیت کریمہ "إنك لاتهدی من تو فق و تائید کے معنی میں یعنی دوسرے معنی میں استعال ہو تاہے، جیسے آیت کریمہ "إنك لاتهدی من

⁽۵۳)فتح الباري (جاص ۱۷۱)

⁽۵۴) حوالة بالا

⁽۵۵) تفصیل کے لیےد کھے روح المعانی (جاص او ۹۲)

⁽۵۲)الشوري/۵۲_

⁽۵۷)الإسراء/٩_

⁽۵۸)البقرة/۲_

⁽۵۹)البلد/۱۰_

⁽۲۰)فصلت/۱۸_

احببت ولكن الله يهدى من يشاء"(١١)_

والعلم

اس سے مراد وہ علم دین ہے جواللہ تعالی نے آپ کے قلب پر نازل فرمایا لینی قرآن مجید، جس کووی متلوکہتے ہیں۔ متلوکہتے ہیں۔ متلوکہتے ہیں، اسی طرح احادیث کی صورت میں آپ کے قلب میں القاء فرمایا جس کووجی غیر متلوکہتے ہیں۔

الغيث الكثير

"غيث"اس بارش كوكمت بين جوبهت نافع مو (٧٢)_

نی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علوم ربانیہ کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے اور اس ہرایت کو جو آپ کو عطاکی گئی اس بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو قط سالی کے زمانے میں آتی ہے اور اچھی طرح سے لوگوں کو سیر اب کر جاتی ہے اس لیے کہ وہ بارش مر دہ زمین میں حیات نوبیدا کر دبتی ہے ، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعثت ہوئی تو دنیا میں جہالت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی، لوگ ہرایت کے پیاسے تھے، لیکن ان کو اس کا سرچشمہ معلوم نہیں تھا، اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہدایت کی بارش نازل فرمائی جس سے مردہ قلوب زندہ ہوگئے۔

اصاب ارضاً فکان منھا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلا والعشب الکثیر بارش جوز مین پر پڑی تو بعض زمینیں عمرہ تھی، جس نے پانی چوس لیااوراس نے گھاس اور سبزہ خوب اگلیہ بارش جب زمین پر پڑی تواس زمین کے مختلف حصوں کے اعتبار سے مختلف شمرات و آثار مرتب ہوئے، ایک حصہ الیی زمین کا تھاجو نقیہ یعنی ڈر خیز تھا۔

"نقیة": بخاری شریف کے تمام نسخوں میں اس طرح"نقیة" نون اور قاف کے ساتھ وار دہوا ہے(۲۳) مراد زر خیز ہے، مسلم شریف میں "نقیة" کے بجائے" طیبة" واقع ہواہے (۲۴)،اس کے معنی بھی زر خیز ہی کے ہیں۔

⁽۱۱)القصص / ۵۹

⁽١٣) الغيث: المطو،.....وقيل:هوالمطرالخاص بالخير الكثير النافع....."تاج العروس(١٦٥ص ٩٣٤)_

⁽١٣) فتح الباري (ج اص ١٤١)_

⁽١٣) ويكي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب بيان مثل مابعث النبي صلى الله عليه وسلم من الهدى و العلم، رقم (٥٩٥٣)_

امام خطابي، حميدى وغيره كى روايت مين "ثغبة" (بالثاء المثلثة المفتوحة، والغين المعجمة المكسورة، بعدها موحدة خفيفة مفتوحة) ضبط كيا كيا بـ (١٥)_

خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''فغیق''ان گڑھوں کو کہاجاتا ہے جو پہاڑوں اور پھروں میں ہوتے ہیں جن میں بارش کایانی جمع ہوجاتا ہے(۲۲)۔

قاضی عیاض رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ بدروایة بھی غلط ہے اور معنی بھی، کیونکہ یہاں "نقیة" کہد کرطائف اولی کی صفت بیان کرنا مقصود ہے، جبکہ "ثغبة" قرار دینے کی صورت میں بدطائف ثانیه کی صفت ہوگا۔ (۲۷)

ایک روایت میں "بقعة" کھی وار د ہواہے جس کے معنی "طائفة" کے ہیں۔(۱۸)

ابن رجب رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه ايك روايت مين "بقية" (بالباء الموحدة مكان النون) وارد ہواہے، (۱۹) ـ ابن رجب فرماتے ہيں كه اس كے معنى "القطعة الطيبة" كے ہيں اوريه معنى درست ہيں جيساكه كہاجاتا ہے"فلان بقية الناس" يعنى الجھوں ميں تواب فلاں بىرہ گئے ہيں (۵۰) والله اعلم ـ

الكلأوالعشب الكثير

"كلاً" مطلقاً گھاس كو كہتے ہيں خواہ تر گھاس ہو يا ختك، اور "عشب" تر گھاس كو كہتے ہيں (١٤) گويابيہ من قبيل عطف الخاص على العام ہے(٢٢)۔

وكانت منها أجادب أمسكت الماء، فنفع الله بها الناس، فشربوا وسقوا وزرعوا

اور بعض زمین سخت (پیھریلی) تھی،اس نے پانی تھام لیا،اللہ تعالی نے اس سے لوگوں کو فائدہ دمیا کہ انہوں نے خود پیااور (جانوروں کو) پلایااور کاشت کی۔

⁽١٥) فتح الباري (١٥ ص ١٤١) وأعلام الحديث للخطابي (١٩٧٥)_

⁽۲۲) علام الحديث (جاص ١٩٨)_

⁽٢٤)فتح الباري (ج اص ١٤١)_

⁽۲۸)حوال: بالا

⁽١٩)فتح الباري (جاص ١٤١)_

⁽٠٠) حوالت بالار

⁽١١) دي محصّ مختار الصحاح (ص٥٤٥) ماده ك أ، و (ص٣٣٣) ماده: عشب

⁽۲۲)فتح الباري (جاص ۱۷۱)

أجادب: يه خلاف قياس" جدب " (بفتح الدال المهملة) كى جمع م وهي الأرض الصلبة التي لا ينضب منها المماء، يعن "جدب " اليي زمين كوكم من الورسخت المواوراس كاندرياني في حاسك (٤٣٠) -

ندكوره بالا روايت اكثر حضرات كى روايت كى مطابق ب جب كه ابو ذركى روايت ميں "إخاذات" (بكسوالهمزة، وبالخاء والذال المعجمتين بينهما ألف، و آخره مثناة من فوق، قبلها ألف) آيا بـ (٧٦)، يـ "إخاذة"كى جمع بـ، تالاب كوكمتة بين (٧٥)۔

پھر اساعیلی نے ابو کریب سے "احادب" نقل کیا ہے (۷۲)، لیکن خطابی فرماتے ہیں "لیست هذه الروایة بشی ء" (۷۷)۔

بعض نے اس کو "أجارد" پڑھاہے جو "جرداء" کی جمع ہے، جوداء الی ابھری ہو گی زمین کو کہتے ہیں۔ جس میں پچھندا گے (۷۸)۔ خطابی کہتے ہیں کہ یہ لفظ اگر روایۂ ثابت ہوجائے تو یہ معنی درست ہو سکتے ہیں۔ صاحبِ مطالع نے ان تمام اختلافات کو روایۂ ثابت قرار دیاہے (۷۹) جبکہ صحیحین میں صرف دو ہی روایتیں ثابت ہیں لیمنی "أجادب" اور "إخاذات" (۸۰)۔

زرعوا

یہاں یہ لفظ "زرع" سے ہے جبکہ مسلم شریف کی روایت میں "رعوا" آیا ہے (۸۱)۔جو"رعی" این پر است ہیں (۸۲)۔

وأصابت منها طائفة أخرى إنما هي قيعان لاتمسك ماءً ولاتنبت كلاً

⁽²⁷⁾ ديك فتح الباري (ج اص ١٤١) وتاج العروس (ج اص ١٤١)_

⁽٣٧)فتح الباري (ج اص ١٤١)_

⁽²⁴⁾ تناج العروس (خ اص 24)

⁽٢١) لتح الباري (ج اص ٢١١) و اعلام الحديث (ج اص ١٩٨)

⁽⁴⁴⁾ حواله جات بالا۔

⁽۸۷)حواله جانت بالا۔

⁽²⁹⁾فتح الباري (جاص ١٤١)_

⁽٨٠) حواله بالا

⁽٨١)صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، باب بيان مثل مابعث النبي صلى الله عليه وسلم من الهدى والعلم ، رقم (٥٩٥٣)_ (٨٢)شرح النووي على صحيح مسلم (٢٦٥ص/٢٥)_

اور بعض اليي زمين پريد مينه برساجوصاف حبيل تقي،نه توپاني كواس في تفامااورنه اس في محاس اگائي۔

قيعان

ی "قاع"کی جمع ہے، "قاع"کے معنی "الأرض المتسعة المستویة"کے ہیں، بعض کہتے ہیں الأرض المارض الملساء" اور بعض کہتے ہیں "الأرض التي لاتنبت" (۱)۔

حافظ ابن جررحمة الله عليه في يهال ان تينول معانى كو جمع كرك لكهام "الأرض المستوية المملساء التي لا تنبت "(٢) لعني وه سخت چشيل زمين جس ميس كيمه أكمّا نهيس_

فذلك مثل من فقه في دين الله و نفعه مابعثني الله به، فعلم وعلم

یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ تعالیٰ نے جو مجھ کو دے کر

بھیجاہے اس سے اس کو فائدہ پہنچایا، تواس نے خود سیکھااور دوسروں کو سکھایا۔

"فقه" کے معنی لغت میں "فہم" کے آتے ہیں۔

فَقِهَ يَفْقَهُ فِقْهاً: سَجِمنا_

فَقُهُ يَفْقُهُ فقاهةً: فقيه بمونار

فَقُهَ فَقَها وفِقْها : جانا (٣)_

پھر صاحب"العین"اور علامہ ہر وی رحمہمااللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ فقہ شرعی اور فقہ فی الدین کے لئے "فقه" (بفسم القاف) استعال ہو تاہے، جبکہ ابن دُرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "فقه" (بکسر القاف) استعال ہو تاہے(س)۔

ا بن التين رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه يہال روايت بالكسر ہے ليكن ضمه مناسب ہے (۵)_

⁽۱)عمدة القارى (٢٦ص٥٨)_

⁽٢)فتع البارى (جاص ١٤٤)_

⁽س) تفصیل کے لیے دیکھے لسان العرب (جساص ۵۲۲)۔

⁽٣)عمدة القارى(٢٥ص٣٨)وشرح النووى لمسلم(٢٢ص٢٦)كتاب الفضائل. باب بيان مثل مابعث النبي صلى الله عليه وسلم من الهدى والعلم، رقم(٩٥٣ه)_

⁽۵) لتح البارى (ج اص ۱۷۷)

امام نووی رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ روایت دونوں طرح ہے لیکن ضمه مشہور ہے (۲)۔ اباگریه "فقه "(بضم القاف) ہوتب تو کو کی اشکال نہیں اس لیے که روایت بضم القاف ہے اور یہاں جو معنی مراد ہیں لینی فقه فی الدین اس کے لیے بضم القاف ہی استعمال ہو تاہے، لہذار وایت لغت کے مطابق ہو جائے گی۔

اور اگر بالفرض ابن التین کی بات درست تسلیم کرلی جائے کہ روایت بکسر القاف ہے تو پھر چو نکہ ابن دُرید کی نضر تک کے مطابق"فقہ" بکسر القاف فقہ فی الدین کے لئے آتا ہے اس لئے روایت اور لغت میں مطابقت ہو جائے گی (۷) واللہ اعلم۔

ومثل من لم يرفع بذلك رأساً ،ولم يقبل هدى الله الذي أرسلتُ به اوراس شخص كى مثال ہے جس نے سراٹھاكر توجہ بھى نہيں كى اور نداللہ تعالىٰ كى اس ہدايت كو قبول كيا جے لے كرميں آيا ہوں۔

مثال اور ممثل له میں مطابقت

یہاں ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ حدیث باب میں مثال اور ممثل لہ کے در میان مطابقت نہیں ہے، کیونکہ مثال میں تین چیزیں فدکور ہیں لیعن "أرض نقیة طیبة قبلت الماء وأنبتت الكلاً والعشب الكثیر ""أرض جدباء أمسكت الماء "اور "قیعان لاتمسك ماء ولا تنبت كلا "۔"

جَبَد مثل له مِن صرف دو چِيْرول كاذكر بِي "من فقه في دين الله و نفعه ما بعثنى الله به فعلم و علم اور "من لم يرفع بذلك را ساً ولم يقبل هدى الله الذى أرسلت به "_

اس اشكال كاليك جواب تويه دے سكتے ہيں كه ند

یہاں جس طرح مثال میں تین چیزیں نہ کور ہیں مثل لہ میں بھی اسی طرح تین چیزیں نہ کور ہیں۔ زمین کی تین قسموں کی طرح ممثل لہ میں تین قشمیں اس طرح بنیں گی کہ ایک تو "من فقه فی

⁽٢) شرح النووى لصحيح مسلم (٢٣٤ / ٢٣٧) _

⁽²⁾ ديكي شرح نووى (٢٣٥ ص ٢٣٧) وعمدة القارى (٢٦ ص ٨٨)_

دين الله "بوسرى فتم "من نفعه مابعثنى الله به فعلم وعلم "اور تيرى فتم "من لم يرفع بذلك رأ ساً ولم يقبل هدى الله الذي أرسلت به "ب

اس طرح تین قسمیں قرار دینے کے لیے "نفعه" سے قبل ایک" من" موصولہ مقدر مانتا پڑے گا،اور ایساکلام عرب میں ہوتا ہے، حضرت حیان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:۔

أ من يهجو رسول الله منكم ويمدحه وينصره سواء (كياتم بين سے جورسول الله صلى الله عليه وسلم كى چوكر تا ہے وہ اور وہ شخص جو آپ كى تعريف اور مدد كر تا ہے، برابر ہو سكتے ہيں؟!)

اس شعر میں "یمدحه" سے پہلے "من" موصولہ مقدر ہے گویااصل عبارت یوں ہے:۔

اُ من یھجو رسول الله منکم ومن یمدحه وینصره سواء

اس تفصیل سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مثال اور ممثل لہ میں مطابقت موجود ہے۔

گویامثال اور ممثل لہ میں تطبیق کی صورت ہے ہوگئی:۔

أجادب أمسكت الماء فنفع الله بها

من فقه في دين الله بمقابله

. الناس

من نفعه بمابعثني الله به فعلم وعلم بمقالم. أرض نقية، قبلت الماء فأنبتت الكلأو العشب

اور من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله بمقابله قيعان الاتمسك ماء والا تنبت كلا (٨).

البته يهال بير سوال ہو سكتا ہے كه "نفعه" سے پہلے "من" كوحذف كركے اس كو" فقه" كے اوپر كيوں عطف كيا گيا؟

اس کا جواب سے ہے کہ اس کے حذف میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ علم کی ان دونوں صور توں میں نفع رسانی کا وصف مشتر ک ہے گونوعیت انتفاع مختلف ہے۔

⁽٨)شرح الكرماني (ج٢ص٥٨)

اصل اشكال كا دوسر اجواب به ديا جاسكتا به كه تقسيم كو ثنائى قرار دي اس طرح كه جس طرح ممثل له يس صرف دو چيزي بين "من فقه في دين الله و نفعه ما بعثني الله به فعلم و علم" اور "من لم يوفع بذلك رأساً ولم يقبل هدى الله" ايسه بى مثال بين بهى دو بى چيزول كا اعتبار كيا جائے (٩) ـ

چنانچ علامہ طبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں صرف دو جانبوں کاذکرہے ایک اعلیٰ فی الهدایۃ اور ایک اعلیٰ فی الهدایۃ اور ایک اعلیٰ فی الهدایۃ ان کے مابین جو دودرہے ہیں (یعنی من انتفع بالعلم ولم ینفع به غیرہ اور من نفع به غیرہ ولم ینتفع بنفسه) دہ متر وک ہیں، اعلیٰ فی الهدایۃ والے درجہ کو "من فقه فی دین الله" کے عنوان سے اور اعلیٰ فی الضلال کو"من لم یرفع بذلك رأساً" کے عنوان سے ذکر فرما کر بطور عطف تفیری"فقه" کے بعد"و نفعه بما بعثنی الله به "اور" لم یرفع بذلك رأساً" کے بعد "ولم یقبل هدی الله الذي أرسلت به "ذکر فرمایا جس سے جانبین کی واضح اور ممل تصویر سامنے آگئ کہ اعلیٰ درجہ کا ہدایت یافت وہ شخص ہوگا کہ جس نے علم حاصل کر کے خود اس کے مطابق عمل کیا ہو، اور دوسر ول کو ہدایت کاراسۃ بتایا ہو، اس طرح انتہادرجہ کا گمر اودہ شخص ہوگا کہ جس نے بینجبر اسلام کی لائی ہونی ہدایت کاراسۃ بتایا ہو، اس طرح انتہادرجہ کا گمر اودہ شخص ہوگا کہ جس نے بینجبر اسلام کی لائی ہونی ہدایت کو قبول کرنا تودر کنار، ازراہ تکبر اس طرف سر اٹھا کرد کینا بھی گوارا نہیں کیا۔

جس طرح ممثل له میں صرف دوچیزیں ہیں اسی طرح مثال میں بھی صرف دوچیز وں کاذکرہے،
ایک نفع بخش زمین اور دوسر سے بنجر اور نا قابل نفع، پھر جس طرح نفع بخش زمین کی دوصور تیں ہیں ایک وہ
جوخود بھی نفع اٹھائے اور دوسر وں کو بھی نفع پہنچائے، اور دوسر سے وہ جو صرف دوسر وں کو نفع پہنچائے اور
خود نفع نہ اٹھائے (۱۰)۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ باب میں "کمثل الغیث الکثیر أصاب أرضاً سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ باب میں "کوسامع کی فہم پر أرضاً هي محل الانتفاع "اوراس قید کوسامع کی فہم پر چھوڑ دیا گیاہے، کیونکہ تفصیل میں جن دوصور توں کاذکرہے وہ قابلِ انتفاع ہی کی صور تیں ہیں، نیز آگ

⁽٩)شرح الكوماني (ج٢ص٥٨)

⁽١٠)شرح الطيبي (ج اص ١١١) كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول

جس زمین سے تقابل کیا گیا ہے وہ نا قابل انتفاع ہے، گویا یہاں دو ہی قتمیں ند کور ہیں ایک "اُرضاً هي محل الانتفاع" ہے اور ایک "قیعان لاتمسك ماء ولا تنبت كلاً" ہے۔

اس تشریح کے مطابق "اصابت منها طائفة اخری" کا عطف"اصاب ارضاً "پر ہوگا جو ابتداءِ کلام میں ذکور ہے اور "اصابت منها" میں "منها" کی ضمیر کا مرجع "مطلق اُرض" ہوگانہ کہ "ارض نقیة" کا مجموعہ کماهو الظاهر۔

خلاصہ ہے کہ بارش کی مثال دے کر زمین کی جو تقسیم کی گئی ہے وہ صرف دو قسموں کو شامل ہے،

ایک قابلِ انتفاع اور ایک نا قابلِ انتفاع، پھر قابل انتفاع اور محلِ انتفاع کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا
ہے،ایک قسم وہ ہے کہ جس میں برسنے والی بارش کے فوائد و ثمرات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، بعینہ اس
بارش کے پانی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا اور ایک قسم وہ ہے کہ بعینہ اس پانی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے گویا یہ اس
بات پر متنبہ کرنا ہے کہ جن لوگوں کے علم سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کے لوگ
وہ ہیں جن کے علم سے بعینہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے جیسے علماءِ مجہدین، اور ایک قسم کے وہ لوگ
ہیں جن کے علم سے بعینہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے جیسے اصحابِ حفظ ور وایت ہوتے ہیں کہ وہ بعینہ علوم کو منتقل
کرتے ہیں نہ کہ ان علوم کے فوائد و ثمرات کو (۱۱) واللہ اعلم۔

اس طرح مثال اور ممثل له میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی قتم کا شکال باقی نہیں رہتا۔

قال أبوعبدالله: قال إسحاق:

ابوعبدالله یعنی امام بخاری رحمة الله علیه فرماتے ہیں که امام اسحاق بن راہویہ رحمة الله علیه فرماتے

-U

اسحاق بن راهو په

یہ مشہور امام فقہ وحدیث اسحاق بن ابر اہیم بن مخلد خطلی مروزی نزیل نیسا بور ہیں، ابو لیقوب ان کی کنیت ہے اور ابن راہویہ کے نام سے معروف ہیں۔(۱۲)

⁽١١) ويكي حاشية السندي على صحيح البخارى (جاص ٢٨ و٨٨)

⁽١١)ويكي تهليب الكمال (٢٥ص ٢٤٣)وفتح البارى (ج اص ١٤١)

جب ان سے بوچھا گیا کہ وہ"ا بن راھویہ" کے نام سے کیوں پکارے جاتے ہیں؟ توانہوں نے بتایا کہ ان کے والد مکہ مکر مہ کے راستے میں پیدا ہوئے تھے، ہم سفر مراوزہ نے انہیں "راہویہ" کہنا شروع کردیا۔

ان کے والد اس لقب سے پکارے جانے کو ناپند کرتے تھے، جبکہ امام اسجاق کو اس سے کوئی۔ ناگواری محسوس نہیں ہوتی تھی (۱۳)۔

راہویہ کا تلفظ

"راہویہ" جیسے اسامی کے تلفظ میں اہل عربیت اور محدثین کا ختلاف ہے۔

ابل عربیت اس کے آخری جزء کو "وَیْدِ" پڑھتے ہیں لیخی بفتح الواو وسکون الیاء التحتانیة وبعدها هاء مکسورة،اور "واو" سے پہلے والے حرف پر فتح پڑے ہیں لینی "راهویه" (۱۳)۔

جبکہ محد ثین "را اُھویه" پڑھتے ہیں لینی "ھاء" پر ضمه،اس کے بعد "واو" پرسکون،اس کے بعد "یاء" پر فتح اور آخر میں "ھاء" پر سکون پڑھتے ہیں (۱۵)۔

الااه مين ان كى ولادت موكى (١٦)_

یہ فضل بن موسیٰ سینانی، فضیل بن عیاض، معتمر بن سلیمان، ابو خالد الاُحر، جریر بن عبد الحمید، سفیان بن عینیہ، ابو معاویہ الفریر، محمد بن جعفر غندر، اساعیل بن علیہ، وکیع بن الجراح، نفر بن همیل، مخصی بن سعید القطان، عبد الرحمٰن بن مہدی اور عبد الرزاق بن همام صنعانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

⁽١٣) تهذيب الكمال (ج٢ص ٣٤٩).

⁽۱۳) رسيبويه: بكسرالسين المهملة، وسكون الياء المثناة من تحتها، وفتح الباء الموحدة والواو، وسكون الياء الثانية، وبعدها هاء ساكنة هكذا يضبط أهل العربية هذا الاسم ونظائره، مثل: نفطويه وعمرويه وغيرهما "وفيات الاعيان لابن خلكان (٣٦٥ مسكون الهاء بعد الالف، انظروفيات الاعيان (١٦٥ مسكون الهاء بعد الالف، انظروفيات الاعيان (١٥٠ مسكون الهاء بعد الالف، انظروفيات الاعيان (١٥٠ مسكون الهاء بعد الالف، انظروفيات الاعيان (١٥٠ مسكون الهاء بعد الالهم الله الله عيان (١٥٠ مسكون الهاء بعد الالهم اللهم اللهم

⁽١٥) ركيمية تاج العروس للزبيدي (ج اص٣٠٥) مادة "سيب"

⁽١٢)سير أعلام النبلاء (جااص ٣٥٩) .

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے اپنے شخ یحیی بن آدم اور بقیۃ بن الولید ہیں، اسی طرح ان کے اقران میں امام احمد اور ابن معین بھی ان سے روایت کرتے ہیں، ان کے علاوہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترفدی، احمد بن سلمہ، محمد بن نصر مروزی، جعفر فریابی، اور ابو العباس السر اج رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات ان سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ (کا)۔

امام احمد رحمة الله عليه سے جب اسحاق بن راہويه كے بارے ميں سوال كيا كيا تو فرمايا "مثل اسحاق يُسئل عنه؟! إسحاق عندنا إمام" ـ (١٨)

نيزوه فرمات بي "لاأعرف لإسحاق في الدنيا نظيراً" (١٩) ـ

الم ناكى رحمة الله عليه فرمات بين "ابن واهويه أحد الأئمة، ثقة مأمون" (٢٠)-

سعيد بن ذؤيب رحمة الله عليه فرمات بين "ماأعلم على وجه الأرض مثل إسحاق "(٢١)_

ابن خزيم رحمة الله عليه فرمات بي "والله لو كان إسحاق في التابعين، الأقرّوا له بحفظه وعلمه وفقهه "(٢٢) ـ

حافظ في رحمة الله عليه فرمات بين "أحد الأئمة الأعلام، ثقة حجة" (٢٣)

نيز وه فرمات بي "قد كان مع حفظه إماماً في التفسير، رأساً في الفقه، من أثمة الاجتهاد"(٢٣).

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "وكان إسحاق من سادات زمانه فقها وعلماً وحفظاً

⁽١٤) شيوخ و تلافده كي تفصيل كے ليه ديكھ تهذيب الكمال (ج٢ص ٣٤٣ ـ ٣٤٥) وسير أعلام النبلاء (ج١١ص ٣٥٩ و٢٠٠)

⁽١٨) تهذيب الكمال (ج٢ص٣٨٢) وسير أعلام النبلاء (ج١١ص٣٧٢)

⁽۱۹)حواله جات بالا_

⁽٢٠)سير أعلام النبلاء (ج ١١ص ٣٤٦) وتهذيب الكمال (ج٢ص ٣٨٣)

⁽۲۱) حواله جات بالا۔

⁽۲۲) حواله جات بالا

⁽٢٣)ميزان الاعتدال (جاص ١٨٢و ١٨٨)

⁽۲۲)سيز أعلام النبلاء (١١٥ ٣٤٥)

ونظراً، ممن صنّف الكتب، و فرع السنن، وذب عنها وقمع من خالفها"(٢٥)_

خلاصہ یہ کہ امام اسحاق بن راھویہ کی ثقابت وعدالت اور جمیت پراتفاق ہے۔

البندام الوداود رحمة الله عليه فرمات بين "إسحاق بن راهويه تغير قبل أن يموت بخمسة أشهر، وسمعت منه في تلك الأيام فرميت به" (٢٦) ـ

حافظ و البحملة فكل أحد يتعلل قبل موته غالباً، ويمرض، فيبقى أيام مرضه متغير القوة منكرة، وفي الجملة فكل أحد يتعلل قبل موته غالباً، ويمرض، فيبقى أيام مرضه متغير القوة الحافظة، ويموت إلى رحمة الله على تغيره، ثم قبل موته بيسير يختلط ذهنه، ويتلاشى علمه، فإذا قضى زال بالموت حفظه فكان ماذا؟ أبمثل هذا يلين عالم قط؟ إكلا والله! ولا سيما مثل هذا الجبل في حفظه وإتقانه "(٢٤).

اس کے بعد انہوں نے دومنکر حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں اختال ہے کہ نکارت امام اسحاق کی وجہ سے نہ ہو بلکہ کسی اور راوی کی وجہ سے ہو (۲۸) اور اگر امام اسحاق کی وجہ سے نکارت تسلیم بھی کرلی جائے تب بھی ان کی ثقابت و حفظ و ا تقان پر کوئی حرف نہیں آتا، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ومع حال إسحاق وبراعته في الحفظ، يمكن أنه لكونه كأن لا يحدث إلا من حفظه جرى عليه الوهم في حديثين من سبعين ألف حديث، فلو أخطأ منها في ثلاثين حديثاً لما حطّ ذلك رتبته عن الاحتجاج به أبداً، بل كون إسحاق تتبع حديثه، فلم يوجد له خطأ قط سوى حديثين: يدل على أنه أحفظ أهل زمانه"(٢٩)_

امام اسحاق بن راهويه كي وفات ٢٣٨ هين بهو كي ـ (٣٠) رحمه الله تعالى رحمة واسعة ـ

⁽۲۵)الثقات لابن حبان (جمص١١١)_

⁽٢٦)ميزان الاعتدال (جاص ١٨٣)_

⁽٢٧) سير أعلام النبلاء (ج الس ١٥ سير أعلام النبلاء (ج السير أعلام النبلاء (ج السيد ١٥ سير أعلام النبلاء (

⁽٢٨)وكيك سيرأعلام النبلاء (جااص ١٨ سووس)

⁽٢٩)سير أعلام النبلاء (ج١١ص ٢٩)

⁽۳۰)تهذیب الکمال (۲۲ص۳۸۸)۔

وكان منها طائفة قيلت الماء

لعنی امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے "قبلت" کی جگہ "قبلت" روایت کیا ہے۔ ابن بطال،اصلی اور قرطبی کہتے ہیں کہ یہ تصحیف ہے، صحیح لفظ "قبلت" ہے (۳۱)۔

جبكه دوسرے علماء نے "قیلت" كو بھی درست سليم كرتے ہوئے يہ توجيه كى ہے كه اس كے معنی "شربت" كے ہيں، چنانچ كها جاتا ہے" قیلت الإبل، أي: شربت في القائلة "(٣٢)۔

لیکن اس پر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیاہے کہ یہاں تو مطلق "شرب" کے معنی درست ہو سکتے ہیں "(سست ہو سکتے ہیں "نصف النھاد" کی قید کے ساتھ مقید ہونے کے کیامعنی ہیں ؟ (سست)۔

لیکن اس کاجواب یہ دیا گیاہے کہ "فیل" کے معنی اگر چہ اصلاً" شہر ب نصف النہار" کے لیے مختص ہے لیکن محال شرب کے لیے استعال کرنے میں کوئی حرج نہیں (۳۴)، جیسے "مِشفر" کالفظ دراصل اونٹ کے ہونٹ کے لیے موضوع ہے، لیکن مجاز اً انسان کے ہونٹ کے لیے بھی استعال ہوتا ہے (۳۵)۔

ابن دریدرحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہاں "قیلت" کے معنی درست ہیں کیونکہ جب کی جگه پانی جمع ہوجاتا ہے توکہاجاتا ہے"قیل الماء فی المکان المنخفض" (۳۲)

لیکن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید کی ہے اور فرمایا کہ اس صورت میں تمثیل کے معنی ہی فاسد ہو جائیں گے کیونکہ "اجتماع الماء" جس زمین میں ہووہ توطائفہ ثانیہ کی مثال ہے، جبکہ یہاں کلام طائفہ اولی سے متعلق ہے جو پانی پی کر جذب کر لے اور سبز ہاگائے (۳۷)۔

⁽۳۱)دکیکئے شوح صحیح البخاری لابن بطال (جاص۱۲۳)وفتح الباری (جاص۱۷۷)۔

⁽٣٢) وكيص تاج العروس (ج٨ص ٩٢) وفتح الباري (ج اص ١٤٧)_

⁽۳۳)فتح البارى (ق اس ۱۷۷)_

⁽۳۴) فتح البارى (جاص ١٧٤)_

⁽۳۵) تاج العروس (۳۳س ۴۰۸) _

⁽٢٦)فتع البارى (ج اس ١٤٤)

⁽٣٤)حوالنه بالا

علامہ قطب الدین اور علامہ کرمانی رجمہمااللہ فرماتے ہیں کہ امام اسحاق بن راہویہ کی روایت یہاں "قبلت" اور "قیلت" کے اختلاف سے متعلق نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ دوسرے رواۃ نے "و کان منھا نقیۃ قبلت الماء" نقل کیا ہے جبکہ امام اسحاق نے "نقیۃ" کی جگہ "طائفۃ" کا لفظ نقل کیا ہے۔ (۳۸)

چنانچه علامه کرمانی رحمة الله علیه فرماتے بیں که بعض نسخوں میں یہاں "قال إسحاق" کے بعد "عن أبي أسامة" كااضافه بھی ہے، جیسا کہ صغانی کے نسخه میں ایسابی ہے (۳۹)، گویا اب مطلب میہ ہوجائے گا کہ محمد بن العلاء شخ بخاری نے اپنے شخ ابو اسامہ حماد بن اسامہ سے "و كان منها نقیة قبلت المماء" نقل كيا ہے، جبكه اسحاق بن را ہو يہ شخ بخارى اپنان بى شخ ابو اسامہ حماد بن اسامہ سے "و كان منها طائفة قبلت انماء" نقل كرتے ہيں (۴۰) والله اعلم

قاع يعلوه الماء

"قاع"وه زمين جس پرياني چڙھ جائے، تھبرے نہيں۔

امام بخاری رحمة الله علیه اس ہے دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں ایک یہ کہ حدیث شریف میں جو"قیعان"کالفظ آیا ہے وہ جمع ہے،اس کامفرد"قاع"ہے۔

امام بخاری "قاع" کی تغییر بیان کرنا جاہتے ہیں کہ وہ زمین ہے جس پر پانی چڑھتا ہوا گزرجائے۔(۱۲)۔

والصفصف: المستوي من الأرض

اور "صفصف" بموارز مين كو كهتم بين_

امام بخاری رحمة الله عليه في جب حديث شريف ميس وار دلفظ "قيعان" كى تشر ت فرمائى تو معالن كا د بهن قرآن كريم كى آيت "فيذرها قاعاً صفصفاً" كى طرف منتقل بوا، اور ان كى عادت يه ہے كه

⁽۳۸)عمدة القارى (۲۲ص۸۰)_

⁽٣٩) فتح البارى (ج اص ١٤٤)

⁽۳۰)شرح الكرماني (٢٦ص٥٨)_

⁽٣١)ديك عمدة القارى (ج٢ص ٨١) فتح البارى (ج١ص ١٤٤)

حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم کے الفاظ کی بھی تشریح کرتے جاتے ہیں اس لیے "قاع"کی تفییر کے ساتھ ساتھ اعظر ادا "صفصف"کی بھی تفییر بیان کردی۔(۳۲)

٢١ – باب : رَفْع ِ ٱلْعِلْم ِ وَظُهُورِ ٱلْجَهْلِ .

سابق باب کے ساتھ ربط ومناسبت

اس سے پہلے باب میں عالم اور متعلم کی فضیلت کاذکر ہے جس میں تخصیل علم کی ترغیب اور پھر علم کی فضیلت کی فضیلت کی فضیلت کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے، جبکہ اس باب میں رفع علم کاذکر ہے جو ظہورِ جبل کو متلزم ہے، اس باب میں تخذیر و تنبیہ کے ساتھ جبل کی فدمت مذکور ہے، و بالصد تنبین الأشیاء (۴۳)۔

تزجمة الباب كامقصد

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بیں کہ امام بخاری رحمة الله علیه کامقصد علم سیکھنے کی ترغیب دینا ہے، اس لیے کہ علم اسی وقت اٹھے گاجب علماء چلے جائیں گے اور جب تک علماء باتی رہیں گے علم باتی رہے گا، اور علم کا چلا جانا علاماتِ قیامت میں سے ہے (۴۳)، لہذا آدمی کو اس سے بچنا چاہئے، کیونکہ قیامت کا قیام ایسے وقت ہوگا جب الله تعالی کاذکر دنیا میں نہیں رہے گا اور الله تعالی اپنے بندوں سے ناراض ہو جائیں گے۔

جضرت شخ الهندرحمة الله عليه فرمات بين كه مؤلف كي غرض تعليم و تبليغ ہے، كيونكه رفع علم اور

⁽۴۲)حواله جات بالا۔

⁽۲۳) ديم عمدة القارى (٢٦ص٨١) ـ

⁽٣٣)فتح البارى (جاص ١٤٨)_

ظہور جہل علامات قیامت میں سے ہے جیسا کہ باب کے تحت ندکور دونوں حدیثوں میں بالضریح موجود ہے،اوراشر اطِساعت کاانسداداوران سے احرّاز ضروری ہے،سور فع علم اور ظہور جہل کے انسداداوراس سے احرّاز کی یہی صورت ہے کہ تبلیغ واشاعت علم میں سعی کی جائے کیونکہ ظہور جہل کی یہی صور سے ہوگی کہ اہلِ علم ختم ہوجائیں اور جہال باقی رہ جائیں، سما وردفی المحدیث اور اس کا تدارک بجز اشاعت علم اور کھی نہیں (۵م)۔

وَقَالَ رَبِيعَةُ : لَا يَنْبَغِي لِأَحَدِ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ ٱلْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ . امام ربيعة الرأى رحمة الله عليه فرماتے بين كه كسى ايسے شخص كے ليے جس كے پاس علم كا پچھ بھى حصہ ہے يہ درست نہيں كه وواسينے آپ كوضائع كروے۔

ربيعه

یہ مدینہ منورہ کے مفتی، اپنے زمانہ کے عالم، امام ربیعۃ بن ابی عبدالر حمٰن فر ورخ قرشی تیمی مدنی میں جوربیعۃ الر اُی کے نام سے معروف میں۔(۴۸)

یه حضرت انس، حضرت سائب بن یزید رضی الله عنهما کے علاوہ سعید بن المسیب، حارث بن بلال بن الحارث، یزید مولی المنبعث بخظله بن قیس زرقی، عطاء بن بیار، قاسم بن محمد، سلیمان بن بیار، سالم بن عبدالله، عبدالله، عبدالله بن دینار رحمهم الله تعالی وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے پیچی بن سعید انصاری، سلیمان تیمی، سہیل بن ابی صالح، اساعیل بن امیه ، اوزاعی، شعبه، سفیان توری، حماد بن سلمه، فلیح بن سلیمان، لیث بن سعد، مسعر بن کدام، عبدالله بن المبارک اور سفیان بن عیبینه رحمهم الله، وغیر در وایت کرتے ہیں۔

⁽٣٥)الأبواب والتراجم از حفرت شيخ البند قدس الله سره (ص ٥٠٩٥)_

⁽٢٦) تهذيب الكمال (ج٩ص ١٢٣) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ٨٩)_

ان سے پیچی بن سعید انصاری، سلیمان تیمی، سہیل بن ابی صالح، اساعیل بن امیہ ، اوزاعی، شعبه ، سفیان توری، حماد بن سلمہ ، فلیح بن سلیمان، لیث بن سعد، مسعر بن کدام، عبد الله بن المبارک اور سفیان بن عیبینہ رحمہم الله، وغیر در وایت کرتے ہیں۔

امام مالک رحمة الله عليه ان کے خصوصی شاگر دوں میں سے ہیں (۱)۔ امام احمد، امام عجلی، ابوحاتم اور نسائی رحمہم الله فرماتے ہیں " نققة" (۲)۔

ليقوب بن شيبه رحمة الله عليه فرمات بين "فقة ثبت، أحد مفتى المدينة" (٣)-

سوار بن عبرالله عبرى رحمة الله عليه فرمات بين "مارأيت أحداً أعلم من ربيعة الرأي، قلت: ولا الحسن وابن سيرين "(٣) ـ

ابن سعد رحمة الله عليه فرمات بين "وكان ثقة، كثير الحديث وكانوا يتقونه لموضع الرأي"(۵)_

مافظ خطیب بغدادی رحمة الله علیه فرماتے بیں "کان فقیها عالماً، حافظاً للفقه والحدیث (۲)۔

حافظ ذہبی رحمۃ الله علیہ نے نقل کیا ہے کہ حافظ ابن الصلاح رحمۃ الله علیہ نے فرمایا ہے "إنه تغیر فی الآخر"()۔

نیزانہوں نے نقل کیا ہے کہ ابوحاتم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو" ذیل کتاب الضعفاء" میں ذکر کیا ہے(۸)۔

⁽١) شيوخ و تلافده كي تفصيل ك ليح و كيم تهذيب الكمال (ج٥ص ١٢١ و١٢٥) وسير اعلام النبلاء (ج٢ص ١٩٠٩)

⁽٢) تهذيب الكمال (ج٩ص ١٢٥) وسير اعلام النبلاء (ج٢ص ١٩)_

⁽٣) حواله جات بالا

⁽٣) تهذيب الكمال (ج٩ص١٦) وسير أعلام النبلاء (ج٢ص٩٢)_

⁽۵) تهذيب الكمال (جوص١٣٠)

⁽٢)تاريخ بغداد (ج٨ص١٢٨)

⁽²⁾ميزان الاعتدال (جمم ٢٣) _

⁽٨)حوال بالا

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی جرح کو علاء نے قبول نہیں کیا، بلکہ اس کے برعکس تمام علاء نے ان کی روایات سے استدلال واحتجاج کیا ہے۔ (۹)۔

جہاں تک ابن سعد کا یہ کہنا ہے "و کانوا یتقونه لموضع الرأي "سویہ قابل قبول نہیں کیونکہ جس "رأي" سے انہیں مطعون بنایا جارہا ہے یہ "فقه" ہے جس کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" ذهبت حلاوة الفقه منذ مات ربیعة بن أبي عبدالرحمن "(١٠)۔

نيز عبد العزيز بن ابي سلمه رحمة الله عليه فرمات بين "يا أهل العراق، تقولون: ربيعة الرأي، والله مارأيت أحداً أحفظ لسنّة منه"(١١)_

تنبيه

مؤر خین نے امام ربعہ کے بارے میں ایک دلچیپ قصہ لکھا ہے کہ ان کے والد عبدالرجن فروخ اس وقت جہاد کے لیے نکل گئے تھے جب یہ مال کے پیٹ میں تھے، انہوں نے جاتے ہوئے اپنی اہلیہ کے پاس تیس ہزار دینار چھوڑے، ستا کیس سال بعد جب وہ غازی کی شان سے واپس آئے تواپنے گھر میں ایک ستا کیس سالہ جوان کو دکھے کر غصے میں آگئے اور بیٹے کو بھی غصہ آیا کہ یہ شخص میرے گھر میں گھتا چلا ایک ستا کیس سالہ جوان کو دکھے کر غصے میں آگئے اور بیٹے کو بھی غصہ آیا کہ یہ شخص میرے گھر میں گھتا چلا آرباہے، حتی کہ اڑوس پڑوس کے لوگ جمع ہوگئے، امام مالک کو خبر ہوئی تو وہ بھی تلا فدہ و مشات کو لے کر ایپ استاذ کی مدد کو پہنے گئے، اتنی دیر میں ان کی اہلیہ نے انہیں بیچان لیا، اس طرح مصالحت ہوگئی۔

ابو عبدالرحمٰن فروخ نے اپنی اہلیہ سے وہ تمیں ہزار در ہم طلب کے جو دے گئے تھے، اہلیہ نے جواب دیا کہ وہ رقم محفوظ ہے، آپ معجد نبوی میں جاکر نماز پڑھ آئیں، وہ معجد نبوی پہنچے، نماز پڑھی، نماز کے بعدا کی بواعلمی حلقہ دیکھاجس کے صدر نشین ربعہ تھے، وہ سر جھکائے بیٹھے تھے، والد نے لوگوں سے کے بعدا کی بواعلمی حلقہ دیکھاجس کے صدر نشین ربعہ تھے، وہ سر جھکائے بیٹھے تھے، والد نے لوگوں سے پوچھاکہ یہ کون ہیں ؟لوگوں نے بتایا کہ یہ ربعہ بن ابی عبدالرحمٰن ہیں، وہ بہت خوش ہوئے اور گھر آکراپی اہلیہ کے سامنے اپنی خوشی کا اظہار کیا، ان کی اہلیہ نے اب پوچھاکہ یہ بتایئے کہ آپ کو وہ تمیں ہزار در ہم کی

⁽٩)ديكي ميزان الاعتدال (ج٢ص ٣٨)_

⁽١٠) تهذيب الكمال (ج٥ص١٣٠)

⁽١١)تهذيب الكمال (جهم ١٢٩)

خطیرر قم زیادہ محبوب ہے یا بنے بیٹے کا یہ عظیم درجہ ؟ انہوں نے کہا کہ جمچے یہ درجہ پسندہے، اس پر اہلیہ نے مال نے بتایا کہ میں نے سارا مال اپنے بیٹے کی تخصیل علم میں خرج کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ پھرتم نے مال ضائع نہیں کیا (۱۲)۔

لیکن حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی وجوہ سے اس قصہ کو موضوع اور مختلق قرار دیا ہے(۱۳)واللہ اعلم۔

الم ربيعة الرأى كى وفات ٣١ اله مين بوكى (١٣) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

امام ربيعة الرأى رحمة الله عليه

کے ندکورہ اثر کی تخ تج

امام ربیعة الراک کے مذکورہ الرکوخود امام بخاری رحمة الله علیہ نے "تاری کیر "میں (۱۵) امام بیہی رحمة الله علیه نے "المدخل" میں (۱۲) اور خطیب بغدادی رحمة الله علیه نے "المحامع الاخلاق الراوی و آداب السامع "میں (۱۷) موصولاً تخ تے کیا ہے۔

مذكوره اثركامطلب اور

ترجمة الباب كے ساتھ انطباق

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب سے ہے کہ اگر کسی کے اندر علم کی قابلیت اور اس کی فہم اور استعداد ہو تواس کے ذمے طلب علم اور اشتغال علم دوسر ول کے مقابلے میں زیادہ لازم ہے، لہذااسے طلب علم میں محنت کرنی جا ہیے، کہ اگر وہ مخصیل علم نہیں کرے گا تواہیۓ آپ کو

⁽١٢) ديكهي تاريخ بغداد (ج٨ ص ٢٦١) وتهذيب الكمال (ج٩ ص ٢٦ او ١٢)

⁽١٣) ويكفي سير أعلام النبلاء (ج٢ص ٩٩ و٩٥)

⁽١٣) تهذيب الكمال (جوص ١٣٠)_

⁽١٥)التاريخ الكبير (ج٣ص٢٨) رقم (٩٧٩)_

⁽١١) ويكي تغليق التعليق (ج٢ص ٨٥) وفتح البارى (جاص ١٤٨)_

⁽١٤)الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع (ص ١٧١)باب ذكر اخلاق الراوي وأدابه وماينهي له استعماله مع أتباعه

ضائع کردے گا۔ (۱۸)۔

اس تشریخ کاترجمۃ الباب کے ساتھ انطباق بایں طور ہے کہ اگریہ شخص باوجود فہیم وذی استعداد ہونے کے طلب علم نہیں کرے گا تور فع علم کا موجب ہو گاجو اشر اطِ ساعت میں سے ہے (19)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ربیعہ کے اس اثر کامقصد نشر علم اور تبلیغ کی ترغیب دینا ہے، کہ عالم اگر علم کو نہیں پھیلائے گااور اس حال میں مرجائے گا تور فع علم اور ظہورِ جہل کاموجب بنے گا(۲۰)۔

علامہ تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ عالم کواپی تشہیر کرنی چاہیے تاکہ لوگ آکر استفادہ کر سکیں جب تک لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ فلاں آدمی کسی چیز کا عالم ہے، فلاں آدمی شریعت کے احکام کا عالم ہے لوگ اس سے استفادہ کیسے کریں گے ؟ ایسی صورت میں چونکہ استفادہ اور افادہ نہیں ہوسکے گاس لیے گویا یہ اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے اور جب افادہ واستفادہ نہیں ہوگا تو رفع علم اور ظہور جہل ہوگا (۲۱)۔

بعض علاء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم کے لیے زیبا نہیں کہ وہ دنیا داروں کے بہال آتا جاتا پھرے، اس کو اپنے علم کی تعظیم و توقیر کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو ضائع نہیں کرنا چاہئے (۲۲)۔

یہ معنی اگرچہ فی نفسہ درست بلکہ بہت اچھے ہیں لیکن بظاہر اس کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت نہیں ہے (۲۳) البتہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مناسبت کی توجیہ یوں کی ہے کہ چو تکہ

وأصحابه، مبلغ السن الذي يستحسن التحديث معه، رقم (٢٣٥)_

⁽۱۸)شرح صحیح البخاری لابن بطال (۱۲۵س۱۲۵)

⁽١٩) ويمي عمدة القارى (١٤ ص ١٨) وفتح البارى (١٥ ص ١٤٨)

⁽۲۰)ديكھے شوح الكومانى (ج٢ص ٥٩)_

⁽٢١) ديكي شرح الكرماني (٢٢ص٥٩)_

⁽۲۲)عمدة القارى (ج٢ص٨) وفتح البارى (جاص١٤٨)

⁽۲۳) فتع البارى (جاص ۱۷۸)_

اس كا آنا جاناجب د نیاداروں كی طرف كثرت سے رہے گا تو علمی و قارادراحترام اہلِ علم جا تارہے گا، نتیجہ بیہ كداس كا اشتخال بالعلم اور اہتمام آہت آہت بالكل ختم ہوجائے گا جو رفع علم اور ظہورِ جہل كا موجب ہوگا (۲۴۷)۔

٨١/٨٠ : حدّثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ : حَدَّثنا عَبْدُ ٱلْوَارِثِ . عَنْ أَبِي ٱلتَّبيَّاحِ . عَنْ أَنْسِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللهِ عَلِيلَةِ : (إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ ٱلسَّاعَةِ : أَنْ يُرْفَعَ ٱلْعِلْمُ وَيَثْبَتَ ٱلجُهْلُ . وَيُشْرَبُ الْخَمْرْ . وَيَظْهَرَ ٱلزِّنَا)

تراجم رجال

(۱)عمران بن ميسرة

به ابوالحن عمران بن ميسرة منقري، بقري، أدّمي بين (٢٦)_

به عبدالوارث بن سعید، محمد بن فضیل، معتمر بن سلیمان، یحیی بن زکریا بن اُبی زا کده، یحیی بن یمان، حفص بن غیاث، ابوخالدالا حمر، ابومعاویة الضریراور عباد بن العوام رحمهم الله وغیره سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد، ابو زرعہ رازی، ابو حاتم رازی اور ابو خلیفہ رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات ہیں۔(۲۷)۔

⁽۲۳)عمدة القارى (ج٢ص٨١)_

⁽٢٥) قوله: "عن أنس": الحديث أخرجه البخارى أيضاً في (١٥ص١٥) كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، رقم(١٨) وفي (٢٥ص ١٨٨) كتاب الأشربة، باب وفي (٢٥ص ١٨٨) كتاب الأشربة، باب قول الله تعالى: إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون، رقم (١٨٥٨) وفي (٢٥ ص ١٠٠٥ و ١٠٠٩) كتاب الحدود (المحاربين) باب إثم الزناة، رقم (١٨٠٨) وأخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، رقم (١٨٥٨ علم) وأخرجه الترمذي في جامعه، في كتاب الفتن، باب ماجاء في أشراط الساعة، رقم (٢٢٠٥) وابن ماجه في سننه، في كتاب الفتن، باب أشراط الساعة، رقم (٢٢٠٥) وابن ماجه في سننه، في كتاب الفتن، باب

⁽۲۲) تهذیب الکمال (۲۲س۳۲۳)

⁽٢٧) شيوخ و تلانده كي تفصيل ك ليو كيص تهذيب الكمال (ج٢٢ص٣١٣)

امام دار قطنی رحمة الله علیه نے ان کی توثیق کی ہے (۲۸)۔

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیاہے (۲۹)۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتي بين "ثقة" (٣٠)_

٢٢٣ هي ان كانتقال بوا (٣١) رحمه الله تعالى رحمة واسعة -

(٢)عبرالوارث

يه عبدالوارث بن سعيد بن ذكوان تميمي بقرى رحمة الله عليه بين، ان كه حالات البهي بيهي "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: اللهم علمه الكتاب"ك ذيل بين كرر يك بين _

(٣) ابوالتياح

يه ابوالتياح يزيد بن حميد ضبعي بصري رحمة الله عليه بين _

ان کے حالات بھی کتاب العلم ہی میں "باب ماکان النبی صلی الله علیه وسلم يتحولهم بالموعظة والعلم کی لاینفروا" کے تحت گزر کے ہیں۔

(۴)حضرت انس رضی الله عنه

حضرت انس بن مالک رضی الله عنه کے حالات "کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن يحب المنعد الفسه" کے تحت گزر کے بین (۳۲)۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يرفع العلم، ويثبت الجهل، ويشرب الخمر، ويظهر الزنا

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا كه قیامت كى علامات میں سے ہے كه علم كو اٹھاليا جائے،

⁽۲۸) تهذیب التهذیب (ج۸ص ۱۳۲)۔

⁽٢٩) الثقات لابن حبان (ج٨ص ٩٩٨)_

⁽۳۰) تقريب التهذيب (۵۰۳۳) رقم (۵۱۷)_

⁽۳۱) تهذيب الكمال (٢٢٥ ٣١٣)_

⁽۳۲)ديكھ كشف البارى (ج٢صم)

جہل ثابت ہو جائے،شراب بی جائے اور زنا پھیل جائے۔

أن يُرفع العلم

بي"إن"كااسم مونى كى وجرے محل نصب ميں ہے۔

اس روايت مين "يوفع العلم" آياب، جبكه الكي روايت مين "يقل العلم" آرباب-

تطیق کے لیے یا تو یوں کہا جائے کہ ابتداء علم میں قلت ہو گی اور اخیر میں جا کر بالکل اٹھ جائے گا،

گویاا گلی حدیث میں ابتدائی حال بیان کیا گیاہے اور اس حدیث میں انتہائی۔

یا یوں کہا جائے کہ اگلی حدیث میں جو ''قلت''کا ذکر ہے اس سے عدم مراد ہے، لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں رہا۔

علم کے اٹھنے کی صورت

علم كا تُحتى كى صورت حضرت عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنها كى روايت مين وارد به "قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يُبق عالماً: اتخذالناس رووساً جُهّا لا فسئلوا فافتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا "(٣٣)-

اب سے معلوم ہوا کہ علم کے اٹھنے کی صورت یہ ہو گی کہ علماء اٹھتے چلے جائیں گے اور ان کے نائبین اور ان کے علم کے حاملین نہیں ہول گے لہذاعلم علماء کے ساتھ چلا جائے گا۔

لیکن بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم براہ راست سینوں سے اٹھالیا جائے گا، قرآن سینوں سے اٹھالیاجائے گا۔

(٣٣) الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (ج١ص ٢٠) كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، رقم (١٠٠). وأخرجه وفي (ج٢ص ٢٠٨) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب مايذكر من ذم الرأي وتكلف القياس، رقم (٧٣٠٧). وأخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، رقم (٢٧٩٦-٢٧٩٩). وأخرجه النسائي في السنن الكبرى (ج٣ص ٢٥٦) كتاب العلم، باب كيف يرفع العلم، رقم (٧٠٩٥ و ٥٩٠٨). وأخرجه الترمذي في جامعه، في كتاب العلم، باب ماجاء في ذهاب العلم، رقم (٢٦٥٢). وأخرجه ابن ماجه في سننه، في كتاب السنة (المقدمة) باب اجتناب الرأي والقياس، رقم (٢٥).

ابن الى شيب في "مصنف" من حضرت عبد الله بن مسعود رضى الله عنه كااثر نقل كيام "أول ما تفقدون من دينكم الأمانة، وآخر ما تفقدون منه الصلاة، وسيصلي قوم ولا دين لهم، وإن هذا القرآن الذي بين أظهركم كأنه قد نزع منكم، قال: قلت: كيف يا عبد الله، وقد أثبته الله في قلوبنا؟ قال: يسرى عليه في ليلة، فترفع المصاحف وينزع ما في القلوب ثم تلا: "ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك" إلى آخر الآية "(٣٣))

یکی روایت طرائی نے بھی نقل کی ہے، اس کے الفاظ ہیں ".....ولینزعن القرآن من بین اظهر کم، قال: یا أباعبدالرحمن: ألسنا نقرأ القرآن وقد أثبتناه فی مصاحفنا، قال یسری علی القرآن لیلاً فیذهب من أجواف الرجال، فلایبقی فی الأرض منه شی ء "(۳۵)۔

ابن ماجه في حضرت حذيفه رضى الله عنه كى حديث نقل كى هـ "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يدرس الإسلام كما يدرس وشي الثوب حتى لايدرى ماصيام ولا صلاة، ولانسك، ولا صدقة ،وليسرى على كتاب الله عزوجل في ليلة، فلايبقى في الأرض منه آية..... "(٣٦)_

ان دونوں فتم کی روایات کے سلسلے میں اگر ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ صحیحین کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

یادونوں قتم کی روایات میں تطبیق دی جائے کہ دونوں صور تیں پیش آئیں گی، ابتدا میں توعلم
یوں جائے گاکہ علاء المحصے جائیں گے اور ان کے علوم کے حاملین نہ رہیں گے، لہذاان کاعلم چلا جائے گااور
پھر اخیر میں یہ ہوگا کہ اجواف ر جال اور اور اق سے بھی ارکواٹھالیا جائے گا، و العلم عنداللہ تعالیٰ۔
تطبیق کی یہ صورت راجے ہے، اس صورت میں کی حدیث کوڑک کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

⁽٣٣) المصنف لابن أبي شيبة (ج٧ ص ٥ • ٥) كتاب الفتن، باب ماذكر في فتنة الدجال، رقم (٣٧٥٧٤)_

⁽٣۵)قال الهيثمي:" رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير شداد بن معقل، وهوثقة"مجمع الزوائد(ج2 ص ٣٣٩-١٣٣٩)_كتاب الفتن، باب ثان في أمارات الساعة_

⁽٣٦) السنن لابن ماجه ، كتاب الفتن، باب أشراط الساعة، رقم (٢٩٠٩)

ويثبت الجهل

بعض روایت میں "یثبت" کے بجائے "یُبَٹُ "آیا ہے (۳۷)۔ ایعنی جہل پھیلایا جائے۔

اس طرح ایک روایت مین "ينبت" آيا ب (٣٨) د (يعنى بالنون بدل المثلثة، من النبات) ـ

ابن رجب رحمۃ اللّٰہ علیہ نے "ینٹ"(۳۹) بھی نقل کیاہے جس کے معنی بھی نشرواشاعت کے ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہ روایت صحیحیین میں سے کسی میں وارد نہیں ہوئی(۴۰)۔

ثبوتِ جہل ہے مرادیا تو یہ ہے کہ علاء ختم ہو جائیں گے،ان کے نائبین اور ان کے بعد ان کے علوم کے حاملین باقی نہیں رہیں گے،لہذا جہل تھیل جائے گا۔

یا بید مطلب ہے کہ عور توں کی پیداوار زیادہ ہوگی، کیونکہ عور توں میں عام طور پر جہل ہو تاہے۔

ويشرب الخمر ويظهرالزنا

اور شراب نوشی عام ہو جائے اور زنا کا شیوع ہو جائے، یہاں سوال پیدا ہو تاہے کہ "شرب خصر" کو ھلامات قیامت میں سے قرار دینا کیے درست ہو گاحالا نکہ نفس شرب تو ہر زمانے میں پایا جاتار ہا ہے،خود حضور اکر معلی ہے نعض افراد نراس سلسلے میں حد بھی جاری فرمائی۔

اں کاایک جواب یہ ہے کہ قیامت کی علامت مطلق شرب نہیں بلکہ شرب عام اور کثرتِ شرب ہے۔(۴۱)

ایک جواب بیہ کہ یہاں قیامت کی علامت صرف تنہا" شرب خر" کو قرار نہیں دیا گیابلکہ

⁽٣٤)كما في بعض النسخ من صحيح مسلم، حكاها النووي في شرحه لمسلم (٣٢٥ ٣٣٠)_ كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه.....

⁽٣٨) انظر شرح الكرماني (٢٦ص ٢٠) و فتح الباري (١٤٨ص ١٤١)

⁽۳۹)فتح البارى (جاص ۱۷۸)

⁽٠٠) حواله بالا

⁽۱۳) شرح الكرماني (٢٠٥٠) ـ

شرب خراور شیوع زناوغیرہ کے مجموعہ کوعلامت قرار دیا گیاہے (۳۲)۔

"ویشوب المحمو" سے کثرت شرب خمر مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف کی ایک روایت میں "ویکشوشوب المحمو" آیا ہے (۳۳) اس طرح" یظهر الزنا" سے بھی مطلق ظہور نہیں بلکہ شیوع مراد ہے، جیماکہ مسلم شریف کی دایت میں "یفشو" کالفظ آیا ہے (۴۳)۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ مصنق کو مقید پر حمل کرنے کا انکار کیاہے (۴۵)، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں مطلق مقید ہی پر محمول ہے، کہ نکہ سیاق کلام بتارہاہے کہ حضور اکرم علی اللہ الیکی چیزوں کی خبر دینا جا ہے ہیں جو پہلے معہود نہیں تھیں، فہ ہرہے آپ کے زمانے میں بھی نفس شرب خمراور نفس زنا کا وقوع تھا، نی چیز کی خبر اور علامات قیامت بنے کی صلاحیت تواس صورت میں ہوگی جب اسی شرب خمر اور زنامیں کوئی نی بات پیدا ہو،اور وہ اس کاء م اور شائع وذائع ہوناہے (۲۲) واللہ اعلم۔

(٨١): حدّثنا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثُ يَحْنَى ، عَنْ شَعْبَةً ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنْسٍ قَالَ: لَأَحَدَّثُنَكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ عَيْلِيَّهُ بَقُولُ: (مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ لَأَخُولُ: وَمِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَ الْعِيْمُ ، وَيَظْهَرَ اَلَجُهُلُ ، وَيَظْهِرَ الزِّنَا ، وَتَكُثْرَ النِّسَاءُ ، وَيَقِلَ الرَّجَالُ ، حَتَّى يَكُونَ لِخَسْيِنَ الْمَرَأَةُ الْقَيْمُ الْوَاحِدُ). [٤٩٣٣] ، ٥٢٥٥ ، ٣٤٢]

تراجم رجال

(۱)مسدو

به مسدد بن مسربداسدی دحمة المدعلیه بین-

ان کے حالات کاب الایمان، " اب من الإيمان أن يحب الحيه ما يحب لنفسه" كے تحت

⁽۲۲)حواله بالا

⁽٣٣)صعيح البخاري (٢٦ص ٨٨٧)كتاب الدناح، باب يقل الرجال ويكثر النساء، رقم (٥٢٣١)_

⁽٣٢) صحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، رقم (٢٤٨٢)_

⁽۵۹)دیکھےعمدہ القاری (۲۲ص۸۲)۔

⁽۲۷)دیکھتے شرح القسطلانی (جاص ۱۸۱)۔

⁽٣٤) قوله: "عن أنس": هذا الحديث هو الذي قبله، وقد سبق تخريجه سابقاً_

گزرچکے ہیں۔(۴۸)۔

(۲) یکی

میدامام سیحی بن سعیدالقطان رحمة الله علیه بین،ان کے حالات بھی قد کورہ باب کے تحت گزر چکے ہیں (۹۹)۔

(۳)شعبه

بدامام شعبه بن الحجائ رحمة الله عليه بين، ان كے حالات كتاب الإيمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"كي تحت كزر كے بين (٥٠)

(۴) تناده

بيام قاده بن دعامه سدوس رحمة الله عليه بين، ان كے حالات بھى كتاب الإيمان، "باب من الايمان أن يحب الأحيه مايحب لنفسه" كے تحت گزر يك بين _(۵۱)

(۵)انس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات بھی مذکورہ باب کے تحت گزر چکے ہیں (۵۲)۔

لأحدثنكم حديثا لايحدثكم أحد بعدى

میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنار ہاہوں کہ میرے بعد تمہیں ایسی حدیث کوئی نہیں سنائے گا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ چو نکہ کافی معمر ہو چکے تھے، ان کے علاوہ اور کوئی صحابی باقی نہیں رہا تھا اس لیے انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے بعد یہ حدیث اور کوئی نہیں سنائے گا(۵۳)۔

⁽۴۸) کشف الباری (۲۲ص۲) ر

⁽۴۹) كشف البارى (ج٢ص٢)_

⁽۵۰) كشف البارى (جاص ٧٤٨)

⁽۵۱) کشف الباری (۲۳ ص۳)۔

⁽۵۲) كشف البارى (ج٢ص٣)_

⁽۵۳) و يكي شرح ابن بطال (ج اص ١٦٥)

لکین اس پراشکال ہو تاہے کہ صحابہ کرام میں سب سے اُخیر میں وفات پانے والے حضرت ابو الطفیل عامر بن وافلہ دوسی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی وفات صحیح قول کے مطابق ۱۱ھ میں ہوئی ہوئی ہے (۵۴)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتلایا ہو کہ سب سے اخیر میں تم یہ روایت ساؤگے، تمہارے بعد کوئی یہ روایت نقل نہیں کرےگا (۵۵)۔

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گمان کے مطابق یہ حدیث ان کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور نے نہیں سنی،اس لیے انہوں نے اپنے اس گمان کے مطابق فرمادیا" لا بعد شکم احد بعدی" (۵۲)۔

ایک احمال میہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہلِ بھرہ کے ساتھ خاص ہو کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھرہ میں رہتے تھے، وہاں ان کی وفات ۹۳ ھا میں سب سے آخر میں ہوئی (۵۷)اس وقت بھرہ میں کوئی ایسا صحابی نہیں تھا جس کی مر ویات میں میہ حدیث شامل ہو۔ لہذا مطلب سے ہے کہ میرے بعد بھرہ میں تم سے کوئی میہ حدیث بیان نہیں کرے گا (۵۸)۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ اس زمانے میں فرمایا تھا جب زمانہ میں تغیر آچکا تھا، امر اء بدل چکے تھے، ان کی طرف سے جور و تعدی کا بازار گرم تھا، لوگ ڈرنے لگے تھے اور حق گوئی کے اظہار سے بازر ہے تھے، گویا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا ہے کہ میرے بعد کوئی اس طرح کی حدیث بیان نہیں کرے گا، جس میں ان کے اعمال وافعال پر تقید ہو اور جن سے ان کی تنقیص ہو، یہ تمہید باندھ کر انہوں نے علامات قیامت بیان

⁽٥٣)وبه ختم الصحابة في الدنيا، مات سنة عشرومانة على الصحيح. الكاشف(١٥٥٥)ر قم(٢٥٣٨)_

⁽۵۵)شرح الكرماني (٢٥س٠٠).

⁽۵۲)حوالنه سابقه۔

⁽۵۷)و آخر من مات منهم بالبصرة أنس بن مالك. علوم الحديث لابن الصلاح(ص ٣٠١) النوع التاسع والثلاثون معرفة الصحابة رضي الله عنهم. وانظر الكاشف(١٥٣/٥)ر قم(٧٧٧).

⁽۵۸) د کیھئے عمد ةالقاری (ج ۲ ص ۸۴) و فتح الباری (ج اص ۱۷۹)_

فرمائيس(۱)والله اعلم_

من أشراط الساعة أن يقل العلم ويظهر الجهل

علاماتِ قیامت میں سے بیہ کہ علم ناپید ہو تا جائے اور جہل عام ہو جائے، پچھلی حدیث میں " "یو فع" آیا ہے اور یہاں "یقل" دونوں کے در میان تطبیق وہیں گزر چکی۔

ويظهرالزنا

زنا کا ظہور ہو، لیتن اس کا شیوع ہو جائے۔

وتكثرالنساء ويقل الرجال

اور عور توں کی کثرت ہوجائے گی اور مرد کم ہوجائیں گے۔ اس کثرت کی وجہ یا تو یہ ہوگی کہ فتنے بہت برپا ہوں گے، کثرت سے جنگیں ہوں گی، مرد چو نکہ لڑنے والے ہوتے ہیں اس لیے وہ قتل ہوجائیں گے اس طرح عور توں کی کثرت رہ جائے گی (۲)۔

ابو عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیراس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کثرت سے فقوعات ہوں گی، باندیوں کی کثرت ہو گی،ایک ایک آدمی کے پاس کئی کئی موطو آت ہوں گی (۳)۔

لیکن مذکورہ سبب قابلِ نظرہے، کیونکہ اس سے معلوم ہو تاہے کہ باندیوں اور عور توں میں تو کثرت ہوگی، جبکہ مردوں کی قلت کااس میں کوئی اشارہ نہیں (۴)، حالا نکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصر تے ہے"ویری الرجل الواحد یتبعه أربعون امرأة یلذن به، من قلة الرجال و کثرة النساء"۔(۵)

ظاہریہ ہے کہ بیرایک مستقل علامت ہے،جو کہ کسی سبب پر مبنی نہیں، ہو گایوں کہ آخری زمانے

⁽۱)شوح ابن بطال (جاص١٦٥)_

⁽٢)فتح البارى (ج اص ١٤٩) وعمدة القارى (ج٢ص ٨٨)_

⁽٣)حواله جات بإلا_

⁽٣)فتح البارى (جاص١٤٩)_

⁽۵)صحيح البخاري (ج اص ١٩٠) كتاب الزكاة، باب الصدقة قبل الرد

میں اللہ تعالیٰ کے تھم سے عور تیں کثرت سے پیداہوں گی اور مردوں کی پیدائش کم ہو گی (۲)۔ چونکہ عور توں میں عام طور پر جہل ہو تاہے،اس لیے اس کثرتِ نساء کی علامت کو رفعِ علم اور ظہورِ جہل کے ساتھ زبر دست مناسبت بھی ہے (۷)۔

حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد

حتی که بچاس عور توں کاایک نگران ہو گا۔

اس کے مطلب میں دواحمال ہیں:ایک بیہ کہ لوگ حدودِ نثر بعت کالحاظ نہیں رکھیں گے، جہالت عام ہو گی اور ایک ایک آدمی بچپاس بچپاس عور تیں اپنے نکاح میں رکھے گا۔ جبیبا کہ بعض بے دین امر اء سے نقل کیا گیاہے۔(۸)

دوسرامطلب یہ ہے کہ عور توں کی کثرت کی وجہ سے ان کی خبر گیری کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا، چنا نچہ ایک ایک مرد کے ذھے کوئی پچاس پچاس عور تیں ہوں گی، وہ ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ (۹)

پھر "خمسین" کے یہال حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور مجازی معنی لیعنی کنایہ عن الکثرة معنی مراد ہو سکتے ہیں اور مجازی معنی لید عنہ کی روایت سے بھی مراد ہو سکتے ہیں (۱۰) دوسرے معنی کی تائید حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں "ویُری الرجل الواحد یتبعہ أربعون امرأة یلذن به" کے الفاظ آئے ہیں (۱۱)۔

یہال یہ بات بھی قابل غور ہے کہ "حتی یکون لخمسین امرأة قیم واحد" کرہ لانے کے بجائے معرفہ ذکر کیا گیا ہے، اگرچہ ظاہر کرہ ہے، اس کی وجہ سے کہ دراصل اس میں لام عہد کا ہے اور اشارہ آیت"الر جال قوامون علی النساء"(۱۲)کی طرف ہے (۱۳)۔

⁽٢)فتح البارى (جاص ١٤٩)_

⁽٤) والدبالا

⁽٨)فتح البارى (جاص١٤٩)_

⁽٩) حوالهُ بالا

⁽١٠) لمتح البارى (ج اص ١٤٩) وعمدة القارى (ج٢ص ٨٣)_

⁽١١)صعيح البخاري (١٥٠٥-١٩) كتاب الزكاة، باب الصدقة قبل الرد

⁽۱۲)النساء/۳۳_

⁽۱۳) فتح البارى (ج اص ۱۷۹) وعمدة القارى (ج٢ص ٨٥)_

امورِ خمسہ کو مخصوص بالذکر کرنے کی وجہ

یہاں قیامت کی علامات میں پانچ چیزوں کاذکرہے قلّتِ علم، ظہورِ جہل، شربِ خمر، ظہورِ زنا، کثرتِ نساء، قلت ِ رجال۔

ان پانچ چیزوں کی تخصیص کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ صلاحِ معاش و معاد پانچ امور کی حفاظت و صیانت پر موقوف ہے، اور حدیث میں مذکور پانچ علاماتِ قیامت کا ظہور اس بات کی دلیل ہے کہ ان پانچ امور میں اختلال پیدا ہو چکاہے جن کے اوپر معاش و معاد کی صلاح و فلاح موقوف ہے۔

وہ پانچ چیزیں جن کی حفاظت ضروری ہے ہیں: دین، عقل، نسب، نفس، مال، زندگی اور آخرت کو سنوار نے کے واسطے ان میں سے ہرایک کی حفاظت ضروری ہے۔

کیکن جب حدیث باب میں فد کور اشیاء ظہور پذیر ہوں گی توان امور کی حفاظت نہیں ہوگ، چنانچہ رفع علم وشیوع جہل کی صورت میں حفاظت دین ممکن نہیں، شرب خمر کی وجہ سے عقل کی حفاظت میں خلل پیدا ہو تا ہے، نیز وہ مال کی حفاظت کے لیے بھی مخل ہے، شیوع زنا نسب اور مال کی حفاظت میں مخل ہے اور قلت ِ رجال نفس اور مال دونوں کی حفاظت کے لیے مخل ہے (۱۳)۔واللہ اعلم۔

٢٢ – باب : فَضْلُ ٱلْعِلْمِ .

سابق باب کے ساتھ ربط ومناسبت

اس باب میں اور باب سابق میں مناسبت بالکل واضح ہے کہ پچھلے باب میں بھی علم کاذکر ہے اور اس باب میں بھی اگر کے اور اس باب میں ایک الگ صفت کے ساتھ مذکور ہے، پچھلے باب میں علم کے رفع کاذکر ہے اور اس باب میں علم کے فضل کا (۱۵)۔

اس طرح مناسبت یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ پچھلے باب تعنی "باب رفع العلم و ظهور

⁽۱/) ويكفي عمدة القارى (ج٢ص٨٥) وفتع البارى (ح اص ١٤٩)

⁽١٥)عمدة القارى (ج٢ص٨٥)_

الجهل"میں تعلیم و تبلیخ کی ترغیب مقصود تھی اور اس باب میں جمی فضیلت علم کوبیان کر کے اس کی تعلیم و ترغیب مقصود ہے۔

تكرار فى الترجمة كاعتراض اور ترجمة الباب كامقعيد

امام بخاری رحمة الله علیه نے یہ باب مرر منعقد کیا ہے، کیونکہ کتاب العلم کی ابتدا میں بھی بعینه کی باب گرراہے، وہیں ہم اس کی پوری تفصیل ذکر کر تھے ہیں۔ فار جع إليه إن شنت۔

يهال ال كاخلاصه سجه ليج

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبح نسخوں میں کتاب العلم کی ابتدا میں "باب فصل العلم" کا کوئی وجود نہیں۔ لہذا تکرار فی التراجم کا عتراض سرے سے وار دہی نہیں ہو تا (۱۲)۔

اور اگر سلیم کرلیں کہ اس باب کاوہاں وجود ہے تواس صورت میں وہاں "فضل علم" سے فضیلت علم مراد ہے اور فد کورہ باب میں "فضل علم" سے فضیلت علم مراد ہے (۱۷)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ کتاب العلم کے شروع میں "فضیلت علم" مراد ہے اور یہاں" فضلہ " یعنی زائد علم مراد ہے۔ (۱۸) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کواختیار کیا ہے (۱۹)۔

اسی طرح علامہ سند طی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی توجیہ اختیار کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی توجیہ اختیار کی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں"باب فضل العلم" قائم فرمایا مطلب سے ہے کہ اس" فضل" کے ساتھ کیا کیا جائے؟ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس کچھ زائد علم ہو تو دوسر وں کو دینا چاہیے۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ کیااس عالم میں سے بھی ممکن ہے کہ علم زائد ہو جائے کہ دوسر وں کو دینے کی نوبت

⁽۱۲)عمدة القارى (ج٢ص٣) و (ج٢ص٥٨)

⁽١٤)عمدة القارى (ج٢ص ٨٥)_

⁽١٨)شرح الكرماني (٢٦ص٣)_

⁽١٩)فتح البارى (جاص ١٨٠)

آئے، یا یہ عالم مثال اور عالم خواب کی بات ہے؟ علامہ سند ھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کے زائد ہونے کی صورت ہوسکتی ہے بایں طور کہ کسی کے پاس اگر زائد کتابیں ہیں تووہ دوسر وں کوملکا یا عاریۃ وے دے، اسی طرح اگر ایک شیخ سے انتفاع کر تا ہوا خود شیخ کے مرتبے کو پہنچ گیا ہو تو دوسر وں کو ان سے انتفاع کا موقع دے (۲۰)۔

حضرت شخ الهندر حمة الله عليه نے بھی یہی توجیه اختیاد فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں "به ترجمه بعین شروع کتاب العلم میں گزرچکا ہے، اس لیے شار حین رحمهم الله نے فرمایا که "فضل" کے دو معنی ہیں "فضیلت" اور "فاضل عن الحاجة" اور اول میں اول معنی اور ثانی میں ثانی مراد ہیں۔ جس سے خدشته تکر اربسہولت زائل ہوگیا، مگر مقصور ترجمه میں اور حدیث "ثم أعطیت فضلی عمر بن الحطاب" جو اس باب میں ذکور ہے اس کی تطبیق میں علماء کے کلمات مختلف ہیں۔

ہمارے نزدیک رانج اور اقرب ہے کہ ترجمہ سے مؤلف کی غرض ہے کہ جو علم کسی کی حاجت اور ضرورت سے زائد ہواس کا کیا تھم ہے؟ مثلاً کوئی مفلس و معذور و ضعیف و مجبور ایباہے کہ اس کو عبادات میں زکوۃ و ججاد کے اداکر نے کی نہ استطاعت نہ قدرت، بلکہ آئندہ کو بھی بالکل مایوس یا عادۃ مایوس ہے، یا معاملات میں مزارعت و مساقات و مضاربت و تجارت و رہن واجارہ کی نہ حاجت، نہ توقع، نہ خیال، توایب شخص کوان عبادات و معاملات کا تعلم کیساہے، اور ان کے تعلم کے لیے اپنے او قات کو صرف کرنا و اور نہ سفر کرنا عبادت میں داخل ہے یا مالا یعدیہ میں شار ہوگا، اور تعلم علم کی جو فضیلت و تاکید کرنا اور ان کے لیے سفر کرنا عبادت میں داخل ہے یا مالا یعدیہ میں شار ہوگا، اور تعلم علم کی جو فضیلت و تاکید کرنا و بیاس میں داخل ہے یا اس سے مشنی ہے۔

حدیث مذکورہ فی الباب سے جواس علم زائداور فاضل عن الحاجت کا تھم نکلاوہ یہ ہے کہ علم مطلقاً مفیداور مطلوب ہے، خاید مافی الباب جو علم اس خاص شخص کے حق میں ضروری اور کار آمد نہیں وہ اور وں کو پہنچا دے، تعلم علم سے فقط عمل ہی مقصود نہیں، تبلیغ و تعلیم بھی ایک اہم مقصود نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مؤلف کواس باب سے تبلیغ و تعلیم کی اہمیت اور نضیلت بیان کرنی مقصود ہے جبیسا

⁽٢٠) حاشية السندي على صحيح البخارى (١٥٥هم)_

کہ ابوابِ سابقہ اور لاحقہ سے بھی ظاہر ہو تاہے۔واللہ تعالی اعلم "۔(۲۱)

حضرت شخ الحديث صاحب رحمة الله عليه فرماتے بي (٢٢) كه اس كى تائيدا بن ماجه بيل حضرت ابوذر رضى الله عنه كى مر فوع روايت سے بھى ہوتى ہے "يا أباذر، لأن تغدو، فتعلم آية من كتاب الله، خير لك من أن تصلى مائة ركعة ولأن تغدو فتعلم باباً من العلم، عمل به أو لم يعمل، خير من أن تصلى ألف ركعة "(٢٣)-

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے بین (۲۳) که میرے نزدیک بهال به احمال به احمال به احمال به احمال به احمال به که امام بخاری رحمة الله علیه کا مقصود زیادتِ علم کی تر غیب دینا مولیدنی به نه که صرف بفته رحاجت بهی بها که دوده صرف بفته رواکم صلی الله علیه وسلم نے یہال دوده صرف بفته رواجت نہیں بیا بلکه اس قدر بیا که "حتی خوج من أظفاره" گویا مصنف نے یہال ترجمة الباب سے حضرت انس رضی الله عنه کی مر فوع حدیث کی تائید کی مے" منهو مان الایشبعان: منهوم فی العلم الایشبع منه سس"۔ (۲۵)۔

پھر جن حضرات نے یہاں "فضل" ہے"فضیلت" کے معنی مراد لئے ہیں ان پراشکال ہو تا ہے کہ روایت میں توکسی فضیلت ومنقبت کاذکر ہے ہی نہیں۔

ان حضرات نے اس کا جواب بید دیا ہے کہ روایت میں بید ند کورہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فضلہ لیعنی جھوٹا حضرت عمرر ضی اللہ عنہ کوعنایت فرمایا اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استعال کردہ ہونا خود بیز بردست فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف اس بات پر دال ہے کہ علم کا اخذو حصول گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال شدہ چیز کا حصول ہے، ظاہر ہے کہ بیہ علم کی بالکل

⁽٢١)الأبواب والتراجم لمشيخ الهند قدس الله روحه (ص٥٥وا٥)_

⁽٢٢)الكنز المتواري في معادن لامع الدراري وصحيح البخاري(٣١٠٠٠)_

⁽٢٣) سنن ابن ماجه، كتاب السنة (المقدمة) باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم (٢١٩)_

⁽۲۳)الكنز المتوارى (۲۲ص ۱۰ اس)_

⁽٢٥) شعب الإيمان للبيهقي (ح ٧ ص ٢٤١) الحادى والسبعون من شعب الإيمان، باب في الزهد وقصرا الأمل، رقم (١٠٢٤).

واضح فضیلت ہے(۲۷)۔

اسی طرح ابن المنیر رحمة الله علیه نے بھی اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث شریف میں "فضیلت" کا اثبات بایں طور ہے کہ اس میں علم کو حضور اکر م صلی الله علیه وسلم کے "فضل" اور الله تعالی نے جو کچھ آپ کو عطا فرمایا ہے اس کے "حصہ" سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی فضیلت کے لیے کافی ہے (۲۷)۔

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تقریر کے پیش نظر تکرار کا ایک جواب یہ بھی ممکن ہے کہ کتاب العلم کے شروع میں "فعنل علم" باعتبار رفع درجات مرادہ، کیونکہ وہاں آیت کریمہ ".....یوفع الله اللهن آمنوامنگم واللهن أوتوا العلم درجات "(۲۸) کولے کر آئے ہیں اور یہاں "فضل علم "اس اعتبار سے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ ہے (۲۹)۔واللہ اعلم

فننبيه

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم کے شروع میں تو وہی توجیہ اختیار کی جو ہم بیان کر آئے، یعنی وہاں "فضیلت" اور یہاں "فضلہ" مراد ہے، لیکن جب اس باب میں پنچے تو انہوں نے "فضل" سے "فضیلت" مراد لے کراس کی تقریر کردی (۳۰)فتنبه۔

٨٢ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرِ قَالَ : حَدَّثني ٱللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثني عُفَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ عَبْدِ ٱللهِ عَبْدِ ٱللهِ عَلَى : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ عَلَى : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، أَنَّ بَنِ عَبْدِ اللهِ عَلَى : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، أُنِيتُ بِقَدَحِ لَبَنِ ، فَنَمْ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ أَنِيتُ بِقَدَحِ لَبَنِ ، فَنَمْ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ أَلْحِيلُمَ ، وَالْعَالَ : (الْعِلْمَ) . اللهَ عَلَى اللهِ ؟ قَالَ : (الْعِلْمَ) .

[אלאי פידרי פידרי אידרי אידרן

⁽٢٧) لامع الدراري (٢٢ ص ١١٠).

⁽۲۷)المتواري على تراجم أبواب البخاري (ص ٢١)_

⁽٢٨)المجادلة/اا_

⁽٢٩) الكنز المتواري (٢٦ص ١٠٠)_

⁽۳۰)شرح الكوماني (ج٢ص ٢٣)_

⁽m) قوله: "أن ابن عمر":الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (عاص ٥٢٠) في كتاب المناقب (فضائل أصحاب النبي

تزاجم رجال

(۱)سعيد بن عفير

ي سعيد بن كثير بن عفير رحمة الله عليه بين،جواپيزداداكى طرف منسوب بين،ان كے حالات "كتاب العلم" بى ميں "باب من ير دالله به خيراً يفقهه في الدين" كے تحت گذر چكے بيں۔

(٢)الليث

یہ امام لیٹ بن سعدر حمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات "بدءالوحی" کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں(۳۲)۔

(۳)عُقيل

یہ عقیل بن خالد بن عقیل ایلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے بہت ہی مخضر حالات بدءالوحی کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (۳۳)۔ تاہم یہاں ہم قدرے تفصیل سے ان کے حالات ذکر، کریں گے۔

بیابان بن صالح، حسن بھری، اپنے والد خالد بن عقیل، زید بن اسلم، سلمہ بن کہیل، عراک بن مالک، عکر مہ مولی ابن عباس، عمرو بن شعیب، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، نافع مولی ابن عمر، ہشام بن عروہ، یحیی بن ابی کثیر اور خاص طور پر امام زہری رحمہم اللّٰد تعالیٰ وغیرہ حضرات سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

صلى الله عليه وسلم) باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه، رقم (٣٦٨١) وفي (٣٢٥ صلى الله عليه وسلم) باب اللبن، رقم (٢٠٠١) وباب إذا جرى اللبن في أطرافه أوأظافيره، رقم (٢٠٠٧) و (٣٢٥ ص١٠١٠) كتاب التعبير، باب إذا أعطى فضله غيره في النوم، رقم (٢٠٢٧) وفي (٣٦ ص ١٩٠١) باب القدح في النوم، رقم (٢٠٣٠) وأخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضى الله عنه، رقم (١٩١٧) و (١٩١١) وأخرجه الترمذي في جامعه، في كتاب الرؤيا، باب رفي رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم اللبن والقمص) رقم (٢١٩١) وفي كتاب المناقب، باب (رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم من قدح اللبن وإعطائه عمر فضله) رقم (٢٢٨٣)

⁽۳۲) کشف الباری (جاص۳۲۳)۔

⁽۳۳) کشف الباری (جاس۳۲۵)_

ان سے روایت کرنے والوں میں جابر بن اسمعیل حضر می، صام بن اسمعیل، عباد بن کیشر ثقفی، عبد الله بن کیسر تقفی، عبد الله بن لهید، امام لیث بن سعد، مفضل بن فضاله، نافع بن یزید، اور یونس بن یزید ایلی رحمهم الله تعالی وغیر و بیس (۳۳)۔

امام احداور امام نسائی رحمهماالله تعالی فرماتے بین "فقة" (۳۵)_

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتي بين "وكان ثقة" (٣٦)_

الم ابوزرعه رحمة الله عليه فرماتي بين "صدوق ثقة" (٣٧)_

امام عجلى رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة" (٣٨)_

امام ابن معين رحمة الله عليه فرمات بين "عقيل ثقة" (٣٩)_

حافظ ابن حجررحمة الله عليه فرماتي بين "ثقة ثبت" (٠٠)_

امام ابو حاتم رحمة الله عليه عيد جب بوچها كيا"عقيل بن خالد أحب إليك أم يونس؟" فرمايا "عقيل أحب إلى من يونس، عقيل لا بأس به"ر(٣١)

ای طرح جب ان سے عُقیل اور معمر کے بارے میں یو چھا گیا" أیهما أثبت؟" فرمایا "عُقیل أثبت، كان صاحب كياب....." (٢٦٩) _

آجری نے امام ابوداؤدر حمة الله عليہ سے عُقيل بن خالداور قرق بن جريل كے بارے ميں وريافت كيا تو فرمايا "عُقيل أعلىٰ منه مائة مرة" (٣٣)_

⁽٣٢) شيوخ و الذه كي تفصيل ك لئر دكيمي تهذيب الكمال (ج ٢٠ م ٢٣٢ و٢٣٠)

⁽٣٥) تهذيب الكمال (ج٠٢ص ٢٨٣)

⁽٣٦) الطبقات لابن سعد (ج2ص٥١٩)_

⁽٣٤)تهذيب الكمال (ج٠٢ص٣٣)_

⁽۲۸) تهذیب التهذیب (۲۵۷)

⁽٣٩)ميزان الاعتدال (٣٩ص٥٩)وفي رواية ابن أبي مريم "فقة حجة" تهذيب التهذيب (ح٢٥٦)_

⁽۲۰) تقريب التهذيب (١٩٢٥) رقم (٢٩٧٥) _

⁽١٦) تهذيب الكمال (ج٠٢ص ٢٣٢)_

⁽٢٢) حواله بالا

⁽٣٣) تعليقات على تهذيب الكمال (ج٠٢ص٢٥٥)_

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان كو كتاب المثقات ميں ذكر كيا ہے (٣٣)۔
البته ان پر ابوحاتم اور يحيى بن سعيد القطان كى طرف سے يجھ جرح بھى منقول ہے۔
چنانچہ ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے ہيں "لم يكن بالحافظ، كان صاحب كتاب، محله الصلق "(٣٥)۔
اس طرح جب يحيى القطان كے سامنے عُقيل اور ابر اهيم بن سعد كاذكر آيا تو انہوں نے ايبااند از ظاہر كيا گوياكہ وہ دونوں ضعيف ہيں (٢٣)۔

جہاں تک ابوحاتم کے کلام کا تعلق ہے سودہ ان کی ثقابت اور تثبت کی نفی نہیں کررہے ہیں، بلکہ "کان صاحب کتاب" اور "محله الصدق" ہے ان کی توثیق اور تثبیت ظاہر ہور ہی ہے۔ نیز اوپر خود ان ہے عقیل کی توثیق نقل کی گئی ہے۔

جہاں تک یحیی القطان کے کلام کا تعلق ہے سوامام احد رحمۃ اللہ علیہ اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں"أي شي ء ينفع هذا؟ هؤلاء ثقات، لم يحبُر هما يحيى"(٣٤)۔

پھر میہ بات بھی پیش نظر رہے کہ صحیح بخاری میں عُقیل کی تمام روایات امام زہری سے مروی ہیں اور کی اسے مروی ہیں اور کی اسے مروی ہیں (۴۸)۔ اور یونس بن بزیداً بلی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ما أحد أعلم بحدیث الزهري من عُقیل" (۴۹)۔ نیزامام بحی بن معین رحمة الله علیه نے ان کوامام زہری سے روایت کرنے والے مضبوط راویوں میں سے ذکر کیا ہے (۵۰)۔

خلاصہ یہ ہے کہ عُقیل بن خالد ثقہ ثبت اور ججت ہیں ان پر جن حضرات نے کلام کیاہے وہ قابلِ قبول نہیں، یہی وجہ ہے کہ اصحابِ اصولِ ستہ نے ان کی روایات بطور احتجاج واستدلال قبول کی ہیں۔

⁽۲۳)الثقات لابن حبان (ج2ص۲۰۵)

⁽۵۵)ميز ان الاعتدال (جسم ۸۹)رقم (۲۰۷۵)_

⁽٢٨) حواله بالا

⁽٤٦) حواله بالار

⁽٣٨)كما يظهر ذلك من رموز المزي في تهذيب الكمال (٢٠٢٣ ٢٠)

⁽۳۹)ميزان الاعتدال (جسم ۸۹)رقم (۲۰۵۵)

⁽٥٠)قال ابن معين: "أثبت من روى عن الزهرى مالك بن أنس، ثم معمر، ثم عُقيل "وقال أيضاً: "أثبت الناس في الزهري: مالك بن أنس، ومعمر، ويونس،وعقيل، وشعيب بن ابي حمزة، وسفيان بن عيينة". تهذيب الكمال (٢٠٣٥-٢٣٣٥) وفي تاريخ الدارمي (٣٥٠) رقم(٢١) ".... وعقيل ثقة نبيل الحديث عن الزهري " ـ الدارمي (٣٥٠) / قم(٢١) ".... وعقيل ثقة نبيل الحديث عن الزهري " ـ

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "أحد الثقات الأثبات من أصحاب الزهرى، اعتمده الجماعة....."(۵۱)_

حافظ ذہبی رحمة الله علیه ان پر جو پچھ کلام کیا گیاہے ان کارد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "عُقیل ثبت حجة، وإنما ذكرناه لئلايتعقب علينا....."(۵۲)۔

ان کی وفات مصرمیں اسماه یا سماه یا سماه میں ہوئی (۵۳) رحمه الله تعالیٰ رحمهٔ واسعة واسعة (۲۳) ابن شہاب

یہ امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مخضر حالات بدء الوحی کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (۵۴)۔

(۵)حمزة بن عبدالله بن عمر

یہ حمزة بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رحمة الله علیہ بیں ابو عمارہ ان کی کنیت ہے، یہ سالم بن عبداللہ بن عمر کے حقیقی بھائی ہیں(۵۵)۔

یہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر ،اپنی پھولی حضرت هضه اور حضرت عاکشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں عبیداللہ بن ابی جعفر مصری، عتبہ بن مسلم،امام زہری اور موسی بن عقبہ رحمہم اللہ تعالی وغیرہ ہیں (۵۲)۔

ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "وكان ثقة قليل الحديث "(٥٤)_

امام عجلى رحمة الله عليه فرماتے ہيں "مدنى، تابعى ثقة" (٥٨)_

⁽۵۱)هدی الساری (۲۵س۳۲۵)_

⁽۵۲)ميزان الاعتدال (جسم ۸۹)رقم (۲۰۵) ـ

⁽۵۳) تهذیب الکمال (ج۲۰ ص۲۳۵)_

⁽۵۴) ويكھ كشف البادى (جاص٣٢٧)_

⁽۵۵) تهذيب الكمال (ج2ص ۳ سواسس)و تقريب التهذيب (ص١٨٠)ر قم (١٥٢٣).

⁽۵۲) شیور و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھتے تھذیب الکمال (ج ۷ ص ۳۳۱)۔

⁽٥٤)الطبقات لابن سعد (ج٥ص٣٠٣)_

⁽۵۸)تهذیب الکمال (ج۷سسس)

امام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "سمعت يحيى بن سعيد يقول: فقهاء أهل المدينة اثناعشر" پجران كوان مين شار فرمايا(۱)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب الثقات مين ذكر كياب (٢)

ما فظ ذبى رحمة الشعليه فرماتے بين "ثقة إمام" (٣)-رحمه الله تعالى رحمة واسعة (٢) ابن عمر

حفرت عبدالله بن عمر رضى الله عنها كے حالات كتاب الايمان، "باب الإيمان وقول النبى صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على حمس"كے تحت گزر كي بين (٣)_

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بينما أنا نائم أوتيت بقدح لبن

حفزت عبدالله بن عمررضی الله عنهما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سور ہاتھا، میر ہے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔

فشربت حتى إنى لأرى الريّ يخرج في أظفارى

پس میں نے اسے خوب پیاحتی کہ میں سیر انی کود یکھنے لگا کہ وہ میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ اُدی: بییا تو" رؤیت" بمعنی العلم بعنی افعالِ قلوب میں سے ہے، اس صورت میں بید ومفعولوں کا تقاضا کرے گا، یہاں ایک مفعول "الموی" ہے اور دوسر ا" یعورج فی اظفادی"۔

اور اگریہ افعالی قلوب میں سے نہ ہو تو ایک ہی مفعول کو مقتضی ہوگا، وہ یہاں "المري" ہے اور "یحوج فی أظفاری" کایہ جملہ حال ہو جائے گا(۵)۔

⁽١)تهذيب الكمال (ج2ص٣٣٢)

⁽٢)الثقات لابن حبان (٢٣ص ١٢٨)_

⁽٣) الكاشف (ج اص ٣٥١) رقم (١٢٣٧) _

⁽⁴⁾ ويكفي كشف البارى (ج اص ١٣٧)

⁽۵)عمدة القارى (ج٢ص٨٧)_

"الرِّي" رائے مہملہ کے کسرہ اور باء کی تشدید کے ساتھ۔ بدرَوِی یَوْویٰ کا مصدر بھی ہے، اور اسم بھی، مصدر میں "رَیِّ" بفتح المواء بھی نقل کیا گیاہے (۲)۔

ين ج في أظفارى

أظفار:ظفر وبضم الظاء المعجمة كى جمع ب

ایک روایت میں "یخوج من أظفاري" کے الفاظ آئے ہیں (۷)۔

جبکہ ایک دوسری روایت میں "یخوج من أطرافي" کے الفاظ ہیں (۸)۔ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ یہاں" فی" "من" کے معنی میں ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ''فی'' بمعنی ''علی''ہو، جیسے''و الأصلبنكم فی جذوع النحل''(۹) ''علی جذوع النحل'' کے معنی میں ہے(۱۰)۔ البذااب مطلب ہوجائے گاکہ میں نے اس قدر دودھ پیا اور میری سیر ابیا تی بڑھ گئی کہ میرے پورپور پر اس کے اثرات ظاہر ہو گئے۔

ثم أعطيت فضلي عمر بن الخطاب

پھر میں نے اپنا بچاہوا عمر بن الخطاب کودے دیا۔

قالوا: فما أوّلته يا رسول الله؟

صحابه كرام رضى الله عنهم في عرض كياكه مارسول الله! آپ فياس كى تعبير كيا لى؟

قال: العلم

فرمایاس کی تعبیر علم ہے۔

⁽٢)حواله بالار

⁽٤) كمافى رواية ابن عساكر. قاله الحافظ فى الفتح (ج ١ ص ١٨٠) والعيني في العمدة (ج ٢ ص ٨٦) وانظر صحيح البخارى (ج٢ص ١٥٠) كتاب التعبير، باب اللبن، رقم (٢٠٠٧).

⁽٨)صحيح البخاري(٢٥،٥ ١٠٣٤)كتاب التعبير، باب إذا جرى اللبن في أطوافه أو أظافيره، رقم (٢٠٠٧)_

⁽۹)طر/اک

⁽١٠)عمدة القارى (ج٢ص٨٦)_

دودھ سے علم مراد لینے کی وجہ

دودھ علم کی صورتِ مثالیہ ہے،اس تمثیل کی وجہ یہ ہے کہ دودھ اور علم میں کثرتِ نفع میں اشتراک ہے(اا)۔

نیزیہ بات بھی ہے کہ دونوں سبب صلاح ہیں، دودھ انسان کی غذااوراس کی قوت اور صلاح کا ذریعہ ہے،اس طرح علم دنیاو آخرت کے صلاح کاذر بعہ اورار واح کی غذاہے (۱۲)۔

مہلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خواب میں دودھ کا دیکھنا سنت، فطرت، علم اور قرآن پر دال ہے، اس وجہ سے بچہ کواس دنیا میں سب سے پہلی چیز یہی ملتی ہے، یہی چیز اس کے معدے میں پہنچت ہے اور اس کے ذریعے اس کی زندگی قائم ہوتی ہے۔ یہی وصف علم میں بھی ہے جس پر قلوب کی حیات کا مدار ہے، چنانچے اس کی زندگی قائم ہوتی ہے۔ یہی وصف علم میں بھی ہے جس پر قلوب کی حیات کا مدار ہے، چنانچے اسی حیثیت سے دودھ کو علم سے مناسبت ومشاکلت حاصل ہے۔

پھر دودھ کی دلالت حیات پر بھی ہے، کیونکہ بھپپن میں حیات کادار ومدار دودھ ہی پر ہو تاہے۔ کبھی اس کی دلالت ثواب پر بھی ہوتی ہے، کیونکہ سے جنت کی نعمتوں میں سے ہے، چنانچہ جنت میں دودھ کی نہر بھی د کھائی گئی ہے۔

مجھیاس کی دلالت مل حلال پر بھی ہوتی ہے،اس لیے کہ دودھ میں وہ پاکیز گی اور شفافیت ہوتی ہے جو مال حلال کی خاصیت ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں علم کی تعبیراس لیے دی کیونکہ آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فطرت اور دین کے درست ہونے کا علم تھا، اور علم فطرت کے اندر زیادتی کانام ہے (۱۳) واللہ اعلم۔

چند فوا کد

اس حدیث ہے معلوم ہوا کہ جن اکا ہر کواللہ تعالی نے دولت باطنی عطافر مار کھی ہے ان کو چاہیے

⁽۱۱)عمدة القارى (ج ٢ص ٨٤) و فتح البارى (ج ١٥٠١)

⁽۱۲)عمدة القارى (٢٦ص ٨٤)_

⁽١٣) ويحكشر ح ابن بطال (ج٩ص٥٥٠) كتاب التعبير، باب اللبن

که وه اینے لو گول میں حسب استعداد تقسیم کریں۔

ای طرح یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اساتذہ کو چاہیے کہ ایخ تلامذہ کو بھی کوئی چیز پکی ہوئی کھانے پینے کودے دیں،اس سے اساتذہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، یہ ان کے دل میں برکت کا سبب بے گ۔ ایک شبہہ کا جواب

یہاں کسی کو بیر شبہہ نہیں ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا جس سے ان کی فضیلت سب پر حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی ثابت ہوئی۔

اس کاجو ب یہ ہے کہ بلاشہہ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمالِ علمی ثابت ہورہاہے لیکن یہ بالنسبة إلى الصديق نہیں ہے، پھریہ ایک جزئی فضیلت ہے، اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کلی فضیلت اللہ عنہ کے مقابلے میں افضل ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کلی فضیلت حاصل ہے۔

فأكده

حفرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''إذالة المحفاء'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کوخوب اجاگر کیا ہے۔ (۱۴) من شاء الاطلاع علیه فلیو اجع شمه۔

٢٣ – باب : ٱلْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ٱلدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا .

''فتیا''بضم الفاءاسم مصدر ہے، کسی مسئلے کے جواب کو کہتے ہیں، جبیباکہ ''فتویٰ'' بھی اسی کو کہتے ہیں (۱۵)۔

"هو" ضمير "مفتى"كى طرف راجع ب (١٦)جو" فتيا" سے مفہوم ہے۔

⁽١٣) ويكيك إذ الخفاء عن خلافة الخلفاء (ج٢ص٨٥ ١٨٠)_

⁽١٥)عمدة القارى (٢٦ص٨٨)وفتح البارى (١٨٠هم)

⁽۱۲)فتح البارى (ج اص ۱۸۰)_

"دابة" اگرچہ لغت میں کل ما مشی علی الأرض کو کہتے ہیں لیکن عرفاً سواری کے جانور پر اطلاق ہو تاہے(۱۷)۔

بابِسابق کے ساتھ مناسبت

اس سے پہلے باب میں فضل علم مذکورہ اور "فتوی" بھی علم ہے اس لیے دونوں بابوں کی مناسبت واضح ہے (۱۸)۔

مقصد ترجمة الباب

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ فتویٰ کے لیے مفتی کا کسی مقام پر اطمینان کے ساتھ بیٹھنا، جہاں وہ اپنی مجلس کے علاء کے ساتھ مشورہ بھی کرسکے اولی اور انسب ہے اور نقاضائے احتیاط بھی یہی ہے، لیکن یہ بھی جائز ہوگا کہ کھڑے کھڑے کھڑے یا چلتے پھرتے سائل کو مسئلہ بتادیاجائے، پھر خواہ کسی سواری پر بیٹھا ہویاز مین وغیرہ پر کھڑا ہو، سب جائز ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (19)۔

حضرت شخ الهند قد س الله سره نے بھی تقریباً یہی بات ارشاد فرمائی وہ فرماتے ہیں "قضاء و تعلم واقتاء و غیرہ امور متعلقہ بالعلم کا مقتضی چونکہ سکون واطمینان وحسن ادب ہے اور حضرت امام مالک وغیرہ ائمہ دین سے بھی ایساہی منقول ہے توغیر اطمینانی حالت مثلاً رکوب و قیام وسیر میں افتاء وغیرہ کی کراہیت کی طرف خیال جاسکتا ہے، غالباً ترجمۃ الباب میں اس کی مدافعت ملحوظ ہے "(۲۰)۔

حفرت گنگو، ى رحمة الله عليه فرماتے بيں كه ترجمه كا مقصديه ہے كه حفرت الوہر بره رضى الله عنه كى الله عنه كى الله عنه كى الله الله إنها عنه كى الله عديث بيل آپ نے ارشاد فرمايا"إياكم أن تتخذوا ظهور دوابكم منابر، فإن الله إنها سخوها لكم لتبلغكم إلى بلد لم تكونوا بالغيه إلا بئى الأنفس، وجعل لكم الأرض، فعليها فاقضوا حاجاتكم"۔(٢١)

⁽۱۷)فتح الباری (جاص۱۸۰)۔

⁽۱۸)عمدة القارى (٢٦ص٨٨)_

⁽١٩)شرح تراجم أبواب البخاري (ص١٥)_

⁽٢٠)الأبواب والتراجم لشيخ الهند رحمه الله تعالى (١٥٥)_

⁽٢١)سنن ابي داود كتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، رقم (٢٥٢٧)_

اس سے معلوم ہوا کہ سواری کوراہتے میں روک کراس کے اوپر سوار نہیں رہنا چاہیے،اگر کوئی ضرورت پیش آئے توزمین پراتر کر یوری کی جائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیہ بتلادیا کہ سواری میں سوار ہونے کی حالت میں اگر کوئی عالم سوال کا جواب دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، کہ علم کی اشاعت کی غرض سے ایبا کرنا ضروری ہواب دیتا ہے دہوں کہ جواب اور فتو کی دینے کے لیے ذہن کا متحضر ہونا ضروری ہے، لیکن بیاس وقت ضروری ہے جبکہ مسئلہ کوسوچناریٹ اور اگر مسئلہ متحضر ہو تو پھر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٨٣ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّنِي مَالِكٌ ، عَنِ أَبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عِسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ ٱللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ٱلْعَاصِّ؟ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ عَيْلِكُ وَقَفَ فِي حَجَّةِ ٱلْوَدَاعِ بِمَنَى لِلنَّاسِ بِسَأَلُونَهُ ، فَجَاءَهُ رَجُلُ فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبِحَ ؟ فَقَالَ : (ٱذْبَحْ وَلَا حَرَجَ) فَخَاءَ آخِرُ فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِي ؟ قَالَ : (ٱرْمٍ وَلَا حَرَجَ) . فَمَا سُئِلَ ٱلنَّبِيُّ عَلِيلَةٍ فَخَاءَ آخِرُ فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِي ؟ قَالَ : (ٱرْمٍ وَلَا حَرَجَ) . فَمَا سُئِلَ ٱلنَّبِي عَلِيلَةٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أَخِرَ إِلَّا قَالَ : (ٱفْعَلْ وَلَا حَرَج) . [١٢٤ ، ١٦٤٩–١٦٥١ ، ١٦٨٨]

⁽۲۲) ويكي لامع المدرارى (جماس ١١١)_

⁽۲۳)ایضاح البخاری (ج۵ص۹۳).

⁽٢٣)قوله: "عن عبدالله بن عمروبن العاص":الحديث أخرجه البخاري أيضاً في صحيحه(ج ١ ص ٢٣ و ٢٤) كتاب

تراجم رجال (۱)اساعیل

یہ ابوعبداللہ اساعیل بن ابی اولیں اصحی مدنی رحمۃ اللہ علیہ بین، ان کے حالات کتاب الإیمان"باب تفاضل أهل الإیمان فی الأعمال"کے تحت گزر کے بین (۲۵)۔

(۲)مالک

امام مالک بن انس رحمة الله عليه کے حالات بھی کتاب الإيمان، باب من الدين الفوار من الفتن " کے تحت گرر کے بيں (٢٦)۔

(۱۳) ابن شهاب

بدام محد بن مسلم بن عبیداللد بن شہاب زہری رحمۃ الله علیہ بیں، ان کے مخضر حالات "بدء الله حي"كى تيسرى حديث كے ذيل ميں گزر يكے بين (٢٤)۔

(۴)عیسی بن طلحه بن عبیدالله

بيه ابو محمر عيسى بن طلحه بن عبيدالله قرشي تيمي مد ني رحمة الله عليه بين (٢٨)_

یه اینے والد حضرت طلحه بن عبیدالله، حضرت معاویه، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبدالله بن عمرو بن العاص، حضرت معاذین جبل اور حضرت عائشہ رضی الله عنهم وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔

العلم، باب السؤال والفتيا عند رمي الجمار، رقم(١٢٤) وفي (ج١ ص ٢٣٤) كتاب الحج، باب الفتيا على الدابة عند الجمرة، رقم(١٧٣١-١٧٣٨) وفي (ج٢ ص ٩٨٦) كتاب الأيمان والندور، باب إذا حنث ناسياً في الأيمان، رقم(٩٦٦٥). وأخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي، والحلق على الذبح وعلى الرمي، وتقديم الطواف عليها كلها، رقم(٢٥ ٣١٩-٣١٣). وأخرجه أبو داود في سننه، في كتاب المناسك، باب فيمن قدم شيئا قبل شيء في حجه، رقم(٤ ١ ٩ ١). وأخرجه الترمذي في جامعه، في كتاب المحج، باب ماجاء فيمن حلق قبل أن يدمي، رقم(١٦ ٩١٥). وأخرجه ابن ماجه في سننه، في كتاب المناسك، باب من قدم نسكاً قبل نسك، رقم(١٣٥).

⁽۲۵) ديكھئے كشف البارى (ج٢ص١١١)_

⁽۲۲) كشف البارى (ج٢ص ٨٠)_

⁽۲۷) كشف البارى (جاص ۲۲)_

⁽٢٨) تهديب الكمال (٢٢٥ ص ١١٥) وسيواعلام النبلاء (٢٣ ص ٢٧١)

ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن ابراہیم تیمی، محمد بن عبدالر حمٰن، امام زہری، یزید بن ابی حبیب اور ان کے جیتیج اسحاق بن سحی اور طلحہ بن سحی رحمہم الله وغیرہ ہیں (۲۹)۔

ابن سعد رحمة الله عليه نے ان كو اہل مدينه كے طبقه اولى ميں ذكر كيا ہے اور فرمايا "كان ثقة كثير الحديث" (٣٠)_

امام يحيى بن معين، نسائى اور عجلى رحمهم الله تعالى فرماتے ہيں" ثقة" (٣١) _

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "كان من أفاضل أهل المدينة وعقلائهم وأسخيائهم" (٣٢)_

حافظ في المرحمة الله عليه فرمات بي "من الحكماء العقلاء" (mm)_

حافظ ابن حجرر حمة الله عليه فرماتے بين "ثقة فاصل" ـ (٣٣) _

حضرت عمر بن عبد العزيز رحمة الله عليه كے دورِ خلافت ميں غالبًا • • اھ ميں ان كا نقال ہوا (٣٥) _ رحمه الله رحمة و اسعةً

(۵)عبدالله بن عمرو بن العاص

حضرت عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنها كے حالات كتاب الإيمان"باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"كے تحت گزر كے بيں (٣٦)

فاكده

"العاص"كوياء كے ساتھ "العاصي" بڑھيں كے بالغيرياء كے "العاص" بڑھيں گے؟

⁽٢٩) شيوخ و تانده كي تفصيل كے ليه و كيمي تهذيب الكمال (ج٢٢ص ١٥٥ و ١١١) وسير أعلام النبلاء (ج٣٥ ص ٢٦٧)

⁽٣٠) الطبقات الكبرى لابن سعد (ج٥ص ١٦٢)_

⁽٣١) تهذيب الكمال (ج٢٢ص١٢١)

⁽٣٢) الثقات لابن حبان (ج٥ص١١٢)_

⁽٣٣) الكاشف (ج٢ص ١١٠) رقم (٢٣٧٧)_

⁽٣٨) تقريب التهذيب (ص٩٣٩) رقم (٥٣٠٠)

⁽mi) تهذيب الكمال (ج٢٢ص ١١٤)

⁽٣٦) كشف البارى (ج اص ١٤٩)

اخفش صغیر کہتے ہیں کہ یہ یاء کے ساتھ ہی ہے،اس کا حذف درست نہیں، جب کہ عوام حذف یاء کے ساتھ بڑھتے ہیں۔

نُحَاس رحمة الله عليه فرماتے ہیں کہ یہ تمام نحاۃ کے خلاف فد مہب ہے، مطلب بیہ ہے کہ یہ اسماء منقو صدمیں سے ہے، لہٰذااس میں اثبات یاء اور حذفِ یاء دونوں جائز ہیں (۳۷)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمہور کے نزدیک اس کو یاء سے لکھیں گے اور اہلِ عربیت کے نزدیک یہی فصیح ہے، جبکہ بہت ساری کتابوں میں حذف یاء کے ساتھ واقع ہے، قرآن کریم کی قراءات سبعہ میں بھی اس طریقہ سے وار دہے مثلاً" الکبیر المتعال" (۳۸)" الله اع" (۳۹)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے اس کو اجوف قرار دیا ہے (۴۰) لہذا اس صورت میں آخر میں یاء کے ہونے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف في حجة الوداع بمنى للناس يسأ لونه حضور اكرم صلى الله عليه وسلم حجة الوداع ك موقع پر منى ميں لوگوں كے واسطے و قوف كيے موتے سے ال كررہے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری جج کو ججۃ الوداع، ججۃ التمام، ججۃ الاسلام اور ججۃ البلاغ کہاجا تاہے۔(۱۲م)

"ججة الوداع" تواس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ج کے موقعہ پر صحابہ کرام کور خصت کیا تھااور فرمایا تھا"لعلّی لا أدا کم بعد عامی هذا" (۴۲)۔

ججة التمام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر آیت کریمہ "اليوم أكملت لكم دينكم

⁽٣٤) وي كي تاج العروس (ج ١٠ ص ٢٣٥) باده "عصى" يز وكي تبصير المنتبه بتحرير المشتبه (ج ٣٠ ص ٨٩٠ و ٨٩٠) وتعليقات الإكمال، للشيخ عبدالرحمن بن يحيى المعلمي اليماني (٢٥ ص ٣٠) _

⁽۳۸)الرعد/۹

⁽۲۹)القمر/۲و۸

⁽۴۰) شرح الكرماني (ج ٢ ص ٢٣) وعمدة القارى (ج ٢ ص ٨٩)

⁽٣١) تاريخ الخميس (٢٦ص ١٣٨) حجة الوادع. وعمدة القارى (١٨٨ص٣٧) ـ

⁽٣٢) جامع الترمذي، كتاب الحج، باب ماجاء في الإفاضة من عرفات.

وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا" (٣٣) نازل بوكي تقى (٣٣) .

ججة الاسلام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج فریضہ تھا، حج کی فرضیت کے بعد آپ نے یہی حج کیاہے (۴۵)۔

ججة البلاغ السلط كم المباتا م كه نبى كريم صلى الله عليه وسلم ني السرج مين جو خطبه ويان مين فرمايا تقا" اللهم هل بلغت؟ "(٣٦) والله أعلم

فجاء ه رجل، فقال: لم أشعر فحلقت قبل أن أذبح، فقال: اذبح ولا حرج، فجاء آخر، فقال، لم أشعر فنحرت قبل أن أرمي، قال: ارم ولا حرج، فما سُئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شىء قُدِّم ولا أُخِّر إلا قال: افعل ولا حرج

چنانچہ ایک شخص آیااور کہنے نگامجھ کو خیال نہیں رہامیں نے ذئ کرنے سے پہلے طلق کرالیا، آپ نے فرمایا قربانی کرلو، کوئی مضائقہ نہیں پھرایک اور شخص آیااور کہنے نگامجھے خیال نہیں رہامیں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی، آپ نے فرمایار می کرلو، کوئی حرج نہیں، آپ سے کسی چیز کی تقدیم و تاخیر سے متعلق جو بات بھی یو چھی گئی آپ نے فرمایا کرلو کوئی حرج نہیں۔

یوم الخر کے جار مناسک اور ان میں تر تیب کا حکم

يوم النحريين چار كام كئے جاتے ہيں، رمی، نحر، حلق يا قصر، اور طواف زيارت۔

ان چاروں مناسک کی ادائیگی کی ترتیب بھی یہی ہے جو مذکور ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے ان کو بالتر تیب اداکر نا ثابت ہے (۲ مم) اور بیتر تیب مقصود و مطلوب بھی ہے۔

⁽۳۳)المائدة/۳

⁽۳۳)صحيح البخارى(ج اص ۱۱) كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، رقم (۳۵)و (۲۳ م ۲۳۲) كتاب المغازي، باب حجة الوداع، رقم (۳۲۵) وفي (ج ۲۳ م ۲۹۲) كتاب التفسير، سورة المائدة، باب: اليوم أكملت لكم دينكم، رقم (۲۲۲۸) وفي (ج ۲۳ م ۱۰۷۷) فاتحة كتاب الاعتصام، رقم (۲۲۸۸) _

⁽٣٥) "عن زيد بن أرقم أن النبي صلى الله عليه وسلم غزا "سع عشرة غزوة، وأنه حج بعد ماهاجر حجة واحدة، لم يحج بعدها، حجة الوداع" صحيح البخاري(٢٣٠٥) كتاب المغازي، باب حجة الوداع، قم (٣٠٠٣)_

⁽٣١)صحيح البخارى (١٥ص ٢٣٣) كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم (١٤٣٩)_

⁽٣٤)كما في حديث جابر الطويل عند مسلم في صحيحه، في كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم،

البتداس بات میں اختلاف ہے کہ بہتر تیب واجب ہے استون؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قارن اور متمتع کے لئے پہلی تین چیزوں کو بالتر تیب اداکرنا واجب ہے، طواف میں تر تیب واجب نہیں، چاہے اس کو مقدم کرے، چاہے مؤخر کرے، یا در میان میں ادا کرے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفرد کے لیے ذبح اور باقی تین چیزوں کے در میان تر تیب ضروری نہیں، کیونکہ اس پر قربانی واجب نہیں (۲۸)۔

ام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حلق کوری پر مقدم کیا تواس پردم ہے، لیکن اگر حلق کو نح پریا نحر کوری پر مقدم کیا تواس پر کچھ واجب نہیں، گویاان کے نزدیک رمی اور حلق کے در میان تر تیب واجب ہے کہ پہلے رمی کی جائے گی اور بعد میں حلق ہوگا، باقی چیز وں میں تر تیب مسنون ہے، واجب نہیں (۴۹)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان چاروں امور میں تر تیب مسنون ہے، اگر تر تیب کے خلاف امور انجام پاجائیں، خواہ نسیانا ہویا جہلا عن الحکم ہویا عمد أ، اصح روایت کے مطابق ان کے نزدیک پچھ واجب نہیں (۵۰)۔

امام احدر حمة الله عليه كے نزديك اگر امور فدكورہ كے در ميان ترتيب عمداً توڑى كئى ہو توايك روايت كے مطابق دم ہے اور ايك روايت كے مطابق اس پر كوئى دم نہيں، اور اگر نسياناً وجهلاً عن الحكم ترتيب كے خلاف كام ہوگيا ہو تو كچھ واجب نہيں (۵)۔

صاحبین رحم مااللہ کامسلک بھی ہے کہ ان امور میں تر تیب واجب نہیں، لہذاان امور کو آپس میں مقدم ومؤخر کرنے سے کچھ واجب نہیں۔(۵۲)۔

رقم (٢٩٥٠) ففيه ذكر الأمور الثلاثه سوى الحلق، وذكر الحلق في حديث أنس عند مسلم في صحيحه في كتاب الحج، باب بيان أن السنة به م النحر أن يرمى ثم ينحر، ثم يحلق.....، رقم (٣١٥٢)_

⁽٨٨) ويصح هدايه مع فتح القدير (٢٢ص ٢٩٩) باب الجنايات، البحر الوائق (٣٣ص ٢٢) وبدائع الصنائع (٢٢ص ١٥٨) ـ

⁽۴۹) ویکھے المغنی (جسم ۲۳۱)۔

⁽٥٠) ويكفي المجموع شرح المهذب (٨٥ ص١٦) و(٨٥ ص١٦)

⁽٥١)المغنى (جسم ٢٣٠)_

⁽٥٢) ويكت هدايه مع فتح القدير (ريح ٢٥ ٣١٩) والبخر الرائق (ج٣ ص ٢٥ و٢٥) وبدائع الصنائع (٢٥ ص ١٥٨)

گویا جمہور کے نزد کی کسی نہ کسی درجہ میں تر تیب ساقط ہو جاتی ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وجو برتر تیب کے قائل ہیں۔

جمہور کی دلیل ایک توحدیث باب ہے جس میں آپ سے تقدیم طلق علی الذی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا" ارم گیا تو آپ نے فرمایا" ارم گیا تو آپ نے فرمایا" ارم ولا حرج" ای طرح آثرِ حدیث میں راوی کہتے ہیں" فما سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن شی ء قُدّم ولا اُخّر إلا قال: افعل ولا حرج"۔

ان حضرات كاستدلال حضرت ابن عباس رضى الله عنهما كى صديث سے بھى ہے"أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل في حجته ، فقال ذبحت قبل أن أرمي، فأوماً بيده قال: ولا حرج، قال: حلقت قبل أن أذبح، فأوماً بيده: ولا حرج"(١)۔

یمی مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲)، حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ (۳)، حضرت جابر د ضی اللہ عنہ (۳)، حضرت جابر د ضی اللہ عنہ (۴) اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ (۵) سے بھی مر وی ہے۔

امام ابو حنیفه رحمة الله علیه كااستدلال حضرت ابن عباس رضى الله عنه كے فتوے سے ہے جو ابن ابی شیب نقل كیا ہے" من قدم شیئا من حجه أو أخره فليهر ق لذلك دمًا "(١) ـ

اس روایت میں ابراہیم بن مہاجر راوی ہیں،اور محد ثین نے ان کی تضعیف کی ہے() لیکن یہی

⁽۱)صحیح البخاری(ج اص ۱۸)کتاب العلم، باب من أجاب الفتیاباشارة الیدوالرأس،ر تم(۸۳)وقدأخرجه فی مواضع کثیرة، انظرر قم(۱۷۲۱_۱۷۲۳) ورقم (۱۷۳۷و۱۷۵۵) ورقم(۲۷۲۷)_

⁽٢) مصنف ابن ابي شيبة (٣٣٠ ص ٣٣١) رقم (١٣٩١١) كتاب الحج، باب في الرجل يحلق قبل أن يذبح

⁽٣)سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب فيمن قدم شيئا قبل شيء في حجه، رقم (٢٠١٥) ومصنف ابن أبي شيبة (٣٣٥) (٣٢٢) رقم (١٢٩٦٣) _

⁽٣) مصنف ابن ابي شيبة (ج٣٥ ٣٨٥)، رقم (١٣٩٥٩)_

⁽۵)عصنف ابن ابی شیبة (جسم ۳۳۷) رقم (۱۲۹۲۵)_

⁽٢) المصنف لابن أبي شيبة (٣٣٥ ٣٣٥) كتاب الحج، باب في الرجل يحلق قبل أن يذبح، رقم (١٣٩٥٣)_

⁽٤) أنال الَّقطان والنسائي: ليس بالقوي، وقال أحمد: لاباس به، انظر الكاشف(ج1ص٢٢٥ و٢٢٦) رقم(٢٠٩)_ وانظر

روایت امام طحاوی رحمة الله علیه نے "شوح معانی الآثار" میں نقل کی ہے، اس کے ایک طریق میں ابراہیم بن مہاجر کاواسطہ موجود نہیں ہے۔(٨)

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مفہوم ابوالشعثاء جابر بن زید (۹) سعید بن جبیر (۱۰) اور ابر اہیم نخعی (۱۱) رحمہم اللہ تعالیٰ ہے بھی نقل کیا ہے۔

جہاں تک ''افعل و لا حرج "والی صدیث کا تعلق ہے سوامام ابو صنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ''حرج "کو ''اِئم '' کے معنی میں لیتے ہیں، گویااس طرح فسادِ تر تیب کی صورت میں گناہ کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ کفارہ کی (۱۲)۔

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک طرف "لاحوج" والی روایت کے راوی ہیں، دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ "لاحوج" میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ "لاحوج" میں "نفی اثم "مراد ہو۔

اس کا قرینہ یہ بھی ہے کہ جب اس طرح کے سوالات زیادہ ہوئے تو آپ علی نے فرمایا"حرج تو کسی مسلمان کی آبروریزی میں ہے" (۱۳) ۔ یہاں حرج گناہ کے معنی میں ہے، چونکہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ کا خطبہ سنا تواہی افعال کی تر تیب کو اس کے خلاف پایا، اس لئے ان کو گناہ کا

تهذيب التهذيب (جاص ١٦٨ و١٨٨) وميزان الاعتدال (جاص ١٤)رقم (٢٢٥) ـ

هذا، وقد قال الحافظ ابن حجر في "الدراية في تخريج أحاديث الهداية" (٢٦ ص ٣١): "وأخرجه ابن أبي شيبة بإسناد حسن فالحديث حسن عنده، وكيف لايكون وإبراهيم بن مهاجر من رجال مسلم والأربعة، انظر تهذيب التهذيب، والكاشف وغيرهما من كتب الرجال.

(٨) شرح معانى الآثار (ج1 ص ٣٩٣) كتاب مناسك الحج باب من قدم من حجه نسكاً قبل نسك. قال الحافظ في الدراية (ج٢ص ٣١) وأخرجه الطحاوي من وجه آخر أحسن منه عنه "_

- (٩) مصنف أبن الي شيبه (جسم ٣٢٥) رقم (١٣٩٥٣) ر
- (۱۰) مصنف ابن الي شيبه (جسم ۳۲۵) د قم (۱۳۹۵۵)_
- (۱۱) مصنف ابن شبیه (جهاص ۱۳۸۵) رقم (۱۳۹۵۸ و ۱۳۹۵۸)
 - (١٢) ويكف فتح القدير (ج٢ص٢٩)_

(١٣)عن أسامة بن شريك قال: خرجت مع النبي صلى الله عليه وسلم حاجاً، فكان الناس يأتونه، فمن قال: يا رسول الله،

اندیشہ ہوا،اس خیال کی اصلاح کے لیے آپ نے "لاحوج" فرمایا (۱۲)۔

واقعد بيہ ك آ تخضرت صلى الله عليه وسلم كے ساتھ صحابة كرام كے ج كايہ پہلا موقع ہے، اور اس وقت تك مناسك ج كا صحيح علم لوگوں كو نہيں ہوا تھا، اس لئے فسادِ تر تيب كا گناہ الله الله الله على اس ك تائيد شرح معانى الآثار بيں حضرت ابوسعيد خدرى رضى الله عنه كى روايت سے ہوتى ہے جس ميں آپ نے مختلف سوالات كا جواب "لاحوج" فرماكر ديا اور پھر فرمايا "عباد الله، وضع الله عزوجل الحوج والضيق، و تعلموا مناسككم فإنها من دينكم "(١٥)-

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس موقع پر جو حرج کی نفی فرمائی وہ اس وجہ سے کہ مناسک جج کا علم عام نہیں تھا، لیکن یہ وجو بِ جزاءودم کے منافی نہیں (۱۲)۔

یمی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو "لاحوج" والی روایت کے راوی ہیں،اپنے فتوی میں وجو ب دم کی تصریح فرمارہے ہیں۔

حضرت اسامه بن شریک رضی الله عنه کی روایت میں بھی اسی طرف اشاره ہے کہ یہاں "حوج "
سے "إثم" مراد ہے، کیونکه حضور اکرم صلی الله علیه وسلم فرمار ہے ہیں" لاحوج، الاحوج، إلا علی رجل اقترض عرض رجل مسلم وهو ظالم، فذلك الذي حوج وهلك" (١٤) ـ

دیکھئے حالت احرام میں اگر کسی شخص کو تکلیف یا بیاری کی وجہ سے علق کرانے کی ضرورت پڑے تو بنصِ قر آنی جائز ہے (۱۸)اوراس پر کوئی گناہ نہیں،اس کے باوجوداس پراس عمل کی وجہ سے بالا تفاق جزاء

سعيت قبل أن أطوف، أوقدمت شيئا، أو أخرت شيئا، فكان يقول: لا حرج، لاحرج، إلا على رجل اقترض عرض رجل مسلم وهوظالم، فذلك الذي حرج وهلك" سنن أبي داود كتاب المناسك، باب فيمن قدم شيئا قبل شيء في حجه، مسلم وهوظالم، فذلك الذي حرج وهلك" سنن أبي داود كتاب المناسك، باب فيمن قدم شيئا قبل شيء في حجه، مسلم وهوظالم، فذلك الذي حرج وهلك"

⁽۱۴) انظر الكوكب الدرى و تعليقاته (ج٢ص ١٢١ و١٢٢)

⁽١٥)شرح معاني الآثار (ج ١ ص ٢٩٤) كتاب مناسك الحج، باب من قدم من حجه نسكاً قبل نسك.

⁽١٦) حواله بألا

⁽١٤)سنن أبي داود كتاب المناسك، باب فيمن قدم شيئا قبل شيء في حجه، قم (٢٠١٥)

⁽۱۸)قال الله تعالى: "ولا تحلقوا رء و سكم حتى يبلغ الهدى محله، فمن كان منكم مريضاً أوبه أذى من رأسه ففدية من صيام أوصدقة أونسك"القرة /١٩٦_

واجب ہے۔(19)

ججة الوداع كے موقعہ پر چونكہ حضرات صحابة كرام كى ايك كثير جمعيت آپ كے ساتھ بہلى دفعہ جج كر رہى تھى اور مناسك جے سے كماحقہ واقفيت نہيں تھى اس لئے فسادِ تر تيب كا گناہ اٹھا ليا گيا تھا، اور "لاحوج" سے اسى رفع اثم كوبيان كيا گيا ہے، اگر چہ دم پھر بھى واجب ہے۔

اس تقریر سے بیہ بھی معلوم ہوگیا کہ عدم اثم کا حکم اس وقت تھاجب مناسک جے سے طور پر واقفیت نہیں تھی، اب چونکہ مناسک کی تمام تر تفعیلات سامنے آچی ہیں، اس لئے اب "جہل" کوئی عذر نہ ہوگا، لہذا آج اگر جہالت کی وجہ سے تر تیب فاسد ہوجائے تونہ صرف دم واجب ہوگا بلکہ گناہ بھی ہوگا۔ واللہ اعلم امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر آیت کر یمہ "و لاتحلقوا دء وسکم حتی یبلغ المهدی محله" (۲۰) سے بھی استدلال کیا ہے، کہ اس آیت کی روسے نح کو حلق پر مقدم کرنا ضروری ہے، تقدیم حلق علی النح جائز نہیں ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے، جب محصر کا یہ حکم ہوگا کہ حلق قبل النح درست نہ ہواور مخالف کی عورت میں دم واجب ہو۔ (۲۱) واللہ اعلم۔

حدیث باب کاتر جمہ الباب کے ساتھ انطباق

يبال ترجمة الباب "باب الفتياوهوواقف على الدابة وغيرها" بي، علامه عيني اور قسطلاني

⁽١٩) وكي صحيدانع الصنانع (٢٦ ص ١٩٢) فصل: وأما مايجري مجرى الطيب

⁽۲۰)البقرة/۱۹۲

⁽٢١) و يحصّ شرح معاني الآثار (ج١ص ٣٩٣) قال الكاساني رحمه الله في "بدائعه" (٢٦ص ١٥٨): "و لأبي حنيفة الاستدلال بالمحصر، إذا حلق قبل الذبح لأذى في رأسه أنه تلزمه الفدية بالنص، فالذى يحلق رأسه بغير أذى به أولى! ولهذا قال أبو حنيفة بزيادة التغليظ في حق من حلق رأسه قبل الذبح بغير أذى، حيث قال: لا يجزئه غير الدم، وصاحب الأذى مخير بين المعمر والطعام والصيام، كما خيره الله تعالى، وهذا هو المعقول؛ لا أن الضرورة سبب لتخفيف الحكم وتيسيره، فالمعقول أن يجب في حال الاختيار بذلك السبب زيادة غلظ لم يكن في حال العذر، فأما أن يسقط من الأصل في غير حالة العذر، ويجب في حالة العذر:

وغیرہ کے نسخوں میں ایباہی ہے (۲۲)، جبکہ کرمانی اور حافظ ابن حجر کے نسخوں میں "وغیر ہا"کا لفظ نہیں ہے (۲۳)۔ خواہ یہ لفظ موجود ہویانہ ہو حدیث باب میں "وقف فی حجة الوداع بمنی للناس" کے الفاظ توہیں، دابہ وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں، لہذا ترجمۃ الباب میں اور حدیث ندکور میں مطابقت کس طرح ہوگی؟

علامہ عینی اور قسطلانی رحمہمااللہ تعالیٰ کے نسخوں میں چونکہ "وغیر ھا'کالفظ وارد ہے، اس لئے انہوں نے روایت کے اطلاق سے ترجمہ ثابت کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ "وقف"اپنے عموم کی وجہ سے وقوف علی الدابة وعلیٰ غیر الدابة دونوں کوشامل ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ دابہ پر ہوں اور ہوسکتا ہے دابہ پر نہوں (۲۳)۔

لیکن حافظ ابن حجر اور کرمانی کے نسخوں میں چونکہ "وغیرها"کا لفظ نہیں ہے، صرف "باب الفتیاو هو واقف علی الدابة" ند کورہ اس لئے ان کویہ ضرورت پیش آئی کہ وہ اپنے ترجمہ کوروایت سے ثابت کریں اور روایت میں "وقوف علی الدابة"کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس میں تو مطلقاً "وقف" ہے تواب ام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کاتر جمہ کیسے فکلا؟۔

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه في جواب بيد باكه امام بخارى رحمة الله عليه في روايت كو يكر طرق كي طرف اشاره كياب، چنانچه كتاب الحج كي ايك روايت مين بي "وقف دسول الله صلى الله عليه وسلم على ناقته "(٢٥) - لهذا مصنف كاتر جمه ثابت بو كيا - (٢٦)

اس پراشکال ہے کہ روایت میں تو "ناقہ "کاذ کرہے، جبکہ ترجمہ میں "دابہ "کا، ظاہر ہے" دابہ " اور "ناقه "میں فرق ہے کہ ناقہ توخاص دابہ کو کہتے ہیں اور "دابہ "کااطلاق ہر جانور پر کیاجا تاہے۔

اس كاجواب سي ب كه اگرچه لغت مين "وابه" كل مايدب على الأرض پر اطلاق كياجاتا

⁽۲۲) ويك عمدة القارى (ج اص ۸۸) و إرشاد السارى (ج اص ۱۸۲)

⁽۲۳) ديكي شوح الكوماني (ج٢ص ٢٣) وفتح البارى (جاص١٨٠)

⁽۲۲) ويك عمدة القارى (ج٢ص ٨٨) وإرشاد السارى (جاص١٨٢)

⁽٢٥) صحيح البخارى (١٥ ص ٢٣٨) كتاب الحج، باب الفتياعلى الدابة عند الجمرة، رقم (١٧٣٨) _

⁽٢٦)فتح المارى (جاص ١٨١و١٨١)_

ہے، لیکن عرف میں "مرکوب" پر بولا جاتا ہے، اور ناقہ احدی المرکوبات ہے (۲۷)، للمذاجب ایک مرکوب پرسوار ہونے کی حالت میں جواب دیے کا جواز نکل آیا تود گرم کوبات پرسوار ہونے کی حالت میں جواب دیے کا جواز خود ٹابت ہو گیا۔

علامه عینی رحمة الله علیه نے حافظ ابن حجر رحمة الله علیه پریه اعتراض کیاہے که یہ کیابات ہوئی که دعویٰ یہاں اور دلیل وہاں؟! یعنی دعویٰ تو کتاب العلم میں ہے اور دلیل کتاب الحج میں!! (۲۸)۔

لیکن بیاعتراض درست نہیں، کیونکہ بیتراجم ابواب کے سلسلے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اصول مطردہ میں سے ہے (۲۹)۔

علامه عينى رحمة الله عليه في الرحم يهال اوراى طرح "باب السمو في العلم" على حافظ ابن حجر پر شديد تقيد كى به اوراس اصل پر روكيا به (٣٠)، ليكن خودا نهول في "باب من حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة "كترجمة الباب عين "على عنقه "كاثبات كي لئه اس اصل كاسهارا ليا به (٣١)، اس طرح باب "تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها" عين اس اصل كو استعال كيا به (٣١) اس طرح "باب التقاضي والملازمة في المسجد" عين مجمى اس اصل كا ذكر كيا به (٣٢)، والله أعلم وعلمه أتم وأحكم

٢٤ - باب : مَنْ أَجَابَ ٱلْفُتْيَا بِإِشَارَةِ ٱلْيُدِ وَٱلرَّأْسِ .

بابِ سابق اور مذكوره باب ميس مناسبت بالكل واضح ہے كيونكه دونوں ابواب ميس "فتوے"كاذكر

⁽۲۷)فتح البارى (جاص١٨٠)_

⁽۲۸)عمدة القارى (ج٢ص ٨٨)_

⁽٢٩)وكيكيَّة الأبواب والتراجم(ص٨)اصل نمبر ٦ ومقدمة لامع الدرارى(ص٣٥٧)الا صل الحادي عشر من أصول التراجم_

⁽٣٠) ديكي عمدة القارى (ج٢ص ٨٨) و (ج٢ص ١١٤٨) _

⁽m) ويصيحمدة القارى (جمص اسم) كتاب الصلاة، أبواب سترة المصلى-

⁽٣٢)عمدة القارى (ج٥ص ٢٥٣) كتاب الأذان

⁽٣٣)عمدة القارى (٣٣ص ٢٢٨) كتاب الصلاة

-4

ترجمة الباب كالمقصد

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "فتیا بالإشارہ" کا جواز بیان فرمایا ہے، اگرچہ اس زمانے میں احوط یہ ہے کہ اشارہ سے فتویٰ نہ بیان کیاجائے (۳۲)۔

مطلب یہ ہے کہ اصل میں متفتی بعض او قات جواب کے اجمال سے غلط فاکدہ اٹھالیتا ہے تو اشارہ سے بدرجہ اولی غلط فاکدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ تامل کرے کہ اشارے سے جواب و سے کی گنجائش نہیں ہوگی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کو بیان فرمادیا اور بتلادیا کہ جہاں کئی خطرے کا اندیشہ نہ ہو وہاں اشارے سے جواب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جہاں مستفتی کے گڑ برط کرنے کا اندیشہ ہو، اور مفتی یہ سمجھتا ہوکہ مستفتی دھو کہ بازی کرے گا تو وہاں اشارے سے جواب نہ دینا چاہئے، صاف صاف بات کہنی چاہئے۔

حصرت شخ الهندر حمة الله عليه فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی الله علیہ وسلم تعلیم و تبلیغ کا بہت اہتمام فرماتے تھے، ایشاح وافہام میں ہر ممکن پہلو کو ملحوظ رکھتے تھے، حتی کہ بعض او قات تین تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے، (۳۵) بھی کسی اور غرض ہے اس قدر تکرار کے ساتھ کسی بات کوارشاد فرماتے کہ صحابۂ کرام کو"لیتہ سکت"کہنے کی نوبت آجاتی تھی (۳۲)۔

⁽٣٨)شرح تراجم أبواب البخاري (ص١٥)_

⁽٣٥) "عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثاً حتى تفهم عنه" صحيح البخارى (ج ١ ص ٢٠) كتاب العلم، باب من أعاد الحديث ثلاثاً ليفهم عنه، رقم (٩٥) _

⁽٣٦)"عن أبى بكرة قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ألا أنبئكم بأكبرالكبائر؟ ـثلاثا ـ: الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور ـ أوقول الزور ـ وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم متكناً فجلس، فما زال يكررها، حتى قلنا: ليته سكت" صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الكبائروأكبرها، رقم (٢٥٩) وانظرالجامع للترمذي، كتاب الشهادات، باب ماجاء في شهادة الزور، رقم (١٣٠١) وأبواب تفسيرالقرآن، باب ومن سورة النساء، رقم (١٠٩٩) ومسند احمد (١٥٥٥ ١٣٥٩) -

اس کا تقاضایہ تھاکہ سوال کا جواب اور تعلیم و تبلیخ واضح انداز میں، غیر مہم الفاظ و عبارات میں ادا کی جائے، محض اشار وں پراکتفانہ کیا جائے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتلادیا کہ جہاں حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم میں بہت زیادہ الیناح وافہام کا اہتمام منقول ہے وہیں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اشاروں میں جواب دینا بھی منقول ہے، اصل میں جب جیسا موقعہ ہوتا تھا ویسا کرتے تھے، اگر بات میں غموض ہوتو صاف سمجھاتے تھے اور اگر بات واضح ہوصرف اشارہ کافی ہوجاتا تو آپ اشاروں ہی میں جواب دیے اشاروں ہی حواب اشار وں ہی دے وہی واضح بات پوچھتا ہے جس کا جواب اشارے سے میں جواب دے درد درد (سے کوئی واضح بات پوچھتا ہے جس کا جواب اشارے سے میں جواب دور کے دارد (سے کوئی واضح بات پوچھتا ہے جس کا جواب اشارے سے دے دیا کافی ہو سکتا ہے تواس میں کوئی مضا لقہ نہیں ہے، ہر سخن وقعے وہر نکتہ مکانے دارد (سے)۔

٨٤ : حدّثنا مُوسٰى بْنُ إِسْهاعِيلَ قَالَ : حَدَّثَنا وُهَيْبٌ قَالَ : حَدَّثَنا أَيُّوبُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ : ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِي ؟ فَأَوْمَأْ بِيَدِهِ ، قَالَ : (وَلَا حَرَجَ) . قَالَ : حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَأَوْمَأْ بِيَدِهِ : (وَلَا حَرَجَ) .

[7774 : 1784 : 178V : 1777-1788]

تراجم رجال

(۱) موسیٰ بن اساعیل

یہ ابو سلمہ موسی بن اسلعیل تبوذ کی بھری رحمۃ اللہ علیہ بیں ان کے مختفر حالات بدءالوحی کی چوتھی حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (۳۹)ہم یہاں قدرے تفصیل سے ان کے حالات ذکر کریں

⁽٣٤)الابواب والتراجم (١٥٥)_

⁽۳۸)قوله: "عن ابن عباس":الحديث أخوجه البخارى أيضاً في صحيحه (ج1 ص ٢٣٣ ٢٣٣)كتاب الحج، باب الذبح قبل الحلق، رقم (١٤٢١ ـ ١٤٣) و (ج١ ص ٢٣٣)كتاب الحج، باب إذا رمى بعد ما أمسى، أوحلق قبل أن يذبح، ناسياً في الأيمان، أوجاهلاً، رقم (١٤٣ ـ ١٤٥ ـ ١٥٠) و (ج٢ ص ٩٨٣)كتاب الأيمان والنذور، باب إذا حنث ناسياً في الأيمان، رقم (١٩٢٣) و إخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي، والحلق على الذبح وعلى الرمي، وتقديم الطواف عليها كلها. رقم (١٩٨٣) و أخرجه النسائي في سننه، في كتاب المناسك، باب الرمي بعد المساء، رقم (١٩٨٣) و أخرجه ابن ماجه في سننه، في كتاب المناسك، باب من قدم نسكاً قبل نسك، رقم (٣٠٩ ١٠٠٥).

یہ ابراہیم بن سعد الزهری، جریر بن حازم، جویریہ بن اساء، حماد بن زید، حماد بن سلمہ ، داود بن ابی الفرات، سلام بن ابی مطبع، شعبہ بن الحجاج، عبد الله بن المبارک، عبد العزیز بن مسلم، عبد الوارث بن سعید، معتمر بن سلیمان، مهدی بن میمون اور ابوعوانه الوضاح بن عبد الله وغیره حضرات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابو داود، ابراہیم حربی، احمد بن منصور رمادی، ابو زرعہ رازی، ابوحاتم رازی اور بعقوب بن شیبہ رحمہم اللّٰہ تعالیٰ وغیرہ ہیں (۴۶۷)۔

امام يحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة مامون" (١٣١) ـ

ابوالوليد طيالسي رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة صدوق" (٣٢)_

ابن سعدر حمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة كثير الحديث " (٣٣) ـ

این حبان رحمة الله علیه نے ان کو کتاب التقات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے" کان من المتقنین" (۴۳)۔

ا بن حزم رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة إمام مشهور" (۴۵) ـ عجل رحمة الله عليه فرماتے بين "بصري ثقة "(۴۷) ـ حافظ ذہبى رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة ثبت "(۴۷) ـ

⁽٠٠) تلافره وشيوخ كي تفصيل كے ليے دكھتے تھذيب الكمال (ج٢٩ص٢٦-٢٢)_

⁽۱۲) تهذيب الكمال (٢٩٥ص٢١)_

⁽۲۲) تهذيب الكمال (٢٩٥ م٢٥)_

⁽٣٣) الطبقات لابن سعد (ج2ص٢٠١)_

⁽۱۲۰) التقات لابن حبان (ج٥ص ١٢٠)_

⁽۵۵)المحلی (۲۲ص۲۰)_

⁽٢٦) تعليقات تهذيب الكمال (٢٩٥ ٣١)_

⁽۲۷)الكاشف (ج٢ص٥١٠)رقم (٢٤٧)_

نيزوه فرمات بي "الحافظ الحجة أحد الأعلام "(٨٨)_

البنة ابن خراش في ان بركلام كرتي موع مبهم انداز على كهاب "صدوق، وتكلم الناس فيه" (٢٩)-

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "كذا قال، ولم يفسر ذلك الكلام" (٥٠) مطلب

یہ ہے کہ جس کی توثیق موجود ہے اس پر جرح مبہم مؤثر نہیں،لہذاابن خراش کے کلام کااعتبار نہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ میز ان الاعتدال میں کرنے کے بعد لکھا ہے"لم أذکر أباسلمة للين فيه، لكن لقول ابن خراش فيه: صدوق وتكلم الناس فيه، قلت: القائل الذهبي۔ نعم تكلموا فيه بأنه ثقة ثبت يارافضى"(۵۱)۔

٢٢٣ هيس ان كانقال موا (٥٢) رحمه الله تعالى رحمة واسعة -

(۲)ۇھىپ

ية وجيب بن خالد بن عجلان بابلى بصرى رحمة الله عليه بين، ان كے حالات كتاب الايمان، "باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال "ك تحت كرر كيك بين (٥٣)-

(١٤) الوب

یدایوب بن الی تمیمه کیمان سختیانی بھری رحمة الله علیه بین، ان کے حالات کتاب الإیمان، " باب حلاوة الإیمان" کے تحت گزر کے بین (۵۴)۔

(۴)عکرمہ

یہ عکرمہ مولی عبداللہ بن عباس رحمة الله علیہ ہیں،ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم بی میں،

⁽۲۸)ميزان الاعتدال (جسم ٢٠٠٥) رقم (١٨٨٨)

⁽٣٩) حوال بالا

⁽۵۰)هدی الساری (۲۳۲)۔

⁽۵۱)ميزان الاعتدال (ج٣ص ٢٠٠) دقم (٨٨٣٤)_

⁽۵۲) تهذيب الكمال (٢٩٥ ٣٢٠) ـ

⁽۵۳) ديكھ كشف البارى (٢٦ص١١١)

⁽۵۴) کشف البادی (ج۲ص۲۷)۔

"باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: اللهم علمه الكتاب"ك تحت رُر چك بير. (۵) ابن عباس

حفرت عبدالله بن عباس رضى الله عنهاك حالات بدء الوحى كى الحديث الرابع اور كتاب الإيمان، "باب كفران العشيرو كفر دون كفر"ك ذيل بيس گزر كه بين (۵۵)_

أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل في حجته ، فقال: ذبحت قبل أن أرمي، فأوما بيده، قال: ولا حرج

نی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ج کے موقع پر پوچھاگیا، چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے رمی سے پہلے ذیح کر لیا ہے، آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور فرمایا اور کوئی حرج نہیں۔

ہوسکتاہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ اور قول دونوں کو جمع کیا ہو،اس طرح کہ ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہواور زبان سے ''لاحوج" فرمایا ہو۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "لاحوج" یہ ایماء کی شرح ہو، یعنی حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھااس کا مطلب یہ تھا کہ "لاحوج" نقدیم و تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔ یہ دوسرے معنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تربئے کے زیادہ مناسب ہیں (۵۲)۔

قال: حلقت قبل أن أذبح، فأوما بيده: ولا حرج

ایک شخص نے کہا کہ میں نے ذرج سے پہلے حلق کرلیاہے، آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور فرملیا کہ کوئی حرج نہیں۔

٨٥: حدّثنا ٱلكحّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ سَالِم ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرُةٌ ؟ عَنِ آلنِيِّ عَلِيْكُ قَالَ : (يُقْبَضُ ٱلْعِلْمُ ، وَيَظْهَرُ ٱلجَهْلُ وَٱلْفِتَنُ ، وَيَكُثُرُ ٱلْهَرْجُ) .
 قِيلَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، وَمَا ٱلْهَرْجُ ؟ فَقَالَ : هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا ، كَأَنَّهُ يُرِيدُ ٱلْقَتْلَ .

⁽۵۵) کشف الباری (جاص ۳۳۵) و (۲۰۵ ۲۰۵)

⁽۵۲)دیکھےفتح البادی (جاص۱۸۱)۔

⁽۵۷)قوله: "أباهريرة":الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (ج١ص١٤١)كتاب الاستسقاء (الصلاة) ماقيل في الزلازل

تراجم رجال (۱)المکی بن ابراهیم

یہ امام کی بن ابراہیم بن بشیر بن فر قد تمیمی خطلی بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کی کنیت ابوالسکن ہے۔ بعض حضرات نے ان کے داد اکانام فرقد بن بشیر ہتایاہے (۵۸)۔

٢١ اه ميل پيدا مو ئے (٥٩)

یه امام ابو حنیفه، امام مالک، بزید بن ابی عبید، بهنر بن حکیم، عبدالله بن سعید بن ابی هند، ابن جریک، خطله بن ابی سفیان، ایمن بن نابل، فطر بن خلیفه، هشام الدستوائی اور عثان بن الأسودر حمهم الله وغیره سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے واول میں ام احمد بن حنبل، ام بخاری عبیداللہ قواریری سخی بن معین، محمد بنبشار

(۵۸) و كيم تهذيب الكمال (٢٨٥ ص ٢٨٦) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص ٥٣٩)

(٥٩)سير أعلام النبلاء (٥٩ ص٥٥٠)_

بندار،ابراہیم بن یعقوب جوز جانی اور عبدالصمد بن غالب رحمهم الله،وغیرہ حضرات ہیں (۱)۔

امام مکی بن ابراہیم، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی اساتذہ میں سے ہیں، حتی کہ امام بخاری کی صحیح بخاری میں جو ثلاثیات ہیں ان میں سے گیارہ حدیثیں انہی سے مروی ہیں (۲)۔

ان كولهم ابو حنيفه رحمة الله عليه سيروى عقيدت تقى، چنانچه وأه فرملياكرتے تھے "كان أبو حنيفة أعلم أهل الأرض "(٣)-

کردری اور موفق رحم مااللہ تعالی نے "منا قب" میں نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ امام کی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حدیث کادرس دے رہے تھے چنانچہ انہوں نے فرمایا" حدثنا أبو حنیفة "ایک شخص کہہ الله" حدّ ثنا عن ابن جویج و لا تحدثنا عنه "کی بن ابراہیم سخت ناراض ہوگئے، چہرے پراس کے آثار ظاہر ہوگئے، اس شخص نے توبہ کی، شر مندگی کا اظہار کیا، لیکن کی بن ابراہیم نے فرمایا" إنا لا نحدث السفهاء حرمت علیك أن تكتب عنی، قم من مجلسی "چنانچہ جب تک وہ مجلسے اٹھ نہیں گیا حدیث نہیں سنائی، اس کے اٹھے کے بعد پھر"حدثنا أبو حنیفة "کہہ کراپنا درس جاری فرمایا(س)۔ امام احمد بن حنبل اور امام عجلی رحم مااللہ فرماتے ہیں" ثقة "(۵)۔ امام احمد بن حنبل اور امام عجلی رحم مااللہ فرماتے ہیں" صالح "(۲)۔

⁽۱) شيوخ و تلانده كي تفصيل كے ليے ديكے تهذيب الكمال (ج٨٦ص ٧٤٧-٢٥) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص ٥٥٠ و٥٥)_

⁽۲)دیکھے مقدمة لامع الدراري (ص۲۳)و (ص۱۰۲و۱۰۳)و اخرج عنه البخاري الأربعة الأول من الثلاثيات، والسادسة، والسابعة، والحادية عشرة، والثانية عشرة، والرابعة عشرة، والسابعة عشرة، والتاسعة عشرة والثانية عشرة، والثانية عشرة، والثانية عشرة، والسابعة عشرة، والتاسعة عشرة والثانية عشرة والثانية عشرة الما المام كل بن ابراهيم كي لذكوره الشابت كي علاوه ديگر الماثيات كي علاوه ديگر الله عليه وسلم "ك تحت بهلي الله عليه وسلم" ك تحت بهلي الله عليه وسلم "ك تحت بهلي الله عليه وسلم" ك تحت بهلي الله عليه وسلم " من تحت بهلي الله عليه و سلم " ك تحت بهلي الله عليه و سلم ك تحت بهلي الله عليه و تحت بهلي الله عليه الله عليه و تحت بهلي الله عليه و تحت بهلي الله عليه عليه الله عليه الله عليه عليه عليه الله عليه الله عليه عليه الله عليه الله عليه عليه عليه عليه الله عليه عليه عليه الله عليه علي

⁽٣) البداية و النهاية (ج١٥ ١٢٣) ـ

⁽٣) مناقب الإمام الأعظم للإمام الموفق بن أحمد المكي (١٥٥ ٣٠٢٥ ٢٠٥٣) الماب التاسع في حفظ لسانه وورعه وتقواه. و مناقب الإمام الأعظم للإمام محمد بن محمد بن شهاب المعروف بابن البزاز الكردري (١٥٥ ٢٢٥ بذيل مناقب الموفق) الفصل الرابع في أخلاقه.

⁽۵) تهذيب الكمال (٢٨٥ ص ٢٤٩) وسيو أعلام النبلاء (ج٩ص ٥٥١) ـ

⁽٢) حواله جانت الله

الم الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "محله الصدق" (2)_

امام نسائی رحمة الله عليه فرماتي بين "ليس به باس" (٨) ـ

المام محمد بن سعدر جمة الله عليه فرمات مين "وكان ثقةوكان ثبتاً في الحديث "(٩)_

امام دار قطنی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "فقة مأمون" (١٠)-

مسلمه رحمة الله عليه فرماتي بين "ثقة "(١١)_

خلیلی رحمة الله علیه فرماتے بین "فقة متفق علیه" (۱۲) ـ

٢١٥ مين ان كانقال موا (١٣) رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(٢)خظله بن الي سفيان

یہ خظلہ بن الی سفیان جُمَحی قرشی کی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے مخفر حالات کتاب الإیمان، "باب الإیمان وقول النبی صلی الله علیه وسلم بنی الاسلام علی حمس "کے تحت گزر کے بیں (۱۲)۔

(٣)سالم

يرسالم بن عبدالله بن عمر رحمة الله عليه بيران كحالات كتاب الإيمان، "باب الحياء من الإيمان" ك تحت ردي بين (١٥)-

(٣) حضرت الوہر رورضى اللہ عنہ كے حالات كتاب الإيمان، "باب أمور الإيمان" ك

⁽⁴⁾ حواله جات بالا۔

⁽٨) والدجات بالاز

⁽٩) الطبقات لابن سعد (ج٢ص٣٤٣)_

⁽١٠)تهذيب الكمال (٣٨٥ص ٨٨)وسير أعلام النبلاء (ج٩ص٥٥)

⁽۱۱)تهذيب التهذيب (ج٠١ص ٢٩٥)

⁽١٢) والدبالا

⁽١٣) الكاشف (ج٢ص٢٦٣) برقم (١٦٢١)_

⁽۱۳) کشف الباری (جاس ۲۳۲)

⁽۱۵) كشف البارى (ج٢ص١٢٨)_

تحت گزر چکے ہیں(۱۲)۔

قال:يقبض العلم ويظهر الجهل والفتن، ويكثرالهرج

آپ نے فرمایا کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت اور فتنے غالب آ جائیں گے اور "هرج" میں اضافہ ہوگا۔

قيل: يا رسول الله، وماالهرج؟

يو چھا گيايار سول الله! "هوج" كياچيز ہے؟

فقال هكذا بيده، فحرفها، كأنه يريدالقتل

آپ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرملیا کہ آپ نے ہاتھ کو ٹیڑھاکر کے دکھلیا گویا آپ کی مراد قتل ہے۔ مطلب میہ ہے کہ آپ نے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور تحریف کر کے بیعنی ہاتھوں کو ٹیڑھا کر کے ایسااشارہ کیا جیسے تلوار مارنے والے کا ہاتھ المحتاہے۔

"کانه یریدالقتل"کا جمله خظله بن ابی سفیان کے شاگردوں میں سے کسی کااضافہ کردہ تفیری جملہ ہے، چنانچہ بیر وایت ابوعوانہ نے "عباس دوری عن ابی عاصم عن خظله" کے طریق سے نقل کی ہے، عباس دوری کہتے ہیں"و أدانا أبو عاصم كأنه يضرب عنق الإنسان" (١٤)۔

"ھرج''کے معنی

"ھرج" کے اصل معنی کسی چیز کی کثرت وا تساع کے ہیں،اسی سے اختلاط و فتنہ کے لئے بھی اس کا ستعال ہواہے (۱۸)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ھوج" کے معنی فتنہ کے ہیں،اس سے "قل" کے معنی مراد لینا مجاز أدرست ہے، کیونکہ قتل "ھوج" کے معنی "قتل" کے لوازم میں سے ہے،البتہ اگر "ھوج" کے معنی "قتل" کے لغت سے ثابت ہوں تہ پھر حقیقی معنی ہی ہوں گے (19)۔

⁽١٦) كشف البارى (ج اص ١٥٩)_

⁽١٤)فتح الباري (جاص ١٨٢)_

⁽۱۸)النهاية(ج٥ص٢٥٢)_

⁽¹⁹⁾شوح الكوماني (ج٢ص٢٢)_

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے بیں که علامه کرمانی رحمة الله علیه کوذ ہول ہواہے کیونکه آگے کتاب الفتن میں بیر روایت آئی ہے (۲۰) جس میں بیر تصر سے بھی راوی نے کردی ہے کہ اہلِ حبشه کی زبان میں "هرج" کے معنی" قتل "کے بین (۲۱) و الله تعالیٰ اعلم۔

[۱۸۲ ، ۸۸۰ ، ۱۰۰۵ ، ۲۰۰۱ ، ۱۰۱۲ ، ۱۱۷۸ ، ۱۸۳۳ ، ۱۸۳۶ ، ۱۸۵۷ ، ۱۸۲۶ وانظر : ۲۱۷]

تراجم رجال

(۱) موسی بن اسمعیل

ان کے حالات ابھی ای باب کی پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔ (۲)وهیب

یہ و ہیب بن خالد بن عجلان با بلی بھری رحمة الله علیه بین،ان کے حالات کتاب الایمان، "باب

⁽٢٠)وكيمين صحيح المبخاري (٦٢ص٣١ ١٠٥١) كتاب الفتن، باب ظهور الفتن، رقم (٢٥ ٥٠) و(٢٠٠١)_

⁽۲۱)فتح البارى (١٨٢ م١٨١)

⁽۲۲)قوله: "عن أسماء":الحديث أخرجه البخاري أيضاً في (جُ اص٠٣٠وا٣)كتاب الوصوء، باب من لم يتوضاً إلا من الغشي المثقل، رقم(١٨٣)وفي(١٥٥ص١٢)كتاب الجمعة(الصلاة) باب من قال في الخطبة بعد الثناء أمابعد، رقم (٩٣٢)وفي (جَ اص

تفاضل أهل الإيمان في الأعمال"ك تحت كُرْر يك بي (٢٣)_

(۳) بشام

یہ ہشام بن عروۃ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے اجمالی حالات بدءالوحی کی دوسری حدیث کے ذیل میں (۲۴)اور تفصیلی حالات کتاب الإیمان، "باب احب الدین إلى الله ادومه" کے ذیل میں گزر کے ہیں۔(۲۵)۔

(۴)فاطمه

يه فاطمه بنت المنذر بن الزبير بن العوام قرشيه اسديه بين (٢٦)_

یہ بشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام کی اہلیہ اور ان سے عمر میں بار دیا تیر دسال بڑی تھیں (۲۷)۔ یہ اپنی دادی حضرت اساء بنت ابی بکر، حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن انصاریہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے شوہر ہشام بن عروہ کے علاوہ محمد بن اسحاق بن بیار اور

١٣٣) كتاب الكسوف (الصلاة) باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف، رقم (١٠٥٣) وباب من أحب العتاقة في كسوف الشمس، رقم (١٠٥٨) وفي (١٠٥٨) وفي (١٠٥٨) وفي (١٠٥٨) وفي (١٠٥٨) كتاب البهو (الصلاة) باب الإشارة في الصلاة، رقم (١٢٥٨) وفي (١١٥٨) كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، رقم (١٣٣١) وفي (١٥٣٥) و(١٥٥٨) كتاب العتق، باب العتق، باب ما مايستحب من العتاقة في الكسوف والآيات، رقم (١٥١٩) و(١٥٥٠) ووي (١٥٠ م ١٠٥٨) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم (١٢٨٥) و(١٢٨٠) و (١٠٥٨) و (١٨٥٨) و مناه، في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، رقم (١٢٥٨) و والنسائى في سننه، في كتاب الكسوف، باب الكسوف، باب الكسوف، باب التشهدو التسليم في صلاة الكسوف، 100 - 1

⁽۲۳) کشف الباری (۲۲ص۱۱۱)_

⁽۲۳) کشف الباری (جاص۲۹۱)۔

⁽۲۵) کشف الباری (ج۲ص۳۳۳)۔

⁽۲۲)تهذيب الكمال (ج٥٣٥م ٢٢٥)_

⁽²⁴⁾ تهذيب الكمال وتعليقاته (500 م ٢٦٧)

محمر بن سوقه رحمهم الله تعالى بين (٢٨)_

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "مدنية تابعية ثقة" (٢٩)_

حافظ ابن حجررهمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة" (٣٠) ـ

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب الثقات مين ذكر كيابي (اس) والله اعلم

(۵) اساء

یه حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه کی صاحبزاد ی حضرت اساء بنت ابی بکر رضی الله عنهما ہیں، حضرت زبیر بن العوام رضی الله عنه کی اہلیہ ہیں (۳۲)۔

ججرت سے تقریباً ستا کیں سال پہلے پیدا ہو کیں (۳۳)، شروع ہی میں تقریباً سترہ آدمیوں کے بعد مشرف باسلام ہو کیں (۳۳)، ججرت کے موقع پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عند ان کے بطن میں تھے (۳۵)جومدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں"اول مولود" قراریائے (۳۲)۔

ان کوذات النطاقین بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر ہجرت کے موقع پر انہوں نے اپنے کمرکے پیکے کے دو ککڑے کے تھے اور اس کے ایک ککڑے سے زادِراہ کو باند صنے کاکام لیاتھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا"ا بدلكِ الله بنطاقكِ هذا نطاقين في الجنة" (٣٤)۔

⁽۲۸) شیوخ و تالذه کے لئے دیکھے تھذیب الکمال (ج۵س ۲۲۵)۔

⁽۲۹) تهذيب الكمال (ج٥٥ ص٢٢٧)_

⁽۳۰) تقريب التهذيب (ص۵۲) رقم (۸۲۵۸)

⁽۳۱) الثقات لابن حبان (ج۵ص ۳۰۱) _

⁽۳۲) تهذيب الكمال (ج۳۵ص ۱۲۳)

⁽۳۳)الإصابة (جمص ۲۳۰)_

⁽۳۳)تهذيب الكمال (ج٥٣٥ ١١٠٥١)_

⁽۳۵) تهذيب الكمال (ج۳۵ص ۱۲۳)_

⁽۳۲) قفريب التهذيب (ص۳۰۳) رقم (۳۳۱۹) _

⁽س2) تهذيب الكمال (ج٣٥٥ ١٢٢) ـ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب ان کا نکاح ہوااس وقت حضرت زبیر کے پاس پچھ نہیں تھا، یہ تمام کام حتی کہ گھوڑے کی دیکھ بھال بھی خود کرتی تھیں، بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کوایک خادم عطافر مایا تو گھوڑے کی دیکھ بھال سے وہ فارغ ہو گئیں (۳۸)۔

حضرت اساءر ضی الله عنها عزم وہمت کا پیکر تھیں، جاج بن یوسف اور حضرت عبدالله بن الزبیر رضی الله عنه کی الزائی کے موقع پر جب جاج نے ان کو قتل کر کے سولی پر لاکا دیا تو وہاں سے حضرت اساء کا گزر ہوا، اس وقت وہ نابینا ہو چکی تھیں، کہنے لگیں "اما آن للو اکب اُن ینزل؟"کیا اس شہسوار کے اتر نے کا وقت ابھی نہیں ہوا؟ جاج نے کہا کہ "اس منافق کی بات کر رہی ہو؟ "حضرت اساء نے فرمایا" و الله ما کان منافقاً، کان صواماً قواماً ہواً"اس نے کہاوالی چلی جاؤ، تم شھیا گئی ہو، حضرت اساء نے کہا کہ میں سٹھیائی نہیں ہوں البتہ میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ساتھا کہ قبیلۂ ثقیف میں دوشخص پیدا ہوں گا ایک کذاب ہوگا دوسر اسمبیر "دوسر ایہلے سے بدتر ہوگا، کذاب کو توہم دیکھ چکے، البتہ "مہیر "تم ہوں گا۔

کہتے ہیں کہ تجاج نے جب اُن کو سولی سے اتارا تو یہودیوں کے قبر ستان میں ڈلوادیا، اور پھر حفرت اساء کو بلا بھیجا، حضرت اساء نے انکار کیا تو تجاج نے دوبارہ قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ آ جاؤورنہ بالوں سے گھیدٹ کر لائی جاؤگی، حضرت اساء نے پھر انکار کیا، تجاج خود آیااور کہنے لگا کہ دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حضرت اساء نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا کہ تم نے اس کی دنیا برباد کی اور اس نے تمہاری آخرت برباد کردی، مزید کہا کہ معلوم ہواہے کہ تم عبداللہ بن الزبیر کو استہزاءً یا ابن ذات النطاقین کہتے تھے، س لو! میں واقعی ذات النطاقین ہوں کہ ایک نطاق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زاوراہ کو میں نے باندھ کر تیار کیا تھااور دوسر سے نطاق کو عام عور توں کی طرح کمر پر کس لیتی تھی، اور اب س لو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سناہے کہ تقیف میں ایک جھوٹا ہوگااورا یک مفسد، جھوٹے کو تو ہم دیکھ بچے، مفسد کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ تم ہو، کہتے ہیں کہ تجاج کو چپ لگ گئ اور وہاں

⁽۲۸) الإصابة (جمم ۲۳۰)_

⁽٣٩) حوالد بالا، وسير أعلام النبلاء (ج٢ص ٢٩٣)_

ے اٹھ کر آگیا(۴۰)

حضرت عبداللہ بن الزبیر کی شہادت کے کوئی دسیا ہیں دن کے بعد سوسال کی عمر میں ۲۷ھ میں حضرت اساءر ضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا(۴)،اس وفت تک نہ توان کا کوئی دانت گراتھااور نہ ہی عقل میں کوئی تغیر آیا تھا(۴۲)۔

حضرت اساء رضی الله عنها حضور اکرم صلی الله علیه وسلم سے روایت کرتی ہیں جبکہ ان سے روایت کرتی ہیں جبکہ ان سے روایت کرنی والوں میں ابوالز ہیر کے دادا تدرُس، طلحہ بن عبدالله بن عبدالله بن مجر ثقفی، ابوواقد اللیثی، عبدالله بن الز ہیر، عبدالله بن الز ہیر معبدالله بن الز ہیر رحمهم الله تعالی ورضی عنهم ہیں۔ (۳۳س)۔

حضرت اساءر ضی اللہ عنہا سے کل چھین احادیث مروی ہیں جن میں سے چودہ حدیثیں منفق علیہ ہیں، جیار حدیثوں میں امام بخاری اور جیار حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں (۴۸) د ضبی الله عنها وأد ضاها۔

قالت: أتيت عائشة وهي تصلى

حضرت اساء کہتی ہیں کہ میں عائشہ کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔

یہ صلاۃ الکسوف تھی، 9ھ میں حضرت ابراہیم کی وفات کے دن سورج گر ہن ہوا تھا(۴۵)، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے، نماز کاوفت نہیں تھالیکن صلوۃ الکسوف کے لئے صحابہ

⁽٣٠) ويكه صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب ذكر كذاب ثقيف ومبيرها، رقم (٢٣٩٢)_

⁽١٦) ويكفي الإصابة (ج م ص ٢٣٠) وتهذيب الكمال (ج ٢٥ ص ١٢٥)_

⁽۳۲)حواله جات بالا

⁽٣٣) تهذيب الكمال (ج٣٥ ص١٢٣)_

⁽٣٣) خلاصة الخزرجي (٣٨٨) وقال الذهبي: "مسندها ثمانية و خمسون حديثاً اتفق لها البخاري و مسلم على ثلاثة عشر حديثا، وانفر دالبخاري بخمسة أحاديث، ومسلم بأربعة "سير أعلام النبلاء (٢٩٦ ٣٩٠) _ ذخائر الممواريث (٣٣٥ معر ٢٣٠ سام على ثلاثة ٢٣٠ معرد المعاري بخمسة أحاديث ومسلم بأربعة عليه حديثين بندره بين، جبد المام بخارى بيار حديثون مين اور المام مسلم بيار حديثون مين مقرد بين، والله اعلم _

⁽٢٥) ويك فتح البارى (٢٥ م ٥٢٩) كتاب الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس

کی بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی تھی، اس موقع پر حضرت اساءا پی بہن حضرت عائشہ کے حجر نے میں داخل ہو ئیں، حضرت عائشہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں اور اپنے حجر ہے ہی سے نماز کی اقتداء کر رہی تھیں، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھارہے تھے۔

فقلت: ماشأن الناس؟ فأشارت إلى السماء، فإذا الناس قيام، فقالت: سبحان الله ميں نے پوچھا كہ لوگوں كو كيا ہوا؟ لينى بے وقت كيوں نماز پڑھ رہے ہيں؟ انہوں نے آسان كى طرف اشاره كيا كہ يہ نماز كسوف شمس كى وجہ سے ہور ہى ہے، چنانچہ لوگ حالت قيام ميں تھ، حضرت عائشہ نے سجان اللہ كہا، يعنى حضرت عائشہ نے سجان اللہ كہتے ہوئے آسان كى طرف اشاره كيا، اور غالبًا سجان اللہ اس لئے كہا تھا تاكہ حضرت اساء كو يہ معلوم ہو جائے كہ وہ اس وقت زبان سے جواب نہيں دے سكتيں (٢٦)۔

قلت: آية؟ فأشارت برأسها، أي نعمـ

میں نے بوچھاکہ کوئی آیت یا نشانی ظاہر ہوئی ہے؟ انہوں نے سرکی جنبش سے بتایا کہ ہاں!

فقمت: حتى علاني الغشي فجعلت أصب على رأسي الماء

میں کھڑی ہوگئ، حتی کہ مجھ پر غشی کی حالت غالب ہو نے لگی، چٹانچہ میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ اکثر حضرات کے نزدیک بیر "علانی "ہے، جبکہ کریمہ کے نسخے میں "تبجلانی "ہے (۲۳)اس کے معنی ڈھانی لینے کے ہیں۔

غشی: اغماء کی ایک صورت ہے، انسان کے حواس میں سکوت ہوجاتا ہے توت درّاکہ کام نہیں کرتی (۴۸) یہاں "علانی الغشی" یا" تجلانی الغشی" سے اس کے ابتدائی مقدمات مراد ہیں، غشی کا کام مراد نہیں ہے ورنہ حضرت اساءا ہے سر پراس حال میں پانی کیسے ڈال سکتی ہیں۔ حالا نکہ وہ فرماتی ہیں

⁽٣٦)قال الكاساني في بدائع الصنائع (١٥ص٣٥):".....وإن أخبر بخبريسره، فقال: الحمدالله، أو أخبر بما يتعجب منه، فقال: سبحان الله، فإن لم يرد جواب المخبر: لم تقطع صلاته، وإن أراد به جوابه قطع عند أبي حنيفة ومحمد، وعند أبي يوسف لايقطع وإن أراد به الجواب"_

⁽۲۷)فتح البارى (جاص۱۸۳)_

⁽٣٨)الغشي:هوتعطل أكثر القوى المحركة والحساسة لضعف القلب من الجوع أوالوجع أوغيره، واجتماع الروح

"حتى علاني الغشي فجعلت أصبُّ على رأسي الماء"_

یہیں سے علاء نے یہ اخذ کیا ہے کہ اگر غشی متکامل نہ ہو، یعنی ایسی غشی ہو جس میں حواس سالم رہیں تووضو نہیں ٹوٹے گا(۴۹)۔امام بخاری رحمۃ الله علیہ نے اس پر کتاب الوضوء میں "باب من لم یتوضاً إلا من الغشی المثقل" ترجمہ منعقد فرمایا ہے (۵۰)۔

فحمدالله عزوجل النبي صلى الله عليه وسلم وأثنى عليه ثم قال: مامن شيء لم أكن أريته إلارأيته في مقامي

پھر حضور آکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمدو ثناء بیان فرمائی اور پھر فرمایا جو چیزیں مجھے پہلے د کھلائی نہیں گئی تھیں وہ تمام چیزیں میں اس مقام پر د کھیے چکا آبوں۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ کسوف کے دوران ان تمام غیبی چیزوں کا مشاہدہ کرایا گیا تفاجن کا مشاہدہ عالم دنیامیں رہ کر نہیں ہو تا تھا۔

یہ مشاہدہ بظاہر عالم مثال کا تھا،اس لئے کہ اس عالم میں جتنی چیزیں ہیں عالم مثال میں ان کی شبیہ اور مثال موجودہ، یہ ایک مشال میں ایک مثال موجودہ، یہ ایک مشال میں ایک مشال میں ایک مشال میں ایک مشال میں مثال میں ایک مشال میں مشال میں ایک مشال میں مشال میں مشال میں مشال میں مشال میں ایک مشال میں مشال

حتى الجنة والنار

حتی که مجھے جنت اور جہنم کا مشاہرہ بھی کر ایا گیا۔

یہاں ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ اس طرح کاکلام ترقی کے لئے استعال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ دیکھا حتی کہ یہ بھی دیکھا۔ اور یہاں ترقی کے معنی سمجھ میں نہیں آتے، اس لئے کہ نبی اگرم صلی اللہ علیہ وسلم لیلة المعراج میں جنت وجہنم دیکھ چکے تھے۔

الحيواني كله إليه. كشاف اصطلاحات الفنون (ج ١ ص ١ ٠ ١) وانظر شرح صحيح البخاري لابن بطال (ج ١ ص ٢٨١) كتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ إلا من الغشي المنقل

⁽٣٩)شرح صحيح البخاري لابن بطال (جاص ٢٨١)_

⁽۵۰)دیکھے صحیح بخاری (ناص ۳۰واس)۔

⁽٥١) ويكي حجة الله البالغة (ج اص ٥١-٥٦) باب ذكر عالم المثال

اس کاجواب ہیہ کہ یہاں بیان عالم سفلی کا ہور ہاہے کہ اس عالم میں ہوتے ہوئے مجھے بہت سی غیبی اشیاء دکھائی گئیں ۔ غیبی اشیاء دکھائی گئیں حتی کہ جنت و جہنم بھی دکھلائی گئیں ، جبکہ لیلۃ المعراج میں آپ کو دوسرے عالم میں مشاہدہ کرایا گیا تھا۔

دوسر اجواب ہیہ کہ ہوسکتا ہے کہ جنت وجہنم کا مشاہدہ آپ کولیلۃ المعر اج میں کرایا گیا ہولیکن نمازِ کسوف کی حالت میں جس مخصوص صفت کے ساتھ آپ کو دکھایا گیا ہواس طرح لیلۃ المعراج میں آپ نے نہ دیکھا ہو،اس صورت میں ترقی کا تعلق مخصوص صفت کے ساتھ ہوگا۔

تیسراجواب یہ بھی ممکن ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ امورِ عظام کی غایت ہو، مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے مجھے بڑے بڑے امور کا مشاہدہ کرایا ہے حتی کہ جنت اور جہنم کا، تویہ رؤیت کی غایت نہیں بلکہ امورِ عظام کی غایت ہے (۵۲)واللہ اعلم۔

جنت وجهنم كاوجود

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنت و جہنم دونوں فی الحال موجود ہیں، اہل السنّت والجماعة کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جنت و جہنم پیداشدہ ہیں، معتز لہ اور قدریہ میں سے بعض لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ابھی جنت اور جہنم کو پیدا نہیں کیا، قیامت کے دن ان کو پیدا کریں گے (۵۳)۔

لیکن بیہ مسلک بالکل باطل ہے، قرآن و حدیث کی بے نثار نصوص ہیں جو ان کے اس فاسد نمر ہب کاابطال کرتی ہیں (۵۴)۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تود نیاکا سار اجغرافیہ معلوم کرلیا ہمیں بو کہیں جنت نہ ملی اور نہ ہی دوزخ کا پید چلا!

⁽٥٢) ويكي حاشية السندي على صحيح البخاري (١٥٠هـ٥٠)

⁽٥٣) ويكي شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي (٣٠٠٣)_

⁽۵۳)ولاكل ك لئ و كي شرح العقيدة الطحاوية (ص ٣٢١)

لیکن ان کابید و عویٰ بالکل غلط ہے، آج جبکہ روز نئے نئے انکشافات ہورہے ہیں، ان ہی مدعیان علم جدید کااعتراف ہے کہ ہمیں بیہ بات پہلے معلوم نہیں تھی، اب معلوم ہوئی ہے، اس اعتراف کے بعد ان کے اس دعوے کی کیا قیمت رہ جاتی ہے کہ ہم نے دنیاکا جغرافیہ معلوم کرلیاہے؟!

ا بھی کچھ ہی عرصہ تک صرف چھ براعظم تھے، لیکن اب ایک پورا براعظم دریافت ہو گیا جس کا نام انثار کٹیکا ہے،اور یہ عین امکان ہے کہ کل کلاں ایک ہی نہیں بلکہ کٹی اور براعظم دریافت ہوں، کیا ایس تحقیق کے بل بوتے پریہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے پوری دنیا کا جغرافیہ معلوم کر لیا اور اس میں کہیں جنت کا نام ونشان نہیں؟!!

پھر یہاں میہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اہل السنة والجماعة کا عقیدہ میہ ہے کہ جنت اور دوز ح دونوں پیداشدہ ہیں، مید عویٰ نہیں ہے کہ اس دنیا میں ہیں، اگر بالفرض آپ کی بات تسلیم کرلی جائے اور کہاجائے کہ واقعی آپ نے اس دنیا کا چپہ چپہ چھان ماراہے تب بھی یہ کہاں لازم آتاہے کہ جنت ودوز خ کو اس دنیا ہی میں پالو، کیونکہ میہ اس عالم میں ہی نہیں ہیں بلکہ دوسرے عالم میں ہیں جس سے آپ محض لاعلم اور بے خبر ہیں۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہو تاہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمارہے ہیں کہ مجھے نمازِ کسوف کے دوران جنت اور دوز خ کامشاہدہ کرلیا گیا اور ظاہر ہے کہ صلاقے کسوف آپ نے اس دنیا ہی میں پڑھی ہے، لہذا جنت ودوز خ بھی یہیں ہوگی۔

یہ سوال بالکل لچراور بے بنیاد ہے، دیکھئے نی اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کو تواس د نیا میں رہتے ہوئے روزانہ دوسری د نیا کی بہت سی ہاتیں بتائی جاتی تھیں، جنت و دوزخ کو بھی جو دوسری د نیا کی چیزیں ہیں اس د نیا میں رہتے ہوئے د کھایا گیا تواس میں نہ کوئی استحالہ ہے اور نہ یہ لازم ہے کہ جنت و دوزخ اسی د نیا ہے متعلق ہوں، دوسری د نیا کا ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روز حاضر ہوتا، پیغامبری کے فرائض انجام دیتا تھا اور آپ کو حقائق سے باخبر کرتا تھا، جبکہ صحابہ کرام کواس وقت معلوم ہوتا تھا جب آپ خودان کو خبر دیتے تھے، اس لئے جنت و دوزخ کواگر آپ پر اس د نیا میں رہتے ہوئے منکشف کر دیا گیا تواس میں اشکال کی کوئی بات نہیں۔

فأوحي إلى أنكم تفتنون في قبوركم

مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیاہے کہ اپنی قبروں میں تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔

اس سے سوال قبراور عذابِ قبر کا اثبات ہو تاہے۔

مسئله عذاب قبر

اہل السنة والجماعة كامتفقه عقيده ہے كه مرنے كے بعد اہل ايمان كو قبر ميں لذت وسر وراور نعتيں مليں گی اور كفار و منافقين اور گنهگاروں كو عذاب ميں مبتلا كيا جائے گا(ا)، چو نكه اہل قبور ميں كفار اور عُصاةِ مؤمنين كى كثرت ہو گی اس ليے تغليماً"عذابِ قبر "كاعنوان اختيار كيا جاتا ہے (۲)۔

پھر "قبر" كااطلاق اس حى گڑھے پر بھى ہو تاہے جن ميں ميت كے جسدِ عضرى كود فن كياجاتا ہے، چنانچيہ آيت كريمہ" ولا تقم علىٰ قبرہ" (٣) ميں اس معنى كے لئے استعال ہواہے۔

اسی طرح اس کااطلاق مرنے کے بعد برزخی مقام پر بھی ہو تاہے، چنانچہ اگر کسی کو حسی گڑھے میں دفن نہ کیاجائے تواس کے لئے بھی راحت و نعیم اور عذاب وعقاب ثابت ہے۔

گویاال النۃ والجماعۃ کے نزدیک مرنے کے بعد برزخی حیات شروع ہو جاتی ہے،اس حیات میں اگر کسی کو حسی گڑھا نے ہوں اگر تب ہو تاہے۔ اگر کسی کو حسی گڑھانفیب ہو تواسی میں،ورنہ بغیر کسی گڑھے کے بھی اس عذاب و ثواب کا ترتب ہو تاہے۔ اس کے مقابلے میں خوارج، بعض معتزلہ مثلاً ضرار بن عمرو،بشر المریبی وغیرہ عذابِ قبر کامطلقاً انکار کرتے ہیں (م)۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے کتاب البخائز میں "عذابِ قبر" پر مستقل باب قائم فرمایا ہے (۵)، انشاء الله به بحث تفصیلاً وہیں آئے گی۔

⁽١) ويكفي العقيدة الطحاوية و شرحها (٣٩٧)_

⁽٢)وكيك شرح العقائد النسفية مع النبواس (ص١٥٥)

⁽٣)التوبة/١٨٠

⁽٣)وكيصَّفتح البارى(٣٦م ٣٣٣) كتاب الجنائز، باب ماجاء في عداب القبو_

⁽۵)صحيح بخارى (ج اص ١٨٣) كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر

مثل أوقریب لاأدری أي ذلك قالت أسماء من فتنة المسیح الدجال یه آزمائش میچ د جال کے فتنہ کے قریب قریبیااس کے مماثل ہوگی یہاں ایک روایت تو یہی ہے یعن "مثل" اور "قریب" میں سے ہر ایک غیر منون ہے (۲)،اس صورت میں "مثل" اور "قریب" دونوں کی اضافت "فتنة المسیح الدجال" کی طرف ہوگی البتة اس صورت میں مضاف اور مضاف الیہ کے در میان "من" کااضافہ ہوگا، سو بعض حضرات نے مضاف اور مضاف الیہ کے در میان حرف جار کے اظہار کو جائز قرار دیا ہے (۷)۔

دوسرى روايت يه به كه "مثل" غير منون به اور "قريباً" منون به (٨)،اس صورت ميس "مثل" كى اضافت بغير واسطه "من" كه "فتنه" كى طرف بوگى، يعنى "مثل فتنة الدجال" اور "قريباً" يونكه منون به اس لئه اس كے ساتھ "من" يوسيس كے، لينى "قريباً من فتنة الدجال"

"لاأدرى أي ذلك قالت أسماء" يه جمله معرضه ب، يه شك اساء كو نهيل بلكه اساء سه روايت كرنے والے كوب، ممكن ب "فاطمه" كوشك بواور يهي رائح ب،اوريه بھي ممكن ب كه شك بشام كوبو،اس لئے كه كابل الجمعه كى ايك روايت يس اسى حديث بيل آگے جمله ب "فاما المؤمن أو قال الموقن" اس ميل "شك هشام" كى تصر ح ب (٩) ليكن چونكه اس جمله بيل، نيز اكثر روايات بيل كوئى تصر ح نهيل اس جله بيل، نيز اكثر روايات بيل كوئى تصر ح نهيل اس لئے بظاہر يه شك فاطمه كو لاحق بوا ب جياكه "لا أدرى أى ذلك قالت اسماء" سے ظاہر ب والله أعلم -

المسيح الدجال

مسيح - بفتح الميم وكسر السين المهملة وبعدها ياء ساكنة ثم حاء مهملة ـ دوين، ايك مسيح الهداية اورايك مسيح الضلالة ـ

⁽٢)فتح البارى (جاص١٨٣)_

⁽²⁾ فتح البارى (ح اص١٨٣) وهمع الهوامع (٢٥ص٥٦) مبحث الإضافة، مسألة: لايفصل بين المتضايفين

⁽۸)فتح الباری (جاص ۱۸۳)۔

⁽٩) ويكت صحيح بخارى (١٢٥ / ١٢٢) كتاب الجمعة، باب من قال في الخطية بعد الثناء: أمابعد، رقم (٩٢٢)_

مسيح الهدابيه توحفزت عيسى بن مريم عليهاالسلام بين اور مسيح الفسلاليه د جال كو كهته بين _

بعض حضرات کہتے ہیں کہ "مسے" کا اطلاق تو حضرت عیسی علیہ السلام پر ہو تاہے اور د جال پر

"ميح" بكسر الميم وتشديد السين المهملة المكسورة كسكين كااطلاق موتاب

بعض حضرات كہتے ہیں كه و جال پر "مسيح" بالحاء المهملة كااطلاق نہيں ہو تابكه اسے "مسيح"

بالحاء المعجمة كهاجاتاب، ليكن بظاهر يه تحريف -

بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور د جال دونوں پر مسیح بالتخفیف کااطلاق بھی ہوتا ہے اور مسیح بالتشدید کسکین کااطلاق بھی ہوتا ہے۔

" د جال "کومیے کہنے کی وجہ یا تو ہہ ہے کہ وہ ممسوح العین ہو گایا اس لئے کہ وہ میجار ض کرے گا لینی اد هر سے اُد هر بھا گیا اور منتقل ہوتا پھرے گا اور یا اس لئے کہ وہ ممسوح عن کل حیروبر کة ہو گالینی اس سے ہر خیر وبرکت صاف کر دی گئی ہوگی (۱۰)۔

اس کو ''د جال'' اس لئے کہا جائے گا کہ یہ سب سے بڑا ملمتے ساز اور دروغ کو ہوگا کیونکہ یہ ''د جل''سے نکلاہے جس کے معنی ملمتے سازی اور دروغ کوئی کے ہیں (۱۱)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو "مسیح" کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے، بعض تو کہتے ہیں کہ بیہ عبرانی زبان کالفظ ہے،اصل میں بیہ "مشیحا" ہے جس کے معنی"مبارک" کے ہیں، بعض حضرات نے اس کے معنی"صدیق" کے بتائے ہیں(۱۲)۔

صاحب قاموس علامه مجد الدين فيروز آبادى نے "ميے" كے اهتقاق كے سلسلے بيں اپنى كتاب "شوارق الأسرار العلية شرح مشارق الأنوار النبوية للصاغانی" بيں نيزائي شرح بخارى بيں پچإس اقوال ذكر كيے بيں جبكہ انہوں نے اپنى تفير "بصائر ذوي التمييز في لطائف كتاب الله العزيز" بيں چھين اقوال ذكر كے بيں (١٣) من أراد التفصيل فلير جع إلى هذه الكتب

⁽١٠) تفعيل ك ليوكيك تاج العروس (ج٢ص ٢٢٢) مادة "مسبح".

⁽١١) ركيكتاج العروس (٢٥ص ١٨٨) مادة "دجل"

⁽١٢) تاج العروس (ج٢ص٢٢٢ و٢٢٥) _

⁽١٣) ويكي القاموس المحيط مع شرحه تاج العروس (٢٢ص ٢٢٣_٢٢٦)_

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں اہل قبر زبر دست آزمائش میں مبتلا کیے جائیں گے، آپ نے اس آزمائش کو د جال کے فتنہ سے تثبیہ دے کر واضح فرمایا ہے، کیونکہ د جال کا فتنہ عظیم فتنہ ہوگا،اللہ تعالیٰ اس کو بہت ساری چیز وں پر قدرت دے گا،ایک شخص کو وہ قتل کر ہے گااس کو دو فکڑے کر کے پھر د و بارہ زندہ ہونے کا حکم دے گا تو وہ زندہ ہو جائے گا، بعد میں اس پر اسے پھر قدرت حاصل نہیں رہے گی،اس کے ہاتھوں بھی زمین سر سبز وشاداب ہوگی اور بھی خشکہ ہوگی،وہ اپ قدرت حاصل نہیں رہے گی،اس کے ہاتھوں بھی زمین سر سبز وشاداب ہوگی اور بھی خشکہ ہوگی،وہ اس کے ساتھ جنت و جہنم کی شبیہ لئے پھرے گا، زمین کے خزانے اس کے ساتھ چلیں گے، آسان سے اس کے اشارے سے پانی برسے گا، زمین اس کے حکم سے سبز ہ آگائے گی، یہ تمام کام در اصل اللہ عزوجل کے حکم سے ہوگا۔

وہ ایک شخص سے کہے گا کہ اگر میں تمہارے والدین کو زندہ کر دوں تو تم مجھ پر ایمان لاؤ گے ؟وہ ہاں کہے گا، چنانچہ اس کے محکم سے دوشیطان اس کے مال باپ کی شکل میں متمثل ہو کر ظاہر ہوں گے اور کہیں گے کہ ہاں! بیٹے یہ تمہار ارب ہے اس کومانو۔ (۱۴)

قبر کی آزمائش یا فتنہ ہیہ ہے کہ جب قبر میں انسان کو دفن کیاجائے گا تو دو فرشتے آئیں گے جن کے نام مشکر اور نگیر ہیں، وہ دونوں اس شخص سے اس کے رب، دین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھیں گے ، صاحب ایمان شخص تو درست جو ابات دے گالیکن جو ایمان دار نہیں ہوگا وہ جو اب نہیں دے یائے گا،اس وقت سے اس پر ثواب و نعیم اور عقاب و عذاب کا سلسلہ شر وع ہو جائے گا (۱۵)۔

يقال: ما علمك بهذا الرجل

کہاجائے گاکہ ممہیں اس شخص کے بارے میں کیاعلم ہے؟

يهال"رسول الله"ك الفاظ كر بجائے"هذا الوجل"كى جو تعبير اختيار كى جائے گاس سے

(۱۳) دجال سے متعلق احادیث تقریباً تمام کتب حدیث میں موجود ہیں، یہاں جوبا تیں کسی گئی ہیں ان کے لیے نیز دیگر تفصیلات کے لیے دیکھئے سنن اہن اجد ، کتاب الفتن، باب فتنة اللحال وخووج عیسی بن مویم وخووج یا جوج و ماجوج، رقم (۲۷۷م)۔
(۵)"عن أبي هویوة قال: قال رصول الله صلی الله علیه وسلم: إذا قبر المیت اوقال: أحد کم اتاه ملکان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير" جامع الترمذي، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، وقم (۷۱م) وانظر السنن لأبي داود، كتاب السنة، باب المسألة في القبر وعذاب القبر، رقم (۲۵۵م) من حدیث البراء بن عازب رضي الله عند

ابتلاء وامتحان مقصود ہوگا، کیونکہ "رسول الله" کہنے کی صورت میں جواب اور جحت کی تلقین ہوگی (۱۲) یہاں خدانخواستہ اہانت مقصود نہیں ہے۔

"هذا الرجل"

"هذا"محسوس کی طرف اشارہ کے لیے ہے، جبکہ یہاں کوئی محسوس چیز نہیں ہے، لہذااس کا مشار الیہ کیا ہوگا؟

اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

ا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں ھذا کا اشارہ اس چیز کی طرف ہے جو ذہن میں معہود و مرتسم ہے، گویا معنوی طور پر حاضر رہنے والی چیز کو مبالغۃ محسوس و مبصر قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کیا گیاہے (۱۷)۔

۲۔ بعض علاءار شاد فرماتے ہیں کہ میت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در میان پر دے ہٹادیے جائیں گے، آپ کامشاہدہ کرایا جائے گااور آپ کی طرف اشارہ کرکے پوچھاجائے گا(۱۸)۔

اور اس رفع حجاب میں کوئی استبعاد نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لیلۃ الاسراء و المعراج کے بعد اہلِ مکہ کے سامنے اس واقعہ کاذکر فرمایا تو کفار نے امتحاناً مسجد اقصیٰ کے بارے میں پوچھاتھا، اللہ تعالیٰ نے حجابات رفع فرمادیے اور آپ نے بتایا کہ مسجد اقصیٰ کے اوصاف یہ ہیں (19)۔

اگرچہ بیہ احمال درست ہے لیکن کسی روایت سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ ایسی با تیں احمال سے ثابت نہیں ہو تیں، خاص طور پر اس وجہ سے کہ بیہ مقام مقامِ امتحان بھی ہے، یہاں اگر رفعِ حجاب کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کر ادبیا گیا توامتحان کیارہ جائے گا؟!(۲۰)

⁽١٢) شوح الكوماني (٢٢ص ٢٩)

⁽١٤) مرقاة المفاتيح (١٥٥ /١٩٩) باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول

⁽١٨)شرح القسطلاني (٣٦٣ ص ٣٦٣) كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبو

⁽١٩) ويصح السيرة الحلبية (جاص ٣٤٩) باب ذكر الإسواء والمعراج وفرض الصلوات الخمس

⁽٢٠)ركيك ارشاد الساري للقسطلاني (٢٦ ص ٣٦٣)كتاب الجنائز ؛باب ماجاء في عداب القبر، ومرقاة المفاتيح (١٥ص

سے بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک دکھائی جائے گی، آپ کی مثال اور صورت روبر و کر کے بیو چھاجائے گاجو محسوس ومبصر ہوگا (۲۱)۔

۳۰ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیا حمّال بھی ہے کہ آپ کانام لے کر پوچھاجائے، جیبا کہ بیا حمّال بھی ہے کہ آپ کی مثال اور صورت سامنے کر دی جائے (۲۲)۔

۵۔ یہ بھی ہوسکتاہے کہ ان میں سے کوئی بات نہ ہوبلکہ آپ کے اوصاف بیان کئے جائیں، جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے بس کے الفاظ ہیں "ماهذا الرجل الذي بُعث فیکم" (۲۳)۔ ظاہر ہے کہ اوصاف ذکر کرنے کے بعد معقول بمزلة المحسوس ہوجائے گاس لئے یہال اشارہ استعال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حاصل ہد کہ بدیجی اور علم ضروری کے طور پر میت کو یہ علم ہو جائے گا کہ سوال محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہورہاہے۔

فأما المؤمن أوالموقن لا أدرى بأيهما قالت اسماء فيقول: هو محمد رسول الله، جاء نا بالبينات والهدى، فأجبنا واتبعنا، هو محمد، ثلاثا

سومومن یا یقین رکھنے والا شخص۔اساء نے کیا کہا مجھے معلوم نہیں۔ تو کیے گاکہ یہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تنے سوہم نے ان کو قبول کیااور ان کی اتباع کی، وہ محمد ہیں، اس طرح تین مرتبہ کیے گا۔

"هو محمد" كے جواب سے معلوم ہو تا ہے كہ فرشتہ سوال كرتے ہوئ نام نہيں لے گا، ورنہ "هو محمد" كہنے كى كياضر ورت ہے؟!

لتنكبيه

یہاں روایت میں اختصار ہے کہ صرف ایک سوال مذکور ہے ورند روایات میں تین سوالات کاذکر

١٩٩)باب إلبات عذاب القبر، الفصل الأول_

⁽٢١) ويحكالكنز المتواري في معادن لامع الدراري وصحيح البخاري (٣١٥ ص١٥) ـ

⁽٢٢) ويجيح إكمال إكمال المعلم للأبي (جمم ٥٨).

⁽٢٣) السنن لأبي داود، كتاب السنة، باب المسألة في القبر وعذاب القبر، رقم (٣٤٥٣) _

وارد موات "مادينك؟"اور "من ربك؟"كوراوى فاخضار احذف كرديا ب(٢٣)

فيقال: نم صالحاً

كهاجائ كاكه آرام اورمزے سے سوجاد

"صالحاً" صلاح ہے ہو اور اس میں فائدہ کا مضمون ملحوظ ہے، کوئی چیز صالح اسی وقت ہوگی جب اس میں فائدہ ہو، کہ تم اطمینان اور آرام سے سوجاؤ، اللہ تعالی تمہیں فی الجملہ فائدہ پنچائیں گے، اگر چہ کامل فائدہ جنت میں جانے کے بعد ہوگالیکن اس کا سلسلہ ابھی سے شروع ہوجائے گا۔

چنانچ حضرت ابوسعید کی روایت میں یہاں"نم نومة العروس، فیکون فی أحلى نومة نامها أحد حتى يبعث" كے الفاظ آئے ہیں (٢٥)، جَبَه حضرت ابو ہر بره كی حدیث میں ہے "نم، نومة العروس الذي لايوقظه إلا أحب أهله إليه، حتى يبعثه الله من مضجعه ذلك"(٢٦)_

قدعلمنا إن كنت لموقناً به

مميل تومعلوم تفاكه تماس بات پر يقين ركھتے ہو۔

یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ فرشتے ہر مومن کے حالات کو دیکھتے رہے ہوں اس طرح انہیں یہ علم حاصل ہوا۔اور ہوسکتا ہے کہ اس کے چبرے سے اندازہ ہو جاتا ہو، ایمان کا نوریہ بتادیتا ہو کہ یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا تھا۔

وأما المنافق أو المرتاب الأأدري أيّ ذلك قالت أسماء فيقول: الأدري، سمعت الناس يقولون شيئا، فقلته

رہا منافق یام تاب (جوشک میں پڑاہو تاہے)۔ معلوم نہیں کہ اساء نے کیا کہا۔ سووہ کیے گا جھے نہیں معلوم،البتہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے ساتھاسومیں نے بھی یوں ہی کہد دیا تھا۔

⁽٢٣) ويكف سنن أبي داود، كتاب السنة، باب المسألة في القبر و عداب القبر، رقم (٣٤٥٣)_

⁽٢٥)رواه سعيد بن منصور، كذا في فتح الباري(٣٥،٥٣٥)كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر_

⁽٢٦) جامع الترمذي، كتاب الجنائز ،ماجاء في عداب القبر، رقم (١٠٤١)_

منافق وہ ہے جس کے دل میں ایمان نہ ہو، ظاہر ُ اایمان دار ہو،اور مر تاب دہ ہے جو چندوجوہ سے اسلام کو پیند کر تا ہو لیکن کچھ وجوہ اس سے رکنے کے بھی ہوں (۲۷)۔

جب منافق مامر تاب سے پوچھاجائے گا کہ یہ کون ہیں؟ تووہ کے گا کہ جھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہیں،البتہ اتنے لوگ ایک بات کہا کرتے تھے سومیں نے بھی ان کی اتباع میں کہد دی، یعنی گویاوہ یہ کے گا کہ میر اایمان جذرِ قلب سے نہیں تھا، لوگوں کی دیکھادیکھی اپنی غرض اور مفاد کے تحت میں نے بھی مجمہ رسول اللہ کہد دیا تھا۔

كيا قبر كاسوال اس امت كے ساتھ مخص ہے؟

اس حدیث شریف ہے معلوم ہواکہ قبر میں سوال کیاجاتاہے، آیایہ سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے یا عام ہے؟

حکیم ترفدی صاحب نوادر الاصول کی رائے ہے کہ سوال قبر اس امت کے ساتھ مختص ہے، ان کا کہنا ہے کہ نبی اگرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے تنے وہ اپنی امت کو دین حق کی طرف بلاتے، اگر وہ قبول کرلے تو فبہاور نہ عذاب البی نا فرمانوں کو ختم کر دیتا تھا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا عذاب اٹھادیا، ہاں عذاب قبر کا سلسلہ رکھا گیا ہے، لہذا جب عالم برزخ سے آدمی گزر تاہے تو اس سے یہ سوال کیا جاتا ہے مومن کامیاب ہوتا ہے اور جو غیر ہوتا ہے وہ عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے (۲۸)۔

کھ احادیث کے ظاہر سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عند کی مرفوع روایت ہے "إن هذه الأمة تبتلیٰ فی قبور ها" (۲۹)۔

⁽٢٤)و يم ايضاح البخاري (٢٥ ص٩٩)

⁽٢٨) ويُحِيَّ كتاب الروح لابن القيم (ص١٣٧) المسألة الثانية عشرة: وهي أن سؤال منكر ونكير هل هو مختص بهذه الأمة أويكون لها ولغيرها (طبعة مكتبة نصير بجوارإدارة الأزهر الشريف، تحقيق و تعليق د: محمدأنيس عبادة ومحمد فهمي السرجاني)_ (٢٩) صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، رقم (٢١٣٤)_

ای طرح منداحد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاکی مرفوع روایت میں ہے" وأما فتنة القبر فبي تُفتنون، وعنى تُسئلون" (٣٠) ـ

ابن عبدالبرنے اس سلسلے میں توقف اختیار کیاہے (۳۱)۔

جبکہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال اس امت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ مجھلی امت سے بھی یہ سوال ہوگا (۳۲)۔

جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن سے ظاہر أید معلوم ہو تاہے کہ سوال اس امت سے ہوگاسو ان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی کیفیت امتحان کو بیان کیاہے، گزری ہوئی امتوں سے سوال کی نفی مقصود نہیں ہے (۳۳)۔

آیا قبر کاسوال ہر شخص ہے ہو گایا صرف مؤمن ہے؟

پھراس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ سوال ہر مومن وکا فرسے ہوتا ہے یاصرف ان ہی لوگوں سے جو اسلام کے دعوے دار ہیں چاہے حق پر ہوں یاباطل پر ہوں، چنانچہ عبید بن عمیر۔ جو بہت بڑے تابعی ہیں۔ سے امام عبدالرزاق نے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ''إنما یفتن رجلان، مؤمن و منافق و أما الکافر فلا یسأل عن محمد و لا یعرفه''(۳۲)۔

حافظ ابن عبدالبر اور حافظ سیوطی رحمہمااللہ تعالیٰ نے بھی اسی کواختیار کیاہے (۳۵)۔ جبکہ علامہ ابن القیم، حکیم ترمٰہ ک اور حافظ ابن حجر رحمہم اللّٰہ کی رائے بیہے کہ بیہ سوال مؤمن و کافر

⁽۳۰)مسند احمد (ج۲ص ۱۲۰)

⁽٣١) كتاب الروح (١٣٤)_

⁽۳۲)كتاب الروح (ص۱۳۸)_

⁽٣٣)كتاب الروح(ص ١٣٨ و ١٣٩)وفتح البارى(ج ٣ ص ٤٠)كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبو_

⁽٣٣) انظر المصنف لعبدالرزاق (٣٣٥ -٥٩٠) كتاب الجنائز، باب فتنة القبر

تنبيه: وقع في المصنف ههنا "عبدالله بن عمر" بدل "عبيد بن عمير" والثاني هو الصواب، والأول تصحيف، وانظر التمهيد(٢٢٥ ٢٥٢) وفتح البارى(٣٣٥ ٢٣٩) كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر وانظر أيضاً "طلوع الثريا بإظهارماكان خفيا" المطبوع في ضمن الحاوي للفتاوى(٢٥٥ ١٨٨) _

⁽٣٥) كيك التمهيد (ج ٢٢ ص ٢٥٢_٢٥٣) و"طلوع الثريا بإظهار ماكان خفيا" المطبوع في ضمن الحاوي للفتاوي (ج ٢ ص

ہرایک ہوگا۔ (۳۲)۔

ابن عبدالبررجمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثار وروایات اس بات پر دال ہیں کہ قبر میں سوال کی آثار وروایات اس بات پر دال ہیں کہ قبر میں سوال کی آزمائش صرف مؤمن کے لیے ہوگی یااس منافق کے لیے جس کا شار اہلِ قبلہ میں سے ہو تارہاہے، جہال تک کافر جاحد کا تعلق ہے سواس سے رب، دین اور نبی کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، اہلِ اسلام اور اہلِ قبلہ سے یہ سوال ہوگا پھر ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تثبیت حاصل ہوگی اور اہلِ باطل ڈ گمگا جائیں گے (2 سو)۔

ابن القیم رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہ سوال ہر شخص سے ہو گاخواہ مؤمن ہویا کا فر۔

اس كى يبلى دليل بيه كم الله جل شانه كاار شادي "يثبّت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الآخرة ويضل الله الظالمين ويفعل الله مايشاء "(٣٨)_

یہ آیت کریمہ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں اس کی تصریح ہے (۳۹)،اس آیت سے معلوم ہواکہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کی تثبیت فرماتے ہیں اور ظالمین کو گمراہ کردیتے ہیں، ظالم اپنے عموم کی وجہ سے کا فرول کوشامل ہے۔

دوسرى دليل صحيح بخارى مين حضرت انس رضى الله عنه كى روايت ہے جس مين ہے "و أما المنافق و الكافر فيقال له: ما كنت تقول في هذا الرجل؟....." (۴٠)_

تيرى وليل حضرت ابوسعيد خدرى رضى الله عنه كى روايت ب، وه فرمات بين "شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أيها الناس،

١٤٨) وردالمختار (١٢٥ م ٢٢٩) كتاب الجنائز ، مطلب في سؤال الملكين هل هو عام لكل أحد أولا_

⁽٣٦) وكيحة كتاب الروح(ص ١٣٢)المسألة الحادية عشرة_ وفتح البارى(ج٣٣ ص ٢٣٩)كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر_

⁽۲۷)التمهيد (ج۲۲ ص۲۵۲)_

⁽۳۸)إبراهيم/۲۷_

⁽٣٩)ركيك صحيح بخارى(ج1ص ١٨٣)كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، رقم(١٣٦٩)و (ج٢ ص ١٨٢)كتاب التفسير، سورة إبراهيم، باب: يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت.....،رقم(٢٩٩٩)_

⁽٢٠)صحيح البخارى (١٨٥ ١٨٨) كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، قم (١٣٤٨)_

إن هذه الأمة تبتلى في قبورها، فإذا الإنسان دفن فتفرق عنه أصحابه، جاءه ملك في يده مطراق، فأقعده، قال: ماتقول في هذا الرجل؟ فإن كان مؤمناً قال: أشهد أن لإله إلا الله وأن محمدًا عبده و رسوله.....وإن كان كافراً أومنافقا يقول له: ما تقول في هذا الرجل؟....."(١٩)_

چوتھی دلیل حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طویل صدیث ہے اس میں ہے"وإن الكافر فذكر موته قال: وتعاد روحه في جسده ويا تيه ملكان فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ " ـ (٣٢)

کیا قبر میں بچوں سے سوال ہوگا؟

اس مسلے میں بھی اختلاف ہے کہ آیا بچوں سے قبر میں سوال ہو گایا نہیں؟۔

بعض حفرات کہتے ہیں کہ بچوں سے سوال ہوگا، کیونکہ ان پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، ان کے لیے دعا کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے یہ مانگاجا تاہے کہ ان کوعذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے بیجائے (۳۳)۔

چنانچہ مؤطامیں امام مالک نے حضرت ابوہر رہ وضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹے بیجے کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر دعاکی ''اللھم أعذہ من عذاب القبر ''(۴۴)۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے پاس سے ایک بچہ کا جنازہ گزرا تو وہ رو پڑیں، جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا" هذا الصبی، بکیت له شفقة علیه من ضمة القبر "(۴۵)۔

⁽۱۳) مسند احمد (٣٥ ص ٣٥ م)_قال ابن القيم: "الذي رواه ابن ماجه والإمام أحمد" (كآب الروح ص ١٣٣١)_هكذا قال، وقد تتبعت سنن ابن ماجه، فلم أجد الحديث عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه عنده. والله أعلم

⁽٣٢) السنن لأبي داود، كتاب السنة، باب المسألة في القبر وعداب القبر، رقم (٣٧٥٣)_

⁽٣٣) ويكف كتاب الروح لابن القيم (ص١٣٩) المسألة الثالثة عشرة.

⁽٣٣) مؤطا إمام مالك، كتاب الجنائز، باب مايقول المصلي على الجنازة، رقم (١٨)_

⁽۵۵) کتاب الروح (۱۳۹)

البنتہ اس رائے کے قائلین کا کہنا ہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عقلوں کو مکمل کردیں گے جس سے وہ معاملہ کو جان لیس گے اور ان کو جو اب کا الہام کر دیا جائے گا(1)۔

دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس بچہ ہے کوئی سوال نہیں ہوگاجو ممیز نہ ہو،البتہ جو صبی ممیز ہواور سول و مرسل کو پچاناہو تواس ہے ہو چھاجائے گا کہ تم میں مبعوث ہونے والا یہ شخص کون ہے؟(۲)۔

یہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت الوہر برہ و ضی اللہ عنہ کی روایت میں جس "عذاب قبر"کاذکر ہے، اس سے مراد عقوبت اور سز انہیں ہے بلکہ بغیر عقوبت و سزا کے تکلیف محسوس کرنا ہے، جیسا کہ صدیث میں ہے"ان الممیت لیعذب ببکاء اُھلہ علیہ"(۳) یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ زندہ آدمی کے مدیث میں ہے"ان الممیت لیعذب ببکاء اُھلہ علیہ "(۳) یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ زندہ آدمی کے بالبتہ اس بکاء اور نوحہ کی وجہ سے میت، الم اور تکلیف محسوس کرے گا،اسی طرح قبر ظاہر ہے صموم و آلام اور حر توں کام رکام کرنا ہو،اس لئے اس سے بچانے کی دعا کی جاتی کو اُل ہے،اسی کو ''اعذہ من عذاب القبر "سے تعیر کردیا، جیسا کہ حضور اگرم صلی اللہ علیہ وسلم کاار شاد ہے "السفر قطعۃ من العذاب "(۵) ظاہر ہے کہ اس صدیث میں "عذاب " سے عقوبت مراد نہیں ہے بلکہ سفر کی قطعۃ من العذاب "(۵) فاہر ہے کہ اس صدیث میں "عذاب " سے عقوبت مراد نہیں ہے بلکہ سفر کی تکلیف اور مشقتیں مراد ہیں، گویاعذاب میں عقوبت کے مقابلے میں "عموم" ہے (۱)۔

بعض حضرات نے اس سلسلے میں توقف اختیار کیاہے، علامہ دسوقی فرماتے ہیں"و ھو الحق الأنه لم يو د نص بشيء "(2)۔

⁽ا)حواله بالا

⁽٢) حواله بالا

⁽٣)صحيح البخاري (ج اص ١٤١) كتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه إذا كان النوح من سنته، رقم (١٣٨٦).

⁽۳)فاطر /۱۸_

⁽۵)صحيح البخاري (١٥٥٥ ٢٣٢) كتاب العمرة (الحج) باب السفر قطعة من العذاب، رقم (١٨٠٣).

⁽٢) كتاب الروح لابن القيم (ص ١٨١٥ ١٨١) .

⁽٧) وكيحة أو جز المسالك (٣٣٥ ٢٢٩) كتاب الجنائز، باب مايقول المصلي على الجنازة.

صاحب در مخار فرمات بين "والأصح أن الأنبياء لايستلون، ولا أطفال المؤمنين، وتوقف الإمام في أطفال المشركين"(٨)_

علامه شامی رحمة الله عليه فرماتے بي كه صاحب در مخارك قول "ومن لايسئل ينبغى أن لايلقن" سے اشارة أيه معلوم بوگياكه قبر ميں سوال سبسے نہيں بوگا، البته "السراج الوهاج" ميں اسك خلاف كها كيا ہے، چنانچه اس ميں ہے كه "كل ذي روح من بني آدم يسئل في القبر بإجماع أهل السنة، لكن يلقن الرضيع الملك، وقيل: لا، ابل يلهمه الله تعالىٰ كما ألهم عيسىٰ في المهد" (٩) _

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ "اجماع کی بات محل نظرہے، کیونکہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ سوال صرف مؤمن اور منافق ہے ہوگا، کافرہے ہوگا، ی نہیں"(۱۰)۔

فائده

علامه شامی رحمة الله علیه، علامه سیوطی رحمة الله علیه سے نقل کرتے ہیں که درج ذیل آدمیوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ "الشهید، والمرابط، والمطعون، والمیت زمن الطاعون بغیرہ إذا کان صابرًا محتسبا، والصّدیق، والأطفال، والمیت یوم الجمعة أولیلتها، والقارئ کل لیلة: تبارك: الملك، وبعضهم ضم إلیها السجدة، والقارئ فی موض موته: قل هوالله أحد"۔

بعض حضرات نے انبیاء کو بھی ان میں شار کیا ہے، کیونکہ ان کا درجہ ظاہر ہے کہ صدیقین سے ہڑھ کرہے(۱۱)۔واللہ اعلم

احاديث باب كاترجمة الباب يرانطباق

اس باب میں جیساکہ آپ دیکھ رہے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں اور باب قائم فرمایاہے" باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد والوأس"۔

⁽٨)الدرالمختار مع ردالمحتار (١٤٥/ ٩٢٩)كتاب الجنائز، مطلب في سؤال الملكين هل هوعام لكل أحد أولا_

⁽٩)ردالمحتار (جاص٩٢٩)_

⁽١٠)حواله بالار

⁽١١) ويكير دالمحتار (ج اص ٢٢٩) كتاب المجنائز ، مطلب: ثمانية لايسئلون في قبورهم

ان میں سے پہلی حدیث میں ہے "فاو ما بیدہ، قال: ولا حوج" اور دوسری حدیث میں ہے "فقال هکذا بیدہ فحق فها" یہ دونوں حدیثیں مر فوع ہیں اور ان میں صراحة اشارہ بالید کا شوت ہے۔

تیسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ بالر اُس فد کور ہے۔ اس پر اشکال ہو سکتا ہے کہ مصنف کا مدعی ثابت نہیں ہوا، کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کانہ فعل ہے اور نہ ہی اس پر تقریر ثابت ہے۔

تقریر ثابت ہے۔

اس کا جواب میہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ممازی حالت میں اشارہ کیا تھااور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آگے دیکھتے تھے ، لہذا حضرت عائشہ کے فعل پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت ہوگئی (۱۲)۔

یہ بھی بہت ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے بعد میں سارا قصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوش گزار کیا ہو،اس صورت میں کوئیاشکال نہیں رہنا۔واللہ اعلم

٢٥ - باب : تَحْرِيضِ ٱلنَّبِيِّ عَيْلِيَّةٍ وَفْدَ عَبْدِ ٱلْقَيْسِ عَلَى أَنْ يَحْفَظُوا ٱلْإِيمَانَ وَٱلْعِلْمَ ،
 وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ .

وَقَالَ مَالِكَ بْنُ ٱلْحُوَيْرِتِ : قَالَ لَنَا ٱلنَّبِيُّ عَلِيلَةً : (ٱرْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلَّمُوهُمْ). [ر:٦٠٢]

باب سابق سے ربط

اس باب کو باب سابق کے ساتھ یہ مناسبت ہے کہ سابق باب میں سوال وجواب کے ذریعہ علم سیکھااور سکھایا گیاہے، ظاہر ہے کہ یہ سوال وجواب جو در حقیقت تعلیم اور تعلم ہیں، تحریف وتر غیب سے خالی نہیں (۱۳)۔

مقصد ترجمة الباب

حضرت شخ البندرجمة الله عليه فرمات بين كه اس ترجمه سے بھى تبلغ وتعليم كى تاكيد مقصود ب

⁽١٢)رَكِعَيُّ الكنز المتواري(ج٢ص٣١٣)_

⁽١٣)عمدة القاري (ج٢ص٩٩)_

اور تعلیم و تبلیخ بدون حفظ ممکن نہیں،اس لیے حفظ کی بھی تاکید فرمادی اور معلوم ہو گیا کہ اہل علم کو چاہیے کہ متعلم کو حفظ و تبلیغ کی تاکید میں قصور نہ کریں،واللہ اعلم (۱۴)۔

بعض حفزات فرماتے ہیں کہ "بلغوا عنی ولو آیة" سے جوایہام ہو تاتھا کہ صرف آیاتِ قرانی کی تبلیغ کی جائے،اس کے رد کی طرف اشارہ ہے کہ تعلیم و تبلیغ میں تعمیم ہے،خواہ آستِ قرآنی ہویا حدیث نبوی ہو۔ لیکن حضرت شخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ غرض درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لیے آگے "باب لیبلغ العلم الشاہد الغانب" مستقل قائم فرمایا ہے۔

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے غرض میرے نزدیک بیہ ہے کہ تبلیغ کے لیے مبلغ کا عالم کا مل ہونا ضروری نہیں، اگر کوئی شخص پوراعالم نہ ہو تواس کے لیے بھی تبلیغ کرنا جائزہے، کیونکہ مالک بن الحویرث رضی الله عنہ اور وفد عبدالقیس حضور اکرم صلی الله علیه وسلم کے پاس چند دن رہے، ان دنول میں بید لوگ جو پچھ سیکھ سیکھ سیکھ سیکے ،ان کی تبلیغ و تعلیم کا آپ نے انہیں تھم دیا ہے، وفدِ عبدالقیس کو یہاں صرف سیکھ باتوں کی تبلیغ کا تھم فرمایا ہے (۱۵)۔ واللہ اعلم

وقال مالك بن الحويرث: قال لنا النبي صلى الله عليه وسلم: ارجعوا إلى أهليكم فعلموهم

حضرت مالک بن الحویرث رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے حکم دیا کہ اپنے گھروالوں کی طرف لوٹ جاؤاورا نہیں علم سکھاؤ۔

حضرت مالك بن الحويرث رضى الله عنه

یہ صحابی رسول حضرت مالک بن الحویرث بن کشیش بن عوف بن بندع لیشی رضی اللہ عنہ ہیں، البوسلیمان ان کی کنیت ہے، ان کے نسب نامہ کے بیان میں بعض حضرات نے کچھا ختلاف کیا ہے (۱۲)۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اینے کچھ ہم عمر جوان ساتھیوں کے ساتھ حاضر

⁽١٢) الأبواب والتواجم (ص ١٥ و ٥٢) _

⁽١٥) رَكِكَ الكنز المتواري (٣٢٥ ١٩٣) وتقرير بخاري شويف (١٨٥ م) ـ

⁽١٦)د يكي تهذيب الكمال (ج٢٥ ص١٣١ و١٣٠) وتهذيب التهذيب (ج١٠ ص١١ و١١٠)

ہوئے تھے اور تقریباً ہیں دن رہے تھے، اس کے بعد آپ نے ان کو تعلیم دے کر اپنے وطن بھیج دیا تھا۔ (۱۷)۔

آپ بھرہ میں اقامت پذیررہے(۱۸)۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والے سوار حرمی، نصر بن عاصم لیثی، ابوعطیہ اور ابو قلابہ جرمی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں (۱۹)۔

ان سے اصحاب اصول ستہ نے حدیثیں لی ہیں (۲۰)۔

ان سے کل پندرہ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے متفق علیہ دو حدیثیں ہیں جبکہ امام بخاری رحمة الله علیه ایک حدیث میں متفرد ہیں (۲۱)۔

ابن عبدالبررحمة الله عليه في لكهام "سكن البصرة ومات بها سنة أربع وتسعين "(٢٢)-لكن حافظ ذه بي رحمة الله عليه في "تجويد أسماء الصحابة" مي "سنة أربع وسبعين" فرمايا مح، (٢٣) فيزابن السكن رحمة الله عليه في بحى اسى پر جزم كيام (٢٢) -

وجه بيه كه بقره مين باتفاق محدثين سبسة آخر مين وفات پانے والے صحابی حفرت انس رضی الله عنه بين اور ان كانتقال ٩٣ همين مواہم، لهذابقر همين حفرت مالك بن الحويرث كانتقال اگر ٩٣ همين موت تو آخرى صحابی مالك بن الحويرث موت بين نه كه حضرت انس، اس ليے "أدبع و تسعين" "أدبع و سبعين" سے تقحیف ہے (٢٥) والله اعلم رضى الله عنه وأرضاه

⁽١٤)الإصابة (جسم ٣٨٢)_

⁽١٨)الاستيعاب بهامش الإصابة (٣٢٣ ص٣٤٣)_

⁽١٩) شيوخ و تلافره ك لي ديك كي تهذيب الكمال (٢٤٥ م١٣٣)_

⁽٢٠) حواله بالا

⁽٢١) تهذيب الأسماء واللغات (٢٦ص٨٠) وخلاصة الخزرجي (٣٧٧)

⁽٢٢)الاستيعاب بهامش الإصابة (٣٢٥ ٣٤٠)

⁽٢٣) ويكي تهذيب التهذيب (ج١٠ص١) وحاشية سبط ابن العجمي على الكاشف (٢٣٥ ٢٣٥) رقم (٢٢٢١) _

⁽٢٨) ديكي الإصابة (ج٣ص ٣٨٣) وتهذيب التهذيب (ج٠١ص١٠)_

⁽٢٥) ويكفئ تهذيب التهذيب (ج٠١ص١١)_

مذكورہ تعلیق کی تخ یج

حفرت مالك بن الحويرث رضى الله عنه كى به تعلق ان كى ايك طويل حديث كا تكرا ب، به حديث اما كلوا به به عديث امام بخارى رحمة الله عليه نيا بي صحيح مين تقريباً نومقامات برمطولاً ومختراً نقل كى به (٢٦)، يهال جوالفاظ مذكور بين وه يعينه "كتاب الأدب"، "باب رحمة الناس والبهائم" مين موجود بين (٢٧)-

مذكوره تعلق كامقصد

ند کورہ تعلیق ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود ترجمۃ الباب کا اثبات ہے، کہ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن الحویریث اور ان کے ساتھیوں کو اپنے گھروں کی طرف بھیجااور جو پچھ یہاں دیکھا اور سیکھا اسے اپنے گھروالوں اور علاقہ والوں کو سکھانے کا حکم دیا۔

١٨٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ قَالَ : حدَّثنا عُنْدَرٌ قَالَ : حدَّثنا شُعْبَهُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ : كُنْتُ أَتَرْجِمُ بَبْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ ، فَقَالَ : إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتُوا النَّبِيَ عَلِيلَةٍ فَقَالَ : (مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْد ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى) . (مَنِ الْوَفْدُ اَوْمَنْ الْقَوْمُ ، وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَاتِيكَ وَمَنَ الْوَفْد : غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى) . قَالُوا : إِنَّا نَاْتِيكَ مِنْ شُقْعَ بَعِيدَةٍ ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ كُفَّارِ مُضَرَ ، وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَاتِيكَ اللّهِ فَلَا أَلْحَيُّ مِنَ كُفَّارِ مُضَرَ ، وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَاتِيكَ اللّهُ فَي شَهْرِ حَرَامٍ ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُحْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا ، نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ ، فَأَمْرَهُمْ بِأَرْبَعِ وَتَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعِ : أَمْرَهُمْ بِالْا يَعَانَ بِاللّهِ عَزَّ وَجَلّ وَحْدَهُ ، قَالَ : (هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّهِ وَحْدَهُ) . قَالُوا : اللّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : (شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ، وَإِقَامُ الْصَلّاةِ ، وَالْعَلْمُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : (شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلّا اللهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّهِ ، وَإِقَامُ الْصَلّاةِ ، وَالْعَلْمُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَرَاعَكُمْ) . وَلَمْ اللّهُ مَنْ اللّهُ مَنْ اللّهُ مَلْ اللهُ مَلْ اللهُ مُنْ اللّهُ مَنْ اللّهُ مَنْ اللّهُ مَنْ اللّهُ مَالَا : (الشَّقِبُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ) . [ر : ٣٥]

⁽۲۷) و يكت صحيح البخاري (ج اص ۸۷) كتاب الأذان، باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد، رقم (۲۲۸) و (ج اص ۸۸) باب الأذان للمسافر إذا كانو اجماعة، رقم (۲۳) و (۲۳) و (ج اص ۹۰) باب اثنان فمافوقهما جماعة ، رقم (۲۵۸) و (ج اص ۹۰) باب اثنان فمافوقهما جماعة ، رقم (۲۵۸) و (ج اص ۹۵) ، باب إذا استو وافي القراء قافيؤمهم أكبرهم، رقم (۲۸۵) و (ج اص ۱۱۳) باب المكث بين السجدتين، رقم (۸۱۹) و (ج اص ۲۸۵) كتاب المجهدو السيو، باب سفر الاثنين، رقم (۲۸۴۸) و (ج ۲ ص ۸۸۸) كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم (۲۰۰۸) و فاتحة كتاب أخبار الآحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق رقم (۲۳۲۷).

⁽٢٧)انظر التعليقة السابقة_

⁽۲۸)اس مديث كي تخ تئ كشف البارى (٢٦ص٢٩) كتاب الإيمان، باب أداء النحمس من الإيمان ك تحت اوچكى بــــ

تراجم رجال

(۱) محمد بن بشار

ید مشہور امام حدیث محمد بن بثار بن عثان عبدی بھری رحمۃ الله علیہ ہیں، ان کی کنیت ابو بکر اور لقب"بندار"ہے۔

ان كے حالات ييچ كتاب العلم ،ى يس "باب ماكان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا "ك تحت گزر كي بير-

(۲)غندر

یہ بھی مشہورامام حدیث الوعبداللہ محمہ بن جعفر ہذلی رحمۃ اللہ علیہ بیں جو "غندر" کے لقب سے معروف ہیں۔

ان کے حالات کتاب الإيمان "باب ظلم دون ظلم" کے تحت گزر کچے ہيں (٢٩)۔ (٣) شعبہ

یدامیر المومنین فی الحدیث شعبه بن الحجاج بن الورد عتکی بصری رحمة الله علیه بین، ابو بسطام ان کی کنیت ہے۔

ان کے مخفر حالات کتاب الإيمان "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" كتت كرر كے بين (٣٠) ـ

(١١) ايو جمره

یہ ابوجرہ نفر بن عمران ضبی بھری رحمۃ اللہ علیہ بیں،ان کے حالات کتاب الإیمان"باب الداء الحمس من الإیمان" کے تحت گزر کے بیں (۳۱)۔

⁽۲۹) کشف الباری (ج۲ص۲۵۰)۔

⁽۳۰) كشف البارى (ج اص ١٤٨)

⁽۳۱) كشف البارى (ج٢ص ١٠١)

(۵)حفرت عبدالله بن عباس رضی الله عنه

ان کے حالات بدءالوحی کی چوتھی حدیث کے تحت (۳۲) اور کتاب الإیمان"باب کفران العشیر و کفر دون کفر"کے ذیل میں گزر کے ہیں۔ (۳۳)

قالوا:إنانأتيك من شقة بعيدة

وفد عبدالقیس نے کہاکہ ہم آپ کے پاس دور دراز کی مسافت سے یادور دراز کا سفر طے کر کے آتے ہیں۔

"شقة" بضم الشين وبكسوها ال كم معنى "بُعد" كم بين، بعض حفرات كبت بين كه "شقة" سفر بعيدة"كى صفت، صفت كا شفه بوگ د "شقة" سفر بعيديا مسافت بعيده كو كبتے بين، الل صورت مين يہال "بعيدة"كى صفت، صفت كا شفه بوگ د بعض حفرات كبتے بين كه "شقة" سفر كو كبتے بين، كہاجا تا ہے" فلان بعيد الشقة" يعنى "بعيد السفو".

"شقة" كے معنی "ناحية" كے بھي ہيں۔

ان صور توں میں یہ صفت احرّازی ہوگی، کیونکہ سفریا ناحیہ مجھی قریب ہوتا ہے اور مجھی بعید (۳۲)۔

ونهاهم عن الدباء والحنتم والمزفت، قال شعبة: ربما قال: النقير، وربما قال: المقير

امام شعبہ رحمة الله عليه كابيه مطلب نہيں ہے كه ميرے استاذ ابوجمره "دباء ""حنتم" اور "مزفت"كوذكركرنے كے بعد بھى"نقير "ذكركرتے اور بھى اس كے بجائے"مقير "كالفظ كہتے تھے۔

بلکه مطلب بیب که میرے استاذابوجمره تین چیزیں حنتم" دہاء اور موفت ذکر کیا کرتے تھے اور کھی "المنقیو "کااضافہ فرماکر چار چیزیں بیان کرتے تھے اور کھی "مزفت"کی جگہ "مقیو"کہد دیا کرتے

⁽۳۲) كشف البارى (ج اص ۳۳۵)

⁽۳۳) کشف الباری (۲۰۵ ۲۰۵)_

⁽٣٨) ريك النهاية (٣٦٠ ٣٩٢) و مجمع بحار الأنو ار (٣٣٥ ١٣٢) و تاج العروس (٢٢ ١٥ ٣٩١)

ہے، کیونکہ "مزفت" اور "مقیر" دونوں ایک ہی چیز ہیں (۳۵)۔ واللہ اعلم بالصواب حدیث عبد القیس کی مکمل تشریح پیچھے کتاب الإیمان "باب أداء المحمس من الإیمان "کے تحت گزر پھی ہے (۳۲) فارجع إليه إن شنت۔

٢٦ – باب : ٱلرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ ٱلنَّازِلَةِ ، وَتَعْلِيمٍ أَهْلِهِ .

"رحلة" بكسر الراء ارتحال اور سفر كوكت بي، جبكه " رُحلة" بالضم اس جهت كوكت بي بي جس كى طرف سفر كياجا تا به محافظ فرمات بي كه يهال "رِحلة" بكسر الراء بهى آيا به اور "رُحلة" بفتح الراء بمعنى الموة الواحدة بهى آيا به (٣٤) ـ

باب سابق سے مناسبت

گذشتہ باب میں تحریض علی العلم ہے، تحریض کے نتیج میں طالب علم مختلف مقامات کاسفر کرتا ہے، خاص طور پر جب کوئی حادثہ اور واقعہ پیش آ جائے تو نکلنانا گزیر ہوجا تا ہے، اس لیے یہاں "د حلة فی المسألة النازلة" كاباب قائم فرمایا ہے (۳۸)۔

تكرار فىالترجمه كاهيهه اوراس كاازاله

اس سے پہلے امام بخاری رحمة الله عليه "باب المخروج في طلب العلم" كاباب قائم كر چكے بيں اوراب انہوں نے "باب الرحلة في المسألة النازلة" قائم فرمایا ہے، بظاہر بير تكر ارہے۔

اس کاجواب ہیہ ہے کہ سابقہ باب عام ہے، مطلق خروج فی طلب العلم پر دال ہے، جبکہ یہ ترجمہ خاص ہے، اس میں کسی واقعہ اور حادثہ کے پیش آنے پر نکلنا مقصود ہے، لہذا تکرار نہ رہا(۳۹)۔

⁽٣٥)فتح البارى (جاص١٨٣) وعمدة القارى (٢٢ص١٠٠)_

⁽۳۲) دیکھتے کشف الباری (ج۲ص ۲۹۳ ۲۹۵)۔

⁽٣٤)ديكي فتح البارى (جاص١٨١)_

⁽۳۸)عمده القارى (ج٢ص١٠٠)_

⁽٣٩) شوح الكوماني (ج٢ص ١٣٥ و٤٨) _

مقصدترجمه

حضرت شیخ الہندر جمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آگئ اور تھکم معلوم نہیں تو ضرور ک ہے کہ سفر کر کے عالم سے جاکر معلوم کر ہے اور اپنے اہل کو بھی تعلیم کر ہے، یہ نہیں کہ سکوت کر کے بیٹھ رہے، اس سے تعلم و تعلیم کی تاکیدوضرورت ثابت ہوئی۔ واللہ اعلم (۴۷)۔ مطلب یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جہل چو نکہ عذر نہیں اس لیے کو شش کر کے علم حاصل کرنا چاہیے، فإنما شفاء العی السؤال (۱۲)۔

فتنبيه

یبال آپ دیکھ رہے ہیں کہ ترجمہ کے آخر میں "وتعلیم اُھلہ" بھی ہے، یہ صرف کریمہ کے نسخہ میں ہے۔ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی وغیر ہ کہتے ہیں کہ اس کا حذف کرنا ہی درست ہے، کیونکہ تعلیم اہال کے سلسلہ میں امام بخاری نے آگے "باب تعلیم الوجل اُمته و اُھلہ"متنظاً قائم کیا ہے (۴۲)۔

کین یہاں کہاجاسکتاہے کہ وہ ترجمہ جو آنے والاہے عام ہے،اور ندکورہ ترجمہ خاص ہے،اس کا مقصد تو یہ ہے کہ ضروری مسئلہ کے لیے جو سفر کیا گیا، مسئلہ معلوم ہوجانے کے بعداس کی تعلیم اپنے گھروالوں کو بھی وین چاہیے، جبکہ آئندہ ترجمہ میں مطلقانیہ بتایاہے کہ اپنی ہیوی اور باندی کی تعلیم کااہتمام کرناچا ہے۔واللہ اعلم میں

٨٨: حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلِ أَبُو ٱلْحَسَنِ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ قَالَ : أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ
اَبْنِ أَبِي حُسَيْنِ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ ٱلحارِثِ : أَنَّهُ تَزَوَّجَ ٱبْنَةُ لِأَبِي
إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ ، فَأَتَنْهُ ٱمْرَأَةً فَقَالَتُ : إِنِي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَٱلَّتِي تَزَوَّجَ ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ : مَا أَعْلَمُ
أَمْلُكِ أَرْضَعْتِنِي ، وَلَا أَخْبَرْتِنِي ، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ عَلَيْكَةً بِاللَّدِينَةِ فَسَأَلُهُ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ عَلَيْكَةً :
(كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ) . فَفَارَقَهَا عُقْبَةً ، وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ .

[Y3P1 , YP3Y , TIOY , YIOY , TIA3]

⁽٣٠)الأبواب والتراجم (٥٢٥).

⁽۳۱)الكنز المتواري(ج۲ص۳۱۸)_

⁽٣٢) لتح الباري (ح اص ١٨٨) وعمدة القاري (٢٦ص١٠٠)

⁽٣٣) قوله: "عن عقبة بن الحارث" الحديث أخرجه البخاري أيضاً في (١٥٥ م ٢٧٦) كتاب البيوع باب تفسير المشبهات،

تراجم رجال اله محمد بن مقاتل ابوالحن

یہ ابوالحن محمد بن مقاتل مروزی بغدادی کی ہیں، ان کا لقب "رخ" ہے ان کے حالات کتاب العلم میں "باب مایذ کو فی المناولة و کتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان" کے تحت گزر چکے ہیں۔
۲۔ عبداللہ

یہ امام عبداللہ بن المبارک خطلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مخضر حالات بدء الوحی کی پنچویں حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (۱۳۳)۔

سوعر بن سعيد بن ابي حسين

به عمر بن سعید بن ابی حسین قرشی نو فلی می رحمة الله علیه بین (۴۵)_

یہ طاوس بن کیسان، عبداللہ بن الی ملیکہ، القاسم بن محمد، عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد، محمد بن المنکدراور عطاء بن الی رباح رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والول میں سعید بن سلام سفیان توری، روح بن عبادہ، ابوعاصم النبیل، عبدالله بن داود خریبی، عبدالله بن المبارک، عیسی بن بونس اور سحی القطان رحمهم الله تعالی وغیرہ ہیں (۳۱)۔

رقم (٢٠٥٢) و (ج اص ٣٦٠) كتاب الشهادات، باب إذا شهدشاهد أوشهود بشيء، رقم (٣٦٣٠) و (ج اص ٣٦٣) كتاب الشهادات، باب شهادة المرضعة، رقم (٢٢٦٠) و (٢٢٦٠) كتاب الشهادات، باب شهادة المرضعة، رقم (٢٢٦٠) و (٢٢٥٠) و باب شهادة المرضعة، رقم (١٠٥٠) و النسائي في سننه، في كتاب النكاح، باب الشهادة في الرضاع، رقم (٣٣٣١) وأبو داو د في سننه، في كتاب المشهادة على الرضاع، رقم (٣٢٠٣ و ٣٢٠٠ و الترمذي في جامعه، في كتاب الرضاع، باب ماجاء في شهادة المرأة الواحدة في الرضاع، رقم (١١٥١) و

⁽۳۳) کشف الباری (جاص۲۲۳)_

⁽۵۵) تهذيب الكمال (ج١٦ص٣٢٣)_

⁽٢٦) شيوخ و تلانده كے لئے ديكھتے تهذيب الكمال (جا٢ص٣٦٥)

امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فرماتے ہيں" ثقة، من أمثل من يكتبون عنه"(1)۔ امام يحيى بن معين اور امام نسائى رحم بماالله تعالى فرماتے ہيں" ثقة"(۲)۔ امام عجل، ابن البرتی اور محمد بن مسعود بن الحجى رحم ہم الله نے بھی ان کی توثیق کی ہے (۳)۔ امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرماتے ہيں" صدوق"(۴)۔

ابن حبان رحمة الله عليه نے ان کو کتاب الفقات میں ذکر کیا ہے(۵)۔رحمه الله تعالیٰ رحمةً واسعةً

٧- عبرالله بن الي مليكه

یہ ابو بکر عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلیکہ زہیر بن عبداللہ بن جدعان تیمی قرشی ہیں، ابو محمد بھی ان کی کنیت ہے۔

ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب خوف المؤمن أن يحبط عمله وهو لايشعر "کے تحت گزر کے بیں (٢)۔

۵ عقبه بن الحارث

یہ محقبہ بن الحارث بن عامر بن نو فل قرشی نو فلی کمی رضی اللہ عنہ ہیں، فتح مکہ کے موقع پر بیہ مسلمان ہوئے۔

محدثین کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو سر وَعہ ہے۔علم الا نساب کے علاء کہتے ہیں کہ ابو سر وَعہ عقبہ کے بھائی ہیں،اور دونوں فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے۔

ابو حاتم رحمة الله عليه فرماتے ہيں كه ابوسر وَعه عقبه بن الحارث بيه حضرت خبيب بن عدى كے

⁽١)تهذيب الكمال (ج٢١ص٣٢٣)_

⁽٢) تهذيب الكمال (ج١٦ص ٣١٣) وتهذيب التهذيب (ج٢ص ٥٥٣)_

⁽٣) تهذيب التهذيب (ح٢ ص٣٥٣)_

⁽٤) حواله بالا

⁽٥)الثقات لابن حبان (ج٢ص٢١١و١٦)_

⁽۲) کشف الباری (ج۲ص۵۳۸)۔

قاتل ہیں، یہ متقدم ہیں جبکہ عقبہ بن الحارث جن سے ابن الی ملیکہ روایت کرتے ہیں، یہ متأخر ہیں۔

بعض حضرات نے عقبہ بن الحارث اور ابو سر وَعہ دونوں کو ماں شریک بھائی قرار دیاہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے محد ثین کے قول کورائح قرار دیاہے کہ ابوسر وعہ حضرت عقبہ ہی
کی کنیت ہے، اور یہ ایک شخصیت ہیں (ے)۔

حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ عنہماہے بھی روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن ابی مُلیکہ اور عبید بن ابی مریم کمی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں(۸)۔

ان سے معدودے چند حدیثیں مروی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تین حدیثیں روایت کی ہیں، جبکہ امام مسلم نے ان کی کوئی روایت نہیں لی (۹)۔

امام مسلم اور ابن ماجہ کے سواباقی اصحابِ اصولِ ستہ نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے (۱۰)۔ رضی الله عنه و اُرضاه

أنه تزوج ابنة لأبي إهاب بن عَزِيز

حفرت عقبہ بن حارث نے ابوا هاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا۔

اس خاتون کانام غنیة ہے اور کنیت ام یجیٰ، (۱۱) یہ کنیت کتاب الشہادات کی ایک روایت میں آئی ہے(۱۲)۔

ابواهاب بن عزیز بن قیس تمیمی، یه صحابی بین، کهاجاتا ہے کہ مسجد حرام میں سب سے پہلا جنازہ

(2) تعمیل کے لیے دیکھے تھذیب الکمال (ج ۲۰ ص ۱۹۲ ۱۹۳) و تھذیب التھذیب (ج ک ص ۲۳۹ ۱۳۳۹) والاصابة (ج۲ص ۲۸۸) و تھذیب الأسماء واللغات (ج ۱۳۳۱)۔

- (٨) شيوخ و تلاغه ك لير ديكه تهذيب الكمال (ج٠١ص ١٩٣)_
- (٩) وكيميّ ذخائر المواريث في الدلالة على مواضع الحديث (٣٢ص٣١) و خلاصة الخزرجي (٣٢٨)_
 - (١٠)تهذيب الكمال (ج٠٢ص١٩١)_
 - (١١)فتح البارى فاس ١٨١)_
 - (١٢)صحيح البخاري (١٥ص٣٦٣) كتاب الشهادات، باب شهادة الإماء والعبيد، رقم (٢٦٥٩)

ان ہی کا پڑھا گیا تھا (۱۳)۔

عزيز (بفتح العين المهملة وزايين منقوطين بينهما يا ء تحتانية) بروزن كريم ب، يه تفغير نهيل عزيز (۱۴) ــ (۱۴) ــ

فأتته امرأة

ایک خاتون ان کے پاس آئیں۔

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرمات بيل كه ان كانام مجهد معلوم نبيس موسكا (١٥)-

فقالت: إنى قد أرضعت عقبة والتي تزوج

اس نے کہا کہ میں نے عقبہ کواور اس لڑکی کو جس سے اس نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے۔ مطلب یہ کہ دونوں آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں۔

فقال لها عقبة: ما أعلم انكِ أرضعتني ولا أخبرتِني

عقبہ نے اس سے کہا کہ نہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے پہلے بتایا۔ مطلب بیہ ہے کہ دستور کے مطابق اگر رضاعت کی ضرورت پڑی تھی اور ہمیں دودھ پلایا تھا تو کم از کم مجھے بتانا تو تھا کہ میں تیری رضاعی مال ہوں۔

فركب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة، فسأله

وہ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفر کرکے پہنچ اور آپ سے مسلہ پو چھا۔ چو نکہ شہر پڑجانے کی وجہ سے دل کو تعلی نہیں ہور ہی تھی اس لیے وہ مکہ مکر مہ جہال مقیم تھے وہال سے مدینہ منورہ کا سفر کیا تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت حال کرکے عمل کر سکیں۔(۱۲)

⁽١٣) انظر الإصابة (جهم ااو١٢)_

⁽١٢) فتح البارى (ج اص ١٨٥ و١٨٥) و الإصابة (ج بم ص ١١) ـ

⁽۱۵)فتح البارى (جاص۱۸۵)_

⁽١٦)فتح البارى (جاص١٨٥)_

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف وقد قيل؟

حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا، تواس عورت کو کیو کراینے نکار میں رکھے گاجب الی بات کہی گئی کہ وہ تیری بہن ہے۔

کیار ضاعت میں ایک عورت کی شہادت معتبرہے؟

اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر مرضعہ شہادت دے تو صرف اس کی تنہا شہادت معتبر ہے یا ا

امام احمد، امام اسحاق، امام اوزاعی، اور امام زہری رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مرضعہ کی شہادت تنہامعتبر ہے، حصرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور طاؤس سے بھی یہی مروی ہے۔

امام اوزاعی رحمة الله علیه کاایک قول بیہ ہے کہ اگر مرضعہ قبل التزوج شہادت دے تو معتبر ہے ور نہ معتبر نہیں۔

امام مالک، رحمة الله عليه فرماتے ہيں که رضاعت کے اثبات کے ليے دو عور توں کی شہادت معتبر ہے، کسی مر د کا ہونا ضروری نہیں۔

امام شافعی رحمة الله علیه فرماتے ہیں که رضاعت کے باب میں کم از کم چار عور توں کی گواہی ضروری ہے، یہ امام صعبی اور عطاءر حمہمااللہ سے بھی مروی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضاعت کے اثبات کے لیے بھی نصاب شہادت ضروری ہے، یعنی دومر دایاا یک مر داور دوعور تیں،اس کے بغیر رضاعت ثابت نہیں ہوگی (۱۷)۔

امام احمد وغیرہ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ یہاں صرف ایک مرضعہ کی شہادت ہے اور اس بنایر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ کو فرمایا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔

حفیه اس باب میں آیت کریمہ "واستشهدوا شهیدین من رجالکم فإن لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان"(۱۸) سے استدلال کرتے ہیں۔

⁽١١) ويكفي عمدة القارى (ج٠٢ص٩٩) كتاب النكاح، باب شهادة المرضعة

⁽١٨)البقرة/٢٨٢_

جہاں تک حدیث باب کا تعلق ہے سوجہوراس کو تنزہ اور تورج واحتیاط پر محمول کرتے ہیں۔

اس جواب کا حاصل ہے ہے کہ تنہا مرضعہ کی شہادت سے تفریق کرانا عام قانون نہیں اور نہ شریعت حرمت ثابت کرتی ہے، ہاں اس سے ایک قتم کا شک اور شہہ ضرور پیدا ہو جا تا ہے، ظاہر ہے کہ شہہ پیدا ہو جانے کے بعد اس یوی سے مخالطت میں انبساط نہ ہوگا، چو نکہ عمر بحر کا معاملہ ہے اس لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انقباض رہے گا جس کا امور معاشرت و تربیت اولاد پر برا اثر پڑنا بھی ظاہر ہے، بنا بریں "میشہ کے لئے انقباض رہے گا جس کا امور معاشرت و تربیت اولاد پر برا اثر پڑنا بھی ظاہر ہے، بنا بریں "الحلال بین والحرام بین وبینهما مشبھات" (۱۹) اور "دع مایریبك إلیٰ مالا یوبیك" (۲۰) کا لخاظ کر کے تقویٰ و و رع کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "کیف وقد قیل" اور "دعها عنك" (۲۱) فرمانا۔

محقق ابن الہمام اور علامہ سر حسی رحمہمااللہ تعالیٰ نے اس کواختیار کیاہے (۲۲)۔

علامہ شبیراحمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شخ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ کے حاصیہ البحرالرائق کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ تنہاایک عورت کی شہادت دبانۃ معتبر ہے، قضاءً معتبر ہیں۔ نہیں۔

قضاء اور دیانت میں فرق یہ ہے کہ جب تک معاملہ محکمہ میں نہ پنچے تب تک دیانت ہی کا اعتبار ہوگا اور مفتی سے اگر اس معاملے کے متعلق استفتاء کیا جائے تو مفتی دیانت کے مطابق ہی فتو کی دے گا، ہاں! محکمہ عدالت میں چینچنے کے بعد قاضی اس کا اعتبار نہیں کرے گا، کیو نکہ فیصلہ قضاء تنہا مرضعہ کی شہادت پر نہیں ہو سکتا۔

آ تخضرت صلی الله علیه وسلم میں دونوں حیثیتیں جمع تھیں، آپ مفتی بھی تھے اور قاضی بھی، اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فیصلہ آپ نے کس حیثیت سے فرمایا؟

⁽١٩)صحيح البخاري (١٥ص١١) كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ للينه، رقم (٥٢)

⁽٢٠)جامع الترمذى، كتاب صفة القيامة، باب(بلمون ترجمة) رقم(٢٥١٨)وسنن النسائى، كتاب الأشربة، باب الحث على ترك الشبهات، رقم(٢٥١٣)_

⁽٢١)كما في رواية أخرجها البخاري في صحيحه (١٢ص٣٦٣)كتاب الشهادات، باب شهادة المرضعة، رقم (٢٦٠٠)_

⁽٢٢) ويكيئ المبسوط للسرخسي (ج١٠٥ /١٦٩) كتاب الاستحسان، وفتح القدير (ج٣٥ ٣٢٣) أو اخر كتاب الرضاع

اگر قضاء کی حیثیت ہے کیا تو بے شک جواب دہی کی ضرورت ہو گی، مگر قرائن اس کو مقتضی ہیں کہ آپ نے بحیثیت قضاء یہ فیصلہ نہیں فرمایا ہلکہ بحیثیت افتاء کے آپ نے یہ فیصلہ فرمایاہے۔

اگر قضاءً یہ فیصلہ ہو تا تو آپ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے خبر دینے کے بعد اعراض نہ فرماتے بلکہ فور آفیصلہ فرماتے، جبکہ روایات میں ہے کہ آپ نے خبر سننے کے بعد اعراض فرمایا(۲۳)جب انہوں نے دوبارہ بلکہ بعض روایات کے مطابق تیسری اور چو تھی مرتبہ باصر ارکہا تو آپ نے فرمایا "کیف وقد قبل!"(۲۴)۔

اسی طرح اگریہ فیصلہ قضاء ہو تا تو آپ شاہد کو با قاعدہ مجلس قضاء میں طلب فرماتے اور پھر تھم نافذ فرماتے، کیکن یہاں کچھ بھی نہیں ہوا۔

خلاصہ یہ ہواکہ علامہ خیر الدین رملی کے بقول یہاں آپ نے قضاء نہیں بلکہ دیانۃ فیصلہ فرمایاہے، گویاکہ ایسی صورت میں قضاء تو نہیں دیانۂ تفریق ضروری ہے۔

جبکہ محقق ابن الہمام اور امام سر نھسی رحمہمااللہ کے بقول یہاں دیانۂ بھی تفریق ضروری نہیں، محض تورعاً وتنز تھا تفریق کا تھم دیا گیاہے۔(۲۵)

پرامام سر نصی رحمة الله علیه یه بھی فرماتے ہیں کہ حدیث باب میں شہادت دیے والی عورت کی شہادت کی کے نزدیک معتبر نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ روایت میں آتاہے کہ حضرت عقبہ بن الحادث رضی الله عنہ فرماتے ہیں" تزوجت بنت أبي إهاب، فجاء ت امرأة سوداء تستطعمنا، فأبينا أن نطعمها، فجاء ت من الغد تشهد علی الرضاع"امام سر نصی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ومثل هذه الشهادة تكون عن ضغن، فلا تتم الحجة بها" (۲۲)۔

ففارقها عقبة

⁽٣٣) فقي رواية للبحاري في صحيحه (ج1ص ٣١٣، كتاب الشهادات، باب شهادة الإماء والعبيد): "فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، فأعرض عني، قال: فتنحيت فذكرت ذلك له....."_

⁽٢٣) كما في رواية الدارمي في سننه (٢٥ص٢) كتاب النكاح، باب شهادة المرأة الواحدة على الرضاع، رقم (٢٢٥٥). (٢٥) ريكي فضل الباري (٢٢ص٨٨ و٨٩).

⁽٢٦) المبسوط للسرخسي (ج٠١ص١٢١) كتاب الاستحسان

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔"فاد ق"کے اندریہ احتمال بھی ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کرادی ہو۔ میہ احتمال بھی ہے کہ خود حضرت عقبہ نے طلاق دے کر جدا کر دیا ہو (۲۷)۔

ونكحت زوجاً غيره

اوران کی بیوی نے کسی اور شخص سے نکاح کرلیا۔ اس شخص کانام''ظرریب''بتایا گیاہے(۲۸) م ترجمۃ الباب کااثبات

حديث باب سے ترجمة الباب واضح طور پر ثابت ہور ہاہے"فر كب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة "يعنى حضرت عقبہ رضى الله عنه نے پیش آمده مسئله كا علم معلوم كرنے ليے مكه مرمه سے مدينه منوره كاسفر كيا۔ اكثر نسخول ميں چو نكه ترجمة الباب صرف" باب الرحلة في المسألة النازلة" بى ہاور مزيد اضافه نہيں ہے اس ليے حديث باب سے ترجمه كا اثبات بالكل ظاہر ہے۔

البتہ کریمہ کے نسخہ میں چونکہ "و تعلیم اُھلہ "کا اضافہ ہے اس لیے اگر اس نسخہ کو خطا قرار دیا جائے جیساکہ حافظ ابن حجراور علامہ عینی رحم ہمااللہ نے کیا ہے تو پھر کسی جواب ہی کی ضرورت نہیں۔
اور اگر اس اضافہ کو مان لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عقبہ نے واپس آکر اپنے گھر والوں کو حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے یقیناً مطلع کیا ہوگا اور پھر مفارقت اختیار کی ہوگی۔ واللہ اُعلم وعلمہ اُتم واحکمہ.

٧٧ - باب : ٱلتَّنَاوُبِ فِي ٱلْعِلْمِ .

"تناوب"باب تفاعل کا مصدر ہے،اس کے معنی نوبت بہ نوبت یعنی باری باری کام کرنے کے

⁽۲۷)فضل البارى (ج۲ص۸۹)۔

⁽۲۸) فتح البارى (جاص۱۸۵)_

ہیں، لہذا تناوب فی العلم کا مطلب ہوا، علم حاصل کرنے کے لیے باری مقرر کرنا (۲۹)۔

باب سابق سے مناسبت

سابق باب میں طلب علم کے سلسلے میں رحلہ کاذکر تھا، ظاہر ہے کہ طلب علم کے لیے سفر کا باعث حرص کی شدت ہی ہے، اس باب میں نوبت بد نوبت یعنی باری مقرر کر کے علم کی طلب کے لیے جانا نہ کور ہے، جو شدت حرص فی طلب العلم کی دلیل ہے (۳۰)۔

مقصد ترجمة الباب

حضرت شخ الهندر حمة الله عليه فرماتے ہیں کہ اس باب کا مقصد بیہ ہے کہ بوجہ مشاغلِ ضروری اگر فرصت بخصیلِ علم نہ ہو تو بطریقِ تناوب، علم سیکھنا چاہیے اور عالم کی خدمت میں خود نہ رہ سکے تو کسی معتمد کے ذریعے اس سے علم حاصل کرے (۳۱)۔

حفرت شخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ہے بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بے بتانا چاہتے ہیں کہ طلب علم اگرچہ فرض ہے، لیکن اس کی فرضیت اس بات کو لازم نہیں کرتی کہ دوسر می ضروریات سے آدمی بالکل فارغ ہو، بلکہ دوسر سے مشاغل کے سماتھ بھی طلب علم درست ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، حافظ فرماتے ہیں (۳۲) کہ طالب علم کوطلب علم میں امر محاش سے عافل نہیں ہونا چاہیے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ساتھ بیتی پیش نظررہے کہ جس روزوہ مجلس علم سے عائب ہو،اس روز کے پیش آمدہ احوال کو حاصل کرنے کا انتظام کرچکاہو، وجہ بیہ کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کاجوواقعہ یہاں مذکورہ اس کے ایک طریق میں بیتی تقریب کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کاجوواقعہ یہاں مذکورہ اس کے ایک طریق میں بیتی تقریب کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کاجوواقعہ یہاں مذکورہ اس کے ایک طریق میں بیتی تقریب کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ اس وقت تجارت کیا کرتے تھے۔ (۳۳)

⁽۲۹) ديكھنے عمدة القارى (ج ٢ص ١٩٣)

⁽٣٠) حواله بالا

⁽٣١)الأبوابِ والتراجم (ص٤٢)_

⁽۳۲)دیکھےفتح الباری (جاص۱۸۲)۔

⁽٣٣) الكنز المتواري في معادن لامع الدراري و صحيح البخاري (٣١٩ صام ١٩١٩)_

٨٩ : حدّ ثنا أَبُو ٱلْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعْبُ ، عَنِ ٱلزُّهْرِيِّ (ح) قالَ : أَبُو عَبْدِ اللهِ : وَقَالَ ٱبْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ عُمْرَ قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ ٱلْأَنْصَادِ ، فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ ، وَهْيَ مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيلِيّهِ ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ جَنْتُهُ عَوْلِي ٱللّهِ يَعْلِيلِهِ ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ بَعْمَ مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيلِيّهِ ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ وَهُمْ مِنَ ٱلْوَحْيِ وَغَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلُ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِي ٱللهِ عَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلُ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِي ٱلْأَنْصَادِيُّ يَوْمَ عَنْ اللهِ عَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلُ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِي ٱللهِ عَلِيلِيّهِ وَعَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلُ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِي ٱلْأَنْصَادِي يُومَ عَنْ وَهُمْ وَعَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلُ ذَلِكَ ، فَنَزَلَ صَاحِي ٱلْأَنْصَادِي يُومَ عَنْ مَنْ مَنْ مَا اللهِ عَلَيْكِ ، فَقُلْتَ يُومَ مِنَ ٱلْوَحْي وَعَيْرِهِ ، وَإِذَا هِي تَبْكِي ، فَقُلْتُ ! طَلَقَكُنَ رَسُولُ ٱلللهِ عَلِيلِيْهِ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ : طَلَقَكُنَ رَسُولُ ٱللهِ عَلَيْكُ ؟ قَالَ : (لَا) . فَقُلْتُ : اللهُ أَكْرِبُ . اللهُ أَلْ اللهِ عَلَى اللهِ عَلْمَ عَلَى اللهِ عَلْمُ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلْمُ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُولِ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ

تراجم رجال

(۱)ابوالیمان

یہ ابوالیمان الحکم بن نافع بہر انی خمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات بدءالو حی کی چھٹی حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔ (۳۵)۔

(۳۳) قوله: "عن عمر":الحديث أخرجه البخارى أيضاً في صحيحه (ج١٥ ٣٣٣) كتاب المظالم والغصب، باب الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة في السطوح وغيرها، رقم (٢٣٢٨) و (٣٦٥ ١٩٧٥) كتاب التفسير، سورة التحريم، باب: تبتغي موضات أزواجك، رقم (١٩١٣) وباب: وإذاسرالنبي إلى بعض أزواجه حديثا رقم (١٩١٣) و (٣٦٥ ١٩١٧) واباب ووغظة الرجل ابنته قوله: إن تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما، رقم (١٩١٥) وفي (٣٦٥ ١٠٠٤) كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم (١٩١٥) و (٣٦٥ ١٠٠٥) كتاب النكاح، باب معض، رقم (١٩١٨) وفي (٣٦ ١٠٠٥) وفي (٣٦ ١٠٠٥) وفي (٣٦ ١٠٠٥) كتاب الله عليه وسلم يتجوز من اللباس والبسط، وقم (١٩١٨) وفي (٣٦ ١٠٠٥) وفي (٣٦ ١٠٠٥) كتاب أخبار الآحاد، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتجوز من اللباس والبسط، وقم (٣١٥ ١٠٠٥) وفي (٣٦ ١٠٠٥) أخبار الآحاد، باب قول الله تعالى: لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم رقم (٣٢٥ ١٠٠٥) ومسلم في صحيحه، في كتاب الطلاق، باب في الايلاء واعتزال النساء وتخييرهن وقوله تعالى: وان تظاهرا عليه، رقم (٣٢٩٠) ووسلم في صحيحه، في كتاب الطلاق، باب كم الشهر وذكر الاختلاف على الزهري في الخبر عن عائشة، رقم (٣١٥ ١٠٠٥) والترمذي في جامعه، في كتاب التفسير، باب و من سورة التحريم، رقم (٣١٨) وفي كتاب الطلاق، باب الإيلاء، رقم (٣١٥ ٣١٥) والترمذي في جامعه، في كتاب التفسير، باب و من سورة التحريم، رقم (٣١٨) وفي كتاب الطلاق، باب كشف الباري (٣١٥ ١٠٠٥) -

(۲)شعیب

یہ ابوبشر شعیب بن اُبی حمزہ قرش اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات بھی بدءالوحی کی چھٹی حدیث کے ذیل میں گزر کیے ہیں (۳۲)۔

(٣) الزهري

یہ امام محد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات بدءالوحی کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر کے ہیں (۳۷)۔

ابوعبداللد

اس سے مرادامام بخاری رحمة الله علیه ہیں۔

(۴) ابن وهب

یدامام عبداللد بن وہب مصری رحمة الله علیہ ہیں،ان کے حالات کتاب العلم ہی میں "باب من یو دالله به خیراً یفقهه فی الدین" کے تحت گزر کے ہیں۔

(۵) يونس

بدیونس بن بزیداً یلی قرشی رحمة الله علیه بین،ان کے حالات مخضر أبدءالو می کی پانچویں حدیث کے ذیل میں (۳۸)اور تفصیلاً کتاب العلم ہی میں باب من يو د الله به حيراً يفقهه في الدين کے تحت گزر چکے بین۔

(٢) عبيد الله بن عبد الله بن الي تور

یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی تور قرشی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، بنی نو فل سے ان کا تعلق ہے (۳۹)۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمہ بن جعفر بن الزبیر اور امام زہری روایت کرتے ہیں (۴۸)۔

⁽۳۲) کشف الباری (جاص ۲۸۰)۔

⁽۳۷) کشف الباری (جام ۳۲۷)۔

⁽۳۸) كشف البادى (جاص ۲۳س)_

⁽٣٩) ديك تهذيب الكمال (ج١٩ص ٢٨)_

⁽۴۰) شيوخ و تلافده ك ليرو كيس تهذيب الكمال (ج١٩ص ١٨)_

حافظ ذہبی رحمۃ اللّٰدعلیہ فرماتے ہیں"وثق"(۴۱)۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللّٰدعلیہ فرماتے ہیں"ثقۃ"(۴۲)۔ ابن حبان رحمۃ اللّٰدعلیہ نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیاہے (۴۳)۔

فاكده

یہ رادی ایک دوسرے رادی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ اپنے نام، والد کے نام اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے روایت کرنے میں مشترک ہیں، البتہ دوسرے رادی کی صحیحین میں حضرت ابن عباس کے طریق ہے بہت سی روایتیں مروی ہیں، جبکہ صحیحین میں عبید اللہ بن عبداللہ بن ابی تورکی حضرت ابن عباس سے سوائے حدیث باب کے اور کوئی حدیث نہیں (۴۳)۔

ایک اور فائدہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے نکھاہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ بن ابی ثور سوائے ابن عباس کے کسی اور سے روایت نہیں کرتے، اور ان سے سوائے زہری کے اور کوئی روایت کرنے والا نہیں (۵٪)۔

لیکن آپ اوپری تفصیل سے جان چکے ہیں کہ بیہ حضرت ابن عباس کے علاوہ صفیہ بنت شیبہ سے بھی روایت کرتے ہیں، نیز ان سے روایت کرنے والے امام زہری کے علاوہ محمہ بن جعفر بن الزبیر بھی ہیں۔

ہیں (۲٪) واللہ أعلم. رحمہ اللہ تعالیٰ رحمةً واسعةً

(2)عبدالله بن عباس رضي الله عنهما

حضرت عبدالله بن عباس رضی الله عنهما کے حالات بدءالوحی کی چوتھی حدیث کے ذیل میں (۲۸)

⁽۱۲)الکاشف(جاص ۱۸۱)رقم(۳۵۹۰)

^{. (}۳۲) تقريب التهذيب (ص٣٤٢) رقم (٣٣٠) .

⁽٣٣)الثقات لابن حبان (ج٥ص ٢٥)_

⁽٣٣) ديكي عمدة القارى (ج٢ص١٠٣) وفتح البارى (جاص١٨٥)

⁽٣٥)قاله الخطيب في المكمل. انظر تهذيب التهذيب (٢٥٥)_

⁽٣٦) محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيدالله بن إلى ثور عن صفية بنت شيبه كى روايات ك لئے ديكھے سنن أبى داود، كتاب الممناسك، باب المطواف الواجب، و قم (١٨٥٨) و سنن ابن ماجه، كتاب الممناسك، باب من استلم الركن بمحجد، وقم (١٨٥٨)

⁽۲۷) کشف الباری (جاص ۳۵)

کتاب الإیمان "باب کفران العشیر و کفردون کفر" کے تحت(ا)، نیز کچھ حالات کتاب العلم" باب متی یصح سماع الصغیر "میں" وانا یومئذ قد ماہزت الاحتلام "کی تشریح کے تحت گزر کے ہیں۔
(۸)حضرت عمرر ضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب رضى الله عنه كے مخضر حالات بدء الوحى كى پہلى حديث كے ذيل ميں (٢)اور كتاب الايمان، "باب زيادة الإيمان و نقصانه" كے تحت گزر چكے ہيں (٣)۔

قال أبو عبدالله: وقال ابن وهب: أخبرنا يونس

امام بخاری رحمة الله علیہ نے میہ حدیث یہاں دوطریق سے ذکر کی ہے ایک ابوالیمان عن شعیب عن الزهری کے طریق سے ،جو عن الزهری کے طریق سے جو موصولاً ہے ، دوسرا ابن وهب عن یونس عن الزهری کے طریق سے ،جو معلقاً ہے۔

یہاں جو الفاظ ذکر کئے ہیں وہ ابو الیمان عن شعیب کے طریق سے منقول الفاظ ہیں، ابن وهب عن بونس کے الفاظ نہیں ہیں، کیونکہ یہاں اصل مقصود "کنت أنا وجاد لی من الأنصاد فی بنی أمیة بن زید وهی من عوالی المدینة و کنا نتناوب النزول علی دسول الله صلی الله علیه وسلم" کے الفاظ ہیں، اور یہ ابوالیمان عن شعیب والے طریق سے تو منقول ہیں، ابن وهب عن یونس والے طریق سے تو منقول ہیں، ابن وهب عن یونس والے طریق میں "تناوب" والی بات موجود نہیں ہے بلکہ وہ "عن ابن عباس قال: لم أزل حریصاً علیٰ أن أسال عمر بن الخطاب عن المرأتین" کے الفاظ سے شروع ہور ہاہے (۲)۔

ابن وجب والى اس تعلق كو ابن حبان رحمة الله عليه في صحيح مين "محمد بن الحسن بن قتيبة عن حرملة بن يحيى عن ابن وهب" كى سند ، موصولاً نقل كيا ، (۵)

⁽۱) كشف البارى (ج٢ص٢٠٥) _

⁽٢) كشف البارى (ج اص ٢٣٩)_

⁽٣) كشف البارى (٢٦ص ٢٨٨) _

⁽٣)نص على ذلك الذهلي والدارقطني والحاكم وغيرهم، ديكي فتح الباري (١٥٥٥) وعمدة القاري (٢٥٠٥)-

⁽۵)و کیکے الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان(ج ۲۵ ۱۹۲)کتاب النکاح، باب معاشرة الزوجین، ذکر البیان بأن المرء جائزله أن یؤدب امرأته بهجرانها مدة معلومة، رقم(۱۲۵)_

ایک سوال یہاں یہ پیدا ہو تاہے کہ جب یہاں الفاظ" ابوالیمان عن شعیب" کے طریق کے ہیں تو" ابن وهب عن یونس" کے طریق کو تعلیقاذ کر کرنے کا کیا مقصدہے؟

اس کاجواب میہ ہے کہ یہ تعلیق لا کریہ بتانا مقصود ہے کہ اس روایت کو مکمل نقل کرنے میں شعیب متفرد نہیں ہیں بلکہ یونس بن یزید بھی ان کے ساتھ شریک ہیں (۲)واللہ اعلم۔

یہ بات بھی پیشِ نظررہے کہ یہ روایت یہاں مختصرہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے کتاب المظالم اور کتاب النکاح میں بہت تفصیل ہے اس کو نقل کیاہے (ے)۔

قال: كنت أنا وجارلي من الأنصار في بني أمية بن زيد وهي من عوالي المدينة ـ

حضرت عمر رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ایک اٹھاری پڑوسی ہم بنی امیہ بن زید میں جوعوالی مدینہ میں واقع ہے، رہتے تھے۔

يه "جار"كون ہے؟

یہ "جار"کون تھے؟علامہ قطب الدین ابن القسطلانی (۸) کہتے ہیں کہ یہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ عنہ ابن القسطلانی نے تو کوئی دلیل ذکر نہیں کی، البتہ ابن بھکوال نے اس قول کی توجیہ کی کوشش کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت عتبان رضی اللہ عنہا کے درمیان، مؤاخات کارشتہ قائم فرمایا تھا،اس لیے قوی امکان ہے کہ اس "جار" سے مر او حضرت عتبان رضی اللہ عنہ ہول۔

لیکن علامہ برماوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت اوس بن خولی بن عبداللدر ضی اللہ عنہ ہیں (۹)۔

⁽٢) وكي عمدة القارى (٢٦ص١٠) وفتح البارى (١٨٥ص١٨)_

⁽²⁾ المام بخارى رحمة الله عليه في اس حديث كو مطولاً ومخضراً جهال جهال نقل كيا بهان تمام مقامات كي نشان وي ييچه حاشيه ميس كروي على به، فارجع إليه إن شنت.

⁽٨) يه علامه قطب الدين ابن القسطلاني حافظ ابن حجرسه متقدم بزرگ بين، حبكه علامه شهاب الدين قسطلاني صاحب ارشاد الساري شرح بخاري په دوسر به صاحب بين اور په حافظ سه متأخر بين، يهان ده متقدم بزرگ مراد بين -

⁽٩) ويكي فتح البارى (جاص ١٨٥) و (ج٩ ص ٢٨١) كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، وإرشاد السارى (جاص ١٨٨)_

ان كى دليل يه ب كه ابن سعد كى ايك روايت مين "وكان عمر مؤاحياً أوس بن حولي، لا يسمع شيئاً إلا حدثه، ولايسمع عمر شيئاً إلا حدّثه"كى تصر تح آئى بـــــ(١٠)

علامہ قسطلانی شارح بخاری کہتے ہیں، ''لکن لایلزم من المؤاخاة المجوار ''(۱۱) لیمن اگر دونوں کے در میان مؤاخات کار شتہ ہو توبیہ کہاں لازم آتا ہے کہ دونوں جار بھی ہوں۔

لیکن اس کاجواب حافظ ابن حجر رحمة الله علیه کے کلام سے مل جاتا ہے کہ ابن سعد کی روایت میں "و کان عمر مؤاخیات "کا معروف رشتہ نہیں، بلکہ "مصادقہ" وکان عمر مؤاخیا اوس بن حولی "کا مطلب "مؤاخات" کا معروف رشتہ نہیں، بلکہ "مصادقہ" اور دوستی مراد ہے، کیونکہ ابن سعد نے حضرت عمر اور حضرت عتبان بن مالک کی مؤاخات (۱۲) اور حضرت اوس بن خولی اور حضرت شجاع بن وهب رضی الله عنہ اکی مؤاخات (۱۳) کی تصریح کی ہے۔ (۱۲)۔

بلکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قسطلانی شارح بخاری کی ذکر کردہ دلیل کواس بات کی تردید کے لئے استعال کیا ہے کہ اس جارہ مراد حضرت عتبان بن مالک ہیں، وہ فرماتے ہیں"لکن لایلزم من الإخاء أن يتجاور"(۱۵)۔ یعنی حضرت عمر اور حضرت عتبان رضی اللہ عنہما کے در میان اگر مؤاخات کا رشتہ ہوت بھی یہ لازم نہیں کہ دونوں پڑوسی بھی ہوں۔

خاص طور پر جب ایک روایت میں اس"جار" کی تصریح بھی آگئی ہو تواسنباط ہے کام لینے کے بجائے تصریح کو تسلیم کرناچا ہے۔

بني أمية بن زيد

یہ مدینہ منورہ کے ایک محلّہ کا نام ہے، جہال یہ فبیلہ آباد تھا قبائل کے نام سے محلات کیام

⁽١٠)ديك الطبقات الكبرى لابن سعد (ح ٨ ص ١٩٠)ذكر المرأتين اللتين تظاهرتا على رسول الله صلى الله عله اسلم وتخييره نساء هـ

⁽۱۱)إرشاد الساري (جاص۱۸۸)

⁽١٢) الطبقات الكبرى لابن سعد (٣٣٥ م٢٤٢) ذكر هجرة عمر بن الخطاب وإخائه. وفيه أقو ال أخو، فراجه

⁽۱۳) الطبقات الكبرى لابن سعد (ج٣٥ ص٩٣) ترجمة شجاع بن وهب_

⁽۱۳)فتح الباري(٩٥، ٢٨١)كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها_

⁽١٥)حواله مالايه

ہوتے تھے(۱۲)۔

عوالي مدينه

عوالی عالیہ کی جمع ہے، عوالی ہے وہ بستیاں مراد ہیں جومدینہ منورہ کے بالائی حصہ لیعنی مدینہ کے مشرقی حصے میں آباد تھیں، عوالی کی ابتداد و میل ہے اور انتہا آٹھ میل پر ہوجاتی ہے (۱۷)۔

و کنانتناوب النزول علیٰ رسول صلی الله علیه و سلم ینزل یوما و آنزل یوماً بهم حضور اکرم صلی الله علیه و سلم کی خدمت میں باری باری حاضر ہوتے تھے، ایک دن وہ حاضر ہوتے اور دوسرے دن میں۔

فإذا نزلت جئته بخبر ذلك اليوم من الوحي وغيره، وإذا نزل فعل مثل ذلك و جيره، وإذا نزل فعل مثل ذلك جس دن مين حاضر هو تا تواس دن كي وحي وغيره كي خبر مين ان كوديتااور جب وه حاضر هوت تواس طرح كرت__

مطلب بیہ ہے کہ اگر اس دن کوئی وحی نازل ہوئی ہوتی، یا کوئی مسئلہ پیش آیا ہوتا، یا حضور اکر م صلی اللّه علیہ وسلم نے کوئی لشکر بھیجا ہوتا، یا آپ نے کسی بات کی تعلیم و تبلیغ فرمائی ہوتی توسب آکر میں اپنے ساتھی کو بیان کر دیتااور جب میر اساتھی آتا تووہ بھی ایساہی کرتا۔

فنزل صاحبي الأنصارى يوم نوبته، فضرب بابي ضرباً شديدًا فقال: أثم هو؟ ففزعت، فخرجت إليه، فقال: قد حدث أمر عظيم، قال: فدخلت على حفصة، فإذا هي نكي، فقلت: طلقكن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟قالت: لا أدري، ثم دخلت على البي صلى الله عليه وسلم؟قال: لا. فقلت: الله أكبر

میرے انصاری ساتھی ایک روزاپی باری میں حاضر ہوئے، (جبوالیں آئے تو) میرے دروازہ کو بہت ، رسے بیٹا اور کہا کہ وہ یہاں ہیں؟ میں گھر اگر نکلا، کہا کہ ایک بہت برنا حادثہ بیش آگیاہے، حضرت

⁽١٦) عمرة القارى رج ٢ ص ١٠٠٧)_

⁽١٤)حواله بالابه

عمر کہتے ہیں کہ میں حفصہ کے پاس آیادہ رور ہی تھیں، میں نے پوچھاکیار سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوااور میں نے کھڑے ہو کر پوچھاکیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دیاہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہاللہ اکبر!

یہاں یہ واقعہ بہت مخضر ہے، آ کے مفصل روایت آر ہی ہے جس کا خلاصہ بیہے کہ:

حضرت عمررضی اللہ عنہ ایک دن اپنے کسی مسئلہ بیس غور فرمارہ ہے تھے کہ ان کی اہلیہ نے ہیہ کہہ دیا کہ آپ یوں کر لیجے، حضرت عمررضی اللہ عنہ کے ذہن میں ہیہ بات تھی کہ مکہ مکر مہ میں قریش کے مردوں کے سامنے ان کی یویاں دبی رہتی تھیں اور آمنے سامنے جواب نہیں دیتی تھیں، لیکن ہجرت کے بعد انصار کے سامنے ان کی یویاں دبی رہتی تھیں اور آمنے سامنے جواب نہیں دیتی تھیں، لیکن ہجروں کو جواب دیا کرتی تھیں، اس بات کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوگئے اور فرمانے لگے کہ تم عور تیں ہمارے معاملات میں کب سے دخل دینے لگیں؟ ان کی اہلیہ نے کہا کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں، اتنا بھی گوارا نہیں کہ ہم آپ سے کسی مسئلہ میں مراجعت کریں، جبکہ آپ کی بیٹی کا تو یہ حال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بات میں مراجعت کرتی، جبکہ آپ کی بیٹی کا تو یہ حال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بات میں مراجعت کرتی، جبکہ آپ کی بیٹی کا تو یہ حال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بات میں مراجعت کرتی ہیں اور بھی دن مجر کے لیے بات چیت تک بند کر دیتی ہیں۔

حضرت عمرر ضی اللہ عنہ گھبر اگئے اور حضرت هضه سے پوچھا کہ کیاوا قعی تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کاجواب دیا کرتی ہواور کبھی دن بھر بات چیت بندر ہتی ہے؟ حضرت هضه رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہاں! حضرت عمرر ضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو!ایسامت کرنااور عائشہ کی حرص نہ کرناوہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے بے فکر ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کی خدم ما نگنا، جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہہ دینا۔

حضرت عمرر ضى الله عنه الله عنه الله عنه الله عنها كياس كالله عنها كياس كالله ونسائه! حضرت ام سلمه رضى الله عنها في فرمايا "واعجباه! و مالك وللدخول في أمر رسول الله ونسائه! اي والله، إنا لنكلمه، فإن حمل ذلك كان أولى به، وإن نهانا كان أطوع عندنامنك "_ حضرت عمر رضى الله عنه فرمات بين كه "فندمت على كلامي لنساء النبي بما

قلت "(۱۸)_

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے آپس میں طے کر لیاتھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باری باری حاضر ہوں گے،جو آدمی اپنی باری میں جائے اس دن کے سارے واقعات آکرا بینے ساتھی کو سنائے۔

ایک دن میرایہ ساتھی اپنی باری پر پہنچا اور جب واپس آیا تو دروازہ کو بہت ہے زور سے کھٹکھٹایا، میں گھبر اگر نکلااس نے کہا کہ ایک بہت بڑا واقعہ پیش آگیاہے، ان دنوں مدینہ منورہ میں یہ افواہ اڑر ہی تھی کہ غسانی قبیلہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہاہے، اس افواہ کے پیش نظر میں نے پوچھا کہ کیا غسانی سر دار حارث بن ابی شمر نے حملہ کر دیاہے؟ انہوں نے کہا کہ معاملہ اس سے بھی بڑاہے، حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی از واج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبر اگئے، جلدی سے کپڑے وغیرہ پہن کر نکلے اور فجر کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاکر پڑھی، آپ نماز سے فارغ ہو کر بالاخانہ میں چلے گئے، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں هصه کے پاس آیا وہ رورہی تھیں، میں نے رونے کا سبب پوچھا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی تہہیں متنبہ نہیں کیا تھا؟ پھر دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب کو طلاق دیدی ہے ؟ انہوں نے کہا کہ معلوم نہیں، آپ بالاخانہ میں ہیں، میں وہاں سے نکلا، منبر کی طرف آیا، وہاں کچھ صحابہ کرام بیٹھے رورہے تھے، ان کے ساتھ کچھ وقت گزار نے کے بعد میں بالاخانہ کی طرف آیا، وہاں رباح نامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاغلام بیٹھا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میرے لیے اجازت لو، میں آپ کے پاس جانا جارت اور میں آپ کے پاس جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاغلام بیٹھا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میرے لیے اجازت لو، میں آپ کے پاس جانا حالت کی، آخر میں اجازت طلب کی، آپ نے سکوت فرمایا، اس طرح وقفہ وقفہ سے گئی دفعہ اجازت طلب کی، آخر میں اجازت مل گئی۔

حضرت عمر رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ میں نے داخل ہو کر سلام کیااور پوچھا کہ کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف دیکھااور فرمایا کہ نہیں! میں نے زور سے "الله اکبر"کہا۔

⁽١٨). كِيُصَطبقات ابن سعد (٨٦ص ١٨٩)ذكر المراتين اللتين تظاهرتا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وتخييره نساء ه

حضرت عمررضی الله عند نے یہاں "الله اکبر" بطور تعجب کے فرمایا کہ لوگوں نے کیا ہے کیا بات بنادی اور کھیلادی، یہی رائے امام بخاری رحمۃ الله علیه کی بھی ہے، کیونکہ انہوں نے "کتاب الأدب" میں "باب التحبیر والتسبیح عندالتعجب" قائم فرمایا ہے، اس کے تحت حضرت عمر رضی الله عنه کی اس روایت کا حوالہ بھی پیش کیا ہے (19)۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ انہوں نے خوشی کے اظہار کے لیے بطورِ شکر یہ الفاظ ادا کیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی، ظاہر ہے کہ اگر آپ طلاق دے دیتے تو دوسری امہات المؤمنین کے ساتھ ساتھ حضرت عمر کی اپنی بیٹی کو بھی طلاق ہو جاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو ہلکا کرنے کے لیے اور جو سو گوار ماحول طاری ہو گیا تھا اس کو دور کرنے کے لیے آپ کے ساتھ کچھالی باتیں کیں کہ آپ مسکرانے لگے۔

اس موقع پر حضور اکرم صلی الله علیه وسلم اپنی از داج مطهر ات ہے ایک ماہ مکمل معتزل رہے، انتیس دنوں کے بعد جب مہینہ مکمل ہو گیا آپ امہات المومنین سے ملے (۲۰)۔

٢٨ - باب : ٱلْغَضَبِ فِي ٱلمَوْعِظَةِ وَٱلْتَعْلِيمِ ، إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ .

باب سابق کے ساتھ مناسبت

سابق باب میں ''تناوب فی العلم 'کاذکرہے جو صفاتِ متعلمین میں سے ہے،اس باب میں بھی معلم ہی کے نفع کی بعض صفات واحوال کاذکرہے کہ معلم جب متعلم کے اندر کوئی ناپندیدہ بات محسوس

⁽١٩) ديكي صحيح بخارى (٢٦ص ٩١٨) رقم الحديث (٢٢١٨)

⁽۲۰) يه روايت امام بخارى رحمة الله عليه في الله عليه في الرجاص ٣٣٥ و٣٣٥) كتاب السطالم والغصب، باب الغوفة والعلية الممشرفة وغير الممشرفة وغير الممشرفة وغير الممشرفة في السطوح وغيرها، رقم (٢٣١٨) و (٣ ٢ ص ٢٥٩ - ٢٥ المحاول التفسير، سورة التحريم، باب تبتغي مرضات أزواجكرقم (٣٩١٣) و (٣ ٢ ص ٢٥٠ ـ ٢٨٨) كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم (١٩١٥) اور (٣ ٢ ص ٨٢٨ و١٩٨) كتاب اللباس، باب ماكان النبي صلى الله عليه وسلم يتجوز من اللباس والبسط، رقم (٨٩٥) كتاب تغييلًا تخ تكى بهديد يشكى كمل تخ تك شروع باب من كرريكي بـــ ويديث كي ممل تخ تك شروع باب من كرريكي بـــ

کرے تواس کی اصلاح کرے، اس طرح دونوں ابواب میں مناسبت واضح ہو جاتی ہے (۲۱)۔

مقصد ترجمة الباب

حضرت شخ الهندر حمة الله عليه فرماتے ہیں کہ چونکہ احادیث میں منصوص ہے کہ آپ موقع تعلیم وعظ میں رفق وملائمت کو پہند فرماتے تھے، چنانچہ ایک اعرابی نے جب معجد میں پیشاب کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا" إنها بعثتم میسوین ولم تبعثوا معسوین" (۲۲)۔

ای طرح آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذین جبل رضی الله عنهما کوجب یمن جیجا تو فرمایا "پیسرا و لا تعسّرا و بشرا و لا تنفرا" (۲۳)۔

ای طرح آپ نے فرمایا"یسروا و لا تعسروا و بشروا و لا تنفروا" (۲۳)۔

اى طرح حضرت معاويه بن الحكم سلمى رضى الله عنه فرمات بين "فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبأبي هو وأمي، ما رأيت معلماً قبله و لا بعده أحسن تعليماً منه، فوالله، ما كهرنى و لاضربنى، و لاشتمنى "(٢٥) ـ

امام بخاری رحمة الله علیه کا مقصدیه ہے کہ ان نصوص کودیکھ کرید نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ''غضب'' کی گنجائش ہی نہیں، بلکہ بعض مواقع میں غضب اور شدت نہ صرف جائز بلکہ مستحن ہے (۲۲)۔

ند کوره روایت کی تشریحات کے لیے دیکھے: فتح الباری (ج۹ص ۲۷۹-۲۹۳) کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها. نیز دیکھے طبقات ابن سعد (ح۸ص ۱۸۲-۱۹۲) ذکر المراتین اللتین تظاهر تاعلی رسول الله صلی الله علیه وسلم و تخییره نساء ۵۔

(٢١)د يكيئ عمدة القارى (ج٢ص١٠٥)

(۲۲)صحیح البخاری(ج ۱ ص ۳۵)کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، رقم(۲۲۰) و (ج۲ ص ۹۰۵) کتاب الأدب، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: یسّروا ولاتعسروا، رقم(۲۱۲۸)

(٢٣)صحيح البخارى (ج اص ٢٢٦)كتاب الجهاد والسير، باب مايكره من التنازع والاختلاف في الحرب وعقوبة من عصى إمامه، رقم (٣٠٣)_

(٢٣)صحيح البخاري(٦٥/١٠)كتاب العلم، باب ماكان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كي لاينفروا، رقم(٢٩)

(٢٥)صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة و نسخ ما كان من إباحه، دم (١٩٩١)_

(٢٦)الأبواب والتراجم (٥٢٥)_

یہ شدت اس تیسیر اور رفق کے منافی نہیں ہے، بعض او قات اظہارِ نار اضگی بہت مفید ہو تاہے، طالب علم سنجل جاتاہے، آئندہ کے لیے احتیاط شر وع کر دیتاہے۔

بہت سے شراح جیسے ابن المنیر ، علامہ برماوی اور علامہ عینی رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے وعظ و تعلیم اور قضاء میں فرق بیان کرناچاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وعظ و تعلیم میں اظہارِ غضب جائز ہے بلکہ واعظ کے لیے اظہار غضب مقصود ہو تاہے تاکہ لوگوں میں بین کہ وعظ و تعلیم میں اظہارِ غضب جائز ہے بلکہ واعظ کے لیے اظہار غضب مقصود ہو تاہے تاکہ لوگوں میں بیداری پیدا ہو، جبکہ قضاء میں غضب کی اجازت نہیں ہے (۲۷) کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"لایقضین حکم بین اثنین و هو غضبان" (۲۸)۔

علامہ بدرالدین دمامینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ وعظ میں تواظہارِ غضب تھیک ہے لیکن تعلیم میں تو یہ مفترہے، کیونکہ اس سے قوتِ فکریہ منتشر ہو جاتی ہے، طالب علم گھبر اجاتا ہے، ہوش بجانہیں رہتااور عقل صحیح طور پر کام نہیں کرتی، توجو تعلیم کا مقصد ہے، یعنی طالب علم کو علم حاصل ہو جائے، غضب کی وجہ سے وہ مقصد ہی فوت ہو جائے گا (۲۹)۔

لیکن اس کاجواب میہ کہ اول تو یہ قاعد ہ کلیہ نہیں کہ ہر بچے کے ہوش وحواس مختل ہو جاتے ہوں، پھر جس پر پچھ اثر پڑتا ہے اور جواستاذکی نارا ضگی سے بہت زیادہ خا کف رہتے ہیں، ان کی قوتِ فکر یہ اگر چہ اس وقت کام نہیں کرتی لیکن ان کے لیے غضب آئندہ مفید ہوگا، وہ یہ سوچیں گے کہ آئندہ اگر بے توجہی اور بے احتیاطی کی گئی تواستاذکی ڈانٹ پڑے گی اور نارا ضگی برداشت کرتی پڑے گی، وہ پہلے ہی سے احتیاط کرنا شروع کر دیں گے۔

امام بخاری رحمة الله علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر موقع پر اظہارِ غضب ہی کرنا چاہیے بلکہ جب غضب کاواقعی موقع ہو تو وہاں اظہار ہونا چاہیے۔

تنكبيه

یہاں اگر چہ حضرات شراح کرام نے قضاء کامسکلہ ذکر کیا ہے لیکن حقیقت میہ ہے کہ امام بخاری

⁽۲۷)و یکھتے ارشاد السازی (جاص ۱۸۸ و۱۸۹)۔

⁽٢٨)صحيح البخاري(٢٢،٥٠٥)كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم أويفتي وهو غضبان، رقم (١٥٨)_

⁽۲۹)ارشاد السارى (جاص۱۸۹)

رحمة الله عليه كاس مقام پر قضاء و تعليم ميں فرق بيان كرنابظاہر مقصود نہيں ہے، يہاں توانہوں نے صرف يه بتلاياہے كه معلم اور واعظ بوقت ضرورت غضب كااظہار كرسكتے ہيں۔

رہا قضاء کا مسئلہ، سووہ کتاب الاحکام میں آرہاہے وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر ترجمہ قائم کیا ہے "هل يقضي الحاكم أويفتى و هو غضبان "(٣٠)اور پھر اس معنى میں حدیث نقل كى ہے جوا بھى پیچے گزرى ہے۔

رہایہ مسکلہ کہ قاضی کو عصد کی حالیت میں فیصلہ کرنے سے کیوں منع کیا گیاہے؟

سواس کاجواب ہے ہے کہ غصے ہے انسان کی قوتِ فکریہ مفلوج ہو جاتی ہے، آدمی کی قوت ادراک پوراکام نہیں کرتی،اگراسی حال میں فیصلہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ مسئلہ کا صحیح جواب اور مقدمہ کا صحیح فیصلہ نہ ہویائے،اس لیے منع کیا گیا۔

٩٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا سُفْيانُ ، عَنِ آبْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَي خَارِمٍ ، عَنْ أَي مَسْعُودٍ ٱلْأَنْصَارِيِّ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ ٱلصَّلَاةَ عِمَّا يَطُولُ بِنَا فُلَانٌ ، فَمَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ عَلِيلِتِهِ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ ، فَقَالَ : (أَيُّهَا ٱلنَّاسُ ، يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلَيْحَقِّفُ . فَإِنَّ فِيهِمُ ٱلمريضَ وَٱلضَّعِيفَ وَذَا ٱلْحَاجَةِ) .

[775 : 777 : 7009 : 777 : 77.]

تراجم رجال

(۱) محمد بن کثیر

یہ محد بن کثیر عبدی بھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ابو عبد اللہ ان کی کنیت ہے، سلیمان بن کثیر ان کے بھائی ہیں جوان سے پچاس سال بڑے ہیں (۳۲)۔

⁽۳۰)صحيح البخاري (٢٦ص١٠١)_

⁽۳۱) قوله: "عن أبي مسعود الأنصارى": الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (ج اص ٩٧) كتاب الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام، وإتمام الركوع والسجود، رقم (٢٠٠) و (ج اص ٩٨) كتاب الأذان، باب من شكا إمامه إذا طول، رقم (٧٠٢) و (ج ٢٠٠٠) كتاب الأدب، باب ما يعجوز من الغضب والشدة لأمر الله، رقم (١١١٧) و (ج٢ص ١٠٦٠) كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم أويفتي وهوغضبان، رقم (١٥٩٥) و مسلم في صحيحه، في كتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، رقم (١٥٣٥) و ابن ماجه في سننه، في كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف، رقم (٩٨٣) _ (٣٢٥) و (٣٢٥) و ابن ماجه في سننه، في كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف، رقم (٩٨٣) _ (٣٢٥) و الشهرة بيب الكمال (٣٢٥) مسره ٢١٥) و المسلم و الشهرة و السنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف، رقم (٩٨٣) _ (٣٤٥) و الشهرة و السنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف، رقم (٩٨٣) _ (٣٤٥) و المسلم و الشهرة و السنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف، وقم الشهرة و السنة فيها، باب من أم قوماً فليخفف المسلم و المسلم و

واضح رہے کہ محمد بن کثیر کے نام سے ایک اور راوی بھی ہیں جو صنعانی ہیں،ان کی کوئی روایت صحیحین میں نہیں البتہ سنن نسائی،ابوداؤد اور تر مذی میں ہے (۳۳)، جبکہ محمد بن کثیر عبدی کی روایتیں نہ صرف صحیحین میں ہیں،بلکہ ان کے علاوہ سنن اربعہ میں بھی ہیں (۳۴)۔

یہ ابراہیم بن نافع کلی، اسرائیل بن یونس، اساعیل بن عیاش، جعفر بن سلیمان ضبعی، سفیان توری، اپنے بھائی سلیمان بن کثیر، شعبہ بن الحجاج، عمرو بن مرزوق واشحی، ھام بن پھی اور ابوعوانہ رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابو داؤد، ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ بجی، امام دار می، عبد بن حمید، علی بن المدینی، امام محمد بن یحیی ذبلی، ابو حاتم رازی اور ابو زرعه رازی رحمهم الله تعالیٰ وغیرہ حضرات ہیں (۳۵)۔

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" (٣٦)

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب الثقات مين ذكر كيام، اور لكهام، "وكان تقيًّا فاضلاً....." (٣٤) -

المام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة" (٣٨)_

سليمان بن قاسم رحمة الله عليه فرمات بين"لابأس به" (٣٩)_

البنة امام یجی بن معین رحمة الله علیه فرماتے بین "لاتکتبوا عنه، لم یکن بالثقة" (۴۰) نیزوه فرماتے بین "لم یکن یستأهل أن یکتب عنه" (۱۶) _

⁽mm)ويكي تهذيب الكمال (ج٢٢ص ٣٢٩)_

⁽٣٢) تهذيب الكمال (٢٤ص٣٣٣)_

⁽٣٥) شيوخ و تانذه ك تفصيل كے ليے ديكھتے تهذيب الكمال (ج٢٦ص ٣٣٥و٢٣١)_

⁽٣٦)تهذيب الكمال (٢٢٥ ٣٣٧)_

⁽٣٤) الثقات لابن حبان (ج٩ ص ١٤ و٨٨)

⁽۳۸) تهذيب التهذيب (ج٥ص١٨)

⁽۳۹)حواليه بالا

⁽٢٠) تهذيب الكمال (ج٢٦ص٢٣١) وميزان الاعتدال (ج٣ص١١) رقم (٨٠٩٩)

⁽١٦)سير أعلام النبلاء (١٠٠٥ ١٨٥)

لیکن حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذھیب" میں لکھاہے کہ امام یحی بن معین کا پہلا قول "لاتکتبوا عنه، لم یکن بالثقة"ان کے بارے میں نہیں بلکہ ایک اور راوی محمہ بن کثیر فہری(۱) کے بارے میں نہیں عنه"ان سے ثابت ہے، لیکن وہ فرماتے ہیں بارے میں ہے (۲) البتہ دوسر اقول "لم یستاھل أن یکتب عنه"ان سے ثابت ہے، لیکن وہ فرماتے ہیں "الرجل ممن طفر القنطرة و ما علمنا له شیئا منکر اً پلین به"(۳)۔

ای طرح حافظ ابن حجرر حمة الله علیه فرماتے ہیں" ثقة لم یصب من ضعفه" (۴)۔ ۲۲۳ھ میں نوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی (۵)۔ رحمہ الله تعالیٰ رحمة واسعة

(۲)سفیان

بي امير المومنين في الحديث الم سفيان بن سعيد تورى رحمة الله عليه بين ال كے حالات كتاب الإيمان، "باب علامة المنافق"كے تحت گزر يك بين - (١)

(٣) ابن الى خالد

یہ اسمعیل بن ابی فالد احمی بیلی کوفی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے مخفر حالات کتاب الإیمان "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کے تحت گزر کے ہیں (ے)۔

(٤٦) قيس بن الي حازم

یے مخضر م تابعی قیس بن ابی حازم احمی بجل کوفی رحمة الله علیه بیں، ان کے حالات بھی کتاب الإیمان، "باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: الدین النصیحة لله ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتهم" کے تحت گزر کے بیں (۸)۔

⁽١) انظر ترجمته وقول ابن معين فيه في ميزان الاعتدال (٣٣٥م ٢٠)ر قم (١٠١٨)_

⁽٢) انظر حاشية السبط ابن العجمي على الكاشف (٢١٣ م١٢) رقم (١١٢)_

⁽٣)سير أعلام النبلاء (ج١٠ص ٣٨٣)

⁽٣) تقريب التهذيب (ص٥٠٣) رقم (٢٦٥٢)_

⁽۵)تهلیب الکمال (۲۲۳ ۳۳۷)

⁽۲) كشف البارى (ج٢ص٢٥)_

⁽²⁾ كشف البارى (جاص ١٤٦)

⁽۸) كشف البارى (ج٢ص ٢١)

(۵) حضرت ابومسعود انصاری رضی الله عنه

یه مشہور صحابی حضرت ابو مسعود بدری انصاری رضی الله عنه بیں، ان کانام عقبه بن عمروب، ان کے حالات بھی کتاب الإیمان، "باب ماجاء أن الأعمال بالنية والحسبة ولكل امرئ مانوی" كے حالات بھی بیں (۹)۔

قال: قال رجل: يا رسول الله، لا أكادأدرك الصلاة مما يطول بنا فلان

حضرت ابو مسعود انصاری رضی الله عنه کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہایار سول الله! مجھے جماعت کی نماز ملنی مشکل ہو گئی ہے کیونکہ فلاں صاحب ہمیں کمبی نماز پڑھاتے ہیں۔

یہ "دجل"کون ہے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر تواس کانام حزم بن الی بن کعب ذکر کیا ہے (۱۰)، لیکن آگے "کتاب الأذان" میں جاکر اس نام کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہو سکا(۱۱)۔

اسی طرح"فلان" یعنی امام کے بارے میں بعض حضرات نے حضرت معاذبن جبل رضی اللہ عنہ کانام لیاہے، جبکہ صحیح میہ ہے کہ یہاں امام حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ جبکہ صحیح میہ ہے کہ یہاں امام حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ عشاء کے وقت کا ہے (۱۳) جبکہ حدیث باب کا واقعہ فجر کے وقت کا (۱۳)، اسی طرح حضرت اللہ عنہ کا واقعہ مسجد بنی سلمہ کا ہے اور حضرت اُلی کا واقعہ مسجد قباسے متعلق ہے (۱۵)۔

یہاں شکایت کرنے والا کہہ رہا ہے "لا اکادادرك الصلاة مما يطول بنا فلان"كه فلان "دى كى تطويل كى وجہ سے ميں نمازيا نہيں سكتا۔

⁽٩) كشف البارى (ج٢ص ٢٨)_

⁽١٠)فتح البارى (جاص١٨١)_

⁽١١) فتح الباري(١٩٨٥/٢٥) كتاب الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام، وإتمام الركوع والسجود_

⁽١٢) حواليه بالا

⁽١٣)حواله بالا

⁽١٢)صحيح البخارى (١٥ص٩٥) كتاب الأذان، باب تخفيف الإمام في القيامرقم (١٠٠)

⁽١٥) فتح البارى (٢٦ص١٩٨) كتاب الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام

اس پراشکال یہ ہے کہ تطویل توادراک صلوۃ کاسب ہے نہ کہ عدم ادراک کا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں تصحیف ہوئی ہے، دراصل یہ "لاکاد ا توك الصلاة" تھاکس نے "لاکاد" کے ہمز ہ شکلم کو "الف" ہے بدل دیااوراس کے بعد "اکاد" کے ہمز ہ شکلم کو "الف" ہے بدل دیااوراس کے بعد "اکاد" کا ہمزہ بڑھادیا، اور "اتوك" کو "ادرك" بنادیا۔ "لاکاد اتوك الصلاة" كا مطلب یہ ہوجائے گاکہ فلاں کی تطویل کی وجہ سے میں جماعت کی نماز چھوڑ نے لگا ہوں (۱۲)، اس کی تائید دوسر ہے طریق کے ان الفاظ سے ہوتی ہے "انی لاتا خرعن صلاق الغداق من أجل فلان مما یطیل بنا" (۱۷)۔

حافظ رحمة الله عليه فرمات، بين كه يه معنى التحصير بين كوفيات على تائيد نهيس كرتى (١٨) ـ

ابوالزناد بن سراج كيت بين كه اس كا مطلب يه هم فلان شخص كى تطويل كى وجه سے ميں نماز ميں اس كاساتھ نہيں رے پاتا طويل قيام كى وجه سے تھك جاتا ہوں ، اگر وہ ركوع ميں جاتا ہے توميں ركوع ميں ماتا ہے توميں توميان كى وجه سے اس كے ميں تھكان كى وجه سے جانبيں پاتا ، اسى طرح جب وہ مجدے ميں جاتا ہے توميں تھكان كى وجه سے اس كے ساتھ سجدہ نہيں كرپاتا ، گويا" لا أكاد أدرك الصلاة "كے معنى بين " لا أكاد أتم الصلاة مع الإمام " (١٩) يه معنى بهى درست بين ، ليكن چونكه دوسرى روايت مين "إنى لا تأخر عن صلاة الغداة " (٢٠) كے الفاظ بين ، ان كى روشنى ميں صديث باب مين " لا أكاد أدرك الصلاة "كے جمله كا الغداة ، وگا كه " لا أقرب من الصلاة فى الجماعة ، بل أتأخر عنها أحياناً من أجل التطويل " (٢١) _

فما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في موعظة أشد غضباً من يومئذ

⁽۱۲)فتح البارى (جاص۱۸۲)

⁽١٤)صحيح البخارى (ج اص ٩٤) كتاب الأذان، باب تخفيف الامام....رقم (١٠٢)

⁽۱۸)فتح البارى (جاص۱۸۲)_

⁽۱۹)فتح البارى (جاص ۱۸۷)_

⁽٢٠)كماسبق تخريجه آنفأ

⁽۲۱)فتح البارى (جاص۱۸۹)

میں نے آپ کو گسی و عظ میں اس دن سے زیادہ غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا۔ چو نکہ آپ پہلے ہی تطویل صلوٰۃ سے منع کر چکے تھے اور بتا چکے تھے کہ اس طرح لوگ متنفر ہوں گے،اس کے باوجود شکایت ہور ہی تھی اس لیے آپ سخت ناراض ہوئے (۲۲)۔

اس سے ترجمۃ الباب كااثبات ہورہاہے جو واضح ہے۔

فقال: أيّهاالناس، إنكم منفرون، فمن صلى بالناس فليخفف

آپ نے فرمایا، اے لوگواتم لوگ تنفر پھیلاتے ہو، جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے وہ تخفیف

کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افاد ہُ عام کے واسطے، نیز تاکہ مخاطبِ مخصوص کو شر مندگی نہ ہو خطاب خاص کے بجائے عام خطاب فرمایا کرتے تھے (۲۳)، چنانچہ یہاں بھی آپ نے عام خطاب فرمایکر متنبہ فرمایا ہے کہ اس طرح تطویل سے لوگ نماز سے متنفر ہوں گے، اس لیے جا ہے کہ نماز میں تخفیف ہو۔

تخفیف کامطلب ہیہ ہے کہ جن جن نمازوں میں جوسور تیں مسنون ہیں وہ پڑھی جائیں۔ مسنون سور تیں منہی عنہ تطویل میں داخل نہیں ہیں (۲۴)۔

فإن فيهم المريض والضعيف وذاالحاجة

اس لیے کہ ان نمازیوں میں بیار، کمزوراور حاجت مندلوگ بھی ہوسکتے ہیں۔ "المعریض"اوراس کے معطوفات" اِن" کااسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ایک روایت میں "ذاالحاجة" کے بجائے "ذوالحاجة" بھی آیاہے،اس صورت میں یا تواس کو مستقل جملہ استفاقیہ قرار دیا جائے، یا اس کو "المویض" اور "الضعیف" کے محل پر عطف کیا

⁽۲۲)حوالنه بالار

⁽۲۳)ديكھے عمدة القارى (ج٢ص١٠١)_

⁽۲۳) ويكي فضل البارى (٢٦ص٩٣)_

جائے (۲۵) _ واللہ اعلم

41 : حدّ ثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : حدَّ ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ : حَدَّ ثنا سُلَيْمانُ بْنْ بَلَالٍ الْمَهْمِيِّ اللّهِ بَاللّهِ بَعْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى اللّبَعِثِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهْمِيِّ ؟ اللّهِ الْجُهْمِيِّ ؟ أَنَّ ٱلنّبِي عَيْكِيْ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ ٱللّقَطَةِ ، فَقَالَ : (آعْرِفْ وَكَاءَهَا ، أَوْ قَالَ وَعَاءَهَا ، وَعِفَاصَهَا ، ثُمَّ أَنَّ ٱلنّبِي عَيْكِيْ سَأَلُهُ رَجُلٌ عَنِ ٱللّقَطَةِ ، فَقَالَ : (آعْرِفْ وَكَاءَهَا ، أَوْ قَالَ وَعَاءَهَا ، وَعِفَاصَهَا ، ثُمَّ عَرِفُهُ اللّهُ مَنْ وَجُهُهُ ، فَقَالَ : (وَمَا لَكَ وَلَمَا اللّهُ وَجُلَا مُ مَعَها سِقَاقُها وَجِدَاؤُهَا ، تَرِدُ ٱلمَاءَ وَتُمْ وَجُهُهُ ، فَقَالَ : (وَمَا لَكَ وَلَمَا اللّهُ الْغَنَمِ ؟ قَالَ : (لَكَ أَوْ لِأَخِيكِ أَوْ وَتَرْعَى ٱلشَّجَرَ ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا) . قَالَ : فَضَالَلُهُ ٱلْغَنَمِ ؟ قَالَ : (لَكَ أَوْ لِأَخِيكِ أَوْ لِأَخِيكِ أَوْ لِلْحَيْلِ إِلّهُ اللّهَ عَلَى اللّهَ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ مَا كَالَ : (لَكَ أَوْ لِأَخِيكِ أَوْ لِلْحَيْلُ إِلّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَلَا يَكُولُ اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ اللّهُ

تراجم رجال

(۱)عبدالله بن محمه

یہ ابوجعفر عبداللہ بن محمد مندی جعفی بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے حالات "کتاب الإيمان" "باب أمور الإيمان" کے تحت گزر کے بیں (۲۷)۔

(۲۲) قوله: "عن زيد بن حالد الجهني": الحديث أحرجه البحارى أيضاً في صحيحه (5100 100) كتاب المساقاة، باب شرب الناس والدواب من الأنهار، 5 (5100 500 500 كتاب اللقطة، باب ضالة الإبل، وباب ضالة الغنم، وباب إذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهي لمن وجدها، 5 (5100 500 500 500 كتاب اللقطة، باب إذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة ردها عليه لأنها وديعة عنده، وباب من عرف اللقطة ولم يدفعها إلى السلطان، 5 (500 500

(٢٤) كشف البادي (ج اص ٢٥٤)_

⁽۲۵)فتح البارى (جاص۱۸۲)_

(۲)ابوعامر

یہ ابوعامر عبد الملک بن عمرو بن قیس عقدی بھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے مخضر حالات بھی کتاب الإیمان کے مذکورہ باب بیں گزر کے ہیں (۲۸)۔

(٣)سليمان بن بلال مديني

یہ ابو محمد یا ابو ابوب سلیمان بن بلال قریش تیمی مدنی ہیں، ان کے مختصر حالات بھی کتاب الإیمان کے مذکورہ باب کے تحت گزر کے ہیں (۲۹)۔

(۴) ربيعة بن الي عبد الرحمان

یہ امام ربیعة بن ابی عبدالرحمٰن المعروف به "ربیعة الرأی" رحمة الله علیه بین، ان کے حالات کتاب العلم بی میں "باب رفع العلم و ظهور الجهل" کے تحت گزر کے ہیں۔

(۵) يزيد مولى المنبعث

بيريد مولى المنعث بضم الميم وسكون النون وفتح الموحدة وكسر المهملة بعدها مثلثة (٣٠) مرنى رحمة الله عليه بين (٣١) _

حضرت ابوہر میرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی الله عنهما سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بیٹے عبداللہ بن یزید کے علاوہ بسر بن سعید، ربیعہ بن ابی عبدالرحلٰ، عبدالملک بن عیسی ثقفی اور یحی بن سعیدانصاری رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں (۳۲)۔

حافظ ابن حجرر حمة الله عليه فرمات مين "صدوق" (٣٣)

⁽۲۸) کشف الباری (جاص ۲۵۸)۔

⁽٢٩) حواله بالا

⁽۳۰) تقریب التهذیب (۱۰۲) رقم (۲۰۹۸)

⁽٣١) تهذيب الكمال (ج٣٢ص ٢٩١)_

⁽۳۲) شيوخ و تلامده كے ليے ديكھنے حوال بالا۔

⁽٣٣) تقريب التهذيب (ص٢٠١) رقم (٢٥٨) _

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہیں "ثقة" (٣٣)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب المثقات مين ذكر كياب (٣٥)

ان كى روايات اصولِ ستمين موجود بين (٣٦) در حمه الله تعالى رحمة واسعة -

(۲)زیدبن خالدانجهنی رضی الله عنه

یه مشہور صحافی حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنه ہیں ان کی کنیت میں اختلاف ہے،ابوز رعه، ابو عبدالر حمٰن اور ابو طلحه کی کنیتیں منقول ہیں (سے)۔

غزوہ حدیبیہ میں شریک رہے، فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ جہینہ کا پرچم آپ ہی کے ہاتھ میں تفارسی)۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عثمان، حضرت ابوطلحہ انصاری اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں بشر بن سعید، خالد بن زید بن خالد جہنی، خلاد بن السائب، سعید بن المسیب، سعید بن المسیب، سعید بن المسیب، سعید بن یسار، صالح مولی التو اُمة ، یزید مولی المهنعث، عطاء بن الجی سعید بن بیار، صالح مولی زید بن خالد جہنی رحمهم الله وغیر ه حضرات ہیں (۳۹)۔

ان سے تقریباً کیاسی (۸۱) حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے پانچ متفق علیہ ہیں اور تین حدیثوں میں امام مسلم متفرد ہیں۔ (۴۰۰)

ان کی و فات کہاں ہو کی ؟اس میں متعددا قوال ہیں، مدینہ منورہ میں یامصر میں یا کو فہ میں، یہ تین

⁽۳۳) الكاشف (ج٢ص٣٦) رقم (٣٧٣)_

⁽۳۵)الثقات لابن حبان (ج۵ص۵۳۳)_

⁽۳۲)تهذيب الكمال (ج۳۳ص ۲۹۱)_

⁽٣٤) ويكية الاستيعاب بهامش الإصابة (جاص ٥٥٥ و٥٥٩) والإصابة (جاص ٥٦٥)

⁽۳۸)حواله جات بالا

⁽٣٩) شيوخ و تلانده ك ليدريك تهذيب الكمال (ج٠١ص ١٣٥٥)

⁽٢٠) خلاصة الخزرجي (١٢٨)_

اقوال ہیں (ام)۔

اسی طرحان کے سنِ وفات میں بھی متعدد اقوال ہیں، ۱۸ صیا۸ کے میں پچاسی سال کی عمر میں وفات میں اللہ عنه وأرضاه

أن النبي صلى الله عليه وسلم سأله رجل عن اللقطة

حضوراكرم صلى الله عليه وسلم سے ايك شخص نے "لقط "كے بارے ميں پوچھا۔

حديث باب مين "رجل" سے كون مراد ہے؟

اس حدیث میں "رجل" سے کون مراد ہے ؟اس بارے میں مختلف اقوال معقول ہیں۔

ابن بھکوال رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعض تنبعین نے اس"ر جل"کامصداق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قرار دیاہے،اور اس کوابوداؤد کی طرف منسوب کیاہے (۳۳)۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوداؤد کے کسی نسخہ میں یہ تصریح نہیں ملی، ویسے بھی یہاں حضرت بلال کا ہونااس وجہ سے بھی بعید ہے کہ ایک روایت میں "جاء أعرابی " الفاظ آئے ہیں (۳۳)، ظاہر ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو "اعرابی" سے موصوف کرنا بعید ہے (۵۵)۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ خود راوی لینی حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیں (۴۲)اس قول کامتندیہ ہے کہ طبرانی کی ایک روایت میں جوربیعہ ہی کے واسطہ سے مروی ہے اس کے الفاظ بیں"انه سأل النبی صلی الله علیه وسلم ……"(۲۷)۔

⁽١٣)الاستيعاب بهامش الإصابة (حاص٥٥٩)_

⁽٣٢) تهذيب الكمال (ج١٠٥) وتقريب التهذيب (ص٢٢٣) رقم (٢١٣٣) _

⁽٣٣) فتح البارى (ج٥ص ٨٠) كتاب اللقطة، باب ضالة الإيل

⁽٣٣)صحيح البخاري (١٥٥/١٥) كتاب اللقطة، باب ضالة الإبل رقم (٢٣٢٧)_

⁽۵۹)فتح البارى (ج۵ص۸۰)_

⁽۲۲)حواله بالا

⁽٤٦) حواله مالا

لیکن یه دلیل زیاده کار آمد نہیں کیونکہ اس روایت کے ایک طریق میں جس کوامام احمد نے روایت کیا ہے" اُنہ سال النبی صلی الله علیه و سلم اُوان رجلاً سال" کے الفاظ ہیں (۴۸) ۔ لین شک کے ساتھ مروی ہے۔

نیز ایک روایت میں ''آتی رجل رسول الله صلی الله علیه وسلم و أنا معه'' کے الفاظ بھی ہیں (۴۹)۔ اس سے معلوم ہو تاہے کہ سائل حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنه نہیں ہیں، پھر اس میں اس اعتبار سے بھی بُعد ہے کہ بیچھے بیان کیا گیا ہے کہ ایک روایت میں ''جاء أعرابی'' کے الفاظ ہیں، ظاہر ہے! یخ آپ کواس تعبیر سے ذکر کرنا بہت بعید ہے۔

ایک حدیث میں لقط کا سوال حضرت ابو تغلبه تحشنی رضی الله عنه ہے (۵۰)، ایک وسری حدیث میں الله عنه سے (۵۰)، ایک وسری حدیث میں الله عنه سے (۵۱) اور ایک تیسری حدیث میں حضرت جارود عبدی رضی الله عنه ہے (۵۲) بھی منقول ہے ، ان سے اگر چہ بیدا حمّال پیدا ہو جاتا ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی کی حدیث باب میں " د جل"کا مصدات بید حضرات ہوں لیکن اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

حافظ رحمة الله عليه فرماتے بيں كه به سائل حضرت سويد الجهنى رضى الله عنه بيں، اس ليے كه حميدى، بغوى، ابن السكن، بارودى اور طبر انى تمام حضرات نے "محمد بن معن الغفاري، عن ربيعة، عن عقبة بن سويد عن أبيه" كے طريق سے نقل كيا ہے "قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اللقطة" (۵۳) _

امام ابوداؤد نے بھی اس روایت کے ایک حصہ کو تعلیقاً نقل کیا ہے لیکن اس کے بعینہ الفاظ نقل نہیں کیے (۵۴)۔

⁽۸۸) منداحه (جهم ص۱۱۵)_

⁽٣٩) صحيح مسلم، كتاب القطة، باب معرفة العفاص والوكاء، وحكم ضالة الغنم والإبل، رقم (٥٠٠) و(٥٠١) _

⁽٥٠) وكيصَ مجمع الزواند (٣٦ص ١٦٨) كتاب البيوع، باب اللقطة ـ نيزد يكي فتح البارى (٥٥ ص ٨١) ـ

⁽۵)رواه الإسماعيلي في "الصحابة" كذافي فتح الباري (ج٥٥ ا٨)_

⁽۵۲)مجمع الزوائد (ج٣ص١٧١)وفتح الباري (ج٥ص٨١)_

⁽۵۳) ريك فتح الباري (ح۵ ص ۸۰ و ۸۱) و مجمع الزو ائد (جم ص ١٦٨)_

⁽۵۴) ريك منن أبي داود، كتاب اللقطة، باب التعريف باللقطة، رقم (١٤٠٨)_

حافظ فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت سوید جہنی رضی اللہ عنہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں تو غالب گمان یہ ہے کہ حدیث باب کے رجل مبہم یہی ہوں (۵۵)واللہ اعلم۔

"لقطه" كي لغوى تحقيق

"لقط" بڑی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جس کواٹھالیاجا تاہے (۵۲)۔

امام خلیل بن احمد اور لیث رحمهما الله کتے ہیں که "لقط" بضم اللام و تسکین القاف، پڑی ہوئی چیز کو کہتے ہیں، جبکہ "لقطه" بضم اللام و فتح القاف اٹھانے والے کو کہتے ہیں (۵۷)۔

لین امام از ہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خلیل نے جو شخقی ذکر کی ہے قیاس کا تقاضا کہی ہے کیونکہ ''فعلہ' کا وزن عربی زبان میں بفتح العین ہو تو فاعل کے معنی میں ہو تا ہے، چیسے ''ضخکہ''کثیر الفتحک کو کہتے ہیں اور ''صوعہ''کثیر الفرع (پچھاڑنے والے) کو کہتے ہیں، اسی طرح ''همزة''اور ''لمزة''ہیں جبکہ یہی وزن بسکون العین ہو تو اس میں مفعول کے معنی ہوتے ہیں، چیسے ''ضحکہ'' جس پر ہنا جائے ''صوعہ'' جس کو پچھاڑا جائے، البتہ اس لفظ یعنی ''لقطہ'' میں اہل عرب سے جو مسموع ہو وہ خلاف قیاس ہے یعنی ''لقطہ'' بفتح القاف'نشی ء ملقوط'' کے معنی میں ہے (۵۸)، چنانچہ ابن بری کہتے ہیں کہ مفعول کے معنی دینے کی صورت میں عین کلمہ کا فتح نادر ہے (۵۹)۔

نیز علامہ زخشر کی کہتے ہیں کہ "لقطه" بفتح القاف ہے، جس کو عوام سکونِ قاف سے پڑھتے ہیں (۲۰) گویاوہ بتانا چاہتے ہیں کہ سکونِ قاف کے ساتھ پڑھنا غلط ہے، یہ اغلاط العوام میں سے ہواللہ اعلم۔

⁽۵۵)فتح البارى (ج۵ص۸۱)_

⁽٥٦) تاج العروس (ج٥ص١١٢)

⁽۵۷)فتح الباري (ج۵ص۵۸)فاتحة كتاب اللقطة وتاج العروس (ج۵ص٢١٦و٢١١)

⁽۵۸)حواله جات بإلا

⁽۵۹)فتح البارى (ج٥ص ٨٨)_

⁽٧٠) الفائق للزمخشري (١٥ اص ٣٩١) ضمن مادة "خلي" تحت شرح قوله عليه الصلاة والسلام في مكة: "لايختلي خلاها

القاط لقطه كاحكم

اس میں اختلاف ہے کہ التقاط لقطہ اولی ہے یاترک۔ حفیہ کہتے ہیں کہ اگر لقط کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو. لک کولوٹانے کی نیت سے اس کا التقاط مندوب اور مستحب ہے۔

اگراس کے ضائع ہونے کا کوئی خوف نہیں توالی صورت میں حنفیہ کے نزدیک اس کاالتقاط مباح

-

اوراگراتقاط مالک کے بجائے اپن ذات کے لیے کر تاہے توابیا کرناحرام ہے(١١)۔

امام شافعی رحمة الله علیه کے نزدیک اگر ضیاع کا خطرہ ہواوراپنے نفس پر اطمینان ہو توایک قول کے مطابق التقاط واجب ہے اور ایک قول کے مطابق التقاط مستحب ہے (۱۲)۔

امام مالک رحمة الله عليه كے نزديك اگروه شے ذوبال مو تواتقاط اولى ب_(١٣)_

امام احمد رحمة الله عليه كے نزديك مطلقاترك التقاط اولى وافضل ہے (٦٢)_

فقال: اعرف وكاء ها أوقال: وعاء ها، وعفاصها

آپ نے فرمایا کہ اس کے سربندیا فرمایاس کے برتن اور اس کی تھیلی کو پہچان رکھو۔ و کاء: تھیلی کوجس چیز سے باندھتے ہیں اس کو"و کاء "کہاجا تاہے۔

"وعاء "برتن اور ظرف كو كہتے ہیں۔

"عفاص" تھیلی اور ظرف کو بھی کہتے ہیں اور بوتل کو بند کرنے کی ڈاٹ کو بھی"عفاص" کہا

جاتاہے(۲۵)۔

ولا تحل لقطتها إلا لمنشد".

⁽١١)بدائع الصنائع (٢٥٠ ص ٢٠٠) كتاب اللقطة، فصل: وأمابيان أحوالها.....

⁽٢٢) المغنى لابن قدامة (٢٢ ص٣) كتاب اللقطة

⁽۲۳)حوالنه بالا

⁽۲۴)حوال بالا

⁽۲۵) دیکھتے عمدة القاری (ج۲ص ۱۰۹و۱۰۸)

ثم عرفها سنةً

پھرایک سال تک اس کااعلان کرو۔

مدتِ تعریف کتنی ہونی چاہیے؟ امام مالک، امام شافعی، امام احد، امام ابو حنیفہ اور جمہور علماء کے مزد یک مدتِ تعریف ایک سال ہے۔ (۲۲)

امام محدر حمة الله عليه في "مسسوط" من قليل وكثير كى تفريق كے بغير حفيه كا يهى مسلك نقل كيا ہے اور يهى ظاہر روايت ہے (١٤)۔

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے تحت قلیل و کثیر میں فرق کیا گیا ہے، چنانچے اگر لقطہ وس در ہم سے کم ہو تو چند دنوں تک اور اگر دس یا اس سے زائد ہو توایک سال تک تعریف کی جائے گی (۱۸)۔

علامہ مثم الائمہ سر حسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حنفیہ کے نزدیک "تعریف" کی کوئی مدتمقر ر نہیں،خواہ لقط مالِ قلیل ہویا مالِ کثیر،اس وقت تک "تعریف" ضروری ہے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب مالک ڈھونڈنے نہیں آئے گا(۲۹)۔

صاحب ہدایہ نے اسی روایت کی تھیج کی ہے اور اس پر فتویٰ ہے (۷۰)۔

پھر شافعیہ کے نزدیک اصح ترین مذہب کے مطابق شیء حقیر و خطیر میں فرق ہے، اگرشیء حقیر ہو توایک سال تک تعریف ضروری نہیں بلکہ اسے دنوں تک تعریف ضروری ہے کہ ڈھونڈنے والاعام طور پر اس سے اعراض کرکے بیٹھ جائے، اور اگرشیء خطیر ہو تو مکمل ایک سال تک تعریف ضروری ہے (اے)۔

⁽٢٢)المغنى لابن قدامة (٢٢صم) كتاب اللقطة_

⁽٢٤) ويحكالهداية (ج ٤ ص ٣٦٨: طبقة: إدارة القرآن) كتاب اللقطة

⁽۲۸)مختصر القدوري (ص ۱۳۱) كتاب اللقطة (قد ي كتب فاند كرا يي) _

⁽٢٩) المبسوط للسرخسي (١٥) كتاب اللقطة. وردالمحتار مع الدرالمختار (٣٥٠٥٥٥) كتاب اللقطة

⁽⁴⁰⁾ الهداية (ج٣٥ ٣٦٩) كتاب اللقطة، وردّ المحتار (ج٣٥ س٣٥٠) كتاب اللقطة.

⁽١) ويكي تكملة فتح الملهم (٢٥ ص ٢٠٠) كتاب اللقطة، نقلاً عن مغنى المحتاج (٢٦ ص ١١٣)_

ثی ، حقیر اور خطیر کے در میان تفریق یا مابہ الامتیاز کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں کوئی متعین معیار موجود نہیں ہے بلکہ ملتقط کے گمان کے مطابق جس چیز کے گم ہونے پر افسوس زیادہ نہ ہو اور جس کو وطونڈ نے کاعمل طویل مدت تک جاری نہ رہے وہ شیء حقیر ہے ور نہ وہ شیء خطیر (۱) یہی اکثر فقہاء مالکیہ کا مذہب ہے (۲)۔

حفزت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین سال کی مدت تک تعریف کرنا ضروری ہے اس اس کی مدت تک تعریف کرنا ضروری ہے (۳)،اس لیے کہ صحیحین کی ایک روایت میں جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تین سال تک تعریف منقول ہے۔(۴)

جوحضرات ایک سال تک کی تعریف کے قائل ہیں دہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں۔ حنفیہ کے مخار قول کے مطابق جیسا کہ چیھے بیان کیا گیا۔ تعریف کی کوئی مدت مقرر نہیں اور نہ ہی مالِ قلیل وکثیر کا کوئی فرق ہے۔

اس رائے کی وجہ بیہ ہے کہ روایات میں تعریف کے سلسلے میں مختلف مدتیں منقول ہیں (۵)، جس سے معلوم ہو تاہے کہ بیہ منصوص مدتیں مقصود اور متعین نہیں ہیں پلکہ بیہ غالب رائے پر مبنی ہے لیعنی

⁽١)حوالهُ بإلا

⁽٢) تكملة فتح الملهم (٣٤ ص ٢٠٤) كتاب اللقطة، نقلاً عن مواهب الجليل للحطاب (٢٥ ص ٢٥)_

⁽٣) ويكيح المغنى (٢٥ ص٣) وفتح البارى (٥٥ ص ٥٩) كتاب اللقطة، باب إذا أخبره رب اللقطة بالعلامة دفع إليه

⁽٣) "فقال: وجدت صرة على عهدالنبى صلى الله عليه وسلم فيها مائة دينار، فأتيت بها النبى صلى الله عليه وسلم، فقال: عرفها حولاً، فعرفتها حولاً، ثم أتيته عرفها حولاً، ثم أتيته عرفها حولاً، ثم أتيته الرابعة فقال: عرفها حولاً، ثم أتيته الرابعة فقال: عرف عدتها، و وكاء ها و وعائها، فإن جاء صاحبها، وإلا استمتع بها "صحيح المخارى (١٥٥٣ ٣٢٩) كتاب اللقطة، باب هل يأخذ اللقطة ولا يدعها تضيع حتى لا يأخذها من لايستحق، رقم (٢٣٣٧) وانظر صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، قم (٢٥٥٧ -٣٥٥) .

قال ابن الجوزي في "التحقيق": "ولا تخلو هذه الروايات من غلط بعض الرواة، بدليل أن شعبة قال فيه: فسمعته يقول بعد عشرسنين: عرفها عاماً واحدًا، أويكون عليه السلام علم أنه لم يقع تعريفها كما ينبغي؛ فلم يحتسب له بالتعريف الأول. والله اعلم. انتهى كلامه. نصب الراية (٣٢٥هـ ٣٤٤)كتاب اللقطة، رقم (١١٣٥)_

⁽۵)چنانچه حديث باب مين ايك سال كي مدت منقول هے، جبكه حضرت الى بن كعب رضى الله عندكى حديث مين تين سال كي مدت مذكور ہے،

ملقط اس وفت تک اس شے کی تعریف کرتارہے گاجب تک کہ اسے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ اب کوئی ڈھونڈ نے نہیں آئے گا(۲)۔

اس كى تائير اس روايت سے ہوتى ہے جس كوامام عبدالرزاق صنعانى رحمة الله عليه نے اپنى "مصنف" يس نقل كيا ہے كہ حضرت عمررضى الله عنى باب المسجد ثلاثة أيام، فإن جاء من يعترفها وإلا فشأنك بها" (2) ـ

جبکہ دوسری طرف مصنف عبدالرزاق کی ایک اور روایت میں ہے کہ سفیان بن عبداللہ ثقفی کو ایک زنبیل ملی جس میں کافی مال تھا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے، انہوں نے ایک ایک سال کر کے جارسال تعریف کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد پھر بیت المال میں اے جمع کرادیا(۸)۔

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی متعین مدت مقرر نہیں ہے، والله أعلم وعلمه اتم وأحكم۔

> ثمّ استمتع بھا پھرتم اسے نفع حاصل کرو۔ انتفاع باللقطہ کا حکم

امام شافعی اورامام احمد رحمهما الله تعالی فرماتے ہیں کہ اگر تعریف کے بعد مالک نہ آئے تواس کو ملتقطا پے استعال میں لاسکتاہے، خواہ ملتقط غنی ہویا فقیر (9)۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملقط اپنے استعال میں اس وقت لاسکتا ہے جب وہ خود فقیر ہو، جبکہ غنی ہونے کی صورت میں اس کا تصدق لازم ہے، پھر صدقہ کردینے کے بعد اگر مالک آجائے

وقدسبق تخريجه آنفأ

⁽٢) انظر المبسوط للسرخسي (١٥١٥ م) ١

⁽٤) المصنف لعبد الرزاق (ج١٠٥ ١٣٧)

⁽٨) ويكي عصنف عبدالوزاق (ج٠١ص١٣٥ و١٣١)

⁽٩)المغنى لابن قدامة (ج٢ص٤)كتاب اللقطة

تواہے اختیار ہو گا چاہے تو صدقہ کو نافذ قرار دے اور چاہے تو ملقط سے صمان لے لے، ضمان لینے کی صورت میں صدقہ کااجرملقط کی طرف منتقل ہو جائے گا(۱۰)۔

یمی امام سفیان توری اور حسن بن صالح رحمهما الله کا غدجب ہے، امام احمد رحمة الله علیه کی ایک روابیت بھی اسی کے مطابق ہے (۱۱)۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے فہ کورہ دونوں فداہب کے مطابق ایک ایک روایت منقول ہے، مالکیہ کی کتابوں میں یہ فہ کور ہے کہ تعریف کے بعد ملقط کو تین قتم کے خیار حاصل ہوں گے، یا تو مالک کے داسطے بطور امانت اسے محفوظ کر کے رکھ لے، یا صدقہ کردے، یاخود مالک بن جائے اور اپنے استعال میں لے آئے، پھر صدقہ کرنے یا اپنے استعال میں لانے کی صورت میں مالک اگر آجائے تو ضمان ادا کرنا ہوگا (۱۲)۔ واللہ اعلم

شافعیہ وحنابلہ اپنے ند بہب پر حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں جس میں تعریف کے بعد "فیم استمتع بھا" فرمایا ہے۔

اس طرح ایک طریق مین "فشانك بها" آیاب (۱۳)

ا يكروايت من "وإلا فاستنفقها" آياب (١٣) ـ

ان حضرات کا ایک استدلال حضرت الی بن کعب رضی الله عنه کے واقعہ سے ہے جس میں مذکور ہے کہ انہیں ایک تھیلی ملی جس میں سودینار تھے آپ نے تعریف کے بعد اس سے استمتاع کی اجازت عطا فرمائی (۱۵) حالا نکہ بقول امام شافعی رحمۃ الله علیہ، حضرت الی رضی الله عنه مال دار صحابہ میں سے

⁽١٠)بدائع الصنائع (٢٠٢٥)

⁽۱۱)المغنى (ج٢ص٤) _

⁽١٢) وكي تكملة فتح الملهم (٢٥ ص١٠) نقلاً عن التاج والإكليل للمواق ومواهب الجليل للحطاب (٢ / ١٧)

⁽١٣)صحيح البخارى (١٥ ص٣٢٨) كتاب اللقطة، باب إذالم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهي لمن وجدها، رقم (٢٣٢٩)

⁽١٣)صحيح البخاري (١٥ ص٢٤)كتاب اللقطة، باب ضالة الإبل، قم (٢٣٢٧)_

⁽١٥)صحيح بخارى (١٥ ص ٣٢٩)كتاب اللقطة، باب هل يأخذ اللقطةر قم (٢٣٣٧)وصحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء و حكم ضالة الغنم والإبل، رقم (٣٥٠٨_٣٥٠٠)_

سے (۱۲)۔

اسی طرح ان کاایک استدلال حضرت علی رضی الله عنه کے واقعہ سے بھی ہے کہ انہیں ایک وینار ملاتھا، آپ نے اسے استعمال کرنے کی اجازت عطافر مادی (۱۷) حالانکہ حضرت علی رضی الله عنه کے لیے صدقہ حلال نہیں تھا۔

حفيه حفرت عياض بن جمار رضى الله عنه كى مر فوع روايت سے استدلال كرتے ہيں "من أصاب لقطة، فليشهد ذا عدل، أوذوي عدل، ولايكتم ولا يغيب، فإن وجد صاحبها، فلير دها عليه، وإلا فهو مال الله يؤتيه من يشاء "(١٨)-

اس حدیث میں استدلال "فہو مال الله یؤتیه من یشاء" کے جملہ سے ہے کہ یہ تعبیر عموماً اس چیز کے لیے ہوتی ہے جس کے مستحق فقراء ہوتے ہیں نہ کہ اغنیاء (۱۹)۔

حفید کا ایک استدلال حضرت عبدالله بن الشخیر رضی الله عنه کی حدیث سے ہے"قال: قال

⁽١٧) ويكي جامع ترمذى، كتاب الأحكام، باب ماجاء في اللقطة وضالة الإبل والغنم، رقم (١٢ ١٢).

⁽١١) يواقد الاواؤد في حضرت مهل بن معدر ص الله على، فوجد دينارًا بالسوق فجاء إلى فاطمة وأخبرها، فقالت: اذهب إلى فلان يكيان، فقال: ماييكيهما؟ قالت: الجوع، فخرج على، فوجد دينارًا بالسوق فجاء إلى فاطمة وأخبرها، فقالت: اذهب إلى فلان اليهودي، فخذ لنا دقيقاً، فجاء اليهودي فاشترى به دقيقاً، فقال اليهودي: أنت ختن هذا الذي يزعم أنه رسول الله؟ قال فخذ دينارك، ولك الدقيق، فخرج على حتى جاء فاطمة، فأخبرها، فقالت: اذهب إلى فلان الجزار، فخذ لنا بدرهم لحماً فذهب، فرهن الدينار بدرهم لحم، فجاء به، فعجنت ونصبت وخبزت وأرسلت إلى أبيها، فجاء هم، فقالت: يا رسول الله، أذكر لك، فإن رأيته لنا حلالاً أكلناه وأكلت معنا، من شأنه كذا وكذا، قال: كلوا بسم الله، فأكلوا، فبيناهم مكانهم إذغلام ينشدالله والإسلام الدينار، فأمررسول الله صلى الله عليه وسلم، فدعي له، فسأله، فقال: سقط مني في السوق، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا علي، اذهب إلى الجزار، فقل له: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لك: أرسل إلى بالدينار، ودرهمك على. فأرسل به، فدفعه رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه" سنن أبي داود كتاب اللقطة باب التعريف باللقطة، ودامار).

⁽۱۸) السنن لأبي داود، كتاب اللقطة، باب التعريف باللقطة، رقم (۱۵۰۹) والسنن الكبرى للنسائي (٣٣٥ م ٢٥٨٥) كتاب اللقطة، باب اللقطة، قم (٢٥٠٥) ورواه اللقطة، باب اللقطة، باب اللقطة، قم (٢٥٠٥) ورواه إسحاق بن راهويه في مسنده، كما في نصب الراية (٣٢٥ م ٢٢٣٥) كتاب اللقطة، رقم (١١٣٣)_

⁽١٩)وكيم تكملة فتح الملهم (ج٢ص١١)

رسول الله صلى الله عليه وسلم: ضالة المسلم حرق النار"(٢٠)_

اى طرح حضرت جارود رضى الله عنه سے ایک طویل مدیث میں منقول ہے" ضالة المسلم حرق النار، فلا يقربنها"(۲۱)_

ليكن بيه تتنول حديثين صريح نهين ہيں۔

حنيه كى ايك وليل حضرت يعلى بن مر هر ضى الله عنه كى مر فوع روايت ہے، "من التقط لقطة يسيرة، ثوباً أو شبهه، فليعرفه ثلاثة أيام، ومن التقط أكثر من ذلك: ستة أيام فإن جاء صاحبها وإلا فليتصدق بها، فإن جاء صاحبها فليخيره" (٢٢)_

اس حدیث میں "فلیتصدق بھا"اگرچہ مدعیٰ پر صریح ہے، لیکن یہ حدیث سندا ضعیف ہے، کیونکد اس میں ایک رادی عمر بن عبداللہ بن يعلیٰ ہے جوضعيف ہے۔ (۲۳)۔

اس طرح حضرت ابو ہر بردرضی اللہ عنہ سے مر فوعاً روایت ہے "لاتحل اللقطة، من التقط شیئا فلیعرفھا، فإن جاء صاحبها فلیر دھا إلیه، فإن لم یأت فلیتصدق بھا، فإن جاء فلیحیرہ بین الأجر و بین الذی له "(۲۳)۔

لیکن اس حدیث میں یوسف بن خالد سمتی کاواسطہ ہے،جو بالا تفاق ضعیف ہے (۲۵)۔ گویا سے کل پانچ مر فوع احادیث ہیں جن میں سے آخری دونوں حدیثیں سنداً صحح نہیں ہیں جبکہ باقی تین حدیثیں اگرچہ سندًا صحیح ہیں لیکن صرح نہیں ہیں۔

البتہ حفیہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابوہر ریہ اور حضرت یعلی بن مرتہ کی روایتیں جن میں ضعف ہے وہ مؤید ہا ثار الصحابہ و تعاملہم ہیں، گویا کہ بید دونوں حدیثیں ہے اصل نہیں ہیں۔

⁽٢٠) أخرجه ابن ماجه في سننه، في كتاب اللقطة، باب ضالة الإبل والبقر والغنم، رقم (٢٥٠٢)_

⁽٢١)رواه أحمد في مسنده (٣٥٥ص٨٠)و الطبراني في الكبير، انظر مجمع الزوائد (٢٦٥ص١٦٠)_

⁽٢٢)رواه الطبراني في الكبير. مجمع الزوائد(٣٦ص١٩٩)_

⁽۲۳) وهو من رجال أبي داود وابن ماجه، انظر تقريب التهذيب (ص١١٣)ر قم (٣٩٣٣)_

⁽٢٣) رواه الطبراني في الصغير والأوسط. مجمع الزوائد (٣٦ص١٦٨)_

⁽۲۵) انظر الكاشف (ج٢ص ٣٩٩) رقم (١٣٣٢) ..

چنانچہ حضرت عمر(۲۹)، حضرت علی (۲۷)، حضرت ابن مسعود (۲۸)، حضرت ابن مسعود (۲۸)، حضرت ابن عباس (۲۹) حضرت عبدالله بن عمر (۳۰) حضرت عبدالله بن عمر (۳۰) حضرت عبدالله بن عمر (۳۰) حضرت الله عبین، یه آشھ صحابه کرام ہیں جن کے آثار سے ثابت ہے کہ انہوں نے ملقط کو لقط سے فائدہ اٹھانے اور اپنے استعمال میں لانے کی اجازت نہیں دی، بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ یا تواس کو صدقہ کر دے یااسے بطور امانت اپنے یاس محفوظ رکھے۔

احادیث مبارکہ اور مذکورہ آثار کی روشیٰ میں حفیہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن خالد جہنی، حضرت ابی بن کعب رضی الله عنها کی حدیثوں میں جو ''انتفاع باللقطة''کی اجازت مذکور ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب ملتقط مستحق ہو۔

جہاں تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کایہ فرماناہے کہ حضرت الی بن کعب رضی اللہ عنہ میاسیر صحابہ میں سے سے سواس کا جواب یہ ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہو تاہے کہ حضرت الی فقراء صحابہ میں سے سے موان بھی حضی بنائجہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے" لما نزلت ھذہ الآیة: لن تنالوا البرحتی تنفقوا مما تحبون، قال أبو طلحة: أرى ربنا یسألنا من أموالنا، فأشهدك یا رسول الله، أنی قد جعلت أرضی بیرحاء الله، قال: فقال رسول الله صلى الله علیه وسلم: اجعلها فی قرابتك. قال:

⁽٢٧) انظر المصنف لابن أبي شيبة (ج ٣٠٥ م ١٩٥٣) كتاب البيوع والأقضية، باب في اللقطة مايصنع بها، رقم (٢١٢٣) و(١٦٣٠) والمصنف لعبد الرزاق (ج١٥ س١٣٩) كتاب اللقطة، رقم (١٨٦٣) _

⁽٢٧) انظر جامع المسانيد (ج ٢ ص ٢٧) الباب العشرون في القرض والتقاضي والوديعة والعارية والآبق واللقيط واللقطة والسنن الكبرئ للبيهقي (٢٥ص ١٨٨) كتاب النقطة، باب اللقطة يأكلها الغني والفقير إذالم تعترف بعد تعريف سنة (٢٨) انظر المصنف لابن أبي شيبة (ج ٣ ص ١٨٨) كتاب البيوع والأقضية، باب في اللقطة مايصنع بها رقم (٢٨٦٣١) والمصنف لعبد الرزاق (ج ١٠ ص ١٣٩) رقم (١٨٦٣١) -

⁽٢٩) انظر المصنف لابن أبي شيبة (ج٣٥ ١٨٥٨) رقم (٢١٢٢٢) والمصنف لعبدالرزاق (ج١٥٠ ١٥٠٠)

⁽٣٠) انظر المصنف لعبدالرزاق (ج٠١٥/١٥) قم (١٨٧٢٣) والسنن الكبرئ للبيهقي (ج٢ص١٨٨)

⁽١٦) المصنف لابن أبي شيبة (٢١٥ ص١٨١٨)ر قم (١٦٢٥)_

⁽٣٣) لمصنف الابن أبي شيبة (ج٣ ص ١٣١) إب ما وخص فيه من اللقطة ، رقم (١٦٦١) والمصنف لعبدالر ذاق (ج ١٥ ص ١٦٠) ، رقم (١٨٦٣) . (٣٣) المصنف الابن أبي شيبة (ج٣ ص ٢٠٠) ، رقم (٢١٦٢) .

فجعلها في حسان بن ثابت وأبي بن كعب"(٣٨)_

حافظ ابن مجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں كه مذكورہ حدیث اور امام شافعی كے قول كے در ميان جمع كى صورت بيہ ہے كه وہ شروع ميں فقير تھے، بعد میں فقوحات كے بعد وہ مياسير ميں سے ہوگئے امام شافعی رحمة الله عليه كا قول اس آخر زمانے سے متعلق ہے، گويا كه اسى زمانے میں لقط كا واقعہ پیش آيا اور حضور اكر مصلى الله عليه وسلم نے انہيں حالت بيار ميں لقط سے انتفاع كى اجازت مرحمت فرمائى (٣٥)۔

لیکن حافظ کار جواب کار آمد نہیں اس لئے کہ اگریہ تسلیم بھی کرلیاجائے کہ وہ میاسیر صحابہ میں سے تھے تب بھی لقط کے واقعہ کازمانۂ بیار سے متعلق ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے (۳۱)"فإن قضایا الأحوال متی تطرق إليها الاحتمال: سقط منها الاستدلال"(۳۷)۔

جباں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تعلق ہے سواس میں سند أومتنا کلام کیا گیا ہے۔

اس کی سند میں موسی بن یعقوب زمعی مدینی ہیں جو مختلف فیہ راوی ہیں، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ
نے ان کی توثیق کی ہے جبکہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں "لیس
بالقوی "(۳۸)۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فیہ لین "(۳۹)۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مدوق مسیع الحفظ "(۴۰)۔ للبذااس مدیث میں سند أضعف ہے۔

اسی طرح بیہ واقعہ عبد الرزاق نے اپنی "مصنف" میں (۱۳)،اسحاق بن راھویہ ،ابو یعلی موصلی اور

⁽۳۳) ويكت صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين و الزوج والأولاد، والوالدين ولوكانوا مشركين، رقم (۲۳۱۲)داورصحيح بخارى (١٥٥هـ٣٨٥) كتاب الوصايا، باب إذا وقف أو أوصى لأ قاربه ومن الأقارب؟ ـ

⁽٣٥)قال الحافظ: "ويجمع بأن ذلك كان في أول الحال وقول الشافعي بعد ذلك حين فتحت الفتوح، التلخيص الحبير (٣٦ص ٢٠) كتاب اللقطة، رتم (١٣٣٧).

⁽٣٢)انظرتكملة فتح الملهم (٢٢ص١٢)_

⁽٣٤) انظر نصب الراية (٣٦٩ ٣٦٩) كتاب اللقطة، رقم (١١٣٧)

⁽٣٨)مختصر سنن أبي داود للمنذري (٢٢٥م٢١) كتاب النقطة، قم (١٦٣٢).

⁽٣٩) الكاشف (جعض ٣٠٩) رقم (٣٨١٥)_

⁽۴۰) تقريب التهذيب (ص ۵۵۳) قم (۲۰۲۷)

⁽١٨) ويصير مصنف عيد الرزاق (ج٠١٥ ١٨٢) كتاب اللقطة، باب أحلت اللقطة اليسيرة، وقم (١٨٧٣)

بزار رحمهم الله نے اپنی "مسانید" میں (۴۲) نقل کیا ہے (۴۳)،اس کی سند میں ابو بکر بن عبدالله نامی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام بزار رحمة الله علیه فرماتے ہیں "لین المحدیث" (۴۳) اور عبدالحق رحمة الله علیه "الأحكام" میں فرماتے ہیں "متو وك" (۴۵)۔

متن کے اعتبار سے اس میں یہ کلام ہے کہ ابوداؤد کی حضرت سہل بن سعد والی روایت میں "تعریف" متن کے اعتبار سے اس میں یہ کلام ہے کہ ابوداؤد کی حضرت سہل بن سعد والی روایت میں "تعریف تعریف لقط احادیث کیشرہ سے ثابت ہے، گویا یہ روایت باقی تمام روایات موجبہ للعریف کی معارض ہے۔

پھراس کے متن میں اضطراب بھی ہے، ابود اود کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب دیار ملااس سے کھانے کے لوازمات حاصل کر کے اور کھانا تیار کرے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

جبکہ عبدالرزاق وغیر ہ کی روایت میں بیرہے کہ دینار ملتے ہی انہوں نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

پھر ابو داؤد کی روایت میں تعریف کا کوئی ذکر نہیں ہے جبکہ عبدالرزاق وغیرہ کی روایت میں تعریف کاذکر بھی ہے(۴۲)۔

ابن الہمام رحمة الله عليه فرماتے ہیں که اگر حضرت سہل بن سعد والی روایت کو قابل احتجاج مان بھی لیاجائے تب بھی اس سے زیادہ سے زیادہ بیہ ثابت ہو تاہے کہ استقراض باذن الامام جائزہے،اور یہ محل نزاع ہی

⁽٣٢)انظرنصب الراية (٣٢٥ م ١٤٠١) قم (١١٣٩)

⁽٣٣) عبدالرزاق عن أبي بكر عن شريك بن عبدالله، عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد الخدري أن عليًا جاء النبي صلى الله عليه وسلم بدينار وجده في السوق، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: عرف ثلاثا، ففعل، فلم يجد أحدا يعترفه، فرجع إلى النبي صلى الله عليه وسلم باثني عشر درهما، فابتاع عليه وسلم فأخبره، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: كله، أوشانكم به، فصر فه النبي صلى الله عليه وسلم باثني عشر درهما، فابتاع منه بثلاثة شعيراً وبثلاثة تمراً، وبدرهم زيتا، وفضل عنده ثلاثة، حتى إذا أكل بعض ما عنده جاء صاحبه، فقال له عليّ: قد أمرني النبي صلى الله عليه وسلم يذكر ذلك له، فقال النبي صلى الله وسلم له عليّ: أدّه، قال: ما عنده الله عليه وسلم: إذا جاء نا شي ء أديناه إليه، فجعل أجل المدينار وأشباهه ثلاثة، يعنى: ثلاثة أيام المخديث، مصنف عبدالرزاق (ح١٥٣٥ ١٣٣١) كتاب اللقطة، باب أحلت اللقطة اليسيرة، رقم (١٨٣٧).

⁽٣٨٨) وكيص كشف الأستار عن زوائد البزار (ج٢ص١٣٢) كتاب اللقطة، باب تعريف اللقطة، أم (١٣٦٨)

⁽۵۵) و يكي نصب الراية (جهم ٢٥٠)_

⁽٣١) تفسيل كي ليود كي التعديد (ج٥٥ ص٣١٠) كتاب اللقطة، قبيل كتاب الإباق

نہیں ہے اس سے بہ ثابت نہیں ہو تاکہ ملقط اگر غنی ہو توخو دا قتر اضا اپنے استعال میں لاسکتا ہے (۲۷)۔

ابوداؤد کی حضرت سہل بن سعدر ضی اللہ عنہ کی روایت کو صحیح تسلیم بھی کر لیاجائے تب بھی اس
سے غنی کے واسطے انتفاع باللقطہ کا جواز ثابت نہیں ہو تا، کیونکہ بیر روایت صراحة بتار ہی ہے کہ آٹا یہود ی
نے ھبہ کیااور گوشت انہوں نے ادھار حاصل کیا، البتہ ادھار کی ضانت کے طور پر بائع کے پاس انہوں نے
دینار بطور رھن رکھوادیا، لہٰذااگر حضور اگرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت ِطعام کا فتوی دیا ہو تو یہ محل نزاع
ہی نہیں ہے کیونکہ محلِ نزاع تو لقط کی حلت ہے (۴۸)۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دینار جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھایا تھاوہ لقط کے حکم میں تھاہی نہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ لقط کا اٹھانا کبھی تو حفاظت کی غرض سے ہو تاہے، ایسی صورت میں ملقط کا قبضہ امانت کا قبضہ سمجھا جا تاہے اور ایسے موقع پر فوری تعریف بھی ضرور ی ہے، ایسی صورت میں ملقط کا ٹھانا حفاظت کی غرض سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت میں خرج کرنے کی نیت سے ہو تاہے، یہ اس صورت میں ممکن ہے جب مالک کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہ راضی ہوگا، ایسی صورت میں یہ قبضہ امانت کا نہیں بلکہ ضان کا قبضہ سمجھا جائے گا۔

یہاں دیکھئے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھوک کے مارے رورہ ہیں،ان کے والدین کا بھی بھوک کے مارے براحال ہے، مدینہ منورہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوسکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اگر ایک دینارکسی کا استعمال کرلیں تو وہ ناخوش ہو، خاص طور پراس وجہ سے کہ انہوں نے اوائے ضمان کی نیت سے اسے اٹھایا تھا، لہٰذااب بید دینار لقط کے تھم میں نہیں بلکہ اس کی مثال ایسی ہوگئی کہ کسی شخص کے پاس ایپنا یک دوست کا مال موجود ہے، وہ جانتا ہے اگر میں اسے اپنی ضرورت میں خرچ کروں گا، خاص طور پر فاقہ کشی کے موقعے پر، تو وہ راضی رہے گا، چنانچہ اس غیر صر تے اذن پر بھروسہ کرتے ہوئے اگر اسے خرچ کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ یہاں بھی ایسی ہی صور تھال ہے حتی کہ یہودی جو مسلمانوں کا سخت ترین دشمن کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ یہاں بھی ایسی ہی صور تھال ہے حتی کہ یہودی جو مسلمانوں کا سخت ترین دشمن ہے وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی معاوضہ کے آثاد یے پر رضامند ہوگیا تو کیادوسرے اہلی

⁽۷۲)حول مبالا

⁽٢٨) ويكف تكملة فتح الملهم (٢٢ص١٥)

ایمان راضی نہ ہوں گے (۴۹)۔

حضرت تشمیری رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو انتفاع باللقطہ کے جواز کے لیے پیش کرنادرست نہیں کیونکہ صدقہ لقط صدقہ نافلہ ہے اور صد قاتِ نافلہ اکثر فقہاء حنفیہ کے نزدیک بنی ہاشم کے لئے حلال ہیں (۵۰)۔واللہ اعلم

فإن جاء ربها فأدها إليه

بھراگراس کامالک آجائے تواہے دے دو

لقطه اگر ختم ہو جائے اور مالک نکل آئے توضان ہو گایا نہیں؟

جمہور علاء فرماتے ہیں کہ اگر سال بھر تعریفِ لقط کے بعد اگر عینِ لقطہ باقی ہواور مالک نکل آئے تولو ٹانا واجب ہے،اور اگر اس نے اسے استعمال کر کے ختم کر دیا ہو تو ضمان واجب ہے۔

جبکہ شافعیہ میں سے کرابیسی، داؤد ظاہری اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک لقطہ باقی ہو تو واپس کرناضروری ہے، لیکن اگر ختم ہو چکاہو تواس کا ضان واجب نہیں (۵۱)۔

داؤد ظاہری اور کرابیسی وغیرہ کا استدلال صدیث باب کے ایک طریق میں "فإن جاء صاحبها والا فشأنك بها" کے الفاظ سے ہیں (۵۲)۔

اسی طرح حفرت زید بن خالدر ضی الله عنه کی اس روایت کوسعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے، اس میں "و إلا فتصنع بھا ماتصنع بمالك" كے الفاظ بین (۵۳)۔

جہور کا استدلال ایک تو حدیثِ باب میں "فإن جاء ربھا فادّھا إليه" کے مطلق الفاظ سے ہور کا استدلال ایک تو حدیثِ باب میں "فإن جاء ربھا فادّھا إليه" کے مطلق الفاظ ہیں ہے، یعنی خواہ لقطہ باقی ہویا سے استعال کر لیا گیا ہو، بہر حال مالک کے طلب کرنے پرادا کیگی ضرور کی ہے۔ الفاظ ہیں اسی طرح جہور کی ایک دلیل حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے ایک طریق کے بیالفاظ ہیں

⁽۲۸)بذل المجهود (ج۸ص ۲۸۳ و۲۸۳)_

⁽٥٠) ويكك العرف الشذى (ج اص ٢٥٧) كتاب الأحكام، باب اللقطة وضالة الإبل والغنب

⁽۵) كريك عمدة القارى (٣٤١ص ٢٤٢) كتاب اللقطة، باب إذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهي لمن وجدها

⁽۵۲)صحیح بخاری (حاص ۳۲۸) کتاب اللقطة، باب إذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهي لمن وجدها

⁽۵۳)عمدة القارى (ج١١ص ٢٢٢)

"وكانت وديعةً عنده" (٥٣) ـ

نیز مسلم میں حضرت زید بن خالد رضی الله عند کی ایک روایت کے الفاظ ہیں "فاعرف عفا صها ووسی ها ثم کلها، فإن جاء صاحبها فأدّها إليه" (۵۵) اس میں "کلها" کے بعد "فإن جاء صاحبها سنة الله الله الله الله کے لعد بھی رواجب ہے۔ صاحبها سنت آیا ہے یہ الله کا الله کے اعتبار سے اس بات پر دال ہے کہ کھالینے کے بعد بھی رواجب ہے۔ اس طرح ابوداؤدکی روایت جمہورکی ایک مضبوط اور صرت کو لیل ہے جس کے الفاظ ہیں "عرفها سنة فإن جاء باغیها فأدها إليه، وإلا فاعرف عفاصها وو کاء ها ثم کلها، فإن جاء باغیها فأدها إليه "(۵۲) اس روایت میں اداء کا حکم قبل الإذن فی الا کل اور بعد الإذن فی الا سکل دونوں صور توں میں دیا ہے۔

ان احادیث کی روشی میں "والا فشانك بھا" یا "والا فتصنع بھا ما تصنع بمالك" جیسے الفاظ كا محمل يہ طے ہے كہ تعريف كے بعد اگر مالك نہ آئے تو تصرف كی اجازت ہوتی ہے تاہم اس كے بعد "ضان" كے سلط میں يہ روایات ساكت ہیں، جبكہ دوسر کی روایات میں لقط میں تصرف كر لينے كے بعد وجوب ضان كا حكم وار دہے، اس ليے ان مطلق روایات كو مفيد پر محمول كياجائے گا (۵۷) دواللہ اعلم

صاحب لقط کے ذمہ لقطہ واپس کرناکب واجب ہے؟

یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ صاحبِ لقط کے ذمے لقطہ واپس کرناکب واجب ہوتا ہے؟

اگر لقط کامالک بینہ قائم کر دے توسب کے نزدیک لقط کا رد کرناواجب ہے۔

لیکن اگر کوئی بینہ تو پیش نہ کرے البتہ لقط کی علامات واوصاف بیان کر دے تواس میں اختلاف ہے

امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ایک صورت میں لقطہ کاواپس کرناواجب ہے۔

جبکہ حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک ایک صورت میں دے دینا جائز تو ہے، واجب نہیں ہے۔ (۵۸)۔

مالکیہ و حنا بلہ "فیان جاء أحمد یخبر ك بعددها و و عائها و و کا ئها فاعطها "(۵۹) ہے ہے،

اس حدیث میں اوصاف کے بیان پر اداء کو متفرع کیاہے۔

⁽۵۴) صحيح بخارى (١٥ص ٣٢٨) كتاب اللقطة، باب ضالة الغنم، قم (٢٣٢٨)_

⁽٥٥)صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، رقم (٣٥٠٣)-

⁽٥٢)سنن أبي داود، كتاب اللقطة، باب التعريف باللقطة، ر فر(٢٠١١)_

⁽٥٤) انظر فتح الباري (٥٤ص٨٥) كتاب اللقطة، باب إذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهني لمن وجدها.

⁽٥٨) ويمي فتح القدير (٥٥ ص ٣٥٧) كتاب اللقطة

⁽٥٩)صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، (قر(٣٥٠٨)_

حنفیہ وشافعیہ کہتے ہیں کہ اس بیل جواعطاء کا تھم ہے یہ اباحت پر محمول ہے، ورنداس بیل اور صدیث "البینة علی المدعی والیمین علی من انکو" (۱) بیل تعارض ہوجائے گا۔ یہاں چو نکہ صاحب لقط مدعی ہے لہٰذااس کے ذمہ بینہ لازم ہے، اگر "فاعطها إیاه" بیل امر کووجوب پر محمول کیاجائے تواس کا مطلب یہ ہوگا کہ بغیر بینہ کے صرف اوصاف کے بیان کرنے پر لقط واپس کرنا واجب ہے جبکہ "البینة علی المدعی" والی حدیث بتارہی ہے کہ دعوی کرنے والا جب بینہ قائم کردے تو پھر مدعی کا ملنا واجب سمجھا جائے گا، اس لیے دونوں کے در میان جمع کی صورت یہ ہے کہ "فادفعها إلیه" بیل امر کو اباحت پراور حدیث مشہور کو وجوب پر محمول کیاجائے (۲)۔ واللہ اعلم

قال: فضالة الإبل؟ فغضب حتى احمرت وَجنتاه. أوقال: احمروجهه. فقال: مالك ولها؟ معها سقاؤها وحذاؤها، ترد الماء و ترعى الشجر، فذرها حتى يلقاها ربها

سائل نے پوچھاکہ گم شدہ اونٹ کا التقاط جائز ہے یا نہیں، آپ ناراض ہوگئے حتی کہ آپ کے رخسار کے دونوں ابھرے ہوئے جھے سرخ ہوگئے۔ یا فرمایا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، چنانچہ فرمایا حتمہیں اس سے کیا غرض ؟اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ اور اس کا جو تا ہے، وہ پانی کے چشموں پر آکر پانی پی لے گا اور در ختوں کوچر تارہے گا،اس کوچھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کوپالے۔

"وجنتان" وَجْنة كاتثنيه ب، كال كالجرب موع هے كوكت بين (٣)_

"سقاء"مشکیزہ کو کہتے ہیں (۴) چو نکہ اونٹ ایک مرتبہ میں بہت ساپانی پی لیتا، اور اپنے جسم کے اندراس کاذخیرہ کرلیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے بار باریانی پینے کی ضرورت نہیں پڑتی، اس لیے فرمایا"معها

⁽۱)السنن للبيهقى (ح١٠٥/٣٥٠)كتاب الدعوى والبينات، باب البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه وسنن المدارة الله المدعى المدعى عليه وسنن المدارة المدعى كتاب في الأقضية والأحكام، في المرأة تقتل إذا ارتدت، رقم(۵۱)و(۵۲) وانظر نصب الراية (ح٣٠/١٤٣٥) كتاب الدعوى، باب اليمين، رقم (٣٢٢٠ ٢٩٣٣)

⁽٢) ديكھئے فتح القدير (ج٥ص ٢٥٧)_

⁽m) ريكي هدي الساري (ص٢٠٣) الفصل الخامس.

⁽٣) ويحصدي الساري (ص١٣٣) الفصل الحامس

سقاؤها"_

اس طرح اس کواللہ تعالیٰ نے دو گھر ایسے دیے ہیں جن سے وہ ریگستانوں اور پہاڑوں میں چل سکتا ہے، گویا کہ اس کے پیروں میں جو تا موجود ہے۔

چونکہ وہ بڑا جانور ہے اپناد فاع کر سکتا ہے اور اسے کھانے پینے کی تکلیف بھی نہیں ہے،اس لیے اسے لقطہ بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، مالک خود ڈھونڈ تا ہوا اُس تک پہنچ جائے گا۔

اونٹ کاالتقاط درست ہے یا نہیں؟

حدیث باب سے معلوم ہوا کہ ضالۃ الإبل کااتقاط درست نہیں، اس کے حکم میں فرس اور بقر بھی ہے، چنانچہ مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ان کے التقاط کے بجائے ان کاترک افضل ہے۔ جبکہ حنفیہ کے نزدیک دوسر کی چیزوں کی طرح ابل وبقر وغیرہ کااتقاط بھی درست ہے (۵)۔ جبکہ حنفیہ کے نزدیک دوسر کی چیزوں کی طرح ابل وبقر وغیرہ کااتقاط بھی درست ہوں کہ متعلق حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت کا تفاجب ابل صلاح کا غلبہ تھا، خیانت عام نہیں ہوئی تھی، اس زمانے میں اگر اونٹ وغیرہ کو چھوڑ دیا جائے تو مالک پالیتا تھا، جبکہ زمانے میں تغیر آنے کے بعد اب حکم بھی بدل گیا، اب خیانت عام ہوگئ ہے، لہذا اونٹ وغیرہ کااتقاط بھی افضل ہوگا (۲)۔

اس كى تائير مؤطاكى اس روايت سے موتى ہے جس ميں امام زہرى رحمة الله عليه فرماتے ہيں "أن ضوال الابل كانت في زمن عمر رضى الله عنه إبلاً مرسلة تناتج، لايمسها أحد، حتى إذا كان زمن عثمان بن عفان أمر بمعرفتها وتعريفها، ثم تباع، فإذا جا ء صاحبها أعطى ثمنها "(2)_

اس سے معلوم ہواکہ پہلے زمانے میں اونٹ آزادانہ پھرتے تھے،ان کے بیچے ہوتے تھے،ان سے

⁽۵) ويكي هداية مع فتع القدير (٥٥ص ٣٥٣) كتاب اللقطة

⁽٢) ويكيئة المبسوط للسرخسي (ج ااص ١١).

⁽٧) مؤطا إمام محمد (٣١٥) كتاب اللقطة، رقم (٨٣٤) ومؤطا إمام مالك (٣٨٥) كتاب الا قضية، باب القضاء في الضوال

کوئی تعریض نہیں کرتا تھا، معلوم ہوا کہ اب یہ بات نہیں رہی للہٰ دالتقاط کرلینا جا ہیے، اس کی تعریف کی جائے اور مالک تک پہنچایا جائے۔

قال: فضالة الفنم؟ قال: لك أولأخيك أولللثب

پوچھاکہ گم شدہ بری کا علم کیاہے؟ آپ نے فرملیا کہ وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑ ہے گا۔ "آخ" سے مراد دوسر اسلمان ہے، یامالک مراد ہے۔ (۸) " ذنب" سے مراد صرف بھیڑیا ہی نہیں بلکہ ہر در ندہ ہے۔ (۹)

مطلب یہ ہے کہ اگر گم شدہ بکری ہو توہ ہاتو تیرے لیے ہاگر تواسے پکڑ لے،اب وہ تیری ذمہ داری ہے کہ اس کی حفاظت کرے، تعریف کرے تا آنکہ مالک تک پہنچائے،یادہ تیرے مسلمان بھائی کے لیے ہے، یعنی اگر تواسے لقط نہ بنائے تو تیراکوئی مسلمان بھائی اسے لقط بنائے گااور حسب معمول تعریف کرے گا،یا یہ کہ اگر تو نہیں پکڑے گا تومالک خود ڈھونڈ تا ہوا آکر اسے لے لے گا۔اور اگر کوئی بھی شخص اسے نہ پکڑے تو پھر وہ کسی در ندے کا شکار ہو جائے گی۔ (۱۰)

حدیث باب کے ان بی الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "غنم" کے القاط سے ملقط مالک ہوجائے گا، حتی کہ اگر مالک آ جائے تب بھی ضان نہیں آئے گا(۱۱) کیو تکہ حدیث باب کے الفاظ ہیں"لک اُولا حیك اُوللذنب" ظاہر یہ ہے کہ یہ"لام "تملیک کے لیے ہے، حدیث باب کے ایک طریق میں اور بھی صاف الفاظ ہیں" ثم قال: کیف تری فی ضالة الغنم؟ قال النبی صلی الله علیه وسلم: خذها، فإنما هی لك أولا حیك اُوللذئب" (۱۲)۔

امام مالک رحمة الله عليه كااستدلال اس بات سے بھى ہے كه اس حديث ميں ملقط اور ذئب كو

⁽٨) ويك فتح البارى (ج٥ص ٨٢) كتاب اللقطة ،باب ضائة الإبل

⁽٩) حوالته بالا

⁽١٠)ديكي عمدة القارى (ج٢ص١١)_

⁽١١) ويصح فتح البارى (٥٦٥ ٥٢٨) كتاب اللقطة، باب ضالة الإبل

⁽١٢)صحيح بحارى (ج اص ٣٢٨) كتاب اللقطة، باب ضالة الغنم، رقم (٢٣٢٨)_

برابر قرار دیاہے، لہذا جس طرح ذنب پر کوئی ضان نہیں اسی طرح ملقط کے ذمہ بھی ضان نہیں ہوگا(۱۳)۔

اس کے مقابلہ میں جمہور کااس بات پر اتفاق ہے کہ اگر لقط کو استعال کر لینے سے پہلے مالک آجائے تو اس کا مالک کو لوٹانا لازمی ہے جس سے معلوم ہوا کہ لقط پر ملکیت اصل مالک کی رہتی ہے۔ (۱۴)۔

جہاں تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال کا تعلق ہے سواس کا جواب ہے کہ یہاں"لام" تملیک کے لیے نہیں ہے، ظاہر ہے کہ یہ لام ذئب پر بھی داخل ہے لیکن ذئب مالک نہیں ہوسکتا، اسی طرح ملقط بھی مالک نہیں ہوگا۔

البتہ التقاط کی اجازت ہے، پھر تعریف کے بعد مالک نہ ملنے کی صورت میں بشرطِ فقر واحتیاج خود استعال کر سکتا ہے یا پھر کسی محتاج کو بطور صدقہ دے سکتا ہے، لیکن مالک کے نکلنے کی صورت میں اگر وہ صفان کا مطالبہ کرے توضان اداکر نالازم ہوگا (۱۵)۔واللہ اعلم

٩٢ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْعَلَاءِ قَالَ : حدَّثنا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدٍ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَلَيْ عَلَيْهِ عَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ : مُوسَى قَالَ : سُئِلَ ٱلنَّبِيُ عَلِيْهِ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا ، فَلَمَّا أَكْثِرَ عَلَيْه عَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ : (سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ) . قَالَ رَجُلٌ : مَنْ أَبِي ؟ قَالَ : (أَبُوك حُدَافَةُم . فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ : مَنْ أَبِي كَنْ اللهِ عَمَّرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، يَا رَسُولَ ٱللهِ ، إِنَّا لَهُ عَرْ وَجَلً : (آبُوك سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ) . فَلَمَّا رَأَى عُمَرْ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى ٱللهِ عَزَّ وَجَلً . [٢٨٦١]

تراجم رجال

(۱)محمر بن العلاء

بدابو کریب محد بن العلاء بن کریب همدانی کوفی رحمة الله علیه میں،ان کے حالات کتاب العلم

⁽۱۳)فتح البارى (ج۵ص۸۲)_

⁽١٨١) حوال مالا

⁽١٥)حوالنه بإلار

⁽١٦)قوله: "عن أبي موسى":الحديث أخرجه البخاري في صحيحه (٢٦ص ١٠٨٣)كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة. باب

بى مين "باب فضل من عَلِمَ و عَلَمَ" كَ تحت كُرر حِك بير

(۲)ابواسامیه

ی ابواسامہ جماد بن اسامہ بن زید قرش کوفی رجمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات بھی کتاب العلم ہی میں "باب فضل من علم و علم" کے تحت گزر کے ہیں۔

(۳)بريد

یہ ابو بردہ برید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابی موسی اشعری ہیں، ان کے حالات اجمالاً کتاب الایمان" باب أي الإسلام أفضل" کے تحت (۱۷)اور تفصیلاً کتاب العلم بی ہیں" باب فضل من علم و علم" کے تحت گزر کے ہیں۔

(١١) ابويرده

یہ ابو بردہ بن ابی موی اشعری ہیں، ان کے حالات کتاب الإیمان "باب أي الإسلام أفضل" کے تحت گرر کیے ہیں (۱۸)۔

(۵) ابوموسیٰ اشعری رضی الله عنه

حضرت ابو موی اشعری رضی الله عنه کے حالات بھی کتاب الإیمان، "باب أي الإسلام أفضل" کے تحت گزر کیے ہیں (۱۹)۔

قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن اشياء كرهها

حضرت ابوموی اشعری رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی الله علیه وسلم سے کچھ الیی چیزوں کے بارے میں سوال کیا گیا، جن کے بارے میں سوال کو آپ نے پہند نہیں فرمایا تھا۔

مايكره من كثرة السؤال وتكلف مالا يعنيه، رقم (٢٩١٥) ومسلم في صحيحه، كتاب الفضائل، باب توقيره صلى الله عليه وسلم وترك إكتار سؤاله عما لاضرورة إليه أولايتعلق به تكليف ومالا يقع، ونحوذلك، رقم (٦١٢٥)

⁽١٤) ويكف كشف البارى (جاص ١٩٠)

⁽١٨) كشف البارى (جاص ١٩٠)

⁽١٩) كشف البارى (جاص ٢٩٠)_

فلما أكثِر عليه: غضب

جب آپ سے کثرت سے سوال ہو جھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے۔

ثم قال للناس: سلوني عماشئتم

پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ سے تم جو چا ہو لیو چھو۔

اس کا مقصد نارا ضگی کااظهار تھا، لیکن بعض صحابہ گرام سمجھ نہیں سکے۔

حضرت انس رضی الله عنه کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام سر ڈھانک کر رونے لگے تھے (۲۰)۔

قال رجل: من أبي؟ قال: أبوك حُذافة

ایک شخص نے پوچھامیر آباپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیراباپ مُذافہ ہے۔

یہ سائل عبداللہ بن مُذافہ رضی اللہ عنہ ہیں (۲۱)، ایک روایت میں آتا ہے کہ ان کاجب بھی کسی سے جھگڑا ہو تا توان کولوگ ان کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے، اس لیے انہوں نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھ لیا (۲۲)۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی والدہ نے ان سے کہا"ماسمعت بابن قط أعق منك، أ أمنت أن تكون أمك قد قارفت بعض ما تقارف نساء أهل الجاهلية فتفضحها علىٰ أعين الناس؟

ال ير حضرت عبدالله بن حذافه رض الله عنه في جواب ديا" والله لو الحقني بعبد أسود للحقته"_(٢٣) .

⁽٢٠) ركيك صحيح بحارى (٢٥ ص ٢٧٥) كتاب التفسير، سورة المائدة، باب: لاتسالوا عن أشياء إن تُبدَ لكم تسؤكم، رقم (٢٧١)_

⁽٢١)وقد وردفي طريق من رواية أنس: "فقام عبدالله بن حُذافة، فقال: من أبي يا رسول الله؟" انظر صحيح البخاري (٣٢٥) حتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب مايكره من كثرة السؤال وتكلف مالا يعنيه، رقم (٢٢٥٠)_

⁽٢٢)صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره صلى الله عليه وسلم وترك إكثار سؤاله عما لاضرورة إليهرقم(١١٣٣)_

⁽٢٣)صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره صلى الله عليه وسلم وترك إكثار سؤاله عمالاضرورة

فقام آخر، فقال: من أبي يا رسول الله؟ فقال: أبوك سالم مولى شيبة

پھرائیک مخص کھڑا ہوااور پوچھلار سول اللہ! میراباپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیراباپ شیبہ کا آزاد کر دہ غلام سالم ہے۔

بیہ سوال کرنے والے حضرت سعد بن سالم رضی اللہ عنہ تھے (۲۴)۔

كيابيه علم غيب كادعوى نهيس؟

یہاں اشکال میہ ہو تاہے کہ یہ توعلم غیب کاادّعاءہے کہ آپ فرمارہے ہیں "سلونی عمّا شئتم" ای طرح آپ بتارہے ہیں کہ عبداللہ کا باپ حذافہ ہے اور سعد کا باپ سالم ہے۔

اس کا جواب ہے ہے کہ صحیح بخاری بی میں حضرت انس رضی اللہ عند کی حدیث کے ایک طریق میں ہے کہ آپ نے فرمایا"من أحب أن يسأل عن شيء فليسأل عند، فوالله، لا تسألوني عن شيء إلا أخبر تكم به مادمت في مقامي هذا"(٢٥)_

اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو معجزہ تھا، اس مقام میں جب تک آپ تشریف فرما تھے اس وقت تک کے لئے آپ نشریف فرمایتھا اس وقت تک کے لئے آپ نے فرمایا تھا کہ تم جو سوال کرو گے میں اس کاجواب دوں گا۔ لہٰذااس کواطلاق پر حمل کرنااور اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرناورست نہیں۔

فلما رأى عمر ما في وجهه قال: يا رسول الله، إنا نتوب إلى الله عزوجل

جب حضرت عمر رضی اللہ عند نے وہ آثار دیکھے جو آپ کے چیر ہ مبارک پر تھے، تو عرض کیایا رسول اللہ! ہم اللہ عزو جل کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رضینا بالله رباً، وبالإسلام دینا، وبمحمدنبیا" (۲۲)۔

إليه.....رقم (۱۲۱۴)_

⁽۲۴)فتح البارى (جاص ١٨٤)_

⁽۲۵)صحیح البخاری(۲۶ ص ۱۰۸۳)کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب مایکره من کثرة السؤال وتکلف ما لایعنیه،رقم(۲۲۹۳)_وانظر صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیره صلی الله علیه وسلم.....،رقم(۱۱۲۱)_ (۲۲)صحیح البخاری(۱۵ص۲)کتاب العلم، باب من برك علیٰ ركبتیه عندالإمام أوالمحدث،رقم(۹۳)_

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ آپ ناراض ہورہے ہیں، اور آپ کی ناراض ہورہے ہیں، اور آپ کی نارا ضگی کی وجہ سے کہیں ایبانہ ہو کہ کوئی عذاب نازل ہو جائے، اس لیے حضرت عمررضی اللہ عنہ نے تواضع کا ظہار کرتے ہوئے دونوں باتیں عرض کیں اور ''رضینا باللہ رباً''اور ''إنا نتوب إلى الله عزوجل''فرمایا(۲۷)۔

دیکھئے! یہال غلطی دوسر ول سے ہوئی تھی لیکن بیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست اور شفقت علی الاصحاب کی دلیل ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نارا ضکی کواس طرح دور کرنے کی کوشش کی گویا کہ غلطی ان سے صادر ہوئی۔واللہ أعلم بالصواب۔

٢٩ - باب : مَنْ بَرَكَ عَلَى رُكُبَنَّهِ عِنْدَ ٱلْإِمَامِ أَوِ ٱلْمُحَدِّثِ .

برك يبرك بروكا: اونك كے بیٹھنے کے ليے استعال ہوتا ہے (۲۸)۔ لیکن یہاں مجاز أانسان کے گھٹنا ملیک کر، یادوزانو ہو کر بیٹھنے کے لیے استعال کیا گیاہے (۲۹)۔ باب سابق سے مناسبت

سابق باب کے ساتھ اس باب کی مناسبت واضح ہے، اس طرح کہ پچھلے باب میں اوب سے تقاضے کو پورانہ کرنے کی وجہ سے سائل پر عالم اور استاذکی نارا ضکی ندکور ہے، جبکہ اس باب میں متعلم کو عالم کے سامنے کس طرح رہنا چا ہے، اس کاذکر ہے (۳۰)۔

ترجمة الباب كامقصد

يہيں سے ترجمة الباب كامقصد بھى ثابت ہو گياكه اگر محدث ناراض ہو جائے تو متعلم كوادب كا

⁽٢٧)ديك فتح البارى (جاص١٨٤)

⁽۲۸)انظرمختار الصحاح(۱۹۹۳)

⁽۲۹)فتح الباري(جاص١٨٨)وعمدة القاري(ج٢ص١١١)_

⁽۳۰)عمدة القارى (ج٢ص١١١)_

طریقہ اختیار کر کے اس کوراضی کرنا جا ہے۔

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ بیر جمہ "باب فی باب" کے قبیل سے ہے، جس کا مطلب بیر ہے کہ سابق باب کی حدیث میں باب کے علاوہ کوئی نیا فائدہ بھی موجود ہے، اس پر متنبہ کرنے کے لیے ترجمہ قائم فرماتے ہیں (۳۱)

یہاں بھی سابق باب کی آخری صدیث بعینہ صدیث باب ہے، لیکن چونکہ اس سے ایک فائدہ مستبط ہو رہا تھا اس فائدے پر مطلع کرنے کے لیے یہاں "من بوك علی د كبتيه عند الإمام أوالمحدث كارجمہ قائم فرماديا(٣٢)۔

(٣٣) : حدَّثنا أَبُو ٱلْيَمَانِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ ٱلزُّهْرِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنِي ٱنَسُ بْنُ مَالِكِ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ عَلَيْكِ خَرَجَ ، فَقَامَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ : مَنْ أَبِي ؟ فَقَالَ : (أَبُوكَ حُذَافَةٌ) . ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ : (سَلُونِي) . فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكُبَتْهِ فَقَالَ : رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَيُحَمَّدُ عَلِيْ أَنْ يَقُولُ : (سَلُونِي) . فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكُبَتْهِ فَقَالَ : رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَيُحَمَّدُ عَلِيْكُ نَبِيًّا ، فَسَكَتَ . [١٥٥ ، ٦٨٦٤ ، وانظر : ٤٣٤٥]

تراجم رجال (۱)ابوالیمان

یہ ابوالیمان الحکم بن نافع بہر انی خمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کے حالات پیچھے بدءالوحی کی چھٹی

(٣) انظر الكنز المتواري في معادن لامع الدراري و صحيح البخاري(مقدمة لامع الدراريج اص٣٥٣)الفائدة الثالثة في تفاصيل الأصول، الأصل المسادس. ثيزو يكھيے كشف الباري(ج١٥٢)_

(٣٢) الكنز المتواري (٢٢٥ ٣٢٣)_

(٣٣) قوله: "أنس بن مالك":الحديث أخرجه البخاري في صحيحه أيضاً (ج ١ ص ٧٧) في كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت الظهر عندالزوال، وقم (٠٤٠) و (٠٤٠) و (٠٤٠) و (٠٤٠) و (٠٤٠) و (٠٤٠) كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى الأمام في الصلاة، وقم (٧٤١) و (٠٤٠) و (٠٤٠) و (٠٤٠) كتاب الدعوات، المعسير، سورة المائدة، باب: لاتسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم، رقم (٧٢١) و (٣٢٥) كتاب الدعوات، باب التعوذ من الفتن، رقم (١٣٢١) و (٣٢٥) كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، رقم (١٣٨٨) و (٣٢٥) كتاب البي صالى الله عليه وسلم: لو تعلمون ماأعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا، و (٣٤٥) كتاب الاعتصام بالكتاب الاعتصام بالكتاب الاعتصام بالكتاب

حدیث کے ذیل میں گزرچکے ہیں (۳۴)۔

(۲)شعیب

یہ شغیب بن ابی حزہ اموی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے بھی مختصر حالات بدء الوحی کی چھٹی حدیث کے ذیل میں گزر کیے ہیں (۳۵)۔

(۳)الزهري

ید امام محمد بن مسلم بن عبیدالله بن عبدالله بن شهاب زهری رحمة الله علیه بین، ان کے مختصر حالات بد،الوحی کی تیسری حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔(۳۱)

(۴)انس بن مالک

حفرت انس بن مالك رضى الله عند كے حالات كتاب الإيمان"باب مِن الإيمان أن يحب الأحيد ما يحب لنفسه"ك تحت كرر يك بي (٣٤)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج، فقام عبدالله بن حذافة، فقال: مَن أبي؟ فقال: أبوك حذافة

حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نکلے، حضرت عبدالله بن حذافه رضی الله عنه کھڑے ہوئے اور پوچھاکہ میراباپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "حذافہ "ہیں۔

یہاں روایت میں اختصار ہے جبیا کہ دوسری روایت سے معلوم ہو تاہے کہ آپ سے لوگوں نے

والسنة، باب مايكره من كثرة السؤال وتكلف مالا يعنيه، رقم (٢٩٥٥-٢٩٥٥)_ومسلم في صحيحه، في كتاب الفضائل، باب توقير صلى الله عليه وسلم وترك إكثار سؤاله عما لاضرورة إليه.....، رقم (٢١١٧-١١٢٧)_والترمذي في جامعه، في كتاب التفسير، سورة المائدة، رقم (٢٥١٧)_

⁽۳۴) كشف البارى (جاص ۸۰م)

⁽۳۵) کشف الباری (جاص ۸۰۰)۔

⁽۳۲) كشف البارى (جاص ٣٢٦)

⁽۳۷) كشف الباري (ج٢صم)_

سوالات پوچھے، آپ ناراض ہوئے پھراس حال میں فرمایا''سلونی''اس موقع پر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میراباپ کون ہے؟(۳۸)۔

ثم أكثر أن يقول: سلوني

پھر آپ نے بہت زیادہ فرمایا کہ ہاں! مجھ سے یو چھو۔

فبرك عمر على ركبتيه

حضرت عمررضی الله عنه اپنے گھٹنوں پر ہیڑھ گئے۔

اس جملہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا اثبات کیا ہے جو بالکل واضح ہے۔
حضرت گنگو بی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "بووك" کا ظاہری مطلب سے بنتا ہے کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پہلے سے مجلس میں موجود تھے، وہ گھٹوں کے بل کھڑے ہوگئے۔ چو نکہ سے
ہیئت، ادب کے خلاف محسوس ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کو ثابت کیا ہے

کہ کسی گھبر اہٹ کے موقع پر ایبا کرنادرست ہے، یہاں چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نار اضگی کا کڑامر حلہ درپیش تھا،اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیہ بیئت اختیار کی۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں یہ امکان بھی ہے کہ "بروك" سے مراد ہیت تشہد ہو، یعنی دوزانو ہو كر بیش منامقعود ہوں، يہ معنی اگر ہو تو پھر بات واضح ہے كہ امام كے سامنے بیشنے كی كيفيت يہى ہونی چاہیے۔

کیکن اس پراشکال بیہ ہو تاہے کہ امام کے سامنے بیٹھنے کی کیفیت اور ادب جب بیہ ہے تو حضرت عمر رضی اللّٰد عنہ نثر وع سے اسی کیفیت کے سَاتھ کیوں نہیں بیٹھے تھے۔

اس کاجواب میہ دیا جاسکتا ہے کہ عام طور پرادب تو یہی ہے کہ امام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹے جائے لیکن اجازت دسری ہینٹوں کی بھی ہے،اسی اجازت کی رُوسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی دوسری ہیئت میں بیٹے ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نارا ضگی کا واقعہ پیش آیا اور انہوں نے پچھ گزارش کرنے کی ضرورت محسوس کی تواپنی ہیئت تبدیل کی اور دوزانو ہو کر گزارش کی "د ضینا بالله

⁽۳۸)د کیمنے فتع الباری (جاص ۱۸۸)۔

رباً....اخُ(٣٩)_

عام شار حین نے یہاں"بووك" سے دوزانو ہوكر بیٹھنام ادلیاہے۔ (۴٠)والله أعلم

فقال: رضينا بالله رباً وبالإسلام ديناً وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا

اور عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اتعلیم کر کے راضی اور خوش میں۔

ابن بطال رحمة الله عليه فرماتے بیں که چونکه حضرت عمر رضی الله عنه به سمجھ رہے تھے که اس فتم کے سوالات بسااو قات تعنت اور شکوک و شبہات کی بنا پر کیے جاتے ہیں، اور اس پر عقوبت نازل ہو علق ہے، اس ڈر سے انہوں نے تشلیم ورضا کے اظہار کے لیے عرض کیا" رضینا بالله رباًالخ"(۱۲)۔

اس کا حاصل میہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کتاب عطا فرمائی ہے اور اپنے نبی کے واسطے سے جو "سنت "مرحمت فرمائی ہے ان کے ہوتے ہوئے کسی سوال کی ضرورت نہیں (۴۲)۔

فسكت

سوحضوراكرم صلى الله عليه وسلم خاموش ہوگئے

بعض روایات میں ہے "فسکن غضبه" (۳۳) بعنی آپ کاغصہ فرو ہو گیا۔ بعنی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مکمل تشلیم ورضا کا اظہار کر دیااور یہ یقین دلادیا کہ یہ سوالات کسی فتم کے تعنت یا شک وشبہہ کی بنیاد پر نہیں تھے تو آپ راضی ہوگئے۔

بمثلبيه

سابق باب كى روايت ميس ہے كه حضرت عمر رضى الله عنه نے فرمايا"إنا نتوب إلى الله

⁽٣٩) ويكيت لامع الدراري (ج٢ص ٣٢٣ و٣٢١) _

⁽٥٠) الكنز المتواري (٢٦٥ ٣٢٣)_

⁽۱۲)شرح ابن بطال (ج اص ۱۷۱)_

⁽۲۲)عمدة القارى (۲۲ص۱۱)

⁽۳۳)عمدة القارى (ج٢ص١١٥)_

عزوجل"اوراس روايت ميس م كرانهول في "رضينا بالله رباً" فرمايا

سو کہا جائے گا کہ دونوں روایتوں میں اختصار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں باتیں فرمائی تھیں، پہلی روایت میں ایک حصہ مذکور ہے اور دوسر ی روایت میں دوسر احصہ مذکور ہے۔واللہ اعلم

٣٠ - باب : مَنْ أَعَادَ ٱلْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ .

فَقَالَ : (أَلَا وَقَوْلُ ٱلزُّورِ) . [ر : ٢٥١١] فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا . وَقَالَ ٱبْنُ عُمَرَ : عَلِيْكِ : (هَلْ بَلَغْتُ) . ثَلَاثًا . [ر : ٤١٤١]

ہمارے نسخوں میں ".....لیفھم" پر ترجمۃ الباب ختم ہے، آگے "عند" کا لفظ نہیں ہے،اس صورت میں بدباب افعال سے معروف کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے لینی "لِیفْھِمَ" اور مجہول کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے لینی "لیفھم"۔

لیکن اصلی اور کریمہ کے نسخوں میں "عنه" کااضافہ ہے، لہذااس صورت میں مجہول کا صیغہ متعین ہے(ا)۔

سابق باب کے ساتھ مناسبت

اس باب کی مناسبت سابق باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ سابق باب میں سائل معلم کا حال ند کور تھا، اس باب میں بھی معلم کے حال کی رعایت ند کور ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معلمین اور سائلین کی رعایت کر کے تین تین دفعہ کلام کا عادہ فرمایا کرتے تھے، تاکہ معلمین اچھی طرح سمجھ سکیں (۲)۔

ترجمة الباب كامقصد

ابن المنیر رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمة الله علیہ نے ترجمة الباب سے ان لوگوں پر رد کیا ہے جواعاد ہُ صدیث کو ناپشد سمجھتے ہیں اور جو طالب علم تکر اربااعادہ کا مطالبہ کرے اس کو بلید اور غبی

⁽١) ويكي فتح البارى (ج اص ١٨٨) وعمدة القارى (ج٢ص١١)_

⁽٢)عمدة القارى (ج٢ص١٨٨)_

سیجھتے ہیں، نیزوہ فرماتے ہیں کہ طبیعتیں چو نکہ مختلف ہوتی ہیں، لہذا طالب علم اگر نہ سمجھ پائے تواعادہ کا مطالبہ اس کے لیے کوئی عیب نہیں، اس طرح معلم کے لیے بھی کوئی عذر اعادہ سے مانع نہیں ہونا چاہے(۳)۔

لیکن ترجمۃ الباب کا یہ مقصد آگے "باب من سمع شیئا فلم یفھمہ ،فراجعہ" کے زیادہ ناسب ہے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مواضع ضرورت اور حاجت میں کلام کو تین تین مرتبہ اعادہ کرناچاہیے، گویار وایت میں جہال تثلیث کاذکر آیاہے وہاں افہام مقصود ہے، یا تو اہتمام کی زیادتی بتانے کے لیے ہے یا اس اندیشہ سے کہ از دحام کی وجہ سے سامعین سی نہیں سکے ہوں گے، ترجمۃ الباب میں "لیفھم ……"کی قیدای پردال ہے(۴)۔

حضرت شخ الهند رحمة الله عليه نے بھی حضرت گنگوہی کی اتباع کی ہے اور فرمایا"که جن مواقع میں اعادہ کی حاجت ہوتی ان میں اعادہ فرماتے ورنہ بعض مواقع میں فقط اشارہ بھی ثابت ہے کہ مقامات کی مامو بقاً۔اس سے بھی تعلیم و تبلیغ میں اہتمام کی طرف اشارہ مفہوم ہو تاہے، معلم کو چاہیے کہ مقامات مہمہ کو مکر رسہ کر راعادہ کرے کہ سامعین کے فہم میں قصور نہ رہے "۔(۵)

علامہ سند سی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقریباً یہی بات ارشاد فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ تکرار۔
ان مواضع کے ساتھ مخصوص ہے جن میں اعادہ کی حاجت ہو، مطلقاعات بیان کرنا مقصود نہیں، وجہ یہ
ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام بہت سے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل
کر کے کہتے ہیں ''قالها ٹلافا''اگر آپ کی عادت ہی ہر کلام کو تین تین مر تبہ اعادہ کی ہوتی تواس تصر تک کوئی معنی نہیں رہے (۲) واللہ اعلم۔

⁽۳)دیکھےفتح الباری (جاص۱۸۹)۔

⁽⁴⁾ لامع الدرارى (جمص ٢٥ سو٢٦)_

⁽۵)الأبواب والتواجم(ص۵۳)_

⁽٢) ركيح الكنز المتواري (ج٢ص٣٦)_

فقال: "ألا وقول الزور" فما زال يكرّرها

آپ نے فرمایا"سنو!اور جھوٹی بات"آپاس کلمہ کا تکرار کرتے رہے۔

يه حضرت ابو بكره رضى الله عنه كى حديث كاا يك حصه به جو كتاب الشهادات، كتاب الأدب، كتاب الأدب، كتاب الاستئذان اور "كتاب استتابة الموتدين" مين موصولاً مروى به (2): "ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ فلاثا قالوا: بلى يا رسول الله، قال: الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، وجلس وكان متكئاً فقال: "ألا وقول الزور" قال: فما زال يكررها، حتى قلنا: ليته سكت "

اس روایت میں ''الا وقول الزود'' کے بارے میں ذکرہے کہ آپ نے بار باراس کا تکرار فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علینی کے پیش نظر اس طرح بار بار تکرار فرمایاہے، معلوم ہوا کہ اگر ضرورت پڑے توکسی چیز کی اہمیت یا علینی بیان کرنے کے لیے اس کو مکر ربیان کیا جاسکتاہے۔

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قائم فرمایا ہے "باب من أعاد المحدیث فلافاً "جَبَه استدلال میں ذکر کیا ہے "الا وقول الزور فما زال یکورها "کہ آپ نے اس قول کا تکرار فرمایا ،اس سے ترجمۃ الباب تو ثابت نہیں ہوا۔

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہاں جو ''فعاز ال یکور ھا'' ند کور ہے ''ثلاث' کا مفہوم اس کے اندرداخل ہے لہذا مدعیٰ ثابت سمجھا جائےگا۔

دوسر اجواب بیہ ہے کہ امام بخاری نے "فیما زال یکورھا" سے دراصل استدلال نہیں کیا، بلکہ اس مکر کے اس مدیث کے پہلے جملے کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے "الاانب کی ماکبر الکبانو ثلاثا"۔اس صورت میں ترجمۃ الباب کا اثبات صراحة

⁽²⁾ ركيك صحيح بخارى (ج10 ٣٦٢) كتاب الشهادات، باب ماقيل في شهادة الزور، رقم (٢٦٥٣) و (ج٢٥ م٨٨٠) كتاب الأدب، باب عقوق الواللين من الكبائر، رقم (٥٩٤٧) و (ج٢٥ م٩٢٨) كتاب الاستئذان، باب من اتكأبين يدي أصحابه، رقم (٦٢٧٣) و (ج٢٠ ص ١٠٢٢) فاتحة كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إثم من أشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة، رقم (١٩١٩)_

ہو جائے گا۔واللہ اعلم

وقال ابن عمر: قال النبى صلى الله عليه وسلم: هل بلغت؟ ثلاثا حضرت ابن عمر رضى الله عنه فرماية بين كه نبى كريم صلى الله عليه وسلم في تين مرتبه فرماياكه كيا مين في بينجاديا؟

یہ تعلق امام بخاری رحمة الله علیہ کے مدعیٰ پر مکمل منطبق ہے۔

کھریہ تعلق آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ ججۃ الوداع کا ایک مکڑا ہے جس کوامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مقامات میں ذکر کیا ہے (۸)، البتہ "ألا هَلْ بلّغت ثلاثاً" کی تصریح موصولاً کتاب المحدود میں ند کورہے (۹)۔ واللہ اعلم۔

٩٥/٩٤ : حدّثنا عَبْدَةُ قَالَ : حدَّثنا عَبْدُ ٱلصَّمَدِ قَالَ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ ٱلْفَتَى قَالَ : حدَّثنا ثُمَامَةُ بنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ أَنَسْ } عَنِ ٱلنَّبِيِّ عَلِيلٍ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا ، وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا .

تراجم رجال (۱)عُندَهٔ

(٨)د يكت صحيح البخارى (ج اص ٢٣٥) كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم (١٢٣١) و(ج٢ ص ١٣٣) كتاب المغازى ، باب حجة الوداع، رقم (٣٠٠٣) و(ج٢ ص ١٩٨٨ ١٩٠٩) كتاب الأدب، باب قول الله تعالى: ياأيهاالذين آمنوالايسخو قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرامنهم قم (٣٠٣٠) و(ج٢ص ١٩١) كتاب الأدب ، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، رقم (١٢٢١) و(ج٢ص ١٠٠١) كتاب الحدود، باب ظهر المؤمن حمى إلافي حدّ أوحق، رقم (١٤٨٥) و(ج٢ ص١٠١٠) كتاب الديات، باب قول الله تعالى: ومن أحياها رقم (١٨٦٨) و(ج٢ ص ١٠٥٨) كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : لاترجعوا بعدى كفار أيضرب بعضكم رقاب بعض ، رقم (١٠٧٤) ـ

(٩)صحيح البخاري (٣٢ص ١٠٠٣) كتاب الحدود، باب ظهر المؤمن حمى إلا في حد أوحق، قم (١٧٨٥) .

(١٠)قوله: "عن أنس":الحديث أخرجه البخاري في نفس الباب رقم (٩٥)وفي (٩٢٥ ص٩٢٣)كتاب الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثاً، رقم (٩٢٣) والترمذي في جامعه، في كتاب الاستئذان، باب ماجاء في كراهية أن يقول: عليك السلام مبتدئا، رقم (٢٧٣٣)وفي كتاب المناقب، باب (قول أنس: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيد الكلمة ثلاثاً) رقم (٣٧٣٠) و

بيه ابوسهل عبده بن عبدالله بن عبده الْعز اعي الصفار بصري رحمة الله عليه بين (١١)_

انہوں نے حسین بن علی بعقی، رَوح بن عُبادہ، ابوعاصم النبیل، عبدالصمد بن عبدالوارث، محمد بن عبدالوارث، محمد بن بشر عبدی، بزید بن هارون، ابوداؤد عفر کی اور ابوداؤد طیالسی رحمهم الله تعالی وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیاہے۔

ان سے حدیث حاصل کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد، امام ترندی، امام نسائی، امام ابن ماجه، ابو اسحاق ابر اہیم بن فہد ساجی، زکریا بن سحی ساجی، ابو حاتم محمد بن ادریس رازی اور امام ابن خزیمه رحمهم الله وغیرہ بہت سے حضرات ہیں (۱۲)۔

امام ابوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق" (١٣) ـ

امام نسائی رحمة الله عليه فرماتے ہيں "ثقة" (١١٧) _

ابن حبان رحمة الله عليه فرمات بين "مستقيم الحديث" (١٥)_

امام دار قطنی رحمة الله عليه فرماتے بين وفقة "(١٦)_

حافظ ابن حجر رحمة الله عليه فرمات بين "ثقة" (١٤)_

۲۵۸ هیااس کے قریب قریب ان کا نقال ہوا (۱۸)۔ رحمہ الله تعالی رحمة واسعة۔

(٢)عبدالصمد

به عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعيد بن ذكوان تتيمي، عنري، تؤرى، بصرى رحمة الله عليه بي،

⁽١١)ويكي تهذيب الكمال (١٨٥ ص ٥٣)

⁽۱۲) شيوخ و النافره كر ليح و يكفي تهذيب الكمال (ج١٨٥ ع٥٥ ٥٣٥)

⁽۱۳) تهذيب الكمال (ج١٨ص٥٣٨)

⁽١١) حوالدبالا

⁽١٥) الثقات لابن حبان (ج٨ص ٣٣٧)_

⁽۱۲)تهذیب التهذیب (۲۲ص۲۰۸)

⁽١٤) تقريب المتهذيب (ص١٩٩) رقم (٢٤٢) _

⁽١٨) ويحية الكاشف (ج اص ٧٤٤) رقم (٣٥٢٨) و تهذيب التهذيب (ج٢ص ٢١١) _

ان کی کنیت ابوسہل ہے (۱۹)۔

یہ اپنے والد عبدالوارث بن سعید کے علاوہ ابان بن یزید عطار ، ابراهیم بن سعد زُ هری ، مشام . الدستوائی ، عِکرِ مه بن عمار ، ابو خُلدہ خالد بن دینار ، اساعیل بن مسلم عبدی ، ربیعہ بن کلثوم ، شعبہ بن الحجاح، همام بن یحیی ، حرب بن شداد اور حماد بن سلمہ رحمہم اللّٰدوغیرہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام سحی بن معین، امام اسحاق بن راھویہ، امام احمد بن حنبل، امام محمد بن بشار بندار، ھارون بن عبداللہ حمال، عبد بن حمید، محمد بن سحیی ذبلی، حجاج بن الشاعر، ابو قلابہ رقاشی اور ان کے بیٹے عبدالوارث بن عبدالصمدر حمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات ہیں (۲۰)۔

الم الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بين "صدوق صالح الحديث" (٢١)

ا بن سعد رحمة الله عليه فرماتے ہيں" كان ثقة إن شاء الله" (٢٢)_

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہیں "حجة" (٢٣)

نيزوه فرمات بين" الإمام الحافظ الثقة "_(٢٣)_

ابن معين رحمة الله عليه فرماتے بين".....و كان والله ثقة" (٢٥)_

الم حاكم رحمة الله عليه فرمات بين " نقة مامون" (٢٦) ـ

ابن قانع رحمة الله عليه فرمات بين "فقة يخطئ " (٢٧)_

المام على بن المدين رحمة الله عليه فرمات بين "عبد الصمد ثبت في شعبة" (٢٨)

⁽١٩) تهذيب الكمال (ج١٨ص٩٩) وسير اعلام النبلاء (ج٩ص١١٥)

⁽٢٠) شيوخ و تلافده كي لي ويكي تهذيب الكمال (ج١٨ص٠٠١-١٠١) وسير أعلام النبلاء (ج٩ص١٥٥١٥)

⁽۲۱) تهذيب الكمال (ج۱۸ص۱۰۲)

⁽۲۲)الطبقات لابن سعد (ج٧ص٠٠٠).

⁽۲۳) المكاشف (جاص ۳۵۳) رقم (۲۷۳)_

⁽٢٢)سير أعلام النبلاء (ج٩ص١١٥)

⁽۲۵) تعلیقات تهذیب الکمال (۱۸۲ ۱۰۲)

⁽۲۲)تهذیب التهذیب (۲۲ص۲۸)

⁽۲۷)حوالنه بالا_

⁽۲۸)حوالهٔ سابقه۔

ابن نميررحمة الله عليه نے مجھى ان كى توثيق كى ہے (٢٩)_

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب الثقات مين ذكر كيا ب (٣٠)

٤٠٠ه كوان كانتقال موا (٣١) ـ رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۳)عبدالله بن المثني

یه ابوالمثنی عبدالله بن المثنی بن عبدالله بن انس بن مالک انساری بصری رحمة الله علیه بین (۳۲)۔

انہوں نے اپنے چیا تمامہ بن عبداللہ بن اُنس، ثابتِ بنانی، حسن بھری، عبداللہ بن دینار، علی بن زید بن جدعان، فضالہ بن مصین عطار، موسیٰ بن اُنس بن مالک اور نضر بن اُنس بن مالک رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت حدیث کی ہے۔

ان سے عبدالصمد بن عبدالوارث، محد بن عبدالله انصاری، مسدد بن مسرهد، مسلم بن ابراهیم، معلی بن اسداور خالد بن خِداش رحمهم الله وغیره حضرات روایت کرتے ہیں (۳۳)۔

امام يحيى بن معين، ابوزر عداور ابوعاتم رحمهم الله فرماتے بين "صالح" (٣٣) ـ

ابوحاتم رحمة الله عليه في "شيخ "كااضافه بهي فرمايا ٢٥٥)_

امام ترندى رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة" (٣٦)_

امام عجل رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة" (٣٧)_

⁽٢٩) جوالد سابقه

⁽۳۰)الثقات لابن حبان (ج۸ص ۱۳۳)

⁽٣١) تهذيب الكمال (ج١٨ص١٠)_

⁽٣٢) تهذيب الكمال (٢١٥ ١٩٥)_

⁽۳۳) شیوخ و تلانده کی تفصیل کے لیے دیکھتے تھذیب الکمال (۲۲اص۲۵و۲۱)_

⁽۳۳) تهذيب الكمال (ج١١ص٢٦)_

⁽۳۵) حوالدبالا

⁽٣٦) جامع الترمذي، كتاب العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ر قم (٢٦٧٨)_

⁽٣٤)تهذيب التهذيب (٣٨٨ ٣٨٨)

امام ابن حبان رحمة الله عليه نے ان كو كتاب التقات ميں ذكر كيا ہے اور لكھا ہے "ربما أخطأ" (٣٨)_

ابن معین رحمة الله علیہ سے ان کے بارے میں ''لیس بشی ء'' بھی منقول ہے (۳۹)۔ زکریا ساجی رحمة الله علیہ فرماتے ہیں ''فیه ضعف، لم یکن من أهل الحدیث، روی مناکیر''(۴۰)۔

امام نسائى رحمة الله عليه فرماتے بين "ليس بالقوي" (١٦) ـ

الم الوداودر حمة الله عليه فرمات بين" لاأخوج حديثه" (٣٢)

امام ابو داؤد نے ان کے بارے میں ابو سلمہ سے"و کان ضعیفاً منکو الحدیث" نقل کیا ہے(۳۳)۔

البته امام دار قطنی نے ان کو ایک دفعہ "ثقة" فرمایا اور ایک دفعہ ان کو "ضعیف" قرار دیا ہے(۴۴)۔

امام عقیلی رحمة الله علیه فرماتے ہیں"لایتابع علیٰ أكثر حدیثه"(٣٥)_

خلاصہ بیر کہ عبداللہ بن المثنی کو بعض حضرات مثلاً امام تر فدی، امام عجلی وغیرہ نے مطلقاً ''ثقة'' قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات مثلاً ابن معین، ابوزر عہ اور ابو حاتم وغیرہ نے ان کی توثیق تو کی ہے لیکن توثیق کے اعلیٰ الفاظ استعمال نہیں کیے، جبکہ بعض حضرات نے ان کی تضعیف کی ہے۔

ان تمام اقوال کود کیستے ہوئے صحیح رائے وہی معلوم ہوتی ہے جو حافظ ابن حجر رحمۃ الله علیہ نے

⁽۳۸) تهذیب الکمال (۲۲ س۲۷)

⁽٣٩) ميزان الاعتدال (ج٢ص ٥٠٠) رقم (٣٥٩٠)

⁽٣٠) تهذيب التهذيب (ج٥٥ س٣٨٨) وميزان الاعتدال (ج٢ص ٢٩٩) رقم (٢٥٩٠)_

⁽١١) تهذيب الكمال (٢١ص٢)

⁽۲۲)حواله بالا

⁽٣٣)الضعفاء الكبيرللعقيلي (ج٢ص٣٠٣)ر قم (٨٨٢)_

⁽۳۸)تهذیب التهذیب (۵۵س۸۸۸)

⁽٥٥) الضعفاء للعقيلي (٢٦ص٥٠٥) رقم (٨٨٢)_

تحریر کی ہے لین "صدوق کثیر الغلط" (۴۲)۔

یعنی ان کی عدالت پر تو کوئی کلام نہیں البتہ ضبط کی کی وجہ سے ان کو ضعیف قرار دیا گیاہے۔ جہال تک صحیح بخاری میں ایسے راوی کی روایت کا تعلق ہے سواگر چہ عبداللہ بن المثنی صحیح بخاری کے عام رجال کی طرح مضبوط نہیں ہیں لیکن بسااو قات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجتہاد سے بعض راویوں کی ایسی مخصوص روایتوں کو قبول کر لیتے ہیں جن میں انکار نہیں ہو تا (۲۷)، خصوصاً جبکہ متا بع موجود ہوں یہاں بھی ایسا ہی ہواہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن المثنی کی روایات میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی بیشتر روایات اپنے چا تمامہ سے ہیں،اور آدمی اپنے خاندان کی حدیثوں کا اہتمام کر تاہے،اس لیے ان کی روایات قبول کرلی گئیں (۴۸)۔ جبکہ ایک روایت ثابت بنانی سے نقل کرتے ہیں اس میں ان کے پچپا تمامہ بھی شریک ہیں اور اس کی متابع روایت بھی موجود ہے،اس طرح ایک روایت عبداللہ بن دینار سے مروی ہے،اس کی متابع بھی موجود ہے (۴۹)۔

مذکورہ تقریر کے پیش نظرامام ابن معین کے قول"نیس بشی ء"امام نسائی کے قول"نیس بشی ء"امام نسائی کے قول"نیس بالقوی"کو ہم کسی مخصوص روایت کے ساتھ مختص قرار دے سکتے ہیں(۵۰)ان وجوھات کی بنا پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایتیں قبول کی ہیں۔واللہ اعلم

امام بخاری کے علاوہ امام تر فدی اور امام ابن ماجہ نے بھی ان کی صدیثوں سے احتجاج کیا ہے (۵۱)۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة و اسعة

⁽٣٦) تقريب التهذيب (ص٣٠٠) رقم (٣٥٤١)

⁽٣٤)قال الحافظ رحمه الله: "وقد تقرر أن البخاري حيث يخرج لبعض من فيه مقال لايخرج شيئاً مما أنكر عليه" فتح البارى (١٨٥/ك)_

⁽٣٨)"والذي أنكر عليه إنما هومن روايته عن غير عمه ثمامة، والبخاري إنما أخرج له عن عمه هذا الحديث وغيره، ولا شك أن الرجل أضبط لحديث آل بيته من غيره" فتح الباري (١٨٥هه)_

⁽۲۹) ویکی هدی الساری (۱۲۳) .

⁽٥٠)قال الحافظ في فتح البارى (ج اص ١٨٩): "وقال النسائي: ليس بالقوي، قلت القائل: الحافظ : لعله أرادفي بعض حديثهوقول ابن معين: ليس بشيء ، أرادبه في حديث بعينه سئل عنه"_

⁽۵۱) هدى السارى (ص۲۱۲)_

(۴) ثمامه بن عبدالله

یے تمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری بھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یہ بھرہ کے قاضی بھی رہے (۵۲)۔

انہوں نے اپنے دادا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت براء بن عازب اور
حضرت ابوہر میرہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث کی روایت کی ہے، اگر چہدان کو حضرت ابوہر میرہ سے لقاء
حاصل نہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں حبیب بن الشہید، حسین بن واقد مروزی، حماد بن سلمہ، حمید الطّویل، عبدالله بن عبدالله بن المثنی، عزرہ بن ثابت انصاری، عوف الاعرابی، قادہ بن دِعامہ۔و ھو من أقر اند مالك بن دینار اور معمر بن راشدر حمہم الله تعالی وغیرہ ہیں (۵۳)۔

امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمهماالله فرماتے ہیں ' ثققة " (۵۴) _

امام عجلى رحمة الله عليه فرمات ين "تابعي ثقة" (٥٥)_

ابن شاہین رحمة الله علیہ نے بھی ان کی توشق کی ہے (۵۲)۔

ابن حبان رحمة الله عليه في ان كو كتاب الثقات مين ذكر كياب (٥٤)_

حافظ ذہبی رحمة الله علیه فرماتے ہیں "ثقة" (۵۸)۔

نير وه فرمات بين "وكان من العلماء الصادقين، وَلِيَ قضاء البصرة، وكان يقول: صحبت جدى ثلاثين سنة "(۵۹)_

البتہ حافظ ابن عدی رحمة الله علیہ نے ابو یعلیٰ کے واسطہ سے امام یحیی بن معین سے ان کی

⁽۵۲)تهذيب الكمال (جمص٥٠٨)_

⁽۵۳) شيوخ و تلانده كي ليد ديكھئے تھذيب الكمال (جهم ص٥٠ مو١٠٠١)_

⁽۵۳)تهذیب الکمال (جسم ۲۰۱۳)

⁽۵۵)تهذیب التهذیب (۲۹ س۲۹)

⁽۵۲)تعليقات تهذيب الكمال (جم ص٥٠٨)_

⁽۵۷)الثقات لابن حبان (جم ص۹۲)_

⁽۵۸)الكاشف (جاص۲۸۵)رقم (۲۱۷)

⁽٥٩)سيرأعلام النبلاء (٥٥ص ٢٠٥)_

تضعیف کی طرف اشارہ نقل کیاہے (۲۰)۔

وراصل امام یحیی بن معین کی تضعیف مطلقاً نہیں ہے بلکہ بخاری ہی کی ایک روایت کے بارے میں ہے جو "محتاب الصدقات" کے نام سے معروف ہے، یہ مکتوب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کواس وقت عطافر مایا تھاجب ان کو بحرین جمیجا تھا (۲۱)۔

اں ''تماب'' کے بارے میں بعض محدثین کا کہنا ہیہ ہے کہ ثمامہ کو حضرت انس ہے اس کا ساع حاصل نہیں ہے،اسی طرح عبداللہ بن المثنی کو ثمامہ سے اس کا با قاعدہ ساع حاصل نہیں ہے (۱۲)۔ حافظ ابن حجررحمۃ اللہ علیہ نے مقد مہ فتح الباری میں کافی وشافی جواب لکھاہے (۱۲۳)۔

حاصل بیہ کہ امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اوا آثمامہ بن عبداللہ کی مطلقا تضعیف نہیں کی بلکہ ان کی بیہ تضعیف ایک خاص روایت کے ساتھ مختص ہے، پھر اس خاص روایت میں بھی ان کی تضعیف درست نہیں، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں" و لشمامة عن أنس أحاديث، وأرجو أنه لاباس به، وأحاديثه قريبة من غيره، وهو صالح فيما يرويه عن أنس عندي"۔

خلاصہ یہ کہ ثمامہ بن عبداللہ تقدراوی ہیں، کسی نے بھی ان کی تضعیف نہیں کی لہذا حافظ رحمۃ اللہ علیہ کاان کو صرف" صدوق" قرار دینا(۲۴) محل نظر ہے۔ واللہ اعلم رحمه اللہ تعالیٰ رحمة واسعة (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ

حضرت السرضى الله عنه ك حالات، كتاب الإيمان، "باب من الإيمان أن يحب الأخيه ما يحب لنفسه" ك تحت كرر يك بي (٦٥) _

⁽۲۰)و یکھی الکامل لابن عدی (۲۲ص ۱۰۸)۔

⁽١١) ويصحيح البخاري (ج اص ١٩٥٥ و١٩١١) كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، رقم (١٣٥٣)_

⁽٢٢) قاله الدارقطني، انظرهدى السارى (٣٥٤) الفصل الثامن، الحديث الحادي والعشرون.

⁽٣٣)هدى السارى(٣٥٧)الفصل الثامن، الحديث الحادي والعشرون، ثيزركيك فتح البارى(٣٣،٥٠٣)كتاب الزكاة، باب زكاة الغنيم

⁽۱۳) انظر تقریب التهلیب (۱۳۳) رقم (۸۵۳) _

⁽۲۵) کشف الباری (۲۲ص م)۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا سلم سلم ثلاثاً

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپ جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین مرتبہ سلام کرنا استیذان کے موقع پر ہو تا تھا، یعنی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو پہلی دفعہ سلام کرتے، جازت نہیں ملتی تو دوسری دفعہ اور اس طرح تیسری دفعہ سلام کرتے تھے(ا)، اس کی تائید آپ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں" إذا استاذن أحد کم ثلاثاً، فلم یؤذن له، فلیر جع"(۲)۔

اسی طرح حضرت سعد بن عباد ۃ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے، آپ نے سلام کیا، کوئی جواب نہیں ملا، آپ نے دوبارہ سلام کیا، کوئی جواب نہیں ملا، آپ نے سہ بارہ سلام کیا اور واپس لوٹے گئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے دوڑے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے کانوں سے ہر دفعہ آپ کا سلام سنتار ہا اور آہتہ سے جواب دیتارہا لیکن زور سے جواب نہیں دیا تاکہ آپ کے سلام کی بر کتیں زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکیں، آپ ان کے ساتھ دوبارہ ان کے مکان پر تشریف لے گئے (۳)۔

امام اساعیلی رحمة الله علیه نے بھی یہی ذکر کیاہے کہ بیر سلام سلام استیذان ہے (مم)۔ اس کوعلامہ سند ھی رحمة الله علیه نے اختیار کیاہے (۵)۔

لمین اس پراشکال بیہ کہ استیدان کے لیے اگر سلام کیاجائے تو پہلی دفعہ اجازت مل جانے کی

⁽۱)أعلام سنديث (جاص٢٠٨)_

⁽٢)صحيح البخارى (ج٢ص٩٢٣) كتاب الاستنذان، باب التسليم والاستنذان ثلاثاً، رقم (٩٢٣٥)

⁽٣) ويكي سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان، رقم (٥١٨٥) _

⁽٣)فتح البارى (١٨٩٥)_

⁽۵) ويكيئ حاشية السندى على صحيح البخارى (١٦٥٥)

صورت میں سلام کا تکرار نہیں ہو تا(۲)۔

اس کاجواب یہ ہے کہ تین مرتبہ استیذان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ ضرور تین دفعہ استیذان کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور اگرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استیذان کی غایت تین مرتبہ ہوتی تھی، پہلی مرتبہ اجازت مل جاتی تووہ کافی ہو جاتا، ورنہ دوبارہ سلام کرتے، اگر اجازت ہوگئ توکافی ہے، ورنہ سہ بارہ سلام کرتے اگر اجازت ہو جائے توفیہاو الارجع (ے)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین سلام میں سے ایک سلام استیذان کے لیے ہو تا تھا، دوسر اسلام سلام تحیہ، لینی ملاقات کا سلام ہوتا تھا اور تیسرا سلام سلامِ تو دیعے لیعنی رخصتی کا سلام ہوتا تھا(۸)۔

لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سلاموں کواستیذان، تحیہ رتود لیع پر محمول کرنااگرچہ معنی کے اعتبار سے درست ہے لیکن باب کے مناسب نہیں ہے (۹)۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ہر موقع پر تین سلام مراد نہیں بلکہ جب مجمع کثیر ہو تا تھااور لوگ پھیلے ہوئے ہوتے تھے تو آپ سب کو سلام پہنچانے کے لیے تین بار سلام کرتے تھے، ایک سامنے، دوسر ادا ہنی طرف اور تیسر ابائیں طرف، کیونکہ آپ کے سلام کے لیے سب ہی مشاق ربتے تھے(۱۰)۔

حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بڑے مجمع میں شرکت فرماتے تو ایک سلام تو داخل ہوتے ہی کرتے، دوسرا سلام وسطِ مجلس میں پہنچ کراور تیسرا سلام آخرِ مجلس میں پہنچ کراور تیسرا سلام آخرِ مجلس میں پہنچ کرفرماتے تھے(۱۱)۔واللہ اعلم

⁽٢) ويكي شوح الكوماني (ج٢ص٨١)_

⁽²⁾ ويكفي ايضاح البخاري (ج٢ص١٢)_

⁽٨)شوح الكوماني (٢٥ص٨٩)

⁽٩) المع الدرارى (ج٢ص٢٣٥٨)_

⁽١٠)ويكي إيضاح البخارى (١٢٥ ص١٢٥)_

⁽۱۱)فیض الباری (ج اص۱۹۲)۔

وإذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثا

اور جب آپ کوئی جملہ ارشاد فرماتے تواسے تین مرتبہ دہراتے تھے۔"کلمہ" سے یہاں نحوی کلمہ مراد نہیں بلکہ بات چیت اور گفتگو مراد ہے۔

اگلی حدیث میں "حتی تفہم عنه" کی قید بھی موجود ہے،اس کے پیش نظر یہ معلوم ہو تاہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جگہ تکرار کی عادت نہیں تھی بلکہ یہ تکرار وہاں ہو تا تھا جہاں افہام کی ضرورت پیش آئے، "ثلاً یہ کہ آپ کو اندیشہ ہو تا تھا کہ ایک مر تبہ سن کر بات ذہین نشین نہیں ہوئی، یا آپ اس موقع پر تکرار فرماتے تھے جہاں ابلاغ و تعلیم مقصود ہو، یا کہیں مجمع زیادہ ہو تا اور آواز نہیں پہنچ یاتی،یاز جرمقصود ہو تا تو آپ تکرار فرماتے تھے۔

اگردائی عادت ہوتی تو صحابہ کرام آپ کے ارشادات کو نقل کر کے یہ کیوں کہتے کہ "قالها ثلاثاً" یا" کور ھا ثلاثاً" وغیرہ۔ مخصوص مواقع میں تکراراس بات کی دلیل ہے کہ تکرار دائی عادت نہیں تھی بلکہ موضع مہمہ میں تکرار ہواکر تا تھا۔ واللہ اعلم

وتنكبيه

واضح رہے کہ یہ حدیث ہمارے ہندویاک کے نسخوں میں موجود نہیں ہے، جبکہ مصری نسخوں میں موجود ہے(۱۲)۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیر دوایت ابن عساکر اور ابوذر کے نسخوں میں نہیں ہے، جبکہ اگلی حدیث بھی یہی حدیث ہے اس کی سند بھی یہی ہے، للبذا دوسری حدیث کے ذریعہ پہلی حدیث سے استغناء بھی ہوجا تاہے (۱۳) واللہ اُعلم۔

(٩٥) : حدّثنا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حدَّثنا عَبْدُ ٱلصَّمَدِ قَالَ : حَدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ ٱللَّنَّى قَالَ : حَدَّثنا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ ٱنْسُ ، عَنِ ٱلنَّبِي عَلَيْتُهِ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا ، حَدَّثنا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ أَنْسُ ، عَنِ ٱلنَّبِي عَلَيْتُهُ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا ، حَدَّثنا ثُمُعَمَ عَنْهُ ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا . [٩٨٠]

⁽١٢) انظر الكنز المتواري في معادن لامع الدراري و صحيح البخاري (٣٢٥ ٣٢٥)_

⁽۱۳) ارشاد السارى للقسطلاني (جاص ١٩٢)

⁽١٣) قوله: "عن أنس": قدسبق تخريج هذا الحديث آنفاً_

یے سند پچپل مدیث کے ذیل میں بعینہ گزر چک ہے۔ وہیں تراجم رجال کھے جا چکے ہیں۔ عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه کان إذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثاً حتى تفهم عنه

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپ جب گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔

وإذا أتى على قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلاثا

اورجب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لاتے اور پھر سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے۔ حدیث کی تشریح سیمیلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

ترجمة الباب حديث بابست واضح طور برثابت موجا تاب واللداعلم

٩٦ : حدَّثْنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثْنَا أَبُو عَوَانَةً ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهِكُ ، عَنْ عَرْ [4] عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍ وَقَالَ : تَحَلَّفَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ ، فَأَدْرَ كَنَا وَقَدْ أَرْهَقَنَا ٱلصَّلَاةَ ، عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍ وَقَالَ : تَحَلَّفَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ ، فَأَدْرَ كَنَا وَقَدْ أَرْهَقَنَا ٱلصَّلَاةَ ، صَلَاةَ ٱلْعَصْرِ ، وَنَحْنُ نَتَوَضَأُ ، فَجَعَلْنَا تَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ : (وَيْلُ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ) . مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا . [ر : ٢٠]

تراجم رجال

(۱)مسدو

یہ مشہور محدث مسدو بن مسرهد اسدی رحمۃ الله علیہ بیں، ان کے مختفر حالات، کتاب الإیمان، "باب من الإیمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه" کے تحت گزر کچے بیں (١٦)۔

(۲) ابوعوانه

يه ابوعوانه وضاح بن عبدالله يشكري رحمة الله عليه بين،ان كالمخضر تذكره بهي "بدء الوحي"كي

⁽١۵)قوله: "عن عبدالله بن عمرو":قد سبق تخريج هذا الحديث في كتاب العلم، باب من رفع صوته بالعلم، رقم (٢٠)_

⁽۱۲) کشف الباری (۲۳۵ م۲)۔

تیسری صدیث کے ذیل میں گزرچکا ہے (۱۷)۔

(۳) ابوبشر

ی ابو بشر جعفر بن ایاس یشکری واسطی بھری رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے حالات کتاب العلم "باب من رفع صوته بالعلم" کے تحت گزر چکے بیں۔

(١٦) يوسف بن ماهك

یہ یوسف بن ماھک بن بنراد فارس کی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات بھی کتاب العلم، "ماب من رفع صوته بالعلم" کے تحت آچکے ہیں۔

(۵)عبرالله بن عمرو

حفرت عبدالله بن عروالعاص رضى الله عنه كے حالات كتاب الإيمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"كے تحت گزر كے بين (١٨)

قال: تخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر سافرناه، فأدركنا، وقد أرهقنا الصلاة، صلاة العصر، ونحن نتوضا، فجعلنا نمسح على أرجلنا، فنادى بأعلى صوته: ويل للأعقاب من النار، مرتين أوثلاثاً

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم اللہ عنہ م کوپالیا جبکہ عصر کی نماز ہم پر چھاگئی تھی اور ہم وضو کررہے سے بیچھے رہ گئے، پھر آپ نے ہم کوپالیا جبکہ عصر کی نماز ہم پر چھاگئی تھی اور ہم وضو کررہے سے ، چنانچہ ہم اپنے پیروں پر پانی چپڑ نے گئے (یعنی ملکے دھو کر گویا مسح کرنے گئے) پس آپ نے بلند آواز سے دویا تین مرتبہ فرمایا کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔

فأدر كنا

كاف كے فتر كے ساتھ باب افعال سے ماضى كا صيغہ ہے، جس كے ساتھ جمع متكلم كى ضمير

⁽١٤) كشف البارى (جاص ٣٣٨)_

⁽۱۸) کشف الباری (جاص ۲۷۹)۔

منصوب متصل ہے،"أدرك"كا فاعل حضوراكرم صلى الله عليه وسلم بيں۔

أرهقنا

قاف کے سکون کے ساتھ باب افعال سے جمع میم کا صیغہ ہے اس صورت میں "الصلاة، صلاة العصر" منصوب ہوگا۔

یہاں یہ بھی امکان ہے کہ "أر هقنا" قاف كے فقہ كے ساتھ ہو،اس صورت ميں "الصلاة" فاعل ہونے كى وجہ سے مر فوع ہوگا۔

اصلی کے نسخہ میں "أرهقتنا" ہے، اس صورت میں "الصلاة" مرفوع ہوگا اور "صلاة العصو" بھی ظاہر ہے کہ بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا (۱۹)۔

مرتين أوثلاثا

راوی کوشک ہے کہ آپ نے ''ویل للأعقاب من النار ''دومر تبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ کی شرط نہیں ہے بلکہ اصل مقصود تفہیم ہے،اگر تین دفعہ سے کم میں بیہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو کافی ہے (۲۰)۔

یہ حدیث پیچے کتاب العلم میں "باب من رفع صوته بالعلم" کے تحت گزر چکی ہے،اس کے تحت ضروری تشریح کی ہے،اس کے تحت ضروری تشریح کی ہے۔ تیز آگے کتاب الطہارة میں پھر آئے گی۔

٣١ – باب : تَعْلِيمِ ٱلرَّجُلِ أَمْتَهُ وَأَهْلَهُ .

بابسابق سے مناسبت

دونوں ابواب میں مناسبت اس طرح ہے کہ سابق باب میں عام تعلیم کاذکر ہے، جبکہ اس باب میں خاص تعلیم کا (۲۱) واللہ اعلم

⁽١٩) ويكي عمدة القارى (ج٢ص ١١١) وفتح البارى (ج اص ١٨٩)

⁽۲۰)د یکھےفتح البادی (جاس۱۸۹)۔

⁽۲۱)عمدة القارى (ج٢ص ١١١)_

ترجمة الباب كامقصد

حضرت شخ الهندر حمة الله عليه فرماتے ہيں كه اس باب سے وہى غرض سابق ليعنى ضرورتِ تعليم اور تعمم تعليم مقصود ہے اس ليے ترجمه ميں "أهله" كالفظ برُصاديا، حالا نكه حديث ميں صرف" أمته" فد كور عليم الله عليم مقصود ہے اس ليے ترجمه ميں "أهله" كالفظ برُصاديا، حالا نكه حديث ميں صرف" أمته" فد كور عليم الله عليم الله

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کا مقصدیہ ہے کہ آدمی کو اپنی باندی کو تعلیم دینے: سے استنکاف نہیں کرناچاہیے، اسی طرح چاہیے کہ مولیٰ اس کو اپنی خدمت میں حرج نہ سمجھے، تعلیم باندی اور بیوی کا حق ہے، جبیبا کہ اس کی خدمت ان کے ذمہ حق ہے (۲۳)۔

حضرت شخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی غرض ہے کہ آومی حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "کلکم داع و کلکم مسئول عن دعیته" (۲۴)کی روسے اپنے گھر والوں کو تعلیم دینے کاذمہ دارہے، چونکہ حدیث باب میں صرف تعلیم امر کاذکرہ، تعلیم اهل کا کر نہیں ہے، اس لیے اس بات پر متنبہ کرنے کے لیے کہ یہ حکم إماء کے ساتھ مختص نہیں بلکہ "اھل"کو بھی بطریق اولی شامل ہے، ترجمہ میں "و اھله"کا اضافہ فرمادیا، گویا یہ بتادیا کہ جب باندی کی تعلیم مطلوب ہوگی (۲۵)۔

9V : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ ، هُو آبْنُ سَلَام ، حَلَّتْهَا ٱلْمُحَارِيُّ قَالَ : حَدَّثْنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ : قَالَ عَامِرٌ ٱللَّهِ عَلَيْهِ : (ثَلَاثَةُ لَهُ اللَّهِ عَالِيْهِ : (ثَلَاثَةُ لَهُ اللَّهِ عَالِيْهِ : (ثَلَاثَةُ لَهُ اللَّهِ عَالِيْهِ : رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَابِ ، آمَنَ بَنِيتِهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ عَلِيْهِ ، وَٱلْعَبْدُ ٱلْمُلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ أَجْرَانِ : رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَابِ ، آمَنَ بَنِيتِهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ عَلِيْهِ ، وَٱلْعَبْدُ ٱلْمُلُوكُ إِذَا أَدَى حَقَّ اللهِ وَحَقَ مَوَالِيهِ ، وَرَجُلُ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَّ يَطَوُّهَا ، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَها ، ثُمَّ أَعْتَهُ اللَّهُ أَجْرَانِ .

ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ : أَعْطَيْنَا كَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ ، قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى ٱلمَدِينَةِ .

[F.37 , P.37 , Y/37 , P3AY , YFYW , OPV3]

⁽۲۲)الأبواب والتراجم (ص۵۳)_

⁽۲۳) لامع الدرارى (جمص ۲۳۹ و۳۳۰)

⁽٢٣) صحيح البخاري (جاص ١٢٢) كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرئ والمدن، رقم (١٩٣)

⁽۲۵)الكنز المتوارى(ج۲م۳۲۸)_

⁽٢٦) قوله: "عن أبيه": الحديث أخرجه البخاري أيضا في (ج اص ٣٣٦) كتاب العنق، باب فضل من أدب جاريته وعلمها،

تراجم رجال

\$(1)

یہ ابوعبداللہ محمد بن سلام بیکندی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے حالات کتاب الإیمان "باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: أناأعلمكم بالله وأن المعرفة فعل القلب" كے تحت كرر كے بين (۲۷)۔

(٢)المحاربي

یه عبدالرحمٰن بن محمد بن زیاد محاربی کوفی رحمة الله علیه بین،ان کی کنیت ابو محمد ہے (۲۸)۔ بیه عبدالملک بن عمیر، لیث بن ابی سلیم، اساعیل بن ابی خالد، امام اعمش، فضیل بن غزوان، عاصم الاُحول، عمار بن سیف اورلیث بن سعد رحمهم الله وغیر ہے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل ، ابو کریب محمد بن العلاء ، محمد بن سلام بیکندی ، ابو سعید الأشجی حسن بن عرفه ، هناد بن السری ، ابو بکر بن ابی شیبه اور عثمان بن ابی شیبه رحمهم الله وغیر ه بین (۲۹)۔

رقم (۲۵۳۷) و باب العبدإذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده، رقم (۲۵۳۷) وباب كراهية التطاول على الرقيق، رقم (۲۵۳۷) وفي (ج۱ س۳۲۰) كتاب الجهاد والسير، باب فضل من أسلم من أهل الكتابين، رقم (۱۰۳۱) وفي (ج۱ س۳۲۰) كتاب النكاح، باب اتخاذ كتاب أحاديث الأنبياء، باب: واذكرفي الكتاب مريم.....، رقم (۳۳۲۷) وفي (ج۲ س۱۲۷) كتاب النكاح، باب اتخاذ السراري ومن أعتق جاريته ثم تزوجها، رقم (س۸۰۵) ومسلم في صحيحه، في كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته، رقم (س۸۸ سره سم) وفي كتاب النكاح، باب غتق الرجل جاريته ثم يتزوجها، وقم (سره سره المربع) والترمذي في جامعه، في كتاب النكاح، باب عتق الرجل جاريته ثم يتزوجها، رقم (۳۳۳۷) والترمذي في جامعه، في كتاب النكاح، باب ماجاء في الفضل في ذلك، رقم (۱۱۱۲) وابن ماجه في سننه، في كتاب النكاح، باب الرجل بالرجل بعق أمته ثم يتزوجها، رقم (۱۹۵۲) .

⁽۲۷) کشف الباری (ج۲ص۹۳) _ (۲۸) تهذیب الکمال (ج۲اص۲۸) _

⁽٢٩) شيوخ و تلازه كريك اليحال (ج ١٥ ما ١٥ ما

ام بحيى بن معين رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" (٣٠).

ام نسائی رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة كثير الغلط" (٣٣).
امام ابن سعدر حمة الله عليه فرماتے بين "ثقة كثير الغلط" (٣٣).
امام برار رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة كثير الغلط" (٣٣).
ابن شاهين رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" (٣٣).
امام دار قطنی رحمة الله عليه فرماتے بين "ثقة" (٣٣).
عافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے بين "المحافظ، المثقة" (٣٧).
نيزوه فرماتے بين "ثقة صاحب حديث" (٣٩).
ابن حبان رحمة الله عليه فرماتے بين "وي المناكير عن المجهولين" (٣١).

الوحاتم رحمة الله عليه فرمات بي "صدوق يروي عن مجهولين أحاديث منكرة، ففسد حديثه

⁽٣٠) تهذيب الكمال (ج١٥ س٣٨٩)

⁽اس)حواله بالا

⁽۳۲)حواله بالا

⁽٣٣) الطبقات (ج٢ص٢٩٣)

⁽٣٣) كشف الأستار عن زوائد البزار (٣٣٥ /٢١٩) كتاب علامات النبوة، باب مناقب جماعة، رقم (٢٢٠٧)_

⁽٣٥) تعليقات تهذيب الكمال (ج١٥ ٣٨٩)_

⁽۳۲)تهذیب التهذیب (۲۲۵ ۲۲۲)

⁽سير أعلام النبلاء (جوص١٣١)

⁽۳۸)الكاشف (جاص ۲۳۲)رقم (۳۸۰)_

⁽٣٩) ميزان الاعتدال (ج٢ ص٥٨٥) رقم (٣٩٥٢)_

⁽۴۰) الثقات لابن حبان (ج2ص٩٢)_

⁽۱۳)ميزان الاعتدال (ج٢ص٥٨٥) رقم (٩٩٥٢)_

بذلك"(٣٢)_

امام احمد رحمة الله عليه فرماتے ہيں"بلغنا أن المحادبي كان يدلس"(٣٣)۔

خلاصه بيكه اكثر علماء نے ان كى توثيق كى ہے، جبكه بعض حضرات نے ان پر كلام بھى كيا ہے۔
جہاں تک صحح بخارى ميں ان كى احاديث كے اخراج كا تعلق ہے سويہ اس وجہ سے قابلِ اعتراض نہيں كہ اول توان كو اكثر حضرات ثقة قرار ديتے ہيں، ثانيا جن حضرات نے كلام كيا ہے انہوں نے اس بنا پر كيا ہے كہ وہ مجبولين سے روايت كرتے ہيں، اگر مجبولين سے روايت نہ كريں توان كى حديثيں بلاهبهہ مقبول اور قابل احتجاج ہيں۔

پھر یہ بات بھی پیش نظررہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان سے صرف دوہ ی مقام پر حدیث کی تخریج کی ہے (۳۳) اور دونوں جگہ ان کے متابع موجود ہیں (۳۵)۔
مقام پر حدیث کی تخریج کی ہے (۳۲) اور دونوں جگہ ان کے متابع موجود ہیں اسکا انتقال ہوا (۲۲)۔ رحمه اللہ تعالیٰ رحمةً و اسعة

(۳)صالح بن حیّان

یہ صالح بن صالح بن حیان توری ہدانی کوفی ہیں، بعض حضرات نے "صالح بن صالح بن مسلم بن حیان" "حیی" کے لقب سے زیادہ معروف ہیں (۴۸)۔

ان کو مجھی دادا کی طرف منسوب کر کے "صالح بن حی" کہہ دیتے ہیں اور مجھی "صالح بن

⁽۲۲) حوالنه بالا

⁽۳۳) حواله بالا

⁽۳۲) ایک توصدیث باب ہے، جس کی تخ سے پیچے کردی گئے ہے، دوسرے مقام کے لیے دیکھیے صحیح بخاری (جا ص۱۳۲) کتاب العیدین ، باب مایکرہ من حمل السلاح فی العید والحرم، رقم (۹۲۲)۔

⁽۵۵) دیکھے عدی الساری (۱۹۵)۔

⁽۲۷) و یکھنے الکاشف (جاص ۱۸۲) رقم (۳۳۰۵)۔

⁽۲۷) تهذيب الكمال (ج١١ص٥)-

⁽۴۸)فتع البارى (جاص١٩٠)_

حيان "(۴۹)_

یہ علی بن صالح بن حی اور حسن بن صالح بن حی کے والد ہیں (۵۰)۔

یہ سلمہ بن کہیل، ساک بن حرب، عاصم الاکول، امام عامر هعمی، عون بن عبداللہ اور قاسم بن صفوان رحمہم اللہ تعالی وغیرہ حضرات سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بیٹے حسن بن صالح بن کی، علی بن صالح بن کی، حفص بن غیاث، سفیان توری، سفیان بن عیدینه، امام شعبه، عبدالله بن المبارک، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، هشیم بن بشیر، ابوعوانداور سحیی بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہم الله تعالی وغیرہ ہیں (۵)۔

الم احدين حنبل رحمة الله عليه فرماتي بين "فقة فقة" (٥٢)

امام يحيى بن معين اورامام نسائى رحمهما الله تعالى فرماتے بين "فقة" (٥٣)_

امام عجل رحمة الله عليه فرمات بين "كان ثقة " (٥٣)_

ابن خلفون رحمة الله عليه فرماتے ہيں" و هو ثقة" (۵۵) ـ

حافظ ذہبی رحمة الله عليه فرماتے ہیں "ثبت" (۵۲)۔

متنبيه

حافظ مزى رحمة الله عليه في الم عجلى رحمة الله عليه سے توثیق نقل كرنے كے بعد مزيد لكھا ہے" وقال في موضع آخر: جائز الحديث، يكتب حديثه، وليس بالقوي" (۵۷)۔

⁽۲۹)الكاشف (جاص ۲۹۵) رقم (۲۳۲۲)

⁽٥٠) تهذيب الكمال (ج١٣٥٥)

⁽۵۱) شيوخ و تلانده ك ليه ديكه تهذيب الكمال (جسام ۵۵و۵۷)_

⁽۵۲)تهذیب الکمال (جساص ۵۲)

⁽۵۳)تهذيب الكمال (ج١٣٥)وتهذيب التهذيب (ج٢ص٩٣٣)_

⁽۵۴)حواله جات بالا

⁽۵۵)تهذیب التهذیب (جمص ۳۹۳)

⁽۵۲)الكاشف (جاص ۹۵م)ر قم (۲۳۳۲)_

⁽۵۷)تهذيب الكمال (جساص۵۷)_

اى كى اتباع كرتے ہوئے حافظ ذہبى رحمة الله عليه نے "ميزان الاعتدال" ميں لكھ ديا"قال العجلى: ليس بقوي"(١)-

پھر سبط ابن العجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی اتباع کرتے ہوئے لکھا"قال العجلي عن صالح بن صالح بن حي: لیس بقوی"(۲)۔ جبکہ حقیقت بیہ کہ امام عجل کا یہ کلام ایک دوسرے راوی صالح بن حیان قرشی کوفی کے بارے میں ہے (۳)۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمة الله عليه نے تہذيب التهذيب اور تقريب التهذيب ميں اس پر متنبه كيا ہے(٣)۔

صالح بن صالح بن حيان كانتقال ١٥٢ه مي بوا (٥) ـ رحمه الله تعالى رحمة واسعة

(۴)عامر الشعبي

یہ مشہور تابعی محدث وفقیہ امام عامر بن شراحیل شعبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ بیں، ان کے مختفر حالات کتاب الإیمان "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کے تحت گزر کے بیں (۲)۔

(۵) ابويرده

یہ حضرت ابو موکی اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، ان کانام عامر یاحارث ہے، ان کے حالات کتاب الإيمان، "باب أي الإسلام أفضل" کے تحت گزر کے ہیں (ے)۔

⁽١)ميزان الاعتدال (ج٢ص٢٩٥) رقم (٣٨٠٠)_

⁽٢) حاشية السبط على الكاشف للذهبي (جاص٩٥٥) رقم (٢٣٣٢).

⁽٣) انظو ترجمته في تهذيب الكمال (ج١٦٥ ٣٣) وتهذيب التهذيب (٢٨٥ ٣٨١)

⁽٣) تهذيب التهذيب (جهم ص٩٣٣) وتقريب التهذيب (ص٢٧٢) رقم (٢٨١٥)

⁽۵)تهذیب التهذیب (جم ص ۱۹۳)۔

⁽٢) كشف البارى (ج اص ٢٤٩)

⁽²⁾ كشف البارى (ج اص ١٩٠)

(۲)حضرت ابوموسیٰ اشعری رصنی الله عنه

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی الله عنه کے حالات بھی مذکورہ باب میں گزر چکے ہیں (۸)۔

قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة لهم أجران

حضرت ابو موی اشعری رضی عنه فرماتے ہیں که حضور اکرم صلی اللہ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن کودوہر ااجر ملے گا۔

ثلاثة: "ثلاثة رجال" يا"رجال ثلاثة" كمعنى مين إوريه مبتدا إور "لهم أجران" خر

-

کیادوہرا اجر تین آدمیوں میں محصورہے؟

يهال يه اشكال بوتا ہے كه اس مديث سے توب معلوم بوتا ہے كه تين آدميوں كودو بر ااجر ملے گا، ايك "رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه و آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم "اور دوسر اشخص "العبد المملوك إذاأدى حق الله وحق مواليه" اور تيسر اشخص ہے "رجل كانت عنده أمة فادبها، فأحسن تأديبها، وعلمها فأحسن تعليمها، ثم أعتقها فتزوجها" عالائكه قرآن كريم ميں ازواج مطہرات كے متعلق وارد ہے "وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلْهِ وَ رَسُولِه و تَعْمَلْ صَالِحاً تُوْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْن "(٩) ـ

علامه سر اج الدین بلقینی رحمة الله علیه فرماتے ہیں که بیرچو نکه از واج مطہر ات کے ساتھ خاص ہے، قیامت تک کا عام حکم نہیں ہے بخلاف الن تینوں کے، کہ ان کا حکم قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے یہاں " تین اشخاص" کاذکر کیا گیاہے (۱۰)۔

لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور ہمی بعض اعمال اور افعال ایسے ہیں جن میں دوہرے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے، مثلاً "مثل الذی یقرأ القرآن و هو حافظ له، مع السفرة الكرام،

⁽A) جوال بالا

⁽٩)الأحزاب/١٣_

⁽١٠)فتح البارى (جاص١٩١)

ومثل الذي يقرأ، وهو يتعاهده، وهو عليه شديد، فله أجران"(١١)_

اس طرح مدیث میں ہے"إذا حکم الحاکم فاجتھد، ثم أصاب فلد أجو ان"(۱۲)۔
ان احاد یث کے پیش نظر بہتر ہے کہ یوں کہاجائے کہ تین کاعد داحر از کے لیے نہیں ہے، صحح قول کے مطابق مفہوم عدد معتبر نہیں ہوتا، چنانچہ ایک عدد کی تنصیص اس کے علاوہ باقی اعداد کی نفی نہیں کرتی (۱۳)۔

دوہرے اجر کے ساتھ تین اشخاص کی تخصیص کاسبب

اس بات میں اختلاف ہے کہ ان کودواجر جو ملیں گے اس کا سب کیا ہے؟

بعض حصرات کی رائے میہ ہے کہ چونکہ انہوں نے دودوعمل کیے ہیں اس لیے ان کے لیے دوہر ا

اجر<u>ہ</u>۔

گراس میں اشکال ہے کہ پھران کی کیا خصوصیت رہی؟جو بھی دو کام کرے گااس کو دواجر ملیں گے (۱۴)۔

بعض حضرات کی رائے میہ کہ ان نتیوں کوہر ہر کام پر دوہرا اجر ملے گا۔

اس میں اشکال ہے ہے کہ ان متیوں نے کوئی ایسا بڑا کام نہیں کیا کہ اب جو بھی کام اس کے بعد کریں اس پر دوہر ااجر ملے (۱۵)۔

ہارے مشائخ کی رائے یہ ہے کہ جن اعمال و افعال میں نزاحم ہو تاہے ان میں دوہرا اجر

⁽١١)صحيح البخارى (٢٥ص ٢٦٥) كتاب التفسير، سورة عبس، رقم (٢٩٣٧)

⁽۱۲)صحيح البخاري (۲۵ ص ۱۰۹۲) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجرالحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، رقم (۱۲۸هـ ۱۰۹۳م) رقم (۲۳۵۲) وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب بيان أجرالحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، رقم (۳۸۸هـ ۳۸۸۹) وسنن أبى داود، كتاب القضاء باب في القاضي يخطئ، رقم (۳۵۷۳) وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، رقم (۲۳۱۳).

⁽١٣) ويكفئ عمدة القارى (ج٢ص١٢٢)_

⁽١٣) الكنز المتواري (٢٦ص٣٢٩)_

⁽١٥) حواله بالا

ے(۱۲) کے

اليے اعمال ميں دوہرے اجركا ملنا خلاف عقل نہيں ہے، چنانچہ حضور اكرم صلى اللہ عليہ وسلم كا ارشاد ہے "مثل الذي يقرأ، الشراف الذي يقرأ، وهو عليه شديد، فله أجران "(١٤)۔

مطلب بیہ کہ ایک اجر قراءت کا ہے اور ایک محنت کا،اس سے بیہ نہیں ثابت ہو تا کہ انگلنے اور مطلب بیہ کہ مشاق اور حافظ قر آن سے بڑھ کرہے، ظاہر ہے کہ مشقت کی وجہ سے اس کااجر زیادہ ہوا۔

یہاں بھی اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ان تین اشخاص میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک مزاحم ومقاوم لگا ہواہے جو عمل میں رُ کاوٹ اور مانع بنرآ ہے۔

چنانچہ دیکھئے یہ اہل کتاب پہلے ہے ایک نبی ہر حق اور دین ساوی اور کتاب اللی پرایمان رکھنے والے ہیں، واقع میں ان کاایمان جیسا بھی ہو، صحح ہویاغیر صحح، معتر ہویاغیر معتر، وہ لوگ اپنے زعم میں اپنے کوالیا سمجھ رہے ہیں کہ ہم ایسے ہیں، اور ہمار انبی ایسا ہے اور ہماری کتاب ایسی ہے، یہ چیز عادة انسان کی خریعت میں بسااو قات بعد میں آنے والے دوسرے نبی پر ایمان لانے اور ان کی شریعت کی اتباع کرنے سے پچھ استغناء بلکہ ایک فتم کا استنکاف پیدا کردیتی ہے، خصوصاً جبکہ بعد میں آنے والا نبی ان کے نبی اور ان کی کتاب کی صدافت و تھا نیت اور عظمت وہ جاہت اور جلالت کا قرار واثبات کر تا ہو، اور خود ان کی مدت و ثنامیں رطب اللیان ہو، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جب ہمارے پاس ایسا عظیم الشان نبی اور الیمی بلندر تبہ کتاب موجود ہے جس کی تقدد بی و تعظیم خود نبی اور ان کا قرآن کر رہاہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس دوسرے شخص کی بیروی کریں، اس لیے بعض یہود آپ کو "دسول الا میین" کہتے تھے (۱۸)۔

⁽١٦) حوالد بالا و فضل البارى (ج٢ص ١٠٨)_

ا من أخرجه البخاري في صحيحه (٢٦ص٢٥) كتاب التفسير، سورة عبس، قم (٣٩٣٧) واللفظ له، وأخرجه مسلم في كتاب صلاة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، رقم (١٨٦٢ و١٨٦٢)_

⁽١٨) كما فى حديث ابن صياد: "أشهد أنك رسول الأميين" أخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب الفتن، باب ذكر ابن صياد، قر (٢٥٨) ...

خلاصہ سے کہ اہل کتاب کا بمان صحیح ہے یا غیر صحیح، معتبر ہے یا غیر معتبر، جبیبا بھی ہو، مگر وہ ایمان ان کے زعم میں باعث استغناء تھا اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی اطاعت کرنے سے متصادم ومزاحم اور مانع تھا۔

اب جواہل کتاب اپنی اس ہوا پرسی سے خالی ہو کر اور اپنے ان جذبات نفسانیہ سے مقابلہ کرکے غور و فکر کرے اور حق کو سمجھے پھر اس پر عمل کرے، جذبات نفسانیہ کے ماتحت ہو کر قبول حق سے استنکاف وغر ور اور گریزنہ کرے، ظاہر ہے کہ اس نے اپنے نفس کے ساتھ بہت ہی سخت مجاہدہ کیا، حظوظ و شہوات اور جذبات کو ترک کرنے میں سخت مشقت اٹھائی، حق کو ہوا پر ترجیح وی، اس حیثیت سے اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر دوسرے مومنوں کی نسبت زیادہ اجر ملے گا۔

قرآن کریم کے الفاظ پر غور کیاجائے تواس مطلب کے لیے کافی روشنی مل سکتی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے "اولفك یؤتون أجرهم موتین بما صبروا" (١٩) لیعنی جواہل کتاب ایمان لائے ان کو ایخ ایک ان کو ایک یؤتون أجرهم موتین بما صبروا" (١٩) سینی جواہل کتاب ایمان لائے ان کو ایکان پردومر تبدا جرملے گا،اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ صبر تو خلاف طبع سختی پیش آنے پر ہی ہوتا ہے تو یہاں ان لوگوں کو ایمان لانے میں کون سی شدائد اور مشقتوں پر صبر کرنا پڑا جس پر اللہ تعالی تضعیف اجرکومر تب فرماد ہے ہیں؟ یہ وہی شدائد اور مشقتیں ہیں جن کاذکر انجی ہوچکا ہے۔

اس آیت سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اہل کتاب کی تضعیفِ اجر دو عمل پر نہیں بلکہ خلاف طبیعت پر صبر کرنے کی وجہ سے ان کے ایک ہی عمل یعنی ایمان مجمد صلی اللہ علیہ وسلم پردگنا اجر مل رہا ہے۔

یکی حال اس "عبد" کا ہے جواپے مولی کے حق کو کماحقہ اداکر تاہے اور اللہ تعالی کے حقوق کو علی وجہ الکمال والتمام بجالا تاہے، ہر شخص سمجھ سکتاہے کہ اس کوادائے حقوق اللہ میں کتنی مشقت اٹھانی پڑے گی بنسبت اس شخص کے جو آزاد ہویا اپنے مولی کے حقوق کی کچھ پروانہ کرتا ہو، پس جب یہ عبد ایسے دو حقوق کی اس شخص کے جو آزاد ہویا اپنے مولی کے حقوق کی کچھ پروانہ کرتا ہو، پس جب یہ عبد ایسے دو حقوق کی ادائیگی کو کامل طریقے سے جمع کررہا ہو جن کا جمع کرنا بہت ہی و شوار و معتذر ہے، کیونکہ حقوق رقیت مزاحم و مانع ہوتے ہیں حقوق اللہ کی ادائیگی سے، باوجوداس مقاوم و مزاحم اور مانع کے وہ حقوق اللہ ادا

⁽١٩)القصص/١٩هـ

كرر ہاہے تواس كودو گناا جر ملنا بالكل مناسب اور بجاہے۔

اسی طرح تیسرے شخص کا بھی حال یہی ہے کہ اولاً اس نے اس باندی پراحسانات کے، پھراس پر آخری احسانات کے، پھراس پر آخری احسان یہ کیا کہ اس کواپی زوجیت میں لے کر گویا اپنا مساوی بنالیا، قرآن حکیم نے بیویوں کے برابر کے حقوق ذکر کیے ہیں"ولھن مثل الذي علیهن بالمعووف"(۲۰)۔اور اس نکاح سے اس کو فقط شہوت رانی مقصود نہیں کیو نکہ رقبت رہتے ہوئے بھی اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔

پھراس فتم کے نکاح کوعرفا عار سمجھا جاتا ہے کہ آزاد کرنے کے بعد نکاح کرے، لیکن اس فخص نے اس کواپی زوجیت میں لے کراس پر اپنااحسان مکمل کر دیا، اور ایک لونڈی کواپناہمسر بنانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی، اس کودو گناا جرطنے میں کوئی استبعاد نہیں۔واللہ اُعلم (۲۱)۔

رجل من أهل الكتاب، آمن بنبيه و آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم

ایک وہ شخص ہے جواہلِ کتاب میں سے ہے جوا پنے نبی پر بھی ایمان رکھتا تھااور اب حضور اکر م صلی اللّه علیہ وسلم بھی ایمان لے آیا۔

"کتاب"کااطلاق لغت میں ہر کتاب پر ہو تاہے، لیکن شریعت میں "کتاب"کااطلاق کتبِ ساویہ پر ہو تاہے(۲۲)۔

فقہاء جب یہ کہتے ہیں کہ کتاب وسنت میں یہ ہے تو یہاں "کتاب" سے مراد قر آن کریم ہو تاہے۔ اہل الکتاب سے کون مر اد ہیں ؟

"اہل الکتاب" سے عام طور پریہود اور نصاریٰ مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں کون لوگ مراد ہیں؟ آیاد و نوں مراد ہیں یاصرف نصاریٰ مراد ہیں اس میں اختلاف ہے، ابو عبد الملک بونی، علامہ توربشتی رخمہم اللّدوغیرہ کہتے ہیں اس سے عیسائی مراد ہیں (۲۳)انہوں نے اپنے موقف پر دو دلیلیں پیش کیں:

⁽۲۰)البقرة/۲۲۸_

⁽۲۱) تفصیل کے لیے و یکھیے فصل الباری (ج۲ص ۱۰۲ ـ ۱۰۷)۔

⁽۲۲)ديك فتح البارى (جاص١٩٠)_

⁽۲۳)فتح البارى (جاص۱۹۱)_

ایک توبیر کہ ای روایت کے دوسرے طریق میں "وإذا آمن بعیسیٰ ثم آمن بی" کے الفاظ آئے ہیں (۲۴)۔

دوسری دلیل بیہ کہ یہودیت عیسائیت کی وجہ سے منسوخ ہوگئی، لہذادین منسوخ پر ایمان لانا مفید نہیں ہوسکتا (۲۵)۔

علامہ طبی،علامہ کرمانی، حافظ ابن حجر، ملاعلی قاری رحمہم اللّدوغیرہ کی رائے ہیہ ہے کہ اہل کتاب عام ہیں، یہودونصار کی دونوں مراد ہیں (۲۷)۔

امام بخاری رحمة الله علیه کار جحان بھی اسی طرف ہے، کیونکه حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی الله عنه کی اسی حدیث کوانہول نے کتاب الجہاد میں تخ تخ کیاہے، اس پرتر جمہ قائم فرمایاہے" باب فضل من أهل الكتابين" (۲۷)۔

ان حضرات کی ایک دلیل میہ ہے کہ جب کتاب و سنت میں ''اہل الکتاب'' بولا جاتا ہے تو یہی دونوں مراد ہوتے ہیں۔

دوسری دلیل بیہ کہ قرآن کریم میں "الذین آتیناهم الکتاب من قبله هم به یؤمنون وافدا یتلی علیهم قالوا آمنا به إنه الحق من ربنا إنا کنا من قبله مسلمین أولئك یؤتون أجرهم مرتین بما صبرو/..... "(۲۸) کی آیات حفرت عبدالله بن سلام رضی الله عنه اوران کے ساتھ ایمان لانے والی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

چنانچه طبرانی میں رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے"نزلت هذه الأیات فی وفیمن آمن معی"(۲۹)۔

⁽٢٣) ويكن صحيح البخارى (ج ا ص ٣٩٠)كتاب أحاديث الأنبياء، باب: واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها، رقم (٣٣٣)_

⁽۲۵)فتح البارى (جاص ١٩٠)_

⁽٢٧) ويكف فتح البارى (جاص ١٩١) وشوح الطيبي (جاص ١٢١) وشوح الكرماني (٢٢ص ٨٨) والمرقاة (جاص ٨٨)

⁽٢٧) ويكي صحيح البخاري (جاص ٢٢٨) كتاب الجهادو السير

⁽۲۸)القصص /۵۲_۵۳_

⁽٢٩)ركيك فتح البارى(ج ١ ص ١٩١)والمعجم الكبير للطبراني(ج ٥ ص ٣٣٢)احاديث رفاعة بن قرظة القرظير قم

اى طرح طرانى نے على بن رفاعہ قرظى سے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے "خوج عشوة من أهل الكتاب منهم أبي: رفاعة الى النبى صلى الله عليه وسلم فآمنوا به فأوذوا، فنزلت: الذين آتيناهم الكتاب من قبله هم به يؤمنون" الآيات (٣٠) _

بیسب بناسرائیل سے تعلق رکھنے والے تھے (۳۱)۔

ای طرح حفرت قادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے "انھا نزلت فی عبداللہ بن سلام و سلمان الفارسی" (۳۲)۔ حفرت عبداللہ بن سلام یہودی تھے اور حفرت سلمان فارسی نفرانی تھ، دونوں این این ند بب کوچھوڑ کر مسلمان ہوئے تھ (۳۳)۔

جہاں تک فریق اول کے دلائل کا تعلق ہے، سوان کی پہلی دلیل حضرت ابو موی اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیثِ باب کا کیک طریق ہے، اور بہ طریق مرجوح ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ حصرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث عامر شعبی سے تین آدمی نقل کرتے ہیں ایک فراس بن بحبی ہمدانی ہیں، دوسر ہے فضل بن یزید ہیں اور تیسر ہے شخص صالح بن صالح بن حیان توری ہمدانی ہیں، ان میں سے فراس بن بحبی کی دوایت امام احمد نے (۱۳۳) فضل بن یزید کی روایت امام تر مذمی نے (۱۳۵) اور صالح بن صالح کی روایت صحیحین وغیرہ کتب میں تخریج کی گئی ہے (۱۳۲)۔

⁽٣٥٦٣ و٣٥٦٣) والدر المنثور (٥٦ ص١٣١) ومجمع الزوائد (٤٢ ص٨٨) كتاب التفسير، سورة القصص

⁽۳۰)حواله جات بالا۔

⁽۳۱)فتح البارى (جاص ۱۹۱)_

⁽۳۲) حواله بالا

⁽٣٣)حواله بالا

⁽۳۴) دیکھئے منداحمہ (جہم ص۴۰۵)۔

⁽٣٥)ويكت جامع ترمذى، كتاب النكاح، باب ماجاء في الفضل في ذلك(أي فى فضل الرجل يعتق الأمة ثم يتزوجها)ر قم(١١١١)_

⁽٣٦) صديث باب كى تخر ت كملاحظه مور

فراس بن یحیی اور فضل بن بزید کی روایتوں میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں اور ندان میں "آمن بعیسی" کی تصر تکہے۔

البته صالح بن صالح بن حیان سے اس روایت کو نقل کرنے والے صحیح بخاری میں عبدالرحلن بن محمد بن زیاد محاربی، سفیان توری، سفیان بن عیدنه، عبدالله بن المبارک اور عبدالواحد بن زیاد ہیں۔
صحیح مسلم میں صالح سے اس روایت کو نقل کرنے والے هشیم، عبدة بن سلیمان، سفیان بن عیدنه اور شعبه ہیں۔

سنن نسائی میں اس روایت کوصالح بن صالح ہے یحیی بن اُبی زائدہ نقل کرتے ہیں۔ اور سنن ابن ماجہ میں صالح بن صالح کے شاگر دعبدۃ بن سلیمان ہیں (سے)۔

ان تمام طرق میں سے صرف ایک طریق میں جو عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، "آمن بعیسی" کی تصریح ہے اور کسی میں نہیں (۳۸)۔ البتہ سفیان توری کے شاگر دوں میں اختلاف ہے، صحیح بخاری میں سفیان توری کے شاگر دمحہ بن کثیر کے طریق میں "اُھل الکتاب" والا جزء مذکور ہی نہیں ہے (۳۹) جبکہ منداحہ میں سفیان توری کے شاگر و عبدالر حمٰن بن مہدی "آمن بما جاء به عیسی "نقل کرتے ہیں (۴۰)۔

گویاصالح کے تلاندہ میں سارے لوگ تولفظ عام ذکر کرتے ہیں تنہا ابن المبارک" آمن بعیسی"
نقل کرتے ہیں اور سفیان ثوری کی روایت میں اختلاف ہے، ایک صاحب" أمن بعیسی" نقل کرتے ہیں،
اور دوسرے صاحب لفظ عام نقل کرتے ہیں۔ لہذاروا یتی حیثیت سے " رجل من أهل الکتاب" یااس جیسے عام لفظ کو ترجیح حاصل ہوگ۔

ان حفرات کی دوسر می دلیل که یہودیت، نفرانیت کی وجہ سے منسوخ ہو گئی،اور منسوخ دین پر ایمان چندال مفید نہیں۔

⁽٣٤)ان تمام طرق كى تخ تى يى مديد بابكى تخ تى كے تحت آ چكى ہے۔

⁽٣٨)ر كي صحيح بخارى (١٥ص٩٠٩) كتاب أحاديث الأنبياء، باب: واذكر في الكتاب مريم،رقم (٣٣٣٧)_

⁽٣٩)صحيح بخارى (جاص ٣٨٦) كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده، رقم (٢٥٣١) _

⁽۴۰) دیکھئے منداحد (جہاص ۳۹۵)۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں سنخ کی شرط لگانے کی خاص ضرورت نہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، لہٰذاان میں سے جنہوں نے ان کو تسلیم کیاوہ ان کی طرف منسوب ہو کر "مسیحی" کہلانے لگے اور جنہوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا بلکہ مکذیب کی اور اپنی یہودیت پر قائم رہے وہ مؤمن نہیں، اور یہ حدیث ایسے افراد کوشامل ہی نہیں، کیونکہ اس میں یہ شرطہ کہ وہ"مؤمن بنبیہ "ہو۔

ہاں وہ افراد جو یہودیت میں داخل ہوئے ہوں اور وہ بنی اسر ائیل میں سے نہ ہوں، یا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ ہوں اور نہ بی ان کی دعوت ان تک پینچی ہو، تو ایسے افراد کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ یہودی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد بھی و مؤمن ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے بعد انہوں نے کسی نبی کی تکذیب نہیں کی ایساکوئی شخص اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کوپائے اور آپ پر ایمان لے آئے تو وہ اس خبر کے مصدات میں داخل ہوگا، چنانچہ یمن کے بعض عرب قبائل اسی قتم کے تھے کہ وہ یہودی تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت ان تک نہیں پہنچی تھی۔

یہاں اصل اشکال ان یہود کے بارے میں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ منورہ میں تھے، پیچھے ہم آیت کریمہ "اولئك یؤتون أجو هم مرتین"(۱۳) اور رفاعہ قرظی، علی بن رفاعہ قرظی اور امام قادہ کے آثار کے بارے میں بتا چکے ہیں کہ ان کے مصداق حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات ہیں،ان سب کا تعلق بنی اسر ائیل سے تھا۔

یہ حضرات یہودیت پر ہر قرار رہے اور ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان بھی نہیں تھا، جبکہ ان کے بارے میں دوہرا اجر ثابت ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیاہے کہ مدینہ کے ان حضراتِ یہود تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت نہیں پینچی تھی کیوں کہ آپ کی دعوت بہت سی جگہوں تک پینچ نہیں سکی تھی،اس لیے وہ یہودیت پر قائم رہے اور ان کا ایمان حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رہا، حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

⁽۳۱)القصص/۵۳_

وسلم مبعوث ہوکر تشریف لائے توہ آپ پرایمان لے آئے،اس طرح اشکال دور ہوجائے گا(۲۲)۔

اس کی تفصیل ہے کہ "بختی " نے جب شام کے علاقہ میں بنی اسرائیل پر ظلم کیا توہاں سے

بہت سے یہودی جبرت کر کے چلے گئے،ان کے جانے کے صدیوں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث

ہوئے، چنانچ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے توحید و شریعت کی دعوت جو پینی وہ شام کے

یہودیوں کو پینی نہ کہ مدینہ ہجرت کر کے آجانے والوں کو (۳۳)، جیسا کہ "وفاء الوفا" میں نہ کورایک

واقعہ سے معلوم ہو تا ہے کہ مدینہ کے قریب "جمّاء أم خالد" نامی پہاڑ پر ایک قبر ہے،اس پر کھا ہے "أنا

واقعہ سے معلوم ہو تا ہے کہ مدینہ کے قریب "جمّاء أم خالد" نامی پہاڑ پر ایک قبر ہے،اس پر کھا ہے "أنا

محتوب فی صحوفیہ: آنا عبداللہ عنی جماء أم خالد أربعون ذراعاً فی أربعین ذراعاً،

مکتوب فی حجوفیہ: أنا عبداللہ من أهل نینوی رسول رسول اللہ عیسی بن مویم علیہ

مکتوب فی حجوفیہ: أنا عبداللہ من أهل نینوی رسول رسول اللہ عیسی بن مویم علیہ

السلام إلیٰ أهل هذہ القریة، فادر کنی الموت فاوصیت أن أدفن فی جماء أم خالد" (۳۳)۔

اس کادومر اجواب علامہ طبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ یہودِ مدینہ آگرچہ دین منوق پر عمل

ا ن کا دو طرا ہوا ب علامہ میں رخمہ اللہ علیہ سے نیہ دیا ہے لہ یہودِ مدینہ الرچہ دھن سوں پر س پیرا تھے لیکن کوئی بعید نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی برکت سے ان کے ادیان کو باوجو د منسوخ ہونے کے قبول کرلیا گیا ہو،اوراس طرح وہ دوہرے اجرکے مستحق ہوئے ہوں (۴۵)۔

اہل کتاب یہاں عام ہےیاوہ لوگ مراد

ہیں جنہوں نے تحریف و تبدیل نہیں کی

پھراس بات میں اختلاف ہے کہ اس "اہل کتاب" سے صرف وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے تحریف و تبدیل نہیں کی تھی یا تمام اہل کتاب مراد ہیں؟

⁽٣٢)ديك فتح البارى (جاص ١٩١١)

⁽۳۳) ديك فيض البارى (جاص ١٩٣) _

⁽٣٣) وفاء الوفا بأخبار دارالمصطفى للعلامة نورالدين على بن أحمد السمهو دى، الترفى اا و (٣٣ ص ١٠٢٣) الباب السابع تع في أو ديتها و بقاعها، الفصل الرابع في جمَّاواتهالطبعة الثالثة امماه ١٩٨١م، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان _ (٣٥) الكاشف عن حقائق السنن المعروف بشرح الطيبي (ج١ص١٦) كتاب الإيمان، الحديث الحادي عشر _

علامہ سر اج الدین بُلقین، حافظ ابن ججر، علامہ عینی اور ملاعلی قاری رحم ہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ''اہل کتاب'' عام ہے(۲۸)۔اس کی ولیل ہے ہے کہ آیت کریمہ ''اُولئِكَ یُوْتُونَ أَجْرَهُمْ مُوَّتَیْنِ ۔۔۔۔''(۴۸)جواس حدیث کے ہم معنی ہے، تحریف و تبدیل کے بعد نازل ہوئی ہے۔

دوسری دلیل بیہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قل کوجو خط لکھا تھا اس میں بیہ لکھا تھا" اَسلِم تَسلَم یؤتك الله اَجوك مرّتین"(۴۹)۔ ہر قل عیسائیت میں تحریف و تبدیل ہونے کے بعد داخل ہوا تھا۔

ای طرح حضور اکرم صلی الله علیه وسلم نے جہاں ہر قل کویہ لکھا"أسلم تسلم، یؤتك الله أجرك مرتین"وبیں آپ نے اپنے خط میں "یا أهل الکتاب تعالوا إلیٰ کلمة سواء بیننا و بینگم" کے ساتھ خطاب فرمایا تھا(۵۰)، معلوم ہوا کہ وہ سارے اہلِ کتاب اس میں داخل ہیں جو دینِ سابق کے ماتھ خطاب فرمایا تھا(۵۰)، معلوم ہوا کہ وہ سارے اہلِ کتاب اس میں داخل ہوئے ہوں۔ ماننے والے ہیں، چاہے تحریف سے پہلے کے ہوں یا تحریف ہوجانے کے بعداس میں داخل ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

تضاعف اجر کابیہ تھم حضور اکرم علیہ کے زمانے کے ساتھ مختص ہے یاعام ہے؟

پھراس بات میں بھی اختلاف ہے کہ یہ حکم عام ہے یا نہیں؟علامہ سر اج الدین بُلقینی رحمۃ الله علیہ

⁽۲۷) ويكيئ مشكل الآثار (ج۵ص۲۲۲_۲۲۸)باب بيان مشكل ماروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله: ثلاثة يؤتون أجرهم مرتين.....وإكمال إكمال المعلم للأبّي ومكمل إكمال الإكمال للسنوسي (جاص۲۲۳)وفتح الباري (جاص١٩١)_

⁽۲۷)دیکھےفتح الباری(ج۱ص۸۳)کتاب بدء الوحی، حدیث هرقل، و (ج۱ص۱۹۱)وعمدة القاری(ج۲ص۱۹۱)ومرقاة المفاتیح (ج۱ص۸۷و۷۹)۔

⁽۳۸)القصص/۵۳_

⁽٩٩) وكي صحيح البخاري (١٥٥ص ٢) كتاب بدء الوحي، رقم (١) ـ

⁽۵۰)حواله بالا

فرماتے ہیں کہ یہ تھم عام ہے، قیامت تک کے لیے یہ تھم ہے کہ جو بھی کتابی ایمان لائے گااس کو دوہرا اجر ملے گا(۱)، جو غلام بھی حق اللہ اور حق المولی اداکرے گااس کو دوہرا اجر ملے گا،اس طرح جو آ دمی بھی اپنی باندی کو تعلیم دے گااور آزاد کر کے اپنے نکاح میں لائے گا تو وہ دوہرے اجر کا مستحق ہوگا۔

لیکن علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ آپ کی بعثت کے بعد توساری دنیا کے نبی آپ ہی ہیں، لہذا کسی شخص کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا یہ "ایمان بنبیه" نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کے نبی حضرت عیسی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں، بلکہ اس کے نبی حضرت حد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۲)۔

اس پراشکال بیہ ہے کہ پھر تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی بیہ حدیث معمول بہ نہیں ہوسکتی، اس لیے کہ جب آپ کی بعث ہوگئ تو پھر سب کے نبی آپ ہیں، کسی کا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیماالسلام پرایمان لانانافع نہ ہوناچاہیے۔

اگراس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کاعلم نہیں ہوا تو پھر آپ کے زمانے کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ کے بعد بھی اگر کوئی کہہ دے کہ یہ وہ یہودی اور نصر انی جیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کاعلم نہیں ہے اور بعثت کاعلم ہوا تو پھر وہ مسلمان ہوگئے۔ اس صورت میں ان کو اپنے نبی پر ایمان لانے کا تواب بھی ملے گااور ہمارے نبی پر ایمان لانے کا تواب بھی ملے گا

لہٰذا صحیح بات وہی ہے جو علامہ مبلقینی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرمارہے ہیں کہ بیہ تھم عام ہے، حضور اکر م صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مختص نہیں ہے۔واللّٰہ اعلم۔

والعبد المملوك إذا أدّى حق الله و حق مواليه

اورغلام جومملوك موءوه جب الله تعالى كاحق بهى اداكرے اوراپيغ آقاؤں كاحق بهى اداكرے۔

⁽۱)فتح البارى (جاص ۱۹۱ و۱۹۲)

⁽٢)ويکھے شوح الکومانی (ج۲ص ۸۸)۔

⁽٣)فتح البارى (جاص ١٩١١ ١٩٢)_

یہاں"العبد" کے ساتھ "المملوك" کی قیداس وجہ سے لگائی گئی ہے کیونکہ ویسے تو تمام لوگ اللّٰہ کے بندےاوراس کے غلام ہیں، لیکن یہال بیہ بتانا مقصود ہے کہ بیہ غلام اللّٰہ کے علاوہ لو گوں کا بھی غلام ہے (۴)۔

پھر یہاں "وحق موالیه" کہا گیاہے، نہ کہ "وحق مولاہ" یعنی جمع کا صیغہ لایا گیاہے، مفرد کا نہیں، اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہاں "العبد" سے مفرد مراد نہیں بلکہ جنس مرادہ جس میں کثرت کا بھی اختال ہے، اس لیے "موالی" کا لفظ استعال کیا گیا ہے۔ یا یہ وجہ ہے کہ بعض او قات ایک غلام کئی آقاؤں کے در میان مشترک ہو تاہے، اس صورت کو بھی شامل کرنے کے لیے یہاں "موالی" جمع کا صیغہ استعال کیا گیاہے (۵)۔

عبدِ مملوک کود واجر کیوں ملیں گے ؟اس کوہم پیچھے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ورجل كانت عنده أمة، فأدبها، فأحسن تأديبها، وعلَّمها فأحسن تعليمها،

ثم أعتقها،فتزوجها

اور ایک وہ شخص جس کے پاس کوئی باندی ہو، اسے اس نے ادب سکھایا اور خوب اچھی طرح سکھایا، اسے تعلیم دی اور اچھی تعلیم دی، پھر اسے آزاد کیااور پھر اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تادیب کا تعلق مروّت سے متعلق آداب سے ہے اور تعلیم کا شرع سے، گوہا تادیب کا تعلق عرف سے ہے اور تعلیم کا شرع سے، پایوں کہیے کہ تادیب کا تعلق دنیوی امور سے ہے اور تعلیم کا تعلق اخروی اور دینی امور سے (۲)۔واللہ اعلم تادیب کا تعلق دنیوی امور سے ہے اور تعلیم کا تعلق اخروی اور دینی امور سے (۲)۔واللہ اعلم

ای طرح وه فرماتے ہیں کہ "أدبها" کے بعد جو "فاحسن تأدیبها" فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "أدبها من غیر عنف وضرب، بل باللطف والرفق" اس طرح "علمها" کے بعد "فاحسن تعلیمها"کا مطلب ہے "علمها بالرفق والخلق" (2)۔

⁽۲)عمدة القارى (ج٢ص١٢١) ـ

⁽۵) حواله بالار

⁽٢)شرح الكوماني (٢٦ص٨٩)_

⁽٤)حواله بالا

ایک اشکال اور اس کاجواب

یہاں چارا ممال ند کور ہیں ایک تادیب، دوسر اتعلیم، تیسر ااعمّاق، چوتھانز دج، جب یہ چارا عمال ہیں تواجر بھی اسی تعداد میں ہونا چاہیے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل اماء کے بارے میں صرف اعتاق اور تزوی کا اعتبار
کیا گیا ہے کیونکہ تادیب و تعلیم کا باعث اجر ہونا صرف اِماء کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ وہ تواجبی اور اپنی
اولاد کے بارے میں بھی باعث تواب ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں" فلہ أجران" کا پھراعادہ فرمایا ہے، مقصود
سے کہ یہ نہ سمجھنا کہ یہاں چاراعمال ہیں تو چاراجر ملیں گے بلکہ حقیقہ دوعمل ہیں، اس لیے دوہی اجر ملیس
گے (۸)۔

اس پر سوال ہوتاہے کہ پھریہاں تادیب و تعلیم کے ذکر کا کیافا کدہہے؟ حالا نکہ صرف اعماق و تروی کا فی تھا۔ ذکر ہی کافی تھا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ تعلیم یافتہ باندی سے نکاح زیادہ باعث برکت ہے، کیونکہ تعلیم یافتہ اور مؤدب عورت اپنے شوہر کی دینی امور میں زیادہ اعانت کرسکے گی، اس لیے تعلیم و ، تادیب کو تمہید أذکر کیاہے (۹)۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے واسطے دواجر دومتنافی امور کے عوض ہیں، وہ دو متنافی امور کے عوض ہیں، وہ دو متنافی امور رقیع اور حریت ہیں، رقیت سے اس میٹیت سے اس شخص کو دواجر دیے جارہے ہیں (۱۰)۔

امام بخاری رحمة الله علیه نے کتاب النکاح میں حضرت ابو موی اشعری رضی الله عنه کی معلق صدیث نقل کی ہے جس میں ہے "اعتقها ثم اصدقها" (۱۱) جس کا مطلب بیہ ہے کہ اس کو آزاد کر کے

⁽٨)عمدة القارى (ب٢٥ ١١٩) يزويكي شرح الكوماني (٢٥ ص ٩٠)

⁽٩)حواله جات بالا_

⁽١٠)شوح الكوماني (٣٢ص٩٠)_

⁽۱۱)صحیح البخاری(۲۵ص۲۷)کتاب النکاح، باب اتخاذ السراري ومن اعتق جاریته ثم تزوجها، رقم(۵۰۸۳)ـووصله أبوداود الطیالسي في مسنده(۱۲۸۵)رقم(۵۰۱)وانظرفتح الباری(۹۵م۱۲۷اه۱۲۸)کتاب النکاح، باب اتخاذ

اس سے جو نکاح کیااس میں ''عتق'' کو مہر نہیں بنایابلکہ مستقل مہراس کو دیاہے۔ واللہ اعلم۔

فله أجران

اس کے واسطے دواجر ہیں۔

شروع میں "ثلاثة لهم أجوان" آچاہے اور اب یہاں دوبارہ اس كاذكر كيا ہے۔

اس کی وجہ یا تو ہی ہے جو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے کہ یہاں تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ اماء کی تعلیم و تادیب اور اعتاق و تزو تج پر دو ہی اجر ملیں گے ، زیادہ نہیں (۱۲)اس صورت میں اس جملہ کا تعلق صرف آخری صورت کے ساتھ ہوگا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا تعلق ان سب کے ساتھ ہے، اور یہاں اس کا تکرار طولِ کلام اور در میان میں فصل کے آجانے کی وجہ سے ہواہے (۱۳۳)۔ واللہ اعلم

ثم قال عامر: أعطيناكها بغير شيء، قدكان يركب فيما دونها إلى المدينة

پھرعامر شعبی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے تنہیں یہ روایت مفت دے دی جبکہ اس سے بھی کم روایت کے حصول کے لیے مدینہ منورہ تک کاسفر کیاجا تا تھا۔

اس میں خطاب بظاہر صالح کو ہے، چنانچہ اس ظاہر پر علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور خاطب فعی کے شاگرد صالح کو قرار دیا ہے (۱۳)، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خراسانی شخص سے خطاب ہے، جس کے سوال کے جواب میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث سائی تھی، چنانچہ صحیح بخاری میں صالح نے تصر تے کی ہے" اُن رجاً من أهل خواسان قال للشعبی: فقال الشعبی، أخبرنا أبو بردة عن أبي موسی الأشعری رضی الله عنه"(۱۵)۔

مذكوره روايت ميں سوال مذكور نہيں ہے، امام مسلم رحمة الله عليه نے اس سوال كو بھى ذكر كيا ہے

⁽۱۲)عمدةالقارى (ج٢ص١١٩)_

⁽۱۳)فتح البارى (جاص۱۹۲)_

⁽١٤٠)شرح الكوماني (٢٦ص٩٠)_

⁽١٥)صحيح البخاري (١٥ ص ٣٩٠) ـ كتاب أحاديث الأنبياء، باب: واذكو في الكتاب مويم، رقم (٣٨٣٧) ـ

"قال: رأيت رجلاً من أهل خراسان سأل الشعبي، فقال: يا أباعمرو، إن من قبلنا من أهل خراسان يقولون في الرجل إذا أعتق أمته ثم تزوجها: فهو كالراكب بدنته، فقال الشعبي: حدثني أبوبردة بن أبي موسى عن أبيه "(١٦)_

پھر اہل خراسان کے ہاں جویہ بات مشہور تھی وہ بالکل بے بنیاد بھی نہ تھی کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس، رضی اللہ عنہم، سعید بن المسیب اور ابراہیم نخفی رحمہم اللہ سے کراہت منقول ہے (۱۷)۔ غالبًاان حضرات کو حدیث باب کاعلم نہیں ہو سکا تھا۔ واللہ اعلم

> هذا آخر ما أردنا إيراده من شرح كتاب العلم ويليه إن شاء الله تعالى في المجلد الرابع "باب عظة الامام النساء وتعليمهن"

من كتاب العلم والله نسأل التيسير، فإنه ميسر لكل عسير والحمدالله الذي بنعمته تتم الصالحات والصلاة والسلام على رسوله محمد أفضل الموجودات وأكرم المخلوقات، وعلى آله وأصحابه والتابعين لهم مادامت الأرض والسموات.

⁽۱۲)صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمدصلى الله عليه وسلم إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته، رقم (۳۸۷)_

⁽١٤)قال الحافظ في فتح البارى (٩٥ ص ١٢٤، كتاب النكاح، باب اتخاذ السراري ومن أعتق جارية ثم تزوجها): "وأخرج الطبراني بإسناد رجاله ثقات عن ابن مسعود أنه كان يقول ذلك. وأخرج سعيد بن منصور عن ابن عمر مثله، وعند ابن أبي شيبة بإسناد صحيح عن أنس أنه سئل عنه فقال: إذا أعتق أمته لله فلا يعود فيها. ومن طريق سعيد بن المسيب وإبراهيم النخعي أنهما كرها ذلك".

مصادرومر اجع كشف البارى جلدسوم

١ _ القرآن الكريم _

۲ ـ الأبواب والتراجم للبخاري. حضرت شيخ الحديث مولانا محمد زكريا كاندهلوي صاحب، رحمه الله، المتوفى ۲ • ۲ هـ ۱۹۸۲م. ايچ ايم سعيد كمپني ـ

٣- الأبواب والتراجم حضرت شيخ الهند مولانا محمود حسن صاحب ديوبندي، رحمه الله، المتوفى ١٣٣٩هـ ادارة تاليفات أشرفيه، ملتان

٤ - إتحاف السادة المتقين بشرح أسرار إحياء عارم الدين. علامه سيد محمد بن محمد الحسيني الزَّبيدي المشهور بمرتضى رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٠٥ه دارإحياء التراث العربي -

٥ ـ الإتقان في علوم القرآن. حافظ جلال الدين عبدالرحمن سيوطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١ ٩ ٩هـ شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، طبع رابع ١٣٩٨هـ ١٩٧٨هـ ١٩٧٨مـ

٦-الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان. إمام أبو حاتم محمد بن حبان بُستي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥٤هـ، مؤسسة الرسالة بيروت.

٧- إحياء علوم الدين مع إتحاف السادة المتقين. إمام محمد بن محمد الغزالي، رحمه الله، المتوفى ٥٠٥هـ، دار إحياء التراث العربي.

٨-اختصار علوم الحديث. أبو الفداء عماد الدين إسمعيل بن شهاب الدين عمر المعروف بابن كثير، رحمه الله، المتوفى ٧٧٤هـ، دارالتراث، القاهرة ١٣٩٩هـ ١٩٧٩م-

٩-الأدب المفرد مع شرح فضل الله الصمد. أمير المؤمنين في الحديث محمد بن

إسمعيل البخاري، المتوفى ٥٦ هـ مكتبة الإيمان المدينة المنورة

• ١-إرشاد الساري شرح صحيح البخاري. أبو العباس شهاب الدين أحمد بن محمد القسطلاني، رحمه الله، المتوفى ٩٢٣هـ المطبعة الكبرى الأميرية مصر، طبع سادس ٤٠٣٤هـ

1 1 _ إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء. حضرت شاه ولي الله محدث دهلوي، رحمه الله، المتوفى ١ ٢ ٧ ٦ هـ، سهيل اكيدمي، لاهور

١ ١ - الاستيعاب في أسماء الأصحاب بهامش الإصابة. أبو عمر يوسف بن عبدالله
 بن محمد بن عبدالبر ، رحمه الله، المتوفى ٦٣ ٤هـ دارالفكر بيروت.

۱۳ - أسد الغابة عز الدين ابو الحسن على بن محمد الجزرى المعروف بابن الأثير، المتوفى ۲۳ هـ، دار الكتب العلمية بيروت.

١٤ - الأشموني للعلامة نورالدين أبى الحسن على بن محمد، رحمه الله تعالى،
 المتوفى ٥ • ٩ هـ مع حاشيته للشيخ محمد بن على الصبان رحمه الله، المتوفى ٢ • ٢ ٩ هـ دار إحياء الكتب العربية.

العسقلاني المعروف بابن حجر، رحمه الله، المتوفى ٢٥٨هـ، دار الفكر بيروت.

1 ٦ - أصول البزدوى مع كشف الأسرار. فخر الإسلام أبوالحسن على بن محمد البزدوي، رحمه الله، المتوفى ٤٨٢هـ الصدف ببلشرز كراچى ـ

١٧ ـ الأعلام. خيرالدين بن محمود بن محمد الزِّرِ كلي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٧ ـ ١ ١ ١٩٧٦ هـ . ١٩٧٦ م دارالعلم للملايين ـ

۱۸ - أعلام الحديث. إمام أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي، رحمه الله، المتوفى ٣٨٨هـ مركز إحياء التراث الإسلامي، جامعة أم القرى مكة المكرمة

19_اكمال إكمال المعلم شرح صحيح مسلم. أبو عبدالله محمد بن خلفة الوشناني الأبيّ المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٩٨٨هـ دارالكتب العلمية بيروت.

• ٢ ـ الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع، امام قاضى عياض بن موسى اليحصبى رحمة الله عليه، المتوفى ٤٤ ٥هـ، مجلس تعاون اسلامى كراچى، الطبعة الأولىٰ. • ٢٤ ١هـ . ٩٩٩ م

٢١ ـ الإمام على بن المديني ومنهجه في نقد الرجال، دكتور إكرام الله إمدادالحق
 حفظه الله، دارالبشاتر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٢هـ ١٩٩٢هـ

٢ ٢ ــ الانتقاء في فضائل الأثمة الثلاثة الفقهاء، الإمام الحافظ أبو عمر يوسف بن عبدالبر رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٣ ٤ هـ، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الأولىٰ ٢ ١ ٤ ١ هـ ١ ٩ ٩ ٩ مــ

۲۳_الأنساب. أبو سعد عبدالكريم بن محمد بن منصور السمعاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ۲۳هـ دارالجنان بيروت، طبع أول ۲۰۸هـ ۱۹۸۸ مـ

۲ ٤ - أنوارالباري. مولانا سيد أحمد رضا بجنوري، رحمه الله تعالى مدينه پريس بجنور ـ

٧٥ ـ أو جز المسالك إلى مؤطا مالك. شيخ الحديث حضرت مولانا محمد زكريا صاحب كاندهلوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٠٤ هـ، ادارة تاليفات أشرفيه ملتان

٢٦ إيضاح البخاري. حانبرت مولانا فخرالدين أحمد صاحب، رحمه الله، المتوفى ٢٩٦هـ مجلس قاسم المعارف ديوبند

۲۷_البحر الرائق. علامه زين العابدين بن إبراهيم بن نجيم، رحمه الله، المتوفى ٩٦٩هـ يا ٩٧٠هـ مكتبه رشيديه كو تثه.

٢٨ ـ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع. ملك العلماء علاء الدين أبوبكر برمسعود الكاساني، رحمه الله، المتوفى ٥٨٧هـ ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى ـ

٢٩ ـ البداية والنهاية. حافظ عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر المعروف بابن كثير، رحمة الله عليه، المتوفى ٤٧٧هـ مكتبة المعارف بيروت، طبع ثاني ١٩٧٧م محبد المحبود في حل أبي داود. علامه خليل أحمد سهارن پوري، رحمة العليه، المتوفى ٢٤٣١هـ مطبعة ندوة العلماء لكهنؤ ٣٩٣٣هـ ١٩٧٣م

٣١ البرهان في علوم القرآن بدرالدين محمد بن عبدالله الزركشي، رحمه الله
 تعالىٰ، المتوفى ٤٩٧هـ، دارالمعرفة للطباعة والنشر، بيروت.

٣٢ ـ بيان القرآن. حكيم الأمت حضرت مولانا أشرف على نهانوي، رحمه الله، المتوفى ٣٢ ١هـ، شيخ غلام على اينذ سنز لاهور ـ

٣٣ ـ تاج العروس من جواهرالقاموس. أبوالفيض سيد محمد بن محمد المعروف بالمرتضى الزَّبيدي ، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٠٥هـ دارمكتبة الحياة، بيروت ـ

٣٤ تاريخ بغداد أو مدينة السلام. حافظ أحمد بن علي المعروف بالخطيب البغدادي، رحمه الله، المتوفى ٣٤ ٤هـ دارالكتاب العربي بيروت.

٣٥ ـ تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس، الشيخ حسين بن محمد بن الحسن الديار بكري المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٦ ه ه، مؤسسة شعبان، بيروت ـ

٣٦ التاريخ الصغير. أميرالمؤمنين في الحديث محمد بن اسمعيل إلبخاري، رحمه الله، المتوفى ٢٥٦هـ المكتبة الأثربة، شيخوپوره

۳۷ ـ تاریخ عثمان بن سعید الدارمي المتوفی ۲۸۰هـ عن أبی زکریا یحیی بن معین، المتوفی ۲۳۳هـ، دارالمأمون للتراث، ۲۰۰۰ هـ

٣٨ التاريخ الكبير. أمير المومنين في الحديث محمد بن إسمعيل البخاري، رحمه

الله، المتوفى ٦ ٥ ٦ هـ دار الكتب العلمية بيروت.

٣٩_تبصير المنتبه بتحريرالمشتبه ،حافظ احمد بن على المعروف بابن حجرالعسقلاني رحمه الله تعالى ،المتوفى ٢٥٨هـ،المكتبة العلمية، بيروت.

• ٤ ـ تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف. أبو الحجاج جمال الدين يوسف بن عبدالرحمن المزي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢ ٤ ٧هـ المكتب الإسلامي، بيروت، طبع دوم ٣ - ٤ ١ هـ مطابق ١٩٨٣مـ

1 ٤ ـ تدريب الراوي بشرح تقريب النواوي. حافظ جلال الدين عبدالرحمن سيوطي، رحمه الله، المتوفى 1 1 ٩ هـ المكتبة العلمية مدينه منورهـ

 ٢ ٤ ـ تذكرة الحفاظ. حافظ أبو عبدالله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، رحمه الله، المتوفى ٨ ٤ ٧هـ دائرة المعارف العثمانية، الهند.

٣٤ ـ الترغيب والترهيب،إمام عبدالعظيم بن عبدالقوي المنذري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٦ هـ، دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة، ١٣٨٨ هـ ١٩٦٨ مـ

٤٤ ـ تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس. حافظ أحمد بن علي المعروف بابن حجر، رحمه الله، المتوفى ٢٥٨هـ دارالكتب العلمية بيروت.

٥٤ ـ تعليقات جامع بيان العلم و فضله، ابوالأشبال الزهيري، دارابن الجوزي، الطبعة الرابعة ١٤١٩ هـ

٢٤ ـ تعليقات الرفع والتكديل في الجرح والتعديل. شيخ عبدالفتاح أبو غده، رحمه الله، المتوفى ١٤١٧هـ مكتب المطبوعات الاسلامية، حلب طبع سوم ١٤٠٧هـ ١٤٠٧م

٧٤ ـ تعليقات على تهذيب الكمال، دكتور بشار عواد معروف، حفظه الله تعالى.

مؤسسة الرسالة طبع أول ١٤١٣ هـ

معدد عوامة/شيخ أحمد محمد محمد عوامة/شيخ أحمد محمد محمد نفر الخطيب، حفظهماالله. مؤسسة دارالقبلة/مؤسسة علوم القرآن.الطبعة الأولى، ١٤١٣هـ ١٩٩٢مـ

9 ٤ _ تعليقات كتاب الزهد لابن المبارك، رحمه الله علامه حبيب الرحمن اعظمى، رحمه الله تعالى، متوفى ١٩٩٢م _

• ٥ ـ تعليقات كتاب الضعفاء الكبير للعقيلي، الدكتورعبدالمعطي أمين قلعجي، دارالكتب العلمية، بيروت ـ

۱۵ تعلیقات علی لامع الدراري. شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
 صاحب، رحمه الله، المتوفی ۲ ، ۲ ۱ه مطابق ۱۹۸۲م، مکتبه إمدادیه مکة المکرمة.

۲۵ ـ تعلیقات نورالدین عتر علی علوم الحدیث لابن الصلاح. تصویر ۲ ۰ ۱ هـ ۱۹۸۹م مدارالفکر بدمشق ـ

٣٥ ـ تغليق التعليق. حافظ أحمد بن على المعروف بابن حجر، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٨هـ . المكتب الإسلامي و دار عمار ـ

\$ ٥ ـ تفسير الطبري (جامع البيان) إمام محمد بن جرير الطبري، رحمه الله، المتوفى ٩ ٣١هـ دار المعرفة بيروت ـ

٥٥ ـ تفسير القرآن العظيم. حافظ أبو الفداء عماد الدين إسمعيل بن عمر بن كثير دمشقى، رحمه الله، المتوفى ٤٧٧هـ دارالفكربيروت.

١٥٦ التفسير الكبير. الإمام أبوعبدالله فخرالدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي، رحمه الله، المتوفى ٢٠٦هـ مكتب الإعلام الإسلامي إيران.

٥٧ ـ تقريب التهذيب. حافظ ابن حجر العسقلاني، رحمه الله، المتوفى ٢ ٥ ٨هـ

دارالوشيد حلب ١٤٠٦هـ

۱۹۵ التقریب والتیسیر لمعرفة سن البشیر النذیر(مع تدریب الراوي). إمام أبوزكریا یحیی بن شرف النووي، رحمه الله، المتوفی ۲۷۲ه المكتبة العلمیة مدینه منوره.

9 - تقریر بخاری شریف. حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندهلوی، رحمه الله، المتوفی ۲ ، ۲ ۱ هـ مکتبة الشیخ کراچی

• ٦- التقييد والإيضاح. حافظ أبوالفضل زين الدين عبدالرحيم بن الحسين العراقي، رحمه الله، المتوفى ٢ • ٨هـ مكتبه سلفيه مدينه منوره، طبع أول ١٣٨٩هـ

٦١ ـ تكملة فتح الملهم حضرت مولانا محمد تقي عثماني صاحب، مدظلهم.
 مكتبه دارالعلوم كراچى ـ

٦٢ ـ تلبيس إبليس أمام ابوالفرج عبدالرحمن بن علي المعروف بابن الجوزى، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٧ ٥هـ، إدارة الطباعة المنيرية، الطبعة الثانية: ١٣٦٨ هـ

العسقلاني، رحمه الله، المتوفى ٥٩٨هـ دارنشر الكتب الإسلامية لاهور ٢٠ تلبيس العسقلاني، رحمه الله، المتوفى ٥٩٨هـ دارنشر الكتب الإسلامية لاهور ٢٠ تلبيس إبليس أمام ابوالفرج عبدالرحمن بن علي المعروف بابن الجوزى، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٧ هـ،إدارة الطباعة المنيرية الطبعة الثانية: ١٣٦٨هـ

ع ٦- تلخيص المستدرك (المطبوع بذيل المستدرك) حافظ شمس الدين محمد بن عثمان ذهبي، رحمه الله، المتوفى ٨ ٤ ٧هـ دار الفكر بيروت.

٦٥ ـ التمهيد في أصول الفقه. علامه محفوظ بن أحمد بن الحسن أبوالخطاب
 الكلوذاني الحنبلي، رحمه الله، المتوفى ١٠٥ هـ جامعه أم القرى مكه مكرمه

٦٦ - التمهيد. حافظ أبو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر المالكي،

رحمه الله، المتوفى ٣٣ ٤هـ المكتبة التجارية، مكة المكرمة.

٦٧ ـ تهذيب الأسماء واللغات. إمام محي الدين أبوز كريا يحيى بن شرف النووي،
 رحمه الله، المتوفى ٦٧٦هـ إدارة الطباعة المنيرية ـ

7. - تهذیب التهذیب. حافظ ابن حجر العسقلانی، رحمه الله، المتوفی ٢٥٨هـ دائرة المعارف النظامیة، حیدر آباد الدکن ١٣٢٥هـ

٦٩ تهذیب الکمال. حافظ جمال الدین أبوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن المِزّي، رحمه الله، المتوفى ٤٢هـ مؤسسة الرسالة، طبع أول ١٤١٣هـ

₩ التهذيب للنووي. (ديكهئے تهذيب الأسماء واللغات) ـ

• ٧- توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار الإمام محمد بن إسماعيل المعروف بالأمير الصنعاني رحمه الله تعالى، المتوفى ١ ١ ٨ ٢ هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١ ١ ٤ ١ هـ ١ ٩ ٩ ٩ م -

۷۱ ـ تيسير مصطلح الحديث. دكتورمحمود الطحان حفظه الله، قديمي كتب خانه كراچي ـ

٧٧ ـ الثقات لابن حبان. حافظ أبو حاتم محمد بن حبان بُستي، رحمه الله، المتوفى ٤ ٣٥هـ. دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد ١٣٩٣هـ

٧٣ ـ جمع الجوامع (مع شرحه همع الهوامع) علامه جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٩هـ منشورات الرضى، قم، إيران

البيان في تفسير القرآن (ديكهي تفسير الطبرى)_

عبدالبر المالكي، رحمه الله، المتوفى ٣٦ كه دارالفكر بيروت. ودارابن الجوزى، الطبعة الرابعة ٩٤ ١ هـ ١٩٩٨م

٧٥_ جامع الترمذي (سنن الترمذي) إمام أبو عيسى محمد بن عيسى بن سوره الترمذي، رحمه الله، المتوفى ٧٩هـ ايج ايم سعيد كمپنى / دار إحياء التراث العربي ـ

٧٦ الجامع الصغير مع شرحه فيض القدير. حافظ جلا ل الدين عبدالرحمن سيوطى، رحمه الله، المتوفى، ٩١١ هـ مكتبه إسلاميه سمندرى لائل پور-

٧٧ الجامع الأحكام القرآن (تفسير القرطبي) إمام أبو عبدالله محمد بن أحمد الأنصاري، رحمه الله، المتوفى ٢٧٦هـ دارالفكر بيروت.

٧٨_ الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع. الإمام الحافظ أبوبكر أحمد بن على بن ثابت الخطيب البغدادي، رحمة الله عليه، المتوفى ٣٣ ٤ هـ دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ٩٩٦م-

۹۷_جامع المسانيد. إمام أبو المؤيد محمد بن محمود الخوارزمي، رحمه الله، المتوفى ٦٦٥هـ، المكتبة الإسلامية، سمندرى، لائل پور ـ

• ٨-حاشية تدريب الراوي شيخ عبدالوهاب عبداللطيف، رحمه الله تعالى، المكتبة العلمية بالمدينة المنورة، الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ ١٩٧٢مـ

۱ ۸_حاشية سبط ابن العجمي على الكاشف. إمام برهان الدين أبو الوفاء إبراهيم بن محمد سبط ابن العجمي الحلبي، رحمه الله، المتوفى ۱ ۱ ۸هـ شركة دار القبلة/موسسة علوم القرآن_

۸۲ حاشیة السندي على البخاري. إمام أبوالحسن نورالدین محمد بن عبدالهادي السندي، رحمه الله، المتوفى ۱۱۳۸ هـ قدیمی کتب خانه کراچی-

٣٨ حاشية السندي على سنن ابن ماجه، امام أبوالحسن نورالدين محمد بن عبدالهادى السندى، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٣٨ه، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨ ص

٤ ٨ حجة الله البالغة. حضرت مولانا شاه ولي الله الدهلوي، رحمه الله، المتوفى . ١٧٦ هـ إدارة الطباعة المنيرية مصر ١٣٥٢ هـ

٨٥ حلية الأولياء. جافظ أبو نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد أصبهاني، رحمه الله، المتوفى ٣٠٤هـ دارالفكر بيروت.

١٨٦ خلاصة الخزرجي (خلاصة تذهيب تهذيب الكمال) علامه صفى الدين الخزرجي، رحمه الله، المتوفى ٣٣ هـ كابعد. مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب

٨٧ الدراية في تخريج أحاديث الهداية، حافظ احمد بن على المعروف بابن حجر رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ٢ ٥٨ه، دارنشر الكتب الإسلامية لاهور

٨٨ الدرالمختار علامه علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي، رحمه الله، المتوفى ٨٨ ه ١ هـ مكتبه رشيديه كوئثه

٨٩ الدرالمنثور في التفسير بالمأثور . حافظ جلال الدين عبدالرحمن السيوطي،
 رحمه الله، المتوفى ١ ٩ ٩هـ مؤسّسة الرسالة.

• ٩ ـ ذخائر المواريث في الدلالة على مواضع الحديث. عبدالغني بن إسمعيل بن عبدالغني النابلسي، رحمه الله، المتوفى ١٣٤٣هـ دارالمعرفة بيروت. دارالكتب العلمية بيروت.

۱ ۹ ـ ردالمحتار. علامه محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين شامي، رحمه الله، المتوفى ۲ ۲ ۹ هـ مكتبه رشيديه كوئشه

۹۲ مرسالة شرح تراجم أبواب البخاري مع صحيح بخاري. حضرت مولانا شاه ولى الله دهلوي، رحمه الله، المتوفى ۱۱۷٦ هـ قديمي كتب خانه كراچي

9 9_الرفع والتكميل في الجرح والتعايل. علامه أبو الحسنات عبدالحي لكهنوي، رحمه الله، المتوفى ٤ ، ٣ ١ هـ مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، طبع سوم ٧ ، ٤ ١ هـ

4 ٩ ـ روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. أبوالفضل شهاب الدين سيد محمود آلوسي، بغدادي، رحمه الله، المتوفى • ٢٧ هـ مكتبه إمداديه ملتان

90_الروض الأنف. إمام أبوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالله سهيلي، رحمه الله، المتوفى 100هـ مكتبه فاروقيه ملتان، 179٧هـ

٩٦ سن ابن ماجه. إمام أبوعبدالله محمد بن يزيد بن ماجه، رحمه الله، المتوفى ٩٦ سن ابن ماجه، وحمه الله، المتوفى ٩٢ هـ قديمي كتب خانه كراچي/ دارالكتاب المصري قاهرة.

٩٧ ـ سنن أبي داود. إمام أبو داود سليمان الأشعث السجستاني، رحمه الله، المتوفى ٩٧ هـ ايج ايم سعيد كمپني كراچي/دار إحياء السنة النبوية

٩٨ - سنن الدارقطني. حافظ أبوالحسن علي بن عمر الدارقطني، رحمه الله، المتوفى ٣٨٥هـ دارنشر الكتب الإسلامية لاهور

۹۹ - سنن الدارمي، إمام أبو محمد عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، رحمه الله، المتوفى ۵۵ ۲هـ قديمي كتب خانه كراچي

• • ١ - السنن الكبرى للبيهقي. إمام حافظ أبوبكر أحمد بن الحسين بن على البيهقي، رحمه الله، المتوفى ٥٨ ٤هـ نشر السنة ملتان

۱ • ۱ - السنن الصغرى للنسائي. إمام أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، رحمه الله، المتوفى ٣ • ٣هـ قديمي كتب خانه كراچي-

۲ • ١- السنن الكبرى للنسائي. إمام أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي،
 رحمه الله، المتوفى ٣ • ٣هـ نشر السنة ملتانـ

۱۰۳ رسيراعلام النبلاء . حافظ أبو عبدالله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله، المتوفى ٤٨ ٧٤ هـ مؤسسة الرسالة

٤ . ١ - السيرة الحلبية. (إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون) علامه علي بن

برهان الدين الحلبي، رحمه الله، المتوفى ٤٤ ٠ ١هـ المكتبة الإسلامية بيروت.

٥ • ١ - السيرة النبوية (بهامش الروض الأنف) إمام أبومحمد عبدالملك بن هشام المعافري، رحمه الله، المتوفى ٢ ١ ٣هـ مكتبه فاروقيه ملتان.

۱۰۲ مرح ابن بطال إمام أبوالحسن علي بن خلف بن عبدالملك، المعروف بابن بطال، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٤٩هـ، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ٢٠٠١هـ م

الأبي على مسلم. (ويكي إكمال إكمال المعلم)-

شرح تراجم أبواب البخاري و يكي رسالة شرح تراجم أبواب البخاري) .

١٠٧ - شرح الزرقاني على المؤطا. شيخ محمد بن عبدالباقي بن يوسف الزرقاني المصري، رحمه الله، المتوفى ٢٢٢ هـ دارالفكر بيروت.

۱۰۸ - ۱ - شرح عقود رسم/ لمفتى (ضمن مجموعة رسائل ابن عابدين) علامه محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين الشامى، رحمه الله تعالىٰ، المتوفى، ۲۵۲ ه سهيل اكيدهى، لاهور ـ

۹ • ۱ - شرح العقائدة النسفية. (مع النبراس) علامه سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني، رحمه اله، المتوفى ۱ • ۷ هـ مكتبه حبيبيه كوئئه ـ

۱۱۰ مشرح العقيده الطحاوية. علامه صدر الدين على بن على بن محمد أبي العز الحنفي، رحمه الله، المتوفى ۷۹۲هـ قديمي كتب خانه كراچي

۱۱۱ - شرح الكرماني (الكواكب الدراري) علامه شمس الدين محمد بن يوسف الكرماني، رحمه الله، المتوفى ۷۸٦هـ داراحياء التراث العربي

١١٢ مشكل الآثار. إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي،
 رحمه الله، المتوفى ٢٢٣هـ مؤسسة الرسالة ٥١٤١هـ ١٩٩٤مـ

۱۹۳ مسرح معاني الآثار. إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي، رحمه الله، المتوفى ۲۹۹هـ مير محمد آرام باغ كراچي

۱۱۶ مشرح النووي على صحيح مسلم. إمام أبوزكريا يحيى بن شرف النووي، رحمه الله، المتوفى ۷۲هـ قديمي كتب خانه كراچي-

١١٥ سعب الإيمان. إمام حافظ أحمد بن الحسين بن على البيهقي، رحمه الله
 تعالى، المتوفى ٥٨ عددار الكتب العلمية بيروت ١٤١٠هـ

111-الشمائل المحمديةللترمذي بشرح المواهب اللدنية للبيجوري إمام أبوعيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٩هـ فاروقى كتب خانه ملتان.

۱۱۷ ما الصحيح للبخاري. إمام أبو عبدالله محمد بن إسمعيل البخاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ۲۵۲ه قديمي كتب خانه كراچي

۱۱۸ و الصحيح لمسلم. إمام مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ۲۲۱ه قديمي كتب خانه كراچي-

٩ أ - طبقات الشافعية الكبرى علامه تاج الدين أبونصر عبدالوهاب بن تتي
 الدين سبكي، رحمه الله، المتوفى ٧٧١هـ دارالمعرفة بيروت.

۰۲۰ الطبقات الكبرى. إمام أبوعبدالله محمد بن سعد، رحمه الله تعالى، المتوفى ۲۳۰هـ. دارصادر بيروت.

ا ۱۲۱ طلوع الثريابإظهار ماكان خفيا (ضمن كتاب الحاوى للفتاوى) حافظ جلال الدين عبدالرحمن السيوطى رحمه الله تعالى المتوفى ۱۱۹ هـ، مكتبه نوريه رضوية، فيصل آباد

٢ ٢ ١ ـ ظفرالأماني. علامه عبدالحي لكهنوي رحمه الله تعالى، المتوفى ٤ . ٣ ١ هـ

مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ

1 ٢٣ - عارضة الأحوذي. إمام أبوبكر محمد بن عبدالله المعروف بابن العربي، رحمه الله، المتوفى 20 هـ المطبعة المصرية بالأزهر

رحمه العد المسولي ؛ و فلا المساوم علامه أند شام ك

٤ ٢ ١-العرف الشذي.إمام العصر علامه أنور شاه كشميري، رحمه الله، المتوفى
 ٢ ٥ ٢ هـ ايج ايم سعيد كمپنى كراچى۔

170_علوم الحديث. (مقدمة ابن الصلاح) حافظ تقي الدين عثمان بن عبدالرحمن المعروف بابن صلاح الشهرزوري، رحمه الله، المتوفى ٣٤٣هـ دارالكتب العلمية بيروت.

١٢٦ - عمدة القاري. إمام بدرالدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني، رحمه الله، المتوفى ٥٥٨هـ إدارة الطباعة المنيرية

۱۲۷ عزيب الحديث والأثر. إمام أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي، رحمه الله، المتوفى ۳۸۸هـ مركز البحث جامعة أم القرى، مكة المكرمة

۱۲۸ - الفائق. علامه جارالله أبوالقاسم محمود بن عمرالزمخشري، المتوفى

١٢٩ منح الباري. حافظ أحمد بن علي المعروف بابن حجرالعسقلاني، رحمه الله، المتوفى ١٨٥٨ دارالفكر بيروت.

• ١٣٠ منتح القدير. إمام كمال الدين محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الهمام، رحمه الله، المتوفى ٢٦٨هـ، مكتبه رشيديه، كوئثه.

١٣١ منتح المغيث للسخاوي إمام أبوعبدالله محمد بن عبدالرحمن السخاوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢ ٠ ٩ ٩ ٩ م م الطبعة الثانية ٢ ١ ٤ ١ هـ ٢ ٩ ٩ م م

۱۳۲ منح المغيث للعراقي. (شرح ألفية العراقي) حافظ أبوالفضل زين الدين عبدالرحيم بن الحسين العراقي، رحمه الله، المتوفى ٢ • ٨هـ دارالجيل بيروت.

١٣٣ ـ فضل الباري. شيخ الإسلام علامه شبير أحمد العثماني، رحمه الله، المتوفى ١٣٦٩هـ إداره علوم شرعيه كراچي

۱۳۶ دفيض الباري. إمام العصر علامه أنور شاه الكشميري، رحمه الله، المتوفى ١٣٥ هـ رباني بكذبو دهلي.

۱۳۵ - القاموس المحيط. مجدالدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادى رحمه الله، المتوفى ۱۳۵ هـ، ۱۹۵۰ هـ ۱۹۹۰م -

۱۳۲_الكاشف. شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله، المتوفى ۷٤۸هـ شركة دارالقبلة/مؤسسة علوم القرآن، طبع أول ۱۶۱۳/م۹۲هـ

. ١٣٧ - الكاشف عن حقائق السنن. (شرح الطيبي) إمام شرف الدين حسين بن محمد بن عبدالله الطيبي، رحمه الله، المتوفى ٨٤٣هـ إدارة القرآن كراچي.

١٣٨ - الكامل في ضعفاء الرجال. إمام حافظ أبو أحمد عبدالله بن عدي الجرجاني، رحمه الله، المتوفى ٣٦٥هـ دارالفكر بيروت.

١٣٩ - كتاب الأسماء والصفات. إمام حافظ أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقي، رحمه الله، المتوفى ٥٨ عدمطبعة السعادة، مصر

١٤٠ كتاب الرحلة إمام حافظ أحمد بن على المعروف بالخطيب البغدادي،
 رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ٦٣٤هـ، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٤هـ
 ١٩٩٣مـ

ا المعروف الم

٢ ٤ ١ - كتاب الزهد والرقائق. إمام عبدالله بن المبارك رحمه الله تعالى، المتوفى

١٨١هـ، دارالكتب العلمية

187 - كتاب الضعفاء الكبير. أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي، رحمه الله، المتوفى ٢٢٣هـ دار الكتب العلمية بيروت.

المتوفى ٣٠٣هـ، المكتبة الأثرية، سانگله هل، شيخوپورهـ

ه ۱ ۹ - كتاب العلل. إمام أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، رحمه الله، المتوفى ۲۷۹هـ ايم سعيد كمپنى كراچى-

187 - كتاب المصاحف الإمام أبوبكر عبدالله بن سليمان بن الأشعث السجستاني رحمه الله تعالى، المتوفى ٣١٦هـ ، دراسة و تحقيق الدكتور محب الدين عبدالسبحان، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية دولة قطر، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ ١٩٩٥م

المتوفى ١٩١١هـ سهيل اكيدمى لاهور. مكتبة لبنان، الطبعة الأولى ١٩٩٦مـ

١٤٨ - كشف الأستارعن زوائد البزار. إمام نورالدين على بن أبي بكر الهيشمي، رحمه الله، المتوفى ٧ - ٨هـ مؤسسة الرسالة، طبع أول ٥ - ٤ ١ هـ

۱ ٤٩ - كشف الباري، شيخ الحديث حضرت مولانا سليم الله خان صاحب، مدخلهم مكتبه فاروقيه كراچي-

• • ١ - كشف الخفاء ومزيل الإلباس. شيخ إسمعيل بن محمد العجلوني، رحمه الله، المتوفى ٢ ٦ ١ ٩ هـ دار إحياء التراث العربي بيروت.

101 الكفاية في علم الرواية، إمام أحمد بن على المعروف بالخطيب البغدادي، رحمه الله تعالى المعرفي 37 كا ه، دارالكتب العلمية، بيروت، 1 2 1 ه 1 9 ٨٨ م

الكنز المتواري في معادن الامع الدراري. (ديكهر تعليقات المع الدراري).

۱۵۲ ما الكوكب الدري. حضرت مولانا رشيد أحمد گنگوهي، قدس الله سره، المتوفي ۱۳۲۳ هه، إدارة القرآن كراتشي

۱۵۳ - لامع الدراري. حضرت مولانا رشيد أحمد گنگوهي، رحمه الله، المتوفى

١٥٤ لسان العرب . علامه أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن منظور
 الإفريقي المصرى، رحمه الله، المتوفى ١١٧هـ نشر أدب الجوزه، قم إيران ٥٠٤ هـ

١٥٥ لمحات من تاريخ السنة و علوم الحديث شيخ عبدالفتاح أبوغده، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤١٧هـ، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب.

١٥٦ - المؤطا. إمام مالك بن أنس، رحمه الله، المتوفى ١٧٩ هـ دارإحياء التراث العربي.

۱۵۷_المؤطا. إمام محمد بن الحسن الشيباني، رحمه الله، المتوفى ۱۸۳هـ نور محمد أصح المطابع، آرام باغ كراچي_

١٥٨ - المبسوط. شمس الأثمة أبوبكر محمد بن أبي سهل السرخسي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٨٣هـ دارالمعرفة بيروت ١٣٩٨هـ ١٩٧٨م

۱۵۹ - المتواري على تراجم أبواب البخاري. علامه ناصر الدين أحمد بن محمد المعروف بابن المنير الإسكند راني، رحمه الله، المتوفى ۱۸۳هـ مظهرى كتب خانه كراچى - ۱۲۰ مجمع بحار الأنوار. علامه محمد طاهر پثني، رحمه الله، المتوفى ۹۸۲ دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد ۱۳۹۵هـ

١٦١ مجمع الزوائد. إمام نورالدين علي بن أبي بكر الهيثمي، رحمه الله، المتوفى ١٦١هـ دارالفكر بيروت.

١٦٢ المجموع (شرح المهذب). إمام محي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف

النووي، رحمه الله، المتوفى ٧٦هـ شركة من علماء الأزهر_

۱۳۳ مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية، حافظ تقى الدين ابوالعباس احمد بن عبدالحليم حرّانى المعروف بابن تيمية، رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ۲۸ ۷هـ، طبعة الملك فهد.

الرامهرمزي، رحمه الله تعالى، المتوفى • ٣٦هـ، دارالفكر بيروت، الطبعة الثالثة ٤ • ٤ ١هـ ١٩٨٤مـ

170 محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم، رحمه الله، المتوفى 30 هـ المكتب التجاري بيروت/ دارالكتب العلمية بيروت.

177_مختارالصحاح إمام محمد بن أبي بكر بن عبدالقادر الرازي، رحمه الله، المتوفى 777هـ بعد، دارالمعارف مصر

17۷ مختصر اختلاف العلماء. تصنيف الإمام أبى جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٢١هـ، اختصار الإمام أبي بكر أحمد بن علي الجصاص الرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٧٠هـ، تحقيق ودراسة الدكتور عبدالله نذير أحمد ٢١٤١هـ ١٩٩٥م

١٦٨ - مختصر سنن أبي داود.إمام عبدالعظيم بن عبدالقوي المنذري، رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ٥٦ هـ مطبعة أنصار السنة المحمدية ١٣٦٧ هـ ١٩٤٨مـ

179 مرقاة المفاتيح. علامه نورالدين على بن سلطان القاري، رحمه الله، المتوفى 179 هـ مكتبه إمداديه ملتان

• ١٧٠ المستدرك على الصحيحين. حافظ أبو عبدالله محمد بن عبدالله الحاكم النيسابوري، رحمه الله، المتوفى ٥ • ٤هـ. دارالفكر بيروت.

٧١ - مسند أبي داود الطيالسي. حافظ سليمان بن داود بن الجارود المعروف

بأبي داود الطيالسي، رحمه الله، المتوفى٤ • ٢هـ دارالمعرفة بيروت.

١٧٢ ـ مسند أحمد. إمام أحمد بن حنبل، رحمه الله، المتوفى ١٤١هـ

١٧٣ مسند الحميدي. إمام أبو بكر عبدالله بن زبير الحميدي، رحمه الله، المتوفي ٢١٩ هـ المكتبة السلفية مدينه منوره.

۱۷۶ مالمصنف لابن أبى شيبة حافظ عبدالله بن محمد بن أبي شيبة المعروف بأبي بكر بن أبي شيبة، رحمه الله، المتوفى ٢٣٥هـ. الدار السلفية بمبئى، الهند طبع دوم ١٣٩٩هـ ١٣٩٩م.

۱۷۵ معنف لعبد الرزاق إمام عبدالرزاق بن همام صنعاني، رحمه الله، المتوفى ۲۱۱هـ مجلس علمي كراچي ـ

١٧٦ ـ المصنوع في معرفة الحديث الموضوع العلامة نور الدين علي بن سلطان القارى، رحمه الله، المتوفى ١٠١هـ، مكتب المطبوعات الإسلامية حلب

١٧٧ _معالم السنن. إمام أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي، رحمه الله، المتوفى ٣٨٨هـ مطبعة أنصار السنة المحمدية ١٣٦٧هـ ١٩٤٨مـ

۱۷۸_معجم الطبراني الكبير. إمام سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني، رحمه الله، المتوفى • ٣٦هـ دارإحياء النراث العربي

1 ٧٩ ـ المعجم الوسيط. دكتورإبراهيم أنيس، دكتور عبدالحليم منتصر، عطية الصوالحي، محمد خلف الله أحمد. مجمع اللغة العربية دمشق.

١٨٠ معرفة علوم الحديث. إمام أبو عبدالله محمد بن عبدالله حاكم نيسا بورى،
 رحمه الله، المتوفى ٥٠٤هـ دارالفكر بيروت.

۱۸۱ - المغني. إمام موفق الدين أبو محمد عبدالله بن أحمد بن قدامه، رحمه الله، المتوفى ۲۸۰ - ۱۸۱ هـ دارالفكر بيروت ـ

١٨٢ - المغنى في ضبط أسماء الرجال ومعرفة كني الرواة وألقابهم وأنسابهم،

العلامة المحدث الشيخ محمد طاهر بن علي الفتني الهندي، رحمه الله تعالى ، المتوفى ٩٨٦ هـ، دارنشر الكتب الإسلامية، لاهور

۱۸۳ مقدمة ابن الصلاح. (علوم الحديث) حافظ تقي الدين أبوعمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف بابن الصلاح، رحمه الله، المتوفى ٢٣٣هـ دارالكتب العلمية بيروت.

1 1 1 مقدمة أوجز المسالك. حضرت شيخ الحديث مولانا زكريا كاندهلوي، رحمه الله، المتوفى ٢ • ١ ٤ هـ ندوة العلماء لكهنؤ ـ

1 1 0 1 مقدمة فتح الملهم. شيخ الإسلام علامه شبير أحمد العثماني، رحمه الله، المتوفى 9 1 ٣٦ هـ مكتبه دارالعلوم كراچى

١٨٦ - مكتوبات إمام رباني مجدد ألف ثاني. شيخ أحمد فاروقي سرهندي، رحمة الله عليه، متوفى ٣٤ ، ١هـ، عكس مطبوعه امرتسر

١٨٧ مكمل إكمال الإكمال، الإمام أبوعبدالله محمد بن محمد بن يوسف السفوسي الحسيني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٩٥ه، دار الكتب العلمية، بيروت

١٨٨ _مناقب الإمام الأعظم ،الإمام الموفق بن أحمد المكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٨ ٥هـ، مكتبه إسلاميه كوئثه.

١٨٩ مناقب الإمام الأعظم. إمام محمد بن محمد بن شهاب المعروف بابن البزار الكردري، رحمه الله، المتوفى ٧٢٨هـ، مكتبة إسلامية كوئثه.

• ١٩٠ ـ الموضوعات للإمام أبي الفرج عبدالرحمن ابن الجوزي المتوفى ٩٧ ٥هـ قرآن محل اردوبازار كراچى.

191_الموقظة في علم مصطلح الحديث. الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب، الطبعة الثانية ٢١٤١هـ

۱۹۲ ميزان الاعتدال في نقد الرجال. حافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله، المتوفى ٤٨ ٧هـ دارإحياء الكتب العربية مصر ١٣٨٢ هـ

۱۹۳ دنزهة النظر في توضيح نخبة الفكر. حافظ ابن حجر العسقلاني، رحمه الله، المتوفى ۲ ۹۸هـ الرحيم اكيدمي

194 محمد جمال الدين عبدالله بن يوسف زيلعي، رحمه الله، المتوفى ٧٦٧هـ مجلس علمي دُابهيل ١٣٧٧هـ

190 النكت على كتاب ابن الصلاح. حافظ ابن حجر العسقلاني، رحمه الله، المتوفى ٢٥٨هـ

١٩٦ النهاية في غريب الحديث والأثر. علامه مجد الدين أبو السعادات المبارك
 بن محمد ابن الأثير، رحمه الله، المتوفى ١٩٦٠ هـ دارإحياء التراث العربي.

۱۹۷_وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى علامه نورالدين علي بن أحمد السمهودى، رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ۱۹۱هد دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۵۱۵،۱۵۱۱م

› ١٩٨ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، قاضى شمس الدين أبوالعباس أحمد بن محمد المعروف بابن خلكان، رحمه الله تعالىٰ، المتوفى ٢٨١ه، دارصادر بيروت.

199 الهداية. برهان الدين أبوالحسن على بن أبي بكر المرغيناني، رحمه الله، المتوفى 97 هدكتب خانه رشيديه دهلي/إدارة القرآن كراتشي.

• • ٢ ـ هدي الساري (مقلمة فتح الباري) حافظ ابن حجر العسقلاني، رحمه الله، المتوفي ٢ • ٨ هـ دارالفكر بيروت.

۱ • ۲ - همع الهوامع. علامه جلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكر السيوطي، رحمه الله، المتوفى 1 أ ٩ هـ منشورات الرضى. قم إيران.